تاریخ ہندوستان

سلطنت اسلامیہ ہند

جلد ہشتم

بادشاہنامہ عالمگیری

اس میں

ابو المظفر محی الدین محمد اورنگ زیب بہادر عالمگیر بادشاہ غازی کا حال از اول

تا آخر لکھا ہے

مصنفہ

خان بہادر شمس العلماء مولوی محمد ذکاء اللہ فیلو الہ آباد یونیورسٹی

سابق پروفیسر ورنیکولر سائنٹیفک لٹریچر

میور سنٹرل کالج الہ آباد

سنہ ۱۸۹۸ء

مطبع شمس المطابع دہلی میں باہتمام منشی محمد عطاء اللہ مطبوع ہوئی

فہرست مضامین بادشاہنامۂ عالمگیری

ابو المظفر محی الدین محمد اورنگزیب بہادر عالمگیر بادشاہ غازی کا بیان ولادت سے بادشاہ ہونے تک صفحہ ۳ سے ۵۴ تک

اشتہار

تاریخ ہندوستان

مصنفہ خان بہادر شمس العلماء مولوی محمد ذکاء اللہ فیلو الہ آباد یونیورسٹی

سابق پروفیسر ورنیکولر سائنس اینڈ لٹریچر

۷۱۶۹

اس تاریخ کے اٹھارہ حصے تیرہ جلدون مین مجلد ہین اور انکے سات ہزار ایکسو انہتر صفحے بہ تفصیل ذیل ہین

	صفحے	قیمت	محصول
ہندؤن کے عہد سلطنت کی تاریخ	۱۱۰	ہر	۰ر
مسلمانون کے عہد سلطنت کی تاریخ جسکے پانچہزار ایکسو ایک صفحہ ہین			
جلد اول اسمین مضامین یہ ہین (۱) تمہید — (۲) مقدمہ تاریخ کے باب مین (۳) اہل عرب کے زمانہ جاہلیت کا بیان (۴) ایسے اٹھارہ سلاطین اسلامیہ کے خاندان جنہون نے دنیا مین اپنی سلطنت پہیلائی انکی ترقی و تنزل کا بیان نہایت مختصر (۵) ملک سندہ کی تاریخ اہل عرب کی حملہ آوری اور فتحیابی سے خلفاء عباسیہ کے عہد تک (۶) خاندان غزنی کی تاریخ (۷) خاندان غوری کی تاریخ —	۵۱۰	عصہ ر	۳ر
جلد دوم مین (۱) خاندان خلجیہ کی تاریخ (۲) خاندان تغلق کی تاریخ — (۳) سلاطین سادات اور لودھی کی تاریخ —	۴۰۶	عصہ	۱ر
جلد سوم (۱) بابر نامہ (۲) شگرف نامہ ہمایون (۳) رزم نامہ شیر شاہی —	۵۳۰	عصہ	۲

جلد چہارم - اسکے دو حصے ہین حصہ اول مین

واقعات سال چہارم ۱۰۸۱ھ ۱۶۷۱ء صفحہ ۱۲۸ سے ۱۴۳ تک

سیواجی کی ولادت اور تعلیم صفحہ ۱۲۵ سے ۱۴۸ تک

زنیدا رچانده و دیوگڈھ پر دلیر خان کی لشکر کشی و پیش کش کا وصول کرنا۔

سوانح سال دہم جلوس ۱۰۷۷؁ صفحہ ۶۸ سے

شاہزادہ محمد معظم کا دکن پہنچنا۔ قوم یوسف زئی کی سواحل دریا نیلاب پر شورش انگیزی اور انکی تنبیہ و تادیب۔ جشن وزن شمسی۔ عبد اللہ خان والی کاشغر کا بیت اللہ جانا۔ عالمگیر کی تاریخ۔ بادشاہ کا حال۔

واقعات سال یازدہم ۱۰۷۸؁ لغایت سال بست و یکم صفحہ ۷۷ سے ۱۳۰ تک

بادشاہ کا حال۔ سیواجی کا حال اسکے فرار ہونے کے بعد۔ راجہ جے سنگھ سیواجی کا سورت کا لوٹنا اور قلعہ راہیری (رائے گڈھ) کا بنانا۔ سیواجی اور بادشاہ کی صلح۔ صلح کا ٹوٹنا اور سیواجی کا قلعوں اور ملک کا فتح کرنا۔ سیواجی کی حبشیوں سے لڑائی۔ سنبھا کو سیواجی کا بلانا۔ سیواجی کا سورت کو لوٹنا ۱۰۸۱؁ بادشاہی فوج کے شکست کے اسباب۔ مہابت خان کی مہمات دکن میں۔ جنجیرہ و زکوۃ۔ سیواجی اور آغر خان کی لڑائیاں۔ فساد قوم یوسف زئی۔ اسلام خان رومی حاکم بصرہ کا آنا۔ جعفر خان کی وفات۔ اہل بیجاپور سے لڑائی۔ فساد افاغنہ۔ قاضی عبد الوہاب کی وفات۔ قلعہ سالیر۔ وکیل شرعی کا مقرر ہونا۔ قوم ستنامی کا فساد۔ راجہ جسونت سنگھ کا مرنا اور اوسکی اولاد۔ راجپوتوں سے آخر بادشاہ کا بگاڑ۔ شاہزادہ اکبر کا راجپوتوں سے ملنا۔ اکبر کا ایران جانا۔ راجپوتوں سے امتداد جنگ۔

معاملات دکن صفحہ ۱۳۱ سے ۳۳۵ تک

مہابت خان جہان بہادر۔ سلطان علی عادل کا مرنا اور سیواجی کا راجہ بننا۔ مغلوں کے ملک پر سیواجی کے حملے۔ سیواجی کا اپنے باپ کے ملک پر قبضہ کرنا۔ سنبھاجی کا بادشاہ سے ملنا اور پھر باپ پاس آنا۔ بیجاپور کا محاصرہ۔ سیواجی کی موت اور اوسکے خصائل۔ سنبھاجی کا راجہ ہونا اور اوس کا ظلم کرنا اور سلطنت کا انتظام بگڑنا

واقعات سال بست و پنجم ۱۰۹۲ھ صفحہ ۳۳۵ سے ۳۳۶ تک

جہان آرا بیگم کی وفات — راجپوتوں سے لڑائی باروت خانہ کا اڑنا — بادشاہ کا برہان پور سے اورنگ آباد جانا

سوانح سال بست و ششم ۱۰۹۳ھ ۱۶۸۲ صفحہ ۳۳۶ سے ۳۳۹ تک

قلعہ رام سیج پر دھاوا — متفرقات

سوانح سال بست و ہفتم جلوس ۱۰۹۴ھ ۱۶۸۳ — ۳۳۹ سے ۳۴۵ تک

ابوالحسن قطب الملک اور لشکر شاہی کی لڑائی

سوانح بست و ہشتم جلوس ۱۰۹۵ھ صفحہ ۳۴۵ سے ۳۵۹ تک

ابوالحسن کا حال — ابوالحسن کی صلح کی درخواست کا بادشاہ پاس پیش ہونا اور نجابت خان بہادر و بادشاہ کی بے لطفی — بیجاپور پر لشکر کشی — حالات متفرقات

سوانح سال بست و نہم وسی ام ۱۰۹۷ھ صفحہ ۳۵۹ سے ۳۶۷ تک

بیجاپور کا فتح ہونا — بادشاہ کی حیدرآباد کی فتح کی تیاری — شاہزادہ محمد معظم کا مقید ہونا قلعہ گلکنڈہ کا محاصرہ —

سوانح سال بست و یکم ۱۰۹۸ھ صفحہ ۳۶۷ سے ۳۸۸ تک

قلعہ گلکنڈہ کی فتح — ولایت سکھر (سکر) کی فتح — بادشاہ کا دار الجہاد حیدرآباد سے دار الظفر بیجاپور کو جانا — نعمت خان عالی کا وقائع وخافی خان — ان فتوحات کا اثر اور دکن کی بے انتظامی — فتوحات دکن سے جو فائدے بادشاہ کو ہوئے — سنبھاجی کی نالائقی اور شاہزادہ اکبر کا کابل جانا اور سنبھاجی کا گرفتار ہونا — رائے گڈھ کا فتح ہونا — راجہ رام کا بھاگنا اور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پادشاہنامہ عالمگیری

مینے اس پادشاہنامہ عالمگیری کو کتب مفصلہ ذیل کی اعانت سے تالیف کیا ہے —

(۱) عالمگیرنامہ تصنیف منشی محمد کاظم بن محمد امین —

محمد کاظم کو مرزا کاظم بھی اور اسکے باپ محمد امین کو مرزا امینا منشی بھی کہتے ہین جس نے شاہجہان نامہ لکھا ہے اورنگزیب کے سال اول جلوس مین محمد کاظم پادشاہ کا ملازم ہوا — پادشاہ کو اسکی انشا پردازی پسند آئی اسکو پادشاہ نے ارشاد کیا کہ ہماری سلطنت کا حال سچا سچا لکھے اور حکم دیا کہ جب تک مولف [illegible] تاریخ کی تیاری کرے نسخہ واقعات اور فہرست واردات کو وقائع [illegible] سوانح صوبجات اور ولایات کے سوانح کے اسکو حوالہ کرتے رہین اور یہ مقرر کیا کہ جو وقائع اور اخبار تحریر مین آئین وہ ترتیب پانے کے بعد اوقات مناسب مین خلوت مین پادشاہ کو داستان داستان سنائی جائین تاکہ اسکی تصحیح و تنقیح پادشاہ کرتا رہے — یہ بھی حکم دیا کہ پادشاہنامہ مین ہماری شاہزادگی حال تو مفصل لکھا جا چکا ہے اب ایام سلطنت کا احوال آغاز سلطنت جمادی الاولی سنہ ۱۰۶۷ سے اٹھارہ سال تک لکھا جائے اور اسکی ایک مجلد بنائی جائے پادشاہ کے فرمانے کے موافق مؤلف نے جمادی الاولی سنہ ۱۰۶۷ سے رجب سنہ ۱۰۷۸ ہجری تک ایام سلطنت کا دس سال کا احوال تالیف کیا اور سنہ ۳۲ جلوس مین پادشاہ کے روبرو پیش کیا — پادشاہ نے اس سبب سے کہ اسکے نزدیک تاثیر

جانشینی تک لکھے ہین۔

(۷) آداب عالمگیری ۔ اس کتاب مین وہ ساری عرضداشتین و رقعات و تحریرات جمع ہین جو عالمگیر نے باپ کو اور امیرون و وزیرون و مشایخ و بزرگون و شہزادون کو لکھے ہین یا اپنے منشی ابو الفتح سے لکھوائے ہین جسکا خطاب قابل خان تھا۔

(۸) رقعات عالمگیری ۔ جسکا مصنف خود عالمگیر ہے اسکے تین مجموعے ہین جنکے نام یہ ہین (۱) کلمات طیبات (۲) رقائم کرائم (۳) دستور العمل آگاہی اس مین کچھ تاریخی حالات بھی لکھے ہین اکثر یہ کتاب تالیف کے وقت زیر مطالعہ رہی ہے۔

(۹) تاریخ فتح آسام ۔ اس مین شہاب الدین طالش خان نے آسام کی فتح کا حال لکھا جس جنگ مین وہ خود شریک تھا۔

ان کتابون کے سوا اور چھوٹی موٹی کتابین تالیف کے وقت زیر مطالعہ رہین اور انگریزی تاریخون کی ورق گردانی اس بادشاہ کے حال کے لئے بہت کی گئی۔

اس بادشاہ کے حالات کی تاریخین پندرہ لکھی گئین مگر افسوس ہے کہ کوئی کامل تاریخ اسکی ایسی نہین جیسی اسکی آبا و اجداد کی تاریخین ہین اسلئے اسکے حالات مین اختلافات تاریخون مین ایسے ہین کہ کسی اور بادشاہ کے حال مین نہین۔

ابو المظفر محی الدین محمد اورنگزیب بہادر عالمگیر بادشاہ غازی کا

بیان ولادت سے بادشاہ ہونے تک۔

خافی خان نے اپنی تاریخ مین لکھا ہے کہ اورنگزیب ۱۰۲۸ھ مین پیدا ہوا اسکی تاریخ ولادت آفتاب عالمتاب لکھی بادشاہنامہ مین تاریخ ولادت ۱۵ ذیقعدہ ۱۰۲۷ھ ہی اور ظفرنامہ مین شب یکشنبہ ۱۵ ذیقعدہ ۱۰۲۸ھ لکھی ہے وہ دوہود (جو اصل مین دحد ہے جسکی وجہ تسمیہ ہمنے پہلے لکھی ہی وہ احمد آباد سے سو میل اور بڑودہ سے شمال مشرق مین ۷۷ میل پر ہے) مین پیدا ہوا۔ جو صوبہ احمد آباد اور مالوہ کی سرحدون پر ہے۔ ایام شاہزادگی مین بلخ و بدخشان کی تسخیر مین۔۔

باطن کی تابش کے سامنے آثار ظاہری کی الفاظ کی وقعت کچھ نہ تھی مؤلف کو منع کر دیا
کہ اب دس سال سے آگے وہ ہماری سلطنت کی تاریخ نہ لکھے مؤلف نے اس دس برس کی
تاریخ پر بس کی۔

(۲) مآثر عالمگیری۔ اسکا مصنف محمد ساقی خان مستعد خان بہادر شاہ کے وزیر
عنایت اللہ خان کا منشی تھا۔ اسنے عالمگیر نامہ محمد کاظم سے اول دس سال کا احوال
سلطنت خلاصہ کر کے لکھا۔ باقی چالیس سال کا حال زیادہ تر اپنی آنکھوں کا دیکھا تحریر کیا
وہ ان چالیس سال میں بادشاہ کے دربار کے حاضرین میں سے تھا۔

(۳) فتوحات عالمگیری۔ اس کتاب کو واقعات عالمگیری بھی کہتے ہیں اس کا
مصنف محمد معصوم ہے وہ اورنگ زیب کے بھائی شاہ شجاع کا ملازم تھا یہ
تینوں عالمگیر نامے عہد نویس مورخوں نے لکھے ہیں اس کتاب کا نام ظفر نامہ عالمگیر بھی ہے

(۴) منتخب اللباب۔ اسکو اکثر تاریخ خافی خان کہتے ہیں اسکا مصنف اورنگ زیب
کی خدمت میں رہا تھا وہ اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ اگرچہ اورنگ زیب کی پچاس
سال کی سلطنت کا خلاصہ لکھا دریا کے پانی کو کلیا سے ناپنا ہے خصوص آخر
چالیس سال کا حال جسمیں بادشاہ نے مورخوں کو تاریخ کے لکھنے سے منع کر دیا تھا
وہ ایک بحر بے پایان ہے لیکن راقم نے بقدر مقدور دست و پا زنی کر کے تفتیش
تمام اور تفحص تام کے مقدمات اور واقعات کو قابل تحریر کیا جنمیں سے بعض کو ثقہ
اور بوڑھوں کی زبانی اور بعض کو اور اہل دفتر اور واقعہ نگاروں سے تحقیق کیا ہے
اور بعض کو اس مدت میں اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا ہے۔

(۵) وقائع نعمت خان عالی۔ یہ مشہور کتاب ہے جسمیں اورنگ زیب کی
سلطنت کے بعض وقائع بطور استہزا کے لکھے ہیں وہ تاریخ نہیں ہے۔

(۶) جنگ نامہ نعمت خان عالی۔ یہ کتاب نعمت خان عالی نے جسکا لقب دانشمند خان
تھا لکھی ہے اسمیں حالات اس زمانہ سے کہ اورنگ زیب رانا سے لڑا ہی بہادر شاہ کی

داراشکوہ کا مدار سلطنت حاصل کرنا

اسکا بڑا ملاحظہ کرتا تھا۔ قوائے جسمانی کے سبب سے بادشاہ کے دماغ میں بھی خلل آگیا تھا
وہ داراشکوہ کی خودسری کو روکتا نہ تھا۔ بلکہ اسکی استرضاء و خاطرداری سے انجاح
مطالب و ملتمسات میں کوشش کرتا تھا۔ داراشکوہ کے دل میں عالمگیر کا بڑا رعب بیٹھا
ہوا تھا اور اسسے بہت ڈرتا تھا۔ اسنے بادشاہ کو سمجھا سمجھا کر ان لشکروں کو طلب کرا لیا
جو ولایت بیجاپور کی تسخیر کے لئے کمکی بھیجے گئے تھے۔ یہ طلب اس وقت ہوئی کہ بیجاپور پر یورش
ہو رہی تھی اور وہ فتح ہونے کے قریب تھا اس سبب سے اس مہم میں تاخیر ہوئی اور امراء
عظام میں سے سوائے معظم خان و شاہنواز خان و نجابت خان کے کوئی اورنگ زیب
کا کوئی نہیں رہا۔ اب داراشکوہ نے اپنے صلاح کار اس میں دیکھی کہ شجاع و مراد بخش کے
مقدمہ سرکشی کو انکے دفع اور استیصال کے لئے شاہی لشکروں کے بھیجنے کا بہانہ بنائے
اور بادشاہ کی عین حیات میں اسکی استظہار سے ان دونو کا کام تمام کرے اور پھر خاطر
جمعی سے اپنے سارے لشکر اور کل بادشاہی لشکروں کو لیکر دکن کی طرف مصروف
ہو اور عالمگیر کی تدبیر کار کے درپے ہو۔ اس مدعا کے حاصل کرنے کے لئے وہ اکبرآباد کو
اس سبب سے بہتر جانتا تھا کہ مملکت کے وسط میں وہ واقع تھا اور سارے خزانے
اور ذخیرے وہاں تھے۔ یہ باتیں سوچ کر اسنے بادشاہ کو اکبرآباد جانے کے لئے
ترغیبیں دیں اور عین شدت مرض میں جسمیں سکون اور آرام کرنا چاہیے تھا سفر
کرا دیا۔ بادشاہ ۲۰ محرم سنہ ۱۰۶۸ کو شاہجہان آباد سے چلا اور ۱۹ صفر کو اکبرآباد
میں پہنچا۔ یہاں داراشکوہ کھیل کھیلا۔ راجہ جے سنگھ کچھواہہ کو امراء نامدار اور شاہی
لشکر بے شمار کے ساتھ روانہ کیا۔ توپ خانہ اور کل اسباب محاربہ تیار کیا اور اپنے
بڑے بیٹے کو اس سپاہ کا سپہ سالار مقرر کرکے شجاع سے لڑنے کے لئے اکبرآباد سے
روانہ کیا۔ یہ لشکر بنارس سے گذر کر موضع بہادر پور میں آیا جو شہر سے ڈھائی کروہ
پر گنگا کے کنارہ پر تھا اور شجاع وہاں مقیم تھا اور نوارہ بنگالہ اس پاس تھا۔ ڈیڑھ کروہ
کے فاصلہ پر اسسے لشکر شاہی اترا اور دست برد کی گھات میں بیٹھا۔ راجہ نے

بادشاہ کا شاہجہان آباد سے اکبرآباد میں آنا اور شجاع سے لڑنا

اور قندھار و دکن کی مہمات مین اور مست جنگی ہاتھی سے لڑنے مین جو کام اُس سے
ظہور مین آئے وہ ہم نے ظفرنامہ صاحب قرانی مین مفصل بیان کر دیئے ہین سکے اعادہ کی
ضرورت نہین مگر بعض وقعات ایسے ہین کہ ہمنے ظفرنامہ مین انکو بیان کر دیا ہے مگر یہان
انکو ہم مکرر لکھتے ہین جنسے معلوم ہو کہ عالمگیر کیونکر تخت نشین ہوا۔

شاہجہان کی علالت اور دارا شکوہ کا اختیار سلطنت لینا۔

۷ ذی الحجہ سنہ ۶۷ ؁ کو دار الخلافہ شاہجہان آباد مین بیمار ہوا۔ مرض کی شدت سے روز بروز
ضعف بڑھتا گیا جسکے سبب سے وہ امور ممالکت کے نظم و نسق مین مصروف نہ ہوا اور دستور
کے موافق وہ غسلخانہ مین بھی نہ آیا اور نہ خاص و عام کو اپنا چہرہ دکھایا۔ خلق کو اُس کی
زیارت کی ہر روز عادت تھی جب وہ اس سے محروم ہوئے تو انکو اور خیالات پیدا
ہوئے۔ دارا شکوہ اپنے تیئن ولیعہد جانتا تھا۔ بادشاہ کے پاس سے کبھی جدا نہ ہوتا
تھا۔ جب باپ عارضہ جسمانی کے سبب سے ملک کا کام نہ کر سکا تو سلطنت کا سارا اختیار
خود اپنے ہاتھ مین لے لیا۔ خرد اوسکی مستانہ تھی اسلئے اُسنے تمام اطراف و حدود مین
خبرون کا بھیجنا مسدود کر دیا آدمیون کے خطوط اور نوشتون کو پکڑ لیتا اور دربار کے
وکلاء کو منع کر دیا کہ اطراف و اکناف مین اخبار اور حقائق حال کو نہ لکھین انکو محض
تہمت و مظنہ پر محبوس و مقید کرتا اسکا نتیجہ یہ تھا کہ اس مملکت کے کل صوبون و
بلاد مین شاہزادون و امیرون کو بلکہ اکثر اہل دار الخلافہ کو یقین نہ رہا تھا کہ بادشاہ زندہ
سلامت ہے اسلئے احوال ملک مین خلل پڑا۔ ہر گوشہ و کنارہ سے سرکشون نے اور ہر سرکار
و صوبہ مین متمردون نے فتنہ و فساد کے لئے سر اُٹھایا اور جہان رعایا واقعہ طلب
تھی اُسنے مالگذاری کو ترک کیا۔ رفتہ رفتہ نوبت یہان تک آئی کہ مراد بخش نے گجرات مین
خود سری کا علم بلند کیا اور تخت پر بیٹھا اور اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا اور سکہ جاری
کیا اور شجاع نے بھی یہی مسلک اختیار کیا۔ پٹنہ پر لشکر کشی کی اور وہان سے بڑھ کر بنارس
مین آیا جب دارا شکوہ کے استقلال کو کمال ہوا اسباب جاہ کی کثرت سے اسکو
پندار پیدا ہوا اور سپاہ موفور کے ساتھ حضور مین رہتا تھا۔ اس علالت مین بادشاہ

جائے اور وہاں پہنچکر اگر مصلحت ہو تو گجرات سے مراد بخش کے خارج کرنے کے لئے
قاسم خان متوجہ ہو۔ اور نہیں تو راجہ جسونت سنگہ کے لشکر کا ضمیمہ بنے۔ دونو متفق ہو کر
جو مہم پیش آئے اسپر قیام کریں۔ ۲۲ ربیع الاول سنہ ۶۸ کو بادشاہ کے پاس سے یہ لشکر
روانہ ہوا۔ داراشکوہ نے باپ سے کہہ سنکر ملکت وسیع مالوہ کو بھی اپنے اقطاع میں لیا
اور خواجہ محمد صادق اپنے بخشی دوم کو شائستہ فوج کے ساتھ مالوہ میں بھیجا کہ اس
ولایت کا بندوبست کرے اور اس مرز و بوم کے زمینداروں کی استمالت قلوب
ایسی کرے کہ کار زار کے وقت وہ راجہ جسونت سنگہ کے کمکی بن جائیں۔ اب راجہ
جسونت سنگہ اور قاسم خان دونو اجین میں پہنچے اور وہاں مقیم ہو کر صوبہ مالوہ کا
انتظام قلعوں اور حدود کی حفاظت کرنے لگے۔ داراشکوہ اس فکر میں تھا کہ اگر
سلیمان شکوہ اور اسکا لشکر جو شجاع سے لڑنے گیا تھا آجائے تو اسکو بھی اسی
ہیئت مجموعی سے دکھن میں بھیجوں کہ دونو لشکر جمع ہو کر اسکی خاطر خواہ کام کریں
شجاع و مراد بخش کی سرکشی کے سبب سے اطراف [illegible] دونوں ملے بھی نافرمانی اختیار
کی مگر اورنگ زیب میں حلم و وقار و تدبیر [illegible] نہیں تھی کہ اپنے باپ کی رضا جوئی
[illegible] کی راہ سے باہر قدم نہیں رکھا و سرکشی اور نافرمانی کو [illegible]
[illegible] کی طرف سے مقدمات [illegible]
[illegible] بادشاہ کے خاطر نشین ایسے کرتا تھا [illegible] بادشاہ کا مزاج [illegible]
[illegible] منحرف ہو گیا [illegible] اورنگ زیب [illegible]
[illegible]
[illegible] حکم دیا [illegible] بعد اس [illegible]
[illegible] خلعت دیکر اورنگ زیب پاس بھیجا [illegible]
نفرت اس سبب سے تھی کہ جسکو داراشکوہ تصوف جانتا تھا اسکو اورنگ زیب [illegible] سمجھ
تھا۔ داراشکوہ ہندوؤں کے دین اور آئین کی طرف مائل تھا۔ برہمنوں اور جوگیوں [illegible]

اور کشورستانی کے دستور العمل مین نہایت خلل آگیا تھا - بادشاہ اپنے نفس نفیس سے از سر نو انتظام
کریگا اور دارا شکوہ کے دست تصرف و استقلال کو کوتاہ کریگا اتنی مدت تک وہ خبر
مسترت اثر کے انتظار مین رہا کہ دربار سے حصول صحت و عافیت دائمی کا مژدہ سُننے مگر جو
اخبار متواتر آئے وہ اسکی ضد تھے روز بروز مملکت مین فساد اور اختلال پھیلتا جاتا
تھا اور اسی حال مین عیسی بیگ جسکا اوپر ذکر ہوا اکبرآباد سے آگیا اسنے دربار کے
اخبار و وقائع کو اور دارا شکوہ کی تبہ رای اور حکمرانی و جہانداری کو اور بادشاہ
کی بے اختیاری کو جسطرح دیکھا تھا عرض کیا اسکے سوا راجہ جسونت سنگھ اجین مین خاندیس کے
ہمسایہ مین لشکر لیئے موجود تھا - ۵ ربیع الآخر کو برہان پور سے اکبرآباد کی طرف
اورنگ زیب چلا - غرہ رجب کو وہ موضع مانڈو مین آیا - ان دنون مین شاہنواز خان
صفوی کی نیت مین فساد آیا وہ لشکر کے ساتھ نہ آیا - برہان پور مین رہ گیا وہان سے
آنے مین بہانہ بنا کے دفع الوقت کرنے لگا - اورنگ زیب کے نزدیک اسکا لشکر کے
ساتھ نہ چلنا صلاح کار و مصلحت وقت کے خلاف تھا اسنے شہزادہ محمد سلطان کو شیخ میر کے
ساتھ برہان پور بھیجا کہ اسکو دستگیر کرکے قلعہ برہان پور مین مقید کردین ان دونے جاکر
اسکا اپنے گھر سے سوار کرکے قلعہ مین مقید کردیا اور خود الٹے اورنگ زیب پاس آگئے
اورنگ زیب متواتر سات کوچ کرکے دریاء نربدہ کے کنارہ پر آیا - دسوین کو گذر اکبرپور
دریا سے عبور کیا راہ مین ہر روز بہت امیرون کو منصب خطاب عطا کئے اسکے پاس
تمار وا طرف کے رئیس آکے ملتے گئے - ۲ رکو وہ دیپال پور کے باہر آیا - ۱۲ رکو دیپالپور
سے کوچ کیا کہ راہ مین مراد بخش اُس پاس آکر مل گیا یہ دو نو بھائی موضع دھرمات
مین آگئے جو اُجین سے سات کروہ پر واقع ہے راجہ جسونت سنگھ و قاسم خان مع تمام
لشکر شاہی کے مقابلہ کے عزم سے اورنگ زیب کے لشکر سے ایک کروہ پر برابر آئے
اورنگ زیب نے نالہ چور نرتیہ کے کنارہ پر خیمہ لگایا -
راجہ جسونت سنگھ کا حال یہ ہے کہ وہ اوجین مین آیا تھا - بادشاہ نے اسکو اجین کا

میرے جانے سے راضی نہ ہوگا وہ انکو اشارہ کریگا کہ راہ مین میرے لشکر کو روکین اور محاربہ و پیکار سے پیش آئین اور بادشاہ کے تخت کے قریب بھی دارا شکوہ غصہ و کینہ سے میرے لشکر سے مقابلہ کریگا - اسلئے مختصر سپاہ کے ساتھ اس سفر کا کرنا احتیاط کے قانون کے خلاف ہے اسلئے حزم شاہانہ اسکا مقتضی ہوا کہ توفیر لشکر و سامان توپ خانہ و کل اسباب فوج آرائی اور لوازم نبرد آزمائی مین کوشش کی جاے اور ایک لشکر جو اس مہم کے لائق ہو سامان کیا جائے - اورنگ زیب نے اس بات پر توجہ کر کے تھوڑے دنون مین ایک لشکر نمایان و توپ خانہ شایان تیار کر لیا اور سپاہ کے سرداروں کو مناصب عالیہ و خطاب ہاے شائستہ عنایت کئے اور تنخواہین بڑھا دین غرہ جمادی الاولی ۱۰۶۸ھ کو شاہزادہ محمد سلطان کو عنایت خان کی ہمراہ برسم منقلا مقدمہ لشکر بناکے پہلے برہان پور روانہ کیا - پانچوین ماہ مذکور کو اپنا پیش خانہ خاندیس کی طرف روانہ کیا اور بادشاہزادہ محمد معظم کو دکن کی صوبہ داری پر متعین کیا اور شاہزادہ محمد اکبر کو جو ابھی پیدا ہوا تھا دولت آباد کے قلعہ مین اہل حرم کے ساتھ بھیجا اور مراد بخش کے نام فرمان بھیجا کہ گجرات سے مالوہ کی طرف متوجہ ہو اور جب ہمارا لشکر نربدہ سے پار ہو تو وہ اس سے ملجائے اور شاہزادہ محمد اعظم کو اپنے ہمراہ لے - ۱۲ ماہ مذکور روز جمعہ کو اورنگ آباد سے برہان پور کی طرف کوچ کیا - ایک منزل چل کر شاہزادہ محمد اعظم کو اورنگ آباد رخصت کیا ۲۵ ماہ مذکور کو برہان پور مین اورنگ زیب آیا - شاہزادہ محمد سلطان جو پہلے یہان آگیا تھا وہ باپ کی خدمت مین آیا اورنگ زیب نے یہان ایک مہینے توقف کیا اسی اثنا مین عیسی بیگ وکیل دربار جسکو دارا شکوہ نے قید کر کے چھوڑ دیا تھا اورنگ زیب کی خدمت مین آگیا اورنگ زیب نے باپ کی خدمت مین ایک عرضداشت مزاج پرسی کے لئے بھیجی تھی اسکے جواب کے انتظار مین ایک مہینے تک برہان پور مین توقف کیا اس کو یہ امید تھی کہ شائد باپ کا عارضہ بالکل زائل ہو جائیگا اور صحت کامل ہو جائیگی اور وہ مہمات سلطنت کا نظم و نسق کرنے لگے گا اسکے ضعف و آزار کے سبب فرمان روائی

اورنگ زیب اور راجہ جسونت سنگھ کی لڑائی اور اورنگ زیب کی فتح۔

ضیق سے ہے۔ ہمارے ساتھ تم بادشاہ کی خدمت مین چلو یا ہمارے سرراہ سے
ہٹ کر جودھ پور اپنے وطن چلے جاؤ نہین تو لڑائی مین تمہارا بڑا نقصان ہوگا راجہ نے
اس پیغام کو کچھ نہ سُنا اور جنگ و پیکار کے لئے آمادہ ہوا کب رائے کو اُلٹا بھیجا جب
اورنگ زیب کو یقین ہوگیا کہ لڑنا ضرور پڑیگا تو وہ تدبیر جنگ اور تزک سپاہ مین مصروف
روز جمعہ ۲۲ رجب ۱۰۶۸ھ مطابق ۱۶۵۸ء کو اورنگ زیب نے لشکر و توپخانہ و ہاتھیون کو آراستہ
کیا اور خود ہاتھی پر سوار ہو کر میدان جنگ مین آیا۔ شاہزادہ محمد سلطان اور نجابت خان کو
ہراول کا سردار بنایا اور توپ خانہ مرشد قلی خان کو حوالہ ہوا۔ مراد بخش کو برانغار کا سردار
محمد اعظم کو جرانغار کا سردار بنایا لشکر کی قراولی خواجہ عبد اللہ و قزلباش خان کے سپرد ہوئی
اور قلب لشکر کی سرداری خود اورنگ زیب نے کی ان فوجون کے سردارون کے ساتھ
اور بہت سے نامی سردار تھے جنکے نام لکھنے تطویل سے خالی نہین سپاہ کے پیچ کو بسیار کو
اورنگ زیب نے آراستہ کیا۔ عالمگیر نامہ مین لکھا ہے کہ راجہ جسونت سنگھ اورنگ زیب
کے لشکر کی ہیبت سے ایسا خوف زدہ ہوا کہ اُس نے اپنا وکیل اورنگ زیب کے پاس بھیجا
اور اپنی بندگی و عجز و ندامت و سرافگندگی کا اظہار کیا اور یہ پیغام دیا کہ مین حضور کے لشکر
سے لڑنے کا دعویٰ نہین کرتا بلکہ میرا ارادہ حضور کی ملازمت کا ہے۔ بندگی اور اخلاص کے
سوا مین کسی اور طریقہ پر چلنا نہین چاہتا اگر مجھ پر حضور فضل و کرم کر کے نبرد سے باز آئین تو
حضور کی آستان بوسی کرونگا۔ اورنگ زیب نے اس بات کا اعتبار نہین کیا اسکو جواب
دیا کہ ہم جنگ مین توقف نہین کرتے اگر تو سچا ہے تو لشکر سے جدا ہو کر تنہا نجابت خان پاس جا
وہ تجھ کو شاہزادہ محمد سلطان پاس لیجائیگا اور وہ میرے پاس تجھکو لائیگا تو مین تیری
جرائم معاف کر دونگا مگر راجہ یہ کب سُنتا تھا وہ جنگ پر مستعد ہوا۔ قاسم خان کو ہراول کا
سردار بنایا اور اسکے ساتھ بڑے بڑے راجپوت راجہ اور مسلمان امراء ہمراہ کئے
بہادر بیگ بخشی داروغہ توپخانہ تھا اسکے ہمراہ توپ خانہ شاہی لشکر سے آگے بھیجا اور ان
کے نامی سپاہیون مخلص خان و محمد بیگ و یادگار بیگ کو قراول مقرر کیا ہے مہیش داس گور

تنبیہ و تاکید کے لئے امور کیا تھا جب اسنے سُنا کہ گجرات سے مالوہ کی طرف مراد بخش آتا ہی
تو وہ قاسم خان اور سارے لشکر کو لے کر بانس برلہ کی راہ سے لڑنے کے مقصد سے مراد
کی ہمراہ پر گیا اور کاچرودہ سے تین کوس پر آن کر ٹھیرا جسے مراد بخش اٹھارہ کروہ پر تھا
اور جاسوسون کو بھیجا کہ مراد بخش کی عزیمت کی خبر محقق پر اطلاع دین اورنگ زیب نے
دریا نربدہ کے گذرون اور رستون کا بندوبست ایسا کر رکھا تھا کہ صوبہ دکن اور
خاندیس کی کوئی خبر راجہ پاس نہین پہنچ سکتی تھی اسکو یہ خبر ہی نہین ہوئی کہ اورنگ زیب
برہان پور سے مالوہ کی طرف چلا ہے وہ صرف مراد بخش سے لڑنے کے لئے آمادہ تیار
تھا جب مراد بخش کو راجہ کی اور اسکے ساتھ لشکر شاہی کے آنے کی خبر ہوئی اور اس نے
دیکھا کہ مجھ مین اس لشکر کے مقابلہ کی تاب توان نہین ہے تو وہ اورنگ زیب کی ہدایت
وارشاد سے جو اُسنے اپنے مراسلات مین کی تھی کاچرودہ سے اٹھارہ کروہ کے فاصلہ
پر ہے اس راہ کی سمت بدلی جس پر آتا تھا اور دیپال پور کے نواحی مین اورنگ زیب
سے آن ملا راجہ جسونت سنگہ نے کاچرودہ مین چار مقامون کے بعد سنا کہ مراد بخش
جس راہ پر آتا تھا اُسے بدل کر دوسری راہ پر چلا گیا اب وہ اس راہ کی تفتیش مین
ہوا اور اب تک اُسکو خبر نہ ہوئی کہ اورنگ زیب کا لشکر دریاے نربدہ سے پار آگیا ہے
اس عرصہ مین راجہ شیورام گوڑ نے جو مانڈو مین تھا راجہ پاس نوشتہ بھیجا جس مین اورنگ زیب
کے نربدہ سے پار ہونے کا حال مجمل لکھا تھا اور یہ بھی ہوا کہ قلعہ دھار مین جو داراشکوہ کے
نوکر تھے وہ اورنگ زیب کے لشکر کے قریب آنے سے ڈر کر قلعہ کو چھوڑ کر بھاگے اور راجہ سے
جا کر ملے راجہ نے یہ خبر سنکر کاچرودہ مین جس راہ سے آیا تھا اسی راہ سے بازگشت کی
اور جنگ کے ارادہ سے دھرمات پور سے ایک کروہ پر آیا کہ اورنگ زیب کے لشکر کا
سد راہ ہوا اورنگ زیب یہ نہین چاہتا تھا کہ لڑائی ہوا ور مسلمانون کا خون ہو دھرمات
پور مین آنے سے پانچ چھہ روز پہلے کب راے کو کہ ایک برہمن فہمیدہ تھا راجہ جسونت سنگہ
پاس بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ ہمارا ارادہ جنگ کا نہین ہے صرف باپ کی ملازمت کی

کی تھی انکو بڑے بڑے جاہ و منصب و خلعت انعام دیے اور انکے اضافے کیے۔ اورنگ زیب نے
بلدۂ اوجین سے باہر تین مقام کیے ۲ رجب کو وہ یہان سے چلا۔ ۲۸ کوچ اور تین مقام کرکے ۲
شعبان کو حدود گوالیار مین آیا اور بلدۂ مذکور کے سامنے خیمہ زن ہوا۔ جب اورنگ زیب گوالیار
مین آیا تو داراشکوہ دھول پور مین آیا اور اُس نے ایسی تدبیرین کین کہ اورنگ زیب کا لشکر
چنبل ندی سے عبور نہ کرسکے۔ اکثر مشہور گذرون پر اُسنے توپ خانے اور آلات جنگ
لگا دیے تھے۔ اورنگ زیب نے یہان کے زمینداروں سے دریافت کرلیا کہ گوالیار سے داہنی
طرف بیس کروہ پر بہدوریہ ایسا گذر ہے کہ جہان سے لشکر پایاب عبور کرسکتا ہے چونکہ اورنگ زیب
کا لشکر کنار دریا سے دور تھا اور گذر مذکور غیر مشہور تھا داراشکوہ نے اسکی محافظت نہین کی تھی
اورنگ زیب نے خانخانان بہادر سپہ سالار اور صف شکن خان کو اس گذر پر بھیجا کہ اُس پر قبضہ
کرین وہ سلخ شعبان کو چنبل کے کنارہ پر پہنچے اور بے توقف جیسی آب پایاب گذر ہی ہے انہون نے
عبور کیا اور اس طرف پر دریا کے قبضہ کیا۔ اور غرہ رمضان کو اورنگ زیب نے مع لشکر کے دریا
سے عبور کیا۔ بادشاہ کا حال جو اکبرآباد مین ہوا وہ بیان کیا جاتا ہے ـــ

شاہجہان کا حال

اکبرآباد مین شاہجہان کے مرض مین کچھ افاقہ ہوگیا تھا لیکن عارضہ بالکل دفع نہین ہوا تھا
آزار باقی تھا اور ضعف بہت قوی ہوگیا تھا گرمی کا موسم قریب آگیا تھا اور اکبرآباد کی ہوا
بہ نسبت شاہجہان آباد کی ہوا کے بہت زیادہ گرم تھی اور یہان کے دولتخانہ کی عمارات بہ نسبت
شاہجہان کے دولتخانہ کی عمارات کے وسعت و فضا و نزہت و صفائی مین کمتر تھین اسلئے اطبا
نے تجویز کیا کہ اکبرآباد مین رہنے سے بادشاہ کے عود مرض کا اندیشہ ہے شاہجہان آباد
جانا مناسب ہوگا۔ بادشاہ نے بھی اس دار الخلافہ کی عزیمت کی کہ تابستان مین وہان
باغ و بستان اور تسلسل نہر کی طراوت سے راحت ہوگی۔ داراشکوہ بادشاہ کے سفر پر راضی
نہین ہوتا تھا اسکو اپنے مطالب کے منافی جانتا تھا مگر اسپر بادشاہ کی طبع مبارک بہت
مائل تھی اور داراشکوہ جانتا تھا کہ راجہ جسونت سنگہ اورنگ زیب کو اوجین سے آگے نہ
بڑھنے دیگا اس لئے وہ بھی بادشاہ کے اس سفر پر راضی ہوگیا شاہجہان آباد کو روانہ ہوا

وگوردہن راٹھور کو التمش مقرر کیا اور اپنے تئین قول مین رکھا اور افتخار خان کو بسرہ بن انور
مالوجی و پرسوجی اور راجہ دیبی سنگہ بندیلہ کو لشکر کی محافظت کے لئے مقرر کیا پانچ چھہ
گھڑی دن چڑھا تھا کہ لشکرون مین لڑائی شروع ہوئی! اول مقدمہ جنگ مین طرفین سے
گولی گولیان بان چلنے شروع ہوئے پھر ہنگامہ جنگ گرم ہوا لشکر آہستہ آہستہ تیر و بندوق
وبان سے لڑتے ہوئے آگے بڑھے راجپوت جیسے کہ مکندراؤ ہاڈہ و رتن راٹھور و
دیالداس جھالا اور ارجن گور تھے توپ خانہ پر گرے اور مرشد قلیخان کی جان لی! اور
ذوالفقار خان کو زخمی کیا اور توپ خانہ سے گذر کر وہ ہراول پر حملہ آور ہوئے۔
شاہزادہ و نجابت خان خوب اُن سے لڑے۔ مسلمانون کے تیر و تلوارین ہندؤن کی
پیشانیون کے صندل اور گردن کے زنار کی بنتے تھے ہندؤن کے تیغ و سنان مسلمانون
کی زرہ و مغفر کو چیرتے تھے۔ غرض جب اورنگ زیب نے ان راجپوتان کا غلبہ اپنے لشکر
پر دیکھا تو وہ خود جنگ پر متوجہ ہوا اُسنے دشمن کو ہٹایا اور مراد بخش جو برانغار مین
صف آرا تھا وہ دائین طرف سے اعدا کی بنگاہ پر جو لشکر مخالف کے عقب مین تھا حملہ آور
ہوا۔ اور تاخت و تاراج شروع کی۔ مالوجی و پرسوجی جو محافظ لشکر تھے تاب مقاومت
نہ لائے اور بھاگ گئے کا ارادہ کیا۔ دیبی سنگہ نے مراد بخش کے ہاتھی کے پاس آکر پناہ مانگی
مراد نے اسکو اپنی ہمراہ لے لیا غرض راجہ جسونت کو شکست ہوئی اور وہ کچھ زخمی راجپوتون
کو ہمراہ لے کر اپنے وطن کو چلا گیا اور قاسم خان اور سارا لشکر بادشاہی فرار ہوا۔
اورنگ زیب نے اس لشکر کا تعاقب اس خیال سے نہین کیا کہ وہ عاجز کشی تھی اُسنے
بکمال دین پروری اور مسلمانی کے سبب سے حکم دیا کہ معرکۂ وغا مین جو مسلمان ہاتھ آئے اسکو
جان کی امان دین اور اسکا خون نہ کرین اور مسلمین کے عرض و ناموس کے متعرض نہ ہون
اورنگ زیب نے اس فتح کا شکریۂ الٰہی ادا کیا اور مراد بخش کو پندرہ ہزار اشرفی اور
چار ہاتھی عنایت کئے اور شاہزادہ محمد سلطان کا پنج ہزاری پنجہزار سوار کا اضافہ منصب
کر کے پانزدہ ہزاری دہ ہزار سوار بنایا اور جن امراء نے اس جنگ مین جانفشانی..

بادشاہ سے اس مقدمہ کو اس پیرایہ مین گوش گذار کیا کہ اورنگ زیب و معظم خان نے اتفاق کرکے سازش کی ہے اسلئے اسکے بیٹے محمد امین خان کو جو میر بخشیگری سلطنت تھا داراشکوہ نے اپنے گھر مین بلاکر امور غیر واقع سے متہم کراکے مقید کیا۔ شاہجہان پر تین چار روز کے بعد خان مذکور کی بے گناہی اور حقیقت حال پر اطلاع ہوئی اسلئے داراشکوہ سے خود ہی اسکے حکم کو منسوخ کرکے اسکو رہا کرایا۔ شاہجہان یقینی جانتا تھا کہ اورنگ زیب سے داراشکوہ لڑکر خراب ہوگا اور اپنے تخت و دولت کے پاؤن مین آپ کلھاڑی مارے گا وہ صلح و صلاح کا مشورہ دیتا اور سمجھاتا کہ بیٹا بھائی سے نہ لڑے مگر داراشکوہ اپنی لشکرکشی اور سپہ آرائی سے باز نہ آتا تھا۔ اندنون بادشاہ کے ہاتھ سے سررشتہ اختیار و اقتدار جاچکا تھا وہ منع و زجر پر قادر نہ تھا ناچار دارا سے مدارا کرتا تھا۔

۱۷ شعبان کو داراشکوہ نے خلیل اللہ خان کو برسم منقلا پہلے روانہ کیا اور بعض امرا و سپاہ کو اسکے ہمراہ کیا کہ وہ دھول پور مین جاکر اسکے آنے تک اقامت کرے اور دریاے چنبل کے گھاٹون پر توپ خانے لگاکے اور سپاہ مقرر کرکے محافظت کرے۔ ۲۵ شعبان کو اکبرآباد سے خود سارے لشکر اور اپنے چھوٹے بیٹے سپہر شکوہ کو ہمراہ لیکر برآمد ہوا اور پانچ منزلین طے کرکے دھولپور مین آیا اور اس سرزمین کے زمیندارون کی دلالت سے دریا کے گذرون کا انتظام کیا اور جہان مخالف پایاب ہوکر عبور کرنے کا گمان بھی تھا وہان بھی بندوبست کیا اسکو یہ انتظار تھا کہ اسکا بڑا بیٹا سلیمان شکوہ اور اسکا لشکر اس سے آن ملے انکو اسنے طلب کیا تھا وہ جلد چلے آتے تھے اسلئے اسکی راے مین یہ آیا تھا کہ انکے آنے تک اس طرح کارزار و صف آرائی مین چند روز دفع الوقت کرے مگر اورنگ زیب کے عبور ہونے کا پھر دریا کیسے مانع ہوسکتا تھا اسنے عبور کیا جسکا بیان اوپر ہوا تو داراشکوہ اس لشکر سے لڑنے کے لئے دھول پور سے روانہ ہوا اور ساموگڈھ آیا (اکبرآباد سے دس کروہ پر ہے) اور دریاے جمن پر ایک زمین جنگ کے واسطے تجویز کی۔ یہان خیمے ڈالے اور

اور موضع بلوچ پور مین آیا راجہ جسونت سنگھ کے پاس رستم بیگ گرز بردار اور لسیا ول بیگ گئے ہوئے تھے اُنہون نے آن کر بادشاہ کو راجہ کی شکست کی خبر سنائی اس خبر کے سُننے سے دارا شکوہ کے ہوش اُڑے وہ خود اکبر آباد کو اُلٹا پھرا۔ نہم ماہ مذکور کو بلوچ پور سے بادشاہ کو بھی منت وسماجت کرکے لے آیا اور سپاہ و لشکر اور اسباب نبرد و پیکار کے جمع کرنے مین کوشش کرنے لگا اور جن سوبجات اور محال سے منصبداروں و جاگیرداروں کا آنا ممکن تھا انکو بلا لیا اور اُنکے قلوب کی تسخیر مین اور خواطر کی تسلی مین کوشش کی۔ سب کو اپنا ہمداستان بنایا اور بادشاہ کے سارے عمدہ ملازمون اور امرا کو چرب و نرمی و ملائمت و نوید احسان و رعایت سے استمال کیا اور جنگ کے لئے آمادہ کیا اور تھوڑے دنون مین بادشاہ کے نوکرون اور قدیم و جدید سپاہیون کا ایک انبوہ جمع کر لیا جسمین ساٹھ ہزار سوار تھے انکو توپخانہ شاہی سے ہتھیار جتنے جی چاہا دیدئے۔ کل توپخانہ و جنگی ہاتھی اس لشکر کے ساتھ کئے۔ خزانہ کے مُنہ کھول دیئے جتنا زر سپاہ مین پریشان کیا اتنا ہی اپنی پریشانی کے لئے سامان کیا سب سے زیادہ اسکا ناصواب کام یہ تھا کہ معظم خان کے بیٹے محمد امین خان کو جس نے قید کیا اسکی تفصیل یہ ہے کہ اورنگ زیب نے معظم خان کو بیجاپور کی حدود مین اسلئے چھوڑا تھا کہ وہ ایک کروڑ روپیہ کی پیشکش لے آئے جو اُسکے مراجعت کے شکرانہ مین عادلخان نے دینی قبول کی تھی دارا شکوہ نے عادلخان اور ارکان دولت بیجاپور کو ایسا کچھ لکھ بھیجا کہ اورنگ زیب کا یہ مطلب دلخواہ نہ ہونے دیا اور اسکے کام کو تاخیر مین ڈال دیا۔ اور اس نے بادشاہ سے ایسا کچھ کہا سُنا کہ بادشاہ نے معظم خان کو اپنے پاس بلایا۔ وہ بادشاہ کے حکم سے باقی لشکر کو جو ان حدود مین تھا ہمراہ لے کر اورنگ آباد مین آیا کہ یہان سے بادشاہ کے دربار مین جائے مگر اسکی جانیکو اورنگ زیب نے منافی مصلحت اس سبب سے جانا کہ دکنی زیادہ خیرہ سر ہو جائینگے۔ معظم خان نے بادشاہ کے حکم کی تعمیل مین جب تقاعد کرنا نہ چاہا تو اورنگ زیب نے معظم خان کو دستگیر کرکے دکن مین نگاہ رکھا۔ دارا شکوہ کو جب یہ خبر معلوم ہوئی تو اُس نے بد اندیشی اور بدگمانی سے

داراشکوہ کا محمد امین خان کو قید کرنا

تو اورنگ زیب نے لشکر کو آراستہ کیا اور توپ خانہ کو اور جنگی ہاتھیوں کو آگے روانہ کیا اور
شاہزادہ محمد سلطان کو خانخانان بہادر کے ساتھ ہراول کا سپہ سالار بنایا اور شہزادہ
محمد اعظم کو برانغار کی سرداری سپرد ہوئی - جرانغار مراد بخش کے حوالہ ہوا - التمش کی سرداری
شیخ میر کو مفوض ہوئی - دست راست کی طرح بہادر خان کو حوالہ ہوئی
اور دست چپ کی طرح خاندوران خان کو اور خواجہ
عبداللہ بیگ کو قراولی - اورنگ زیب ہاتھی پر سوار ہوا اور بیٹے محمد اعظم کو اپنے ساتھ
بٹھایا اور قول میں رونق افروز ہوا - اورنگ زیب کو یہ تجربہ سے معلوم ہو گیا تھا کہ تائید
آفریدگار اور ثبات قدم و استقلال سردار پر فتح و ظفر موقوف ہے اسلیئے وہ غنیم کے
کثرت لشکر سے خائف نہیں ہوتا تھا - ۷ رمضان کو یہ لشکر اسی میدان جنگ میں گیا جو
پہلے تجویز ہوا تھا - داراشکوہ کی ترتیب افواج اسطرح تھی کہ دست راست کی طرف
تو اسکا اپنا توپ خانہ برق انداز خان میر آتش کے اہتمام میں اور دست چپ میں توپخانہ
پادشاہی حسین بیگ خان کی سرداری میں لشکر کی صفوں کے آگے کھڑے کیئے تھے -
راؤ ستر سال کو ہراول کا سردار بنایا اور داؤد خان خویشگی کو چار ہزار سواروں کے ساتھ
اسکا ضمیمہ کیا - خلیل اللہ خان کو ہراول سپرد کی اور اپنے بیٹے سپہر شکوہ کو رستم خان کے ساتھ
جرانغار کا سپہ سالار بنایا اور خود قول میں رہا - قول کے یمین و یسار میں خود میمنہ کا سردار
ظفر خان کو اور فوج میسرہ کا سردار فاخر خان نجم ثانی کو مقرر کیا - پہر دن چڑھے لڑائی
شروع ہوئی - دونو طرف سے اول بان و توپ و تفنگ چلے آتش حرب جب اور زیادہ
تیز ہوئی اور دونو لشکر قریب آئے تو تلوار سے لڑائی شروع ہوئی - جرانغار کے سردار سپہر شکوہ
اور رستم خان اورنگ زیب کے توپ خانہ کے روبرو آئے تو توپوں کی مار سے وہ پیچھے
ہٹے - رستم خان کی فوج کے ایک ہاتھی کے گولہ لگا جس سے وہ گر پڑا جب سپاہ نے
دیکھا کہ توپخانہ کے استحکام کے سبب سے کام نہیں چل سکتا تو وہ یہاں سے پھر کر
مخالف کے برانغار پر جھکے اور بہادر خان سے لڑائی شروع ہوئی اور وہ

فوج کی ترتیب مین مصروف ہوا۔ اسوقت بھی بادشاہ نے اسکو نصیحت کی کہ جنگ و ستیز سے باز آ مگر اُسنے نہ سُنا۔ گو اس وقت بادشاہ پر ضعف کا استیلا اور قوا کا ضعف تھا گرمی کی تیزی اور ہوا کی حرارت کی شدت تھی۔ مگر اسنے ارادہ کیا کہ دریا کی راہ سے اس لشکرگاہ مین خیمہ لگا کے بھائیون کی جنگ کی آگ کو بجھائے منازعت کو مٹا کے مصالحت کرا دے اس عزم سے پیش خانہ بھیجا اور حکم دیا کہ دونو لشکرون کے درمیان خیمہ گاہ کھڑا کرین اور پیچھے خود بھی سوار ہونے کا ارادہ تھا۔ داراشکوہ جانتا تھا کہ بادشاہ کے جانے سے مصالحت ہو جائیگی جسکو وہ پسند نہین کرتا تھا اسلئے وہ بادشاہ کے جانے پر راضی نہین ہوا۔ اُسنے حیلے حوالہ کرکے اس کام کو جھمیل مین ڈال دیا اور جنگ و پیکار مین جلدی کی جسکا سرانجام اسکے حق مین جو ہوا وہ بیان کیا جاتا ہے۔

اورنگ زیبنے دریائے چنبل سے عبور کرکے دو روز مقام کیا کہ پیادہ و لشکر نے جو مسافت بعیدہ طے کی تھی آرام پاسے جب اُسنے سُنا کہ دھول پور سے داراشکوہ لڑنے کے قصد سے آتا ہے تو ۵ رمضان کو وہ چنبل کے کنارہ سے چلا۔ ۶ کو داراشکوہ کے لشکر سے ڈیڑھ کوس پر آنکر مقیم ہوا کہ مخالف کے لشکر کی حقیقت اور اسکے فساد کی عزیمت معلوم ہو۔ اسی روز اورنگ زیب کا لشکر قریب آیا داراشکوہ صف آرائی کرکے جنگ کے عزم سے سوار ہوکر اپنے لشکرگاہ سے آگے بڑھا۔ لوئین آگ برسا رہی تھین زمین شعلے اٹھا رہی تھی گرمی کے غلبہ سے اور پیاس کی شدت سے اور کمیابی آب سے آدمی سراب عدم مین چلے جاتے تھے اسکے لشکر کو نہایت تکلیف ہوئی اور شام کو بغیر لڑے وہ اُلٹا چلا گیا اُس دن اورنگ زیب کا لشکر بھی پانچ کوس گرمی کی شدت اور جلتی دھوپ و پانی کی قلت مین آیا تھا اس نے اس سبب سے آج لڑنے کو مصلحت نہ جانا اور لشکرگاہ مین مقیم ہوا اور حکم دیا کہ رات کی خبرداری کے لئے مورچل قائم ہون اور چوکی پہرے سارے لشکر مین تقسیم ہون۔ اور محافظت کی شرائط ادا ہون اورنگ زیب کے اس حکم سے لشکر کے سردار اور سپہدار احتیاط و بیداری کے لوازم کو بجا لائے اور صبح کے منتظر رہے۔ جب صبح ہوئی

کہ اسکا دیوان محمد صالح جسکو وزیرخان کا خطاب دیا گیا تھا مارا گیا اور عمدہ آدمیون کی
ایک جماعت قتل ہوئی اور اسکی سواری کے ہاتھی کے قریب چند بان متواتر مخالفون کے
لشکر سے آن کر پڑے تو پھر میدان جنگ مین نہ ٹھیر سکا باوجودیکہ اسکے پاس ایک جماعت
موجود تھی اور لڑائی ختم نہ ہوئی تھی کہ وہ بھاگ گیا اور بہت ہراس و بیدلی سے ہاتھی
سے اُترکر بے یراق و سلاح ننگے پاؤن گھوڑے پر سوار ہوا۔ اس حرکت و اضطراب بے ہنگام
سے اسکا لشکر پراگندہ و پریشان ہوا۔ اس حال مین ایک خدمتگار اسکی کمر مین ترکش
باندھتا تھا کہ وہ تیر لگنے سے مرگیا تو وہ اور خوف زدہ ہوا وہ بھاگا اور اس فرار مین اسکا
بیٹا سپہر شکوہ بھی آن ملا۔ داراشکوہ کو شکست اور اورنگ زیب کو فتح ہوئی۔ اگرچہ اورنگ زیب
نے اپنے لشکر کو تعاقب کا حکم نہین دیا تھا پھر بھی اکبرآباد تک جو دس کروہ تھا ہر قدم پر زخمی
مُردہ پڑے تھے اس جنگ مین بہت آدمی مارے گئے اور بڑے بڑے امیر جو ریاست و
حکومت رکھتے تھے اُنہون نے خاک ہلاک پر عدم کی راہ لی۔ داراشکوہ اپنے چھوٹے بیٹے
سپہر شکوہ کے ساتھ بھاگ کر اکبرآباد گیا اور اپنے گھر مین جا کر اُترا خجالت و شرمساری کی
سبب سے کسی آشنا و بیگانہ سے نہ ملا۔ خوف کے مارے باپ کے سامنے نہ گیا باپ کو
کیا مُنہ دکھاتا وہ پہلے ہی اس نازپروردہ کی حقیقت کو جانتا تھا اور اورنگ زیب کو
خوب پہچانتا تھا اس لئے مقابلہ کو منع کرتا تھا۔ اگر دارا باپ کے کہنے پر چلتا تو کیون یہہ
ذلت و خواری اُٹھاتا تین پہر رات تک یہان ٹھیرا آخر شب مین اپنے گھر سے فرار کیا۔
اور بیوی اور لڑکی اور بعض اور اہل حرم کو ساتھ لیا اور کچھ جواہر و مرصع آلات اور سونا
اور اشرفیان جو اس اضطراب سراسیمگی مین ہاتھ لگے ساتھ لے گیا۔ اندھیری رات مین
سپہر شکوہ اور بارہ سوار اکبرآباد سے اسکے ہمراہ تھے وہ اسکے ساتھ دہلی گئے۔ مگر اسکے
بعد اسکی سپاہ شکستہ جسمین کچھ زخمی کچھ گرمی کے مارے تھے آہستے جا کر ملے اس طرح پانچ ہزار
سوار اس پاس جمع ہوگئے بعض اسکے کارخانے بھی اس پاس پہنچگئے مگر اکثر نوکر اس سے جدا
ہوکر اورنگ زیب پاس چلے آئے جنکو اُسنے مناسب مناصب دیئے اور ان پر نوازش کی

زخمی ہوا اسکے ہمراہیون مین سے سید دلاور خان اور ہادی داؤد خان کشتہ
ہوئے۔ غنیم کی فوج عظیم تھی برانغار کی سعی سے دفع نہ ہوسکی قریب تھا کہ برانغار مین
لغزش آئے کہ شیخ میر فوج التمش کے ساتھ اسکی کمک کو آیا اسنے دشمن کو پرے ہٹایا
اس جنگ مین رستم خان جنگ ستمانہ کرکے تیر قضا کا ہدف ہوا سپہر شکوہ بھاگ گیا۔
اورنگ زیب کے برانغار مین سے حسن بخش و سیف خان و غریب بیگ و محمد صادق
و عمر زیرہمنا زخمی ہوکر کشتہ ہوئے اسکے بعد قول اور التمش کی فوج داراشکوہ لیکر
اورنگ زیب کے توپخانہ و ہراول کے روبرو آیا مگر مقابلہ مین ٹھیر نہ سکا دست
راست کی طرف گیا مراد بخش سے جو برانغار مین تھا جا بھڑا۔ خلیل اللہ خان پھر برانغار کی
فوج پر حملہ آور ہوا اور اسکے لشکر اوزبکیہ نے دلیری و مردانگی کی داد دی اور راجپوتون
نے بھی بڑی جلادت دکھائی کہ راؤ ستر سال ہاڈہ و رام سنگہ راٹھور و بھیم سنگہ پسر راجہ بٹھلداس
اور راجہ سیوارام برادر زادہ راجہ مذکور اور دلیر و نامور راجپوتون کی جماعت اورنگ زیب
کے بہت قریب آگئے اور راجہ روپ سنگہ اورنگ زیب کی سواری کے ہاتھی کے قریب
گھوڑے سے اتر کر جلادت و بہادری کے کام کرنے لگا اورنگ زیب نے اسکی یہ بہادری
دیکھ کر اپنے نوکرون کو اسکے قتل کرنے سے منع کیا اور زندہ پکڑنے کا حکم دیا مگر نوکر
اسکی اس گستاخی کے متحمل نہ ہوئے انہون نے اسے مار ڈالا۔ یہ واقعہ اورنگ زیب کے
رحم و مروت پر شہادت دیتا ہے کہ جو شخص اسکے قتل کرنے کے قصد سے آئے اسپر
عنایت فرمائے۔ اورنگ زیب بھی عجب مروت کیش رحم گستر و فتوت آئین عفو پرور
تھا کہ اسکا قہر مہر کے ساتھ رہتا اور اسکا غضب لطف سے دمساز تھا اپنی حسن نکوئی
اور لطف خوشی کے سبب سے وقت کینہ جو مخالفون کو رجوع پر آمادہ اور عین جنگ
مین بخشایش و رافت سے پرخاش جو دشمنون کے لئے در صلح کو کشادہ رکھتا تھا
جب داراشکوہ نے دیکھا کہ رستم خان و راؤ ستر سال اور اور عمدہ راجپوت جو اس
جنگ مین اسکے قوت بازو تھے ہلاک ہوئے تو اسنے کچھ تھوڑی دیر اور کوشش کی

وخطاب پایے ۱۰ ار رمضان کو اورنگ زیب سموگڑھ سے باغ دلکشا نور منزل مین آیا۔
یہان اورنگ زیب کے معذرت نامہ کا جواب شاہجہان نے اپنے ہاتھ سے لکھ کر
فاضلخان میرسامان کے ہاتھ بھیجا اور سید ہدایت اللہ صدر کو بھی اسکی رفاقت مین روانہ
کیا۔ انہون نے باغ نور منزل مین پادشاہ کا یہ صحیفہ پیش کیا اور مقدمات جنکے لئے وہ
مامور تھے گذارش کئے اورنگ زیب نے انکو خلعت دے کر رخصت کیا دوسرے روز
پادشاہ کے حکم سے یہ دونو آدمی اورنگ زیب پاس آئے اور ایک شمشیر موسوم عالمگیر یہ
انکے ہاتھ پادشاہ نے عالمگیر کے لئے بھجوائی اور پادشاہی امراء اورنگ زیب پاس آتے
جاتے تھے۔ شہر کے باہر اسکے ٹھیرنے سے اہل شہر پریشان خاطر تھے اورنگ زیب نے
سنا کہ مرادبخش کے نوکرون کا نظم ونسق نہ ہوا اور بے پروائی کے سبب سے خودسر
ہوئے اینمین سے بعض حکم کے برخلاف شہر مین جہان جاتے دست تعدی دراز کرتے
اس سبب سے قریب تھا کہ شہر مین اراذل واوباش ایک آشوب برپا کرتے اور فساد کا
ہنگامہ گرم ہوتا اور خلائق کی آسایش وآرامش مین فتور آتا اورنگ زیب نے اپنے
بیٹے محمد سلطان کو کچھ سپاہ ہمراہ کرکے حکم دیا کہ وہ شہر مین جاکر انتظام کرے حسب الحکم
۱۴ ار رمضان کو محمد سلطان اور خانخانان بہادر سپہ سالار شہر مین داخل ہوئے
اور اہل شہر کو امن وامان کا مژدہ سنایا ولطف واحسان کی نوید دی اور خوب
انتظام کردیا اب بڑے بڑے امیر اورنگ زیب کی خدمت مین آتے جاتے تھے
اور منصبون اور جاگیرون پر سرافراز ہوتے تھے۔ داراشکوہ کی چکلہ داری مین
متھرا تھا داراشکوہ کی پراگندگی کے سبب سے آئین واقعہ طلب مفسد وبیخ فساد
چار کھا تھا اورنگ زیب نے جعفرخان ولد اللہ وردی خان کو اس چکلہ کی فوجداری و
نظم جہات سپرد کی ۱۷ ار کو اورنگ زیب نے محمد سلطان کو حکم دیا کہ وہ دادا کی
خدمت مین جائے وہ حسب الحکم قلعہ مین دادا کی خدمت مین گیا اور باپ کی طرح آداب
وکورنش بجا لایا ۱۹ ار کو شاہجہان کے کہنے سے حکیم صاحب باغ نور محل مین اورنگ زیب

اور اکبر آباد مین دارا کا اکثر خزانہ و جواہر و مرصع آلات و کارخانجات و گھوڑے ہاتھی
اور تمام اسباب حشمت و تجمل رہ گیا اس پاس نہ پہنچ سکا۔
اس لڑائی مین یہ امر قابل غور ہے کہ اکبر کی اس تدبیر سے کہ راجپوتون کے ساتھ رشتہ
ہو اور اس قوم پر از حد نوازش اور انکی تربیت کی جائے۔ راجپوتون کو مسلمانون
کے ساتھ اور مسلمانون کو راجپوتون کے ساتھ ایسی محبت ہو گئی تھی کہ مسلمان اپنی
سلطنت کے فیصلہ کرنے مین انکو اپنا شریک بناتے اور وہ شریک ہو کر اسکا فیصلہ کرانے
جب اورنگ زیب نے اعدا کو ہزیمت دی تو اسنے خدا کی درگاہ مین شکر ادا کیا۔ اور
افواج کو ہمراہ لے کر مخالفون کے لشکرگاہ مین گیا۔ دشمنون کی منزلگاہ مین غارت و تاراج
کی جاروب نے صفائی کر دی تھی مگر داراشکوہ کا خیمہ اپنی جگہ پر کھڑا تھا اورنگ زیب اس خیمہ
مین جب تک ٹھیرا کہ اسکا اپنا خیمہ دولت خانہ آیا امرا و رفیع القدر اور اخلاص شعار
تسلیم مبارکباد اور آداب تہنیت فتح بجا لائے۔ مراد بخش کا چہرہ زخمون کے لگنے سے
گلرنگ ہو رہا تھا۔ اورنگ زیب نے اول زخمون پر چرب و نرمی کے ساتھ اپنی لطف و
نوازش کا مرہم رکھا۔ پھر ماہر جراح و تجربہ کار اطبا علاج کے لئے بھجوائے جب بادشاہ کا
خیمہ آگیا تو وہ کھڑا ہوا اور کام بخشی و عطا گستری کی مراسم ادا ہوئین اور جن امرا و
نوکرون نے اس جنگ مین کوشش و جانفشانی کی تھی اور جوہر مردی و شجاعت
و گوہر اخلاص و ارادت دکھایا تھا انپر شاہانہ مہربانیان ہوئین اور ہر شخص کو اسکے
رتبہ و قدر کے موافق عطیات عنایت ہوئے۔ زخمیون کی مرہم پٹی کرائی کشتون
کو خاک سے اُٹھایا۔ دوسرے روز شکارگاہ سموگڈھ مین اورنگ زیب آیا جمنا کی کنارہ
پر مکانات مین اترا اور اسی روز باپ پاس معذرت نامہ بھیجا جسمین صورت حال و صف
آرائی کا اعتذار اور بحکم شرع و فتوائے عقل داراشکوہ سے جنگ کا سبب نہایت ادب
کے ساتھ لکھ کر بھیجا اسی دن محمد امین خان پسر معظم خان اسکی خدمت مین آیا پھر اور
بہت بڑے بڑے امرا اسکی خدمت مین آگئے اور انہون نے بڑے بڑے انعام و خلعت

انکی اوضاع سے اورنگ زیب کو معلوم ہوتا تھا کہ دارا شکوہ کا لکھنا انپر اثر رکھتا ہے دارا شکوہ
پوشیدہ نوشتے باپ پاس بھی بھیجکر اُسکے دل مین وسوسے ڈالنے مین کوشش کرتا تھا۔ چونکہ آدمی کی نہاد
مین یہ امر داخل ہے کہ وہ نقوش وساوس کو اور آثار تخیلات کو قبول کرتا ہے خصوصًا جو نیکخواہی اور
خیر اندیشی کے لباس مین غلط نما ہو کر خرد آشوب دانش فریب ہون۔ شاہجہان کے بعض اطوار سے
یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ دارا شکوہ کی محبت و الفت و طرفداری کو دور نہین کر سکتا۔ جب حضرت
شاہجہان نے فضل خان کے ہاتھ یہ فرمان اورنگ زیب کو بھیجا تھا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ اے میرے
فرزند مین تیری صورت دیکھنے کو ترستا ہون مدت کے بعد اب تو یہان آیا ہے امتداد فراق سے
اشتیاق زیادہ ہو گیا ہے خدا کی عنایت سے مینے دوبارہ زندگی پائی ہے تو میرے پاس آنکر
سعادت قدمبوسی حاصل کر۔ اورنگ زیب نے اسکا جواب یہ لکھا کہ میری بڑی خوش نصیبی اور پوری
اقبال ہے کہ حضور نے مجھے یاد فرمایا اب مین حضور سے اس امر کا امیدوار ہون کہ میری ملازمت
کے واسطے کوئی ساعت مسعود قرار دی جاے۔ بادشاہ اس عرضداشت کو سنکر بڑا خوش
ہوا اور ملنے کا اشتیاق اور زیادہ بڑھ گیا مگر اورنگ زیب دل سے چاہتا تھا کہ مین
باپ کے پاس جاؤن اور مراسم اخلاص عقیدت کو بجا لاؤن اور خاطر اشرف کے استرضا
مین کوشش کرون۔ اگر بادشاہ کے دل مین اسکی طرف سے کچھ غبار ہو تو اُسکو بالمشافہ بے توسط
اغیار آستین اعتذار سے پونچھون کہ بالکل حجاب رفع ہو جاے اور صفائی ہو جاے لیکن شاہجہان کو
دارا شکوہ کے اصلاح حال کی رعایت چلی جاتی اور اسکی طرف توجہ باطنی تھی جو کچھ وقوع
مین آیا تھا وہ اُسکے مطلوب کے منافی تھا اسلئے اورنگ زیب نے باپ سے ملنے کا ارادہ کیا تھا اُسکو
ترک کر دیا اسکو جب معلوم ہوا کہ دہلی مین دارا شکوہ لڑنے کا سامان تیار کر رہا ہے تو اُسنے
اُسکے شر کے دفع کرنے کو سب کامون پر مقدم جانا۔

جب اورنگ زیب کا ارادہ شاہجہان آباد کے جانے کا ہو گیا تو اُسنے شاہزادہ محمد سلطان
کو ایک لشکر کے ساتھ دار الخلافہ اکبر آباد مین متعین کیا اور اسلام خان کو اسکا اتالیق بنایا
خلیلخان کو شاہجہان کی خدمت کے لئے اور مہمات بیوتات کی پرداخت کے واسطے اور

پاس آئین اب روز بروز اورنگ زیب کے دربار کو رونق زیادہ ہوتی جاتی تھی رائے رایان
جو سر دفتر اہل دیوان تھا مع کل دیوانی کے متصدیوں کے اور کل زمرۂ اہل قلم و ارباب محاسبات
کے حاضر ہوا اور مراتب ملک و مال جنمین اس مدت مین فتور و اختلال آیا تھا انہوں نے
اورنگ زیب کی خدمت مین عرض کیا انکے باب مین اُسنے احکام دیے۔ غرۂ رمضان
سے اس تاریخ تک ایک جمع کثیر اسکی مراحم و عنایات شاہنشاہی سے کامیاب بہرہ ور
ہوئی منجملہ انکے شاہزادہ محمد سلطان کو جیغۂ و خنجر مرصع علاقہ مروارید کے ساتھ اور دو زنجیر
فیل مرحمت ہوئے اور مراد بخش کو خزانہ سے چھبیس لاکھ روپیہ عطا کیا۔
نہار رمضان کو دارا شکوہ اپنے پانچہزار سوارون کے ساتھ دہلی مین آگیا۔ کوئی لکھتا ہے
کہ یہ سوار شاہجہان نے اس پاس بھیجے تھے اور پرانی دلی کے قلعہ مین ایسا اترا جیسے
ویرانہ مین اُلو۔ اورنگ زیب نے اسکے تعاقب کے واسطے کوئی لشکر نہین متعین کیا تھا
وہ خود اکبر آباد مین مقیم تھا کہ دارا شکوہ دہلی مین توقف کر کے پھر لشکر و سپاہ کا سامان
تیار کرنے لگا۔ وہ کارخانجات پادشاہی کی اشیاء اور اموال و گھوڑون اور ہاتھیون پر
امراء کے نقد و جنس و امتعہ و ذخائر پر دست درازی کرنے لگا۔ جسکا مال جو ہاتھ آیا
اسکو ہضم کیا۔ اُسنے سلیمان شکوہ کے لشکر کو طلب کیا تھا وہ پٹنہ سے چلا آتا تھا انہی
ان امراء کو جو اس لشکر کے ساتھ تھے لکھا تھا کہ وہ جمنا کے اس طرف سے دہلی کی سمت
مین بہت جلد آن کر مجھ سے مل جائین وہ بیٹے کے لشکر کا انتظار کرتا تھا اور یہ سمجھتا تھا
کہ اُسکے لشکر کے آنے کے بعد دونو لشکر یکجا ہو جائینگے تو دوبارہ صف آرائی کی سکت اس
مین ہو جائیگی۔ وہ مدت سے جانتا تھا کہ امراء و لشکر و سپاہ کا دل اورنگ زیب کی
طرف مائل ہے لیکن اس پر بھی اپنی مکر بازی سے باز نہ آتا تھا خفیۃً خطوط و استمالت نامے
فریب آمیز امراء کو اور ارکان دولت اور صوبجات کے امراء اور ولایات کے حکام کو
بھیجکر اغوا کرتا کہ وہ اورنگ زیب کی نافرمانی و مخالفت کرین اور اطاعت نہ کرین انکو
اپنی طرف دعوت کرتا تھا جو امراء اورنگ زیب کے ساتھ خالص عبودیت نہین رکھتے تھے

دارا شکوہ کا حال

باشن تھے اُنھین اپنی مرحمت خسروانہ سے انکو سرافراز کیا۔ ۲ شوال کو اورنگ زیب متھرا مین آیا۔

بلے آنکس کہ ظل ذوالجلال است — شریکش چون شریک حق محال است
شہنشاہ فرد می باید در اقلیم — دُو یکیا بود درخور دہیم

مراد بخش کے قید ہونے کے واقعہ کو مورخ مختلف طرح بیان کرتے ہین جسکو مین بیان کرتا ہون عالمگیرنامہ محمد کاظم مین لکھا ہے کہ مراد بخش کو تمناے سلطنت کا سودا تھا وہ یہ سمجھتا تھا کہ شاہجہان کے بعد ملک و سلطنت کی وراثت کا دعوی مجھے پہنچتا ہے اور ہندوستان کی فرمانروائی اور سرآرائی اسکو پہنچیگی۔ جب شاہجہان بیمار ہوا اور اطراف مین اوسکی خبر مشوش پھیلی تو بے تحقیق حال و انداشہ مآل تخت سلطنت پر ہو بیٹھا۔ مروج الدین اپنا لقب رکھا اپنے نام کا خطبہ و سکہ جاری کیا۔ بندر سورت بیگم صاحب سے تعلق رکھتا تھا اس مین فوج بھیجی اسکے قلعہ کو قہر سے لے لیا اور سرکار بادشاہی اور بیگم صاحب مین جو اموال و اشیا تھین اُن پر متصرف ہوا اور دیگر آدمیون کے اموال اور امتعہ پر دست تعدی دراز کیا اور ناشائستہ کام کرنے لگا چنانچہ محمد شریف پسر اسلام خان مرحوم کو جو بندر سورت کی مہمات کا متصدی تھا اسکو مع اور متصدیون کے قید کیا اور انکی اہانت کی انکو آزار پہنچایا اور علی نقی جو اسکی سرکار کی مہمات کی کفالت رکھتا تھا اور بادشاہ کی طرف سے دیوانی کرتا تھا اور اُسکا دیوان تھا بے گناہ ناحق اسکے نفاق کے توہم سے اور عدم یکجہتی کے ظن سے اپنے ہاتھ سے قتل کیا غرض علانیہ سرکشی و خودرائی اختیار کی۔ مگر اورنگ زیب نے اپنا تغیر وضع نہین کیا اور اورنگ سلطنت پر جلوس نہین فرمایا۔ جب اخبار موحشہ کا جھوٹ ظاہر ہو گیا اور تحقیق ہو گیا کہ اگرچہ بادشاہ بیمار ہوا تھا اور اسکے قوی مین فتور عظیم آیا تھا مگر ابھی اسکی شمع حیات انجمن ہستی مین روشن ہے تو مراد بخش کچھ ہوش مین آیا۔ اور اورنگ زیب کی عاطفت کا دامن پکڑا کہ وہ باپ پاس لیجا کر عفو تقصیرات معاف کرادے مگر اب بھی نادانی اور بے خردی سے اپنے اوضاع سابق کو نہ چھوڑا۔ تخت و چتر و سائر لوازم سلطنت کو اپنے ساتھ رکھا اس بات کو اورنگ زیب اُسکی خردسالی و جاہلی پر محمول کرتا تھا اور اپنی بزرگی اور دانائی کے سبب اُسسے درگذر کرتا تھا

اور کار خالصجات خالصہ کے بندوبست کے لئے مقرر کیا۔ ذوالفقار خان کو قلعہ کی حراست سپرد کی
اور مقرب خان کو جسنے شاہجہان کے معالجہ مین بڑی کوشش کی تھی اور اسکے مزاج سے آشنا
ہو گیا تھا حکم ہوا کہ وہ بادشاہ کی بقیہ کوفت کا علاج اور صحت مزاج کی تدبیر کرے اسکو تین ہزار
اشرفیان انعام دین اور خلعت دیا۔
۲۲ رمضان کو اورنگ زیب شاہجہان آباد کو روانہ ہوا۔ اس تاریخ شاہزادہ محمد اعظم باپ
کے حکم سے دادا کی خدمت مین گیا اور پانسو مہر اور چار ہزار روپئے بطریق نذر گذارے۔
دادا پوتے کو دیکھ کر بہت خوش ہوا اور اسکو گلے لگایا بہت عنایت کرکے اسکو رخصت کیا
داراشکوہ جانتا تھا کہ اورنگ زیب دہلی آئیگا اور اسکے بیٹے سلیمان شکوہ جسکا انتظار وہ دہلی
مین کر رہا تھا راہ مین روکے گا اور مجھ سے ملنے نہین دیگا اسلئے اُسنے جب سُنا کہ اورنگ زیب
دہلی آتا ہی تو وہ ۱۲ رمضان کو لاہور کو روانہ ہوا اور اپنا حال سلیمان شکوہ اور اسکے اتالیق
باقی بیگ کو جسکا بہادر خان خطاب تھا لکھ بھیجا اور یہ ہدایت کی کہ اگر ہو سکے تو جمنا کی اس
طرف سے بوریہ سہارنپور کی راہ سے بہت جلد سہرند مین یا لاہور مین آجاؤ۔ الہ آباد مین
داراشکوہ کی طرف سے سید قاسم خان بارہ صوبہ تھا وہ اورنگ زیب کی اطاعت نہین کرتا
تھا بر سر فساد تھا اسلئے اورنگ زیب نے خاندوران خان کو لشکر کے ساتھ الہ آباد روانہ کیا
کہ اگر قاسم خان اطاعت کرے تو اسکو ہمارے پاس بھیجدو اور اگر سرکشی پر آمادہ ہو اور قلعہ حوالہ
نکرے تو قلعہ کو مفتوح کرو۔ مراد آباد کی محال قاسم خان کو عطا کی اور اسکو وہان روانہ کیا۔
ارادت خان کو اودھ کا صوبہ مقرر کیا عبد النبی خان کو اٹاوہ کا فوجدار مقرر کیا اور اسیطرح
سے اور قلعدار و فوجدار اور صوبہ دار مقرر کئے۔ امراء کو ہزارون روپئے انعام دئے۔ خانجہان کو
جسکو بادشاہ نے داراشکوہ کی شکست کے بعد جاگیر و منصب سے معزول کیا تھا اسکو منصب ہفت ہزاری
ہفت ہزار سوار کا عنایت کیا۔ امیر الامراء کا خطاب یا دو کروڑ دام کی جاگیر دی۔
خاندوران خان کو دو لاکھ روپیہ انعام دیا اور دو کروڑ دام جمع کی جاگیر دی دلیر خان
جو عبد اللہ خان خلف سعید خان بہادر مرحوم نے سلیمان شکوہ کی رفاقت کو ترک کیا اور اورنگ زیب

ملک کے ساتھ زمانہ سلف مین کیا مگر وہ نہین سنتا لے مجا با چند آدمیون کے ساتھ بھائی کی خلوت مین
جاتا۔ ایک دن ایک سید ریش سفید معمر قدیم الخدمت نیک خصلت نے اسوقت کہ مراد بھائی پاس
جاتا تھا عرض کیا کہ میرے خواب کی تعبیر کبھی غلط نہین ہوتی مینے عالم رویا مین مکرر دیکھا ہے جو
عہد پیمان آپکے اور بھائی کے درمیان ہوئے ہین وہ اعتماد کے لائق نہین ہین مراد اس بات کو
ناخوشامد سمجھا اور اسکی طرف سے منہ پھیر لیا اور خواجہ شہباز کی طرف مخاطب ہوا (جو اسکو اکثر اس قسم
کی نصیحتین کیا کرتا تھا) کہ ایسی لایعنی باتون سے محبت و قرار عہد مین اختلال پڑتا ہے القصہ ۲ شوال کو
متھرا مین منزل ہوئی اول روز مین مراد بخش کو حسن تدبیر سے جسکی تفصیل نہین کرتا اسکو دستگیر کرکے پابہ زنجیر کیا
اس رات کو چار حوضی پردہ دار ہاتھیون پر رکھکر چارون طرف روانہ کئے اور ہر ایک کی ہمراہ ایک فوج
اور دو سردار نامی مقرر کئے اس حوضہ کو جس مین مجبور محبوس بیٹھا تھا شیخ میر دلیر خان کے ساتھ سلیم گڈھ کے قلعہ پر
بھیجدیا یہ احتیاط اسلئے کی گئی تھی کہ جس حوضہ مین اس محبوس کو بٹھایا گیا تھا اسپر مغلیہ اور اُسکے ہوا خواہ غلبہ
نہ کرین اور اسکے تمام خزانے اور کارخانے قبضہ مین آجائین اور ایک دام و درم ضائع نہ ہو۔ ب ہم بر نیر اور
تاریخ ہندوستان کے مصاحب سے اس واقعہ کی نقل کرتے ہین جسکے پڑھنے سے ہمکو وہی مزہ آتا ہے جو لے سرو یا اخبار
ہند مین جعلی واقعات کے بیانات کے مطالعہ مین لطف آتا ہے کہ ایک چھوٹی بات اس ثاقت سے نمک مرچ اور گل بوٹے
لگا کے بیان کرتے ہین جسکی ہوتے ہین لوگ ذرا بھی تامل نہ کرین جو صل حقیقت حال سنیکر واقف ہوتے ہین انگریز لکھتا ہے
کہ جب آگرہ سے عالمگیر کے سفر کا دن آیا تو مراد بخش کے خاص دوستون نے خاص کر زیادہ تر
شہباز خواجہ سرا نے ہر طرح کی دلائل سے سمجھایا کہ حضور کو دہلی اور آگرہ کے ہمسایہ مین اپنی لشکر کے
ساتھ رہنا چاہئے چرب نرم و مودبانہ چاپلوسی کی افراط مین ہمیشہ فریب دھوکہ ہوتا ہے انہون
نے بیان کیا کہ حضور خاص و عام کے نزدیک بادشاہ ہین اور آپ کی بادشاہی کو اورنگزیب بھی
تسلیم کرتا ہے تو یہ امر عاقلانہ تدبیر سے دور ہے کہ آپ آگرہ یا دہلی سے آگے چلے جائین اپنے
بھائی کو تنہا دارا شکوہ کے تعاقب مین جانے دیجیے اگر اس دانشمندانہ صلاح کو مراد مان لیتا تو
اورنگزیب بڑی مشکلون اور حیرانیون مین پڑ جاتا مگر اس فہمائش کا اثر ذرا بھی اسکے دل پر
نہ ہوا اُسنے اپنے بھائی کے ان وعدون اور قسمون پر پورا اعتماد کیا جو انکے درمیان

اور حسن اخلاق اسکے ساتھ برتتا تھا کہ شاید رفتہ رفتہ وہ اپنی ان حرکات سے باز آئے مگر وہ اپنی
نادانی اور غفلت سے باز نہ آتا تھا جب داراشکوہ کو شکست ہوئی اور اُس نے دیکھا کہ...
اورنگ زیب کو سلطنت ہاتھ آئی تو اسکے دل میں نفاق و مخالفت کا خیال پختہ ہوا اور ہمسری کے لئے
سر کھجانے لگا فتنہ و فساد و سرکشی کا قصد ہوا باوجودیکہ خزانہ پاس نہ تھا مگر لشکر کو بڑھایا۔
اور بادشاہی بندوں اور امرا کی ساتھ طرح طرح سے استمالت اور ملائمت کی اور اپنی طرف
دعوت کی یوں کچھ امیر اسکے طرفدار ہوئے انکو نامناسب مناصب اور بے موجب روپیہ اور بیہودہ
آدمیوں کو بیجا خطاب دیئے اور اسباب شورش و سرکشی کو سرانجام دیا اور اسراف شروع کیا۔
روز بروز بے اعتدالی کو بڑھایا جب اورنگ زیب نے اکبرآباد سے سفر کیا تو ساتھ چلنے کے لئے
بہانے بنائے۔ آخر کو ہمراہی اختیار کی کچھ دنوں اورنگ زیب لشکر کے پیچھے پیچھے کوچ کرکے اور چند
گروہ پیچھے بسنے کی کمین میں رہتا اسلئے اورنگ زیب نے اسکی شورش انگیزی اور مخالفت کو یہ
سمجھکر کہ خلقت کی آسایش و امن میں اس سے شورش پیدا ہوگی تو اسنے بلطائف و انواع تدبیر
دستگیر کیا جیسے اسکی تنبیہ و تادیب ہو جاے اور فتنہ و آشوب نہ برپا ہو۔ ۴ ماہ شوال کو متھرا
میں جب مرادبخش کورنش کے لئے آیا تو اسکو تدبیر سے دستگیر کیا اور آدھی رات کو شیخ میر کو سپرد
کرکے شاہجہان آباد بھجوا دیا۔

خافی خان یہ لکھتا ہے کہ

مرادبخش کا قید ہونا

شاہزادہ مرادبخش سادہ لوح تھا اکثر صفات پسندیدہ سے موصوف تھا مغلوں کی رعایت اور
عطا بخشی میں بہت کوشش کرتا تھا اور اپنی صفائی باطن حسن عقیدت سے بزرگوں کے اس قول پر خیال
نہیں کرتا تھا کہ دو بادشاہ در اقلیمی نہ گنجند۔ وہ اورنگ زیب دلفریب عدوں سے اور نقد و جنس کی
تواضعات سے کہ بطریق عاریت و امانت قبل از جنگ و بعد از فتح وہ کرتا تھا اپنا دل خوش رکھتا تھا اور اپنی
سادہ لوحی سے تمناے سلطنت کو لوح دل پہ منقش کرتا تھا اور سلاطین کے طریقہ کو نہیں چھوڑتا تھا۔
اور بھائی کے عہد و پیمان کے عدم ایفا کا توہم بھی اسکو نہ ہوتا تھا۔ باوجودیکہ اسکے ہواخواہ
اکثر گوش گذار کرتے کہ زمانہ کا رویہ بدعہدی ہے۔ خاص کر اس مادہ سلوک میں کہ ملوک کی وراثت

اپنے آقا کے خواب راحت مین خلل نہ ڈالین میر خان نے دونو اسکی تلوار اور جمدھر لے لیا (جمدھر اصل مین یا ما دھار یعنی موت کا لانے والا ہے - یہ ایک چوڑا خنجر ہوتا ہے اور اسکا قبضہ پھل کے اوپر قائم الزاویہ ہوتا ہے بعض مین سیدھا دو لکھا نا اور بعض مین تین لکھانا ہوتے ہین - منوچی سے پادری کیٹ رو نقل کرتے ہین کہ یہ تلوار اور جمدھر اورنگ زیب کے پوتے اعظم کے شاہزادہ محمد نے اٹھائے تھے وہ چھ برس کا لڑکا تھا - اورنگ زیب اپنے سوتے بھائی کے ساتھ یہ ایک دل لگی کی کہ پوتے سے کہا کہ اگر اسکی تلوار اور جمدھر اس طرح اٹھالاؤ کہ مراد جاگے نہین تو ہم تم کو ایک جواہر انعام دینگے اس لڑکے نے بڑی پھرتی سے اس کام کو کیا اور دونو ہتھیارون کو متصل کے خیمے مین لے گیا) تھوڑی دیر بعد اورنگ زیب اپنے بھائی کے جگانے کے لئے خیمہ مین آیا اور آتے ہی وحشیانہ اول اس شہزادہ کو دو تین لاتین مارین جب اُس نے آنکھین کھولین تو اسنے ملامت کے لئے یہ چند فقرے کہے کہ بڑی شرم اور بدنامی کی بات ہے کہ تو بادشاہ ہوکر اتنی کم ہوشیاری رکھے بھلا دنیا کے لوگ میرے اور تیرے حق مین کیا کہینگے - اس کم بخت شرابی کے ہاتھ اور پانوٴن باندھو اور اندر لے جاؤ کہ اس بے شرمی کا سونا وہان سوئے - حکم دینے مین دیر تھی تعمیل مین دیر نہ تھی - پانچ چھ سپاہی دوڑ پڑے اور وہ مراد کے پاؤن مین بیڑیان اور ہاتھون مین ہتکڑیان ڈال کر لے گئے وہ چیخین مارتا اور دُھائی دیتا رہا اور زور کرتا رہا - بھلا یہ تغلب مراد بخش کے آدمیون کے ظلم سے کسی طرح چھپائے چھپ نہین سکتا تھا اُسکے آدمیون نے غل شور مچایا - مگر مراد بخش کے میر آتش علی قلی نے اسکو دبا دیا اورنگ زیب نے اسکو پہلے ہی زر دیکر اپنے ساتھ گانٹھ لیا تھا اسکے لشکر کی فوجون مین شور و غوغا ہوا اور اندیشہ تھا کہ وہ یکایک نہ چڑھ آئین مگر رات کو جاسوس ایسے بھیجے گئے تھے - جنھون نے اورنگ زیب کے واقعات کو نہایت خفیف کرکے بیان کیا کہ کوئی بڑی بات نہین ہے ہم وہین تھے کہ مراد بخش نے شراب اتنی کثرت سے پی تھی کہ اپنے اختیار مین نہین رہا تھا بدکلامی کرنے لگا اسکی گالیون سے کوئی شخص نہین بچا یہانتک کہ اورنگ زیب کو اُسنے مغلظ دشنام سنائین وہ دنگہ اور اودھم مچایا کہ کسی طرح

قرآن پر قسم کھا کر ہوئی تھے دونو بھائیون نے ساتھ آگرہ سے دہلی کی طرف کوچ کیا۔ آگرہ سے چار
چھوٹی منزلون کو طے کرکے متھرا مین انھون نے قیام کیا۔ مراد کے ہواخواہون نے بہت کچھ ایسا دیکھا
اور سنا کہ جس سے اُنکے دل مین شبہے پیدا ہوئے۔ ایک دفعہ پھر انھون نے کوشش کی کہ مراد کو یہہ سنکر ڈرائے
انھون نے اُس سے کہا کہ ہمنے تحقیق کرلیا ہے کہ اورنگ زیب کی نیت مین آپ کی طرف سے فساد
ہے اور یقینی ایک خوفناک سازش آپ کی خرابی کے لئے ترقی پذیر ہے مختلف جگہون سے جسکی اطلاع ہمکو
آئی ہے اسواسطے بھائی کی ملاقات کو آپ ہرگز نہ جائین اور خاص کر آجکے دن تو اُدھر رُخ بھی
نہ کیجئے اور مصلحت یہ ہے کہ آپ اس بلا کو یون ٹالئے کہ بیماری کا بہانہ بنائے جس سے اورنگ زیب
حسب معمول آپ کی عیادت کو خود تھوڑے آدمیون کے ساتھ ضرور آئیگا اورنگ زیب کی تزویر
و چاپلوسی و ریاکاری کے افسون سازی نے اُس نامراد شہزادہ پر ایسا اثر کیا تھا کہ ہواخواہون کی
دلائل اور منت و سماجت کب اسکی سمجھ مین آتے تھے اورنگ زیب کو بھائی کے آنے کی توقع تھی
اُسنے میر خان اور تین چار اور امیرون کے ساتھ اپنے منصوبے کا مشورہ کیا جب مراد آیا تو بھائی
اپنی اس مقررہ قربانی کے ساتھ پہلے سے بہت زیادہ تپاک سے پیش آیا اور ایسی خوشی ظاہر کی
کہ جسکے سبب سے آنکھون سے آنسو نکل پڑے اورنگ زیب نے اپنے ہاتھ مین رومال لیکر اُسکے چہرہ کا
پسینا پوچھا اور گرد دور کی دونو بھائیون نے ساتھ بیٹھ کر ہنسی خوشی کھانا کھایا اور ظاہر مین
محبت و الفت کی باتین نہایت تپاک کے ساتھ ہوئین اور کہین بیچ مین آنکا تار نہین ٹوٹا جب
کھانے سے فارغ ہوئے تو کابل و شیراز کی مزہ دار شرابین بہت سی آئین تو اورنگ زیب اُٹھا
اور مسکرا کر اُس نے کہا کہ صاحب عالم تم خوب جانتے ہو کہ مین مسلمان ہون مجھے مشکل ہے کہ
مین تمہارے ساتھ اس مے نوشی مین مزے اڑاؤن اسلئے مجھ پر لازم ہے کہ مین یہان سے
غیر حاضر ہون مگر آپ کی مصاحبت مین عمدہ آدمی ہین میر خان اور اور احباب آپ کی خدمت
مہمانداری کرینگے۔ مراد بخش کی تو عادت مین بہت شراب پینا داخل تھا جب نفیس شرابین
اسکے آگے آئین تو اس قدر اُسکو پیا کہ بہت مست ہوکر بیخبر سو گیا اورنگ زیب کی مراد بر آئی
کہ مراد بیہوش پڑا سوتا تھا مراد بخش کے نوکرون کو حکم ہوا کہ وہ باہر چلے جائین

پاؤن ہلائے تو اُسکو ابھی قتل کرڈالو تو یہ سُنکر مراد کچھ بکا مگر پھر چپکا ہوگیا اور پاؤن بھی بند ھوالئے۔شہباز خان جو دلی خیرخواہ تھا یون قید ہوا کہ وہ ایک خیمے کے نیچے بیٹھا ہوا تھا کہ اسکی رسّیان کاٹ دین وہ اُسکے نیچے دبا اور اسکے الجھیڑے سے نکل رہکا گرفتار ہوا اور باقی امرا کو مسلح آدمیون نے پکڑلیا اُنھون نے اورنگزیب کی اطاعت قبول کی۔مراد اور اسکا رفیق بحفاظت کامل آگرہ کو روانہ کیئے گئے۔

ظفرنامہ مین لکھا ہے کہ ۲۲ رمضان ۱۰۶۸ھ؁ کو اورنگزیب نے آگرہ سے کوچ کیا بہادر گڈھ مین شوال کو ۲۴ کو ساحی گھاٹ پہنچکر دو روز مقام کیا جب اسکو معلوم ہوا کہ مرادبخش نے آگرہ سے ابتک کوچ نہین کیا ہے اور ملازمان شاہی کی ایک جماعت مثل ابراہیم ولد علی مردان خان امیرالامراء وغیرہ نے مراد کی ملازمت اختیار کی اور مواجب مناصب وہ بیست ودہ پانزدہ مقرر کرتا ہے تو بہت آدمیون نے اسکی طرف رجوع کی ہے بیس ہزار سوار اس پاس جمع ہو گئے ہین اور ظاہر یہ ست صورت مین منصب کی طمع مین آ لشکر عالمگیری سے جدا ہو گئے ہین اور اس سے جا ملے ہین اور تاً فتاً اسکی جماعت بہت زیادہ ہوگئی ہے تو عالمگیر مراد کی اس ترک منافقت کو اپنی مصلحت و دولت کے خلاف سمجھا اور اپنے مدعا دلی مین خلل انداز جانا اپنے معتمد کو بھیجکر مرادبخش سے رفاقت کے ترک کرنے کی وجہ پوچھی تو مراد نے جواب مین اپنی ناداری کی وجہ سے فوج کی پریشان حالی بیان کی تو۔۔۔ اورنگزیب نے بیس لاکھ روپیہ بھیجدیا اور کہلا بھجوایا کہ بالفعل اسکو اپنی فوج مین خرچ کیجیے اور حسب وعدہ خزانہ اور غنیمت کی تہائی بہت جلد بھیجی جائے گی۔اور مہم داراشکوہ کے اتمام کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ پنجاب کابل و کشمیر و ملتان آپ کو یقینی دیا جائیگا۔اس معاملہ مین آپ مطمئن رہین اور جلد تشریف لائین تاکہ بالاتفاق یہ بڑی مہم جو درپیش ہے حسب دلخواہ سرانجام پائے۔

سیرالمتاخرین مین لکھا ہے کہ اس فساد کی ابتدا یہ ہوئی کہ فتح کے بعد مراد نے

سنبھالے نہ سنبھلا۔ ناچار اسکو جدا بند کرنا پڑا۔ صبح کو جب رات کا نشہ اُتر جائیگا تو وہ
پھر آزاد ہو جائیگا۔

اس اثنا رمین بڑی بڑی رشوتین اسکے تمام امراء عظام کو چٹائی گیئن اور بڑے بڑے وعدے
اُنسے کیئے گئے اور فوراً کل سپاہ کی تنخواہ بڑھا دی گئی بہت ہی تھوڑے آدمی ایسے
تھے جو پہلے نہین جانتے تھے کہ مراد کا زوال آنے والا ہے اس لئے جب دن ہوا تو اُس
شورش کا نشان بھی مشکل سے ملتا تھا۔

جب اورنگ زیب کو اطمینان ہوا تو اُسنے اپنے بھائی کو ایک زنانی عماری مین بند
کر کے دہلی بھیج دیا کہ وہ قدیمی قلعہ سلیم گڈھ مین جو جمنا کے بیچ مین بنا ہوا ہے مقید رہے
ایلفنسٹن صاحب کی تاریخ ہندوستان کی داستان سنئیے جو غالباً اُنہون نے کسی داستان گو
سے سنکر لکھی ہوگی اُسکا خلاصہ یہ ہے کہ جب متھرا مین لشکر اترا تو مراد بخش نے اورنگ زیب
کو دعوت مین بلایا جب وہ آیا اور دونو بھائی کھانے بیٹھے تو شہباز خان خواجہ سرا نے
جو مراد بخش کا رازدار تھا مراد سے سرگوشی کی کہ عمدہ یہ شکار مین جال کرنے کا وقت ہے
یعنی اورنگ زیب اب سمجھ لینا چاہیے تو اورنگ زیب جو عنوان ظاہر سے باطن کا حال
جان لیتا تھا بات کو سمجھ گیا مگر اسکو پی کر چپکا ہو گیا تو مراد بخش نے شہباز کو کہا کہ اب جاؤ
اور اس اشارہ کے منتظر رہو تو اورنگ زیب نے یہ سمجھ کر کہ میرے قتل کا منصوبہ ہے تو وہ
پیٹ کے درد کا بہانہ بنا کے بہت جلد اپنے گھر چلا گیا۔ تیسرے روز یہ درد مصنوعی جاتا
رہا۔ مراد بخش نے اسکی بڑی خوشی منائی۔ بھائی نے اسکی دعوت کی۔ خوب ناچ رنگ کیا
ایک حسین عورت کو دیکھ کر مراد بخش لٹو ہو گیا اورنگ زیب نے اس وقت پابندی
اسلام کو بھی سلام کیا بھائی کو شراب پلا کے بالکل بیہوش کیا اور اسکے امراء بھی
شراب پی پی کر بیہوش ہوئے اورنگ زیب نے مراد بخش کے ہتھیار اٹھوا لئے اور اسکے
ہاتھ آہستہ آہستہ باندھنے شروع کئے مراد چونکا کچھ آدمیون کو لاتین ماریں تو
آدمی دوڑے مگر اورنگ زیب کی اس ڈانٹ کے بتانے سے کہ اگر مراد ذرا ہاتھ پا

یہ دن بھی یون گفتگو مین گیا اورنگ زیب نے اس معاملہ کو ادھورا چھوڑ کر آگے مہم کے
لئے سفر کرنا عقل کے خلاف جانا اور متھرا مین توقف کیا اور ہر روز کئی کئی دفعہ آدمی بھیجتا اور
پیغام دیتا کہ بڑے بڑے معاملات ایسے پیش ہین کہ انہین بغیر آپ کی صلاح و مشورہ
لینے کے مین آگے کوچ نہین کر سکتا آپ کی تشریف آوری کا انتظار حد سے زیادہ ہے
اگر آپ تشریف لائین تو ایک پنتھ دو کاج ہون ایک ملاقات کی مسرت دوم امور مرجوعہ
کی اصلاح کی تدابیر مراد بخش سادہ لوحی سے اورنگ زیب کے فقرون مین آگیا اور اسکو
سچا جان کر ملاقات کرنے پر رضامند ہوگیا سوم روز صبح کو سیر و شکار کے لئے صحرا مین گیا۔
اسکا خاص ملازم نور الدین اورنگ زیب کے ساتھ گنٹھ گیا تھا گھوڑا دوڑا کر وہ سامنے سے آیا
اور عرض کیا کہ اورنگ زیب کے پیٹ مین دفعتہ شدید درد اٹھا ہے اور بستر پر لوٹ
رہا ہے اور محبت کے مارے آپ کو بار بار یاد کرتا ہے ایسی صورت مین اسکی عیادت کے
لئے جانا نہایت مناسب ہے مراد بخش سیدھا سادا آدمی مکر و فریب سے محض نا آشنا تھا۔
وہ نورالدین کو سچا جانکر جریدہ چند خدمتگارون اور خواصون کے ساتھ گھوڑا دوڑا
دار دولت مین بپاے دار آیا۔ اورنگ زیب کے ہوشمند ملازم اس حال کے منتظر تھے استقبال
کو دوڑے دولت خانہ کے خاص خیمہ مین لے گئے اور اسکے ملازمون کو یہ کہہ کر باہر ٹھیرایا
کہ اندر جگہ تنگ ہے۔ . . . . اورنگ زیب نہایت تعظیم و احترام سے پیش
آیا اور بہت اپنی بشاشت و مسرت دلی ظاہر کی اور خلوت کدہ مین لے گیا اور کہا
کہ آپ کی حاضری کا وقت آگیا ہے وہ تناول کیجئے اور قیلولہ فرمائیے۔ استراحت
کے بعد معاملات سلطنت مین فراغ خاطر سے گفتگو و مشورہ کیا جائیگا۔ مراد بخش کچھ
پلنگ پر لیٹ گیا اور اپنی سادہ لوحی سے بے تکلف بے سوچے سمجھے ہتھیار کھول کر ایک ... مین
دیئے اور سو گیا۔ اورنگ زیب یہ دیکھ کر کہ سارا کام ٹھیک ہوگیا استراحت کے بہانہ سے
حرم سرا مین چلا گیا۔ ایک لونڈی اندر سے آئی اور اسکے تلوار اور ہتھیار اٹھا کر لے گئی اور شیخ میر
اور بعض اور لوگ جو اسی کام کے منتظر تھے اور اب کوئی حالت منتظرہ باقی نہ تھی۔

عالمگیر کو پیغام دیا کہ وعدہ یہ تھا کہ ملک و دولت بالمناصفہ تقسیم ہوگا اب اسکا ایفاء کیجئے
عالمگیر اس تقریر کو سنکر اسکے مقید کرنے کی تدبیر مین ہوا اور یہ جواب بھیجا کہ ابھی جنگ باقی
اور بادشاہ زندہ ہے جسکی توجہ دارا شکوہ کی طرف بہت ہے اس گفتگو کا محل نہین ہے
سلطان مراد بخش نے بالجملہ تسلی و تسکین پائی اور آگرہ سے چلا مگر اب بھی بھائی کے لشکر سے
اپنا لشکر ایک کوس پیچھے رکھتا اس طرح دونو بھائی آگے پیچھے چلتے ہوئے متھرا مین آئے تو
پہلے سے بھی زیادہ فاصلہ پر مراد نے اپنا قیام کیا۔ اولیاء دولت نے مراد کی ان
اوضاع و اطوار و حرکات و سکنات کو یکدلی و یکجہتی کے خلاف جانا اور خلوت مین
عالمگیر کو اسپر مطلع کیا کہ ایسے وقت مین کہ بڑے بڑے کام کرنے در پیش ہین اور حسب دلخواہ
معاملہ صورت نہین پکڑتی ہے اور مخالفان دولت سے جمعیت خاطر نہین ہوئی۔ مراد کی
ان اداؤن سے عالمگیر کو تردد ہوا اور مصلحت دولت کا یہ تقاضا ہوا کہ اپنے ہوا خواہون کی
... کو جمع کرنے کے لئے مراد مقید کیا جائے۔ جب رائے اس طرف ہوئی تو اول اسنے
مراد کے امراء عظام کو بڑی بڑی رشوتین دیکر اور بڑے بڑے وعدے کر کے اپنی طرف
کر لیا اور پھر صلاح و مشورہ کے بہانہ سے مراد بخش کو اپنے گھر بلایا مگر وہ اسی وزبعض
خیر اندیشون و ہوا خواہون کے منع کرنے سے کچھ بہانہ بنا کے نہ آیا۔ اورنگزیب کے دل
مین یہ کانٹا کھٹکتا تھا اسکو جلد نکالنا چاہتا تھا۔ اسنے متھرا مین قیام کیا اسکو یون
پھسلانا شروع کیا کہ کبھی ملاقات کا شوق ظاہر کیا کبھی معاملات ملکی مین صلاح و مشورہ
کو حیلہ بنایا۔ مراد بخش اپنی سادہ دلی سے جانے کو تیار ہوا تو اسکے نیک خواہون نے
جو اس فریب سے آگاہی رکھتے تھے اسکو روکا اور کہا کہ ہمکو اورنگزیب کی طرف سے
اطمینان نہین کہ وہ آپسے وفا کریگا اور پھر آپ کا پچھتانا کچھ کام نہ آئیگا مگر اس نامراد
نے انکی بات کو اس کان سے سنا اور اس کان سے اڑا دیا اور یہ جواب دیا کہ این محض وہمہ
ایست کہ بر طبیعت شما غالب گشتہ با وجود عہد و پیمان مؤکد باغلاظ ایمان ازان
حضرت این ہمہ تردد مسقطہ وا ہمہ را مرانجاطر راہ دادن از طریقہ مسلمانی نباشد

سمجھتا ہے کہ مدعی سلطنت کو اسطرح ٹھکانے لگائے کہ ملک کو اُسکے فتنہ سے بچائے۔
اورنگ زیب نے بھی یہی کیا مگر تدبیر و تزویر سے جو خونریزی سے ہزار درجہ بہتر ہے
سلیمان شکوہ کے پاس سے علیحدہ ہو کر پہلے آئے راجہ جے سنگھ اور رائے سنگھ اس کا برادرزادہ راجہ سجان سنگھ
و سید فیروز خان بارہ اور بڑے بڑے امیر راجہ کے ساتھ آئے۔ راجہ جے سنگھ مثل اور راجپوت
راجاؤن کے داراشکوہ کا اسلئے طرفدار تھا کہ اسکے خیالات مذہبی وسیع تھے اور ہندؤن کے
حق مین اچھے تھے سوا ازین استحقاق سلطنت بھی اسکے نزدیک دارا کا تھا وہ مزا استخراج سے لڑنے کو
بے تامل چلا گیا مگر اورنگ زیب سے لڑتے ہوئے اس سبب سے اسکو شرم آتی تھی کہ وہ بلخ مین مدتون تک اسکے
ساتھ لڑائیون مین شریک رہا تھا وہ اسکی لیاقتون اور حکمتون سے ماہر تھا سوا اسکے اب سلطنت
کا تخت اسکے قدمون کے تلے تھا اب اُسسے لڑنے کے لئے راجہ کا قدم کیسے اُٹھتا غرض اسنے
اپنی صلاح و فلاح اسی مین دیکھی کہ نوجوان پچیس برس کی عمر کے شہزادہ سلیمان شکوہ کو چھوڑ کر
اورنگ زیب پاس آگیا۔ مراد بخش کے رفقا مین سے اورنگ زیب پاس یہ امرا آئے۔
ابراہیم علی خان پسر علی مردان خان۔ کنور لعل سنگھ اسی برادر رانا۔ قطب الدین خویشگی و راجہ بہی سنگھ
سیسودیا سید حسن ولد سید دلیر خان و سید منصور بارہ و رحمت خان و دلدار بیگ اور اسکا بھائی و میجا
بیجا پوری و محمد عابد نیلا وری و منوہر داس پسر غریب داس سیسودیہ اور بعض اوسکے سردار
علی قلی بیگ و میر فتاح اور میر مہدی میر سامان اور تمام عمدہ نوکر۔
بخشیون کو اورنگ زیب نے حکم دیا کہ مراد کی سپاہ اگلی پچھلی جو بیس ہزار کے قریب ہے
اسکو ملاحظہ کرائین ان سب کو اُسنے اپنی سپاہ کا ضمیمہ بنالیا اور اُنکے افسرون کو بڑے
بڑے منصب دیدئے۔
داراشکوہ کو اپنی بادشاہی کی دھن چلی جاتی تھی جب وہ دلی سے لاہور بھاگا تو راہ مین
سرہند مین چند روز قیام کیا۔ یہان کی مہمات کا نظم و نسق راجہ ٹوڈرمل کو سپرد ہوا جب اُسنے
یہان داراشکوہ کے آنے کی خبر سُنی تو وہ دوراندیشی و پیش بینی کر کے کہیں جنگل مین بھاگ گیا
دارا نے اسکے ذخیرون کی تلاش کے لئے آدمی مقرر کئے اسکا مال مین لاکھ روپیہ کا بعض جگہون

خوابگاہ مین آن گھسے انکے پاؤن کی آہٹ سے اور شیخ میر کی صدا سے سر سے اُس کی
آنکھین کھلین تو ایک نیا عالم دیکھا متحیر ہو کر کھڑا ہوا اور جب اپنے ہتھیارون کا پتا نہ پایا تو
سمجھا کہ معاملہ کیا ہے ٹھنڈی سانس بے یاس ہو کر کھینچنے لگا اور بولا کہ مجھ جیسے درست اخلاص
اور صاف باطن کے ساتھ ایسا کیا اور درست عہد و پیمان جنکا ضامن طرفین مین قرآن شریف
تھا اسکا حق یہ بجا لائے۔ یہ سُنکر حضرت اورنگ زیب نے پردہ کے پیچھے سے ارشاد فرمایا
کہ برادر عزیز چونکہ تم سے ان دنون مین کچھ ایسی باتین سرزد ہوئین جنسے فتنہ و فساد و خلقت
ملک کی بربادی کا گمان ہوتا تھا اور چند احمق اور شریر لوگون کے بہکانے سے جو کہ تمہارے
گرد و پیش جمع تھے تمہارے دماغ مین کچھ ایسا غرور اور نخوت سما گئی تھی کہ عقلمند اور سمجھدار
لوگون کو ملک کے امن و امان مین خلل پڑنے اور سلطنت کے انتظام مین فتور آجانے کا یقین
ہو گیا اسلیئے تمہارے مزاج کی اصلاح اور ملک و سلطنت کی مصلحت کے لیئے کچھ دنون تمکو
گوشۂ عافیت مین بٹھانا اور زمانہ کی کشمکش سے اور کن مکن کے دردسر سے چھوڑانا لازم
ہوا اور خدا نہ کرے کوئی ایسا امر کہ جو آپ کی پیاری جان کے اندیشہ کا باعث ہو۔
میرے دل مین نہین ہی اور خدا کا شکر ہے کہ اس عہد و پیمان مین جو آپ کے ساتھ کیا
گیا ہے کسی طرح کا خلل و فتور نہین آیا اور تمہاری جان عزیز خدا کی ضبط و حمایت مین ہے
پس مقتضائے عقل یہی ہے کہ اسکو اپنے لئے موجب بہتری سمجھ کر حزن و ملال کو طبیعت
مین جگہہ نہ دیجیے ع در طریقت ہرچہ پیش سالک آید خیر اوست + بمقتضائے
(عسیٰ ان تکرھوا شیئاً وھو خیر لکم) جس شی کو تم مکروہ جانتے ہو
عنقریب وہ تمہارے لئے خیر ہے۔

اُس واقعہ کی تفصیل مین مورخون کا اختلاف ہے مگر نفس معاملہ مین اتفاق ہے۔
اورنگ زیب نے جو دلائل اس بھائی کی گرفتاری کی خود بیان مین لکھی ہین لنسے اسکی
نہایت عاقلانہ تدابیر معلوم ہوتی ہین۔ یون اسکی باتین بڑی مکر و فریب کی معلوم
ہوتی ہین لیکن یہ بوالہوسی اخلاق مین وہ حسن اخلاق مین داخل ہے۔ ہر بادشاہ اپنا فرض

کے سبب سے ان مراسم کے ادا کرنے کا خیال نہین کیا:
عالمگیر نے دارا شکوہ کے تعاقب مین بہادر خان کو لشکر کے ساتھ بھیجا تھا اب اور لشکر کو خلیل اللہ
کو سپہ سالار بنا کے ۲۲ ذیقعدہ کو بھیجا کہ وہ بہادر خان کے لشکر سے ملے اور دونون لشکر یکجا جمع
ہو کر آب ستلج کے کنارہ پر پہنچیں اور وہان اسکے آنے تک ٹھیرے اور دریا سے عبور کرنے کی تدابیر
مین مشغول ہون اور گذرون کو تحقیق کرین اور اس طرف کے حالات کو معروض کرین۔
عالمگیر نے جب یہ سنا کہ سلیمان شکوہ آب گنگ سے اتر کر ہردوار کی طرف آیا ہے اور اسکے
اپنے اور اسکے باپ کے نوکر ساتھ مین جو باقی رہے تھے اور اسکا ارادہ ہے کہ اگر ہو سکے تو
نوریہ اور سہارنپور کی راہ سے جا کر باپ سے ملجائے تو اسنے امیر الامرا کو ایک لشکر کے ساتھ
ہردوار روانہ کیا کہ وہ سلیمان شکوہ کا آب گنگ سے عبور کرنے کا سدراہ ہو اور ایک اور لشکر بھی
بسرکردگی شیخ میر روانہ کیا کہ اگر سلیمان شکوہ پار گنگ سے عبور کر آئے تو اسکو دریای جمنا پر روکے
جب سلیمان شکوہ کے سدراہ ہونے کے لئے لشکر روانہ ہو چکے تو عالمگیر پنجاب کو روانہ ہوا۔
گو ابھی گرد سفر اسکے چہرہ سے نہ اتری تھی۔ ~~~~

نمذ زین لشکر کشان ہنوز تر		عرق ناک اسپان لاغر ہنوز
نیاسودہ از بار جبّہ تنے		نرستہ ہم از زیر رہ توسنے

۸ ذیقعدہ کو بادشاہ باغ اعز آباد سے روانہ ہوا۔ ۱۹ کو بادشاہ کرنال مین آیا یہان
آگے برسات کے سبب سے پنجاب جانے کی راہ نہایت خراب تھی اسلئے بادشاہ پرگنہ رو...
مین کہ ستلج کے کنارہ پر ہے گیا بہادر خان کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ لشکر شاہی ستلج
سے پار اتر گیا جسکی مجمل کیفیت یہ ہے کہ خلیل اللہ خان سے پہلے بہادر خان دارا شکوہ کے تعاقب
مین روانہ ہوا تھا جب اسنے سنا کہ گذر تلون پر دارا شکوہ نے داؤد خان کو مقرر کیا تھا مگر
اسکو بعض مطالب کے لئے لاہور بلا لیا ہے تو اس نے اس دریا سے عبور کرنے کا ارادہ کیا گذر تلون
پر تو مخالفون کی جمعیت بہت تھی وہان سے لشکر کا عبور ہونا مشکل تھا وہ زمینداروں کی رہنمونی
و مشورہ سے گذر روپر سے اتر گیا جو تلون سے دائین طرف اوپر کی جانب ہے اس سے لئے

اورنگ زیب کا تخت سلطنت پر بیٹھنا اور دارا شکوہ و سلیمان شکوہ کے لئے لشکر بھیجنا اور خود پنجاب کی طرف جانا اور ستلج سے پار ہوتا۔

مدفون تھا وہ آدمیون کی نشان دہی سے نکال لیا اور اسپر متصرف ہوا۔ یہان سے لاہور کو روانہ ہوا جو اسکی جاگیر مین تھا۔ جب ستلج کے کنارہ پر آیا تو گذرون کی کشتیون کو جمع کیا۔ انہین سے بعض کو ڈبویا بعض کو توڑا۔ اسنے سوچا کہ برسات کا موسم ہے اور کیچڑ پانی کی کثرت سے راہون مین اورنگ زیب کا لشکر چل نہ سکیگا اور ستلج کہین اپنی طغیانی کے سبب پایاب نہین اور کشتیان ناپید ہین۔ گذرگھون پر اپنے عمدہ نوکر داؤد خان کو لشکر کے ساتھ مقرر کیا کہ کچھ دنون اورنگ زیب کے لشکر کے صدمون سے بچے۔ جبتک برسات ختم نہ ہوگی اورنگ زیب پنجاب مین نہ آسکے گا۔ اس عرصہ مین لاہور مین خزاین بادشاہی اور اپنے اموال پر جو ایک کروڑ روپیہ کے قریب ہے اور قورخانہ و توپ خانہ پر اور کارخانون پر اور اسباب تجمل پر اور ادوات نبرد و پیکار پر متصرف ہوکر اپنی اصلاح حال فارغ البال ہوکر کریگا۔ لشکر و سپاہ جمع ہوجائیگی دوبارہ اورنگ زیب سے محاربہ خوب ہوگا۔ مگر وہ اس سے غافل تھا کہ یہ اسکی حکمت اورنگ زیب کے آگے نہ چلیگی وہ اسکو پنجاب مین اسباب جنگ کو نہین جمع کرنے دیگا اور پنجاب سے باہر نکال دیگا پہلے تو اسنے امیرون کو بھیجا تھا۔ اب آپ خود پنجاب جانے کا ارادہ اس نے کیا اگرچہ برسات کا موسم تھا لشکر کا رستہ چلنا دشوار تھا پھر دریائے ستلج سے پار جانا اور بھی مشکل تھا اور اس سال مین اسنے اور اسکے لشکر نے بھی مکرر معرکہ آرائیون مین مشقت شاقہ اٹھائی تھی اور بڑی بڑی مسافتین طے کی تھین مگر اس نے اس یورش کا عزم کیا اور کچھ اسکا خیال نہین کیا کہ سپاہ کچھ دنون آرام کرے اور مین خود آسایش کرون اور فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ پر خیال کر کے پنجاب کا قصد کیا۔

اورنگ زیب کی اورنگ نشینی کی تاریخ نجومیون نے روز جمعہ غرہ ذیقعدہ مقرر کی تھی۔ اب اتنی فرصت نہ تھی کہ وہ شاہجہان آباد مین داخل ہوتا اور اپنے خاندان کی رسم اور آئین کے موافق تخت نشین ہوتا اسلئے باغ اعزآباد مین ساعت مقررہ مین تخت سلطنت پر بیٹھا اور سکہ و خطبہ کو جلوس ثانی پر موقوف رکھا اس لئے دارا شکوہ کی استیصال کے استعمال

پاس جاؤنگا راجہ اپنی منزل مین رہا اور پھر اُسکے پاس نہ گیا۔ دوسرے روز دلیر خان سے سلیمان شکوہ
نے مشورہ لیا دلیر خان نے یہ رائے دی کہ الہ آباد کو مراجعت کیجئے اور دریاے گنگ سے عبور کر کے
شاہجہان پور جائیے۔ وہ آپکے اتالیق بہادر خان کا آباد کیا ہوا ہے وہ افغانون کا وطن
ہے وہان افغانون کی اقوام کی اور اورون کی سپاہ جمع کیجئے پھر جو صلاح وقت و مقتضائے حال
ہو عمل مین لائیے میری یہ بھی عرض ہے کہ اگر میری صوابدید پر عمل کیجئے گا تو مین آپ کی رفاقت
و ہمراہی کرونگا ورنہ اپنا رستہ لونگا۔ سلیمان شکوہ نے اس تدبیر کو منظور کیا دوسرے
روز الہ آباد جانے کا قصد کیا جب راجہ جیسنگہ کو اسکی خبر ہوئی جو دلیر خان کا بڑا دوست تھا
اُس نے دوستانہ نصیحت ۔ ۔ ۔ ۔ کی کہ کیون احمق بنا ہے اور اپنے خان و مان کو برباد کرتا
ہے میری ساتھ بادشاہ پاس چل۔ کس جاہل کے ساتھ بے حاصل ہمراہ ہوتا ہے۔ دوسرے روز
جب سلیمان شکوہ نے دلیر خان کی رائے کے موافق الہ آباد کی طرف کوچ کیا تو دلیر خان نے معذرت
کی۔ راجہ جیسنگہ کے ساتھ رہا اسی طرح اور بہت سے شاہی نے اسکی ہمراہی کو ترک کیا اور اس کے
ساتھ کوچ نہ کیا اسکے اپنے نئے نوکر جنکے وطن اسی جانب مین تھے اس خبر کو سنکر متفرق ہو کر
اپنے وطنون کو چلے گئے۔ سلیمان شکوہ پاس جتنے آدمی رہ گئے تھے انکی ساتھ دہلی جانے کا ارادہ
کیا مگر بہادر خان اُسکے اتالیق نے اس تجویز کو نہین پسند کیا اسکو الہ آباد جانے کی صلاح دی
ناچار وہ باقی بیگ و رسید صلابت خان بارہ کے ساتھ الہ آباد کو چلا۔ اب اسکے ساتھ اپنے اور
باپ کے نوکر چھہ ہزار سوار تھے انکے ساتھ الہ آباد مین آیا اور سات روز یہان ٹھیرا۔ ہر روز صلاح
و مشورہ ہوتا اسکے ہمراہیون مین سے ہر فرقہ جدا ایک تدبیر بتاتا تھا۔ ایک جماعت کی رائے
یہ تھی کہ الہ آباد مین قیام کیجے اور اسکی حدود اور پٹنہ کو اپنے تحت مین لائیے اور دوسری کہتی
ایک گروہ یہ صلاح دیتا تھا کہ پٹنہ مین چلئے اور شجاع سے صلح و الفت کا ڈول ڈالئے اور
اسکے اتفاق و اعتضاد سے کام بنائیے۔ سادات بارہ کی ایک جماعت جنکا وطن میان
دو آب تھا کہتے تھے کہ ہمکو چاہیئے کہ چاند پور اور ندینہ (نگینہ) کی طرف چل کر دریا پار
جائین اور نواحی لوہیہ اور سہارنپور سے جمنا پار ہون اور یون پنجاب مین جائین۔

اُس نے بادشاہ کے حکم سے دار الخلافہ شاہجہان آباد سے کشتیون کو منگواکر وہان لا دلیا تھا۔
یہ کشتیان تھین کچھ اور زمینداروں نے جمع کردین کل پچیس کشتیان تیار ہوئین ۱۷ ذیقعدہ کو
پار جانے کا ارادہ کیا اور خلیل اللہ خان کے لشکر کا انتظار نہ کھینچا۔ پہر رات باقی ہوگی کہ دریا
جنگ کے ارادہ سے اُسنے اپنے آٹھ سو آدمیون کو کشتیون مین بٹھا کر پار اُتارا۔ سپاہی
کشتیون سے اُترے اور توپخانہ کو پیش رو کرکے مخالفون کی طرف چلے جو بے خبر پڑے تھے
اور اُن پر حملہ کیا وہ رعب مین آگئے نہ لڑ سکے فرار ہو گئے لشکر شاہی نے دریا کے پار اپنے مورچے
جمائے اور مخالفون کی جگہ پر ہو بیٹھے بھگوڑے بھاگ تلون مین اپنے لشکر سے جا ملے یہان کا
لشکر بھی ڈر کر سلطان پور کو بھاگا اور اسی طرح گھاٹون پر جو اور فوجین بیٹھی تھین بھاگ گئین
اور سلطان پور مین جمع ہوئین داراشکوہ کو یہ سارا حال لکھا بہادر خان کے عبور ہونے
کی خبر بادشاہ سُنکر بہت جلد روہڑ مین آیا اور لشکر کو پار اُتارا ———
داراشکوہ کو ۷ رمضان کو شکست ہوئی تھی۔ ۱۵ رمضان کو سلیمان شکوہ کو الہ آباد
سے تین منزل پر نواحی کڑہ مین باپ کی اس شکست کی خبر پہنچی اول شاہجہان کا اور پھر داراشکوہ
کا فرمان آیا اس مین اس شکست کا اور عالمگیر کی فتح کا حال مفصل لکھا ہوا تھا لشکر مین اس
خبر کے منتشر ہونے نے اسکی جمعیت مین تفرقہ ڈالا۔ شاہجہان کو ابتک داراشکوہ کے احوال پر
توجہ چلی جاتی تھی اور اسے جو دارا کہتا تھا وہ کرتا تھا اسکے کہنے سے شاہجہان نے سلیمان
شکوہ کو لکھا کہ اپنے باپ کے لوگرو کی اور اپنے لشکر کے ساتھ دہلی چلے جاؤ۔ اور باپ سے ملجاؤ اسی
مضمون کا رقیمہ داراشکوہ نے اسکو لکھا اور امرا اور اعیان لشکر کے نام استمالت نامے آئے
کہ وہ سلیمان شکوہ کی ہمراہی اور رفاقت کرین سلیمان شکوہ نے گھبرا کر راجہ جیسنگہ کو بلا کر مشورہ
لیا بمقتضاء اَلْمُسْتَشَارُ مُؤتَمَنٌ۔ راجہ نے کہا کہ صلاح یہی ہے کہ سپاہ جو ساتھ ہے اسکو لیکے
بلا توقف دہلی جاؤ اور باپ پاس پہنچ جاؤ اور اگر یہ نہین ہو سکتا تو الہ آباد کو مراجعت کرو
اور جب تک کہ باپ کا حال معلوم ہو وہان ٹھیرے رہو جب سلیمان شکوہ نے راجہ کو رفاقت
اور ہمراہی کے لئے کہا تو اُسنے صاف جواب دیا کہ مین ہمراہ نہین جاؤنگا اور نگ زیب

راہ عبور بند ہی اگر یہان رہنے کا ارادہ حضور کا ہو تو شاہ کو رخصت کیجئے اور اہل و عیال اور
چند نوکرون کے ساتھ سری نگر چلئے اس وقت باقی بیگ مخاطب بہ بہادر خان بھی سلیمان شکوہ
سے جدا ہو کر دنیا سے رخصت ہو گیا سلیمان شکوہ ایک حرکت بیجا یہ کر بیٹھا کہ گردی پرگنہ
ندینہ کو جو ایک سید مظلوم بیگناہ قیدی پا بزنجیر ساتھ تھا اسکا خون اپنی گردن پر لیا۔
غرض سات آٹھ روز وہ یہان ٹھیرا رہا جسطرح سے زمیندار سری نگر نے اسکو جانے کے
لئے کہا تھا اس مین وہ متردد و متفکر تھا اور روز صلاح و مشورہ کرتا تھا سلیمان شکوہ اور
دارا شکوہ کے نوکر اپنی خیریت اسمین جانتے تھے کہ کسی طرح اس سی جدا ہو جائین وہ اسی گھات مین
لگے رہتے تھے انہون نے دیکھا کہ یہان کا زمیندار اور اسکے آدمی موجود ہین جنکے ہاتھ مین یہان
ساری راہین اور درے ہین وہ سری نگر مین پہاڑون کے چکرون مین جا کر کیون پھنسین
سب نے متفق ہو کر یہ مصلحت دیکھی کہ سلیمان شکوہ کو سری نگر جانے سے باز رکھین اور حسن تدبیر و
لطائف الحیل سے ان پہاڑون سے اسے نکال کر ہندوستان کی زمین وسیع مین لے جائین
جہان ہمارے جدا ہونے کا کوئی مزاحم و مانع نہ ہو۔ سردارون نے اتفاق کر کے سلیمان شکوہ
کو سمجھایا کہ یہان کا زمیندار جس طرح جانے کے لئے کہتا ہے وہ حزم و احتیاط سے خلاف ہے
بہتر یہ ہے کہ جس راہ سے آئے ہین اسی راہ سی الہ آباد چلین مزید ترغیب کے لئے سید قاسم قلعہ دار
الہ آباد کا خط بنا کر دکھلا دیا جسکا مضمون یہ تھا کہ شجاع ایک لشکر عظیم کے ساتھ بنگالہ سے
اس جانب روانہ ہوا ہے عنقریب وہ یہان آتا ہے بہتر یہ ہے کہ تم پھر کر الہ آباد مین آجاؤ اور اسکے
ساتھ اتفاق کر کے جو صلاح حال اور مرکوز خاطر ہو اسپر عمل کرو اس کے سمجھانے سی سلیمان شکوہ
نے سری نگر جانے کا قصد چھوڑا اور کوہستان کے زمیندار سے عذر کیا اور کچھ جواہر اور
مرصع آلات اور ایک ہاتھی اسکو دیا جس راہ سے آیا تھا اسی پر الہ آباد کی طرف چلا۔
جب ندینہ مین آیا تو اسکے آدمی جنہون نے اپنی صلاح کار دیکھ کر یہ توطیہ بنایا تھا۔
اور وہ جدا ہونے شروع ہوئے سلیمان شکوہ کے ساتھ صرف سات سو سوار رہ گئے
اور وہ بھی بھاگنے کی فکر مین تھے۔ اب سلیمان شکوہ نے دیکھا کہ اس قلیل سپاہ کے ساتھ الہ آباد

بہ اے بعد گفتگو و بحث کے سلیمان شکوہ کو پسند آئی اموال زوائد و کارخانجات اور کچھ اہل حرم
کو قلعہ الہ آباد مین چھوڑا سید قاسم بارہ کو قلعہ کی حراست سپرد کی گنگ سے عبور کیا اور منزلین
طے کرنی شروع کین ہر منزل مین اوسکے اوربابے نوکر اس سے جدا ہوتے جاتے تھے اور روز بروز
اسکی شوکت و جمعیت کی سلک منتشر ہوتی تھی لکھنؤ سے گذر کے پرگنہ مدینہ مین آیا جو بیگم صاحب کی
اقطاع مین تھی اُس نے سُنا کہ یہان تحصیل کا روپیہ موجود ہے۔ کروری سے اُسکو وصول کرنا
چاہا وہ بھاگ کر اپنی گھر مین چھپا۔ سپاہ نے جا کر اسکا گھر گھیرا اور اسکو پکڑا دو لاکھ روپیہ وصول
کیا جو بیگم صاحب کا تھا۔ کروری کو مقید کیا۔ سید صلابت خان بارہ جو اُسکے ہمراہیون مین
تھا وہ بھی جدا ہو کر عالمگیر پاس چلا گیا سلیمان شکوہ جس گذر سے عبور کرنے کا قصد کرتا تھا۔
اسکے آنے سے پہلے اس طرف سے کشتیان اسطرف لے جاتے تھے کہین وہ دریا پار نہ جا سکا تو
ناچار مرادآباد کے پاس سے گذر کر چاندی مین آیا جو ہردوار کے محاذی ہے اور ولایت سری نگر
کی سرحد کے قریب ہے بھوانی داس دیوان ہوتیات کو دارا شکوہ نے پہلے زمیندار سری نگر پاس بھیجا
تھا اور وہ سلسلۂ ارتباط کا محرک ہوا تھا اور کوہستان کی راہون سے واقف تھا اُس کو۔۔
سلیمان شکوہ نے مرزبان مذکور پاس بھیجا اور کشتیون کے سرانجام کرنے کے لئے اور دریا سے
عبور کرنے کے واسطے استعانت و امداد کا خواستگار ہوا۔ اور چند روز جواب کے انتظار مین یہان
ٹھیرا اس اثنا مین امیر الامراء فدائی خان اور سارا لشکر جو شاہجہان آباد سے اُس کے
روکنے کے لئے روانہ ہوا تھا وہ گنگا کے پار چاندی کے قریب آیا جہان سلیمان شکوہ ٹھیرا ہوا
تھا دریا کے پار لشکر شاہی کا سامان سلیمان شکوہ نے دیکھا تو جانا کہ مجھ مین اس سے لڑنے کی کہان
تاب و توان ہے ناچار پہاڑون مین ٹکراتا ہوا کانہ تال مین جا کر ٹھیرا جو ولایت سری نگر کی
سرحد ہے زمیندار سری نگر کے پاس جب بھوانیداس گیا تو اُسنے اپنے آدمیون کو بھیجا تھا وہ
سلیمان شکوہ سے ملے اور اسکو پہاڑون مین لے گئے جب وہ سری نگر سے چار منزل پر پہنچا تو
سری نگر کا مرزبان سلیمان شکوہ سے ملا اور اُس نے کہا کہ میری پاس تھوڑی سے جگہ ہے
آپکے ساتھ جو لشکر ہے اسکی گنجایش اس مین کہان ہے سوا ر از ین گھوڑے۔ ہاتھی اور

دارا شکوہ شکست پاکر لاہور میں گیا ہے تم مہابت خان کے خلف الصدق ہو یعنی مہابت خان
ثانی ہو تم میرے بڑے مخلص درست اعتقاد ہو اسلئے میں اپنا درد دل بیان کرکے امید
رکھتا ہون کہ تم اسکا تدارک کروگے۔ تم اُس بڑے باپ کے بیٹے ہو جسنے جہانگیر کو خراسانیون
کے ہاتھ سے رہائی دلائی اور مجھے پادشاہ بنایا اب اس سے بھی زیادہ مشکل ایک معاملہ پیش آیا ہے
کوئی شخص اسکا متکفل سوا تمہارے نہین ہو سکتا میرا دارا شکوہ لاہور مین ہے وہان خزانہ
مین کمی نہین ہے اور کابل مین آدمی اور گھوڑے بہت ہین تعجب ہے کہ تو گوشہ نشین ہے اور
لشکر کے ساتھ عزیمت نہ کرے اور لاہور مین پہنچکر دارا شکوہ بابا کی مدد و رفاقت نہ
کرے اور صاحب قران ثانی زندانی کو قید سے نہ نکالے ؎ این کار از تو آید و مردان
چنین کنند + بیٹے اپنے فرزند ارجمند کو لکھا ہے کہ اپنے تئین بالکل تجھے حوالہ کرے اور
تجھے سپہ سالار کی اطاعت مین اپنا حال و آل جانے۔ مکرر لکھا جاتا ہے کہ مہابت خان کو
یہ بات کب پسند ہوگی کہ صاحب قران ثانی زندانی اقسام بلا مین گرفتار ہو اور ایک
شخص دام تزویر مین ایک عالم کو رام کرکے تخت خلافت پر کامرانی کرے اگر اس حال
سے چشم اغماض کرے فردای قیامت دست من و دامن او۔ دارا شکوہ نے
لاہور مین داخل ہو کر سرکار خاصہ شاہی کے خزانے پر اور قورخانے و توپخانے اور اور
کارخانون پر قبضہ کیا۔ سپاہ و لشکر پر دولت کا دروازہ کھولا۔ ایسا روپیہ بیدریغ
دیا کہ اسکے پاس تھوڑی مدت مین بیس ہزار سوار جمع ہوگئے اور کچھ بندہای پادشاہی
بھی اسکے ساتھ ہوگئے جیسے کہ راجہ راجروپ زمیندار کوہستان جمون سنجر خان فوجدار
بھیرہ و خوشاب غرض یہ دولت روز بروز دارا شکوہ کی جمعیت کو بڑھاتی تھی۔ وہ
خفیہ استمالت نامے امرای صوبجات و راجپوتون و رئیسون کو انکے وطن مین بھیجتا تھا کہ
وہ عالمگیر سے سرکشی کرین۔ داؤد خان کو پانچ ہزار سوار اور توپخانہ اور بہت سے لوگ
دیکر ستلج کے کنارہ پر بھیجا تھا کہ گذرگاہون کو استحکام دے جب پادشاہ کے آنے کی خبر ہوئی
تو عزت خان و مصاحب بیگ کی ہمراہ ایک اور تازہ سپاہ گذر روپر کی طرف بھیجی اور

پہنچنا دشوار کیا بلکہ ناممکن ہی تو وہ سری نگر کے چلے آنے سے پشیمان ہوا۔ اور پھر اسی طرف
چلا۔ اب باقی ماندہ آدمیون مین سے بھی اسکے ساتھ اسد کاشی و تاج نیازی و بہادر
لوحانی و سید احمد برادر سید قاسم بارہ و محمد شاہ کوکہ اور چند آدمی اور دو سو سوار رہ گئی
مرادآباد مین قاسم خان تیول دار ہو کر بادشاہ کی طرف آیا تھا جب اس نے سنا کہ شاہزادہ
سری نگر کی طرف جاتا ہے تو وہ پنجے جھاڑ کر اسکے گرفتار کرنے کے درپے ہوا۔ اور اسکے پکڑنے
کے لئی چارون طرف سے لشکر شاہی آن پہنچا اب اسکا اور بھی ساتھ چھوڑ کر چلے گئی۔ محمد شاہ
کوکہ اور سترہ آدمی باقی رہے۔ پہاڑی آدمی اسکو غیر متعارف راہون سے رہبری کر کے
سری نگر لے گئے زمیندار نے اسکو پہاڑ کے اوپر اپنی ولایت مین رکھا۔ شاہزادہ پاس
کچھ جواہر و مرصع آلات و اشرفیان تھین خافی خان نے لکھا ہے کہ اس مال کی طمع مین
زمیندار سری نگر نے شاہزادہ کو بطور قیدیون کے نظربند رکھا۔

اب شاہزادہ کا باقی حال آگے لکھا جائیگا

داراشکوہ ۱۲ ار شوال سنہ ۶۹ کو لاہور کے باغ فیض بخش مین ۱۴ ار کو شہر مین اور ۲ ار کو قلعہ
مین آیا۔ سید عزت خان اس صوبہ کا حاکم تھا جب داراشکوہ اکبرآباد سے بھاگا ہے تو اس نے
اسکو لکھ بھیجا تھا کہ لشکر کے سرانجام اور توپ خانہ کا سامان کرنے مین جسقدر کوشش ہو سکے
وہ کرے اور خود بھی اس وسیع صوبہ لشکر خیز کے اطراف مین اور اسکے حدود و نواحی مین
استمالت نامے ملاطفت آمیز رعایت و احسان کے وعدون پر بھیجے کہ وہ اس مرز و بوم کی ہر قوم
و قبیلہ کے سپاہیون کو میری نوکری کی ترغیب دین اور اسکی اقطاع مین جو پنجاب و
ملتان و بھکر تھے انکے زمیندارون و فوجدارون اور کوتکیون کو وارث اور کابل کے
حاکم مہابت خان کو خلعت بھیجکر نزدیک و دور کے آدمیون کی دعوت اپنی طرف کی
خافی خان نے تو اس کام مین شاہجہان کو بھی شریک کر لیا اور ایک نامہ شاہجہان کی طرف
سے مہابت خان کو لکھا ہوا نقل کیا ہے جسکے مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ نمک حرامون
کے ہاتھ سے جو صدمہ میری سلطنت کو پہنچا وہ تم نے سنا ہی ہوگا۔ میرا مظلوم بیٹا

باہر تھا کہ وہ عالمگیر کے لشکر سے مقابلہ کرتا اُس نے پار کا لشکر اپنے پاس بلالیا حقیقت حال پر
داراشکوہ کو مطلع کیا اس نے اپنے بیٹے سپہر شکوہ کو لشکر اور توپ خانہ کی ساتھ گذر گوبند وال مین
داؤد خان کے پاس بھیجا کہ بمقتضاے مصلحت دریا کے وار یا پار ہنگامہ کارزار گرم کرے۔ عالمگیر ۲۵
ذی قعدہ گذر وہر (روپر) آب ستلج پر آگیا تھا۔ مہاراجہ جسونت اجین سے بھاگ کر اپنے وطن
جودھپور کو چلا گیا تھا اُسنے اپنے رشتہ دار راجہ جے سنگھ کی معرفت عالمگیر سے اپنی تقصیرات معاف
کرائین خلیل اللہ خان کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ افواج غنیم دریاے بیاس کے اس طرف پیکار
اور مدافعہ کے لئے جمع ہوئی ہے داؤد خان او سپہر شکوہ آگئے ہین اور داراشکوہ لاہور سے آنیوالا
ہے اسلئے عالمگیر نے راجہ جے سنگھ اور دلیر خان کے ساتھ لشکر اپنے لشکر کی مدد کے لئے بھیجا اور دوسرے
روز صف شکن خان میر آتش کو بھی توپخانہ کے ساتھ روانہ کیا اور خلیل خان و بہادر خان کو حکم بھیجا
کہ جبتک یہ لشکر تم سے آنکر ملین جہان ہو وہین ٹھیرنا۔

خلیل اللہ خان و بہادر خان کے لشکروں کا حال ۲۰

یہ دونو خان والاشان ۲۲ ذیقعدہ کو دریاے ستلج سے پار اُترے تھے ۲۵ کو نوشہرہ پہ آپہنچے
آگے کی منزل مین بہت نشیب و فراز اور دشوار گذار آب کند تھے کہ لشکر آسانی سے نہین جا سکتا تھا
اسلئے بیلدارون کو راہ ہموار کرنے کے لئے بھیجا۔ جب راہ صاف ہو گئی تو ۲۷ کو گڈھ سارنگ مین
منزل کی۔ کمک کے آنے کا انتظار کیا اس لشکر سے ۲۹ کو راجہ جے سنگھ اور دلیر خان آن ملے۔ دو
روز تک داراشکوہ کے حال کی تحقیق مین صرف کئے تو معلوم ہوا کہ اب اُس نے اپنا ارادہ پیکار کا
فرار سے بدل دیا سپہر شکوہ کو جو گوبند وال بھیجا تھا اسکو بلالیا اور ۲۹ ذیقعدہ کو لاہور سے ملتان
کو روانہ ہوا اور داؤد خان کو چند سپاہ کے ساتھ مقرر کیا کہ وہ بیاس کے کنارہ پر قیام کرے اور
کشتیون کو جلادے یا غرق کردے پھر اسکے لشکر سے جاملے پادشاہی آدمی اس خبر کو سنکر
خوش ہوئے اسکی پادشاہ کو اطلاع دی اور جلدی سے گوبند وال کو ایک جماعت بھیجی کہ لشکر
کے پہنچنے تک وہ اطراف و نواحی اور مواضع بالاے آب مین کشتیان جو دشمنون کے تلف کرنے سے
بچی ہین جمع کرین اور ڈوبی ہوئی کشتیون کو نکالین اور پل بنانے مین کوشش کرین اور نا ہر خان کو
لاہور بھیجا کہ وہ ۲ ذالحجہ کو لاہور مین آیا شہر کی خبرداری اور انتظام مین مشغول ہوا۔ لشکر شاہی

دریا کے کنارہ پر جا بجا لشکر تعین کئے۔ اب سب سے بڑی یہ حکمت کی کہ اُسنے مرزا شجاع کو جس سے لڑائی تھی اپنی طرف کرنے کے لئے خطوط ملاطفت آمیز لکھے اور یہ تجویز ٹھیرائی کہ مین پنجاب مین لڑائی پر آمادہ ہوتا ہون وہ بنگالہ سے الہ آباد پر عزیمت کرے اور اس بات پر قول و قسم ہوئی کہ جب ملک فتح ہوجائے تو آپس مین آدھا آدھا مساوات کے ساتھ تقسیم ہوجاے۔ داراشکوہ کا یہ منتر شجاع پر چل گیا وہ اس بات پر راضی ہو گیا جسکا بیان آگے ہوگا۔

یہ ایک عجیب بات تھی کہ داراشکوہ اسباب جنگ و ستیز و سامان مقدمات نبرد و پیکار مین کوشش کرتا تھا مگر اورنگزیب سے شکست کھا کر ایسا خوف زدہ ہو گیا تھا کہ اُس سے لڑنے سے ڈرتا تھا اُس کا ارادہ یہ تھا کہ ملتان کی راہ سے قندھار کو بھاگ جاسے اسیلئے وہ کشتی و بار بردار کا سامان کرتا تھا جب آدمیون نے اپنی فراست سے یہ عزیمت اسکی دریافت کی تو لوگ اُس سے جدا ہونے شروع ہوئے چنانچہ راجہ راجروپ نے جب یہ دیکھا کہ داراشکوہ بھاگنے کو ہے تو وہ یہ بہانہ بنا کے جُدا ہو گیا کہ مین اپنے وطن مین سپاہ و لشکر کا سرانجام کرونگا اور وہان کے زمینداروں کی استمالت قلوب ہمنے پہلے لکھا ہے کہ خلیل اللہ خان و بہادر خان مع لشکر کے ستلج سے پار چلے گئے تھے جب داراشکوہ کو اسکی خبر ہوئی تو اُس نے اپنے سردارون کو جو اور اور گذرون سے بھاگ گئے تھے لکھا کہ سلطان پور مین توقف کرین اور داؤد خان کو گذر تلونڈی سے اپنے پاس داراشکوہ نے بلا لیا تھا اسکو مع لشکر کے لاہور سے آب بیاہ (دریاء بیاس) کے کنارہ بھیجا اور یہ تجویز کی یہان جا کر اگر عالمگیر کے لشکر سے لڑنا دریا سے پار جا کر مصلحت ہو تو پار جاے اور وہان کے لشکر کو اپنے ساتھ لے کر دشمن کی مدافعت کرے اور نہین تو دریا کے اس طرف توقف کرکے پار کے لشکر کو اپنے پاس بلا لے اور پھر جنگ پر آمادہ ہو اور حقیقت حال سے مجھکو اطلاع دے داؤد خان بہت جلد گذر گوبند وال پر آیا اور عالمگیر کے لشکر کا حال خوب دریافت کیا تو اسکی دانست مین داراشکوہ کی طاقت

کہ وہ خلیل اللہ خان سے ملکر دارا شکوہ کا تعاقب کرے۔ ۲۲ ذی الحجہ کو بادشاہ دریای بیاہ کے کنارہ پر آیا اور پل پر جو اُسکے حکم سے بندھا تھا عبور کیا۔ راجہ راجروپ موضع چاندنی کا تھانہ دار مقرر ہوا کہ وہ سلیمان شکوہ کو نکلنے نہ دے اور آدمیون کو اس پاس جانے نہ دے —

خلیل اللہ خان کی عرائض سے معلوم ہوا کہ دارا شکوہ لاہور سے برآمد ہوا اور اسکے ساتھ خزانہ و توپخانہ اور سامان شائستہ اور لشکر آراستہ چودہ ہزار سوارون کا موجود ہے اور اسکا ارادہ ہے کہ جہان تجا ہو ملازمان عالمگیر کے لشکر سے لڑے عالمگیر نے یہ گمان کرکے کہ کہین اُس کے لشکر کو شکست نہ ہو جاے۔ وہ خود ایلغار کرکے دارا شکوہ کے تعاقب مین گیا کہ کہین اُسکا پاؤن نہ جمنے دے اور اسکے دل مین جدال کا خیال نہ پیدا ہونے دے کہ ملک دولت کا ساحت اُسکے غبار وجود سے پاک ہو جاے تاکہ بادشاہ کی خاطر کو بالکل اُسکی طرف سے جمعیت ہوا اور پھر امور سلطنت پر بفراغ توجہ کی جاے جسمین بہت سے خلل و فتور پیدا ہو گئے ہین اسلئے اُس نے شہزادہ اعظم کو لاہور بھیجدیا اور اسکے ساتھ زوابد لشکر اور سرکارخانون کو روانہ کیا کہ جب تک اسکو اس مہم سے فراغت ہو وہان وہ رہے اور خود چلکر ۲۹ کو نواحی موضع موہن نور مین آیا۔ بادشاہ نے سنا کہ دارا شکوہ ملتان مین اس سبب سے ہین ٹھیرا کہ اُس نے بادشاہ کے آنے کی خبر سُنی بہت سے اُسکے سردار اور نوکر کہ ملتان تک ہمراہ گئے تھے اس سے جدا ہو گئے ہین اور روز بروز اُسکا لشکر پریشان پراگندہ ہوتا گیا اسلئے بادشاہ نے ایلغار کو ترک کیا صف شکن خان آتش کو اسکے تعاقب مین روانہ کیا کہ اسکو ممالک محروسہ سے نکال دے اور چھ ہزار سوار اور بڑے بڑے سردار اسکے ساتھ کئے۔

عالمگیر کے لشکر سے یہ خطا ہوئی کہ اُس نے دارا شکوہ کے تعاقب مین کوتاہی اور تاخیر کی اس لئے اسکو فرصت مرحلہ پیمائی اور رہسپاری کی ملی اور کچھ دنون گرفتاری سے بچا ۵ ذی الحجہ کو وہ ملتان مین آیا اور یہان آگے بادشاہ کے بیم و خوف سے آٹھ روز سے

پانچ روز مین بڑے بڑے کوچ کرکے دریاے بیاس سے آدھ کوس پر آیا۔ راجہ راج روپ کی وطن سے
راجہ جیسنگہ پاس آیا جسکی معرفت اسکا قصور معاف ہوا۔ لشکر دریا سے عبور کرکے دار السلطنت لاہور
سے باہر آیا۔ خلیل اللہ خان پاس متصدیان دار السلطنت آئے۔ انکی تقریر سے معلوم
ہوا کہ دارا شکوہ نے اول عالمگیر سے لڑنے کا قصد کیا تھا مگر اسکے رعب کے مارے وہ لاہور سے
ملتان کو فرار ہوا۔ اور کل خزائن و ذخائر لاہور اشرفی روپیہ وطلا ونقرہ غیر مسکوک جو ایک کروڑ
روپیہ سے زیادہ کا تھا نفیس اشیا اور کارخانجات شاہی کی اجناس کو ساتھ لے گیا اور اکثر توپ
اور تمام ادوات توپ خانہ کو زیادہ تر کشتیون مین اور کچھ دواب پر لادکر پار لے گیا اور قندھار
کے جانے کے ارادہ سے ملتان کو کوچ کیا اگرچہ دارا شکوہ کو آدمی چھوڑ چلے جاتے تھے مگر
آدمیون کو اس قدر روپیہ دیا تھا کہ چودہ ہزار سوار اس پاس اب تک موجود تھے۔
عالمگیر کا فرمان آیا کہ خلیل اللہ خان مع بہادر خان و دلیر خان و صف شکن خان و ماہر خان
او سارا لشکر لاہور مین توقف نہ کرے اور دارا شکوہ کا تعاقب کرے اور اسکو کہین ٹھیرنے
کی مہلت نہ دے۔ خلیل اللہ خان شہر مین نہین داخل ہوا اور ۱۷ ذی الحجہ کو اس نے کوچ کیا۔
دارا شکوہ کا بخشی خواجہ صادق اور اور امرا جو اس سے جدا ہوئے تھے وہ خان کی خدمت
مین آئے۔ عالمگیر آٹھ روز تک دریاے ستلج کے کنارہ پر مقیم رہا کہ کشتیون کو بہم پہنچا کر عبور کرے اور
دارا شکوہ کا حال دریافت کرے۔ ان دنون مین مہاراجہ جسونت سنگہ کو شاہجہان آباد
کو رخصت کیا کہ اس مہم کے انجام ہونے تک وہان ٹھیرے۔ ایک کروڑ دام کی جمع کی جاگیر
اسکو عنایت کی۔ راجہ راجروپ کا قصور معاف ہوا اسکو اپنے پاس بلایا۔ شاہزادہ محمد معظم کو
برہان پور حکم بھیجا گیا کہ معظم خان کو قلعہ ارک سے باہر حصار مین رہنے کی اجازت دے اور بجائے ہزار
روپیہ اسکو انعام دے پھر اسکو ہمارے پاس بھیجدے اور اسکا مال متاع ضبط شدہ جو برہان پور
مین موجود ہے اسکو واپس دیدے۔ اور کشتیان تو انسے بہم پہنچی نہین۔ بادشاہ نے ۵ ذی الحجہ کو
سات روز مین کشتیون مین لشکر کو بٹھا کر ستلج سے پار اتارا۔ ۱۰ کو عید الضحی کا جشن بڑی دھوم دھام
سے ہوا۔ بڑے منصب خلعت و خطاب امرا کو مرحمت ہوئے۔ ۱۵ کو فدائی خان کو حکم ہوا

اور خادموں کا دامن دولت سے پُر کیا۔
جب بادشاہ ملتان میں آیا تو ممالک مشرقی کے وقائع نگاروں کی برابر عرائض آئیں کہ مرزا شجاع بنگالہ سے لڑنے کے قصد سے روانہ ہوا ہے جب خبر تواتر کی حد کو پہنچی تو بادشاہ نے سلطنت و فرمانروائی کے مصالح کے سبب اسکی شورش افزائی کو دفع کرنا چاہا ابھی ہندوستان کا انتظام جیسا کہ چاہئے نہیں ہوا تھا ابھی بادشاہ کی خاطر کو امور ملک و ملت کی پرداخت سے اور قواعد دولت کے اختلال کے دفع سے تعلق چلا جاتا تھا کہ یہ ایک نیا جھگڑا مرزا شجاع کا کھڑا ہوا۔ دارا شکوہ جب ملتان سے بھکر کو بھاگا تو بادشاہ نے اسکے تعاقب میں افواج تعینات کیں اور خود اکبر آباد جانے کا ارادہ کیا۔ برنیر لکھتا ہے کہ جب اورنگزیب کو معلوم ہوگیا کہ دارا شکوہ کا ارادہ کابل جانے کا نہیں ہے تو اسکو اطمینان ہو کہ اب دارا کا کام چنداں مشکل نہیں رہا۔ اُسنے بڑے شد و مد سے بیان کیا ہے کہ دارا شکوہ کا لاہور سے ملتان جانا اور کابل نہ جانا بڑی غلطی تھی۔ کابل جاتا تو وہاں کا حاکم مہابت خان اورنگزیب کا مخالف اسکی مدد کرتا روپیہ پاس تھا۔ بہت سپاہ آسانی سے جمع ہو جاتی۔ مگر ڈاکٹر نے اس بات پر خیال نہیں کیا کہ دارا شکوہ نے قندھار جانے کا قصد اسی طرح کیا تھا جیسا کہ ہمایوں نے کیا تھا جس سے شاہ ایران کی مدد سے ہمایوں کی طرح ہندوستان کی سلطنت کی ملنے کی دوبارہ توقع تھی۔ خود شاہجہان بھی ایکدفعہ [illegible] میں اسی نیت سے آیا تھا
بادشاہ پانچ روز ملتان میں رہ کر ۱۲ محرم ۱۰۶۹ھ کو یہاں سے روانہ ہوا۔ ۱۲ کو انجہرہ میں کہ لاہور سے باہر راہ ملتان کی سمت میں واقع ہے بادشاہ اترا۔ وہ چاہتا تھا کہ دار السلطنت لاہور میں چند روز ٹھیر کر مہمات پنجاب میں مشغول ہو اور ان حدود کے بند و بست سے خاطر جمع کرے۔ دارا شکوہ کے سبب سے اس ملک میں بہت خلل آگیا تھا مگر شجاع کا ایسا فکر اسکو لگا ہوا تھا کہ وہ یہاں نہ ٹھیر سکا اور شہر سے باہر باغ فیض بخش میں رہا۔ شاہزادہ معظم اور اسکے ساتھ کے امرا بادشاہ کی خدمت میں آکے

بادشاہ کو ملتان میں خبر شاہجہان و دارا اور شاہزادہ شجاع کے معاملات۔

زیادہ قیام نہ کر سکا ان دنون مین یہان خزانہ شاہی پر قابض ہوا تھا مین بائیس لاکھ روپیہ تھا اسکو اپنے خزانہ مین شامل کیا اور لاہور سے خزانہ و توپخانہ و احمال و اثقال جو کشتیون مین ہمراہ لایا تھا اسی طرح بڑی کشتیون مین لدا رہنے دیا اور فیروز میواتی اور بسنت خواجہ کو انکا محافظ بنا کے اور سپاہ مقرر کرکے حکم دیا کہ وہ انکو بھکر مین لیجاوین اور وہ خود خشکی کی راہ سے روانہ ہوا ستلج و بیاہ پر اسکے حکم سے پل بنائے گئے تھے اس سے وہ اُتر گیا اور بھکر اسلئے گیا کہ وہان سے قندھار جاوے۔ جب وہ ملتان سے چلا تو ایک روز بعد یہ خبر خلیل اللہ خان اور بہادر خان اور پادشاہی سردارون کو ہوئی تو اسکے تعاقب مین وہ جلد روانہ ہوئے اور ملتان مین آئے ابھی انکو یہ تحقیق نہ تھا کہ وہ اجمیر کو جائیگا یا بھکر کو بلکہ انکو اجمیر کی طرف اسکا جانا اغلب معلوم ہوتا تھا اس لئے وہ اجمیر کی راہ پر گئے جہان اسکا پتا نہ پایا نہ وہ بھکر کو گیا تھا معلوم ہوا کہ حاجی خان بلوچ نے جو ملتان کے عمدہ زمیندارون مین سے ہے دولت خواہی اور خدمت گذاری کی وجہ سے ایک جماعت کے ساتھ خزانہ اور اسباب کی کشتیون کو جنکے محافظ فیروز اور بسنت تھے روکنا چاہا اور انکے لٹالے جانے کا ارادہ کیا لیکن انکے ساتھ توپخانہ و سپاہی ہمراہ تھے وہ اسکی مدافعت کے لئے مستعد ہوئے فیمابین جنگ ہوئی کچھ آدمی مرے اور کشتیون کو مخالف نہ روک سکے۔

جب پادشاہ کو ملتان سے دارا کے فرار ہونے کی خبر ہوئی تو اسنے ایلغار کرنا موقوف کیا اور آہستہ آہستہ چلکر ۲ محرم سنہ ۶۹ کو دریاے راوی کے کنارہ پر ملتان سے تین کوس پر آیا۔ داراشکوہ کے سردار جو اسکو چھوڑ کر پادشاہ پاس آئے تھے وہ خلعت کی عنایت سے سرافراز ہوتے تھے۔ ۵ محرم کو صف شکن خان ملتان سے داراشکوہ کے تعاقب مین روانہ ہو چکا تھا مگر پادشاہ نے یہ سمجھ کر کہ داراشکوہ پاس ابھی بڑا لشکر ہے معلوم نہین کہ صف شکن خان اس سے مقابلہ کر سکے یا نہ کر سکے اسلئے ۸ محرم کو شیخ میر کو نو ہزار سوارون کے ساتھ بھیجا اور معظم خان کو جسکی رہائی کا حال ہم پہلے لکھ چکے۔ گجرات کا صوبہ دار میرزا مراد کی جگہ مقرر کیا اور پادشاہ نے شیخ بہاء الدین کے مزار کی زیارت کی سجادہ نشین کو

داراشکوہ کا ملتان سے روانہ ہو کر بھکر جانا

بادشاہ کا داراشکوہ کے تعاقب مین ملتان پہونچنا

شجاع کا الہ آباد کو روانہ ہونا

مین مضائقہ نہ کرونگا۔ جب بنگالہ مین محمد بیگ آیا اور عالمگیر کا نامہ شجاع کو دیا تو وہ
خوشی کے مارے پھولا نہ سمایا اور بھائی کا نہایت منت پذیر ہوا اور داراشکوہ کے فرار
اور ادبار سے کمال مسرور ہوا اور ایک تہنیت نامہ بھائی کو لکھا ہمین اسکے احسان
کی نہایت شکرگذاری کی اور اکبر نگر سے کہ حاکم نشین بنگالہ تھا پٹنہ مین چلا آیا یہان
آخر اُسنے جانا کہ داراشکوہ کے تعاقب مین اورنگ زیب پنجاب مین بہت دور چلا گیا
ہے اور اس مہم کا جلد سرانجام پانا خیال مین نہین آتا اب میدان خالی ہے اول لشکر
جمع کرکے الہ آباد چلئے اور پھر اگر ہو سکے اکبر آباد دوڑئے۔ شاید اس تیز دستی مین کام
بنجائے اور سلطنت ہاتھ لگ جائے۔ یہ سوچ سمجھ کر اسنے تھوڑے توقف مین پٹنہ
مین ان حدود کے لشکرون اور توپخانہ اور نواڑہ عظیم بنگالہ کو جمع کرلیا ۱۰۶۸ سنہ
مین پٹنہ سے الہ آباد کو روانہ ہوا۔ اس زمانہ مین اورنگ زیب پنجاب مین داراشکوہ کی
مہم مین مصروف تھا۔ جب شجاع قلعہ رہتاس کے نواحی مین آیا۔ یہان کے قلعہ دار
رام سنگہ نے اس سے ملاقات کی اور اسکو قلعہ حوالہ کیا وہ داراشکوہ کا ملازم تھا
اور اُسی کی طرف سے حراست کرتا تھا داراشکوہ نے اکبر آباد سے بھاگنے کے بعد
اسکو اور الہ آباد کی سمت کے قلعہ دارون کو لکھ بھیجا تھا کہ وہ شجاع کو قلعے حوالہ کر دین
اور ایسے ہی سید عبدالجلیل بارہہ نے جو داراشکوہ کی طرف سے قلعہ چنارہ کا حارس
تھا شجاع کو قلعہ حوالہ کر دیا۔ الہ آباد کا قلعہ دار سید قاسم شجاع کو لکھا کرتا تھا کہ
اگر حضور اس طرف تشریف لائین تو مجھے حکم ہے کہ قلعہ آپکے سپرد کرون۔ ان
مقدمات کے واقع ہونے نے شجاع کی جراءت کو بڑھایا جب اورنگ زیب کو
ان وقائع کا حال سنایا گیا تو اسنے بھائی کو کئی دفعہ موعظت نامے دلاویز صلاح
انگیز لکھے کہ وہ سیدھی راہ پر آئے اور اپنے افعال سے باز آئے اور نادم ہو کر
عذر کرے ایسا نہ ہو کہ فتنہ و خون ریزی ہو مگر عالمگیر نے بمقتضاء حفظ سلطنت
وجہانداری و خردمندی و ہوشیاری یہ سمجھ کر کہ اگر شجاع نے میری کہنے کو

بادشاہ ہاتھی پر سوار ہو کر شہر مین گیا اور قلعہ کو دیکھا اور وزیر خان کی مسجد مین ظہر
کی نماز پڑھی اور پھر باغ فیض بخش مین وہ آگیا جو کچھہ انتظام کی بابت بتلانا تھا وہ
شاہزادہ اور قلعدار کو بتلا دیا۔ پنجاب کی صوبہ داری خلیل اللہ خان کو مرحمت ہوئی
اور ایک کروڑ دام کی جمع کی جاگیر عنایت ہوئی۔ سلخ محرم کو لاہور سے شاہجہان آباد کی
طرف روانہ ہوا۔ ۲۲ صفر کو باغ اعز آباد مین آیا یہان راجہ جسونت سنگہ جو بادشاہ کے
حکم سے شاہجہان مین مقیم تھا بادشاہ کی خدمت مین آیا۔ بادشاہ شاہجہان آباد مین
۱۸ ربیع الاول کو پہنچا۔

مرزا شجاع کے ساتھ مخالصت و مصادقت و یکجہتی و موافقت کا اورنگزیب دم
بھرتا تھا اور ہمیشہ اپنی تحریر و تقریر مین اسکا اظہار کرتا تھا اور قدیم الایام سے بمقتضائے
مہر اندیشی و محبت برادری اسّے رابطہ الفت و التیام رکھتا تھا اور ہمیشہ اس کے
کام و حال کی رونق مین اور اسکی دولت کے استقلال مین اعانت کرتا تھا چنانچہ
جب نواحی بنارس مین شجاع کو داراشکوہ کے لشکر سے شکست ہوئی اور اسکے ملک و مال مین
فتور آیا تو اورنگزیب کو اسکا ملال تھا اور وہ چاہتا تھا کہ دوبارہ اسکے کار کو رونق
ہو اور اسکے ملک و دولت کو استحکام جب داراشکوہ کو اکبر آباد کی نواحی مین شکست
ہوئی اور وہ بھاگا اور اسباب سلطنت کا انتظام عالمگیر کے ہاتھ مین آیا تو اوّل
کام اسنے یہ کیا کہ شاہجہان سے کہہ کر شجاع کی اقطاع وسیع بنگالہ پر مونگیر و صوبہ بہار
و پٹنہ کو بڑھوایا جس کی تمنا شجاع ایک عمر سے رکھتا تھا اور شاہجہان کا فرمان ان
ملکون کے تفویض ہونے کا حاصل کر کے محمد بیگ گرز بردار کے ہاتھ بھجوایا اور اپنا خط
بھی بھیجا جس مین دربار کے حقائق و سوانح لکھے تھے اور یہ بھی تحریر تھا کہ جس صوبہ کی خواہش تمکو
ہمیشہ رہتی تھی اب اسکو ولایت بنگالہ کے ساتھ ملا کر متصرف ہو جب مجھے داراشکوہ کے
مہم سے فراغت ہوگی تو تمہارے اور مدعاؤن و مطالب کے حاصل کرانے مین کوشش کرونگا
جیسا کہ آئین اخوت ہے اور بمقتضائے فتوت ہے ویسا ہی ملک و مال مین تمہارے ساتھ

[illegible]

بادشاہ کا شجاع سے لڑائی کے لئے سفر کرنا اور ظفریاب ہونا۔

زیارت کو گیا۔ مزار پر دو ہزار روپیہ نذر کئے ذوالفقار خان کے نام حکم صادر ہوا
کہ جب عداندازخان جو اکبرآباد کا قلعہ دار مقرر ہوا ہی وہان پہنچے تو اسکو قلعہ سپرد کردے
اور ایک کروڑ روپیہ اور کچھ اشرفیان خزانہ عامرہ سے لیکر شاہزادہ محمد سلطان پاس
چلا جاے۔

عالمگیر نے دیکھا کہ باوجودیکہ شجاع کو اطلاع ہی کہ مین پنجاب سے شاہجہان آباد مین آگیا
ہون مگر وہ مخالفت اور عناد سے باز نہین آیا اور بنارس کے نزدیک پہنچکر الہ آباد
قصد جنگجوئی کے عزم سے کرتا ہے اسلیئے بادشاہ نے اسمین مصلحت دیکھی کہ دار الخلافہ سی
سورون کی نواحی مین شکار کھیلنے جاے اور شجاع کے حال کو تحقیق کرے اور اسکے جانا
سنئے اور اسکو نصیحتین کرے اگر وہ انکو سنکر معاودت کرے اور بنارس سے آگے نہ بڑھے
تو شاہزادہ محمد سلطان لشکر کے ساتھ واپس چلا آئے اور خود سورون مین شکار کھیلکر
دار السلطنت مین واپس آئے اور اگر شجاع الہ آباد مین آکر جنگ پیکار کرے تو اسکی گوشمالی پر وہ
خود توجہ کرے۔ ۱۶ ربیع الاول ۱۰۶۹ھ کو بادشاہ سورون کی طرف چلا۔
سر کو قصبہ سورون مین آیا دوسرے دن شکار کھیلا۔ بادشاہ کی نیت مین یہ تھا کہ
جہانتک ممکن ہو یہ مہم مدارا اور مصالحت سی انجام پاے۔ ستیز و آویز کی نوبت نہ آئے
اسلیئے بادشاہ نے بھائی پاس اپنے آدمی کے ہاتھ خط بھیجا کہ جس سی اسکی عزیمت کی کیفیت
اور اسکے ما فی الضمیر کی حقیقت معلوم ہو اور اتمام حجت بھی ہو جاے۔ اس عرصہ
مین مخلص خان جو برسم ہراولی لشکر سلطان محمد مین مقرر ہوا تھا۔ بادشاہ پاس عرضداشت
شاہزادہ کی لایا اسمین مخالف کے لشکر کی کیفیت لکھی تھی۔ بادشاہ پاس شجاع کی
فتنہ جوئی و شورش انگیزی کی خبرین روز آتی تھین اب اسکو یقین ہو گیا کہ شجاع
کو سلطنت کا سودا پورا ہے وہ اب نصائح کو نہین سننے لگا اور کسی طرح مدارا اور اصلاح
نہ کریگا۔ ۵ ربیع الثانی ۱۰۶۹ھ کو وہ سورون سے شجاع کی مدافعت کے لئے
چلا جس روز بادشاہ نے کوچ کیا ہے ذوالفقار خان بھی اسکے لشکر سے آن ملا

نہ مانا اور مخالفت پر اصرار کیا تو خاندوران خان جسکا پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ وہ
الہ آباد کی تسخیر کے لئے گیا تھا وہ دشمن کی تابِ مقاومت نہین رکھتا اس لئے یہ تجویز کی
کہ شاہزادہ محمد سلطان کو اسطرف تعین کرے کہ وہ شجاع کا سدراہ ہو اور حقیقت
حال اور اسکی عزیمت و ارادہ کی کیفیت پر مطلع کرے اُسنے فرمان لکھا کہ شاہزادہ
محمد سلطان اکبر آباد کا انتظام امیر الامراء کو سپرد کرکے ۷ ربیع الاول کو الہ آباد
روانہ ہوا ہمراہ جانے کے لئے لشکر بھی متعین کر دیا اور حکم دیا کہ اگر الہ آباد کے
قریب شجاع آجائے تو خاندوران الہ آباد کا محاصرہ چھوڑکے شاہزادہ کے
لشکر سے مل جائے —

خانوادان تیموریہ کے سلاطین کا یہ دستور چلا آتا تھا کہ ہر سال سالگرہ
شمسی قمری سالون کے حساب سے ہوتی تھی اور تاریخ ولادت کو پادشاہ ایکدفعہ
سونے سے دوسری دفعہ چاندی سے پھر اور فلزات سے تلتا تھا اور یہ سب چیزین محتاجون
اور مستحقون کو خیرات ہوتی تھین چونکہ تاریخ شمسی قمری مین اختلاف ہوتا تھا اسلئے
ایکسال مین یہ تلادان دو دفعہ ہوتا تھا اس جشن مین عیش و نشاط کا سامان ہوتا
اور محتاجون کو خیرات بھی ملتی اورنگ زیب کا جشن وزن شمسی سال چہل و دوم شاہجہانی
مین ۷ ربیع الاول کو ہوا اور اسدن بہت سے امرا جو دارا شکوہ اور سلیمان شکوہ
سے برگشتہ ہو کر عالمگیر کی حمایت مین آئے اُنکو بڑے بڑے منصب و خلعت
و جاگیرین عنایت ہوئین جیسے کہ راجہ جسونت سنگہ و راجہ جے سنگہ و داؤد خان
وغیرہ ہین اورنگ زیب نے اس جشن مین جمنا کے کنارہ پر روشنی ہوئی اور آتشبازی
چھوٹی۔ معظم خان کو حکم ہوا کہ صوبہ خاندیس کا انتظام جسکو چاہے
سپرد کر دے۔ اور بہت جلد ہمارے پاس چلا آئے۔

شاہجہان آباد مین پادشاہ نے حضرت ہمایون اور حضرت نظام الدین اولیاء
کی زیارت کی ہزار روپیہ ہر مزار پر چڑھایا اور پھر قطب الدین بختیار کاکی کے مزار کی

جشن وزن شمسی سال چہل و دوم

رذائل فساد انجام کے ساتھ سو رتدبیر و اختلال رای سی قرین ہون جو حقیقت مین بڑے
دشمن خانگی ہین اور کفران نعمت و ناسپاسی و نسیان عہود حق شناسی اسکے علاوہ ہوا ور
نیت خیر اور اندیشہ حق اسکے ساتھ نہ ہو ایسی اسکی مثال شجاع کا حال ہے کہ اُسنے اور نابکار
کی نصیحتون کو نہ سُنا اور جنگ پیکار پر اصرار کیا کوڑہ مین پہنچ و نزدیک کر بادشاہ ۱۹ ربیع الثانی
کو شجاع سے لڑنے کے لئے چلا اور اُس نے اپنا توپخانہ افواج غنیم کی برابر لگایا۔
اور لشکر کو آراستہ کیا ہراول کو شاہزادہ محمد سلطان نے زینت دی برانغار راجہ جسونت کے
سپرد ہوا اور جرانغار کی سرداری شاہزادہ محمد اعظم کو ملی اور التمش کی سرکردگی بہادر خان کو
تفویض ہوئی۔ قلب کے لشکر مین خود بادشاہ رہا۔ اسلام خان کو طرح فوج قرار دیا۔
چنداولی خواص کو دی۔ بادشاہ خود ہاتھی پر سوار ہوا اور شاہزادہ محمد اعظم کو اپنے ساتھ
حوضہ مین بٹھایا اور معظم خان اور اُسکے بیٹے محمد امین خان کو اپنی ہاتھی کے پاس قول مین مقرر کیا
غرض یہ لشکر ایسا آراستہ کیا کہ جہان تک نظر جاتی ہاتھیون کے نشان اور سنان بجلی کی طرح
چمکتے ہوئے نظر آتے تھے۔ نوی ہزار سپاہ تھی مرزا شجاع نے بھی اپنی فوج کو اس طرح ترتیب دیا
کہ اپنے بیٹے بلند اختر کو ہراول بنایا اور اپنے بڑے بیٹے زین العابدین کو برانغار مین جگہ
دی اور مکرم خان صفوی کو جرانغار مقرر کیا۔ شیخ ظریف کو طرح بنایا اسفندیار معموری کو التمش
قرار دیا توپخانہ کا اہتمام ابو المعالی میر آتش کو سپرد ہوا۔ میر علاول اپنی دیوان کو چنداولی
اور محمد قلی اُزبک کو قراولی حوالہ کی اور خود قول مین کھڑا ہوا۔
۱۷ ربیع الثانی ۱۰۶۹ کو بادشاہ چار گھڑی دن چڑھے ہاتھی پر سوار ہوا ایک شاعر کو
اُس وقت خوب سوجھی کہ نیک فالی کی تاریخ (شود فتح مبارک بادا) بادشاہ کو سُنا کر
پانچہزار روپیہ انعام لے لیا۔ بادشاہ آہستہ آہستہ اپنے لشکر کی صفون کی ترتیب و
تسویہ افواج کو ملاحظہ کرتا ہوا سہ پہر کو غنیم کے لشکرگاہ سے آدھ کوس پاس سرزمین مین
پہنچا کہ جہان بادشاہ کا توپخانہ نصب تھا اور وہین میدان جنگ مقرر ہوا تھا شجاع لڑنے
کے لئے میدان جنگ مین نہین آیا۔ مگر اپنا توپخانہ پہلے بھیجدیا تھا آج فقط اتنا ہوا کہ

پادشاہ دو تین منزل چلا تھا کہ اُس پاس خبر آئی کہ شجاع الہ آباد مین آگیا اور سید قاسم
قلعہ دار الہ آباد نے موجب قرارداد کے قلعہ دیدیا شجاع پٹنہ سے بنارس مین آیا تھا وہان
کے تجار و متمولون سے تین لاکھ روپیہ زبردستی وصول کیا۔ شجاع نے ایک فوج بسرکردگی
سید عالم و حسن خویشگی و خواجہ خسرو کے جونپور بھیجی تھی اسنے وہان جا کے جونپور کا محاصرہ
کیا۔ یہان مکرم خان صفوی حاکم تھا اُسنے اپنے مین ثبات و پائداری کی قوت نہ دیکھی
کچھ توپین چلا کے اور تھوڑی لڑائی کر کے قلعہ سے باہر آیا۔ اور الہ آباد سے دو منزل پر
مخالفون سے جا ملا۔ ۷ ربیع الثانی کو الہ آباد مین شجاع آیا تھا تو سید قاسم بارھہ بھی
قلعہ سے باہر آنکر اُس سے ملاقی ہوا اور قلعہ اسکو سپرد کیا سید تاج الدین کو اپنا
نائب یہان مقرر کیا اور خود لشکر کے ساتھ شجاع کے لشکر سے جا ملا۔ آٹھ نو روز
الہ آباد مین شجاع رہا پھر دریا سے اُتر کر آگے بڑھا۔

۱۲ ربیع الثانی کو میر ابو المعالی صوبہ بہار کے جاگیردارون مین تھا اور شجاع کی
ہمراہ ہو گیا تھا وہ پادشاہ کی خدمت مین آگیا اُسکو مرزا خانی کا خطاب اور تین ہزار
روپیہ انعام ملا۔ ۱۳ کو پادشاہ کن بور کی نواحی مین آیا سید بدیع الدین شاہ مدار
کے مزار کی زیارت کو گیا۔ یہان کے مجاورون کو ہزار روپیہ انعام دیا۔ ۱۷ کو قصبہ
کوڑہ سے باہر جہان شاہزادہ سلطان محمد کا لشکر تھا پادشاہ آگیا یہان سے چار کروہ
پر شجاع کا لشکر موجود تھا اور اسنے اپنی برابر توپخانہ لگا رکھا تھا اور جنگ و جدال
پر مستعد ہو رہا تھا پادشاہ سے شاہزادہ اور امرا آنکر ملے اور معظم خان بھی کہ خاندیس
پادشاہ کے حکم سے چلا تھا وہ بھی آگیا۔

دانشمند جانتے ہین کہ کوئی صفت لجاجت و بدخواہی خودی و شورانگیزی و فتنہ جوئی
سے زیادہ نکوہیدہ نہین ہے۔ انہین خصلتون سے دولتہا عظیم خلل پذیر ہوتی ہین سلاطین
والا مقام کا تاج رفعت و حشمت منہدم ہوتا ہے نخاد و جدال کی آتش سے
والا نژاد نامدارون کا خرمن اقبال کامرانی برباد ہوتا ہے

اور ناموس برباد کیا بلکہ بادشاہی خزانہ و کارخانون و دواب پر راجپوتون اور اوباشون
اور واقعہ طلب غارت گرون کا ہاتھ پڑ گیا۔ دولت خانہ تک کوئی خیمہ نہین تھا کہ مفسدون کی دست
سے محفوظ رہا ہو۔ دیر تک اس ہنگامۂ فساد کا سبب نہین معلوم ہوا۔ ہر ایک عقل سے بعید اپنا
قیاس غلط کرتا تھا۔ سارے لشکر مین تفرقہ پڑ گیا۔ اس وقت بادشاہی لشکر کا حال
نہ پوچھو کہ کیا تھا کوئی تو راجپوتون کے ساتھ ہو جاتا اور سمجھتا کہ مین اس بلائے ناگہانی
سے بچ گیا کوئی دشمن سے جا کر ملتا اور وہان لٹ جاتا۔ با نام و نشان امیر کہ بادشاہ کے
ہمرکاب تھے اسکو چھوڑ کر اضطراب مین آ کر اپنے خیمہ و مال و عیال کی خبرگیری کو جاتے
کوئی بے تحاشا صحرا کو بھاگا جاتا اخلاص کیش فدویون کی ثبات قدم مین خلل عظیم آ گیا
اور منافقون اور حوصلہ باختون کا ذکر تو کیا ایک راجپوت ٹٹو پر سوار نیزہ ہاتھ مین
لئے آتا تو اسکو ایک جماعت دیکھ کر نقش و پیکر دیوار بن کر بے حس و حرکت ہو جاتی ایک
راجپوت پیادہ اونٹون کی قطار کو ساربان کے ہاتھون سے چھین کر اپنے آگے رکھ لیتا
تو کسی کا یارا نہ تھا کہ اُسکا مزاحم ہوتا گو لشکر کے حال مین بالکل اختلال آیا مگر بادشاہ کے
استقلال مین اصلا فرق نہ آیا جب اُس نے سنا کہ جسونت سنگھ بھاگ گیا سراپردہ سے
نکلکر عمداً ہاتھی پر سوار نہ ہوا تخت روان پر سوار ہوا سزاولون کو بھیجکر بہت تاکید
کی کہ فیل اور اسپ سوارون کو اپنی جگہ سے حرکت نہ کرنے دین اور جو کوئی اپنی
جا سے بیجا ہو تو اسکو عنان کشان خفت کے ساتھ میری روبرو لائین۔ باوجود
آشوب لشکر کے درہم و برہم ہونے کے بادشاہ نے سررشتۂ تدبیر رزم اور کار فرمائی
کو ہاتھ سے نہین دیا اس بادشاہ گوہر وقار کے دل اور حوصلہ مین کچھ تغیر نہین ہوا۔ بلکہ
اسکی شگفتگی اور بشاشت مین مطلقاً بیدماغی و تندگوئی جو کم ظرفون کی دل باختگی کا
نشان ہے دخل نہین دیا خوش ہو ہو کر فرماتا تھا کہ الحمد للہ اس وسیلہ سے منافق و موافق
مین تفریق بروے کار آ کر محک عیار مین آئی اس بات کو مین عطیۂ الہی اور اثر فتح و فیروزی
جانتا ہون جو کوتہ اندیش منافق اپنی مآل کار کی بد اندیشی کر کے اس بات کو غلبہ و

طرفین سے رات تک بان اندازی اور گولہ اندازی ہوتی رہی۔ جب رات ہوئی تو شجاع نے اپنا توپ خانہ واپس بلالیا اور اپنی فوج کو یکجا کرلیا جس سرزمین پر شجاع کا توپ خانہ تھا ایک مکان مرتفع تھا اور بادشاہ کے لشکر پر مشرف تھا۔ شاہی لشکر اسکی زد میں تھا۔ معظم خان نے اپنے توپخانہ کی چالیس توپیں وہان لگادیں اور انکا منہ دشمن کی طرف کردیا عالمگیر نے حکم دیدیا کہ لشکر جس ترتیب و آئین سے صف بستہ کھڑا ہوا تھا وہ گھوڑون سے اترے اور ہتھیار لگائے ہوئے رات کو حفاظت کرے اور سردار اپنے فوج کے آگے مورچال بناکے اعدا کے غدر وکید سے غافل نہ رہیں معظم خان بھر رات رہی تک مورچالون کا اہتمام اور خبرداری کی تاکید کرتا رہا۔ بادشاہ کے حکم کے موافق لشکر نے نہ ہتھیار کھولے نہ گھوڑون سے زین اتارے۔ بادشاہ کے حکم سے لشکرگاہ میں ایک مختصر دولتخانہ لگا تھا اس میں بادشاہ ہاتھی سے اتر گیا اور مغرب و عشا کی نماز پڑھی اور فتح کی دعا مانگی اور بستر پر آرام کیا اس رات کو پچھلے پہر سے لشکر میں یکبارگی غلغلہ عظیم سوشور کا اٹھا اور ایک عجیب آشوب برپا ہوا اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ راجہ جسونت منافقانہ بادشاہ کے ساتھ ہوا تھا ہمیشہ سے فرار کی بدنامی کا جامہ اسکے لئے سیا گیا تھا اس نے اول شب میں شجاع کے محرم راز کی زبانی پیغام اس پاس بھیجا تھا کہ میں آخر شب میں لشکر شاہی پر شبخون مارکے لوٹتا مارتا فرار اختیار کرونگا بادشاہ اسسے مطلع ہوکر میرا تعاقب کریگا اس وقت شجاع کے بہادر لشکر شاہی پر تاخت کریں رات چار پانچ گھڑی باقی تھی کہ راجہ اپنی صاحب فوج راجپوتون سمیت جیسے کہ رام سنگھ راٹھور اور رہیداس (مہیس داس) تھے اور اپنے لشکر بے قیاس کے ساتھ اپنی جگہ سے حرکت میں آیا غارت کرتا ہوا آگے گیا اور بادشاہ امرا وشاہزادون کے بہیر و کارخانون کو جو اسکی راہ میں آگئے خوب لوٹا اسکو جو منع کرتا وہ راجپوتون کے ہاتھ سے قتل ہوتا خاص کر محمد سلطان کے کارخانون اور بہیر پر اسکے ہاتھ سے بڑی آفت آئی کوئی خیمہ چھوٹا بڑا راجپوتون کی لوٹ سے سالم نہیں رہا شاہزادہ کی سرکار کے تمام خزانے اور توشک خانے راجپوتون نے لوٹ لئے اور سپاہ کا بہت مال

بادشاہ کے قول مین تفرقہ پڑا اور یہان تک نوبت آئی کہ بادشاہ کے بابرکات دو ہزار
سوار سے زیادہ نہ رہے لشکر مخالف یہ حال دیکھ کر فتح کی مبارکبادین آپس مین دینے لگے
اور جرأت کرکے قلب لشکر شاہی پر کمال گستاخی اور بے باکی سے دوڑ پڑے بادشاہ
شیر کی طرح ہاتھی پر بیٹھا ہوا سپاہ دل باختہ کی تسلی و تشنیع مین مشغول تھا اور اپنے ہاتھ
سے دشمنون پر تیر مارتا تھا اس ضمن مین مرتضیٰ قلی خان میسرہ سے اور بہادر خان تلمش کی
اور حسن قلیخان دست چپ سے آگئے اور انہون نے اپنی تھوڑے آدمیون سے دشمنون کو
روکا اور بادشاہ نے انکی بہادری کو دیکھ کر اپنے ہاتھی کا رخ دشمنون کی طرف پھیرا اور
ان بہادرون سے اتفاق کرکے دشمن کُشی اور جنگ کی اس زد و گیر مین اکثر دل باختہ و
ہزیمت خوردہ کو غیرت دامن گیر ہوئی کہ وہ عنان کشان بادشاہ کی سواری کے
ہاتھی کے پاس آئے لشکر شاہی نے باوجود کم ہونے کے ثبات قدم دکھایا اسکی جرأت جلادت
سے مرزا شجاع کے لشکر مین تزلزل آیا بہت سے کشتہ و زخمی ہوئے اگرچہ سادات
بارھہ کی پیشقدمی بحال نہین رہی مگر انکی فوج مین مست فیل جنگی بلائے سیاہ ہو رہے اپنی سونڈون
مین دو دو تین تین من کی زنجیرین لئے جس دفعہ اور جس طرف حملہ کرتے تھے راکب و مرکوب کو
ہلاک کرتے تھے ایک ہاتھی بادشاہ کی سواری خاصہ کے فیل کے سامنے آیا بادشاہ نے
اپنے فیل کے پاؤن مین زنجیر ڈلوائے ایک قراول کو حکم دیا کہ فیلبان کے گولی مار کر کام تمام
کرے۔ جلال خان قراول نے اس فیلبان کو جسکے انکس کے اشارہ پر ہاتھی حملہ آوری کرتا
تھا گولی مار کے نیچے گرایا اور ایک بادشاہی فیلبان اسی ہاتھی پر جا بیٹھا اور اس کو اپنے
انکس کے بس مین کر لیا۔ یہ حال دیکھ کر باقی دو ہاتھی بادشاہی قول سے نکل کے لشکر شاہی
کے جانب راست پر حملہ آور ہوئے۔ اس حال مین بلند اختر نے چند سردار نامدار مثل شیخ
ولی و شیخ ظریف و حسن خویشگی کو ساتھ لے کر برانغار شاہی کو ہلا مارا اسلام خان کی
سواری کا ہاتھی بان کے صدمہ سے بھاگا بہت سے آدمی انکی سپاہ کے بھاگ گئے
سیف خان و اکرام خان جو برانغار کے ہراول تھے ثابت قدم ہوکر اعدا کے مقابل ہوئے

غنیم کی دلیل عظیم تصور کرکے لشکر خصم مین چلے گئے ہین وہ اپنے اعمال و خیال خام کی سزا کو پہنچینگے نصف لشکر سے زیادہ تاراج و فرار ہوا اور دشمن کے لشکر سے جا ملا جب صبح ہوئی تو معلوم ہوا کہ جسونت سنگہ اکبرآباد کو گیا پادشاہی آدمی ور وزیر پادشاہ پاس جمع ہوے۔ پادشاہ بدستور ہاتھی پر سوار ہوا اور دستور مقرری کے موافق کارزار کے عزم مین جنگ و پیکار کے آہنگ مین کارفرما ہوا اس ہلچل مین اسکی پیشانی مین بل نہ آیا جسونت سنگہ کی جگہہ اسلام خان کو برانغار کی فوج کا سردار مقرر کیا اور از سر نو فوج کی ترتیب مین مشغول ہوا اور عظیم خان کو مختار کیا کہ جو تغیر و تبدل مین ضرور ہو اسکو کرے شجاع نے بھی فوج کی ترتیب مین تغیر کیا لشکر کے ملجانے سے مستظہر ہوا مجموعہ لشکر کو ایک صف قرار دیا۔ ہراول کا قائم مقام توپخانہ کو کیا بلند اختر کو اپنے ساتھ قول مین لیا اور جرات سے آگے بڑھا۔ چار پانچ گھڑی دن چڑھا تھا کہ فوجین مقابل ہوئین اول بان اور توپون نے غرش شروع کی کوس و کرنا کا شور مچا۔ ہر توپ کے آواز بہادرون کے دلون کو بڑھاتی تھی ہر ساعت برق افروزی اور دشمن سوزی کے بازار کا ہنگامہ زیادہ گرم ہوتا جاتا تھا۔ اس حالت مین سلطان زین العابدین کی سواری کے ہاتھی پر گولہ پہنچا۔ اگرچہ راکب و مرکوب کو ضرر نہین پہنچا لیکن فیلبان کا اور خواص کا جو پیچھے بیٹھا تھا ایک ایک پاؤن اڑ گیا اسنے دشمن کی فوج مین بہت آدمیون کے ہوش اڑے جب توپون کی گرمی سے کار گذر گیا تو تیر کی آمد و شد اور ناوک اندازون کی صنعت پردازی شروع ہوئی طرفین سے کئی ہزار تیر کمان سے چھوٹتے تھے اور بہادرون کے موے تن سے خون کی ندیان بہاتے تھے جوشن پوش پردلون کے تن و بدن سے تیرون کا نیستان ظاہر ہوتا تھا اس دار و گیر مین سید عالم بارہہ نے تین جنگی مست ہاتھی بادشاہی لشکر کے جرانغار مین چھوڑے ادھر ان ہاتھیون کے صدمہ سے اور ادھر حملہ سادات سے دست چپ کی فوج کے ثبات قدم مین لغزش آئی اور اس فوج کے دل کے بودے بھاگے لشکر مین ایک فتور عظیم نمودار ہوا۔ اس فوج یسرہ کے تفرقہ سے اور فوج خصم کے غلبہ سے

اور گھوڑون اور تمام اسباب تجمل و کارخانجات کو غارت کیا اور جو کچھ ہاتھ لگا وہ لے لیا
ایک سو چودہ توپین اور ایک سو پندرہ ہاتھی ہاتھ آئے۔ کچھ خزانہ اور جواہر اسکے سوا جو لٹ
گیا سرکار مین ضبط ہوا۔ عالمگیر نے ہاتھی سے اُترکر دوگانہ شکر ادا کیا اور اپنے ہمرکاب امراء کو
تحسین کی اس خیال سے کہ شجاع کو کہین قرار نہ ہو۔ شاہزادہ محمد سلطان کو اسکے تعاقب
مین روانہ کیا اور سب سامان شاہانہ اُسکا درست کردیا بادشاہ نے ایک ہفتہ یہان
قیام کیا اور امراء کو اضافہ منصب و انعام سے سرفراز کیا۔ معظم خان کا منصب ہفت
ہزاری سوار پر اضافہ کرکے دوازدہ ہزار سوار برآوردی بنایا اور دس لاکھ روپیہ
انعام دیا اور سب کل امراء مین ممتاز کیا۔ ۲۷ کو منزل کھجوہ سے کوچ فرمایا راجہ جے سنگہ
جو وطن کو رخصت لیکر گیا تھا وہ ملازمت مین آیا۔ بادشاہی حکم سے صف شکن خان ۲
محرم کو ملتان سے دارا شکوہ کے تعاقب مین گیا وہ دس روز پہلے یہان سے بھاگ گیا تھا
اُسنے اوچہ مین دو تین روز قیام کیا۔ جب اُسنے لشکر شاہی کے یہان آنے کی خبر سُنی تو
۸ محرم کو بیاہ کے کنارہ پر بھاگ گیا اور ۱۲ کو صف شکن خان اوچہ مین آیا یہان اُسکے
پاس خزانہ شاہی سے دس ہزار اشرفیان صالح بہادر گرزبردار لایا اور بہت سے بندوقچی
اور پیادے و بیلدار بھی بادشاہ نے اُسکے پاس بھیجدیے اور کمکی جو پیچھے رہ گئے تھے آگئے۔
۱۸ محرم کو شیخ میر لشکر لے کر چلا تھا وہ اس لشکر سے تیس کوس کے فاصلہ پر تھا جب ۲۰ کو قصبہ
جھنجھی و آہن محل مین لشکر شاہی آیا تو معلوم ہوا کہ دارا شکوہ یہان سے ۱۲ کو کوچ کیا ہے اور
اسّی کوس آگے نکل گیا ہے شیخ میر کا لشکر بھی یہان صف شکن خان کے لشکر سے مل گیا۔ یہان
قراولون نے خبر دی کہ ۲۵ محرم کو دارا شکوہ بھکر مین دریا سے عبور کرکے سکھر مین اترا ہے اس
منزل سے دریا کی اس طرف بھکر تک ساٹھ کوس کا فاصلہ تھا اور دریا کی اس طرف سے سکھر تک
سو کوس کا۔ شیخ میر سکھر کو اور صف شکن خان بھکر کو روانہ ہوئے کہ دریا کے دونو طرف سے
تعاقب کرکے دارا شکوہ کو تنگ کرین شیخ میر نے تین منزلون مین اسّی کوس کے قریب طے کیے
۵ صفر کو سکھر سے تین کوس پر پہنچ گیا راہ مین جنگل تھا خاردار درخت جھاڑ جھنکار بہت تھے

اور مردانہ کوشش کی اس ضمن مین اگرچہ بعض ناآزمودہ کار ہمرکابون نے صلاح دی
کہ بادشاہ برانغار کی کمک کو جائے لیکن بادشاہ کی برابر فوج سنگین گیرودار مین گرم
تھی اور غلبہ خصم سو اکثر دل باختہ فرار کے فکر مین تھے۔ بادشاہ نے یہ خیال کیا کہ مخالفون کی
بات کے قصد سے فیل سواری کے رخ بدلنے مین یہ احتمال ہی کہ دشمن کے توپ خانے کے
بیادے جو حساب سے زیادہ ہین فرار کی شہرت دیکر زیادہ شوخی کرینگے اس صورت مین بساط
برانغار بھی درہم برہم ہوگا پھر معلوم نہین منصوبۂ فلک کیا اپنا نقش دکھائے اسلئے بادشاہ
نے دشمن کے روبرو استقامت اختیار کی اسلام خان ور سردارون کو پیغام دیا کہ ثابت
قدم رہ کر لڑو مین ابھی کمک کو آتا ہون اس حال مین خبر آئی کہ بختیار رنجتیار بیگ
روزبہانی کہ توپ خانہ کا کارفرما تھا اور سیف خان و اکرام خان کا بیٹیر تھا بیان نے زخم
کھا کر دنیا سے وداع ہوا اور اسکے بیٹے خان بیگ کے زخم کاری لگا اور وہ گھوڑے
سے گرا بادشاہ نے یہ خبر سنی اور فوج مخالف کا غلبہ اسکے مقابلہ مین کچھ خفیف ہوگیا تھا
برانغار کی مدد کو گیا جسنے برانغار کے سردارون کو تقویت ہوئی بادشاہی لشکر نے ہر طرف
دشمنون کا خون کیا اس زد و خورد مین شیخ ولی فرملی کہ شجاع کی فوج مین بڑا نامور
شجاع تھا وہ اور دو تین سردار مارے گئے اور حسن بیگ خان خویشگی خانۂ زین سے
سرنگون ہوا اور غیر مشہور آدمی بہت مارے گئے بلند اختر بادشاہی لشکر کی ہوا
کو دیکھ کر باپ پاس چلا گیا۔ بادشاہی لشکر نے شجاع کے قول پر حملہ کیا۔ اس حال مین
مکرم خان صفوی کو فوجدار جونپور جسنے کہ بتقاضاء مصلحت شجاع کی رفاقت اختیار کی
تھی وہ زنہاریون کی صورت مین بادشاہ کے ہاتھی کے پاس آیا اسکو آفرین دی گئی۔ اور
حکم ہوا کہ جو ہاتھی ہمرکاب ہین ان مین سے کسی ایک کے اوپر ہو بیٹھے۔ پھر عبدالرحمن خان
پسر نذر محمد خان جو شاہجہان کے عہد مین بنگالہ مین کمکی تھا و سنجر بیگ ولد اللہ وردی خان
شجاع کے لشکر سے دل باختہ ہوکر بادشاہ کے لشکر مین آگئے اس اثنا مین شجاع بھاگ
گیا اور عالمگیر فتح یاب ہوا افواج شاہی نے شجاع کے بنگاہ پر جا کر خزانون و ہاتھیون

سپاہ مخالف کے پچاس آدمی مارے گئے۔ سوم صفر کو صف شکن خان بھکر مین پہنچا قصبہ لوہری مین
نزول کیا۔ بھکر کا نظم و نسق کیا آغر خان کو ساڑھے تین سو سوار حوالہ کرکے یہان کا فوجدار
بنایا محمد علی بیگ جمعدار توپ خانہ کو دو سو برقنداز سوار اور تین سو بندوقچی حوالہ کرکے
قصبہ لوہری کی کوتوالی دی اور قوچعلی بیگ کو پانچ سو سوار برق انداز اور تین سو بندوقچی
پیادے اور توپ خانہ کی پانچ توپین ہمراہ دیکر سکھر مین مقرر کیا کہ وہ مداخل و مخارج
قلعہ سے باخبر رہے اور لشکر کی معاودت تک توپ و تفنگ سے جنگ کرکے متحصنان قلعہ
کو تنگ کرے صف شکن خان پانچوین کو کوچ کرکے ۱۲ کو قلعہ سیوستان سے تیرہ کوس پر
پہنچا۔ یہان کے قلعہ دار و فوجدار محمد صالح ترخان کا نوشتہ آیا کہ قلعہ سے پانچ کوس پر
دارا شکوہ آگیا ہے تمکو چاہیئے کہ جلدی پہنچکر اسکے خزانہ و اموال و اشیاء کے کشتیون کے
سد راہ ہو۔ جو دریا کے کنارہ پر پیچھے سے آرہے ہین خان مذکور نے محمد معصوم اپنے خویش
کو ہزار برق انداز سوارون اور چودہ شترنال اور کچھ بان اور بیلدارون اور سقون
کی جماعت کے ساتھ آگے بھیجا کہ دارا شکوہ کی کشتیون سے گذر کر قلعہ سیوستان کے
نزدیک جہان دریا کا عرض کم ہو وہان دریا کے کنارہ پر مورچل بنائین اور توپون کو
نصب کرین اور برق اندازون اور کمانداروں کو بٹھائین اور خود راتون رات کوچ
کرکے دارا شکوہ کے لشکر کے محاذی سے تین کوس پر گذر کر اوائل روز مین دریا کے کنارہ پر
ایک کوس پر اس سرزمین پر اترا کہ قلعہ سیوستان کے محاذی تھی۔ محمد معصوم پہلے سے
آگیا تھا۔ آدھ کوس تک دریا کے کنارہ پر مورچل قائم اور غنیم کی کشتیون کے آنے
کی امید مین بیٹھے مخالفون نے کشتیون کو اپنی جگہ سے لیجا کر لشکر شاہی سے ڈیڑھ کوس
پر اُس طرف دریا کے قیام کیا۔ یہان ایک ہزار سوار اور دس فیل اور چند علم کشتیون
کے قریب نمایان تھے صف شکن خان چاہتا تھا کہ لشکر کو دریا سے پار لے جاکر
دشمنون کو دفع و منع کرے مگر دشمنون کی کشتیان پہلے آگئی تھین وہ اسکی کشتیون کے
پہنچنے کے مانع تھین اسنے محمد صالح قلعہ دار کو پیغام دیا کہ وہ اس طرف سے کشتیون کو بھیجے

اسلئے رستہ سخت و تنگ و دشوار گذار تھا اور طول مسافت اور سرعت سیر اسکے سوا تھی اُس سبب
سے دواب بہت تلف ہوئے لشکر نے بہت تکلیف اُٹھائی تیسری منزل مین خیمہ بار دار سے
جدا ہو گئے اور آذوقہ کم ملا - ۶ ار کو سکھر مین مقام ہوا صف شکن خان تین روز پہلے بھکر مین
پہنچا تو معلوم ہوا کہ داراشکوہ حمال و اثقال و بعض مستورات اور کچھ خزانہ و بھاری طلا
آلات و نقرہ آلات کو قلعہ سکھر مین لایا بسنت نام خواجہ سرا کو جسپر اسکو اعتماد تھا اور
سید عبدالرزاق کو قلعہ کی حراست کے لئے مقرر کیا اور بڑی بڑی توپین جو ساتھ تھین اور
اور لوازم توپ خانہ اور برق اندازون اور تیر اندازون اور بندوقچی پیادون کو اس
استوار حصار مین تعین کیا سلخ محرم کو خود سکھر سے آگے بڑھا اسکے باقی خزانے اور احمال
کشتیون مین تھی وہ خود بیشون جنگلون و درختون کو کاٹتا ہوا اور رستہ بناتا ہوا
چلا جا رہا ہے اور اُسکے عمدہ نوکرون مین سے داؤد خان و شیخ نظام و میر عزیز و
میر رستم و سید تاتار خان بارھہ و سید جواد بخاری اور اور سردار قریب چار
ہزار کے نواحی بھکر مین اُس سے جدا ہو گئے ہین داؤد خان اپنے وطن حصار فیروزہ کو چلا گیا اور
میر رستم بادشاہ پاس گیا اور میر عزیز و شیخ نظام و سید تاتار و سید جواد صف شکن خان
سے ملگئے جنکو اُس نے بادشاہ پاس بھیجدیا کچھ اسکے رفیق جدا ہو کر بھکر مین رہ گئے ان مین
سے شیخ عبدالرحیم خیرآبادی جو اسکا مقرب مصاحب تھا شیخ میر سے ملاقی ہوا اُس نے
کہا کہ داراشکوہ پاس تین ہزار سوار رہ گئے ہین شیخ میر سکھر سے تعاقب مین آگے بڑھا
تو زمیندارون کی زبانی معلوم ہوا کہ سکھر سے پچیس کوس پر قندھار کو راہ جاتی ہے داراشکوہ
یہان سے اس راہ پر قندھار جانا چاہتا تھا مگر اسکے ہمراہی نوکر اور اہل حرم وہان جانے پر راضی
نہین ہوئے ناچار وہ ٹھٹھہ مین آیا صف شکنخان کہ ۲۹ محرم کو نواحی قصبہ کن سے شیخ میر سے
بھکر جانے کے لئے جدا ہوا اُس نے ۳۳ کوس دو منزل مین طے کئے تھے کہ داراشکوہ کا ایک
فریق جسکا اوپر ذکر ہوا صف شکن خان سے ملاقی ہوا جنکو اُس نے بادشاہ پاس بھیجدیا بادشاہ
لشکر مین داراشکوہ کے قراول اور کوتوال و بعض اور نوکر اسکے اردو بازار کے علم لاتے اور یہ

اُترنے کو تھے کہ اُس سے ہماری آویزش ہوئی کہ کچھ اُنمین آدمی مارے اور کچھ زخمی
ہوئے کچھ قید ہوئے۔ بادشاہی آدمیون مین ایک تو تہ ہوا کچھ آدمی زخمی ہوئے۔ خان مذکور
یہ خبر سنکر ٹھٹھہ سے ایک گروہ بہ پہنچا اور محمد معصوم کو شہر مین بھیجا کہ دارا شکوہ کا مال جو
اس شہر مین رہ گیا ہو اُسے ضبط کرے پھر خبر آئی کہ دریا کی طرف دارا نے گجرات کی طرف
کوچ کیا۔ صف شکن خان نے تعاقب کی تیاری کی کہ اس اثنا مین شیخ میر کے نام حکم شاہی
آیا کہ بہت جلد تعاقب کو چھوڑکر ہمارے پاس آؤ ایک بہت کار ضروری درپیش ہے اس
سبب صف شکن خان و شیخ میر اور دونو تخواہ جمع ہوئے اور مشورہ کرنے لگے کہ ٹھٹھہ سے آگے
جائین یا بادشاہ کے پاس مراجعت کرین چونکہ اس یورش مین لشکر نے بڑی اور کڑی
منزلین طے کی تھین بہت سے رنج و تعب اُٹھائے تھے اور اکثر سپاہ و لشکریون کی سواریان
اور بار بردار تلف ہو گئے تھے ایلغار کی طاقت نہ رہی تھی اسکے سوا خزانہ مین
ایک ماہ کی تنخواہ کی جمع کے سوا روپیہ نہین رہا تھا اور وہ اس مہم کو کفایت نہین کرتا تھا
اور سوا اسکے دارا شکوہ نے جو وادی فرار اختیار کیا تھا اکثر اس مین چول و بیابان
بے آب و ویران تھے اسلئے ٹھٹھہ سے آگے بڑھنے کی کسی کی صلاح نہ ہوئی اور رستے
مراجعت کی ٹھیرائی اور لشکر بھکر مین آیا یہان معلوم ہوا کہ دارا شکوہ کچھ مین پہنچ گیا
اور تین منزل طے کرکے کنارہ چول پہ آگیا اس سال مین کمی باران سے راہ مین تالاب تہ آب
تھے اور جہان کنوئین تھے وہ لشکر کو کفایت نہین کرتے تھے اسلئے اسکے لشکر کے اکثر
آدمی مر گئے اور بہت دواب تلف ہو گئے۔ گیارہوین کو وہ چول مین داخل ہوا
چول کی حقیقت یہ ہے کہ وہ ایک دشت شورستان ہے اور دریا شور سے چالیس کوس دور
ہے اور اس فاصلہ مین میٹھا پانی مطلقاً نایاب ہے اور سب جگہ بجائے آب کے اموّاج
سراب کا جلوہ دکھائی دیتا ہے۔ قربت دریا کے سبب سے اس سرزمین مین بعض مواضع پر ایک
قسم کی گل ہے جسکی تہ مین پانی ہوتا ہے اور دواب اُسین ڈوب جاتے ہین۔
ہندی مین اسکو دلدل کہتے ہین۔

اور خود بھی سپاہ اور تابینون کے ساتھ قلعہ سے نکلنا اور گھاٹی جو سخت دشوار گذار سیوستان
کے قریب واقع ہوئی ہے جسپر دارا شکوہ کو عبور کرنا ضرور ہوگا اُس پر قبضہ کرکے لشکر کے آنے
تک حتی المقدور دشمنونکی ممانعت مین کوشش کرے اور اہل قلعہ کو تاکید کرے کہ جس وقت
مخالف اپنی جگہہ سے کشتیون کو حرکت دیکر قلعہ کے نیچے سے گذرنا چاہین تو قلعہ کے اوپر
سے توپ و تفنگ چلاکر شرائط ممانعت کی تقدیم کرے مگر محمد صالح مین اس خدمت کی
لیاقت نہ تھی اُس نے جواب دیا کہ اگر کشتیان بھیجی جائینگی تو دارا شکوہ کے آدمی جو دریا مین
ہین انکو پکڑ لینگے اور مجھہ مین لشکر شاہی کے امداد بغیر گھاٹی پر قبضہ کرنے کی قدرت اور
دشمن کی مقاومت و مصادمت کی تاب نہین ہے۔ اس طرف دریا کے کنارہ پر عمق اس قدر
کم ہے کہ کشتی کا گذرنا ممکن نہین ضرور دریا کے دوسری طرف سے کشتیون کا گذر ہوگا —
وہین انکی ممانعت کرنی چاہیے اس سبب سے صف شکن خان نے دریا سے عبور نہین کیا
اور محمد صالح کی گفتار کو سچ جانا دریا کے اس طرف دارا شکوہ کی کشتیون کا منتظر رہا۔
مگر ایک ساعت کے بعد معلوم ہوا۔ کہ دارا شکوہ نے کشتیون کو دوسری طرف روانہ کیا
اور بادشاہی مورچالون کی طرف نہین آیا دریا کے اس طرف جو توپ خانہ شاہی
تھا اُس نے گولے مارے مگر زیادہ بُعد کے سبب سے کچھ اثر نہین ہوا ایک کشتی توپ کے
صدمہ سے ٹوٹ گئی اور دوسری گل مین پھنس گئی باقی کشتیان قلعہ کے نیچے سے
نکل گئین محمد صالح کی نالائقی سے یہ فتح کا منصوبہ خالی گیا ۱۶ کو دارا شکوہ کتل سے
بھی گذر گیا۔ ۲۱ کو شیخ میر اور صف شکن خان کے لشکر دریا کی ایکطرف مین ملگئے اور
دونون لشکرون نے مقصد کی طرف کوچ کیا بادشاہی لشکر کے قراول چند پیادون کو
کہ ٹھٹھہ مین دارا شکوہ کے لشکر سے جدا ہوگئے تھے لشکر شاہی مین لائے تو انکی تقریر سے
معلوم ہوا کہ ٹھٹھہ مین دارا شکوہ ۲۶ صفر کو آیا تھا اور گجرات کے قصد سے اپنے لشکر
کو دریا سے پار اُتارتا تھا۔ ترکتاز خان افواج شاہی کا قراول تھا اسکا نوشتہ
پہنچا شیخ میر نے بیان کیا کہ دارا شکوہ نے ۲۹ صفر کو دریا سے عبور کیا کچھ آدمی اسکے دریا سے

لشکر الہ آباد مین آیا تو سید قاسم نے اپنا چارہ کار اور مصلحت بادشاہ کی بندگی اور دولت خواہی مین دیکھی اور استعفاء جرائم کر کے قلعہ خاندوران خان کو حوالہ کیا وہ یہان قلعہ دار مقرر ہوا - اور سید قاسم بادشاہ کی خدمت مین روانہ ہوا۔ شجاع کا باقی حال آگے لکھا جائیگا ــــــ

راجہ جسونت سنگھ

راجہ جسونت سنگھ کی تنبیہ و گوشمال کے لئے بادشاہ نے محمد امین خان کو دس ہزار سوار کا سردار بنا کے عبد اللہ خان کے ساتھ بھیجا راجہ جسونت سنگھ کا برادر زادہ رائے سنگھ راٹھور تھا اور چچا کے ساتھ نزاع ارث رکھتا تھا اسکو راجہ کا خطاب دیا اور منصب مین ہزاری کا اضافہ کیا اور ایک لاکھ روپیہ و خلعت و اسپ وغیرہ عطا کیا اور راجہ کے استیصال کی مہم مین شریک کیا اور اسکے وطن جودھپور کے دینے کا وعدہ کیا۔ امیر خان حارس دار الخلافہ شاہجہان آباد کو حکم کیا کہ دارا شکوہ کے تعاقب سے جب شیخ میر آوے تو مراد بخش کو قلعہ سلیم گڈھ سے نکال کر اسکے ہمراہ قلعہ گوالیار کو بھیجدے - ۱۸ جمادی الاول ۱۰۶۹ھ کو بادشاہ اکبر آباد کے نزدیک باغ نور کے متصل مقیم ہوا - فاضل خان خانسامان نے دارا شکوہ کا نقد و جنس و اموال لاکھ روپیہ کا بادشاہ کے سامنے پیش کیا امیر الامرا اور تمام امرا متعینہ اکبر آباد بادشاہ کی خدمت مین رہے -

مراد بخش کا قلعہ گوالیار مین بھیجا جانا

بعض خلاص کیشون کی زبانی معلوم ہوا کہ راجہ جسونت سنگھ جب یلغار کر کے اکبر آباد کے قریب آیا تو منافق کیشون کی جماعت کو یہ گمان تھا کہ راجہ قلعہ کا محاصرہ کریگا اور شاہجہان کو قید سے آزاد کر کے تخت پر بٹھائیگا اس سبب سے عقل و صلاح دانش کے دلون مین وسوسے پیدا ہوئے تھے -

عالمگیر و شاہجہان کی تاریخ لکھنے کے وقت کونسٹبل کے اور منیل مس سلینی برنیر کا سیاحت نامہ میری زیر نظر رہتا ہے - ہندوستان مین جو ارباب دانش اپنے ملک کے حال سے خوب واقف ہین وہ جانتے ہین کہ یہ امرا اس ملک کی عادت مین

سے یہان کا طول موضع لونہ پہ منتہی ہوتا ہے جو کچھ کی ولایت مین واقع ہی وہان ایک راہ گجرات کو جاتی ہے اور دوسری راہ جونا گڈھ کو ۶ ربیع الثانی شیخ میر وصف شکن کے بھکر مین آئے اور ایک دن یہان تسخیر قلعہ کی تدبیر کے لئے اقامت کی گیارہ توپین اور جو آلات وادوات توپ خانہ ہمراہ تھے باقر خان فوجدار کے پاس چھوڑے اور ولی بیگ علی مردان حاجی کو توپ خانہ کا داروغہ بنایا آغر خان کو زمرۂ آغرون کے ساتھ سکھر مین اور حاجی اللہ وردی خان کو لوھری مین چھوڑا - ۸ رماہ مذکور کو بادشاہ کی خدمت مین وہ روانہ ہوئے -

شجاع کو شکست دیکر بادشاہ کچھوہ مین چہیہ روز رہا پھر دریا گنگا کے کنارہ پر سفر کیا اور شجاع کے تعاقب مین لشکر کو روانہ کیا اب اس سبب سے کہ دارا شکوہ کے گجرات بھاگنے کی اور شور و فساد مچانے کی خبر سُنی تھی اسلئے الہ آباد کی حدود مین توقف جائز نہ جانا اور اکبر آباد کی طرف روانہ ہوا کہ دارا شکوہ کے دفع استیصال کی تدبیر کرے اور راجہ جسونت سنگہ کی تادیب و تنبیہ کرے -

یہ دو مہم بڑی در پیش تھین انکی طرف دھیان بادشاہ کی توجہ تھی - غرہ جمادی الاول کو بادشاہ قصبہ کوڑہ مین آیا یہان شاہزادہ محمد سلطان کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ قلعہ الہ آباد فتح ہوگیا تفصیل اسکی یہ ہے کہ مرزا شجاع نے سید قاسم نوکر دارا شکوہ کی قلعداری الہ آباد مین بدستور سابق بحال رکھی تھی سید قاسم نے سید عبد الجلیل کو اپنی قوم مین سے قلعہ مین اپنا نائب مقرر کیا اور خود کچھ سپاہ کے ساتھ شجاع کے ہمراہ بادشاہی لشکر سے لڑنے گیا شجاع کی شکست کے بعد وہ اپنی بختگی اور منصوبہ شناسی کے سبب شجاع سے پہلے اپنے تابعون کے ساتھ قلعہ مین چلا آیا - جب شجاع الہ آباد مین آیا ہر چند اسنے سعی کی کہ قلعہ کو تصرف مین لائے مگر سید قاسم صواب اندیشی اور مآل بینی کے سبب سے اس بات پر راضی نہ ہوا زمانہ سازی کرکے شجاع سے ملنے گیا مگر قلعہ مین اسکو قدم نہ رکھنے دیا - جب محمد سلطان معظم خان کے ساتھ

اور تخت پر بٹھا دیتا مگر راجہ اصل حقیقت سے واقف تھا وہ دارالخلافہ تین یا دونون بھڑنے کی جرأت کر سکتا تھا اور نہ کوئی مہم بہادرانہ اختیار کر سکتا تھا اس لئے وہ صرف شہر آگرہ کے اندر کوچ کرتا ہوا اپنے وطن کو چلا گیا۔ ظفر نامہ مین عاقل خان لکھتا ہے کے جسونت سنگہ کے چلے جانے کی خبر موحش اکبر آباد مین وشاہجہان آباد مین پھیلی بلکہ لاہور تک اور اطراف و اکناف مین پہنچی طرہ اسپر یہ ہوا کہ جو بھاگ کر آتا وہ اس خبر نا ملائم کو آب و تاب سے بیان کرتا اور ظاہر کرتا کہ اس واقعۂ ناگوار کو خود اسنے دیکھا ہے یہان تک یہ ہوائی خبر اڑائی کہ عالمگیر کو شجاع گرفتار کئے آگرہ کو لئے آتا ہے۔ جب جسونت سنگہ آگرہ کے قریب آیا تو شائستہ خان حاکم آگرہ کے ہاتھ پاؤن پھولے اور اس خبر کو سچ جانا اور دکن جانے کا ارادہ کیا کہ شاہجہان کے غضب سے بچے آدھی رات کو فاضل خان پاس پیغام بھیجا کہ میری شاہجہان سے تقصیر معاف کرا دو فاضل خان نے اُسے سمجھایا کہ خیر ہے پہلے اس خبر کو تو تحقیق ہونے دو کہ سچ ہے یا جھوٹ ہی۔ پانچوین جمادی الاول ۱۰۶۹ سنہ کو بادشاہ عماد پور مین آیا جو سموگڈھ کے قریب ہے۔ یہان بادشاہ کو دارا شکوہ پر فتح نصیب ہوئی تھی اسلئے سموگڈھ کا نام فتح شکار رکھا بادشاہ کے پیش نہاد ہمت یہ دو امر تھے دارا شکوہ کی تنبیہ اور راجہ جسونت سنگہ کی تادیب اس لئے بادشاہ نے اجمیر جانے کا ارادہ کیا اور ۲۰ جمادی الاول ۱۰۶۹ سنہ کو اجمیر کی طرف کوچ کیا۔

ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ سپاہ جو ٹھٹہ مین دارا شکوہ کا تعاقب کر رہی تھی اسکو بادشاہ نے واپس بلا لیا تھا۔ تو دارا شکوہ نے اسکو غنیمت جانا اور دوبارہ اسکو خودسری کا سودا ہوا ولایت گجرات مین نہ کوئی لشکر تھا نہ کوئی سردار کہ اُس کی مدافعت و ممانعت کرتا۔ میدان خالی تھا اُسنے چول و بیابان مین قدم رکھا۔ بعض میداروں کی رہنمائی سے دریاء شور کے کنارہ پر اسی راہ سے کچھ مین آیا کہ جسپر کوئی مسافر چلتا نہ تھا اور سخت دشوار گذار تھی کچھ کا مرزبان اس کے

دارا شکوہ کا احوال

داخل ہے کہ بعض ذہین اور طباع واقعات کو انکے وقوع کے وقت اپنے خیالات کے
موافق نہایت فصاحت و بلاغت سے جھوٹ و سچ کو شیر و شکر کی طرح ملا کے
بیان کیا کرتے ہین کہ سُننے والون کو انمین بڑا مزہ آتا ہی۔ انکا انداز بیان و ادا و طرز
ایسا ہوتا ہے کہ بہت ادمی انکے بیان غیر واقعی کو واقعی جان کر پھر واقعی امر پر یقین
نہین کرتے ڈاکٹر برنیر کو کوئی ظریف ایسا ملگیا ہے یہ بیچارہ اجنبی اسکی باتون کو سچ
جانتا ہے اور اپنے سفرنامہ مین لکھتا ہے اور اپنے اہل وطن کا لال بجکڑ بنتا ہے۔ جو
یہان کے حال سے بالکل لاعلم ہین اسلئے ہر واقعہ مین ایک دو باتین ایسی گھڑتا ہے کہ
جن کی کچھ اصل نہین ہوتی اور پھر انپر رائے زنی کرتا ہے جو جہالت و لاعلمی پر مبنی
ہوتی ہے مشکل ہے کہ معاملات ملکی پر کسی اجنبی کو ایسا علم ہو کہ وہ اسمین رائے دینے
کے لئے کافی ہو اب مین مثال کے طور پر اورنگ زیب راجہ جسونت کا حال اس
سیاحت نامہ سے لکھتا ہون کہ جب راجہ جسونت نے دیکھا کہ شجاع کا پلڑا الٹ
گیا تو اُس نے سوچا کہ جو لوٹ ہاتھ آئی ہے اسکے مزے اڑائے وہ فی الفور
آگرہ کو اس نیت سے چلا کہ اپنے وطن کو مراجعت کرے دارالخلافہ آگرہ مین
یہ افواہ اُڑ رہی تھی کہ اورنگ زیب نے شجاع سے شکست پائی وہ اور امیر جملہ
(معظم خان) دونو قید ہو گئے ہین اور سلطان شجاع اپنے فتحمند لشکر کے ساتھ
آگرہ چلا آتا ہے شائستہ خان حاکم آگرہ اور اورنگ زیب ماموں کو ادھر
اس شہرت کا یقین ہوا اُدھر جسونت سنگہ جکی دغابازی سے وہ خوف زدہ
ہو رہا تھا آگرہ کے دروازہ پر آن پہنچا کہ اس نے مایوس ہو کر زہر کا پیالہ پینے
کے لئے ہاتھ مین لیا اور پی ہی گیا ہوتا اگر عورتون نے اسکو جا کر گھیرا نہ ہوتا اور
پیالہ کو ہاتھ سے زمین پہ گرا نہ دیا ہوتا۔ آگرہ کے رہنے والون کو دو روز
تک ٹھیک اصل حال نہین معلوم ہوا اسمین شبہ نہین کہ ان دو دن مین اگر جسونت سنگہ
بہادرانہ دھمکیان اور فیاضانہ وعدے کرتا تو شاہجہان کو قید سے آزاد کر لیتا

جنکے وطن اجمیر کی نواحی مین ہین اور اس بات سے دارا شکوہ کے عزم مین تقویت ہوتی تھی وہ
جودھپور سے مین منزل پر میرتھا مین آگیا تربیت خان فوجدار اجمیر دارا شکوہ کے قریب
آنے سے حواس باختہ بادشاہ پاس بھاگ گیا۔ جب بادشاہ کو معلوم ہوا کہ دارا شکوہ
رزم و پیکار کو آمادہ ہوا ہے تو بادشاہ نے طاہر خان کو اس خدمت پر مقرر کیا کہ وہ
جاکر دارا کی خبر لائے۔ بادشاہ بھی چلکر قصبہ تودہ کے قریب آیا۔ چونکہ غنیم نزدیک
اور جنگ قریب تھی حکم ہوا کہ قصبہ کو رین جو قلعہ ہے اُس مین خزانہ اور زوائد
کارخانجات غیر ضروری اور احمال و اثقال رکھی جائین راجہ رائسنگہ کو قلعہ کی محافظت
سپرد ہوئی یہ قصبہ اسی کے علاقہ مین تھا پھر بادشاہ تالاب رامسر سے جہہ کروہ پر آیا۔
یہان طاہر خان نے جو قراولی کے طور پر آگے گیا تھا غنیم کے حال کی کیفیت دریافت کر کے
بادشاہ سے عرض کی اور پھر رخصت ہوا انبیر متعلقہ راجہ جیسنگہ مین بادشاہ نے پہنچکر
فوج بندی کا حکم دیا راجہ جیسنگہ کو دلیر خان و حسن قلی خان اور ایک اور جماعت کے
ساتھ ہراول مقرر کیا صف شکن خان کو توپخانہ کے آگے لے جانے کے لئے مامور فرمایا شیخ میر اور
اُسکے بھائی امیر خان کو التمش کا سرفوج بنایا امیر الامراء کو اُسکے بیٹون اور متعلقین
اور بعض سردارون کے ساتھ برانغار کی طرف مقرر کیا اور جرانغار کی سرداری
بادشاہزادہ محمد اعظم اور ایران کے بہادرون کے سپرد کی اور اسی طرح محمد امین خان
و ہوشدار خان و عبد الرحمن خان بن نذر محمد خان اور ایرانی و تورانی اور سردارون کو
اور افغانون اور راجپوتون کو جا بجا میمنہ و میسرہ و قول و چنداول مین مقرر کیا اور حکم
دیا کہ جبتک دشمن سے مقابلہ ہو لشکر کی یہی ترتیب ہے اس مین فرق نہ آئے۔
جب دارا شکوہ میرتھا مین آیا تو راجہ جسونت سنگہ کے ساتھ جو معاملات پیش آئے وہ بیان کیے
جاتے ہین اول راجہ جسونت کا حال بیان کیا جاتا ہے کہ وہ بادشاہ کے ساتھ سے
شجاع کی لڑائی مین بھاگا تھا وہ جانتا تھا کہ بادشاہ افواج میری تنبیہ و تاکید کے لئے
مقرر کریگا تو ناچار اُسنے اپنا چارہ کار اس مین دیکھا کہ دارا شکوہ کو ترغیب و تحریص

استقبال کو گیا اور آتے سے ملاقی ہوا۔ داراشکوہ نے اُسکو نقد جواہر دیکر بیرجایا اور اسکی
بیٹی سے اپنے بیٹے سپہر شکوہ کو نامزد کیا۔ زمیندار نے ضیافت کی اور بدرقہ ساتھ
کرکے اپنی حد سی باہر کرکے احمد آباد کو روانہ کیا جب داراشکوہ احمد آباد کے قریب آیا
شہسوار خان صوبہ دار احمد آباد کی ایک بیٹی بادشاہ سے بیاہی تھی اور دوسری بیٹی
مراد بخش سے تو وہ دیوان رحمت خان اور اور کومکیون کو ساتھ لیکر داراشکوہ کے
استقبال کو آیا ملاقات کے بعد سرانجام ضروری داراشکوہ کے لئے تیار کیا۔ اور
محمد مراد بخش کا جو روپیہ و جنس و طلا و نقرہ آلات اور دس لاکھ روپئے جو اُسکے گھر مین
تھے وہ داراشکوہ کو پیشکش مین دیئے اب داراشکوہ زر و سپاہ کے جمع کرنے کی فکر مین
ہوا آدمیون کو خلعت و اضافہ و عطایا جواہر دیکر خورسند کیا اور لوگون کا دل
اپنی طرف کیا اور بندر سورت و کنبھایت و بھروچ و پرگنات سیر حاصل مین اپنی طرف
سے حکام و عمال مقرر کئے اور انمین اپنا قبضہ کیا ایک مہینہ سات روز یہان رہکر
بیس بائیس ہزار سوار جمع کر لیئے اور حکام بیجاپور اور حیدرآباد سے بھی خطوط و پیغام
بھیجکر نقد و جمعیت سپاہ کو طلب کیا دکن جانے اور راجہ جسونت سنگہ سے ملنے کے
لئے مختلف فکر کرنے لگا۔ اس گرما گرمی مین اس بابین خبر آئی کہ لشکر شاہی کی رفاقت
سے راجہ جسونت سنگہ نے فرار کیا اور دشمن کے غلبہ کی شہرت غیر وقوعی اور خبر کاذبہ
داراشکوہ نے یہین سنا اور انکو سچ جانا۔ راجہ جسونت سنگہ کا نوشتہ آیا اسمین
اسنے اپنا حال لکھا اور داراشکوہ کو اشارہ کیا کہ وہ اجمیر کی طرف آئے داراشکوہ
غرہ جمادی الاخری سنہ ۶۹ کو آراستہ سپاہ اور توپخانہ کے ساتھ چلا۔ یہ توپخانہ
اس بابین اس طرح مرتب ہوا تھا کہ اُسنے بندر سورت سے چالیس توپین منگالی
تھین جب داراشکوہ چلا ہے تو ہر منزل مین راجہ جسونت کا نوشتہ ابلہ فریب
پہنچتا تھا اور اس پر اپنے آنے کا افسون پھونکتا تھا اور اسکو افسانہ سُناتا
کہ مین قوم راٹھور کی جمعیت اور ان اقوام راجپوت کے ساتھ آتا ہون

تم اس بات پر نہ بھولو کہ مین اورنگ زیب کو اپنے ساتھ کر لونگا۔ میرے پاس ایسے وسائل ہین کہ
تمہاری اس کوشش کے خلاف مین سعی کرونگا اور کسی راجہ کو تمہارے ساتھ نہین ہونے دونگا
یہ کام ایسا ہے کہ ساری ہندوؤن سے تعلق رکھتا ہے تمکو کیسے اسکی اجازت دی جا سکتی
ہے کہ تم وہ آگ بھڑکاؤ جو سارے ملک مین ایسی پھیل جائے کہ پھر کسی کوشش سے بجھ نہ سکے
اب اگر تم دوسری طرف جاؤ اور دارا شکوہ کو اپنی حالت مین چھوڑ دو تو اورنگ زیب
تمہاری ساری خطاؤن کو بھول جائیگا تمکو جو وہ مین جو لوٹ ہاتھ آئی اسکا مطالبہ وہ نہین
کریگا بلکہ فوراً تمکو گجرات کا حاکم بناویگا ایسے ملک کے حکومت کے فوائد کی تم خوب قدر
جانتے ہو جو تمہارے ملک کے ہمسایہ مین ہے یہان تم امن امان سے بیخوف و خطر رہوگے
مین ان وعدون کے ایفا کی ذمہ داری بالکل اپنے ذمہ لیتا ہون
جب اورنگ زیب کا یہ نوشتجات ور راجہ جیسنگھ اور بیہ خواہون کے نوشتجات
خفیہ راجہ جسونت سنگھ پاس پہنچے تو انکے اخفا مین اُس نے کوشش کی اور جودھپور سے
جو دارا شکوہ کے استقبال کیلئے بیس کوس آیا تھا اب آسنے اُسسے ملنے کا ارادہ چھوڑا اور اپنے
وطن کیطرف مڑا۔ دارا شکوہ کو راجہ کے وطن کیطرف مراجعت کرنے کی خبر پہنچی تو وہ
متردد ہوا سل رسائل شروع کیے باربار خوشامد کرکے پیغام بھیجا مگر کچھ فایدہ نہ ہوا۔
اس سے دارا شکوہ کے دل مین اور خلشین پیدا ہوئین وہ خود جودھپور سے بیس کوس پر گیا
اور یہان چند مقام کیے اور راجہ پاس وہین چند (دوہی چند) اپنے معتمد کو بھیجا جو راجہ
سے اتحاد رکھتا تھا اسنے بہا کربڑی لجاجت سے کہا کہ راجہ صاحب اپنے وعدہ کو ایفا
کیجے اُسنے جواب مین یہ عذر کیا کہ مین اپنے قول پر راسخ ہون فی الحال میرا آنا مصلحت
نہین ہے دارا شکوہ اجمیر مین جا کر قیام کرے اور راجپوتون کو پیغام بھیجکر اپنے پاس بلائے
جب وہ نامی راجپوت اُس کے پاس آ جائینگے تو مین بھی اس پاس آ جاؤنگا۔ دوہی چند
یہ جواب یاس عذر آمیز لیکر راجہ کے پاس سے آیا تو دارا شکوہ اجمیر مین آیا اور دوبارہ
دوہی چند کو راجہ پاس بھیجا اُسنے یہان آنکر ہزارون توطیہ کلام بنا کر پیام کا

کر کے اپنی طرف کھینچے اور اوس اٹھور اور اقوام راجپوت سے ایک بڑا لشکر جمع کرے اور
اسکے استظہار سے خلاف جوئی کرے - جب وہ جودھپور مین گیا تو اُسنے داراشکوہ کو بلایا اور خود
راجپوتون کا لشکر جمع کیا اور سامان لشکر تیار کیا اور داراشکوہ کے انتظار مین بیٹھا راجہ جیسنگہ کے
حال پر بادشاہ ازحد مہربان تھا وہ راجہ جسونت سنگہ کے ساتھ جنسیت اور رشتہ بھی
رکھتا تھا اُس نے بادشاہ سے اُسکے معافی قصور کے لئے عرض کیا اور کہا کہ اگر حضور عاطفت
شاہانہ سے اُسکی خطاؤن کو معاف فرمائنگے اور اُسکو جان کی امان دینگے تو یہ میری سرفرازی
کا باعث ہوگا اور وہ وحشی بھی رام ہوگا اور پھر صدق و اخلاص سے بندگی کریگا -
بادشاہ نے اُسکی درخواست کو منظور کیا اور حکم دیا کہ وہ اپنی جانب سے ایک مکتوب لکھے
اور اپنے کسی معتمد کے ہاتھ بھیجے اور دولتخواہی پر رہنمون ہوا اور عفو جرائم کی نوید سناوے اور
داراشکوہ کے ساتھ ملنے سے باز رکھے اور بادشاہ نے بھی ایک منشور اُس کی عفو تقصیر کا لکھدیا -
(عالمگیرنامہ مین فقط یہ لکھا ہے کہ بادشاہ نے راجہ جیسنگہ کو خط لکھنے کی اجازت دی لیکن
اس خط کا مضمون نہین لکھا مگر ڈاکٹر برنیر کو اس خط کا مضمون اس طرح معلوم ہوگیا جیسے امیر
افغانستان و وزرا روس کی خط و کتابت کے مضمون ہندوستانیون کو گھر بیٹھے معلوم
ہوجاتے ہین وہ لکھتا ہے کہ راجہ جیسنگہ نے یہ خیال کرکے کہ لڑائی کے سارے احتمالات
اورنگزیب کی فتح پر دلالت کرتے ہین راجہ اپنی مصلحت و بہبود بادشاہ کے
خوش کرنے مین جانتا تھا اسلئے راجہ جسونت سنگہ کو داراشکوہ کی امداد و اعانت سے باز
رکھنے مین اپنی رعب داب کو یہ کام مین لایا اسنے جسونت سنگہ کو لکھا کہ مجھے بتاؤ کہ تم
جو بداقبال داراشکوہ کی امداد کرنے مین کوشش کرتے ہو اس سے کیا فائدہ تمکو حاصل ہونگے
اس کام مین تمہارے استقلال سے داراشکوہ سے کام مین بہبودی ہونے کی نہین - مگر
اسمین شک نہین کہ تمہارے اور تمہارے خاندان کی بربادی ہوجائیگی اور اورنگزیب
سے تم ہرگز اپنے قصورون کی معافی نہین کرا سکوگے - مین بھی راجہ ہون - مین منت و
سماجت سے تم سے عرض کرتا ہون کہ بیچارے راجپوتون کا خون اپنی گردن پر لو

میر آتش مامور ہوا کہ توپخانہ کو آگے لیجا کر جابجا خصم کے مورچالون کے مقابل لگائے
اور توپ خانے کے پیچھے شیخ میر دلیرخان کو مورچال لگانے کا حکم دیا سب سردارون نے
مقامات مورچال بنانے کے تجویز کر لیئے اور توپ کے گولون کے مارنے مین دست
و بازو کھولے انمین سے ہر ایک دوسرے پر کارفرمائی کے تردد مین سبقت لیجانا چاہتا
اور دوسرے کو پیش قدمی نہین کرنے دیتا تھا خصوص شیخ میر اور دلیرخان سید نصیر الدین خان
دکھنی نے جانفشانی کرنے مین تین روز تک تردد بہادرانہ کیا اور خواب و خور کو اپنے
اوپر حرام جانا امیر الامرا بھی بہت سعی کر کے مورچالون کے بڑھانے کے لئے
دشمنون پر ایسے حملے کرتا تھا کہ اُن کے دل ہل جاتے تھے لیکن مخالف کے مورچال جو
کوہ مین قلب مقام مین کمال استحکام رکھتے تھے اسلئے بادشاہی آدمیون کی پیش
چلتی نہ تھی بلکہ دارا شکوہ کے آدمی مورچال سے نکل کر اور منہ کے آگے سپر لگا کے بادشاہی
مورچال پر حملہ کرتے تھے تو آدمیون اور چارپایون کو ضائع و زخمی کرتے تھے اور پھر
پہاڑون کی پناہ مین چلے جاتے تھے انکی توپ کا گولہ جو آتا تھا خالی نہ جاتا تھا کسی نہ کسی کو
ہلاک کر کے خاک پر گراتا اور بادشاہ کے مورچال کے گولے سوا اسکے کہ پتھر اور دیوار سے
ٹکرا ئین کوئی کام فائدہ کا نہ کرتے تھے چوتھی رات کو بادشاہ نے اپنی اخلاص کیشون
کو بلا کر تاکید و تہدید کی اور وعدہ وعید کیئے اور شورش کی ترغیب دی۔ دوسرے روز
راجہ راجروپ نے جو کوہ نوردی اور شیر نبردی مین ضرب المثل تھا اپنی
پیادون کو پہاڑی کے عقب سے اس جگہ سے روانہ کیا جہان کوہ نشینون کو
یورش کا گمان نہ تھا ان کوہ نوردون نے دامن ہمت کو کمر پہ کس کر افتان و خیزان ان
مورچال آتش بازون کے مقابل یورش کی جو کوئی مر جاتا اسکو اپنے پاؤن کا زینہ بناتے
اور چڑھتے کوہ پر راجہ راجروپ کا نشان نصب کرتے خود راجہ راجروپ جو ان
چان بازون کے عقب مین تھا مستعد ہو کر اس کا منتظر تھا کہ اسکے آدمی اوپر چڑھ کے
آوازہ دین باوجودیکہ مخالف کے ہزار جنگی آدمی نیچے مقابلہ کے لئے آ گئے تھے مگر راجہ

ذکر کیا اور راجہ پر بہت سے افسانے و افسون پڑھے مگر کچھ فائدہ نہ ہوا تحقیق ہوگیا
کہ راجہ کے سامنے جواب ترکی بترکی کرنے کے ہین یہ بات لوگون مین بھی مشہور ہوگئی تھی کہ عالمگیر
بھرا پا تدبیر راجہ کے جرائم کو عفو کر دیا ہے۔ صاحب غرض مجنون ہوتا ہی اور احتیاج
شیر مزاجون کو روباہ بناتی ہے پھر دارا شکوہ نے اپنے بیٹے سپہر شکوہ کو راجہ پاس بھیجا
ہر چند اس شہزادہ نے لابہ گری و الحاح و دلبری کی اور وعدے وعید کئے مگر راجہ نے
اسکو بھی دوی چند کی طرح مایوس واپس کیا اس انقلاب سے سپہر شکوہ با دیدہ پر آب
و جگر کباب باپ پاس آیا تو دارا شکوہ نے راجہ جسونت کی امداد سے بالکل قطع امید
کی اب حیران تھا کہ اپنا چارہ کار کیا کرون کہ اس حالت مین عالمگیر کے آنے کی خبر
مشہور ہوئی چار نا چار کارزار کو قرار دیا اور بتقاضائے وقت جنگ صف مین صرفہ
مناسب جانا اور نواحی اجمیر کے کوہستان مین مورچال بنانے کے واسطے چلا گیا اور
اپنی جگہ سے چلکر درہ کوہ مین آیا بعض راہون کی دیوار خام بنا کر اور سنگچین کرکے
توپون کے لگانے کے لئے اور نقبچیون کے بٹھانے کے واسطے استوار کیا اس نے جانب
یمین مصطفے خان عرف سید ابراہیم کو سپرد کی اور تین میل و ہزار برقنداز اسکے ہمراہ
مقرر کئے اور یسار کے مورچال کا اہتمام شہسوار خان اور اسکے بیٹون کو سپرد کیا۔
اور ایک جماعت برقندازون کی انکے ساتھ کی اور ایکطرف مورچال فیروز میواتی کو حوالہ
کیا توپخانہ کا مصالح دیا اور سپاہیون کی جماعت ساتھ کی اور اپنے روبرو
سپہر شکوہ کو بہت سے آلات آتشبازی اور باقی توپون کے ساتھ قائم کیا۔ خود
بیچ مین ہر سب جگہ توپین چن دین اور ایک جماعت کو مقرر کیا کہ مورچال مین مصالح
مطلوبہ پہنچا کر سزاولی کرتے رہین اور ایسا نہ کرین کہ کوئی سردار ہمراہی بیکار و معطل رہے
اب بادشاہ نے موضع ریواڑی مین آنکر خیمہ لگایا یہ مقام اجمیر سے تین کوس تھا —
اور دشمن کے مورچال سے آدھ کوس جہان سے گولہ دشمن تک جا سکتا تھا مکان
مقرر کرکے مورچال لگانے کا حکم دیا اور لشکر کو اس طرح تقسیم کیا کہ صف شکن خان

دارا شکوہ اور عالمگیر بادشاہ کی لڑائی

اسکے سینہ مین گولہ لگا کہ اس حال مین سید ہاشم سے کہا جواس سے نسبت قربیہ رکھتا تھا اور اسکے حوضہ مین پیچھے بیٹھا تھا کہ مین اب چلا میری کمربند مین ہاتھ ڈال کر اتنی دیر نگاہ رکھ کہ مین شادیانہ فتح کی آواز سن لون جو ابھی ہونے والی ہی ظفر کے آثار ظاہر ہین ایسا نہو کہ میری رفیق و ہمراہی میری حال سے مطلع ہوکر کارزار سے دست کشی کرین اور اور دشمنون کے آدمی اطلاع پاکر دلیرانہ پیش قدمی کرین۔ انسان کو بھی کس مرتبہ پر دنیا اور اولاد سے دلبستگی ہی کہ ایسے حال مین کہ کلمہ پڑھتا اور خدا کا خیال کرنا چاہیے تھا شیخ کو اپنی اولاد کی ترقی کا اور نمک کے پاس کا خیال تھا شیخ میر کی اس عقیدت وارادت کے سبب بادشاہ مردم خواف پر نہایت مہربان ہوا اور انکی ترقی ایسی کی کہ پہلے کسی بادشاہ کے عہد مین نہین ہوئی تھی۔ فی الحقیقت خراسان کے اور آدمیون کے نسبت مردم خواف ظاہر مین اکھڑ اور بے ربط اور درشت ہین لیکن اکثر کامون مین راست باز اور آقا کے حق نمک کے پاس مین سب سے زیادہ ثابت قدم ہوتے ہین دارا شکوہ نے دیکھا کہ برگشتگی طالع سے شہسوار زمان کی جان گئی اور اُسکی جان کا جانا میری لشکر کے علم کے سرنگون ہونے کا سبب ہوا اور بادشاہی لشکر سر پر چڑھ آیا تو وہ اپنے بیٹے سپہر شکوہ فیروز میواتی اور بعض اور خدمۂ حرم کو لیکر اندھیری رات کے پہلے پہرہ مین اس ناامیدی اور غم والم کے ساتھ کہ خدا کسی شاہ و گدا کو نہ دکھائے فرار ہوا۔ عمدہ مردم مین سے سوار دو نامبردہ کے کسی کو توفیق اُس کی ہمراہی کی نہ ہوئی کچھ جواہر و اشرفی و محل خاص و بیٹی و چند خواص ساتھ لیکر احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا خزانہ اور اسباب انتخابی مالیت دار اور بہت سی خدمہ محل کو بارہ ہاتھیون اور خچرون واونٹون پر بار کرایا مگر ساتھ نہ لے جاسکا اپنے قدیم و جدید آدمیون کے اعتبار پر انکو سپرد کیا۔ چند خواجہ سرا محمد انکے ساتھ گئے اور ایک ہزار برقنداز پیادے جو سب نمک حرام تھے انکی ہمراہ کئے اور تاکید کی کہ پیچھے سے جلدی آئین یہ سب لٹ لٹا گئے اسکا حال آگے بیان ہوگا۔ القصہ لشکر ہزیمت خوردہ مین اکثر آدمیون کے مال و عیال بھیر مین تھے وہ وہان دوڑے گئے۔ ایک جماعت اپنے مال و عیال کے تاراج

بہادرانہ قدم بڑھائے اور گولہ و تفنگ و سنگ کے بارش مین سینہ سپر بنائے گھوڑے آگے کر کے حملہ آور ہوا دلیر خان نے بھی جو افغانون مین بہادری مین مشہور تھا۔ راجپوتون کی یہ بہادری دیکھ کر اوپر جانے کا قصد کیا اور توپ و تفنگ کی باڑ مین ہو کر بائین طرف سے اوپر چڑھ گیا اور بائین طرف سے شیخ میر نے پیش قدمی کی جو جنگ کے روز شجاعت و تدبیر مین بے نظیر تھا دوسری طرف سے راجہ جسینگہ نے بہادر راجپوتون کے ساتھ بہادرانہ تردد کیا اور امیر الامراء نے توپخانہ کے آدمیون کو ساتھ لیکر جانب چپ سے اور اسد خان و بہادر خان نے جرانغار کی طرف سے اپنے لشکر کے ساتھ سوار ہو کر ہر طرف صف بصف معرکہ آرا ہوئے گو اس یورش مین سب بہادرون نے مردانگی دکھائی مگر ابتدا مین راجہ راجروپ کے آدمیون نے پیش قدمی کی اور آخر کار مین شیخ میر و دلیر خان افغانون نے اپنی شجاعت و جلادت دکھائی انکے مقابل مین شہنواز خان و فیروز میواتی کے مورچال نے بلا فاصلہ بلا کے گولے مارے جو اجل کے اولے بنتے تھے۔ دونو امیرون کے آدمیون مین سے ایک جمع کثیر کام مین آئی ادھر توپ غراتی تھی اُدھر پہاڑون کی گونج ہوتی تھی یہ صدا اور توپون کے ریان چھوٹنے کا دھوان اس کوہ و صحرا مین ایسی وحشت افزا پھیلی تھی کہ خویش و بیگانہ مین فرق کرنا دشوار ہوتا ہر طرف سے اتنے گھوڑون کی ٹاپون مین سر و تن پامال ہوئے کہ صورت و سر کا نشان باقی نہ رہتا تھا دلیر خان کے داہنے ہاتھ مین ایسا تیر لگا کہ وہ تردد سے باز رہا دارا شکوہ بلندی کوہ پر کھڑا ہو کر اپنے آدمیون کو باوجودیکہ آثار ہزیمت دیکھتا تھا جنگ کی ترغیب نام و ننگ کی سرزنش سے دیتا تھا ہر چند کوہ نشینون نے مورچالون کی پناہ مین اور احاطہ دیوار کے عقب سے باہر آ کر دلیری بہادرانہ کی مگر فائدہ نہ ہوا۔

شہنواز خان نے غیرت ذاتی سے اس جنگ جانستان سے نجات محال جانی اور اپنے دونو ولی نعمتون کی خدمت مین خصوصاً بادشاہ کی جناب مین خجالت دائمی سے نکلنا اپنی جان کے جانے مین دیکھا اتنی مردانہ وار کوشش کی کہ سرخروئی کے ساتھ اس دنیا سے بجان رخصت ہوئی شیخ میر بھی جدال و قتال کرتا ہوا اجل کے استقبال کے لئے گیا۔

اس مزار کی زیارت کر کے اور خدام کو روپیہ دیکر کوچ کیا اور تالاب ناساگر کے
کنارہ پر آیا تین چار روز مقام کا حکم دیا راجہ جیسنگہ کو ایک لاکھہ روپیہ اور بہادر خان کو
تیس ہزار روپیہ عنایت کیا اور انکے ساتھہ ایک جماعت کارزار دیدہ سپاہیوں کی دارا شکوہ
کے دوبارہ تعاقب کرنے کے لئے مقرر کی اور خلعت دیکر رخصت کیا راجہ جسونت سنگہ اپنی
تقصیرون کے خجالت کے مارے بادشاہ کے روبرو نہین آتا تھا۔ راجہ جیسنگہ کی سعی سے بادشاہ نے سر نو
فرمان عطوفت نشان تسلی و خط بخشی و صوبہ داری احمد آباد کا اور منصب ہفت ہزاری
ہفت ہزار سوار کی بحالی کا مع خلعت کے عطا کیا۔ شہنواز خان کی اہلیہ قیصر بیگم پر اور اسکے
فرزندون پر اسکی خدمات سابق پر نظر کر کے بہت سی عنایتین کین۔ امیر خان برادر شیخ میر
کو خلعت ماتمی اتروایا اور اضافہ نمایان کیا۔ دارا شکوہ کے اموال مین سے جو خیل اور کارخانجات
ضبط سرکار ہوا امرا اجمیر مین جس جماعت کو دارا شکوہ نے بادشاہ کی ہواخواہی کے گمان مین
قید کیا تھا انکو رہائی ہوئی اور مورد عنایات ہوئے۔ تربیت خان جو دارا شکوہ کے خوف
کے مارے اجمیر سے بھاگ کر بادشاہ کے پاس چلا آیا باوجود اس تقصیر کے اسکو اجمیر کی صوبہ داری
پر پھر مقرر کیا۔ ۱۷ رجب کو بادشاہ پیادہ پا خواجہ معین الدین کی درگاہ مین زیارت کو گیا اور
پھر اپنے دار الخلافہ کی طرف چلا۔ ان دنون مین بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ شاہزادہ
محمد سلطان جب مرزا شجاع کے قریب گیا تو وہ خوف کے مارے منگیر سے بھاگ کر
جہانگیر نگر کو چلا گیا اور معظم خان نے مونگیر مین داخل ہو کر اس مژدہ کے شادیانے بجوانے
کا حکم دیا۔ سلخ ماہ رجب ۱۰۶۹ھ کو بادشاہ دار الخلافہ مین داخل ہوا۔

بادشاہ نے اپنے جلوس کا اصل جشن اس دن پر موقوف رکھا تھا کہ مخالفون و ممالک کے
بدبختون کی بیخ کنی ہو جائے ان ایام مین ۲۴ رمضان ۱۰۶۹ھ کو وہ دن آیا۔ جو
فتح اول کی تاریخ جلوس کا سال دوم تھا بادشاہ نے حکم دیا کہ ہواخواہان دولت
پر ابواب عیش و عشرت وا ہون اور دولت خانہ کے اطراف کے حجرے و در و دیوار
دیوان عام سے باہر اور غسلخانہ کے اندر اقسام فرش و اقمشہ طلا باف و کلابتون دوز سے

بیٹے کے غم مین اور عزت و ناموس کے برباد جانے کے الم مین اٹھی بعض زخم کاری کے پہنچنے سے اور
اسباب و سامان کے لٹ جانے سے اور اپنے آدمیون کے بھاگ جانے سے کوہ و درہ مین
حیران و سرگردان آہ و نالہ کے ہمدم ہوئے۔ دارا شکوہ کا کل اردو اور اُسکے تمام کارخانجات
مع ہمراہیون کے لٹ گئے اس اندھیری رات مین اور باروت کے دھونئی سے بھری ہوئے
درہ مین کہ دو تین گھنٹہ تک یہ خبر بتحقیق نہین ہوئی کہ دارا شکوہ بھاگ گیا۔ دونو طرف بعض
مورچال مین جنگ قائم رہی۔ اسد خان و ہوشدار خان مع بعض امراء کے اپنی جگہ مین
دار و گیر مین گرم رہ کر برقندازی کرتے رہے جب تک کہ انکو دشمن کے فرار اور مورچال کے
خالی ہونے کی واقعی اطلاع ہوئی دارا شکوہ کے ہمراہی عسکر خان و سید ابراہیم اور
ایک اور جماعت دارا شکوہ کے چلے جانے سے واقف نہ ہوئی پہر رات گئے تک حرکت
مذبوحی کرتے رہے محمد شریف مخاطب قلیچ خان کہ دارا شکوہ کا میر بخشی تھا اُس کے
پیٹ مین تیر لگا جسسے وہ دوسرے روز مر گیا۔ سیادت [illegible] ان [illegible] شہنواز خان
کو بیون کے تین چار زخم لگے تھے عسکر خان و سید ابرا[illegible] دارا شکوہ کے ہمراہیون
کی ایک جماعت جنکا بدن زخمی اور دل پرخون تھا [illegible] رخت بدن کے سوا اسباب
احتیاج تاراج ہوگیا تھا صف شکن خان کے وسیلہ سے شرف اندوز ملازمت ہوئے
اور مورد عنایات۔

کارزار دیدہ و تجربہ کار منصف پیشون پر ظاہر ہے کہ ہنگام رہائی غیرت اور
شیران بیشۂ شجاعت سے جنہین سے ہر ایک روز رزم مین رستم ہو چار جنگ کرنا اور ایسے
حادثات کے انقلاب سے کہ زبان خامہ پر جاری ہون اپنی جگہ سے نہ ہلنا اور ثبات
قدم کو ہاتھ سے نہ دینا اور غنیم و خصم غالب آمدہ کو روبرو سے ہٹا دینا تائید و
فضل الہی و مدد طالع عالمگیر کے سوا کسی اور بات پر حمل نہین کر سکتے۔ عالمگیر نے فتح
کی خبر سنکر خدا کا شکر کیا اور شہنواز خان و شیخ میر کے مرنے پر زیادہ افسوس کیا
اور فرمایا کہ دونو کو حضرت خواجہ معین الدین کے روضہ مین مدفون کرین۔ خود

اضافہ کیا ڈھائی مہینہ تک جشن رہا - ہر شب کو روشنی رہتی آتشبازی چھوٹتی اُن مین لوگ اپنی صنعتین دکھاتے طرح طرح کے فانوس و چراغ بناتے اقسام کے گل تری و چمن و طاق بندی نمایان کرتے او قلعہ کے نیچے دریا کے اوپر کشتیان اقسام آرایش و روشنی سے بھری ہوئی اور انپر نقارہ بجتا ہوا تماشائیون کو تماشا دکھاتین - ملاشاہ نے جو کشمیر کے مشہور گوشہ نشینون مین تھا اور داراشکوہ اسکا مرید تھا اُسنے یہ تاریخ جلوس نظم مین کہی جسمین تصوف کا انداز ہے اور مرید کامل کی ابطال ارادت کی طرف اشارہ ہے -

ابیات

صحن دل من چون گل خورشید شگفت	تا مد حق و غبار باطل برفت
تاریخ جلوس شاہ حق آگہ را	ظل الحق گفت الحق این را حق گفت

جلال الدین محمد اکبر شاہ کے عہد سے دفتر و جلوس کے سال و ماہ کے حساب کی بنا غرہ فروردی پر رکھی گئی تھی اس تاریخ مین آفتاب برج حمل مین داخل ہوتا ہے - بہار کا موسم ہوتا ہے - اس پادشاہ کے جلوس کی تاریخ بھی اس تاریخ کے قریب تھی تو اُسنے سارا حساب فروردی سے لیکر اسفندار کے مہینون تک مقرر کیا تھا اور مہینوں کا نام ماہ الہی رکھا تھا چونکہ یہ طریقہ آتش پرست پادشاہون و مجوسیون کے دستور کے مشابہ تھا اسلیئے پادشاہ نے شریعت کا پاس کرکے جلوس و جشن و دفتر کے حسابون کیلئے سال و ماہ قمری عربی کا حساب مقرر کیا اور حکم دیا کہ سال شمسی پر عربی سال و ماہ مقدم ہون اور جشن نوروز بالکل موقوف ہو -

سب جانتے ہین کہ قمری سال و ماہ کے حساب لکھنے سے پہلے حسابون مین کیا کیا دقتین پیش آتی ہین فصول اربعہ گرما و زمستان و برشگال ہندوستان و فصل خریف و ربیع اور غلہ و میوہ کا پختہ ہونا تنخواہ جاگیر و نقدی منصبداران پر سال و ماہ شمسی سے دریافت ہوسکتی ہین اور ماہ عربی سے انکا دریافت ہونا محال ہے - ہمیشہ موسمون مین قمری ماہ بدلتے رہتی ہین لیکن اس دیندار پادشاہ نے کچھ حساب کی آسانی پر خیال نہین کیا

الہی سال کا حساب بدلنا اور نوروز کے جشن کا موقوف ہونا -

آرایش پایئین اس قدر ولایت و احمد آباد کا زربفت صرف ہوا کہ بہت ملکون کے تاجرون کو بڑی نفع ہوا اور رامشگران طناز ہزارون عشوہ و ناز کے ساتھ محفل آرا ہوئے اور انہون نے اصول گونا گون سے رقص و سرود کا ایک ہنگامہ پرجوش و خروش گرم کیا۔ بادشاہ تخت مرصع پر بیٹھا منبر پر نام و لقب ابو المظفر محی الدین محمد اورنگ زیب بہادر عالمگیر غازی کا ذکر ہوا عہد سابق مین روپیہ اشرفی کے ایک طرف کلمہ طیبہ اور خلفاء راشدین کے اسم سے مزین ہوتی تھی۔ ہرکس و ناکس کے ہاتھون مین اور پاؤن تلے یہ سکے آتے تھے اور ناپاک مقامون مین جاتے تھے بادشاہ کے نزدیک یہ بے ادبی نامناسب تھی اسلئے بادشاہ نے اسکو بدل کر اشرفی کے لئے یہ سکہ تجویز کیا۔

سکہ زد در جہان چو بدر منیر + شاہ اورنگ زیب عالمگیر۔

اور روپیہ کے لئے یہ سکہ مقرر کیا۔

از سکۂ اقبال شہ مہر نظیر + سیم و درم ستارہ شد نقش پذیر
از سکۂ او غلغلہ در چرخ او فتاد + گردید زر از سکۂ او عالمگیر

چونکہ دونو دفعہ تاریخ فتح روز یکشنبہ کو ہوئی تھی اسلئے ہر ہفتہ مین جشن کا روز یہی مقرر ہوا اس جشن مین جو کل انعام دیا گیا اسکی تفصیل طول عمل ہے اسلئے چند خاص آسامیون کا انعام لکھا جاتا ہے سوا اس روپیہ کے جو ارباب استحقاق کو دیا گیا پانچ لاکھ روپیہ بادشاہ بیگم کو اور چار لاکھ روپیہ زیب النساء بیگم کو اور ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ بدر النساء بیگم کو اور ڈیڑھ لاکھ روپیہ زبدۃ النساء بیگم کو عطا فرمایا اور دو لاکھ روپیہ شاہزادہ محمد اعظم کو جو حاضر تھا دیا اور منصب دہ ہزاری پنجہزار سوار اور اسکے لوازم اور بادشاہزادہ محمد سلطان کو جو شجاع کے تعاقب مین گیا تھا تین لاکھ روپیہ مع جواہر اور فیل اور دو لاکھ روپیہ بادشاہزادہ محمد معظم کو اور ایک لاکھ روپیہ شاہزادہ اکبر کو دیا جو دکن مین تھا امیر الامراء فاضل خان خانساماں کو اور سعد اللہ خان کے بیٹوں اور دونون اور راجہ رگناتھ کو خلعت و خطاب منصب اور جواہر عنایت ہوئے تیس ہزار آدمیون اور عمدہ روشناسون کو خلعت دیا اور

نقد و جنس بھرے ہوئے اپنی ساتھ لے گئے۔ زیادہ یہ مال راجپوتوں کے ہاتھ لگا جو
اجمیر کی نواحی کے رہنے والے تھے خواجہ سرا لیٹرون کو منع نہین کرسکے بادشاہ کے
لشکر کے خوف کے مارے حورتون کی ہاتھیون کی سواریون کو داراشکوہ کے
کو اپنی آبرو کا اور آقا کی ناموس کا سرمایہ سمجھے اس اندھیری رات مین بڑی
کے ساتھ داراشکوہ کے پیچھے دشت پیما ہوئے متصل راہ چل کر ایک رات دن کے
داراشکوہ سے جا ملے اور داراشکوہ دی سرگردانی مین سرگشتہ ہو کر کمال حیران
و بے سروسامان دشت و صحرا مین آوارہ آٹھ روز کے بعد نواحی احمد آباد مین آیا
احمد آباد کے متصدیون کو عالمگیر کی فتح اور داراشکوہ کی شکست و فرار کی خبر
ہو گئی تھی احمد آباد مین سید احمد بخاری کو داراشکوہ نے اپنا نائب مقرر کیا تھا
اور متصدیون کے ساتھ رفاقت نہین کی تو وہ متصدیون نے عاقبت
متفق ہو کر یہ شہرت دی کہ سید احمد کے گھر مشورت کرنے جاتے ہین اس
انہون نے اسکے گھر پر جا کر اسکو مقید کر لیا اور ایسا اتفاق بے نفاق کیا
سارا بند و بست کر لیا اور عالمگیر کی سلطنت کا نقارہ بلند آوازہ کیا
کو شہر مین نہ داخل ہونے دیا اسکی ممانعت اور مدافعت کے لئے در پے ہوئے
داراشکوہ نے دیکھا کہ برگشتگی ایام سب جگہ میرے استقبال کے لئے
کر رہی ہے تو اس نے شہر کی طمع نہین کی وہ احمد آباد سے دو کروہ پر
گیا اور کانجی کولی سے ملا جو اس ضلع مین سرکشون اور رہزنون
تھا اور اس سے اعانت کی استدعا کی ؎

آنکہ شیران را کند روبہ مزاج ... احتیاج است احتیاج

کانجی داراشکوہ کا رفیق بنا اور گجرات کی سرحد سے اسکو نکال کر
اس ضمن مین گل محمد جو داراشکوہ کا نوکر تھا اور اسکی طرف سے سورت
مین حاکم تھا پچاس سوار اور دو سو پیادے لیکر اس پاس آیا

فقط آتش پرستون و مجوسیون کی بشا بہت کے سبب سے نوروز کے جشن کو موقوف کیا
اور جلوس ثانی کی تاریخ غرہ رمضان مقرر کر کے اُسنے جلوس کا نیا سال مقرر
کیا اور جشن نوروز کی جگہ جشن عید الفطر مقرر کیا اس طرح جلوس کے سال مقرر کرنے سے
اسکی سلطنت کے سال بسال وقائع کی تاریخ مین ایک دقت پیدا ہوئی اسکی سلطنت
کا سال اوّل غرہ جمادی الاولی ۱۰۶۸ سنہ سے غرہ رمضان ۱۰۶۹ سنہ تک شمار ہوتا ہے
وہ اول تاریخ مین دولت آباد سے چلا تھا اور رمضان مین اسکا جلوس دوم ہوا تھا
ایک سال چار ماہ و چوبیس روز کو سال اوّل مین شمار کر لو اور باقی جلوس کے سالون کا حساب
غرہ رمضان سے شروع کرو اگرچہ اسپر اہلکار دفترون نے حساب کے دقت کا اعتراض کیا
اور کہا کہ فروردی مین بہار کا موسم ہوتا ہے اور رمضان مین موسم ہمیشہ بدلتا رہتا
ہے جشن کی بہار موسم بہار مین اچھی معلوم ہوتی ہے مگر بادشاہ نے اُن کے کہنے پر
کان نہ لگایا۔

داراشکوہ کا احوال پُر ملال یہ ہے کہ درہ کوہ اجمیر مین شکست پانے کے بعد اسکا
حال پہلے لکھا گیا ہے) داراشکوہ نے اپنے بیٹے سپہر شکوہ بیوی و بیٹی اور کچھ جواہر
و اشرفی و چند اشخاص خدمۂ محل کو اپنے ساتھ لیا اور احمد آباد کی راہ لی اور
بارہ ہاتھیون پر باقی خزانہ و اسباب سرانجام ضروری لادا اور کچھ خادمہ
عورتون کو سوار کیا اور انکو کچھ پرانے کچھ نئے نوکرون کو سپرد کیا چند معتمد خواجہ
سرا انکے ناظر و رفیق مقرر کئے کہ وہ جلد پیچھے اس اسباب کو لائین وہ چار پانچ کوس راہ
چلے ہونگے کہ سب نوکرون نے اس مال پر ہاتھ ڈالا اور غارت کا ہاتھ دراز کیا۔
آپس مین خوب دست و گریبان ہوئے اور جسکے ہاتھ جو چیز پڑی وہ لے اُڑا ہاتھیون
کے اوپر سے مال کے بار اُتار لئے عورتون کو اونٹون کے کجاوے سے اُتارا اور
انکا سارا زیور چھینا اور انکو ہاتھیون پر بٹھایا اور صحرا مین آوارہ کیا اور ہاتھیون
سے اُتارا ہوا مال ان اونٹون پر لادا پھر اشتر بار اور استر سک رفتار

داراشکوہ کا احوال

روز مین دارا شکوہ کی زوجہ نادرہ بیگم دختر پرویز مر گئی جو مرض اسہال مین مبتلا تھی۔ ان
میان بیوی مین کمال محبت تھی۔ خاوند کی مصیبت کے غم و رنج مین گھل گھل کر وہ مری تھی خاوند
کو غم پر غم اور الم پر الم ہوا بیوی نے وصیت کی تھی کہ میری نعش ہندوستان کو بھیجنا اسی لئے
دارا شکوہ نے اسکو لاہور مین اپنے مرشد میان میر کے مقبرہ مین دفن ہونے کے لئے
بھیجا غلطی یہ کی کہ گل محمد کو جو اس بیکسی مین رفیق شفیق ایک سپاہی کار آمد با اخلاص تھا اور
جدا ہونے پر راضی نہین ہوتا تھا ستر آدمیون کے ہمراہ تابوت کے ساتھ بھیجا اور خواجہ
معقول کو بھی جسکی رفاقت اس حال مین غنیمت تھی لاہور روانہ کیا۔ خود چند خدمتگارون
اور ناکارہ خواجہ سرایون کے ساتھ رہ گیا ماتم کے بعد یہ مصلحت جانا کہ ملک جیون کو
بدرقہ راہ بنا کے اور اپنی نقد و جنس کو ساتھ لے کر ایران کے ارادہ سے قندھار کو
ملک جیون بحفاظت ہرا ایران تک رفاقت کرنے کے لئے مستعد ہوا تھا لیکن اُسنے اپنی
ترقی احوال کے لئے حق نمک و احسان کا کچھ خیال نہین کیا اس کو دستگیری کی فکر و تدبیر پیدا
ہوا۔ مہمان کی رفاقت مین چند کوس چلا پھر اپنے بھائی کو طرار راہ زن جماعت کے ساتھ
دارا شکوہ کی خدمت مین چھوڑا اور خود یہ عذر بنا کے چلا بنا کہ ایران کے سفر ضروری کا
سرانجام کرکے دو تین منزل پر آملونگا اسکے بھائی نے اپنی ہمراہ کی فوج لی اور بیخبر دارا شکوہ
کے سر پر جا چڑھا اور اُسکو ہاتھ پاؤن ہلانے کی فرصت نہ دی کہ دستگیر کر لیا اسکو
اور سپہر شکوہ اور اُسکے ہمراہیون کو اس بھلے مانس میزبان نے لا کے ایک مقرری
مکان مین انکو محفوظ رکھا۔ اجمیر مین مرزا راجہ جیسنگہ و بہادر خان کو کہ دارا شکوہ کے تعاقب
کے لئے مامور ہوئے تھے انکو ملک جیون نے اپنی اس نیکو خدمتی کی اطلاع دی اور
فوجدار بھکر کو بھی ایک اپنے حسن عمل کا خط لکھا اور ایک قاصد بادپا کے ہاتھ اسکے پاس
بھیجا باقر خان نے اسی وقت حضور مین اپنی عرضداشت کے ساتھ ملک جیون کا خط
شتر سوار کے ہاتھ بھیجا جب بادشاہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو اُسنے اپنی مجلس مین
اطلاع دی اور خبر ثانی پہنچنے تک اسکے اخفا مین کوشش کی عالمگیر ایسا گبھرایا تھا کہ اُسنے

جو احمد آباد مین آیا تھا اُسکی بڑی ضیافت اور خدمت گاری کی تھی اور اپنی بہبودگی کے
لیئے اپنی بیٹی کو سپہر شکوہ سے بیاہنے کے لئے پیش کیا تھا دارا شکوہ اس پاس پھر مدد اور
رفاقت کی امید مین آیا تھا اس مصیبت کے سفر مین اصلا اُسکے احوال پر ملال سے وہ متوجہ نہ ہوا
بلکہ محض نا آشنا بن کر کمال بے روئی سے پیش آیا ملاقات تک نہ کی

ابیات

بوقتے کہ دولت ورا یار بود ٭ زرہ پیش تیرش نمد مے نمود
بوقتے کہ بختش نہ شد دستگیر ٭ نہ کردہ خدنگش گذر از حریر

دو تین روز تک دارا شکوہ نے اس زمیندار کے مستمال کرنے مین بیہودہ کوشش کی مگر آخر کار
جنگل مین کر بھکر کی راہ لی جب سندھ کے کنارہ پر پہنچا فیروز میواتی دارا شکوہ کی بداقبالی کے دنون
مین پچھلے دن تک رفیق تھا اسکو برگشتہ بخت دیکھ کر فرار اختیار کیا اور دار الخلافہ کو چلا گیا
جب دارا شکوہ جادیون (جادخان کا خاندان) کی ولایت مین آیا تو اس پار کے صحرا
نشین اسکے سدراہ ہوئے اور اسکے دستگیر نے پر تیار ہوئی سپاہ کچھ ساتھ تھی جنگ و کوشش سے اُنکے
ہاتھ سے نجات پائی بلگشیون کی ولایت مین گیا مرزا بلگشتی نے جو اس قوم کا سرگروہ تھا استقبال
کیا اور اسکو اعزاز کے ساتھ اپنے گھر لے گیا اور ضیافت کی۔ ایران جانے کی رہنمونی کرکے درخواست
کی کہ مین آپکے ساتھ بدرقہ راہ تیار کر دونگا آپ یہان سے قندھار کہ بارہ منزل ہے تشریف
لے جائین اس باب مین اُسنے بہت مبالغہ کیا اور ترغیب دی لیکن دارا شکوہ کو تو یہ لگی ہوئی
تھی کہ جلدی سے تخت و تاج کو حاصل کرکے ملک و مال پر متصرف ہون اسلئے مرزا بلگشتی کی بات
کو نہ مانا اب اُسنے ملک جیون زمیندار دھاندر کے تعلقہ مین جانے کا ارادہ کیا وہ دارا شکوہ
کا مرہون احسان تھا اور بندگی و اخلاص خاص کا ادعا کرتا تھا اور نامہ پیام بھیجا رہتا
تھا مصرعہ ـ صید را چون اجل آید سوی صیاد رود + اس زمیندار کے وطن کی حد
مین پہنچا تو ملک جیون نکل کر اجل کی طرح استقبال کو گیا اس میزبان مہمان کش حق نا شناس نے
اسکو اپنے گھر مین اُتارا اور مہمانداری مین کمربستہ ہوا۔ یہ اتفاقات سے ہے کہ ان ہی دو تین

مے تحقیق کیا کہ اس فساد کا بانی ہیبت نام احدی تھا اسلئے اس جرأت میں پیشقدمی کی تھی وہ
سارے شہر کا مادہ فساد اور آشوب تھا علماء زمان کے فتوی سے اول ہیبت کو قتل کیا۔
دوسرے روز کہ آخر ذی الحجہ تھا حکم دیا کہ داراشکوہ نے دائرہ شرع سے قدم باہر رکھا تھا
تصوف کو بدنام کیا تھا الحاد و کفر پر نوبت پہنچائی تھی اسکو ذبح کر کے اسکی نعش کو حوضہ فیل پر
ڈال کر دوبارہ چوکون کے بازارون کے راستون مین پھرایا سارے تماشائی اسکے حال و
مآل کا رپر گریان تھے پھر اسکو مقبرہ ہمایون مین مدفون کیا اور سپہر شکوہ کے لئے بادشاہ نے
حکم دیا کہ قلعہ گوالیار بھیجا جائے اور وہان مقید رہے۔ اصل حال تو یہ ہے جو لکھا گیا۔ اب آگے
یہ جھوٹی کہانیان بنائی گئی ہین کہ اب داراشکوہ نے اس عالم مین بادشاہ بھائی کو خط لکھا
جسکا ترجمہ یہ ہے کہ برادرمن بادشاہ من سلامت سلطنت تمہین اور تمہاری اولاد کو
مبارک ہو مجھے اسکی ہوس نہین رہی فقط ایک گوشہ عافیت اور ایک لونڈی خدمتگاری کی
لئے چاہتا ہون کہ کچھ کھا پی لیا کرون اور تمہارے لئے دعا کیا کرون۔ اس عجز نامہ کا کیا خوبصورت
جواب بھائی نے دیا ہے کہ علماؑ کو بلایا انکے روبرو اسکی چند کتابین پیش کین جو مقامات صوفیہ
اور تحقیقات کلمات محققین ہو دکے باب مین تصنیف و تالیف کی تھین اور پوچھا کہ جس مسلمان کا
یہ اعتقاد ہو اسکے لئے شرع کیا حکم دیتی ہے علماء نے کہا کہ ان کتابون کے مضامین شرع کے
خلاف ہین جس مسلمان کا یہ اعتقاد ہو وہ ملحد ہے اور اسکا قتل واجب ہے یہ حجت شرعی تمام
کر کے **مصرعہ** اگر خون بفتوی بریزی رواست + بظاہر نہایت افسردگی سے قتل کا
فتوی جاری کیا معلوم ہوا کہ اس مظلوم کا قتل کرنا کوئی قبول نہین کریگا اسلئے ایک سنگدل کو
جو داراشکوہ سے ذاتی دشمنی رکھتا تھا انتخاب کیا اور اسکے ساتھ چند ظالمون کو قیدخانہ مین بھیجا
دونو باپ بیٹے اس قیدخانے مین مسور کی دال پکا رہے تھے وہ اکثر اسی دال کو زہر کے اندیشہ
سے کھایا کرتے تھے جسوقت یہ قاتل سامنے آئے داراشکوہ نے جان لیا کہ اجل کے فرشتے آن پہنچے
اسوقت مین بھی خون تیموری نے اپنا رنگ دکھایا کہ ایک چھوٹی سی چھری لیکر وہ دشمنون کے مقابلہ
مین آیا جب تک بہت سے ظالم اسیر آخر نہ لوٹ پڑے وہ نہ گرا آخر زخمون سے چور ہو کر

خبر سے چہرہ پر نہ زبان پر کسی خوشی کا اظہار کیا اور نہ شادیانہ بجوایا پھر بہادر خان
کی عرضداشت آئی کہ جسمین اُس نے ملک جیون کی سعی سے داراشکوہ کے دستگیر ہونے کی
مبارکباد دی اور لکھا کہ داراشکوہ کو ساتھ لے کر آتا ہون جب یہ عرضداشت بادشاہ
کی نظر سے گذری تو اُس نے اواخر ماہ شوال مین شادیانہ بجانے کے لئے اشارہ کیا۔
سب کو اس نوید کی اطلاع ہوئی اور اپنے جشن جلوس کے ایام عیدالضحی تک بڑھائے جب یہ
خبر منتشر ہوئی تو ملک جیون کو ایک عالم نے گالیان دینی شروع کین ملک جیون کے لئے
بادشاہی خلعت اور فرمان منصب ہزاری دو صد سوار کا بہادر خان پاس بھیجا۔
بہادر خان وسط ماہ ذی الحجہ مین داراشکوہ اور سپہر شکوہ کو حضور مین لایا حکم ہوا کہ بدترین اسیر
کی طرح سلسل کھلی حوضہ فیل پہ بٹھا دار الخلافہ کے لاہوری دروازہ سے داخل کرین اور
ساری خلق کے روبرو چاندنی چوک اور بازار سعد اللہ خان اور اُرک مین تشہیر کر کے
پرانی دلی مین خضر آباد مین لے جائین اور عمارت خواص پورہ مین مقید کرین بہادر خان نے
یہان انکو پہنچایا اور حضور کی ملازمت مین آیا اور مورد عنایت بے پایان ہوا ملک جیون
کو بختیار خان کا خطاب ملا تھا دوسرے روز جب شہر مین وہ داخل ہوا اور بازارون
مین گذرا تو اوباش آدمی اور داراشکوہ کے خیرخواہ ہر کوچہ و بازار کے اہل حرفہ و پیشہ
اور ہر قوم کے تماشائی ایک دوسری کی تقلید کر کے جمع ہوئے۔ بختیار خان اور اوسکے
ہمراہیون کو گالیان دیتے تھے اینٹ پتھر اور کوڑا کرکٹ نجاست آلود ایسے اس پر
پھینکے کہ بعض مجروح ہو کر ہلاک ہوگئے اور بہت زخمی ہوئے بختیار خان سر پر سپر رکھ کے
لگا کے اس بلا سے بچ کر بادشاہ کی خدمت مین آیا کہتے ہین کہ اُسدن اگر کوتوال شہر
اپنے آدمیون کے ساتھ شہر کے آشوب کے رفع کرنے مین کوشش نہ کرتا تو شہر مین بڑا بلوہ
ہوتا اور ملک جیون کے ہمراہیون مین ایک جان سلامت نہ لے جاتا افغانون کے
سر پر کوٹھون سے عورتون نے اس قدر خاک دھول اور بول و نجاست سے بھرے
ہوئے گھڑے پھینکے کہ تماشائیون کو اذیت ہوئی دوسرے روز کوتوال نے

اور اس حکم کے اجرا کے واسطے جابجا صوبجات مین احکام گرزبردارون اور احدیون کے
ہاتھ روانہ فرمائے مگر نفس الامر یہ ہے کہ اگرچہ بادشاہ رعیت پرور نے ابواب مذکور
معافی کا حکم جاری کر دیا اور یہ احکام بہ تہدید صادر کیے لیکن انکی تعمیل سب جگہ پوری نہ ہوئی
یا مذری کا محصول زیادہ تر مشہور پایۂ تخت و حاکم نشین شہرون (اکبرآباد - دہلی - لاہور -
برہان پور) مین لیا جاتا تھا وہان تو اس حکم کی پوری تعمیل ہوئی - باقی ابواب کی ہرچند ممانعت
بادشاہ نے کی لیکن دست فوجدارون اور جاگیردارون نے دو سبب سے اس مال ستانی سے اپنا
ہاتھ نہین روکا - اول عالمگیر کے عہد مین تمام ممالک محروسہ مین جاگیردارون اور فوجدارون
اور زمینداران جاگیر کے دل مین سیاست کا ترس اور واہمہ نہین رہا تھا دوم ابواب مذکورہ
جو ممنوع ہوئے تھے وہ چاہیئے تھا کہ سررشتہ دیوانی سے ارباب طلب کی تنخواہ کے وقت
عمل حشو منہائی پروانہ جاگیر تنخواہ مین ہوتا وہ کیا تو بادشاہ کی مرضی کے خلاف کیا تغافل و عدم
غور کے سبب سے یا اہل دیوان کی کفایت اندیشی کی وجہ سے عمل مین نہین آیا - جاگیرداران
عمدہ اس حجت کے سبب سے کہ ان ابواب کے دام پروانہ تنخواہ مین درج ہوئے ہین زیادہ طلبی کی
طمع کرتے اور ظلم کا اور اضافہ کرتے - راہداری اور ابواب مذکورہ مین بہت سے بدستور
سابق بلکہ مزید بران ظلم و تعدی سے وہ لیتے تھے - اگر از روئے سوانح و وقائع بعضے
پرگنات کا حال بادشاہ سے معروض ہوتا احکام کے منصب مین کمی ہوتی اور گرزبردارون
کے تعین سے انپر عتاب ہوتا اور گرزبردار مبلغ لے کر چندروز اسکے اخذ کو ممنوع کر کے آتے
مگر بعد انقضاء ایام معدودہ مربی کے وسیلہ سے یا وکلاء کے باتین بنانے سے منصب
بحال ہو جاتے اسلئے زیادہ تر ابواب معافی کا بندوبست عمل مین نہین آیا خصوص راہداری مین
یہ محصول جسکی آمدنی بڑھی ہوئی ہے - حق آگاہ خدا ترسون کے نزدیک سب سے زیادہ ممنوع ہے
اور مسافر آزاری کا بڑا مادہ فساد ہے ہندوستان کے اکثر ممالک محروسہ مین بیوپاریون سے
اور بے بضاعت مسافرون اور محتاج رہ نوردون سے فوجدار اور جاگیردار سابق سے
زیادہ محصول راہداری ظلم و سختی سے لیتے تھے اور اب بھی لیتے ہین - زمیندارون نے علاوہ

مارا گیا۔ پھر اس مردہ کی زندہ کی طرح کوچہ و بازار مین تشہیر ہوئی اسکا سر خون سے پاک صاف
ہو کر طشت مین بادشاہ کے روبرو رکھا گیا۔ جب چھوٹے بھائی نے پہچان لیا کہ بڑے بھائی کا
سر ہے تو زار زار رونے لگا اور بہت رنج اور کلمے کہہ کر فرمایا کہ ہمایون کے مقبرہ مین اسی
دفن کرین۔ اس چھوٹی کہانی کا بڑا حصہ ڈاکٹر برنیر صاحب کے سیاحت نامہ سے انگریزی کتابون مین
لکھا جاتا ہے وہی ہتھیار لگا کے دو چار خدمتگارون کے ساتھ چاندنی چوک مین ارشکوہ
کا تماشائی بنا تھا دوسرے سال ہر طرف خصوصاً شمال و مشرق مین لڑائی کشتی ہو رہی تھی اور
بعض جا بارش کی کمی ہوئی تھی اسلئے غلہ مہنگا ہو گیا تھا اور ملک کے احوال مین اختلال آگیا تھا
بادشاہ نے خلق اللہ کی رفاہیت حال پر نظر کی اور شکستہ احوال رعایا پر رحم فرما کر راہداری
کی معافی کا حکم جاری کیا یہ راہداری ہر سہ گذر و سرحد و معبر پر لی جاتی تھی اور اس
آمدنی کا بہت روپیہ حاصل کا خزانہ مین داخل ہوتا تھا۔ پاندری (جسکو تہ بازاری کہتے
ہین) جو ہر ایک سال و ماہ مین تمام ممالک محروسہ مین ان میلون اور مکانون کے کرایہ
مین لی جاتی تھی جنہین صنعت گر اور کاسب قصاب کلال و سبزی فروش سے لے کر بزاز
و جوہری و صراف تک بیٹھتے تھے۔ سر رستہ اور بازار کی ہر گلی زمین پر دکان بنا کر خرید و
فروخت کرتے تھے اور سرکار مین بدستور معمول کچھ دیتے تھے اور یہ آمدنی لاکھون روپیہ سے
زیادہ خزانہ شاہی مین داخل ہوتی تھی اور اور ابواب مشروع و نامشروع مثل سر شماری
و بر شماری و برگدی و چرائی بنجارہ اور حاصل ایام بازار عرس و جاترہ ہنود (ہنود
اپنے معبد خانون مین دور و نزدیک کے پرگنون سے ہر سال ایک بار کتنے ایک لاکھ فراہم
ہو کر اجناس کی خرید و فروخت کرتے تھے) و مسکرات و قمار خانہ و خرابات خانہ و جرمانہ و
شکرانہ اور چوتھائی حصہ جو ادائے قرض کا جو حکام کی اعانت سے قرض خواہون کو وصول
ہوتا وغیرہ وغیرہ قریب اسی ابواب کے جنکی آمدنی کا کروڑون روپیہ خزانہ سرکار مین داخل
ہوتا تھا ان سب کو قلمرو ہندوستان سے معاف کرایا اور سوا اسکے عشور جنس غلہ کہ پچیس لاکھ
روپیہ از روے دفتر دیوانی نکے محصول شرعی ہوتا تھا گرانی غلہ کے سبب سے معاف کیا۔

[illegible] بادشاہ کا بخشنا اور محصول راہداری کا موقوف کرنا۔

اور دیوار قلعہ سے فصیل سات ذراع اور عرض دیوار چار ذراع رکھا گیا اور خندق شیر حاجی
سے باہر مقرر ہوئی اور اسکے پانچ دروازے رکھے گئے تین دروازے تو قلعہ کے دروازون
ہتھ پول و خضری و اکبری کے روبرو اور ایک دروازہ دائین دروازہ کے سامنے جو شاہ برج
کی جانب ہے اور ایک اور دروازہ دروازہ خردی کے محاذی جھروکہ کے نیچے۔ کنگرہ و سنگ انداز
بدستور قلعہ ہے یہ فصیل تین سال مین تیار ہوئی۔
عالمگیر اپنی دینداری کے سبب سے چاہتا تھا کہ پانچون وقت مسجد مین فرض و سنت و
نفل ادا کرے اسلئے اُس نے آرامگاہ کے قریب ایک مسجد بنوائی جسکے سبب بغیر سواری اور
طول مسافت کے مسجد مین پانچون وقت پروردگار کی عبادت کیا کرے۔ اس مسجد کے لئے
غسلخانہ کی سمت شمالی اور باغ حیات بخش کے درمیان زمین تجویز ہوئی اور اسمین سنگ مرمر
کی مسجد بنالی گئی اسکے دو ایوان تھے جو طول مین متصل تھے اور سقف ہر ایک کی بشکل بنگلہ اور
دائین بائین طرف دو گنبد اس طرح پر کہ ایوان عقب مین کہ محراب کی جگہ ہے گنبد باہر سے نمودار
نہ ہو اور آگے کے ایوان مین تین گنبد عالی نمایان ہون ایک بنگلہ کے اوپر اور دونو بازوؤن کے
اوپر۔ عمارت کا طول ۱۵ ذراع اور عرض نو ذراع سوای اساس کے اور اسکے طول کا صحن پندرہ
ذراع اور عرض بارہ ذراع اٹھارہ تسو اور کرسی کی زمین کا ارتفاع صحن سے ڈیرہ ذراع
او سمت شمالی مین ایک مختصر ایوان جسکا طول پانچ ذراع اور عرض ساڑھے تین ذراع۔ ایک در
اسکا ایوان مسجد کی جانب اور نو منظر اسکے باغ حیات بخش کی جانب تین شرقی و تین غربی و
تین شمالی۔ وسط ایوان مین ایک چھوٹا حوض جس مین پانی جوش کرے اور صحن مسجد مین تین
دروازے باغ کی جانب کھلتے ہوئے۔ اسکے گنبدون کی پوشش تانبے سے کی گئی اور آسپر
سونے کا ملمع کیا گیا۔ یہ مسجد پانچ سال مین ایک لاکھ سات ہزار روپئے مین تیار ہوئی۔
ہم پہلے لکھ آئے ہین کہ سنہ جلوس ماہ ربیع الثانی مین شاہزادہ محمد سلطان اور معظم خان
الہ آباد سے مرزا شجاع کے تعاقب مین روانہ ہوئے تھے اب ہم اس مہینے سے آگے سوا مہینے
کا حال جو اس شہزادہ سے متعلق ہے لکھتے ہین۔ شجاع الہ آباد سے بھاگ کر بنارس مین آیا

بار بار سکے مشاہدہ کے سبب سے اپنے تعلقون مین حکام پادشاہی کے تعلقون کی راہون سے
زیادہ محصول راہداری لینا شروع کیا رفتہ رفتہ یہان تک نوبت پہنچی کہ جو جنس و مال ارزنگ
و بنادر سے خریدا جاتا مکان مقصود تک پہنچنے تک اتنا روپیہ خرچ راہداری کے خرچ مین ف
ہوجاتا کہ مال کی قیمت دوچند ہو جاتی۔ یہ حال خافی خان نے لکھا ہے کہ وہ دکن مین تھا
مرہٹون کی لوٹ مار سے دکن مین یہی حال دیکھتا ہوگا جو اُسنے لکھا ہے مگر عالمگیر نامہ
مین لکھا ہے کہ اس راہداری کے محصول کے موقوف ہونے سے نمک ارزان ہوگیا۔ اور
قحط سالی مین بہت آسانی سے ایک جگہ سے دوسری جگہ غلہ جاکر سستا بکنے لگا کال کا اندیشہ
بہت کم ہوگیا۔
شہنشاہ اسلام پرور تھا اُسنے اپنی رای سے ایک عالم ملا عوض وجیہ کو محتسب مقرر کیا
وہ تدین و مسلمانون کی مسئلہ دانی مین مشہور تھا اسکو حکم تھا کہ وہ خلق کو منہیات و محرمات سے
خصوصاً شرب خمر اور بنگ بوزہ اور تمام مسکرات سے اور فواحش و زنانیات کی مباشرت سے منع
کرے حتی المقدور برے کامون سے خلق کو روکے۔ ملا عوض پندرہ ہزار روپیہ سالیانہ
پاتا تھا اب اسکو منصب ہزاری صد سوار مرحمت ہوا منصب دارون اور احدیون کی ایک
جماعت اسکی دستیاری اور معاونت کے لئے مقرر ہوئی کہ اگر بعض بے باک خود سر ملا کے کہنے کو
نہ مانین تو وہ اسکی رفاقت کرکے انکی تنبیہ و تاکید کرین۔
ہمنے بہت جگہ لفظ شیر حاجی لکھا ہے مگر اسکے معنے نہین بیان کئے۔ کسی زمانہ مین اہل عرف
قلعہ کی فصیل کو شیر حاجی کہتے ہیں اکبر آباد کا قلعہ جو شہنشاہ اکبر نے بنایا تھا اسکے گرد
عالمگیر نے حصار شیر حاجی بنوایا یعنی قلعہ کی چار دیواری کے گرد ایک فصیل بنوائی ایک پہلی
فصیل سنگ سرخ کی تھی اب اسکے گرد دوسری فصیل پہلی طرح سنگ سرخ فتحپوری کی بنوائی
سال دوم جلوس مین ۵ ذی قعدہ کو اسکی بنیاد رکھی گئی۔ دریا کی جانب پستی بہت تھی
اسلئے دیوار کا ارتفاع بارہ ذراع اور دیوار قلعہ سے اسکا فصل ساٹھ ذراع رکھا گیا اور
عرض دیوار پانچ ذراع۔ اور اور جوانب مین زمین مرتفع تھی۔ ارتفاع دیوار سات ذراع

تعاقب کرتے ہوئے اواسط جمادی الآخرہ مین مونگیر کی حدود کے قریب ہوئے اور مصلحت سنجی اور حسن تدبیر سے مونگیر کی تسخیر کا ارادہ کیا اور محاصرہ کیا اور محاصرہ کا طول ہوا تو کوہستان کی راہ سے جانے کا ارادہ کیا اور راجہ بہروز کو بتلایا کہ تمہارے حال پر اگر عبودیت و دولتخواہی کروگے تو الطاف و مراحم خسروانہ اور مخالفت کروگے تو قہر شاہانہ ہوگا یہ پیغام دیکر اوسکو شہزادہ کی خدمت مین بلایا راجہ بندگی اور خدمت گذاری پر تیار ہوگیا۔ کوہستان کی راہ کا افواج شاہی کا رہبر بنا اسکی رہنونی سے لشکر شاہی نے مونگیر کے پہاڑ کی جانب چپ کو چھوڑ دیا دامن کوہ کھڑک پور کی راہ سے روانہ ہوئے جہان جنگل و بیشہ ہے کہ شجاع کے عقب مین آنکر اسیر کام کو تنگ کرین شجاع کو جب اس تدبیر پر اطلاع ہوئی تو وہ سمجھا کہ اگر مین مونگیر مین توقف کرونگا تو لشکر شاہی پیچھے سے آنکر راہ فرار کو مسدود کردیگا پھر بنگالہ پہنچنا مشکل ہوگا جو اسکے اہل عیال کا مقر اور حکومت و ایالت کا مستقر ہے اوسلئے اوس راہ مذکور کو مونگیر سے وہ آگے چلا گیا لشکر شاہی اس خبر کو سنکر بیالہ پورے جو مونگیر سے بیس کروہ پر اکبر پور کی سمت مین ہے سیدہی راہ چلا اور مونگیر مین معظم خان آگیا کہ اوس کا بند و بست کرے شاہزادہ محمد سلطان نے خان مذکور کے آنے تک یہان قیام کیا شجاع موضع رانگا ماٹی مین آیا۔ وہ مونگیر سے ۳۰ کروہ اور اکبر نگر سے پندرہ کوس تھی۔ اسکی ساری وضع مونگیر کی سی تھی کہ ایکطرف پہاڑ تھا اور دوسری طرف گنگا شجاع نے یہ سنا کہ بادشاہی لشکر راہ راست سے آئیگا اسلئے یہ گمان تھا کہ کوہستان کی راہ متعذر العبور ہے اسکو چھوڑکر راہ متعارف سے میرا تعاقب ہوگا تو اوسنے یہان بھی مونگیر کی طرح قیام کرنے کا ارادہ کیا اور استحکام کے لئے ایک دیوار دریا سے کوہ تک بنوائی پندرہ روز یہان قیام کیا اور دیوار کے استحکام مین اور مورچال کے بنانے مین مشغول رہا خواجہ کمال افغان بیربھوم و جاٹ نگر کا زمیندار تھا اپنے زمیندارانہ مطالب مدعاؤن کے لئے بظاہر شجاع کے ساتھ موافقت کا دم بھرتا تھا شجاع کی یہ حماقت تھی کہ اوس نے خواجہ کمال کو راجہ بہروز پر قیاس نہین کیا۔ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بہت ہوتا ہے

اُس نے یہ ارادہ کیا کہ بہادر پور مین جھنارس سے ڈھائی کوس پر گنگا کے کنارہ پر تھا
ایک حصار بنا کے اور مورچال لگا کے یہان چندروز قیام کرے اور جہان تک ہوسکے دشمن
کی مدافعت کرے اور جب کچھ بری بنے تو نوارہ مین بیٹھکر بھاگ جاے۔ بہادر پور وہ زمین ہے
جہان اُسنے شاہجہان کی بیماری کے دنون مین سلیمان شکوہ سے شکست پائی تھی اور
بھاگا تھا اور بادشاہ سے قصور معاف کرایا تھا یہ سارا حال ہم پہلے لکھ چکے ہین اب یہان
اُسنے ایک دیوار کھینچی اور مورچال لگائی اور الہ آباد سے آنے کے وقت اُسنے قلعہ چنار گڈھ
پر تصرف کیا تھا وہان سے سات بڑی توپین منگائین اور مورچان مین نصب کین اور
آدمیون کو بھیجا کہ وہان سے اور توپین لے آئین جب اسکو یہ خبر معلوم ہوئی کہ شاہزادہ محمد سلطان
اور معظم خان دو منزل پر آن پہنچے ہین تو اسکی عزیمت مین تزلزل ہوا اور بہادر پور مین توقف کرنا
مصلحت نہ جانا پٹنے مین بھاگ کر گیا اور ۲۷ جمادی الاول کو اس شہر سے باہر آیا۔
ذوالفقار قراقا قلو گوشہ نشین تھا اسکی بیٹی سے زبردستی کر کے اپنے بیٹے زین الدین کا نکاح
کیا اور اسکے بعد آگے گیا۔ ۶ جمادی الآخرہ کو مونگیر مین داخل ہوا اس شہر کے ایک طرف
پہاڑی اور دوسری طرف دریاے گنگ ہے اور افغانون نے اپنے زمان حکومت مین اس شہر کے
استحکام کے واسطے ایک فصیل بنائی جو ایک طرف پہاڑ سے اور دوسری طرف گنگا سے ملتی ہے
یہ فصیل طول مین سوا گروہ جریبی تھی اسکے گرد خندق کھدی ہوئی تھی۔ شجاع نے احتیاط
سال گذشتہ سے اس وقت تک اس دیوار کی مرمت کی ہر بیس گز پر ایک برج بنایا اور اس کی
خندق کو ایسا گہرا کیا کہ پانی نکل آیا غرض اس فصیل کے آسرے پر یہان ٹھیرنے کا اور دشمن کی
مدافعت کا ارادہ کیا اس ہوس خام مین اُسنے اپنے آدمیون کو مورچال تقسیم کیے۔ اور
انکو آلات توپخانہ ..... سے جو اسکے نوارہ مین تھے مستحکم کیا بہروز زمیندار کھڑک پور
اپنی کسی مصلحت کے سبب سے شجاع سے بظاہر متفق تھا۔ شجاع نے دامن کوہ کی حفاظت اسکے
سپرد کر رکھی تھی جس مین سے ایک راہ دشوار گذار اکبر نگر کو جاتی تھی۔ راجہ کی ہواخواہی
و موافقت سے مرزا کی بڑی خاطر جمع تھی جب شاہزادہ محمد سلطان و معظم خان شجاع

پہنچا وہ سمجھتا تھا کہ لشکر شاہی سے مقابلہ کرنے کی تاب مجھ مین نہین ہے تو وہ اوسط آب
مین گنگا سے پار جانے کے قصد سے اکبر نگر سے باہر آیا اللہ وردی خان اور اسکے بیٹے
سیف اللہ خان کو مار ڈالا - اس مقدمہ کا حال یہ ہے کہ شجاع چاہتا تھا کہ اکبر پور سے بارہ
کروہ جو گذر دوگاچی ہے اُسے اُتر کر خصوص آباد کو جائے وہ شہر سے نکلا تھا اور گذر مذکور
سے تین کروہ پر تھا سراج الدین جابری اور نور الحسن کو شہر مین چھوڑا تھا کہ اسکے کارخانون
اور آدمیون کا انتظام کرین خود اسنے دریا کے کنارہ پر جا کر کشتیون کو تقسیم کیا اور مقرر کیا
کہ اواخر شب مین دریا سے گذرے لیکن اس رات کو آندھی آئی اور دریا کا تلاطم کشتیون کے
چلنے کا مانع ہوا وہ دریا کے کنارہ سے اپنے دائرہ مین آیا کہ صبح کو دریا سے عبور کرونگا
جس وقت لشکر شاہی بلکھتہ مین مقیم تھا جو اوسکی قیام گاہ سے پندرہ کروہ تھا -
اللہ وردی خان یہ چاہتا تھا کہ مین لشکر شاہی سے ملجاؤن جس شب کو شجاع کنارہ دریا
سے اپنے خیمہ گاہ مین گیا تو اللہ وردی خان شہر مین آیا - شجاع کے بہت سے آدمی جو
اُسسے جدا ہونا چاہتے تھے وہ اللہ وردی خان پاس آگئے کچھ سپاہ اسکی بھی تھی
اس سبب سے اگر شجاع اُسکے جانے کا مانع ہوتا تو وہ لڑنے کو بھی تیار تھا - جب شہر مین
اسکے چلے جانے کی خبر شجاع کو معلوم ہوئی تو اُس نے ایک تدبیر اُسکے ہلاک کرنے کی
سوچی اور وہ خود شہر مین چلا آیا اور اپنے آدمیون کو اللہ وردی خان کی حویلی کے
گرد بھیجدیا اور جھوٹی جھوٹی خبرین اُڑانی شروع کین جسکے سبب وہ آدمی جو شجاع سے
برگشتہ ہو کر اللہ وردی خان کے ساتھ متفق ہوئے تھے جدا ہو گئے - سراج الدین
جابری دیوان شجاع نے اللہ وردی خان اور اُسکے بیٹے سیف اللہ خان کو دم دلاسے
دیکر شجاع پاس لے جانے کے لئے گھر سے باہر نکالا - اسی وقت شجاع کے آدمیون
نے اُسے گھیر لیا - گنہگارون کی طرح اسکے ہاتھ پیٹھ پر باندھ کر شہر سے باہر باغ مین
شجاع پاس لائے جسنے اللہ وردی خان اور اسکے چھوٹے بیٹے سیف اللہ خان
کو اپنے رلے فتنہ پرور کے فتوی سے اور مفسدان کوتہ نظر کی تحریک سے مار ڈالا

اسکی ہوا خواہی کے اعتبار پر مستوثق تھا اسنے اپنی نوکر اسفندار معموری کو اسکے ہمراہ موضع
بیر بھوم مین بھیجا کہ اسکے حدود مین سے جنگل و بیشہ کی راہ سے لشکر شاہی کو نہ گذرنے دین
اور اسکو روکین معظم خان مونگیر مین پہنچکر شہر و قلعہ کے نظم و نسق مین مشغول ہوا پادشاہ نے
محمد حسین سلدوز کو مونگیر کا قلعہ دار مقرر کیا تو وہ ضبط و بند و بست سے فارغ ہوکر شاہزادہ
محمد سلطان سے جا ملا اور بیالہ پور سے بدستور سابق بیشہ و کوہ کی راہ سے مقصد پر متوجہ
ہوا خواجہ کمال اپنے سود و زیان کو خوب جانتا تھا اُس نے بیر بھوم مین راجہ بہروز کی
طرح عمل کرکے اولیاء دولت سے مخالفت نہین کی اور خود پادشاہزادہ پاس چلا آیا۔
اور لشکر شاہی کو بیر بھوم مین راہ بتائی لشکر شاہی نے دامن کوہ مین راہ لی اسفندار نے جب
دیکھا کہ خواجہ کمال لشکر شاہی سے متفق ہو گیا تو اُسنے مایوس ہوکر معاودت کی۔ لشکر
پادشاہی کا واقعہ عجیب یہ ہے کہ راجپوتون نے لشکر سے جدا ہوکر شورش مچائی۔
راجپوتون کے پاس جنگ اجمیر کی جھوٹی جھوٹی خبرین آنی شروع ہوئین جب لشکر شاہی
بیالہ پور سے روانہ ہوا تو کنور رام سنگھ ولد راجہ جیسنگھ و راؤ بہادر سنگھ ہاڈہ نے
بہت سے راجپوت سردارون کو اپنی ساتھ لے کر بیدانشی و کوتہ اندیشی سے نہ حال
کی تحقیق کی نہ مآل سوچا فوج کی ہمراہی چھوڑنے کا ارادہ کیا چندروز پہلے پادشاہزادہ
کی سواری اور اُترنے کے وقت کورنش کرنی چھوڑی اور اُسکے پاس جانا موقوف کیا اور
جنگ اجمیر کی متوحش خبرین اُڑا کر عقیدتمندون کا دل دکھایا۔ جب لشکر شاہی بیر بھوم
سے دو منزل تھا تو ۱۲ رجب کو انہون نے اپنے سلوک مین تغیر پیدا کیا جو مقام
ہر ایک کے واسطے مقرر تھا وہان وہ نہ اُترا اور سب جمع ہو کر لشکر سے دور فروکش ہوتے
اور کوچ کے وقت لشکر سے پیچھے چلتے۔ ۱۶ رجب کو کہ لشکر شاہی بیر بھوم سے تین
منزل گذرا تھا کہ ان سب راجپوتون نے مخالفت کرکے معاودت کی معظم خان بمقتضاے
مصلحت انکے احوال کا متعرض نہین ہوا جب شجاع کو بیر بھوم سے لشکر شاہی کے آگے
بڑھنے کی خبر پہونچی تو وہ رانگا ماٹی سے اکبر نگر کو چلا گیا اور اوائل رجب مین وہان

دشمنون کے ایک گروہ نے کشتیون سے اُتر کر نوارہ کے استظہار پر دریا کے کنارہ پر مورچال
بنانے چاہے کہ تاج نیازی کے افغانون اور معظم خان کے تابینیون نے حملہ کر کے اُن کو
یہان ٹھیرنے نہین دیا طرفین سے جنگ نمایان ہوئی طرفین کے سردار اور آدمی مارے گئے
ایک دن بعد پھر نوارہ کے استظہار پر دشمنون نے جنگ قائم کی لیکن لشکر شاہی سے
مغلوب ہوئے۔ کچھ مارے گئے کچھ زخمی ہوئے آخر کو دشمنون نے تھک کر اس سرزمین کے لئے
جنگ سے ہاتھ کھینچا اور اپنے مورچالون کے مستحکم کرنے مین مصروف ہوئے ہمیشہ انکا
نوارہ دریا پر گشت کرتا کبھی اکبرنگر کی سمت جاتا وہان محمد مراد بیگ سپاہ کے ساتھ
متعین تھا اُس سے رات دن توپ و تفنگ سے ہنگامۂ جنگ کو گرم کرتا۔ دو کاچی اکبرنگر
کی سمت مین دریا بڑا چوڑا تھا اور شجاع نے بادشاہی لشکر کے توپ خانہ کے مقابل
مین اپنی توپ خانہ اور سپاہ کو جما رکھا تھا اس قدر نوارہ کہ لشکر بادشاہی عبور کر سکے
میسر نہین ہوتا تھا تو معظم خان نے یہ چاہا کہ چھ سات ہزار سوار ساتھ لے اور شاہزادہ
محمد سلطان سے جدا ہو سوتی کی طرف جائے جو اکبرنگر سے چودہ کوس جہانگیرنگر
کی سمت مین ہے اور وہان سے دریا پار جانے کا ارادہ کیے اور لشکر شاہی
دو کاچی سے سوتی تک جابجا دریا کے کنارہ پر مورچال بنائے اور گھاٹ مین بیٹھے
معظم خان کچھ سپاہ کے ساتھ سوتی مین جا کر مقیم ہوا دریا پار جانے کی اور اعدا کے مارنے
کی تدبیر مین لگا اور علی قلی خان کو ایک جماعت کے ساتھ دونا پور کے محاذی مقرر
کیا یہ موضع چھ کوس کے قریب جہانگیرنگر سے ہے شاہزادہ محمد سلطان کو ذوالفقار خان کے
اور اسلام خان و فدائی خان اور لشکر کے ساتھ دو کاچی مین تعین کیا کہ وہ شجاع کے
مقابلہ مین بیٹھے۔ شجاع نے اپنے سردار نور الحسن کو فوج اور توپ خانہ کے ساتھ بھیجا
کہ سوتی کے مقابل مین بیٹھ کر دشمنون کی مدافعت کرے اور اسفندیار معموری کو
ایک جماعت کے ساتھ دونا پور بھیجا کہ لشکر شاہی کو نہ اترنے دے اور اپنے بڑے
بیٹے زین الدین کے ساتھ تمام مستورات و زائد اموال و اشیاء کو ٹانڈہ مین بھیج کر

اور اسکا سارا مال اسباب لوٹ لیا۔
۱۲ رجب کو دوبارہ اکبرنگر سے نکل کر دوکاچی (دکابچی) کے گھاٹ سے دریا پار ہوا اور اس گھاٹ
کے محاذی زمین باقرپور مین اقامت کی۔ بنگالہ مین جنگ کا سارا مدار نوارہ پر ہے اسنے
سارے بنگالہ کے نوارہ کو اپنے قبضہ و تصرف مین کیا باقرپور سے لیکر سوتی تک جا بجا مورچال
بنائے۔ اور انکو نوارہ و توپخانے و سرداروں اور کام کے آدمیوں سے استحکام دیا۔
سلخ رجب کو اکبرپور مین شاہزادہ محمد سلطان اور معظم خان آئے۔ موضع مذکور اور باقرپور کے
درمیان ایک مرتفع زمین تھی اسمین شجاع رات کے وقت کہ دشمن دیکھے مین اپنے آدمیوں کے ایک
گروہ کو اور چند توپوں کو کشتی مین لایا اور اندھیرے مین زمین پر قبضہ کیا اور اپنے مورچال
بنائے اور دمدمہ تیار کیا کہ اہل نوارہ نے آسانی سے توپ و تفنگ چلانے شروع کئے۔
معظم خان نے صبح کو اس سرزمین کے چھیننے کا ارادہ کیا اور بہت کوشش سے چند کشتیان بہم پہنچائیں
اور تمام لشکر کو ساتھ لیکر دریا کے کنارہ پر گیا اول شب مین ہوا تیز چلتی تھی اور کشتی دریا مین
نہین چل سکتی تھی مگر آدھی رات کو جب آندھی تھمی اور دریا کا تلاطم کم ہوا تو سپاہ کو کشتیون مین
بٹھا کے اس سرزمین کی طرف روانہ ہوا اور وہان اپنے آدمیوں کو اتار کر کشتیون کو واپس
بھیجا کہ وہ اور سپاہ کی کھیپ لائیں اس طرح آخر شب تک دو ہزار آدمی اور سردار مثل ذوالفقار
و فتح جنگ خان و رشید خان انصاری و لودی خان و راجہ سجان سنگھ بندیلہ و تاج نیازی
مع اپنے تابینوں کے اور دو سو بیلدار اور توپخانہ کا ایک حصہ یہ سب دریا سے پار اتر
گیا جب صبح کو مخالفون کو اس لشکر کے عبور کی خبر ہوئی تو انکے اثبات قدم مین لغزش
آئی اور کشتیون مین توپوں کو ڈال کر بھاگ گئے لشکر شاہی نے اس زمین پر قبضہ کیا
اور اسمین دشمنون کے مورچالون کی جگہ اپنے مورچال قائم کئے دوسرے روز دشمن
بڑی جمعیت اور کل نوارہ کو ساتھ لیکر اس سرزمین پر آیا کشتیون پر سے توپ و تفنگ
کی جنگ شروع ہوئی۔ پانی پر آتش کارزار روشن ہوئی۔ بادشاہی لشکر نے اپنی مورچالون
مین قائم ہو کر دشمنون کی مدافعت مین کوشش کی توپوں کی مار سے چھ کشتیاں انکی غرق

اور بیداری اور ہوشیاری کے مراسم کو اداکرتا تھا وہ خان کی اس عزیمت
سے پہلے سے آگاہ تھا اور اسکی مدافعت کے لیئے تیار تھا مورچال سے دو ڈونگون
کے عقب سے دشمن کی کشتیون کے نزدیک دریا کے کنارہ پر سید عالم شائستہ لشکر اور چند
جنگی مست ہاتھی لیکر پہنچا سب سے پہلے پادشاہی تین کشتیان پہنچین انمین سے اہتمام خان
اور لشکر نے اُتر کر دشمنون کے مورچالون پر حملہ آوری کی مورچالون مین آدمی بھاگ
گئے لشکر شاہی نے ان مورچلون پر اپنے علم قایم کئے۔ عالم خان یہ دیکھ کمین سے نکلا
پادشاہی کشتیون مین سے تھوڑے آدمی اُترے تھے اور انپر سید عالم نے حملہ کیا
اُنہون نے مقابلہ کرکے اپنے مورچال مین مخالفون کو گھسنے نہ دیا لیکن کشتیون مین جو
آدمی تھے اُنکو امداد و اعانت کی توفیق نہ ہوئی اور تمام نوارہ مین سے صرف چھ
کشتیان کنارہ پر آیئن جنمین کچھ آدمی اُترکر مورچالون مین داخل ہو گئے تھے اور
باقی اُتر رہے تھے مخالفون نے یہ حال دیکھا تو وہ دلیر ہوے اور اس ہئیت
اجتماعی سے کہ اول مورچالون پر حملہ آور ہوئے تھے دو مست ہاتھی لیکر مورچال کے
متعرض نہ ہوئے بلکہ ان کشتیون پر ہجوم کیا اور خوب لڑے معظم خان نے ہر چند
کوشش کی کہ کمک کے لئے کشتیون کو لے جائے۔ مگر کوئی صورت اسکی نہ ہوئی اس
اثناء مین کہ لشکر شاہی دشمن سے لڑ رہا تھا مخالف کے چند کوسہ (جہاز) جنگی ان کشتیون
کے اطراف سے آئے اور پانی پر لڑائی کی آگ بھڑکائی فتح جنگ خان مع اپنے رفیقون
کے دشمن سے خوب لڑا اسکو تفنگ کا ایک زخم اور تیر کے دو زخم لگے اور سرداران شاہی
زخمی و کشتہ ہوئے کچھ آدمی کشتی سے اُترکر دشمن سے لڑے کچھ کشتیون سے اُترکر
دشمنون سے لڑنا چاہتے تھے کہ دشمن کی فوج کی کمک و سو سوارون کی جسکے آگے ہاتھی
تھا آن پہنچی اُسنے حملہ کرکے لشکر شاہی مین سے بعض کو مارا بعض کو بھگایا بعض کو زخمی کیا
بعض کو اسیر کیا یون سپاہ کا قصہ تمام کیا پھر مورچالون پر حملہ کرکے اہتمام خان کو مارا۔
پادشاہی لشکر کو کمک نہ پہنچی نہین دشمنون کے آدمیون اور ہاتھیون نے لشکر شاہی کو

معظم خان نے سوتی مین نوارہ کا اہتمام کیا سو کشتیون کے قریب جمع کین اور انکا سامان
تیار کیا اور رات دن دشمن کی کمین گاہ مین لگا رہا مخالفون نے دمدمہ بنا کے آٹھ
بڑی توپین اسپر نصب کین اور ہمیشہ لشکر شاہی پر انسے گولہ اندازی کی جس سے بادشاہی
سپاہیون اور اہل اردو وواب پر آسیب پہنچا معظم خان نے چاہا کہ دشمنون پر
دست بردی کرے اسنے کشتیون کو آلات توپ خانہ سے پُر کیا۔ اور
تفنگچیون اور کام کے آدمیون کو اس مین سوار کیا کہ دریا کے اس طرف جا کر
دست بردی کرین جب یہ کشتیان دریا کے قریب پہنچین تو غنیم کے نوارہ کے دیدہ بانون
اور قراولون کو خبر ہوئی تو انکا نوارہ لڑنے کو آیا بادشاہ کے فریق نے کچھ کام کیا
اور الٹا چلا آیا دوسرے روز معظم خان نے دو پارہ بیس بندہ ہاے بادشاہی
اور اپنے غلامون کی جماعت کو کشتیون مین بٹھایا اور دن کو جسوقت ہوا مین
بڑی حرارت تھی اور دشمن غافل تھے بھیجا کہ شاید اس فرصت مین دستبردی
ہو سکے یہ کار طلب چالاک ہوا کی طرح سیر کرکے آب سے گذرے اور غنیم کے
توپ خانہ پر جو دریا کے کنارہ ... جالون مین تھا پہنچ گئے اور دلیری و تیزدستی
سے چھہ توپین چھین کر اپنی کشتیون مین لے آئے اور دو بڑی توپون کو آتشگاہ
مین میخین ٹھوک کر بیکار کر دیا وہ کشتی مین نہین آسکتی تھین اور معاودت کی جب
شجاع کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو اسنے سید عالم کو جو اسکے لشکر کا رکن اعظم تھا
ایک تازہ فوج کے ساتھ بجاے نور الحسن کے تعین کیا اب بادشاہی لشکر پر ایک
صدمہ عظیم پہنچا جسکی تفصیل یہ ہے کہ پہلی فتح یابی کے بھروسہ پر معظم خان نے دوبارہ
دو ارشعبان کو لشکر او رنامی سردارون کو کشتیون مین سوار کیا آواخر شب تا اہتمام
کرکے تہتر کشتیان مردان کار اور آلات پیکار سے پر کین صبح کے قریب دشمن کی
طرف روانہ ہوا غنیم پہلی طرح سے غافل نہ تھا بلکہ وہ اس عزیمت سے آگاہ تھا
اسکی مدافعت کے لئے تیار تھا رات دن حزم و یاسداری لوازم اور

افشا ہوا اس سانحہ سے لشکر مین فتور و اختلال پیدا ہوا اور بندہاے بادشاہی بیدل
اور سست ہمت ہوئے شجاع نے کچھ لشکر نوارہ سے دوگاچی مین بھیجا کہ شہزادہ کا لشکر
اور کارخانجات و اموال و اشیا جو لاکین لے آئین معظم خان کو جب ہی رات کو اس واقعہ کی اطلاع
ہوئی گو اُسکے دل مین شاید خوف پیدا ہوا ہو مگر ظاہر مین اُسنے اپنی حسن ہمت و نیروی
تدبیر سے ثبات و سکون کی عنان کو ہاتھ سے نہین دیا اصلا ہراس و تزلزل کا مغلوب ہوا
اور اپنے اخلاص و دولتخواہی کی راہ مستقیم سے قدم باہر نہین رکھا اور جریدہ سوئے دوگاچی
مین گیا اور لشکر کو جو اس واقعہ سے ڈگمگا رہا تھا استمالت و دلدہی سے مستقل کیا
اور مخالفون کی جماعت جو شہزادہ کے لشکر اور کارخانجات و اموال و اسباب کو لینے
آئی تھی اسکو یہان سے دفع کیا اور اس قضیہ نا ملائم کے تدارک مین مشغول ہوا۔
یہ موسم پانی کی طغیانی کا تھا طرفین نے مورچے اوٹھا لئے معظم خان برسات بسر کرنے
کے لئے موضع معصومہ بازار مین چلا گیا جہان کی زمین اونچی تھی اور اکبر نگر سے تین کوس کا
فاصلہ رکھتی تھی اور اسکی تجویز سے ذوالفقار خان و اسلام خان و فدائی خان و
سید مظفر خان و اخلاص خان خویشگی و راجہ اندرمن بندیلہ و قزلباش خان اور چند اور
امرا اکبر نگر مین رہے۔ بادشاہ کی یہ رائے تھی کہ معظم خان لشکر مخصوص آباد و اکبر نگر
کی طرف سے دشمن کے استیصال مین کوشش کرے اور ایک فوج دریاے گنگ کی
اس طرف سے ٹانڈہ جاے اور جہان شجاع کا بنگاہ ہے وہان اس کا قافیہ تنگ کرے
اسلئے بادشاہ نے داؤد خان صوبہ دار بہار کے نام حکم بھیجا کہ وہ اس خدمت
پر مستعد ہوا اور ٹانڈہ جاے جس کمکی اور تابین کو چاہے ساتھ لے جائے جب یہ
فرمان داؤد خان پاس آیا تو اُسنے شیخ محمد حیات اپنے بھتیجے کو پندرہ سو سپاہ کے
ساتھ پٹنے مین چھوڑا اور عزہ رمضان کو رشید خان و مرزا خان ہادی داؤد خان
و خواجہ عنایت اللہ و تمام صوبہ بہار کے کمکیون کو لیکر گنگا سے اترا برسات کا موسم
تھا ندی نالے چڑھے ہوئے تھے اور دریاے ترہوک و گندک و دریاے گنگ کے

پریشان و پراگندہ کر دیا اس لڑائی کے چند روز بعد برسات آگئی مینہہ برسنا شروع ہوا اس کے قطروں نے پیکار کے غبار کو بٹھا دیا بارش کی کثرت نے جنگ کی آتش کو بجھایا طرفین نے بساط نبرد کو طے کیا۔ برسات کے بسر کرنے کے سرانجام میں مصروف ہوئے۔

بادشاہ نے معظم خان کو لشکر کا بالکل اختیار کمال استقلال کے ساتھ دیا تھا اب تک جو لڑائیاں ہوئیں انہیں فوجوں کا بھیجنا اور امیروں کا مقرر کرنا معظم خان کے اختیار میں تھا شاہزادہ محمد سلطان کو اپنے اتالیق کا یہ اختیار ناگوار تھا جب شجاع کو اس امر پر اطلاع ہوئی تو وہ اس فکر میں ہوا کہ بادشاہزادہ کو اپنی طرف مائل کیجئے۔ زمانہ سازی کر کے اکثر اوقات نامے لکھتا اور تحفے تحائف بھیجا رہتا۔ جو جوانان ناتجربہ کار کے دل کے تسخیر کرنے کی تدبیر ہے۔ رفتہ رفتہ اسنے تزویر آمیز تدبیر کا رشتہ ایسا مستحکم کیا کہ شاہزادہ اسکی لڑکی سے جو پہلے اس سے نامزد ہوچکی تھی ازدواج کے لئے جانا قبول کیا اور اسنے پیغام ابلہ فریب بھیجے کہ بیٹے کے دل میں باپ کی عقیدت کچھ نہ رہی جوانوں کو آزمودہ کار بڈھوں کی نصیحت و صحبت و رفاقت سے نفرت ہوتی ہے اور بے کمال بدآلون کی صحبت سے زیادہ رغبت ہوتی ہے جس سے کہ عقل و آبرو و دولت خاک میں ملتی ہے ان لوگوں میں ایک غماز بجماعت واقعہ طلب صاحب غرض نے بادشاہزادہ و معظم خان کے درمیان غبار خاطر روز بروز یہانتک بڑھایا کہ بادشاہزادہ نے شجاع سے ملجانے کا ارادہ کیا آخر رمضان آغاز سنہ جلوس میں اپنے مصاحبوں و مقربوں کے ہاتھ شجاع کو یہ پیغام بھجوایا کہ آخر شب میں آپ پاس کشتی میں بیٹھ کر آتا ہوں میری توپ خانہ کا داروغہ امیر قلی اور قاسم علی میر توزک اور چند خواجہ سرا اور خدمہ محل میری ہمراہ ہونگے جواہر اور خزانہ جتنا لا سکوں گا لاؤنگا۔ شجاع اس خبر کو فضل الٰہی سمجھا اپنے چھوٹے بیٹے بلند اختر کو شہزادہ کے استقبال کے لئے بھیجا وہ چند کشتیوں اور بہت سے کہاروں کو اسکے خزانہ و اسباب کے لانے کے لئے دریا کے کنارہ پر بھیجا ۲۷ رمضان کو جب بادشاہزادہ دریا کے پار اتر گیا اور شجاع کے آدمی خزانہ اور اسباب لینے گئے تو اس راز سربستہ کا

بادشاہزادہ محمد سلطان کا مرزا شجاع کے پاس جانا اور اس کا حال اور پھر بھاگ کر معظم خان کے پاس آنا

شجاع کے متعلقون اور منسوبون کے مال کا تعرض کرتا مگر یون انکا مال غارت ہوتا-
اور انکی ناموس او باشون کے ہاتھ مین پڑتی کہ شیخ عباس مذکو ہمیشہ نوارہ کی ایک جماعت
کو اکبرنگر کی تاخت و تاراج کے لئے بھیجتا اب شجاع نے دلیر ہوکر دریا کے اس طرف آنے
کا قصد کیا سراج الدین جابری ٹانڈہ مین اپنی بنگاہ کی محافظت کے لئے بھیجا-
۹ ذی الحجہ کو وہ خود اس کنارہ پر بتوارہ مین آیا اسنے شاہزادہ محمد سلطان کو ٹانڈہ
روانہ کیا کہ اسکی بیٹی سے نکاح کرکے مراجعت کرے ۱۳ ماہ مذکور کو بتوارہ سے اکبرنگر مین
آیا اور راجہ اندرمن سے لڑائی ہوئی مگر اسنے ہزیمت پائی- اسلام خان و فدائی خان
اور تمام لشکر شاہی عمدہ سردار اپنے اغراض باطلہ نفاقی کے سبب سے ایک دوسرے کے خلاف
تھے وہ شجاع سے نہ لڑے لشکر شاہی کوہ منجوہ و جھاسہ سے معصومہ بازار کی طرف بھاگ
گیا اور اکبرنگر پر شجاع کا قبضہ ہوگیا اور بعض شاہی ملازم شجاع سے جا ملے- اور
محمد سلطان کے اکثر نوکرون نے شاہزادہ کے کارخانون و ہاتھیون اور گھوڑون پر تصرف
کیا جسسے شجاع کو تازہ جرات و قوت و شوکت حاصل ہوئی اور اسکا لشکر اکبرنگر مین
بے مزاحم و مانع قائم ہوا- اور برسات کا موسم انہون نے یہین بسر کیا جب برسات
ختم ہوئی اور شاہزادہ سلطان محمد شادی کے بعد اکبرنگر مین آیا تو اسنے معظم خان سے
معصومہ بازار مین جہان سارا لشکر شاہی جمع تھا لڑنے کا قصد کیا اور سلطان محمد اور
بلند اختر ہزار سوار لیکر جنگ کے آہنگ سے سوار ہوے معظم خان بھی غنیم کی یہ
خبر سنکر کہ وہ اکبرنگر سے روانہ ہوا ہے معصومہ بازار سے مقابلہ و مدافعہ کے لئے روانہ
ہوا جب وہ موضع بلکھستہ کے نزدیک آیا تو وہ ایک عمیق نالہ کے عقب مین مقیم ہوا جو بھاگیرتی
دریا پر منتہی ہوتا ہے اور اسنے دو پل آدھ کوس کے فاصلہ پر باندھی ایک لشکر کے آگے
اور دوسرا بلکھستہ کی جانب راست مین تاکہ جس وقت لشکر چاہے ان دو پلون پر سے نالہ
سے گذر جاے- پلون کی اس طرف مورچال بناے اور توپ خانون کے آلات سے انکو
استحکام دیا- اپنی روبرو کی سمت مین مورچال مین توپ اندازی کا اہتمام محمد مراد بیگ

اکثر عبور راہ مین پڑتے تھے اس فصل مین بغیر کشتی و پل اترنا مشکل ہے دشمن اپنے نوارہ کے استظہار پر دریا پر پھر رہا تھا اور کنارہ پر جابجا مورچال بنا رکھی تھے اور مدافعت کیلئے سپاہ مقرر کر رکھی تھی جو خشکی مین نہ تری مین راہ چلنے دیتی تھی اسلئے منگیر و بھاگلپور جانے مین داؤد خان کو دیر لگی اور اس عرصہ مین اکثر اوقات لشکر شاہی اور مرزا شجاع کے لشکرون مین لڑائیان ہوئین جنمین ہر دفعہ لشکر شاہی کو غلبہ ہا جب موضع قاضی کریہ مین بھاگلپور سے قریب ہے داؤد خان پہنچا تو نالے ندی اور آب کوسی و کالہ پانی و جہاندی برسات کے سبب سے طغیانی مین آرہی تھی انسے گذرنا ضرور تھا اسلئے باقی برسات بسر کرنے کے واسطے وہ اس موضع مین مقیم ہوا۔ برسات کے سبب سے لشکر شاہی نہ ہل سکا بادشاہ نے دلیر خان کو کومک کے لئے اپنے پاس سے بھی روانہ کیا۔

اکبر نگر کے ایکطرف کوہستان ہے۔ برسات مین اسکے تین طرف جھیل کا پانی اس قدر کھڑا ہو جاتا ہے کہ آدمی گھوڑا جا نہین سکتا۔ عین شہر مین کشتی کام کرتی ہے۔ اس ملک کے کام کا مدار نوارہ پر ہے اور نوارہ پر غنیم متصرف تھا دریا کی راہ سے سپاہ شاہی کو آذوقہ نہین پہنچتا تھا اور اس سبب سے کہ راجہ ہر چند زمیندار بھوجپور مرزا شجاع کے ساتھ متفق تھا وہ کوہستان کی طرف سے بنجارونکو نہین آنے دیتا تھا انکو لوٹ لیتا تھا کسی راہ سے بادشاہی لشکر مین غلہ نہین پہنچتا تھا اس سبب سے اکبر نگر مین سپاہ کا خستہ حال تھا اکثر آدمی اور دواب کھانا نہ ملنے سے بھوکے مر گئے بادشاہ کے لشکر کی ایک جماعت زمین مرتفع پر برسات کے ختم ہونے کا انتظار کر رہی تھی جب اس حال پر شجاع کو اطلاع ہوئی تو اُس نے اکبر نگر کی تسخیر کا ارادہ کیا شیخ عباس میر بحر کو چار سو سوارون اور کچھ نوارہ کے ساتھ موضع بتوارہ مین بھیجا جو اکبر نگر سے دریا کے ساحل پر آٹھ کوس پر ہے اور اسکی زمین مرتفع ہے اکبر نگر بادشاہی لشکر کے قبضہ مین تھا وہان سے اکثر نوکرون کے عیال اور اموال تھے معظم خان و ذو الفقار خان کی معدلت ونصفت کے سبب سے کسی شخص کا مقدور نہ تھا کہ

اکبرنگر عرف راجمحل

سے لڑے نصیر پور کی گذر پر جہاں لشکر شاہی پہنچا تھا شجاع نے پہنچکر لڑائی شروع
کی توپ و تفنگ سے ہنگامہ جنگ گرم ہوا دس بارہ روز تک لڑائی رہی۔
۱۲ ربیع الثانی کو شجاع کو یہ خبر آئی کہ داؤد خان نے دریاے گومتی سے عبور کیا۔ سید
تاج الدین کو اسنے اس دریا پر لشکر شاہی کے روکنے کے لئے مقرر کیا تھا وہ روک
سکا اور عنقریب ٹانڈہ میں جہاں اسکا بنگاہ تھا داؤد خان آنے والا ہے تو شجاع
ٹانڈہ کی طرف چلا معظم خان اسکے تعاقب میں روانہ ہوا ایک جگہ لڑائی ہوئی لشکر شاہی
میں بارہ لاکھ روپیہ اور سات سو بان اور آلات توپخانہ آگئے جو بادشاہ نے
بھیجے تھے شجاع و شہزادہ محمد سلطان کا لشکر جیلمارے کے اس طرف گیا لشکر شاہی
نے سیر حملہ کیا طرفین کے آدمی زخمی و کشتہ ہوئے ایک گھنٹہ رات گئی تھی کہ دونوں لشکروں
نے جنگ سے ہاتھ کھینچا۔ رات بھر پہرہ چوکی لگا کے گیرو دار اور کارزار کے لئے آمادہ
رہے اواسط شب میں نور الحسن جو شجاع کے عمدہ سرداروں میں تھا معظم خان سے
آن ملا شجاع کے اوضاع سے یہ خیال کرتا تھا کہ وہ فرار ہوگا چار پانچ روز
تک توپ و تفنگ کی جنگ رہی ۲۷ کو شجاع دونا پور میں چلا گیا معظم خان نے اسکا
تعاقب کیا اور دشمن کی ایک کشتی کو پکڑ لیا جسمیں بیس توپیں اور دو سو بان تھے۔
جب یہ سنا کہ شجاع کی کمال سراسیمگی کے سبب سے اسکی افواج کی ترتیب درہم و برہم
ہوگئی ہے اور پراگندگی کے ساتھ دوکاچی کو وہ فرار ہوا ہے تو فتح جنگ خان نے
تیز عنانی کی اور ہراول کی ساری فوج لے کر بے تحقیق بے تامل بہت جلد روانہ
ہوا اور اسلام خان افواج برانغار کو لے کر اس ہراول سے جا ملا معظم خان نے
آدمی بھیجکر انکو منع کیا تو وہ نہ ٹھیرے اور دوکاچی کے نالہ پر جا پہنچے نالے کے
اس طرف مخالف کی سپاہ صف کشیدہ کھڑی تھی اور توپخانہ کو آگے چن رکھا تھا
وہ مقاومت و مدافعت کے لئے مہیا و آمادہ ہوئی اسلئے فتح جنگ خان و
اسلام خان کو نرغہ میں کر لیا نہ آگے جانے دیا نہ پیچھے ہٹنے معظم خان آیا

کو دیا اور دائین طرف کے پل کی محافظت یکہ تاز خان کو سپرد کی اور میر محمد اعزاز خان کو
آغزون کے فرقہ کے ساتھ قراولی پر مقرر کیا اب دشمنون کے آنے کے انتظار مین بیٹھے دو مہینے
بعد غرہ شہر ربیع الثانی سال دوم جلوس کو حدود بلکھتہ مین لشکر شاہی کے مقابل مین
شجاع آیا نالہ درمیان مین حائل تھا اسلئے توپ و تفنگ کی لڑائی ہوئی لشکر شاہی کی
قراولی جو نالہ سے پار چلی گئی تھی وہ شجاع کو نالہ کے پاس نہین آنے دیتی تھی شجاع کو خبر لگی
کہ جسبر بالا مین لشکر شاہی کم ہے تو نوین روز لشکر شاہی کے روبرو سے ہٹ کر شجاع
اور اسکا بیٹا بلند اختر اور شاہزادہ محمد سلطان نے جاکر یکہ تاز خان کو شکست دی
اسکو اور اسکے دو بھائیون کو مار ڈالا اور لشکر پادشاہی کے امیرون اور بہت سے
آدمیون کو بستہ و زخمی کیا جو آدمی بچے وہ ذوالفقار خان پاس چلے گئے۔
ذوالفقار خان نے توپ و تفنگ سے جنگ کو گرم کیا اور دشمنون کی کثرت کو دیکھکر
کشتیون کو جلا دیا کہ اگر غنیم کا غلبہ ہو تو وہ آب سے نہ گذر سکین معظم خان نے لشکر
کی حفاظت ذوالفقار کو سپرد کی اور خود نالہ سے پار دشمنون سے لڑنے گیا۔ اور
لشکر کو شائستہ آئین سے مرتب کیا اور دشمن سے ایک جنگ عظیم ہوئی اور بڑی بڑی
امیر زخمی ہوئے شجاع نے جب سنا کہ معظم خان نالہ سے اترکر لڑنے آیا ہے
تو اسنے ذوالفقار خان سے جسبر کے سرے پر لڑنے کے لئے ایک لشکر مقرر کیا اور خود معظم خان
سے لڑنے آیا معظم خان نے چاہا کہ جسطرح اسنے لشکر کو مرتب کیا تھا اسی ترتیب سے
دشمن پر حملہ کرے مگر امیرون نے انانیت اور خودسری کے سبب اسکی بات کو نہ سنا
اور فرمان بری نہ کی نفاق کرکے خودداری اور کوتاہی کی لشکر شاہی بے ترتیب ہوا
اور اس نے ہزیمت پائی۔ جب معظم خان نے یہ حال دیکھا تو وہ اپنے خیمہ گاہ مین
آیا اور داؤد خان اور دلیر خان کی کمک آنے تک جنگ کو موقوف کیا۔ اور
مخصوص آباد کو چلا گیا تو شجاع نے معظم خان کی جرأت و استقلال مین اختلال کا
گمان کیا اور وہ مخصوص آباد کی طرف آیا کہ بھاگیرتی کو عبور کرکے لشکر شاہی سے

گنگ کے درمیان اکبر نگر کے محاذی واقعہ ہے اور بنگالہ کے اکثر ملاح اس جگہ رہتے ہین
تو معظم خان نے دو سو سوار اپنے تابینیون کے پادشاہی قراولون کی ایک جماعت
کے ساتھ بھیجے کہ وہ دشمنون کو بھگا کے ملاحون کے اہل و عیال کو غنیم کی طرف جانے
نہ دیوین انہون نے سمدہ مین جا کر چند سوارون کو دستگیر کیا اور لے آئے سمدہ مین
ہزار سوار کا تھانہ شاہی بیٹھ گیا کہ ملاحون کے اہل و عیال کی حفاظت کرین اور آن کو
دشمن سے نہ ملنے دین۔ یہان دو سوار اور گرفتار ہوئے تو انکی زبانی معلوم ہوا کہ شجاع
نے نالہ مہانندی پر پل باندھ کر یہ تجویز کی ہے کہ پادشاہزادہ محمد سلطان کو توپخانہ
اور لشکر کے ساتھ دریا سے عبور کرا کے دلیر خان اور داؤد خان سے لڑنے کو بھیجے
جب اسنے یہ سنا کہ لشکر شاہی شعبہ بزرگ گنگ سے عبور کر آیا ہے تو اسکو ایسا
خوف ہوا کہ اسنے پل کھلوا ڈلوایا۔ دلیر خان و داؤد خان کہ دریا کے اس طرف تھے
اواخر روز مین جریدہ دریا کے اسطرف آئے اور معظم خان سے ملاقات کی اور صلاح کار
مین مشورہ کیا ایک پہر رات گئے وہ اپنے لشکر مین واپس گئے۔ غرض پندرہ بیس روز تک
لشکر شاہی اور شجاع کے لشکر مین محاربات عظیم ہوئے اور ہر بار لشکر شاہی کو فتح ہوتی
اور شجاع کو ہزیمت مگر اسپر وہ پھر اپنے نوارہ جنگی کی قوت سے دریا کے اوپر شبخون مارنے
سے سخت لڑائیان کرتا اور مقابلہ مین مشغول ہوتا اس مابین مین یکہ تاز خان اور بہت سے
نامی آدمی پادشاہی مارے گئے اور اسلام خان و فتح جنگ خان اور دلیر خان اور
داؤد خان نے ترددات نمایان کئے خاصکر اسکے بعد کہ بلند اختر کے ساتھ کے لشکر
محمد سلطان ملا۔ طرفین سے ترددات صف ربا ہوتے تھے اور ہر بار ہر طرف غالب و مغلوب
ہوتی تھی۔ اور پھر مقابلہ و مقاتلہ مین مصروف۔ اور بہت سی جنگی کشتیان ضرب توپ سے
غرق اور دستگیر ہوئین۔ تمام جنگون مین ہم ایک جنگ کا بیان کرتے ہین جو خالی غرائب
سے نہین ہے۔ آب گنگ کے اسطرف شجاع کی فوج تھی اور اسکا سردار بلند اختر
تھا اور اسکے ساتھ اور سردار اور توپ خانہ تھا دریا کے کنارہ پر معبر کے سمت پر

اُسنے نالہ سے پار جا کر شجاع کے دستگیر کرنے کا ارادہ کیا لیکن پھر سرداروں نے
کوتاہی و خودداری کی اور معظم خان کی بات نہین سُنی۔ ناچار معظم خان سیک توپخانہ
لے کر نالہ کے اس طرف کھڑا ہوا دشمن کا لشکر اسطرف تھا برق افگنی و آتش افروزی
سے ہنگامہ دشمن کشی و عدو سوزی کو گرم کیا اواخر روز سے اواسط شب تک لڑائی
رہی اور آدھی رات کے قریب دشمن نے جنگ موقوف کی۔ دوسرے روز معظم خان اکبر نگر
گیا تو شجاع لشکر شاہی کی برابر آیا دریاے گنگ سے عبور کرنے کا ارادہ کیا اُسکو
یہ اندیشہ تھا کہ اگر مین پہلے عبور کرونگا تو لشکر جسکو کوئی امید اسّے نہ تھی
اسکو چھوڑکر عبور نہ کریگا اور اگر پہلے لشکر کو اُتارتا ہون اور خود قلیل آدمیون کے
ساتھ رہتا ہون تو گرفتار ہونے کا خوف ہے اسلئے اُسنے لشکرگاہ کے گرد
ایک عریض عمیق خندق کھدوائی اور آلات توپخانہ سے اسکو استحکام دیا تاکہ
لشکر شاہی سے امین ہوکر دریا سے عبور کرے اس وقت محمد سلطان جس کے
رفاقت و اتفاق سے شجاع کی خاطر جمع نہ تھی اسکو دریا کے پار ٹانڈہ بھیجا۔
معظم خان نے فتح جنگ خان کو روانہ کیا کہ اکبر نگر پر قبضہ کرے اور دوگاچی سے
سونی تک جابجا تھانے بٹھائے مخلص خان کے ہاتھ بادشاہ نے ساڑھے اٹھارہ لاکھ
روپیہ بھیجا تھا وہ قلعہ مونگیر مین تھا نصیرالدین خان کو مونگیر سے خزانہ لانے کے لئے
مقرر کیا دوسرے روز داؤد خان کا نوارہ جس مین ایک سو ساٹھ کشتیان تھین
گذر دودھ پر آگئین ان دنون مین دریاے گنگ کے تین شعبے ہوگئے تھے ۱۲ ارباب دلیر
کو پل باندھنے شعبۂ اول سے لشکر نے عبور کیا اور پھر شعبۂ دویم سے کشتیون مین بیٹھکے
عبور کیا اور اس جزیرہ مین لشکر آیا جو شعبۂ دوم و شعبۂ سوم کے درمیان تھا۔
ان دنون مین اکثر اوقات ہوا تیز چلتی تھی اور دریا مین بہت تموج و تلاطم رہتا
تھا اس سبب سے تین روز مین لشکر نے عبور کیا خبر آئی کہ غنیم کے چند قراول موضع سمدہ
مین آئے ہین کہ ملاحون کے اہل و عیال کو لے جائین یہ موضع شعبۂ بزرگ و شعبۂ سوم

اٹھایا اور آبشار مین پٹکا کہ راکب و مرکب جدا جدا دس گز کے فاصلہ پر ایک دوسری دور جا پڑے دونوکے چوٹ لگی گھوڑے کا رودہ پھٹ گیا لیکن آغز خان پھر گھوڑے پر سوار ہوکر چستی و چالاکی سے اس ہاتھی سے لڑنے پر تیار ہوا مگر گھوڑے مین توتا نہ تھا اسلئے یہ سمجھ کر کہ پھر اس بلاے سیاہ کے روبرو جانا جان کا رائگان کرنا ہے ہاتھی کے پیچھے سے جاکر فیلبان کی گردن تلوار سے اُڑا کر اسکو نیچے گرایا اور گھوڑے کی پیٹھ پر سے فیل کی گردن پر جاکر سوار ہوا مگر ہاتھی کا کجک انکس ہاتھ نہ آیا اور ہاتھی بس مین نہ رہا اب حیران تھا کہ کیا کرون کہ اُسکے ایک نوکر نے کہا کہ خنجر کو کمر سے غلاف مین سے نکالکر ہاتھی کی بنا گوش پر سہلائیے۔ اس حالت مین دلیر خان جسکا ہاتھی دس بیس قدم کے فاصلہ پر آغز خان کے پیچھے آتا تھا اس بہادر کا رستمانہ کام دیکھ کر آیا اپنے ہاتھی کو اسکے ہاتھی کے برابر لایا اور تحسین و آفرین کہتا ہوا ہاتھی کے ارد گرد تصدق ہونے لگا۔ آغز خان نے کہا کہ مین نے یہ ہاتھی بادشاہ کی سرکار کے لئے گرفتار کیا ہے مین امیدوار ہون کہ آپ فیلبان سرکار کو حکم دین کہ فیلخانہ مین اس ہاتھی کو داخل کرے اور میری سواری کے لئے اسپ ہار کوتل مرحمت ہوں دلیر خان نے تحسین کرکے کہا کہ یہ ہاتھی بھی آپ کو مبارک ہو دو گھوڑے ترکی و عراقی اسکو تواضع کئے اور اپنے ایک فیلبان کو حکم دیا کہ ہاتھی پر سوار ہو۔ آغز خان گھوڑے پر سوار ہوا اور بہت سے افغانون کو دشمن کے مقابلہ مین لے گیا اور تیر مارنے شروع کئے اور پیاپے حملہ اور چپقلشین کین شجاع کے دو تین سردار اور بہت سے غیر مشہور آدمی مارے گئے اور بادشاہ کی فوج کی بھی ایک جماعت زخمون سے سرخرو ہوئی۔ دشمن کا ہراول فرار ہوا اور شجاع کا بیٹا بھی بھاگ کر باپ پاس چلا گیا۔ القصہ اس وتیرہ پر سخت لڑائیان ہوتی رہین۔ نالہاے قلب پر اور دریاے گنگ پر اور سواد ٹانڈہ کے اطراف مین۔

جب عالمگیر نے سُنا کہ شجاع سے محمد سلطان جا ملا اور معظم خان نے فدویانہ تردد

بعض جا پایاب تھا توپون کو لگایا تھا اور جنگ کے لئے مستعد بیٹھے تھے اور بادشاہی فوج
کا انتظار کر رہے تھے معظم خان کی فوج جسکی ہراولی بطریق قراولی آغرخان سے تعلق رکھتی
تھی دریا کے کنارہ پر آئی بعض جگہہ پانی سینہ تک تھا۔ پایابی کی نشانی کے واسطے دونوطرف
چوبین نصب کین سارا لشکر پانی کی طغیانی اور توپ تفنگ کی آتشبازی سے روبرو ہونیکی
کی جرأت نہین کرتا تھا۔ آغرخان نے اپنا گھوڑا دریا مین ڈالا پیچھے دلیرخان نے اپنی
سواری کا ہاتھی پانی مین چلایا بعد ازان پسر دلیرخان گھوڑے پر سوار دلاوروں کے ساتھ
بطریق یورش جان بازی کو کارفرما کے توپخانہ آتش بار کے مقابل جو دریا مین آیا اور ہمچشمی کی غیرت
سے اپنے سارے لشکر کو لیکر آب آتش کا مقابلہ کرتا ہوا چوب بندی کے درمیان
جو پانی کے نشان کے لئے کی گئی تھی روان ہوا روبرو سے گولہ توپ گلولہ تفنگ ایسا
متصل برستا تھا کہ آنکھ کھولنے کی فرصت نہ دیتا تھا اور جسکے لگتا تھا اسکا سر پانی سے پھر
نہ نکلتا تھا اور نہ اسکا نشان ملتا تھا سپاہ کے اس ہنگامہ عبور مین ہاتھی گھوڑون کی ریل
پیل سے چوب بندی کا نشان بحال و بجا نہین رہا۔ سپاہ اور چارپایون کے تردد سے
پاؤن کے نیچے ریگ خالی ہوئی اور پایابی بالکل برطرف ہوگئی اسلئے بہت سے سوار اور
پیادے بحر فنا مین غرق ہوئے ایسی حالت مین پسر دلیرخان متوج دریا سے مع اسپ کے
دریا مین ایسا ڈوبا کہ پھر اسکے زندہ و مردہ ہونیکا نشان نہ ملا۔ غرض بان اور گولے کے
اولون کے برسنے سے اور بارود کے دھوئین کے گھر جانے سے یہ حال ہوگیا کہ بیٹے
کو باپ نہین پہچانتا تھا اور بھائی کے حال کی بھائی خبر نہ لیتا تھا سارا دریا گلگون ہوگیا
تھا۔ جو گھوڑے تیر کر ایک جماعت کو بچا لائے و بعض جنکو تیرنا آتا تھا وہ گولہ و بان
کے صدمہ سے محفوظ ہوکر دریا سے پار جاکر جان بر ہوئے۔ دلیرخان کے فیل کے
آگے آغرخان غنیم کے پیادہ و سوار کے ہجوم کو شمشیر مارتا ہوا پچھاڑتا چلا جاتا تھا کہ
ناگہان فیلبان کے اشارہ سے آغرخان کے سامنے ایک مست ہاتھی آیا اس نے پہلے دوبار
فیل کی خرطوم پر تلوار ماری فیل نے آغرخان کو مع گھوڑے کے سونڈ مین لے کر اوپر

چار کشتیون مین سوار ہوکر معبر دوکاچی پر اسلام خان بموجب اشارہ کے انتظار کھینچ رہا تھا۔
شجاع کے آدمیون کو جب شاہزادہ کے ارادہ پر اطلاع ہوئی تو تین کشتیون مین سوار ہوکے اور
انہون نے تعاقب کیا اسلام خان مع توپ خانہ و فوج کے ایستادہ تھا اُسنے جب شجاع کے
آدمیون کو دیکھا تو اُنکے دفع کرنے کے لئے اور شاہزادہ کے استقبال کے لئے نوارہ مین
روانہ ہوا دونو طرف سے توپین چلنی شروع ہوئین اگرچہ بادشاہزادہ مع محل خاص کے
اور آدمیون کے آفت سے بچکر سلامت کنارہ پر پہنچا لیکن اس کی ایک کشتی جسپر بعض زنانے
اور کچھ خدمۂ محل تھین اور وہ گران بار تھی اور پیچھے رہ گئی تھی وہ تین گولون کے لگنے سے
ڈوب گئی کچھ عورت مرد ڈوب کر مر گئے بہت سے ملاحون کی مدد سے اور اسلام خان
کی کشتی جا پہنچنے سے بچ گئے۔ جب یہ خبر معظم خان کو پہنچی تو وہ بہت خوش ہوا اس وقت
ایک مختصر خیمہ اور حاضری اور میوہ بادشاہزادہ کے واسطے روانہ کیا۔ تین روز بعد شاہزادہ
سے ملنے آیا اور بادشاہ کو حقیقت حال اور اسکے ساتھ شاہزادہ کی عرضداشت ارسال
کی بادشاہ کے حکم سے شاہزادہ بادشاہ پاس بھیجا گیا اُسنے اسکو گوالیار کے قلعہ مین قید
کیا۔ مرزا شجاع نے جب یہ دیکھا تو اُسنے اپنے بیٹے بلند اختر کو حکم دیا کہ جہان جہان دریا پایاب
ہو گئے ہون وہان مورچے باندھ کر لشکر شاہی کو نہ اترنے دے۔ اور وہ خود فوج لیکر
داؤد خان کے لشکر کی برابر آیا۔ اب ٹانڈہ مین مرزا شجاع کے لشکر کا ہجوم تھا وہان
معظم خان نے لشکر بھیجا۔ بکلہ گھاٹ کے قریب سخت لڑائی ہوئی مرزا نے ہزیمت پائی۔ اب
شجاع نے اپنی مملکت بنگالہ اور دولت دہ رسالہ سے دل اُٹھایا۔ ٹانڈہ گیا جہان اُس کا
بنگاہ تھا وہان سے جہانگیر نگر مین جانے کا ارادہ کیا معظم خان بھی ٹانڈہ گیا اور وہان سے
سردی پور جاکر شجاع کے نوارہ کی چار سو کشتیان گرفتار کرلین جنمین سے بعض اموال اور
کارخانجات سے بھری ہوئی تھین شجاع کے انتظار مین۔ یہان یہ کشتیان بھری
ہوئی تھین۔ ٹانڈہ مین شجاع نے دو غرابون مین نفائس و غرائب اموال مثل اشرفی
طلا و جواہر و مرصع آلات رکھے۔ اور دو اور غرابون مین منتخب اشیا اور کارخانے

گئے ہین تو بادشاہ نے ازراہ احتیاط و مصلحت پانچوین ربیع الاول سنہ ۶۹ کو سمت
شرقی کا سفر شروع کیا۔ اور اس زمانہ مین راجہ جسونت سنگھ کو از سر نو مہاراجہ کا
خطاب دیا۔ سیر و شکار کرتا ہوا بادشاہ چلا۔ ۲۲ ماہ مذکور کو بادشاہزادہ محمد معظم اور
وزیر خان دکن سے بادشاہ پاس آئے۔ بادشاہ نے حوضہ طلائی بصورت بنگلہ
ہاتھی کے لئے ایجاد کیا تھا خان سامان اسکو تیار کر کے بادشاہ کے روبرو لایا
اسکو بادشاہ نے انعام دیا گنگا کے کنارہ ایک منزل مین سات روز قیام کر کے
مرزا سنجر نجم ثانی خراسانی کی بیٹی سے بادشاہزادہ محمد معظم کا نکاح کیا۔
بادشاہ پاس خبر آئی کہ بادشاہزادہ محمد سلطان شجاع کے پاس سے بھاگ کر
معظم خان سے آن ملا اس مجمل کی تفصیل یہ ہے۔
کہ برسات کے بعد جتنی لڑائیاں شجاع اور بادشاہی لشکر کے درمیان ہوئین
ایمین پیشتر شاہزادہ چچا کے ساتھ تھا معلوم نہین کہ وہ اپنے کئے سے پشیمان ہوا یا وہ
جیسا معظم کے ساتھ رہنے سے ناخوش تھا ایسا ہی وہ مرزا شجاع کی بیعت سے آزردہ خاطر
ہوا گیا اس نے یہ دیکھا کہ چچا جان کی شجاعت کچھ کام نہین کرتی اسکے ساتھ رہنے
سے سوا جان کھونے کے کچھ اور نہین حاصل ہوگا یا وہ خود ہی تلون مزاج تھا
غرض کچھ ہی سبب ہو اپنی خطا سے نادم ہو کر مراجعت کرنے کی فکر مین وہ
ہوا۔ خود اکبر نگر مین شجاع کے پاس تھا اور اسکی بیوی ٹانڈہ مین شجاع سے ایک
دو منزل پر تھی اسکی بیماری کی خبر آئی۔ اسنے شجاع سے بیوی کی عیادت کے لئے
رخصت لی اور ٹانڈہ مین آیا۔ اسلام خان دریا کی اس طرف لشکر شاہی کے ساتھ
موجود تھا اس پاس خفیہ پیغام بھیجا اور اپنے ارادہ سے اطلاع دی اور فوج
خطیر کی مدد مع اور لوازم کے طلب کی کہ وقت معین مین اشارہ پر وہ بھیجدے
چہار عادی الاول سنہ ۶۹ کو خدمہ محل و چند خواجہ سرالے کر مچھلی کی شکار کا بہانہ بنا
سوار ہوا اشرفیان و جواہر جسقدر اسکا ساتھ تھا لیا اور دریا کے کنارہ پر آیا۔

بادشاہزادہ محمد سلطان کا چچا کے پاس سے مراجعت کرنا۔

منورخان جہانگیرنگر کا زمیندار تھا اُسنے اُس حدود کے زمینداران کو اپنے ساتھ
متفق کرکے شجاع کا فرمان بر نہ ہونے دیا۔ منورخان کے دفع کرنے کے لئے راجہ سے
کمک طلب کی تو راجہ نے اس وقت ایک جماعت کثیر رخنگیون کی بہت جلیہ وغراب کے ساتھ
بھیجدی۔ زین الدین اس سپاہ کو لیکر منورخان سے لڑنے گیا اور اسکو شکست دی
اور اس مہم کے جلدو مین رخنگیون کو نقد و جنس دیکر واپس بھیجدیا اور نامہ و پیام بھیجکر
راجہ سے یہ بات ٹھیرائی کہ جسوقت شجاع جہانگیرنگر سے رخنگ مین آنا چاہے تو
وہ ایک جماعت کو سرحد پر بھیجدے کہ وہ اسکو رخنگ مین لیجاے۔ چاٹگام
رخنگ کی سرحد پر ہے وہان کے حاکم کو راجہ نے تاکید کردی کہ اس باب
مین شجاع کوئی اشارہ کرے تو بے توقف اسکے پاس ایک گروہ کو بھیجدے۔
جب شجاع ٹانڈہ سے جہانگیرنگر مین آیا اور اسکو یہ یقین ہوا کہ لشکر شاہی اُسکے
پاؤن یہان جمنے نہین دیگا اور چارہ کار سوائے اسکے کوئی اور نہین ہوگا کہ رخنگ
کی طرف بھاگون تو اُسنے راجہ رخنگ پاس اپنے آدمیون کے ہاتھ نوشتے
بھیجکر درخواست کی کہ اپنے آدمیون کی ایک جماعت کو میری رہبری و ہمراہی
کے لئے بھیجدو کہ وہ تمہاری ولایت مین مجھے لیجاوین ایک مہینہ تک جواب کا انتظار
کیا معظم خان کا لشکر اسکے پیچھے پڑا تھا اسکے پاس آنے کی خبر سُنکر وہ ڈرا اور اسکا انتظار
نہ کیا کہ رخنگ سے اسکے آدمی آجائین وہ ۶ رمضان آغاز ۳ سنہ جلوس کو زین العابدین و
بلند اختر و زین العابدین اپنے بیٹون کو اور چند رفیقون مثل جان بیگ و سید عالم
و سید قلی ازبک و مرزا بیگ اور سپاہیون کی ایک جماعت اور چند خدمہ و خواجہ
کو لیکر جہانگیرنگر سے برآمد ہوا۔ راستہ مین کہین کشتیان نہ ملین کے رفیق جو اب تک ساتھ تھے اُس سے
جدا ہوے۔ تین مہینے ہوئے تھے کہ زین الدین نے ایک شخص کو راجہ رخنگ پاس اور
جہانگیرنگر مین شجاع کے آنے سے تین چار روز پہلے حاکم چاٹگام پاس دو آدمی
بھیجے تھے وہ تینون آدمی اور اکیاون جلیہ رخنگی و فرنگی مردان کار وارد و

لادے ان چارون کو روانہ کیا اور ٹانڈہ سے خود ایک درخت زار مین آیا جب اُسنے
سُنا کہ لشکر شاہی قریب آگیا تو پانچ چھہ گھڑی دن رہی دریا کے کنارہ پر گیا اور اپنے بیٹون
بلند اختر و زین الدین کو اور جان بیگ و سید عالم و سید قلی اوزبک و مرزا بیگ و خدیو سپاہی
و خدمۂ خواجہ سرایون کو ساتھ لیا۔ یہ کل تین سو آدمی تھے دو ساٹھ کوسہ۔ وہ کشتی مین بیٹھا
پنجم شعبان ۱۳ جلوس مین جہانگیر نگر کی طرف گیا۔ باقی اسکے اور عمدہ نوکرون اور سردارون
نے صلاح اندیشی سے مفارقت اختیار کی اور لشکر کے خود سرون نے اسکے مال کو لوٹنا شروع
کیا صندل خواجہ سرا اسکا چھہ ہاتھیون اور بارہ اونٹون پر اسباب لادکر کشتیون مین داخل
کرنے کے لئے جاتا تھا اسکو اوباشون نے لوٹ لیا۔ ششم ماہ مذکور کو معظم خان ٹانڈہ مین
آگیا اس غارتگری کا انتظام کیا لشکر کے اوباش جو مال کو لوٹ کرلے گئے تھے ان سے وہ مال
واپس لیا اور شجاع کی جو عورات و پردگیان وہان رہتی تھین انکی حراست کے واسطے
چوکی پہرہ مقرر کیا اور قدیمی ناظرون اور خواجہ سرایون کو سخت تاکید کی کہ وہ بدستور قدیم
اپنی خدمت بجا لائین اور ہوشیاری اور بیداری پیشتر سے بیشتر رکھین آخر کو ان سب
مستورات کو بادشاہ پاس بھیجدیا۔ شجاع نے جو دو غراب جواہر وغیرہ سے پُر کرکے
بھیجے تھے بادشاہی لشکر نے کشتیون مین سوار ہوکر انکو گرفتار کرلیا اور سارے جواہر و اموال
بادشاہی ضبطی مین آئے اور بیس اور کشتیان شجاع کے مال اسباب کی پکڑی گئین اور ان
مین سید عالم کا برادرزادہ اور شجاع کا متبنیٰ اور بعض اور انکے بڑے امیر اسیر ہوئے۔
شجاع کا جو مال غارت ہوتا معظم خان کی حسن سعی سے اسکا استرداد ہوتا۔ آٹھوین ماہ مذکور کو
شجاع کے عمدہ نوکر مثل سراج الدین جابری اسفندیار معموری و میر مرتضیٰ نامی وغیرہ معظم خان سے
آن ملے خان نے انکو جان و مال کی امان دی اور ترحم شاہی کی نوید سُنائی اور ہر ایک کو
مناسب مناصب دلادیئے۔ جب بادشاہی لشکر خشکی سے جہانگیر نگر پہنچا تو وہان بھی وہ نہ
رہ سکا۔ جہانگیر نگر مین جبتک اسکا بڑا بیٹا زین الدین رہا شجاع کے اشارہ سے وہ راجہ
مگ رخنگ (اراکان) سے رسل و رسائل رکھتا اور مکرر اُس پاس آدمی ارمغان کے ساتھ بھیجتا

شتہ اہل قلعہ پاس پہنچا تو اُنہون نے صواب اندیشی و کارشناسی سے قلعہ کے دینے سے
باہر انکار کیا اور جواب بھیجا کہ سواری کے لیے ہم گھوڑے بھیجتے ہین اور ایک جنگ
حت کے بعد مظفر نام غلام حسین بیگ اور ایک ہندو جو اسکا دیوان تھا اُسی سوار اور
رسو پیادے و بندوقچی اور تیرانداز اور دو فیل دریا کے کنارہ پر آنکر لڑنے لگے۔ اور
میون کو پانی مین لیجا کر کشتیون پر پہنچے مرزا بیگ کو دس آدمیون کے ساتھ گرفتار
رلیا اور باقی دو آدمی اُسکے ہمراہی بھاگ کر شجاع پاس گئے اور اس واقعہ کی خبر سنائی
جاع نے یہ تجویز کی کہ رخنگیون اور انکے نوارہ کو لیجا کر قلعہ بہلوہ کو تصرف مین لائے
سح کو ایک ورسردار تین کشتیان چاٹگام سے لیکر آگیا جب رخنگیون نے دیکھا کہ اسکا کام
ملاح و اصلاح سے باہر ہے تو اُنہون نے شجاع کی درخواست کو کہ قلعہ پر چلکر
ڑین نامنظور کیا اور یہ معذرت کی کہ ہمارا ادب و آئین یہ نہین ہے کہ ہم کشتی سے اُترکر جنگ
لڑین ہم توپ و تفنگ سے روئے آب پر آتش کارزار کو روشن کرتے ہین اور حسین بیگ
ابا کمش کو جو شجاع کی قید مین تھا اور وہی قلعہ بہلوہ کی ہوس کا سرمایہ تھا اسکو طلب
کیا اور کہا کہ تجھسے معاملہ رکھتے ہین جب شجاع نے اُسکے بھیجنے مین حیلے حوالے کیے تو اُنہون
نے ناخوش و تلخی سے حسین بیگ و امام قلی کو قید سے آزاد کیا اور اپنے پاس لے گئے اس مقدمہ
کے بعد انہون نے کہا کہ اگر بہلوہ تصرف مین آتا تو آپکے کسی بیٹے کو یہان مقرر کرتے اور آپکو
رخنگ لے جاتے لیکن اب بہلوہ تو ہاتھ آیا نہین صلاح اس مین ہے کہ بے توقف و درنگ
رخنگ کو روانہ ہون شجاع نے اس بات کو قبول کر لیا اور وہ اس ناحیہ مین چلا گیا شجاع کے
آدمیون کو جب اُس کے ارادہ پر اطلاع ہوئی تو اکثر سپاہی اور خادمہ و ملاح متفرق ہوگئے
اور ہر ایک کسی کسی طرف چلا گیا غرض شجاع نے بنگالہ سے قطع امید کی اور جزیرہ رخنگ
مین چلا گیا یہ جزیرہ عالم کے معمورون مین ارذل اور کافرون کا مسکن ہے مملکت وسیع بنگالہ
اور اپنی دولت و حشمت چندین سالہ کو شجاع برباد کر کے اس قوم کے سرگروہ سے ملاقات
کرنے گیا جو آدمیت و انسانیت سے کوسون دور ہے دین و دانش و مروت و مردمی کے

ضرب وپیکار سے پر جو حاکم چاٹگام نے راجہ رخنگ کے اشارہ سے تیار کئے تھے وہ کمک
کے طور پر شجاع سے ملے اور انہون نے راجہ اور حاکم چاٹگام کا نوشتہ اسکو دیا۔ اور رخنگ
کے سردارون نے کہا کہ اگرچہ راجہ نے ہمکو آپ کی کمک اور امداد کو بھیجا ہے اور قرار
دیا ہے کہ خود چاٹگام مین آن کر بیٹھے اور متعاقب نوارۂ عظیم بھیجے اور خشکی کی راہ سے
بھی ایک جماعت کو تعین کرے لیکن یہ سارے مراتب اس صورت مین ہین کہ آپ جہانگیر نگر مین
ثبات قدم رکھین آپ اضطراب کرکے وہان سے جو چلے آئے ہین اب ہمکو حکم نہین ہے کہ
آپ کو رخنگ لے جائین۔ شجاع نے اُن سے کہا کہ مین جہانگیر نگر سے اسی عزیمت سے
باہر آیا ہون کہ موضع بہلوہ مین کہ سرحد ملک پادشاہی ہے اقامت کرون اور اسکے
قلعے اور تھانون کو استحکام دون اور تمہاری اعانت و اتفاق سے جو چاہتا ہون
وہ قوہ سے فعل مین لاؤن تو یہ گروہ اسکی مرافقت و موافقت پر راضی ہوا اور اسکی
ہمراہ ہوا اس روز پرگنہ لکھی دیہ مین منزل کی دوسرے روز صبح کو یہان سے نوارہ
رخنگ کے ساتھ روانہ ہوا اور پرگنہ بہلوہ مین قلعہ بہلوہ سے چار کوس پر مقیم ہوا۔
یہان حسین بیگ قلعہ دار بہلوہ کے اشارہ سے امام قلی اسکا خویش شجاع سے ملنے آیا
شجاع نے اُسکی استمالت کی اور اسکو بھیجا کہ وہ حسین بیگ کو سمجھا بجھا کر لائے حسین بیگ اپنی
کم عقلی سے سو سوارون کے ساتھ لیکر قلعہ بہلوہ سے شجاع کی ملاقات کو گیا شجاع
نے اسکو اور امام قلی کو حوالات مین کرکے اسکو قلعہ حوالہ کرنے کی تکلیف دی اور حکم دیا
کہ حسین بیگ اپنے آدمیون کو جو قلعہ مین موجود ہین لکھے کہ قلعہ کو مع تمام اموال کے شجاع
کے آدمیون کو سپرد کرے دوسرے روز مرزا بیگ کو بارہ آدمیون کے ساتھ کشتیون
مین بٹھا کر بھیجا اور حسین بیگ کا نوشتہ دیا کہ جاکر قلعہ کو مع اموال و اشیا اپنے تصرف
مین لائین مرزا بیگ نے قلعہ سے دو کروہ پر کشتی کو ٹھیرایا اور ایک آدمی کے ہاتھ
حسین بیگ کا نوشتہ اسکے گماشتون کے پاس بھیجا جو قلعے مین تھے اور انکو پیغام دیا کہ
وہ چند مرکوب بھیجین کہ کشتی سے اُتر کر ہمراہیون سمیت قلعہ مین آئین۔ جب

کی حدود ہر زمانہ مین بدلتی رہی ہے مرہٹون کی قوم اس سرزمین مین بستی ہی جو کوہستان
کے سلسلہ اور ایک خط کے درمیان واقع ہی۔ یہ کوہستانون کا سلسلہ وہ ہے جو نربدا کے جنوب
کی النگ مین سلسلہ بندھیاچل کے متوازی پھیلتا ہے اور خط وہ ہے جو گوا سے ساحل بحر
پر بیدر اور چاندہ کے درمیان وار دہ پر گذرتا ہوا کھینچا جاے یہ دریا اسکی مشرقی حد اور سمندر
اسکی مغربی حد ہے۔ دکن کے چہرہ مین سلسلہ کوہ سہیادری خوشنما خط و خال ہی جسکو گھاٹ
کہتے ہین جو اسکے مغرب مین اپنے پاؤن پھیلاتا ہے اور سر اونچا کرتا ہے وہ سمندر سے بیس تیس
چالیس میل کے فاصلہ پر ہے گو وہ بہت اونچا نہین ہی صرف تین ہزار فیٹ سے پانچ ہزار فیٹ
تک اونچا ہے مگر اس مین بعض خصوصیات اور زمینون کو مختلف حصون مین تقسیم کرنا ایسا
ہے کہ وہ شہرت دکن مین ایسی رکھتا ہے جیسی اوتر مین ہمالیہ۔ مغرب کی طرف وہ سطح سمندر سے
ایسا بلند ہے کہ دشمن کے آنے کے لئے ایسی سد ہے کہ اسکو اندر گھسنے نہین دیتی اسکے مشرق مین ایک
مرتفع سرزمین سطح سمندر سے ڈیڑھ دو ہزار فیٹ اونچی ہی اور مرہٹون کے ملک سی بتدریج
اسمین ڈھلان خلیج بنگالہ تک ہوتا چلا جاتا ہے اس پہاڑ اور سمندر کے درمیان ایک خطہ زمین
ہے جسکو ولایت کوکن یا کونکن یا کوکان کہتے ہین اسمین زرخیز بندر جیسے چیول ڈابل مین واقع
ہین اسکے ایک حصہ مین کوہستان و درہ و سنگلاخ اور بعضی بیشے و جنگل ہین۔ ہماری جغرافیہ
مین اسکا مفصل حال پڑھو ہم مرہٹون کا حال جو مسلمانون کے عہد سلطنت سی متعلق ہی یہان لکھتے ہین باقیماندہ حال
تاریخ عہد انگلشیہ مین دیکھو۔

جیسے ہندوستان کے ہر ایک ملک کی تاریخ تاریکی مین ہے ایسی ہی مہاراشٹر کی مسلمانون
کے حملہ سے پہلے فقط دو چار انقلابون کا بیان لکھا ہے۔ مہاراشٹر کے اصلی باشندے کرسی
ہین جو اس ملک مین گنواری گانا جانتے ہین تاریخ سے تحقیق ہوتا ہے کہ یہان ایک راج
تھا جسکی راجدھانی تاگار تھی یہان کے راجاؤن کی قوت کو شالباہن نے خاک مین
ملا دیا۔ شالباہن ایک رذیل قوم کا آدمی تھا اس نے اس راجہ کا ملک فتح کر لیا جو قوم
کا راجپوت سسودیہ کے نسل سے تھا۔ سالباہن نے اس راجہ کے سارے خاندان کو قتل کیا

ہیجوراس بُری وقت اور حال مین ۔ سادات بارہ مین سی سید عالم اور رشید قلی اور بارہ
اور معزز آدمیون نے اسکی رفاقت نہین چھوڑی کل چالیس آدمی اسکے ساتھ تھے۔ رخنگ کا نام
اصل مین راکنیاگ ہے جسکو مسلمانون نے رخنگ ور انگریزون نے اراکان اور برہما والون
نے باکنیاگ بنالیا ہے۔

شاہجہان کی بیماری کی حالت مین داراشکوہ کے بہکانے سے بے حکم راجہ کرن دکہن سے
چلا آیا تھا پھر عالمگیر کے پاس اس ندامت کے دور کرنیکے لئے نہین آیا تھا اور کوتہ اندیشی
سے احکام کے جواب مین غدر عذر آمیز سے دفع الوقت کرتا تھا بادشاہ نے اس کی
تنبیہ کے لئے نوہزار سپاہ امیرخان کو سپرد کی۔ راجہ کا بیٹا کیسری سنگہ باپ سے جدا ہوکر
بادشاہ کے ہمراہ رہتا تھا۔ باپ کے استقبال کے لئے خود درخواست کرکے امیرخان کو
ساتھ گیا جب امیرخان اس لشکر کولے کر بیکانیر مین آیا تو راؤ کرن خواب غفلت سے بیدار ہوا
اُس نے سوچا کہ اگر لڑتا ہون تو سارا گھر بار مال متاع ناموس برباد جائیگی اسلئے امیرخان کو
اپنے جرائم کا شفیع بنایا اور اپنے دو بیٹون انوپ سنگہ پدم سنگہ کو ساتھ لاکر بادشاہ کا
زمین بوس ہوا۔ بادشاہ نے اسکا قصور معاف کردیا۔

مرہٹون کے ملک اور قوم کا حال

عالمگیر کے عہد سلطنت کا واقعہ عظیم مرہٹون کی ترقی ہے اس لئے ہم انکے ملک و قوم کا
مختصر بیان لکھ دیتے ہین ہندؤن کے جغرافیہ کے موافق دکن عبارت اس ملک سے ہے
جو نربدہ اور مہاندی دریاؤن کے جنوب مین واقع ہے اگرچہ دکن کے حصے بہت سے
ہین مگر ان مین پانچ بڑے حصے ہین (۱) ڈراوید (۲) کرناٹک (۳) اندریا تلنگانہ
(۴) گونڈوانہ (۵) مہاراشٹر۔ جب غیر ملکون کے باشندون کے ساتھ مقابلہ کرتے ہین تو
ہم مہاراشٹر کے رہنے والون کو مرہٹہ کہتے ہین لیکن بجائے خود مہاراشٹر کے باشندون کے
نام جدا جدا ہین۔ مہاراشٹر مین جن خاندانون مین سپہ گری کا پیشہ ہوتا ہے ان کو
مرہٹہ کہتے ہین مہاراشٹر کا ہر باشندہ اپنے ملک مین مرہٹہ نہین کہلاتا۔ مہاراشٹر کی

کہ سترہوین صدی مین جب وہ اپنے کوہستانی و میدانی وطن سے نکلے ہین تو اور قومین
انکو ایک جنبی اور نئی قوم سمجھتی تھی ہمارا مطلب فقط یہ ہے کہ ہم یہ بتلائین کہ مسلمانون
کے عہد سلطنت مین مرہٹون کا حال کیا تھا اسلئے فقط اسی کو لکھتے ہین۔ جب مسلمانون نے
دکن کو فتح کیا اور دیوگڈھ کا نام بدل کر دولت آباد رکھا اور بعد ازان سلطنت بہمنیہ کا
اقبال چمکا اور اسکو استقلال ہوا تو مرہٹون نے چند مرتبہ مسلمان حاکمون سے سرکشی کی
اور ایک مرتبہ راجہ نے مسلمانون کے لشکر کو دغا سے مار ڈالا جب خاندان بہمنیہ ختم ہو گیا تو
پانچ اور سلطنتین اسکی جگہہ قائم ہوئین۔
ان سلاطین پنجگانہ کی ابتدا ر سلطنت مین مرہٹون کا حال وہی رہا جو سلاطین بہمنیہ کی
سلطنت مین تھا اکثر کوہستانی قلعون مین مرہٹے متعین کئے جاتے کبھی وہ سرکار شاہی سے
تنخواہ پاتے اور کبھی جاگیرین انکو ملتین کبھی وہ دیس مکھ (چودہری یا زمیندار ہوتے مین) ہوتے
پھر مرہٹے منصبدار ہونے لگے۔ مرہٹے گھوڑون کو تھوڑے دنون مین جمع کر لیتے اور انکے
تعداد کے موافق وہ منصب دار ہو جاتے انکا نوکر رکھنا اور برطرف کرنا سلاطین دکن کی
مرضی پر تھا۔ اس طرح کی سپاہ رکھنے مین صرف اور بے انتظام سلطنت کو بڑی آسانی تھی
ان بادشاہون نے ان مرہٹون کو انکے قدیمی خطاب راجہ۔ نایک۔ راؤ کے دیے
اور ان خطابون کے ساتھ انکا ساز و سامان بھی انکو دیا جس سے وہ ایک شان سے
رہنے لگے۔ تاریخ فرشتہ مین بھی کبھی برگی کا ذکر آتا ہے مسلمان اکثر کرناٹک کے نائکون
پر اسکا اطلاق کرتے ہین اہل کرناٹک جو مسلمانون کی زبان نہین بول سکتے تھے وہ برگی
کی جگہہ اپنے تئین مرہٹہ کہتے تھے۔ تمام مرہٹہ منصب دارون کی سپاہ برگی کہلاتی تھی
یہ سپاہ دشمنون کی راہون کے روکنے کے لئے اور انکے پاس آذوقہ رسد نہ پہنچنے کے واسطے
اور بھاگتے ہوئے دشمن کے تعاقب مین لوٹ مار کے کام کے لئے اور ملکون کی تاخت
و تاراج کے واسطے مقرر کی جاتی تھی تاریخ فرشتہ مین لکھا ہے کہ کرناٹک مین بعض برگی
سردارون نے سرکشی کی جنکو عادل شاہ نے دغا سے مار ڈالا برہمن واسو جی اس

مگر ایک عورت اپنے بچے کے ساتھ جان سلامتی کے نکل گئی اور ست پوری پہاڑون مین اُس لڑکے نے پرورش پائی اور یہی کا چھوٹر راناکے بنس کا بانی ہوا۔ چیتور کے رانا سے اودے پور کے رانا پیدا ہوئے......
اس خاندان مین سے مرہٹون کی قوم کا بانی پیدا ہوا بعد اسکے مہاراشٹر مین جو اور انقلابات ہوئے انکا حال تحقیق نہین ہوا اور یہی تھا ان سے دارالسلطنت دیوگڈھ مین (جسکو حال مین دولت آباد کہتے ہین) بدل گیا۔ یہان شالباہن سے متواتر راجہ بھادور رائد یوتک ہوتے آگے تیرھوین صدی کے آخر مین جب مسلمان یہان آئے ہین تو یہی راجہ تھا جسکا ذکر تمنے اس زمانہ کی تاریخ مین پڑھا ہوگا معتبر نوشتون سے معلوم ہوتا ہے کہ مرہٹون کا ملک چھوٹی چھوٹی ریاستون مین تقسیم ہوگیا۔ تاریخ فرشتہ مین ان راجاؤن کا جو بیان آیا ہے وہ ہمنے پہلے لکھ دیا ہے۔
مرہٹے رانا کی نسل مین ہونے کا دعوی کرتے ہین۔ چھتریون کا یہ دعوی ہے کہ ہم ماں کے پیٹ سے سپاہی پیدا ہوتے ہین اور خدانے سپہ گری کا کام ہماری نسل سے مخصوص کیا ہے اسلئے مرہٹون نے بھی جو سپاہیون کا فرقہ ہے چھتری ہونے کا دعوی کیا اس دعوی کا جھوٹا سچا ثابت کرنا نہایت مشکل ہے مگر ان راجپوتون اور مرہٹون مین یہ فرق ہے کہ راجپوتون کی قوم کی یہ عادت ہے کہ جب انکی عزت پر بری آن بنتی ہے تو وہ ہاتھ پاؤن ہلاتے ہین نہین کاہل رہتے ہین برخلاف اسکے مرہٹون کے کہ وہ اپنی غرض و مطلب حاصل کرنے کے لئے جان جوکھون مین پڑجاتے ہین فقط عزت ہی کے لئے نہین لڑتے بلکہ اپنے مطلب ور اغراض کے لئے بھی کوشش وکشش کرتے ہین ادنے رجپوت کے چہرہ مین وجاہت شرافت پائی جائیگی اور اعلی مرہٹہ کے چہرہ مین اکھڑپن اور گنوار پن ظاہر ہوگا اگر یہ دو کسی ایک شخص کے دشمن ہوجائین تو راجپوت دانا دشمن ور مرہٹہ ہیبت ناک ورنا خدا ترس دشمن ہوگا۔
تواریخ مین مرہٹون کا ذکر اس طرح نہین آتا کہ وہ ایک قوم تھی جب اول اول مسلمانون نے دکن پر حملہ کیا ہے تو کہین مرہٹون کا نام نہین آیا اور ایسی ان پر کم توجہی تھی

یہ لڑکا اپنے باپ کے ساتھ جادو رائے کے گھر مین آیا۔ ہندوؤن کا دستور ہے کہ اس
تہوار مین وہ بڑے آدمیون سے ملنے جایا کرتے ہین۔ اس تہوار کے پانچوین دن
ایک جلسہ مین شاہ جی باپ کے ساتھ جادو رائے کے گھر مین آیا۔ جادو رائے نے
شاہ جی کو پیار سے اپنے پاس بلایا اسکی برابر اسکی بیٹی جی جی تین برس کی بیٹی
تھی لڑکی سے کہا کہ تو اس لڑکے (شاہ جی) کو اپنا دولھا بنائے گی۔ پھر اس نے
مجلس کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ یہ کیا اچھی دولھا دولھن ہین۔ یہ دونو بچے ہولی کی
رسم کے موافق گلال ایک دوسرے پر پھینک رہے تھے اہل مجلس اس تماشے کو دیکھ کر
ہنس رہے تھے۔ مالوجی بھوسلہ اٹھا اسنے کہا کہ ساری سبھا گواہ ہے کہ میرے بیٹے
کی سگائی جادو رائے کی بیٹی سے ہو چکی اہل مجلس نے اسکو مان لیا اور جادو رائے
متحیر ہوکر خاموش ہو گیا۔ جادو رائے نے یہ بتلانے کے لئے کہ جو مین نے کہا تھا وہ
فقط ہنسی کی بات تھی۔ مالوجی کو دعوت مین بلایا مگر مالوجی نے کہا کہ جبتک تم شاہ جی کو
اپنا جنوائی نہ مانو گے مین دعوت مین نہین آنے کا۔ جادو راؤ نے اس سے سخت انکار
کیا اسکی بیوی جو بڑی مغرور آن تان کی تھی وہ میان پر بڑی خفا ہوئی کہ تو نے
ایسے بات کو ہنسی سے کیون منہ سے نکالا۔ کہ اسکی بیٹی شاہ جی سے بیاہی
جاے۔ مالوجی بڑا مستقل مزاج تھا اور اپنا مطلب نکالنا خوب جانتا تھا خواہ
کسی طرح ہو۔ وہ اپنے گاؤن کو چلا گیا وہان جاکر کہا کہ بھوانی دیبی نے اس پاس
آنکر اسکو بڑا خزانہ بتلا دیا ہے یہ دولت اسنے نظام شاہ کے عہد مین جو سترہ
برس کا تھا ملک کی لوٹ مار سے جمع کی ہوگی۔ یہ روپیہ چار گونڈی کے ایک ساہوکار
شیونائک پونڈے کو .... حوالہ کیا کہ لوگون کو اس کی دولت کا یقین ہو
اس دولت سے گھوڑے خریدے۔ تال و کنوئین کھدوائے۔ مندرون مین روپیہ چڑھایا
اور اسی دھن مین لگا رہا کہ جادو رائے سے رشتہ مذکور ہو اس مین اسکو منصب
پنجہزاری ملگیا اور سیو بیری اور چاکنہ اسکی جاگیر مین ملگئے غرض اس جاہ و منصب

وغا میں مارا گیا وہ بڑا کارکن تھا۔ پھر ابراہیم عادل شاہ کے حلم کے نیچے برگی نظام شاہ سے
لڑ پڑے۔ بیجاپور اور احمد نگر کے سلاطین کی سپاہ میں برگی بہت تھی کیونکہ اس قلمرو میں مہاراشٹر
داخل تھا۔ گولکنڈہ کے بادشاہ کی سپاہ میں کچھ برگی تھی۔

بیجاپور کی ریاست میں بڑے بڑے مرہٹے سردار بہ تفصیل ذیل تھے۔ (۱) چندر راؤ موری
(۲) راؤ نائک نمبل کر جسکو پھول تن راؤ بھی کہتے ہیں (۳) جوج ہر راؤ گھاٹ گے۔
(۴) راؤ مانے (۵) گھورپورے (۶) ڈف لے (۷) ساونت بہادر دیس مکھ واری کا
احمد نگر کی ریاست میں مرہٹہ سردار بہ تفصیل ذیل تھے (۱) راؤ جادو (۲) راجہ بھوسلہ
اور باقی اور چھوٹے چھوٹے سردار۔

ان سب سرداروں کے نام تاریخ دکن میں مذکور ہیں اکثر ان میں سے دیس مکھ تھے۔
احمد نگر کی سلطنت میں جادو راے دیس مکھ سنکھیر کا بیان ہوا ہے۔ وہ نسلاً راجہ
دیوگڈھ کی اولاد میں سے تھا۔ سولہویں صدی کے آخر میں موکھ جی جادو راؤ کے
خاندان سے زیادہ ممتاز کوئی اور خاندان نہ تھا۔ نظام شاہ کی طرف سے اسکی جاگیر
دس ہزار سواروں کی تھی اسی طرح ایک اور خاندان تھا جسکا لقب بھوسلہ تھا ہم کو زیادہ تر
اس خاندان کے بیان کرنے سے کام پڑیگا۔ بھوسلہ پاس کئی پٹیل تھے وہ ایک گاؤں
ویرول میں دولت آباد کے نزدیک رہتا تھا۔ باپ جی بھوسلہ کے دو بیٹے تھے۔ بڑے کا نام
مالوجی اور چھوٹے کا نام وٹوجی تھا۔ مالوجی کی پہلی شادی دیپا بائی سے ہوئی جو
ونگوجی یعنی جگ پال راؤ نائک نمبل کر دیس مکھ پھول تن کی بہن تھی۔ مالوجی کی اولاد
نہیں پیدا ہوئی تھی احمد نگر میں ایک فقیر شاہ شریف کی دعا سے اسکے بیٹا پیدا ہوا
جسکا نام فقیر کے سبب شاہ رکھا گیا اور مرہٹوں کا تعظیم کا لفظ جی اسکے آگے بڑھایا گیا۔
شاہ جی نام ہوا جسکو ساہ جی یا ساہو جی بھی کہتے ہیں۔ یہ شاہ جی ۱۵۹۴ء میں پیدا ہوا
مالوجی بھوسلہ بڑا چالاک سلحدار تھا اسنے اپنی حسن خدمت گذاری سے بڑا درجہ حاصل
کیا تھا اسکا بیٹا شاہ جی بھی بہت خوبصورت تھا ۱۵۹۹ء میں ہولی کی تہوار میں

دستور کے موافق عقد کیا اور اسکو اپنا مدخولہ بنایا اُسے بیٹا پیدا ہوا خویش و تبار کے طعن کے
اندیشہ سے اس مولود کو ایک دودھ پلانے والی مقرر کر کے پہاڑ کے گوشہ و کنار مین پوشیدہ
پرورش کرتا تھا وہ اس عورت سے ایسی وابستگی رکھتا تھا کہ ہر چند ماباپون نے چاہا کہ اسکا
بیاہ اپنی قوم مین کرین مگر اُسنے قبول نہین کیا جب اس شرط محبت سے بھانڈا پھوٹا اور خویش و
بیگانہ مین فرزند کی پرورش کا ذکر مشہور ہوا تو اپنے بیٹے کو جہان وہ پوشیدہ مکان مین
تھا لیکر دکن کو روانہ ہوا۔ باوجودیکہ یہ جھوٹ مشہور ہوگیا تھا کہ اسکا بیٹا ہمقوم عورت سے
پیدا ہوا ہے صحیح النسب راجپوتون مین سے کوئی اس لڑکے سے شادی نہین کرتا تھا قوم مرہٹہ
جو راجپوت ہونے کا دعوی کرتی ہے انمین ناچار اپنے بیٹے کی شادی کی اس نسل سے توین
آٹھوین پیڑھی مین ساہو بھوسلہ پیدا ہوا۔

سیواجی کی ولادت اور تعلیم

سیواجی کی ولادت اور تعلیم

سیواجی مئی سنہ ۱۶۲۷ع مین پہاڑی قلعہ سیونیری مین پیدا ہوا سیواجی اسکا نام رکھا گیا اسکا
حال بھی عجیب و غریب ہے اُس سنہ مین پیدا ہوا کہ دکن کے تین مسلمان لائق دانشمند فرمانروا
اس دنیا سے ناپید ہو گئے تھے اور انکی جنم بھوم کے گرد چارون طرف سلطنتون کے تخت ڈگمگا
رہے تھے باپ اسکا وہ شخص تھا جو تین سلطنتون کے معاملات صلح و جنگ مین شریک تھا اور اُن سے
مغلوب ہو چکا تھا اور چوتھی سلطنت کے ساتھ اسی قسم کے معاملات مین مصروف تھا۔ ماں اسکی
وہ عورت تھی کہ اپنے تئین اُن راجپوت راجاؤن کی نسل سے بتاتی تھی جو مہاراشٹر مین راج
کر چکے تھے اور پہلے مسلمانون کے ہاتھ سے نیست و نابود ہو چکے تھے۔ جسوقت وہ گھٹنیون کے بل
چلتا تو اس وقت وہ اپنی ماں کی گود مین تھا جو ایک قلعہ سے دوسرے قلعہ مین مغلون کے ہاتھ
سے بھاگتی پھرتی تھی اور آخر کو جب وہ گرفتار ہو گئی تو اُس نے اپنے بچے کو تعلیم و تربیت کیلئے
ایک دانشمند بھگت برہمن داداجی کنڈدیو کو سپرد کر دیا یہ نامی گرامی گرو پونہ کی جاگیر کا ناظم
شاہ جی کی طرف سے تھا اس اُستاد سے شہسواری شمشیر زنی نیزہ بازی تیر اندازی پہاڑون پر
نشیب و فراز پہ چڑھنا اور شیرنا ندیون پر پہلانگنا سیکھا۔ اپنے پہاڑی دلاور دوستون کے ساتھ

دولتمندی نے خاندان کے عیب پر پردہ ڈالدیا اور جادورا ے بیٹی بیاہنے پر راضی ہوگیا
شاہ جی اور جی جی بی کا بیاہ بڑی دھوم دھام سی ہوگیا اور سلطان اس مین شریک
ہوا۔ اس بیوی سے شاہ جی کے دو بیٹے سنبھاجی و سیواجی پیدا ہوئے۔ بڑا بیٹا سنبھاجی باپ کو
عزیز تھا ہمیشہ اسکو اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ سیواجی مان کو بہت عزیز تھا جب وہ خاوند سے
اس سبب سے ناراض ہوئی کہ اُسنے دوسری شادی کرلی تو سیواجی اپنی مان کے ساتھ
باپ سے جدا ہوکر پونہ چلا گیا۔
مغلون نے جو گولکنڈہ و احمدنگر و بیجاپور کو فتح کرکے اپنی سلطنت مین داخل کرنے کا ارادہ کیا
اس سبب سے مرہٹون کا بڑا عروج ہوا اُس سے دکن مین مسلمان سلاطین کی قوت ٹوٹ گئی
مرہٹون کی طاقت بڑھ گئی۔ ملک عنبر نے مرہٹون کو بڑا سردار بنایا یہ حال سب تاریخ
دکن مین پڑھ لو۔
خافی خان لکھتا ہے کہ دکن اور یہان کے مرہٹون کے ثقہ آدمیون کی زبانی سیواجی کے
اصل اور نسب کا حال یہ سُنا گیا ہے کہ اصل مین اسکے اجداد کا رشتہ راناے چتوڑ کے سلسلہ
ملتا ہے راجپوتون اور تمام قوم ہنود مین یہ مقرر ہے کہ اگر اپنے اور غیر ذات کے باکیزہ کے
بطن سے فرزند پیدا ہو تو اسکو بد قوم و مشوم جانتے ہین اس صورت مین کہ عالم جوانی و شہوت
رانی مین کوئی فرزند غیر کفو سے پیدا ہو تو اسکو خانہ زاد و کنیز و غلام اعتبار کرتے ہین اور
اس اولاد کو ترکہ میت نہین پہنچتا۔ مادر مولود پدر کی نسبت نجیبہ ہو مگر فقط اتنی بات
کہ وہ اپنی قوم سے نہ ہو تو اس سے نسبت و کدخدائی نہین کرتے اگر بطریق عاشقی نہ حولہ
کرتے ہین تو اسکی اولاد بکمال بے اعتباری سے ولد الزنا کی طرح پرورش پاتی ہے اور
اسکی کدخدائی اسی کی ہمجنس سے ہوتی ہے مثلاً اگر زن قوم بقال سے کسی کمتر قوم کے گھر
یا دختر بکر برہمن کھتری کایستھ کے تصرف مین آئے تو جو فرزند پیدا ہوگا وہ کنیز و غلام مقصود
ہوگا کہتے ہین کہ سیواجی کے اجداد مین سے جو بھوسلہ سے ملقب تھا وہ ملک راناکے
اطراف مین مسکن رکھتا تھا اس نے ایک بد اصل غیر قوم عورت سے تعلق پیدا کیا اور

قوم رامسی آباد تھے مگر پونہ کے عین مغرب مین ہر نشٹے بستے تھے وہ مدت سے اس اجاڑ ملک کی سختیان اُٹھاتے تھی جس وادی . کوہ مین وہ آباد تھے انکا نام ماول تھا اس لئے انکے باشندون کو ماولی کہتے تھے۔

سیواجی کے یارو مددگار - پہاڑی قلعون پر سیواجی کا قبضہ

سیواجی نے ماولیون کو اپنا یار بنایا۔ اُنہین کی یاری اُنکی یاوری کا سبب ہوئی سیواجی پر تیزفہمی و ہوشیاری اور دوراندیشی ختم تھی اسنے ان لوگون کے منتخب کرنے مین اپنی عقل کو خرچ کیا اور اب چھوٹے چھوٹے منصوبون سے بڑے بڑے کامون کو سوچنے لگا اور ایسی راہ نکالی کہ اُسکے یہ سب دوست اُسکے اِن کامون مین بڑے کام آئے۔

بیجاپور کی سلطنت مین جو پہاڑی قلعے تھے۔ اُنکی خبرگیری اچھی طرح نہ کی جاتی تھی اکثر ان مین سے دارالسلطنت سے دور تھے اور بیماری کے گھر سمجھے جاتے تھے۔ خصوصًا برسات مین۔ کبھی اُنمین ایک مسلمان افسر ہوتا۔ اس پاس کچھ ٹوٹی پھوٹی کم تنخواہ کی فوج ہوتی۔ کبھی یہ بھی نہوتا۔ بلکہ جو آس پاس مال کے اہلکار ہوتے اُنکی سپرد کرد‌ئے جاتے۔ قطع نظر اس سے اس وقت بادشاہ بیجاپور ملک کرناٹک کی فتح مین سرتاپا مصروف تھا اسلئے ان قلعون مین فوج شاہی بہ نسبت سابق کے بہت کم تھی اب ان قلعون پر قبضہ پانے کے لئے سیواجی نے اپنی تدابیر کا آغاز اس طرح کیا کہ پونہ سے جنوب مین بیس میل پر ایک پہاڑی قلعہ نہایت مضبوط تورنا تھا سنہ ۱۶۴۶ع مین اُسنے اپنے دوستون کی معرفت حاکم قلعہ سے گفتگو کی کہ وہ قلعہ اسکے حوالہ کردے جب قلعہ دار اس بات پر راضی نہ ہوا تو پھر اُسنے اپنا وکیل دربار شاہی مین بھیجکر یہ درخواست کی کہ یہ قلعہ اسکو عنایت ہو۔ وہ پہلے حاکم سے دس گنا زیادہ محصول ادا کریگا۔ اور بادشاہ کی جان نثاری اور خدمت گذاری مین دل و جان سے مصروف ہوگا غرض یہ اپنی درخواست بادشاہ کے ہان اہلکارون کو خوب رشوتین دیکر منظور کرالی۔ اب قلعہ تورنا کو اُس نے مستحکم کیا وہان اسکو ایک خزانہ ہاتھ لگ گیا۔ اس خزانہ خداداد کے ملنے سے اُسنے اپنی عقلمندی سے اپنی بھگتائی کا یقین لوگون کو کرا دیا۔

وہ نیستان مین جاتا اور شیرون کو وہان سے نکالتا اور شکار کرتا غرض تمام سپاہیانہ
ہنر جو اس ہونہار اولوالعزم کے شان کے شایان تھے سیکھے پڑھنے لکھنے کی طرف مطلق اسنے
کچھ خیال نہ کیا اسکو اپنا نام تک لکھنا نہین آتا تھا۔ مگر استادنے کرم دھرم گیان کی
باتون اور پوجا پاٹ کا نہایت پابند کیا اور اس سبب سے وہ ایک متعصب ہندو
ہوگیا اور مسلمانون سے اسکو دلی نفرت ہوگئی۔ اسنے دیوتاون کی لڑائیان اور
سورماؤن کی کہانیان سنوائین کہ جسسے اسکی طبیعت مین شجاعت اور مردانگی کے کامون کا
عشق پیدا ہوگیا۔

چونکہ پونا ایک ایسی جگہ واقع ہے کہ جہان پہاڑی اور میدانی ملک آپس مین ملتے ہین
اسلئے دونون قسم کے آدمیون سے سیواجی کا اتفاق صحبت ہوا۔ اول سیر و شکار سے
پہاڑی لوگون سے جنمین سے اکثر اسکے باپ کے سوارون مین بھرتی ہوتے تھے یا گھاٹون
کے پاس پڑوس کے ڈاکوون اور لٹیرون سے۔ غرض یہ اسکے ہمراہی بڑے جفاکش
اور مضبوط تھے۔ انکی صحبت سے اسکی طبیعت مین بڑے بڑے کامون کا عشق پیدا ہوگیا
ادھر اس صحبت کا اثر ادھر دیوتاؤن اور سورماؤن کی نظم داستانون کی
خوش کلامی کی تاثیر یہان دونون نے ملکر اسکے دل مین بڑے بڑے کامون کا جوش و
خروش پیدا کر دیا۔ بہ آفت روزگار جب سولہ برس کا ہوا تو دادا جی نے اسکو جاگیر کے
نظم و نسق مین شریک کرلیا۔ مگر اب وہ اسکے حد اختیار سے باہر ہوگیا۔ ان لٹیرون کے
کے ساتھ شریک ہوا تو لوگون کو یہ شبہ پیدا ہوا کہ وہ بھی ملک کانکن کے لٹیرون مین سے
ہے۔ غرض اس لوٹ مار اور سیر و شکار کے سپاٹون مین رہنا اور کونکان کی ساری
گھاٹیون سے وہ واقف ہوگیا اور وہ بہ خوبی سمجھ گیا کہ ایسے کون سے مقامات ہین جہان
حملہ کرنا چاہیئے اور کون سی ایسی جگہ مین جہان بیٹھکر اپنی حفاظت کرنی چاہیئے۔
وہان کے جنگل کے باشندون سے پہلے ہی آشنا تھا پونہ کے شمال مین جو
گھاٹون کے حصے ہین اُن مین بھیل اور کولی بستے تھے اور جنوب مین جو حصے ہین اُن مین

گذارہ کرناٹک کی آمدنی سے کیجئے۔ پونہ کی شمال مین چاکنہ ایک بہت عمدہ قلعہ تھا
اُس پر چپ چاپ قبضہ کرلیا اور وہان کے حاکم کو باپ کے نام سے نوکر رکھ لیا۔ اور اس
ضلع کی رعایا کے ساتھ نہایت رعایت سے پیش آیا اور اس سے زیادہ اہم ایک اور
قلعہ گندنہ کا لینا تھا۔ اُسکے حاکم کو رشوت دیکر لے لیا اور سنگ گدھ اُسکا نام رکھا۔
پرگنہ سوپہ مین اسکا میاں سُسر باجی مہتے اسکے باپ کی طرف سے حاکم تھا اُسکو سیواجی کے
گھمنڈ نہین بھاتے تھے اُس پر ایک رات کو چھاپہ مارا۔ اور اسکو اور اسکے ساتھیون کو قید
کرلیا۔ ان قیدیوان مین سے بعض نے سیواجی کی سیوا اختیار کی اور باقی قیدیون اور
مہتے کو کرناٹک مین شاہ جی پاس بھیجدیا۔ جن دنون مین داداجی کن دیو کا انتقال
ہوا تھا اُنہی دنون مین پورندہر کا قلعہ دار بھی مرا اسکے تین بیٹے باپ کی جاگیر پر جھگڑ
کررہے تھے سیواجی انکے ثالث بنے اور اپنے ہمراہیون کو وہان لے گئے۔ اور تینون
بھائیون کو قید کرلیا۔ پھر اپنی شیرین کلامی سے اُنکو اپنا دوست بنالیا اور وہ
اُسکے بڑے بڑے کامون مین کام آئے اور اپنا نداری سے خدمات اُس کی
بجالائے۔ سیواجی نے ان مہمات کو اپنی تدبیر و تیزی سے انجام دیا اور کسی کو
کانسیر بھی نہ پھوٹی ایسی انتظامات کو مرہٹے ستم اور جور پر ترجیح دیتے ہین۔
سیواجی نے اپنی باپ کی جاگیر کا خوب انتظام کیا محصول خوب وصول کیا اور چاکنہ
سے نیرا تک ملک پر وہ قابض ہوگیا۔ اسمین جنگی قلعے آراستہ تھے اور وہ استوار اور محکم
مقام دشمنون سے لڑنے کے لئے تھے اور غنیمت کے مال کے لئے نہایت محفوظ جگہین
پہاڑون مین یہ انتظام کرکے اُسنے اب میدان جنگ مین گھوڑے دوڑانے شروع
کئے اور بیجاپور کی سلطنت سے بغاوت اختیار کرنے مین کوئی پردہ نہ رکھا۔
اُسنے ملک کا شکار اس طرح کیا جس طرح شیر چھپ کر پہاڑون کی کھوہ مین شکار کی
تاک جھانک مین بیٹھتا ہے اور جون ہی وہ نظر پڑتا ہے اُسپر چھپٹا مارتا ہے
اور پھر اپنی کھوہ مین جا بیٹھتا ہے۔

اور بتلایا کہ یہ بھوانی نے دیا کر کے خزانہ بھیجدیا ہے۔ اس خزانہ کو اسنے سپاہ مین تقسیم کردیا
اور تورنا سے جنوب مشرق مین تین میل پر کوہ موربدھ پر ایک و نئے قلعہ کے برج و خندق
کے مستحکم کرنے مین لگایا اور اسکا نام راجگڈھ رکھا یہ اسکی بڑی دانائی تھی کہ وہ اپنی صحبت
مین مذہب کی حمایت اور قوم کی رعایت کو ظاہر کرتا تھا۔ ٹھاکر دوارون اور مندرون کے
جو مواقف و مصارف مسلمانون نے ضبط کر لئے تھے انکو بحال کرتا اور اپنے ساری کامون مین
بھگتائی اور جپی ستی ہونے کو ظاہر کرتا۔ اپنے حال پر دیوتاؤن کی خاص عنایت بتاتا
اپنے سپنون کو مکاشفات بتاتا۔ جب شاہ بیجاپور کو یہ حال معلوم ہوا تو وہ آئندہ چپ
نہ بیٹھ سکا اور اسکے باپ شاہ جی سے جواب طلب کیا اور حکم دیا کہ اپنے بیٹے کو ایسی
حرکات سے باز رکھے۔ شاہ جی نے اپنے عذرات پیش کئے اور دادا جی اور سیوا جی کو
لکھا کہ آئندہ وہ ملک بیجاپور پر ایسی دست اندازیان نہ کرین۔ دادا جی گرو نے اول تو
اپنے چیلے کو سمجھایا کہ باپ کے کہنے پر عمل کرے۔ مگر بعد اسکے وہ خود چیلے کے ارادون کا
چیلہ بن گیا اور ایسی تدبیرین بتانے لگا کہ اوسکے سارے کامون سے اُس کے
ہم مذہبون اور ہم وطنون اور ہم قومون کی ترقی ہو۔ جب وقت مرگ اسکا آیا تو
اسنے سیوا جی کو پاس بٹھایا اور اس ہونہار نوجوان کو یہ سمجھایا کہ اپنے دہرم اور کرم پر
قائم رہنا۔ گاے اور برہمن اور کاشتکارون کی رکھشا کرنا۔ ٹھاکر دوارون اور مندرون مین
کوئی کھنڈت نہ ہونے دینا اور جو کچھ برا بھلا آگے آئے اس پر صابر اور شاکر رہنا دادا جی نے
تو یہ کہہ کر پران چھوڑ دئے اس نوجوان کے دل پر گرو کے ان آخر حکمون کا وہ اثر ہوا۔
کیا ٹھگون کا افسر اور بڑا غارت گر تھا یا اپنی قوم کا آزاد کرنے والا۔ اپنے مذہب کی
حمایت کرنے والا ہو گیا اب اپنی آپ وہ اچھی قدر و منزلت عزت تعظیم کرنے لگا۔
اپنے دادا جی کے مرنے کے بعد اُس نے اپنے باپ کی جاگیر پر قبضہ کیا اور بے روک ٹوک
کام کرنے لگا جو کچھ محصول اور خراج جاگیر سے وصول ہوا باپ پاس نہ بھیجا اور اس کے خرچ
کی معقول وجوہات بتلاوین کہ ملک ایسا مفلس ہے کہ کچھ آمدنی کی بچت نہین ہوتی اب جتنا

پاس بھیجدیا۔ پادشاہ نے ۱۶۴۹ء میں اسے سنگین قید خانہ مین قید کر دیا جسکا بہت چھوٹا دروازہ تھا اور کہا کہ اگر تمہارا بیٹا اپنے افعال ناشائستہ سے باز نہ آئیگا۔ اور تابعداری نہین اختیار کریگا تو قید خانہ کا دروازہ تیغہ کر دیا جائیگا یہ خبر سنکر سیواجی باپ کے چھٹانے کی تدبیرین لگا۔ اول اسکے دل مین آئی کہ باپ کے چھٹانے کے لیئے عادل شاہ کی فرمانبرداری کیجے مگر اسکی بیوی سہای بائی نے اسے روکا کہ اس نافرمانی سے جو شاہ جی کی رہائی کا احتمال ہے وہ اس پادشاہ کی فرمانبرداری مین نہین ہے جو تو نواحی مین مشہور ہے اور سوچا کہ اس سے بہتر کوئی تدبیر نہین کہ پادشاہ دہلی کا توسل ڈھونڈھنا چاہیئے۔ سیواجی ایسا سریلا تھا کہ ابتک شاہ دہلی کی خدمت مین کوئی گستاخی نہین کی تھی چنانچہ یہ منصوبہ اسکا ٹھیک پڑا۔ اور شاہجہان کے ہان سے اسے پنجہزاری کا خطاب ملا۔ اور غالب ہے کہ اس پادشاہ کی سفارش سے شاہ جی کو رہائی ہوگئی۔ شاہ جی چار برس تک قید خانہ کی سیوا کرتا رہا اور چپ چاپ بیٹھا رہا۔ ملک مین بھی امن رہا۔ سیواجی ملک مین دست درازی کرتے ہوئے یون ڈرتا تھا کہ کہین قید خانہ مین باپ کا کام تمام نہ ہو جائے اور شاہ بیجاپور اس اندیشہ سے چپ چاپ تھا کہ کہین سیواجی مغلون کو نہ چڑھا لائے مگر اس وقت ملک کرناٹک مین بے انتظامی کی آفت برپا ہوئی اُس وقت دربار بیجاپور اپنی صلاح و فلاح اسی مین سمجھا کہ شاہ جی کو قید سے چھوڑکر کرناٹک بھیجے۔ وہان مفسدون نے اسکی جاگیر پر قبضہ کر لیا تھا اور اسکا بڑا بیٹا مارا گیا تھا اور سب طرف ہتیار بندی ہو گئی تھی اور تمام بیجاپور کے افسرون کو نکلنے کے لیئے مفسد دھمکیان دے رہے تھے شاہ جی سے قول و قسم اسبات پر ہو گیا تھا کہ وہ اسکے قید کرنیوالون کے ساتھ ہمیشہ صلح کے ساتھ رہے۔ اگرچہ اُسنے خود اپنا عوض نہ لیا مگر سیواجی کو لکھ بھیجا کہ اگر تو میرا بیٹا ہے تو باجے گھور پوری جاگیردار سودھول کو سزا دینا۔ غرض انتقام کا قرض والی بیجاپور کی گردن پر رہا جسکو سیواجی نے مع سود وصول کیا۔ سیواجی کے قید کرنے کے لیئے دشمنون نے کوشش کی مگر وہ چارون طرف کان لگائے رکھتا تھا۔

سیواجی کی پہلی بغاوت والی بیجاپور سے -

اب اُس نے ماولیون کو پیادون مین بھرتی کیا۔ سو پہ کی مہم مین تین سو گھوڑے اُسکے ہاتھ لگے تھے اُنپر پیادون کو سوار کرکے سوار بنائے۔ اور ان سوارون کے ساتھ پہلے ہی یہ شکار مارا کہ والی بیجاپور کو تین لاکھ اشرفیون کا خزانہ مولانا احمد حاکم کلیان نے بھیجا تھا۔ اُسے ۱۶۴۸ء مین لوٹ کر راج گڈھ مین لے گیا۔ روپیہ سپاہ سوارون کو دیدیا قلعون کا ن گوری ٹونا۔ نکونہ۔ بھورپ۔ کوری۔ توگھر۔ راج ماچی۔ ٹالا گوس سالا۔ اور کوہستانی مضبوط قلعہ رائے ری کو فتح کرکے اصل مالکون کو دے دیئے اب کانکن پر اُس نے حملہ کیا اور جن مقامات مین دولت تھی اونکو لوٹا۔ کانکن کے شمالی جانب ایک مسلمان حاکم تھا اور کلیان اسکی دارالریاست تھی اسپر سیواجی کے ایک برہمن ماجی سوتی دیو۔ افسر نے حملہ کیا اور کلیان فتح کرلیا اور جو اُس سے متعلق قلعے تھے انپر بھی قبضہ کرلیا اور حاکم کو قید کرلیا۔ سیواجی اس فتح کو سنکر بہت خوش ہوا اور خود کلیان مین گیا اور ماجی سوتی دیو کی بڑی تعریف کی اور اُسی ملک کا صوبہ دار مقرر کیا اور ملک کا انتظام کیا پُرانے قوانین مالگذاری کے جاری کئے مندرون پر چڑھاوے بھیجے برہمنون کو زمینین بُن کین۔ سیدی ایک خوفناک ہمسایہ تھا اسکی جاگیر جو قبضہ مین آئی تھی اسپر قبضہ رکھنے کے لئے دو قلعون کی تعمیر کا حکم دیا ایک گوس سالا کے پاس بیرداڑا اور دوسرا رائے ری کے پاس ہبگانہ سونا۔ احمد جسکو ماجی سوتی دیو نے قید کیا تھا سیواجی نے اسکی بڑی خاطرداری کی اور اسکو عزت وحرمت کے ساتھ بیجاپور کے دربار کو رخصت کیا مگر دربار مین اُسکے قید ہونے اور قلعون کے حوالہ کرنے کی خبر پہلے آچکی تھی شاہ بیجاپور نے اُسی موقوف کردیا

شاہجی کو قید ہونا اور چھوٹنا

جب محمد عادل شاہ پادشاہ بیجاپور نے سیواجی کے یہ بہت گھنڈے دیکھے اور اسکی تدبیر اور تزویر اور زور شمشیر سے آگاہ ہوا تو آگ بگولہ ہوگیا۔ سیواجی کا باپ شاہجی کرناٹک مین پادشاہ کی طرف سے صوبہ تھا اسکو دغا سے اُسیکے ایک ہم قوم باجے گھورپڑے نے دعوت مین بلایا اور گرفتار کرکے بیجاپور مین پادشاہ

اور گولکنڈہ کے فتح کرنے مین اپنا معاون بنائے۔ سیواجی نے اول اس شاہزادہ
کی باتون پر خیال کیا اور اسکی ملازمت حاصل کی اور اپنے ملک مقبوضہ کے لیے اسکے اقوال
سے بادشاہی سند حاصل کی مگر جب اسنے دیکھا کہ شاہزادہ اپنی ساری فوج بیجاپوریون
سے لڑ رہا ہے تو اسنے یہ خیال کیا کہ بادشاہی ملک پر قبضہ کرنے مین بہت کچھ فائدہ ہے اسلئے
اسنے اول قلعہ جنیر پر جو مغلون کی عملداری مین تھا رات کو حملہ کیا اور خوب اسکو لوٹا۔
تین لاکھ ہن کو ملا۔ اور دو سو گھوڑے ہاتھ آئے۔ اب اس سے بڑھ کر احمد نگر پر ۱۶۵۷ء مین
ہاتھ مارا۔ وہان سے سات سو گھوڑے اور چار سو ہاتھی اڑا لایا۔ ان فتوحات سے
لڑائی کا سامان اسکے پاس نئی طرح کا ہوگیا اگرچہ مادلی اور مرہٹے اسکی سپاہ کے پیادے
تھے اور وہ بڑے چالاک و چست تھے اور بدستور اپنے کامون مین مشہور تھے مگر اب
اسنے سوارون کا دستہ تیار کیا اور تھوڑے دنون بعد نہایت غور و تامل کرکے
پٹھانون کو پیادون مین بھرتی کیا اگرچہ ان مسلمانون کو سپاہ مین داخل کرنا ابتدائی
حالت مین مناسب تھا مگر بالفعل جو حال اسکا ہوگیا اور آیندہ ہونیوالا تھا اسکے
لئے یہ امر ضرور تھا۔ غرض اب اسکے پاس ایسا سامان ہوگیا تھا کہ وہ میدان جنگ مین
باقواعد فوج کے سامنے لڑ سکتا تھا اور ٹھیر سکتا تھا۔ سیواجی نے اورنگزیب کے معاملہ
مین بڑی غلطی کھائی اور اسکے زور و قوت اور سپاہ و عقل کا ٹھیک ٹھیک تخمینہ نہ کیا اسنے
بیجاپور کا بہت جلد محاصرہ کرلیا اور قریب تھا کہ اسکو بالکل فتح کرلے اس سبب سے سیواجی کی امیدین
دل کی دل ہی مین رہین اور بہت جلد اسکو خوف و ہراس اس شاہزادہ کی طرف سے
پیدا ہوا اسلئے یہ اس کی خوش نصیبی تھی کہ اپنے بیجا حملون کا عذر پیش کیا اور بہت منت و
سماجت سے پیش آیا اس سے اسکی طبیعت کا کمینہ پن ظاہر ہوا۔ یہ اسکی اقبالمندی تھی کہ
چند روز بعد شاہجہان کی بیماری کے سبب شاہزادہ کو ہندوستان کی طرف جانا پڑا
اور ایک لمحہ مین کچھ سے کچھ ہوگیا اور معاملات ملکی مین ایک انقلاب عظیم واقع ہوا اس عرصہ
مین کہ اورنگزیب بھائیون سے لڑا جھگڑا اور باپ کو معزول کرکے بادشاہ ہوا

اُسکو خبر ہو گئی اور اُسنے اُلٹی جوتی دشمنون ہی کے مُنہ پر لگائی۔ اب باپ کے چھوٹنے سے
شاہ جی کا زور دو بالا ہو گیا اور پھر اپنے جاہ و جلال کے بڑھانے مین اعلیٰ درجہ کی
تدابیر کرنے لگا۔ راجہ جولی جو دریاوارنا اور کشنا کے دوآبہ کے بڑے حصے پر فرمانروائی
کرتا تھا وہ بھی سیواجی کا ہمقوم تھا اور اس سے ہمیشہ صلح رکھنی چاہتا تھا مگر نہ اس کا یہ
ارادہ تھا کہ اس سرکش کا مطیع ہو اور نہ یہ نیت تھی کہ والی بیجاپور کے مقابل مین کھڑا ہو
وہ نہایت زبردست راجہ تھا اسکا خاندان بڑا اسا ہی مشہور تھا۔ اور ایک عمدہ سپاہ
رکھتا تھا سیواجی کو اُسسے یہ رنج پیدا ہوا کہ جو لوگ اُسکے تعاقب مین آتے تھے انکو اس
راجہ نے رستہ دیدیا تھا اب اس رنج کا عوض پردہ ہی پردہ مین لینا چاہا۔ اور دو
وکیل راجہ جولے کے دربار مین ایک برہمن اور دوسرے مرہٹہ چیندر راؤ بھیجے اور اُس کے
بیٹے سے شادی کی درخواست کی۔ جب یہ سگائی ٹھیر گئی تو ان دو پاجی ایلچیون نے
راجہ کے مارنے کا قصد کیا۔ سیواجی چپکے چپکے چوٹون کی طرح فوج کو ایسے مقام پر
لے کر آپہنچا کہ جس وقت راجہ مارا جائے تو وہ جھٹ پٹ ملک پر قابض ہو جائے غرض ان
ظالمون نے راجہ اور اُسکے بھائی کو مارا۔ خود بھاگ گئے۔ ایک سخت مقابلہ کے بعد ان کی
دار الحکومت سیواجی کے ہاتھ آگئی اور تمام اسکے متعلقات پر قبضہ ہو گیا مگر یہ کام ناجی
اور مکاری کا ہندؤن کو پسند نہ آیا۔ نیرا اور کشنا کے درمیان ایک بڑا مستحکم مقام سترا
تھا اسکو رات کو سیڑھیون پر چڑھ کے لے لیا اور قلعدار کو مار ڈالا سیواجی ملک گیری کی
نردبان کی اول سیڑھے پر پہلے چڑھ چکا۔ اب یہ دوسری سیڑھی پر قدم رکھا اور
اس فتح نمایان کے یادگار مین اُسنے قلعہ پرتاب گڈھ تعمیر کرایا اور اپنا پیشوا شامجی
پنتھ پہلے پہل مقرر کیا۔

اب تک سیواجی مغلون کی سلطنت کا بڑا ادب کرتا تھا۔ اُنکی سرحد پر قدم
نہ رکھتا تھا بلکہ وہ بادشاہ کی ملازمت کو اپنی عزت سمجھتا تھا اس وقت اورنگزیب
ملک دکن مین ملک گیری کر رہا تھا اسکی تمنا تھی کہ سیواجی کو اپنا دوست بنا کر بیجاپور

[illegible] اور مغلون سے معاملات

خوف زدہ ظاہر کیا قلعہ پرتاب گڈھ مین پہنچا یا اور اور عذر و معذرت کے خطوط خانصاحب کو بھیجنے شروع کر دئیے اور لکھا کہ آپ بزرگ ہین آپ کو میرے حال پر مرحمت کرنی چاہئیے اگر آپ کی بدولت میرا قصور بادشاہ کے ہان سے معاف ہو جاوے تو مین اپنا سارا ملک چھوڑتا ہون اور جان نثاری اور اطاعت مین پھر کچھ عذر نہین کرتا ہون۔ خان صاحب کچھ تو پہلے ہی ہوا کے گھوڑے پر سوار تھے۔ اب اور پھولے۔ اُنہون نے ایک برہمن پنتوجی گوپی ناتھ کو سیواجی پاس بھیجا کہ جاکر عہد و پیمان کر لے سیواجی نے اُس پنڈت سے رسم رواج کے موافق دربار مین ملاقات کی پھر آدھی رات کو اکیلا پنتوجی برہمن کی خدمت مین گیا اور وہان یہ ظاہر کیا کہ بھوانی نے مجھے دنیا مین بھیجا ہے ور ایسی باتین بنائین کہ وہ اُسکے بالکل ملگیا۔ اور اُسنے یہان سے جاکر خان صاحب کو بالکل منقوش خاطر کر دیا کہ اس لڑکے مین اصلا تاب مقابلہ کی نہین۔ ایک قلعہ مین ہراسان اور لرزان بیٹھا ہوا ہے اور سخت حیران ہے کہ کیا کرے اور کیا نہ کرے افضل خان یہ سُنکر اور شیر ہوئے اور بن اور جنگلون کو کاٹتے ہوئے قلعے کے تلے جا پہونچے۔ سیواجی کا بڑا منصوبہ اس کام مین یہ تھا کہ کسی طرح افضل خان کو مار لیجیے تو بیڑا پار ہے۔ اب پنتوجی کی اعانت سے یہ بات ٹھیری کہ ان دونون مین آپس مین تنہا ملاقات ہو۔ غرض خان صاحب اپنی خانی کے گھمنڈ مین آگئے ایک خدمتگار کو ساتھ لے گلے مین باریک ململ کا جامہ پہنے۔ ہاتھ مین ایک سیدھی سیف لی سیواجی کی طرف چلے۔ اس اثنا مین سیواجی نے کیا کام کیا کہ اول نہایا۔ اور پھر دل سے پوجا پاٹ کی اور ماکے پیرون مین سر رکھا اور اُسسے عرض کی کہ میرے لئے اس وقت ایشور سے پرارتھنا کرو کہ میرا کاج ہو جائے اور ایک زرد دگا روئی کا پہنا اور اسکے نیچے فولادی زرہ اور آستین مین بگھ نکھ (یہ ایک حربہ ہے جو شیر کے پنجہ کی صورت ہوتا ہے) چھپایا اور بغل مین خنجر دبایا۔ اب وہ خانصاحب کے روبرو سہما سہما ایسا آیا۔ جیسا کہ گیدڑ شیر کے سامنے آتا ہے اور بہت سہج سہج جاکر خانصاحب سے معانقہ کیا۔ وہ اول بگھ نکھ اُس کے

سیواجی اسکا مطیع اور فرمان بردار رہا اور اسکی خدمات بجا لانے کا بہانہ کرکے فوج
کو بڑھاتا رہا اور زبانی جان نثاری اور خدمت گزاری کا اظہار کرتا رہا اور اسکے عوض مین
اُسنے یہ درخواست کی کہ بادشاہی ملک مین جو جو استحقاق اُسکے ثابت ہین اُن پر توجہ
فرمائی جائے۔ اور اس طرف بھی اشارہ کیا کہ ملک کانکن مین وہ حکومت بہ نسبت اُن اہلکارون
کے جو اب مقرر ہین اچھی طرح کرسکتا ہے یہ وقت خود اورنگ زیب کے لئے نازک تھا۔ اسلئے
شاہزادہ نے وہ فرمان ۱۶۵۸ء مین جاری کیا کہ قصور معاف۔ ملک برقرار۔ ملک کانکن مین
لڑائی کی اجازت اور سارے دعوی اسکے منظور۔ مگر پانچسو سوار اپنی بادشاہ کی خدمت مین بھیجدے
سیواجی بھی ایسے معاملات مین اورنگ زیب کا بھائی تھا اُسنے سوار نہ بھیجے۔ مگر زبانی اقرار
ہمیشہ کرتا رہا۔ وغا کی شطرنج دونو کو برابر کھیلنی آتی تھی۔ بازی قائم رہی۔ سیواجی نے پیشوا
شاجی کو بہت سی سپاہ دیکر کانکن مین بھیجا وہان اُس نے بعد ایک سخت لڑائی کے سیدی جوہر
سے ہزیمت اُٹھائی۔ اسلئے سیواجی نے پیشوا کو بُلایا اور اپنے عہدہ سے معزول کردیا۔ اب
یہ وقت بڑا نازک آگیا تھا۔

اُس وقت مین عادل شاہ کے بیمار ہونے سے مملکت بیجاپور مین ایک انقلاب عظیم پیدا ہوا جب
وہ مرگیا تو علی عادل شاہ ایک نوجوان اُسکی جگہہ تخت نشین ہوا۔ اُسکی حکومت کو استقلال نہوا
تھا ابھی اُسنے اورنگ زیب سے ہزیمت اُٹھائی تھی۔ اراکین سلطنت مین باہم جھگڑا اُٹھا۔ بادشاہ
کم عمر تھا۔ باوجود ان سب باتون کے بیجاپور کے دربار نے سب سے اول یہ کام مقدم جانا کہ
سیواجی کی سرکشی کو دبائین اور اسکو اتنی فرصت نہ دین کہ وہ مغلون کے ساتھ سازش کرسکے
اس کام کے واسطے چیدہ چیدہ بارہ ہزار سپاہ جمع ہوئی۔ اور افضل خان جو بڑا نامی گرامی
امیر تھا اسکا سپہ سالار مقرر ہوا۔ وہ اپنی شیخی مین آکر کہنے لگا کہ سیواجی کی کیا حقیقت ہے ابھی
اُسکے زنجیرون مین جکڑ کر بادشاہ کے تخت کے روبرو لاکر کھڑا کرتا ہون۔ اس نوجوان کو جب یہ
خبر ہوئی تو وہ اپنی کمزور حالت کو سمجھا کہ ایسے جوانمرد سے پہلے میدان مین مقابلہ نہین
ہوسکیگا۔ اپنی قدیمی تزویر و تدابیر و حکمت مین مصروف ہونا بہتر جانا۔ اُس نے اپنے تئین

افضل خان کا سیواجی سے ۱۶۵۹ء مین مارا جانا

نسیواجی سے خوف کھانے لگا اور دل ہی دل مین جلنے لگا اور سوچ بچار مین
پڑگیا پھر مئی سنہ ۱۶۶۰ع مین اُسنے نئی فوج جتنی افضل خان کے ساتھ بھیجی گئی تھی
جمع کی اور نامور افسر صلابت خان کے سپرد کی گئی اور سیدی جوہر اور واڑی کے ساونت
اُسکے مددگار مقرر ہوئے۔ غرض یہ سب ملک کانکن پر حملہ کرنیکے لئے روانہ ہوئے۔
سیواجی نے ہر مقام پر اس لشکر سے مقابلہ کرنے کی تیاریان کین اور قلعہ پنالہ کی
حفاظت مین وہ خود مصروف ہوا مگر اسکو یہ بات دیر کر معلوم ہوئی کہ اس قلعہ کی
حفاظت مین ناحق تضیع اوقات اُسنے کی۔ وہ یہان جا پہنچا تا گھرا رہا۔ اور اس
سبب سے اپنی فوج سے کچھ کام نہ لے سکا اب قلعہ کا تھامنا اور خود نکل جانا بھی ناممکن معلوم
ہوتا تھا اسلئے یہ چال چلا کہ صلابت خان سے پیغام بھیجا کہ مین خود حاضر ہو کر
اس قلعہ کو سپرد کرتا ہون۔ کل دروازے کھولدونگا۔ یہ مژدہ سُنکر محاصرین بڑے
خوش ہوئے اور سمجھے خدا نے ہماری محنت کا اجر دیا اور رات کو بے خبر سو رہے۔ صبح
کیا دیکھتے ہین کہ سیواجی اپنے منتخب سپاہیون کے ساتھ اُنکے درمیان ہو کر قلعہ
سے نکل گیا اور رنگنا مین پہنچا۔ بادشاہی فوج نے بڑی سرگرمی سے اسکا تعاقب
کیا اور جس منزل پر سیواجی نے اُترنا چاہا تھا اُسے جھپل وری جا لیا۔ مگر وہ ایک
درہ تنگبا کی حفاظت باجے پربھو کو سپرد کرکے آگے بڑھ گیا۔ یہ باجے پہلے سیواجی
کا جانی دشمن تھا مگر اب اُس کے لئے جان دینے کو حاضر تھا۔ اس درہ پر تھوڑے سے
آدمیون سے ایسا لڑا کہ تین دفعہ دشمنون کا مُنہ پھیر دیا اور اُلٹا ہٹا دیا۔ چوتھی مرتبہ
افضل خان کے بیٹے فاضل خان نے جو سیواجی کے خون کا پیاسا تھا بڑے زور
شور سے اس درہ پر حملہ کیا۔ ایک سخت لڑائی کے بعد اس جگہ کو لے لیا۔ درہ مین جو
سپاہی چھپے چھپائے باقی تھے مارے گئے اور سیواجی کے بہادر نائب بھی بیچ گرے
جسوقت اس بہادر کی آنکھون پر موت کی تاریکی چھا رہی تھی اس وقت پنالہ سے
ایک توپ چھوٹی جسنے سیواجی کے زندہ سلامت رہنے کی بشارت اس مردہ کو سنائی

جسم مین چبھویا اور پھر خنجر کا وار کیا خان صاحب نے بھی اپنی نازک سیف اُسپر چلائی۔ مگر
فولادی زرہ نے اُسکو جسم تک نہین پہنچنے دیا۔ اب اسکا سر کاٹ کر پرتاب گڈھ مین لے آیا۔
سیواجی نے پہلے سے یہ حکمت کر رکھی تھی کہ جنگل مین چارون طرف مرہٹے لگا رکھے تھے۔
جب افضل خان کے مرنے سے فوج مین ہل چل مچی تو یہ مرہٹے اُنپر بے خبر جا پڑے۔ ساری فوج
کو تتر بتر کر دیا۔ یہ واقعہ اکتوبر ۱۶۵۹ء مین ہوا۔ افضل خان کا بیٹا اور اُسکا خاندان
ایک مرہٹے کو رشوت دیکر بچ گیا۔ مگر سیواجی نے اس مرہٹے کا سر اوڑا دیا۔ اگرچہ اور
قیدیون کے ساتھ اُس نے نیک سلوک کیا اور سب مرہٹون کو نوکر رکھ لیا مگر جب ایک مرہٹہ
نے اپنے ولی نعمت والی بیجاپور کی نمک حرامی سے انکار کیا تو اُسکو انعام دے کر رخصت
کیا۔ اس مہم مین سیواجی نے خفیہ خزانون کے بتلانے کے واسطے لوگون کو تکلیف دی مگر
کوئی کام بیفائدہ نہین کیا۔ اور بے سبب کسی کو اذیت نہین پہنچائی۔ اس دغابازی اور
فریب کی مرہٹون مین بڑی تعریف ہوئی اور اسکی بدولت اسکو چار ہزار گھوڑے اور
ہاتھی اور اونٹ اور خزانہ اور توپین اور اور اسباب ہاتھ لگا۔ اور قلعہ پنالہ اور لون گڈھ
بھی قلعہ دارون نے اُسے حوالہ کر دیا اور اُسنے بسنت گڈھ کو بھی لے لیا اور بہت سے
قلعے اُسکے ہاتھ لگ گئے۔

بعد اس قضیہ کے علی عادلخان نے ایک اور فوج رستم خان کے ماتحت روانہ کی مگر اُسکو
بھی پنالہ کے قریب شکست ہوئی۔ ان فتوحات سے سیواجی کا دل بڑھا اور ایسا بیباک
ہو گیا کہ وہ ملک کو تاخت و تاراج کرتا ہوا بیجاپور کے دروازہ تک پہنچا۔ اور اُسکے
پاس سے ہو کر گھاٹون مین چلا گیا۔ لوگون کو یہ یقین تھا کہ وہ زمین مرتفع پر جب جا بی
ٹھا رہیگا مگر اُسنے وابل اور اور مقامات پر قبضہ کر لیا۔ راجپور سے بڑا بھاری
خزانہ لیا اور راج گڈھ کو اپنے ساری لوٹ کے اسباب اور دولت سے زینت
دی اور اُسکو دارالریاست بنایا۔

جب ان باقاعدہ لڑائیون مین شکست پر شکست ہوئی تو پھر عادل شاہ

اور بیٹے سے ملاقات کرنے آیا۔ بیٹا بھی اُسنے تعظیم و تکریم سے پیش آیا۔ مرہٹون کے مورخ
کہتے ہین کہ سیواجی

دار الحکومت منتقل کرکے رہری مین لے گیا
اب اپنی
اور اُسکا نام رائے گڈھ رکھا اور اسکو سامان ور اساب سے خوب مستحکم اور درست
کیا۔ ایک اُس کے سردار نے شمال مین دور دور بہت سے قلعے تسخیر کئے۔ دوسرے افسر نے
اورنگ آباد کے قریب تک تاخت و تاراج کی اور تمام ملک مین تھلکہ ڈالدیا۔
اس صلح کے بعد سیواجی پاس کل ولایت کانکان کلیان سے گوا تک تھی جسکا
چار درجہ عرض ساحل شامل تھا اور کونکان گھاٹ مہتابیا سے وارنا تک تھا جنمین
۱۶۰ میل کا فاصلہ تھا۔ اسکے مُلک کا بڑے سے بڑا عرض سوپہ و جنیر کے درمیان
سو میل سے زیادہ نہ تھا۔ اسکے پاس اتنا ملک نہ تھا جتنی سپاہ تھی پچاس ہزار پیادے
اور سات ہزار سوار۔ اسکی قوت بڑی خوفناک تھی۔ بیجاپور والون سے صلح کرکے
اسکو فرصت ہوئی کہ وہ مغلون سے لڑنے بھڑنے۔
الفنسٹن صاحب اور کرنیل ڈف صاحب نے اپنی تاریخون مین مرہٹون کی کتابون سے
بہت حالات سیواجی کے لکھے ہین جنمین سے کچھ ہمنے اوپر نقل کئے ہین اب ہم عالمگیر نامہ
اور منتخب اللباب خافی سے سیواجی کے حالات نقل کرتے ہین دونو کا مقابلہ کرکے فیصلہ
کرلو کہ واقعات اصل کیا ہین۔ جب نظام الملک کا سارا ملک شاہجہان کے قبضہ مین گیا
اور عادل خان سے وداد اور اتحاد کا رابطہ قائم ہوگیا تو عادل خان نے یہ التماس
کی کہ بیجاپور کی چند محال جو بادشاہ کے تصرف مین آئی ہین بعض تعلقہ کوکن نظام الملکی
زمین ہین جو عبارت بندر چیول و دابل و دنده راجپوری و چاکنہ سے ہے اور عادل شاہیہ
تسلط کے بعد وہ حدود مُلک بیجاپور مین داخل تھے اور عادل شاہیہ سرحد کوکن کے

اس آوازسے جو زندہ باقی رہ [illegible] اسکا در کی لاش کو [illegible]ون کے حلق مین لٹکا کر لیگئے۔ اب سنہ ۱۶۶۱ء مین علی عادل شاہ خود فوج لے کر سیوا جی سے لڑنے آیا۔ اور پنالہ اور لون گڈھ اور بہت سا ملک جو سیوا جی نے حال مین فتح کیا تھا اُسسے چھین لیا۔ غرض سیوا جی اُس سے مقابل نہو سکا۔ مگر راج پور پہ حملہ کیا اور اسکو لوٹا اور سنرنگا پور جو ایک مرہٹے راجہ کی راجدھانی تھی اُسے تباہ کیا۔ یہ راجہ بھی اس جھگڑے مین مارا گیا۔ اس ناشائستہ حرکت سے ہندو سیوا جی سے ناراض ہوئے غرض اس سال کے اندر کوئی کام اُسنے معقول نہین کیا اب وہ پوجا پاٹ اور دھرم کرم مین زیادہ مصروف رہنے لگا۔ اور اپنے تئین جتی ستی جتلانے لگا اور پرتاب گڈہ مین بھوانی کا مندر تعمیر کرایا۔ تاکہ ساری باتون کا کفارہ ہوجائے اور اس اثناء مین سیدی جو ہر سے بھی کئی معرکون مین میدان جیتا۔ تم کو یاد ہوگا کہ گھورہ پوری نے شاہ جی کو گرفتار کرکے اپنی بیجاپور کے حوالہ کیا تھا اور اس وقت وہ سیوا جی سے لڑنے کے لئے سامان کئے ہوئے آتا تھا سیوا جی کو اُسسے باپ کا عوض لینا تھا اسلئے وہ بے خبر اُس کے گھر مین چلا گیا۔ اور اُسکو مار ڈالا۔ اُسکے گھروالون نے مکان مین آگ لگادی اور خود بغیر مقابلہ و مقاتلہ کے بھاگ گئے۔

اب کرناٹک مین فساد برپا ہوا۔ اسلئے پادشاہ بیجاپور کو ضرورت ہوئی کہ سیوا جی سے جو فوج لڑنے گئی تھی اُسسے بلا کر کرناٹک کی مہم مین مصروف کرے اسلئے سیوا جی کو فرصت ملی کہ اُسنے واڑی کے ساونتون کو مغلوب کرلیا اور گھاٹون پہ جو اُسکے نقصان ہوگئے تھے انکو پورا کیا۔

اب بہت سے بندرگاہون پر اسکا قبضہ تھا اُسنے جہازون کا بیڑا بنایا اور گوالیر سے توپخانہ منگایا۔ آخرکار ساہو جی نے بیٹے کی صلح والی بیجاپور سے سنہ ۱۶۶۲ء مین کرادی۔ ساہو جی اپنے اس نونہال کے پھولنے پھلنے سے پھولا نہ سماتا تھا بیٹے کی اس حرکت پر کہ اس نے گھورہ پوری کو مارا فریفتہ اور عاشق تھا

سنتا وہان دوڑکر جاتا اور لوٹ لیتا پہلے اس سے کہ جاگیردارون کی فریاد ان
ایام پرفساد مین بیجاپور مین پہنچے سیواجی اپنا ایک عریضہ مع بہت سے ہدایا اور تحائف کے
بھیجتا اور عذر لکھتا کہ فلان محال مین افزونی محصول کی گنجایش تھی اور جاگیردارون
اور اُسکے منصوبون نے ایسی ایسی تقصیرین کی ہین مینے اُنکی تنبیہ کی اور اس قدر روپیہ
اضافہ پر مجھے جاگیر یا خالصہ کے طور پر اُنکا لینا منظور ہے۔ بیجاپور کے کارپردازون مین
رشوت ستانی کا بازار گرم تھا اس آشوب مین ایک دوسری کی نہین سُنتا تھا۔ جاگیردارون کے
نوشتجات جو آتے انپر بھلا یہ مرتشی کب توجہ کرتے تھے۔ ملک دکن کبھی فتنہ و خلل و فساد
سے خالی نہین رہتا وہان کی سرزمین کی تاثیر یہی ہے کہ حکام و رعایا مرض حسد و
حمق و خفت عقل مین گرفتار رہتے ہین اور اپنے ہاتھ سے اپنے پاؤن مین کلہاڑی
مارتے ہین اور عرض و مال و ملک کو فنا کرتے ہین اور اس ولایت مین کارپردازون
کی طمع پر فرمانروا کی انحراف و اختلال مزاج کا اور طرہ چڑھا تو سیواجی کی بنتی آئی۔ کہ
اُسکے نام احکام اس ملک کے اختیار کے پہنچے تھے۔ رفتہ رفتہ یہانتک نوبت آئی
کہ وہ سرکشون مین شمار ہونے لگا اور مرہٹہ کے انتخابی قزاق پیشہ جماعت کثیر اس
پاس جمع ہو گئی اور اُسنے نامی قلعون کی تسخیر مین کمر ہمت چست باندھی۔ اول چند
قلعون پر متصرف ہوا اور پھر اور قلعون پر دست درازی کی جو ذخیرہ و تجربہ کار
قلعہ دارون اور کارآزمودہ حارسون سے خالی تھے اس زمانہ مین بیجاپور کی ریاست
مین انقلاب ہو رہا تھا سکندر علی عادل شاہ ثانی جسکی اصل و نسل کے اثبات مین بھی گفتگو
تھی۔ چھوٹی عمر مین باپ کا جانشین ہوا۔ شاہجہان کے حکم سے شاہزادہ اورنگ زیب
کی مہم نے اور شورش و فساد کو زیادہ کیا اس سے روز بروز سیواجی کی قوت بڑھتی
گئی اور تمام قلعون پر اسکا تصرف ہو گیا اور تھوڑے دنون مین صاحب مکنت وہ
ہو گیا اور جمعیت مال و ثروت کے فراہم ہونے سے بادشاہ ہند و بیجاپور کی مخالفت
پر کمر باندھی۔ قلعے کوہون کی اور جنگل پر از اشجار کی پناہ مین ملک اور دور و نزدیک کی

متصل جو تل کوکن مشہور ہے واقع ہے۔ ان سب پر اور پرگنات بیجاپور کے متصل
اورنگ آباد پر بندہائے شاہی منصوب کی قبضہ کریں اور اسکی عوض میں وہ بندر جو تل
سے پرگنہ جاکنہ تک تعلقہ بیجاپور کو عنایت فرمائیں اسمیں بالکل جنگل و کوہ اور اشجار کنار
دریائے شور ہے۔ بادشاہ نے یہ درخواست منظور کرلی۔ بعد عوض معاوضہ کے دونو
کوکن عادلشاہیان بیجاپور سے متعلق ہوگئے۔ ملا احمد جسکے بزرگ عرب تا ان کے شرفای
نوآئط میں سے تھے اور حجاج بنی امیہ کے ظلم سے اطراف کوکن میں وارد ہوے تھے اور قوم
نوآئتیہ کے نام سے زبان زد ہوئے تھے انکی اولاد میں سے ملا احمد مذکور شاہ بیجاپور
کے مقربوں میں تھا اور اس ضلع میں تین پرگنوں کا جاگیردار تھا۔ ان ہی دنوں دو
پرگنے جسکے نام سوپہ و پونہ تھے۔ شاہ جی بھوسلہ کو جاگیر میں ملے تھے۔ باپ کی طرف
سے جاگیر کے بندوبست میں سیواجی صاحب اختیار تھا اور اپنی قوم میں شجاعت و
رشادت میں ممتاز تھا اور حیلہ و تزویر میں ابلیس پرتلبیس کا فرزند رشید گنا جاتا تھا
ان حدود میں قلعے کوہستان بڑے اونچے اونچے تھے جنگل لاحاصل اشجار خاردار سے
پُر تھے اب یہاں اسنے زمینداروں کے طریقہ پر توطن اختیار کیا عمارات بنائیں۔
نئے نئے قلعجات کوہی و حصار گلی بنانے میں مشغول ہوا۔ دکن میں ایسے قلعہ کو گڈھ
کہتے ہیں ان ہی دنوں میں عادل خان بیجاپوری عارضہ بدنی میں گرفتار ہوا۔ مرض
کے امتداد سے مملکت بیجاپور میں کہ بہ نسبت اور ہندوستان کے صوبجات کی
وسعت مسافت و مداخل زیادہ رکھتا تھا آشوب انقلاب پیدا ہوا اور ملا احمد
ان ہی دنوں میں والی بیجاپور پاس گیا اس سبب سے کہ اسکی فوج اطراف کوکن
سے چلی گئی تھی سیواجی نے دیکھا کہ ملک فرمان روا کے انتظام سے خالی ہے تو اسنے
اور جاگیرداروں کے تعلقہ میں جرأت و بیباکی شروع کی
کل دکن میں اسکی اور اسکی اولاد کے فساد کی بنیاد روز بروز جمتی گئی
جسکا حال آگے بیان ہوگا جس جگہ وہ قصبہ معمور و آباد و سیر حاصل لاداررعایا

کا اظہار تضرع کے ساتھ شروع کیا جب دامن کوہ مین آیا تو تین چار قدم آگے
اپنے جرم کا اقرار کرتا اور عفو کی درخواست کرتا اور لابہ و سالوسی سے سراپا
تن و بدن کو لرزہ مین لاتا اور عرض کرتا کہ اسلحہ دار آدمی و خدمتگار جو پالکی کے
ہمراہ ہین دور رہون اور حربہ جسکو دکھنی بچھوا کہتے ہین ہاتھ کی انگلیون مین آستین کے
نیچے اس طرح پوشیدہ کیا تھا کہ ہرگز نہین معلوم ہوتا تھا اور اپنے آدمیون کو مسلح و مکمل
ہر غار کے بن و کنار پر اور کوہ کے ہر نشیب و فراز پر متفرق بٹھایا تھا اور نفیر نواز کو ٹھہرا
رکھا تھا اور اسکو سمجھا دیا تھا کہ ملاقات کے وقت اس حربہ جان ستان سے اپنے
دشمنون کو امان نہ دونگا - جب دور سے حربہ لگانے کا اثر ظاہر ہو تو میرے حکم کا
کے فکر مین نہ پڑنا نفیر بجا کر اپنے لشکر کو خبردار کرنا اور لشکر کو تاکید کر دی تھی کہ نفیر کی
آواز سنتے ہی اطراف سے نکل کر افضل خان کے آدمیون پر دوڑ جائے وہ ہر طرح
سے موافقت کو عمل مین لاتا - افضل خان کو اجل ناگہان اس مکان تک کہ بیابان
کوہستان لائی تھی - اپنی جلادت کے غرور مین سیوا کو اس طرح دیکھ کر کہ بے اسلحہ ہراسان
و ترسان آتا ہے اسکے عدم و وجود کو مساوی جانا اور پالکی کے گرد جو چند نفر
تھے انکو بھی دور بھیجدیا - جب سیوا جی قریب آیا تو روتا ہوا افضل خان کے پیرون
مین گرا افضل خان نے اسکے سر کو اٹھا کر چاہا کہ دست شفقت اسکی پیٹھ پر پھیرے
اور بغلگیر ہو کہ اس نے چالاک دستی سے حربہ زیر آستین کو افضل خان کے شکم مین ایسا
مارا کہ آہ نہ کھینچ دی اور کام اسکا تمام کیا - نفیر نواز نے موافق ارشاد کے صدائے
فتح سپاہ کے کان مین پہنچائی - دامن کوہ کے ہر طرف و گوشہ و کنار سے سوار و پیادے
بے شمار نکل آئے افضل خان کے لشکر پر حملہ آور ہوئے اور قتل و غارت و تاراج
پر ہاتھ کھولا - اب دوڑ کر لشکر مین آیا اور اسکو جان کی امان دی - گھوڑے
ہاتھی و خزانہ و اسباب تمام کارخانے اپنے تصرف مین لایا اور سپاہ کو نوکری
کا پیغام دیکر اپنا نوکر بنا لیا اور پہلے سے زیادہ اسباب تجمل و جمعیت بہم پہنچایا

بحر و بر کی راہون مین تاخت و تاراج شروع کی اور قلعہ راج گڈھ کو جاکنہ کو اپنا ملجا
وماوا مقرر کیا اور دریا کے بعض جزیرون پر کشتیون کو جمع کر کے قبضہ مین کر لیا اور ان
بھی نئے قلعے بنا کئے صاحب چہل قلعہ ہو گیا۔ اور سب قلعون مین ذخیرہ و سامان جنگ مہیا
کیا۔ اور علانیہ بے باکانہ مخالفت کا نقارہ بجایا اور دکن کے مشہور باغیون مین ہو گیا
جب سکندر علی عادل شاہ حد شعور کو پہنچا اور ملک کی پرداخت مین مشغول ہوا۔ پہلے سیواجی
پاس رسل و رسائل بھیجے۔ جب انکا اثر کچھ نہ ہوا تو افضل خان کو ایک لشکر گران کے ساتھ
اسکی تنبیہ کے لئے تعین کیا۔ افضل خان عمدہ امرا اور فصیحاؤن مین سے تھا اسنے جا کر
سیواجی کو تنگ کیا سیواجی نے دیکھا کہ صف جنگ مین اور محصور ہونے مین اس سے
عہدہ برآ نہین ہونے کا۔ تو حیلہ و تزویر روباہ بازی کا جال پھیلایا معتمد آدمیون کو
درمیان مین ڈال کر ندامت کا اظہار کیا اور عفو تقصیرات کے قبول کی التماس کی
اور مکار برہمنون کی آمد و رفت کے بعد یہ قرار پایا کہ مکان مقرری مین سیواجی کے
قلعہ کے نیچے سیواجی تین چار بے اسلحہ خدمتگارون کے ساتھ کمر کشادہ افضل خان کی
ملازمت کے لئے آئے اور افضل خان پالکی مین بیٹھ کر پانچ چار بے ہتیار خدمتگارون کے
ساتھ قلعہ کے نیچے آئے اور سیواجی جب ملاقات کر چکے تو بعض عہد و پیمان بالمشافہ
کئے جائین اور خلعت دے کر اسکو رخصت کیا جائے۔ افضل خان کو وجہ پیش کش مع
تحائف دیگر بعد تقدیم ضیافت رخصت کرے بلکہ خود سیواجی تسلی پانے کے بعد افضل خان
کی خدمت و رفاقت مین بیجاپور کا عازم ہو۔ سیواجی نے مکاری یہ کی کہ افضل خان
پاس طرح طرح کے ہدیے اور اس ملک کے قسم قسم کے میوے بھیجکر اور عجز و انکسار ظاہر
کر کے اسکو اپنا رام کر لیا اور دام تزویر مین آیا افضل خان نے اسکے اظہار ابلہ فریب کو
سچا جانا اور وہ احتیاط جو بزرگ بتلا گئے ہین نہ کی وہ بے ہتیار لگائے پالکی
مین بیٹھ زیر قلعہ مکان موعود مین چلا آیا اور اپنے سب ہمراہیون کو ایک تیر پرتاب کے فاصلہ
پر اپنی فوج مین سے الگ کر دیا سیواجی قلعہ سے پیادہ پا آیا۔ دوسری عجز و انکسار

آیا سیواجی قصبہ سوپہ کی طرف پھر آیا تھا۔ امیر الامرا کے آنے کی خبر سنکر اس جا کو خالی کیا۔
اور دوسری سمت کو چلا گیا۔ امیر الامرا نے قصبہ سوپہ پر بے جدال و قتال قبضہ کیا۔
جادو رائے کو یہان منتظم مقرر کیا اور اس جگہ کی خبرداری اور غلہ کی رسد رسانی کے لئے لشکر
شاہی کو تاکید کی سیواجی نے اپنے لشکر کو اس کام کے لئے مامور کیا کہ جسطرف امیر الامرا کی
کہی فوج جائے اسپر تاخت و تاراج مین مشغول ہو اور شوخی کرے امیر الامرا اس امر پر مطلع ہو
تو اسنے کہی کے لئے چار ہزار سوار مقرر کئے اور انکے سردار باری باری سے تجویز کئے ہر منزل
مین ہر روز کہی پر دکنیون کی فوج اطراف سے نمودار ہوتی۔ قزاقون کے طور پر ناگہان کہی
کے سر پر چڑھ آتے لشکر کے خبردار ہونے تک گھوڑا اونٹ آدمی جو کچھ ہاتھ آتا لوٹ کر لیجاتے
فوج شاہی کے بہادر اپنے مقدور کے موافق انکا تعاقب کرتے اور انکو ہلاک کرتے وہ جنگ
نگریز کرکے ہر طرف متفرق ہو جاتے۔ اسیطرح سیواپور تک جو اسکا آباد کیا ہوا تھا لشکر شاہی
پہنچا۔ یہ دونو مقام سیواجی سے امیر الامرا نے لے لئے۔ پونہ مین داخل ہو کر وہان اپنی
اقامت کی جگہہ مقرر کی اور وہان سے سوار ہو کر حصار چاکنہ کے نیچے آیا اس قلعہ کے برج بارہ
کا غور کی نظر سے ملاحظہ کیا۔ مورچال مقرر اور تقسیم کئے اپنی لشکر کے گرد دمدمہ اور خندق کھود
اور نقب لگانے کا حکم دیا اور اس حصار کو بالکل گھیر لیا اور اسکی تسخیر کے لئے سعی و جدوجہد
بیکر باندھی۔ بارش کی کثرت تھی۔ اس سرزمین مین پانچ مہینے شب و روز متواتر بارش رہتی ہے
اور گھرون سے سر نکالنے کی فرصت نہین دیتی اور ایسا غبار تیرہ اٹھتا ہے کہ دن کی رات
ہو جاتی ہے اور اکثر چراغ جلانے کی احتیاج ہوتی ہے ایک مجلس مین آدمی کو آدمی نہین
پہچان سکتا۔ بندوق و باروت کام نہین دیتے کمانون کے چلّے ڈھیلے ہو جاتے مین باوجود
ان سب باتون کے ایسی سعی کی کہ توپون کی پے درپے مار سے قلعہ کی دیوارین چھلنی ہو گئین
مفسدون کو سراسیمہ و مضطرب کیا۔ اندھیری راتون مین محصورین قلعہ سے باہر آتے۔ اور
بادشاہی مورچلون پر حملہ کرکے عجیب دستبردین کرتے اور کبھی کبھی دن کو بھی اندر اور باہر سے
شوخی ایسی کرتے کہ مورچالون کو تزلزل مین ڈالدیتے۔ اسی طرح چھپن روز محاصرہ پر گذرے

جب یہ خبر عادل خان بیجاپور کو پہنچی تو دوسرا لشکر رستم خان سلیہ دار کے ماتحت
روانہ کیا قلعہ پرنالہ پر دونو کی لڑائی ہوئی رستم خان مغلوب ہوا غرض
اس طرح سیواجی روز بروز صاحب لشکر مستقل ہوتا گیا۔ نئے نئے قلعے بناتا گیا
اپنے ملک غصبی کی آبادی اور بادشاہی بیجاپور کی ویرانی مین کوشش کرتا
دور دست کے قافلون پر تاخت کرتا آدمیون کے مال ناموس پر متصرف
ہوتا اور اُس نے انتظام کیا تھا کہ جہان لشکر تاخت کرے مسجد و کلام اللہ و کسی
کے ناموس مین دست اندازی نہ کرے جو شخص قرآن شریف لاتا اسکو حرمت و ادب
کرتا اور کسی مسلمان نوکر کو دیدیتا اور جس ہندو مسلمان کے ناموس گرفتار ہوتے
تو کسی کا یارا نہ تھا کہ نظر بد سے اُسے دیکھتا اس کی نگہبانی و محافظت مین کوشش
کرتا۔ کہ اُسکے وارث آنکر بقدر حالت عوض مین روپے دیکر انکو چھڑا کر لے جائین مگر
جو عورت ایسی ہوتی کہ اسکے نام و نشان کنیزی ہونیکا ظاہر ہوتا تو اسکو اپنی
زرخرید ملک جانتا اور متصرف ہوتا اور یہ انتظام کیا تھا کہ جہان لوٹ ہوتی
اُس مین سے رخت مستعمل غریبانہ و پیسے و تانبے پیتل کے برتن جو لوٹتا اسکے ہوتے
باقی جنس و نقد و طلائی مسکوک و غیر مسکوک و زیور و اقمشہ و جواہر جس کے
تصرف مین آتے اسکی یہ قدرت نہ تھی کہ اسمین دام و درم کا تفاوت کرتا
بالکل ان کو سردار اور عہدہ دار جدا کرکے سیواجی کی سرکار مین داخل کرتے جب
اس علیہ کا حال عالمگیر سے عرض ہوا امیر الامراء صوبہ دار دکن کو حکم ہوا کہ سیواجی کی
تنبیہ و استیصال مین کوشش کرے

حسب الحکم امیر الامراء ۲۵ جمادی الاولی سنہ جلوس کو اورنگ آباد سے چلا اور
ممتاز خان کو یہان اپنا نائب مقرر کیا اور سیواجی کی گوشمالی کے لئے پونہ اور
چاکنہ کی طرف مرحلہ پیما ہوا۔ ان دنون مین سیواجی پہین رہا کرتا تھا غرض
رجب کی [illegible] کہ سیوہ گانون مین جو سیواجی کی محال سے تعلق رکھتا تھا امیر الامراء

قلعہ پرنیدہ قدیم الایام سے نظام الملک کے تصرف مین تھا۔ جب سلطنت نگڑی تو محمد عادلخان
بیجاپور نے تین لاکھ ہن قلعہ دار کو دے کر قلعہ کو اپنے تصرف مین کر لیا اب والی ریاست بیجاپور
سے متعلق تھا شاہجہان کے حکم سے ایک مرتبہ مہابت خان خانخانان نے اس قلعہ کا محاصرہ
کیا تھا مگر وہ ناکام رہا۔ اب بے تردد وقتال و جدال عالمگیر کے ہاتھ آیا۔ امیر خان بھی
راجہ کرن کو مع دو بیٹون انوپ سنگہ و بیم سنگہ کے حضور مین لایا جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہے
ان ہی ایام مین بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ پرتھی سنگہ زمیندار سری نگر جسکے پہاڑون
کی پناہ مین سلیمان شکوہ مارتوان سے رہتا تھا اور اسکے ملک کو افواج شاہی بسر کردگی
تربیت خان پامال کرتی تھی اسنے راجہ جیسنگہ کی معرفت عرضداشت بھیجی جسمین تقصیرات
سابق ولاحق کے عفو کی اور سلیمان شکوہ کے حوالہ کرنے کے لئے التماس کیا۔ بادشاہ نے
رام سنگہ پسر راجہ جیسنگہ کو سلیمان شکوہ کے لانے کے لئے رخصت کیا۔ اسکے پہنچنے کے قبل سلیمان
کو میزبان کے ارادہ پر اطلاع ہوئی تو اسنے اپنی جان بچانے کے لئے حرکت مذبوحی کی
مگر بیکار اسکے ساتھ اب تک باقی تھا اور جن اسکے رفیق قتل ہوئے اور سلیمان شکوہ
محمد شاہ کو کہ جو اسکے ساتھ اب تک باقی تھا اور جو اسکے رفیق قتل ہوئے اور سلیمان شکوہ
دستگیر ہوا اور کنور رام سنگہ اور تربیت خان کے ہمراہ ۱۱ جمادی الاولی ۷۰ کو
حضور مین آیا اسکو ملازمت کا حکم ہوا اور بادشاہ نے لطف فرمایا کہ اسکی خطا بخشی کی اور
جان کی امان دی اور اس دل باختہ کی تسلی کی۔ فرمایا کہ تم گڑھ مین جاؤ اور وہان
سے محمد سلطان کی ہمراہ گوالیار بھیجا جا ئے معتمد خان کو گوالیار کا قلعدار بنا کے اس کی ہمراہ
بھیجا میدنی سنگہ پسر پرتھی سنگہ زمیندار سری نگر کو جو سلیمان شکوہ کی ہمراہ آیا تھا دو ہزاری
سوار کا منصب اور پانچہزار روپیہ نقد اور ایک ہاتھی اور دس گائیں عنایت ہوئین
اسکے باپ کے لئے بھی خلعت عنایت ہوا راجہ کرن بھی حضور مین آیا۔ اسکی تقصیرات معاف
ہوئین سہ ہزاری دو ہزار سوار کا منصب اور راؤ کرن کا خطاب عنایت ہوا اور دکن مین
تعینات ہوا۔ ایک ہفتہ مین تین ایلچیون کے آنے کی خبر آئی۔ ایک قاسم آقا کی جسکو جبین
حاکم بصرہ نے بھیجا تھا اسکے ساتھ سلطنت کا تہنیت نامہ اور اسپان عراقی تھے دوسرا

امیر الامراء کی طرف سے ایک نقب برج تک لگائی تھی اسکو باروت سے پر کرکے آگ لگائی جس سے برج اڑا اور سنگ و خشت و آدم باہم اس طرح ہوا مین اُڑتے تھے جیسے کہ گرہ باز کبوتر۔ بہادرون نے حملہ کیا مگر اہل قلعہ نے قلعہ کے اندر خاک کا پشتہ و نشیب و فراز کے اطراف کو مورچال پناہ بنایا تھا وہ مدافعت مین کھڑی ہوئی اسی تردد مین سارا دن آخر ہوا اور بادشاہی آدمیون کی ایک جماعت کثیر کشتہ ہوئی۔ غازیون نے فرار کی عار کو قرار نہ دیا بجز خواب تمام شب رنج و تاب کے ساتھ خاک و خون مین بسر کرکے صبح کی۔ ادھر آفتاب نکلا۔ کہ بہادرون نے پے در پے حملہ کرنے شروع کئے۔ تیغ و تیر و سنان سے بہت دشمنون کی جان لی۔ بہت کشش و کوشش سے حصار قلعہ کو لے لیا۔ دشمن بھاگ کر قلعہ ارک مین گئے۔ اس یورش مین بیلدار اور عملہ فعلہ قلعہ گیری کے سوا تین سو آدمی کشتہ اور چھ سو سوار اور پیادے زخمی ہوئے حصار ارک مین بھی محصورون کو ایسا تنگ کیا کہ انہون نے راو بھاو سنگہ کو اپنا شفیع بنایا بندہ ہائے شاہی کو قلعہ سپرد کیا۔ اور امیر الامراء سے آکر ملے۔ دوسرے روز کہ امیر الامراء قلعہ مین داخل ہوا۔ ازبک خان کو یہان منتظم مقرر کیا اور خود یہان سے کوچ کیا کہ سیواجی کی تنبیہ کرے۔ چاکنہ کا نام اسلام آباد رکھا جعفر خان کہ مالوہ مین تھا امیر الامراء کی مدد کے لئے مامور ہوا۔

۱۵ ربیع الاول سنہ کو جشن وزن شمسی ہوا عمر کا اکتالیسوان سال شمسی ختم ہوا اور بیالیسوان شروع ہوا۔ اس جشن کی بڑی تیاری ہوئی۔ دیوان خاص و عام مین لبادل کا خیمہ لگا اور بادشاہ تخت طاؤس پر جلوہ گر ہوا اور آئین بندی مین بیس ہزار شمع و فانوس ہوا اور قسم کے چراغون کی روشنی ہوئی۔ تین روز تک یہ جشن رہا حسب معمول شاہزادون اور امراء کو منصب و خلعت و خطاب عطا ہوئے۔

علی عادل شاہ کی طرف سے قلعہ پرنیدہ کا غالب حاکم تھا اس نے امیر الامراء سے خط و کتابت کرکے قلعہ پرنیدہ کے حوالہ کرنے کے لئے عرض کیا۔ ۲۷ ربیع الاول سنہ ۳ جلوس مین لشکر شاہی قلعہ کے نیچے گیا۔ غالب نے قلعہ حوالہ کیا اور خود ۲ ربیع الثانی کو امیر الامراء سے ملا اس نے چھ ہزار روپیہ اسکو انعام دیا اور اسکے دو بیٹون اور داماد کو خلعت دیا۔

جشن وزن شمسی سال ۴۲ عمر - حوالگی قلعۂ پرنیدہ

جشن کی آرایش ہوئی۔ پادشاہ کی تاریخ جلوس ۲۴ رمضان ہی اور پہلے سالون مین انہین تاریخون مین جشن ہوا مگر روزہ رکھنے کے سبب سے لوگون کو خرمی اور انبساط کی طرف رغبت کم ہوتی ہی میل کلی نہین ہوتا۔ اور پادشاہ دین پناہ بھی ان دنون عبادت و طاعت مین مصروف رہتا۔ بزم سور و طرب و سرور کے لئے فرصت نہین رکھتا۔ اس سبب سے پادشاہ نے یہ مقرر کیا کہ اس سال سی آگے ہر سال اس جشن کا آغاز عید فطر کے دن سے ہوا اور وہ دس دن تک جاری رہی۔ اس جشن مین جو پیشکشین پیش ہوئین اور تمام امراء و اہل طرب کو انعام ہوئی۔ انکی تحریر کو تحصیل حاصل جانکہ قلم کو اُن کے ذکر سے آشنا نہین کرتا کچھا ور مدعا تحریر کرتا ہون پادشاہ سے عرض ہوا کہ عراق کا ایلچی ملتان مین داخل ہوا اور تربیت خان نے ضیافت کی اور پانچہزار روپیہ اور تحائف اسکو دیئے۔ لاہور مین خلیل اللہ خان نے موافق ہندوستان کی رسم و راہ کے رنگین ضیافت پر تکلف کی۔ چارسو قابین چاندی کی اور ساٹھ خوان حلوون و اور نقلون کے سوای عطریات اور لوازمات کے دسترخوان پر چنے۔ طعام ہاو آتش مع ظروف و نقرہ و آلات و بیش قیمت عوریون کے ایلچی کے ہمراہ کر دیئے اور بیس ہزار روپیہ نقد اور سات تقوز پارچہ بیش بہا اور انواع مرصع آلات تواضع کیئے ایلچی نے دو دفعہ شاہ اور اپنی طرف سے خربوزہ کا رینرا ور اقسام میوہ تر و خشک بھیجے۔ وہ پادشاہ کی نظر سے گذرے جب ایلچی پادشاہ کی خدمت مین آیا تو اُسنے پانچ لاکھ روپیہ کے قیمتی تحف و تحائف پیش کیئے۔ پادشاہ نے روز رخصت تک پانچ لاکھ روپیہ کے نقد و جنس ایلچی کو اور پچاس ہزار روپیہ اس کے ہمراہیون کو دیئے اور نامہ کے جواب کے لئے فرمایا کہ بعد ازان بھیجا جائیگا۔ پادشاہ نے سنا تھا کہ چکرسین بھیل جو اس سرزمین کے مفسدون کا سرگروہ ہے اور پہلے سے فرمانبرداری و خدمت گذاری شاہی کے سبب سے وہ اس ولایت کی زمینداری کی دولت پر پہنچا تھا وہ قلعہ کھاتا کھری پر تصرف رکھتا تھا وہ اس قلعہ کی حصانت پر ایسا مغرور ہوا کہ اُسنے اطاعت شاہی سے انحراف کیا اور صوبہ دار مالوہ پاس آنے سی اور پیشکش مقرری کے دینے سی انکار کیا تمرد و بغاوت کی

عراق کا ایلچی عطیہ یاران -

[illegible]

ابراہیم بیگ تھا جسکو سبحان قلی خان نے نامہ و تحائف توران کے ساتھ بھیجا تھا۔ تیسرا ایلچی حاجی تھا جو ایران کے پادشاہ کی طرف سے نامہ و گھوڑے لیکر ملتان مین آیا تھا ابراہیم بیگ ایلچی توران کو بعد ملازمت کے گیارہ ہزار روپیہ و کمر و شکارہ مرصع مع خلعت مرحمت ہوا و مریض تھا جلد مر گیا۔

چونکہ شاہجہان کے زمانہ علالت سے برابر ملک مین محاربات کے فساد رہتے تھے اور لشکر ادھر اودھر سے آتے جاتے تھے۔ کئی سال سے بارش کا حال بھی یہ تھا کہ کبھی ابتدا مین کبھی انتہا مین کمی ہوئی تو غلہ کی گرانی ہوئی۔ خلق اللہ کے ہوش اُڑے روز بروز غلہ کی قلت اور بے بضاعتون کی عسرت ہوئی۔ اکثر پرگنے ویران ہو گئے اور شاہجہان آباد مین گرد و نواح کے کنگال بھر گئے شہر مین پہلے ہی سے فقیر بہت تھے اور انپر ان کنگالون کا اور اضافہ ہوا۔ اتنے ہر کوچہ و بازار مین فقیرون اور بے نواؤن کے ہجوم سے آدمیون کو رستہ چلنا مشکل ہو گیا اور خلقت کو جینا دشوار ہو گیا۔ بادشاہ نے یہ حال سُنکر حکم دیا کہ شاہجہان آباد مین سوا مقرری بلغور خانہ پختہ و خام کے دس اور لنگر خانے جاری ہون اور دار الخلافہ کے گرد کے قصبون اور مزارون پاس بارہ لنگر خانے جاری کئے جائین اور خدا ترس و متدین دارو غے انپر متعین کئے جائین کہ برابر تاسب عمدہ امیرون کو حکم ہوا کہ ہر ایک اپنے فراخور حال اور موافق اپنے مرتبے کے لنگر خانے جاری کرے اور غلہ کی گردآوری کے لئے راہداری کے معافی کے لئے جا بجا احکام مجدد صادر ہوئے اور سزاول منصوب ہوئے۔ دار الخلافہ مین سپاہ بہت تھی اسمین سے آدھی اپنے تیول کو روانہ کی گئی جسکی تخفیف سے غلے کا نرخ ارزان ہوا جو شاہجہان آباد مین گرانی غلہ کا انتظام ہوا تھا۔ وہی لاہور اور اکبر آباد کے دار الخلافون مین ہوا۔ اسی فی الجملہ خلقت کے حال مین تفاوت ہوا۔

واقعات سال چہارم ۱۰۷۱ھ

۲۹ شعبان ۱۰۷۱ھ کو ہلال رمضان نمودار ہوا ہر سال کے دستور کے موافق

غرض ان اسباب پر یہان کا مرزبان مغرور ہوا اور سرکشی و بغاوت کی بعض اوقات
صوبہ دارون کی بیچارگی اور سست ہمتی کو یہان کا مرزبان دیکھتا تو وہ ملک پادشاہی کی محالات
جو اسکے حدود زمینداری کے قریب الجوار ہوتے دست درازی کرتا اور خودسری کرکے
صوبہ دار کی فرمان بری نہ کرتا پیش کش اور مرزبانون کی طرح برسم معہود نہ بھیجتا۔ پادشاہ نے
داؤد خان صوبہ دار بہار کو حکم بھیجا کہ اس ولایت کو تسخیر کرے۔ خان مذکور ۲۲ شعبان کو اس صوبے
کے کومکیون کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا پٹنہ سے جنوب و یہ چالیس کوس کے فاصلہ پر پلاؤن ہے اور
بلدہ مذکور سے اس ولایت کی سرحد ۲ کوس ہے اور وہان سے مرزبان کا مسکن ۱۵ کوس ہے۔
دو قلعے مستحکم ایک پہاڑ پر دوسرا سرزمین پر ہے ان دونو قلعے کے نیچے ندی بہتی ہے اور اسکے اطراف
و نواحی مین اونچے اونچے پہاڑ اور گھنے گھنے جنگل ہین اور اس ولایت کے متعلقات مین تین قلعے
ہین۔ ایک کوٹھی کہ پلاؤن سے ۲ کوس ہے۔ دوم قلعہ کندہ جو کوٹھی سے سات کوس ہے
سیوم قلعہ دیوگن کہ کوٹھی سے دس کوس پر ہے ان قلعون کی حمایت کے سبب سے یہان کے
زمیندار صوبہ دار سے سرکشی کرتے رہتے تھے۔ شاہجہان کے عہد مین عبداللہ خان فیروز جنگ
صوبہ دار پٹنہ کی پرتاب لال بہادر نے کبھی اطاعت نہ کی۔ پادشاہ کے حکم سے شائستہ خان
صوبہ دار پٹنہ اسپر چڑھ کر گیا صرف اسی ہزار روپیہ پیشکش کا لیا اور کوئی قلعہ اور ملک فتح
نہ کر سکا اور الٹا چلا آیا۔ یہ حال پہلے لکھا گیا ہے۔ داؤد خان اول کوٹھی کے فتح کرنے کے
لئے گیا تو سرکشون نے خوف کے مارے قلعہ خالی کر دیا۔ داؤد خان نے اُس پر قبضہ کرکے شائستہ
بند و بست کیا اور اسکے قلعہ کندہ کی فتح پر متوجہ ہوا۔ یہ پہاڑ پر بڑا مضبوط قلعہ ہے اگرچہ
کوٹھی سے آٹھ کوس کے فاصلہ پر ہے لیکن راہ سراسر گھنے جنگلون سے پر ہے اور راہ مین ایک
اونچا پہاڑ اور گریوہ دشوار گذار ہے۔ خان نے اول جنگل کے درختون کو کٹوایا اور راہ کو ہموار
کرایا۔ جب ایک کوس قلعہ سے راہ بنانی رہی تھی کہ سرکشون نے اُس قلعہ سے بھی فرار کیا۔
داؤد خان مع فوج کے اسمین داخل ہوا اور اسکو ڈھا کر خاک کی برابر کیا۔ برسات
کا موسم آگیا۔ کوٹھی اور کندہ کے درمیان دو گلی قلعے بنوا کر اسمین سپاہ کو رکھا زمینداران سے

طریقہ اختیار کیا۔ بادشاہ نے راؤ بھگونت سنگھ ہاڈہ جو بکی محال زمینداری اور وطن اسکی ولایت
سے قریب تھا اُسکے دفع کرنے کے لئے مقرر کیا۔ اُسنے جاکر قلعہ کھاناکھری کو اپنی حسن تدابیر و کوشش سے
مفتوح کیا اور جگہ سین کا قصہ تمام کیا۔

چنپت بندیلہ

شاہجہان کے عہد سے مالوہ مین چنپت بندیلہ راہزنی کرتا تھا باوجودیکہ سپاہ اسکے مارنے
کے لئے مقرر ہوئی مگر اسکی حیات کا شجر نہ قطع ہوا تھا۔ جب عالمگیر دکن سے دارالخلافہ کی طرف آتا تھا
تو اُسنے اپنی بد افعالی کو چھوڑکر اپنی ندامت ظاہر کی اور ملازمت مین آیا اور ہمرکاب رہا۔
سفر پنجاب مین داراشکوہ کے تعاقب مین حاضر تھا لیکن اپنی ذاتی بدسرشتی سے بےحکم گریز پا
گنہگار غلامون کی طرح بھاگ گیا اور اپنے قدیم مکان پر پہنچ گیا اور بدستور سابق قطاع الطریقی
اختیار کی اور شجاع و داراشکوہ کی شورش کے دنون مین اور زیادہ شوخی کی اور اطراف ملک
کو تاخت و تاراج کیا۔ اول سبھ کرن بندیلہ اس کی تنبیہ کے لئے مقرر ہوا۔ مگر اس سے کچھ فائدہ
نہ ہوا تو دیبی سنگھ اُسکے استیصال کے لئے مقرر ہوا۔ چنپت اسکا مقاومت و مقابلہ نہ کرسکا
اور زمیندارون کی پناہ مین گیا۔ لومڑی کی طرح کوہ و غار مین چھپا پھرا مگر گرفتار ہوا اسکا سر
کٹ کر بادشاہ کے روبرو آیا اور اسکی تشہیر ہوئی۔

شاہزادہ محمد معظم کی شادی

شاہزادہ محمد معظم سے راجہ روپ سنگھ کی بیٹی سے عقد نکاح ہوا۔ بادشاہ نے دو لاکھ
روپیہ کے موتی و مرصع آلات شاہزادہ کو دیئے۔ اور سہرہ کی تسلیمات کے وقت ایک لاکھ روپیہ نقد
مع فیل و اسپان باساز طلا و مرصع عطا کئے۔ آتشبازی نے زمین کو گلفشان اور آسمان کو
ستارون سے دُرفشان کیا۔ ایک لاکھ روپیہ کا زیور دلہن کو دیا گیا اور کلاونتوں کو نو ہزار
روپیہ انعام ملا۔ مہاراجہ جسونت سنگھ کو حکم ہوا کہ احمدآباد سے دکن مین امیرالامرا پاس
سیواجی کے استیصال کے لئے جائے۔ اور قطب الدین خان فوجدار جوناگڈھ کو فرمان
صادر ہوا کہ صوبہ دار کے پہنچنے تک وہ احمدآباد سے خبردار رہے۔

فتح ولایت پلاؤن

ولایت پلاؤن کی مرزبانی موروثی چلی آتی تھی۔ اس سرزمین مین قلعے استوار تھے۔
مرزبان پاین بہت پیادے و سوار تھے۔ راہین دشوار گذار جنگل و گریوہ و کوہ سے گھری ہوئی

یہ پیغام اسلام قبول کرنے کا مرزبان پاس بھیجا گیا ابھی جواب نہ آیا تھا کہ جنگ کے
شوقینوں نے مخالفوں کے مورچالوں کے قریب پہنچکر لڑائی شروع کی۔ داؤد خان نے جا کر
توپ تفنگ سے ہنگامہ جنگ گرم کیا۔ ایک پہر دن رہے سے شام تک جنگ رہی۔ ۱۶ آدمی
مرے اور پچاس سوار اور پیادے زخمی ہوئے۔ رات ہوگئی۔ تو مخالفوں نے دو برنجی توپیں
لا کر مورچالوں میں نصب کیں اور انکے صدمے سے چند پیادے اور سواروں کو مارا۔ اس
رات کو زمیندار مذکور نے داؤد خان کے پیغام کا جواب بھیجا کہ میں اسلام نہیں قبول
کرونگا۔ داؤد خان نے ایک کوہچہ پر کہ وہ دشمنوں کا سرکوب تھا قبضہ کر لیا۔ اور
اُس پر مورچال بنا کے توپیں جمائیں تو دشمنوں نے اپنے مورچے چھوڑ کر حصار کے نیچے ندی
پر مورچے جمائے۔ داؤد خان نے دو تین روز میں جنگل کٹوا کر راہ بنوائی۔ غرہ جمادی الاول
کو تین جانب سے دشمنوں پر یورش کی دو پہر تک خوب لڑائی رہی۔ دشمن بہت مارے گئے
زخمی ہوئے۔ بھاگ کر پہاڑ اور جنگل میں جا چھپے۔ لشکر شاہی نے انکا تعاقب کیا حصار
شہر بند کو جا کر لے لیا اور دشمنوں کو یہاں سے بھی بھگا دیا۔ انہوں نے قلعہ پائین اور
حصار کوہ میں پناہ لی۔ زمیندار نے اپنے اہل و عیال اشیا و اموال کو قلعوں سے نکالکر
جنگل میں بھیجا اور خود دونو قلعوں میں تحصن اختیار اور مراسم مدافعت و مقاومت
میں قیام کیا۔ لشکر شاہی حصار شہر پناہ میں آ کر قلعہ کے دروازہ پاس پہنچا اور ایک پہر رات
گئے تک توپ تفنگ سے ہنگامہ جنگ گرم رہا۔ زمیندار رات کو قلعہ سے جنگل میں
بھاگ گیا۔ دونو قلعے بادشاہی فوج میں آگئے۔ ہندوؤں کے صنم خانے اور معابد ذکر
و تہلیل سے تبدیل ہوئے۔ اس یورش و آویزش میں ۶۱ آدمی کشتہ اور ۱۷۷ آدمی
زخمی ہوئے۔ مخالفوں کے بہت آدمی کشتہ و زخمی و اسیر ہوئے۔ خبر آئی کہ مخالف قلعہ دولین
میں جمع ہوئے ہیں تو داؤد خان نے شیخ صفی کو فوج کے ساتھ روانہ کیا اُسنے جا کر محاصرہ
کیا۔ اور دشمنوں کو ایسا تنگ کیا کہ انہوں نے یہاں سے بھی فرار کیا۔ قلعہ بادشاہی
سپاہ کو ہاتھ آیا۔ داؤد خان نے یہاں انتظام منگل خان کو سپرد کیا اور

آذوقہ ورسد کے سامان بہم پہنچانے کا انتظام کرایا۔ جب برسات ختم ہوئی تو پلاؤن کی
تسخیر کا ارادہ کیا۔ مرزبان نے اپنے وکیلون کو بھیجکر عرض کیا کہ ہم اطاعت کے لئے حاضر ہون
اور جو پیشکش مقرر کی جائے ہم اسکو ادا کرینگے لشکر پٹنہ کو الٹا چلا جائے۔ مگر خان نے کچھ نہ مانا
غرہ ربیع الاول اس شائستہ آئین سے مقصد کی طرف روانہ ہوا۔ کہ مرزا خان تین سو
سوار اور دو سو پیادے بندوقچی لیکر ہراول بنا بہادر خان ساتھ سوارون اور تین سو
پیادون کو لیکر برانغار اور شیخ تاتار خان برادرزادہ داؤد خان پانچ سو سوار اور راجہ بہروز
چار سو سوار اور پندرہ سو پیادے لیکر جرانغار بنا۔ داؤد خان خود دو ہزار سوار لے کر قلب بنا
اور اپنے پانچ سو سوار تابین چنداولی مین مقرر کئے اور ایک گروہ انبوہ تبرداروں کا بھیجا
کہ وہ قلعے تک جنگلون کو صاف کر کے راہ مصفا و مسطح بنائین اور مناسب مقامون مین تھانے
مقرر کئے اس لشکر نے نوروز مین دس کوس طے کئے اور موضع نرسی مین آیا جہان سے قلعہ
پلاؤن کی مسافت سات کروہ تھی۔ زمیندار آنکر داؤد خان سے مصالحہ کی تمہیدین
کرتے تھے اور پیشکش ٹھیراتے تھے مگر خان مذکور کچھ نہین سنتا تھا۔ جب لشکر نرسی مین آیا تو مرزبان
پلاؤن نے اپنا وکیل سورت سنگھ جو اسکا مدار علیہ تھا دوبارہ داؤد خان پاس بھیجا
عجز و زاری کا اظہار کیا۔ فرمان بری و خدمت گذاری کے قبول کرنے کو عرض کیا۔ اس
کام کے لئے راجہ بہروز کو واسطہ بنایا ایک لاکھ روپیہ پیشکش دینا بادشاہ کو اور پچاس
ہزار روپیہ دینا داؤد خان کو قبول کیا۔ داؤد خان نے اس مقدمہ کو بادشاہ پاس
بھیجا اور جواب کے انتظار مین چند روز توقف کیا کہ خبر آئی کہ معسکر سے سات کروہ پر
دشمن نے رسد کے غلہ پر ہاتھ مارا۔ اگرچہ اس واقعہ کے بعد زمیندار نے پیشکش کے روپیہ مین سے
پچاس ہزار روپیہ بھیجدیا لیکن غارتگری کی ایسی ناہنجار حرکت کی کہ داؤد خان آگے
بڑھا۔ اہل قلعہ نے ڈھائی کوس قلعہ سے آگے آنکر مورچال باندھے۔ بادشاہ کا حکم داؤد خان
کی عرضداشت کے جواب مین آیا کہ اگر مرزبان پلاؤن اسلام اختیار کرے تو پیشکش
لے کر اسکا ملک اُسی کو دیدو اور اگر وہ اس سے انکار کرے تو بدستور اپنا کام کرو۔

اپنے وزیر بھولا ناتھ کو بھیجکر تصرف مین لانا چاہا۔ اُس وقت آسام مین جی دھجنگ نام
راجہ تھا جو وسعت ولایت و فزونی دستگاہ قدرت و کثرت جمعیت لشکر اور انبوہی
خیل و حشم و بسیاری نوارہ و توپخانہ و فیلان جنگی مین راجہ کوچ بہار پر فوقیت
رکھتا تھا اُسنے جب شجاع کی شورانگیزی کا حال سُنا اور بھیم نراین کے ارادہ پر مطلع
ہوا کہ کامروپ کی تسخیر کا ہے تو اُسنے آشامیون کا لشکر عظیم نوارہ اور توپخانہ
کو دریا و خشکی کی راہ سے ولایت کامروپ مین متعین کیا۔ لطف اللہ شیرازی یہان کا
فوجدار تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ دونو طرف سے سیلاب آشوب آیا اور مجھہ مین مقاومت
کی تاب نہین اور کمک و مدد کی امید منقطع ہے تو صلاح اندیشی یہیان سے نوارہ کی مدد
سے جہانگیرنگر چلا گیا۔ بھولا ناتھ وزیر بھیم نراین آشامیون کے قصد سے مطلع ہوا۔
اسکو یقین تھا کہ مین آشامیون پر غالب نہین ہو سکتا وہ بھی چلا گیا اور آشامیون کا کوئی
مانع و متنازع نہین رہا۔ ولایت پادشاہی پر وہ قابض ہوئے اور اس دیار کی رعایا کو
اسیر کیا۔ شجاع اپنے حال مین خود گرفتار تھا وہ اسکا علاج کچھہ نہ کرسکا آشامیون نے
دلیری کرکے اور آگے قدم بڑھایا اور بغیر کسی مانع کے حوالی پرگنہ کری باری پر کہ جہانگیرنگر
سے پانچ منزل ہی متصرف ہوئے اور موضع مست سارا (ست سلا) مین کہ کری باری کے
قریب ہے اپنا تھانہ جمایا اور ایک جمع کثیر کو اسکی محافظت کے لئے مقرر کیا جہانگیر کے عہد
مین بھی ایسی جرأت آشامی کر چکے تھے کہ ولایات پادشاہی پر تاخت کی تھی اور
ستیا بابکر کو حوالی جمدھر سے سات آٹھہ ہزار سوارون کے ساتھ اسیر کرکے لے گئے تھے۔
اور شاہجہان کے اوائل جلوس مین چیرہ دستی کرکے شیخ عبد السلام فوجدار ہاجوگوہٹی
پکڑ کر کے چار سو آدمیون کو دستگیر کرکے لے گئے تھے۔ اس مدت مین حکام بنگالہ مین کسی کو
آشامیون کی تادیب کی توفیق نہین ہوئی مگر میر عبد السلام مخاطب بہ اسلام خان
کوکہ نے اپنی صوبہ داری کے زمانہ مین شاہجہان کے عہد مین آشام کی تسخیر اور
آشامیون کی تنبیہ کا ارادہ کیا۔ اور اپنے بھائی سیادت خان کو لشکر کے

خود پٹنہ مین آیا۔

شاہ جہان کے پاس سے فاضل خان سوا لاکھ روپیہ کے جواہر لایا۔ دوم رجب کو خلیل اللہ خان کا انتقال ہوا۔ بادشاہ نے سوم کے روز جا کر اسکے سوگوارون کی تسلی و دلجوئی سے نوازش فرمائی۔ اسکے بیٹون میر خان روح اللہ خان و عزیز اللہ خان اور اسکے برادرزادون سیف الدین افتخار خان و ملتفت خان و بہاء الدین و اسکے داماد سیف الدین کو خلعت فاخرہ دیئے اور اسکی بیٹی و بیوی کا پچاس ہزار روپیہ سالانہ مقرر کیا۔ اور بیٹون اور داماد کا اضافہ منصب کیا۔ ۲۷ رجب کو شاہزادہ محمد اکبر کا ختنہ ہوا۔ اس سنت کو بادشاہ نے ادا کیا۔ بوداق بیگ کی زبانی معلوم ہوا تھا کہ شاہ ایران کو پان کھانے کی طرف رغبت ہے اسلیئے اس پاس پان بھیجے خواجہ احمد ایلچی کو ایک لاکھ بیس ہزار روپیہ کے قریب دیکر رخصت کیا۔ غرہ شعبان کو بنگالہ سے شجاع کے اسی ہاتھی بھیجے ہوئے۔ اور پلاؤن کی غنائم مین سے دو ہاتھی نظر اشرف سے گذرے۔ بادشاہ نے ڈیڑھ سو کلنگ شکار کیئے۔ خضر آباد (ہمایون کے مقبرہ کے پاس شاہی مکانات بنے ہوئے تھے) مین باور کا دام لگا کے شکار کھیلا۔ تین سو چھپن ہرن مارے۔ اس شکار مین بادشاہ کو اپنی رحم کے سبب سے خیال آیا کہ ان بے زبان حیوانون کو شکار کرکے ظلم کرنا نہین چاہیئے اسلیئے اسنے شکار کو اور جانورون کے قید کرنے کو منع کر دیا جتنے جانور جال مین پکڑے گئے تھے سب کو چھوڑ دیا۔ جب شاہجہان کی علالت کے سبب سے ملک مین چارون طرف شورش ہوئی اور سرکشون نے سر اٹھایا اور شجاع نے بنگالہ مین اپنا سکہ جمایا تو بھیم نراین زمیندار کوچ بہار نے سرکشی کی جو اس سانحہ سے پہلے بادشاہ کا مطیع فرمان پذیر تھا اور ہمیشہ پیشکش بھیجا کرتا تھا اور گھوڑا گھاٹ پر حملہ کیا اور رعایا کی صغیر و کبیر کی ایک جمع کثیر کو اسیر کیا جنمین اکثر مسلمان تھے اور انکو اپنی ولایت مین لے گیا اور اس ناحیہ مین بڑی خرابی مچائی۔ ولایت کامروپ جو عبارت باجو اور گوہاٹی اور اسکے توابع سے ہے اور قدیم زمانہ سے ممالک محروسہ مین داخل تھی اسکو

اشامیون کی اس حرکت کو حیلہ وری اور تزویر جان کر نہایت احتیاط کی کہ جہانگیر
سے آگے چار منزل جاکر ٹھیر گیا۔ خانخانان نے اسکو آگے جانے کے لئے تاکید کی تو بھی اُسپر
کچھ اثر نہ ہوا تو رشید خان کے کو مکیون یوسف خان و آغر خان نے جاکر کری باری و
اور پرگنات پر تصرف کیا جو آشامیون نے خالی کئے تھے۔ تو رشید خان موضع
رنگاماٹی کی طرف چلا جو کامروپ کے توابع مین ہے۔ اشامی رشید خان کے آگے بڑھنے
مین تعلل کرنے سے خیرہ ہوے۔ اور اُنہون نے دوبارہ کامروپ کے تصرف مین لانے کا ارادہ کیا
تو مع خانہ و نوارہ اور آلات نبرد بہت سے سامان کے ساتھ بھیجے۔ رشید خان پاس
انکے دفع کرنے کا سامان موجود نہ تھا وہ رنگاماٹی مین مقیم ہوا اور خانخانان کو حقیقت
حال پر مطلع کیا۔ سبحان سنگہ بھیم نراین کی تنبیہ کے لئے معین ہوا تھا جب اسنے دیکھا کہ
کامروائی کچھ نہین ہوتی تو وہ بھی ولایت کوچ بہار کی ایک بنا۔ کی دیوار مین ہو بیٹھا
اور خانخانان کو اصل حال سے اطلاع دی۔ خانخانان نے ان دونون کا یہ حال دیکھا
تو وہ خود نوارہ اور توپخانہ اور بنگال کی افواج لے کر ان دونو مہمون کے سرانجام
دینے کا عازم ہوا اور پادشاہ پاس اپنی درخواستین بھیجین پادشاہ نے انکے موافق تمام
لشکر کو جو شجاع کی مہم مین گیا تھا حکم صادر کیا کہ وہ سب مہمات مذکور مین شرائط موافقت
و مرافقت کو بجا لاکر خانخانان کی صلاح و صوابدید سے باہر قدم نہ رکھین۔ جب برسات
ختم ہوئی اور پانی کی طغیانی دور ہوئی تو ۱۸ ربیع الاول ۷۲ھ کو خانخانان خضرپور سے
سرکشون کے استیصال کے لئے روانہ ہوا۔ نوارہ دو تہائی ساتھ لیا۔ اور باقی جہانگیر نگر مین
چھوڑا اور پادشاہ کے حکم کے موافق اکبرنگر کی حراست مخلص خان کو اور جہانگیر نگر کی
حفاظت احتشام خان کو تفویض کی۔ اور سید اختصاص خان اور راجہ امر سنگھ
نروری کو اور عمدہ منصبدارون کو احتشام خان کا کومکی مقرر کیا اور مہمات خالصہ و بیوتات
متعلقہ دیوان بھگوانی داس کو سپرد ہوئین۔ اور نوارہ کا اہتمام محمد مقیم کو حوالہ ہوا۔ جب
خانخانان معظم خان موضع ہری تلہ مین آیا جو پادشاہی ملک کی سرحد ہے تو اس

ساتھ اس طرف کھینچا تھا کہ وہ خود بنگالہ کی صوبہ داری سے بدل کر وزیر مقرر ہوا۔ اور
اسکی جگہ شاہزادہ شجاع مقرر ہوا۔ جسکو اتمام مہم کی توفیق نہ ہوئی اور لشکر شاہی موضع
گھلی سے جو آسام کا دھنہ ہے آگے نہین بڑھا۔ جب سال سوم جلوس ماہ رمضان مین بنگالہ
سے شجاع رہتک مین گیا۔ اور اسکے تعاقب مین خانخانان جہانگیر نگر مین آیا۔ تو راجہ
آشام نے اسکے خوف کے مارے اپنے وکیل کے ہاتھ معذرت نامہ خانخانان پاس بھیجا
اور اس مین لکھا کہ کوچ بہار کا زمیندار بھیم نراین مجھ سے خصومت رکھتا تھا اُسنے ایام
شورش و انقلاب مین ولایت پادشاہی پر دست تعرض دراز کیا اور ولایت کامروپ
پر جو قدیم الایام سے آشام سے تعلق رکھتی تھی متصرف ہونا چاہتا تھا۔ مین نے اسکو تصرف
سے باز رکھا اور ان حدود کو اپنے ماتحت کر لیا۔ اب جس شخص کو آپ اسطرف متعین کرین
اسکو یہ ولایت سپرد کردون۔ خانخانان نے باقتضاء صلاح اندیشی اس وقت
بظاہر اسکی معذرت کو قبول کر لیا اور وکیل کو خلعت دیکر واپس کیا۔ رشید خان و
سید نصیر الدین خان و سید سالار خان و آغر خان کو متعین کیا وہ جاکر ولایات
پادشاہی کو آشامیون کی قرارداد کے موافق اپنے تصرف مین لائین اس اثنا مین بھیم نراین
نے لشکر شاہی سے خوف کھا کر عفو تقصیر کی درخواست کی اور اپنا وکیل بھیجا مگر اپنی
تادیب و گوشمالی واجب تھی۔ خانخانان نے درخواست کو بغیر پڑھے فرمایا کہ وکیل دو صورتون
مین جاکر سو کوڑے کھانے کی تکلیف اُٹھائے یا نوشتہ زہر مار کرکے نوشجان کرے۔ وکیل نے
نوشتہ کو چرب لقمہ جان کر نوشجان کیا اور استراحت خانۂ زنجیر مین پاؤن پھیلائے
راجہ سجان سنگھ بندیلہ کو بندہاے پادشاہی کی فوج کے ساتھ اور مرزا بیگ
اپنے آدمی کو ایک ہزار سوار تابینون کے ہمراہ بھیجا کہ بھیم نراین کی تنبیہ کرین اور ولایت
کوچ بہار کو تسخیر۔ جب آشامیون نے سُنا کہ رشید خان افواج کے ساتھ کامروپ
کی طرف روانہ ہوا ہے تو انہون نے اوّل پرگنہ کری باری اور چند اور پرگنون کو
خالی کیا اور آخر کو آب بتاہس تک ولایات پادشاہی کو چھوڑ دیا۔ رشید خان نے

نکل کر دریا ے برہم پتر سے ملحق ہوتا ہی۔ سلخ ربیع الثانی کو راجہ سجان سنگہ اور اسکا شکر بھی
خانخانان سے آن ملا۔ غرۂ جمادی الثانی کو راہ مذکور کی حفاظت جو جماعت کرتی تھی وہ
بھاگ گئی۔ اس راہ مین ہاتھی و تبر دار و لشکر کے پیادے آگے آگے جاتے اور جنگل کے درختون کو
توڑ کر راہ بناتے۔ بڑی مشکل سے لشکر اسطرح راہ کاٹتا۔ راہ مین ایک چوڑی عظیم رود آئی
ایک جگہہ پایاب دریافت کی گئی وہان سے لشکر پایاب ہوا نیستان سے لشکر نکل کر آگے پہنچا آیا
یہان کے محافظ ڈر کر بھاگ گئے آل مین لشکر داخل ہو کر کوچ بہار کے قریب آیا بھیم نراین
اس آل کے بھروسہ پر سرکشی کرتا تھا جب وہ ہاتھ سے گیا تو لشکر شاہی کے پہنچنے سے تین دن
پہلے وہ کوچ بہار سے بھاگ گیا اور اہل و عیال و اموال کو ساتھ لے گیا اور کوہ بھوٹنت مین
پہنچا بھولا ناتھ اسکا وزیر اسکی صواب دید و اشارہ سے پانچ چھہ ہزار پیادون کے ساتھ
کوچ بہار کی مغرب رویہ سمت مین گیا جو درۂ کوہ مورنگ مین ہے اور بڑے بڑے جنگل
اسکے گرد مین اس خیال سے یہان آیا کہ جب لشکر شاہی گذرے تو فرصت کے وقت پیادہ رعیت
کرے اور شورش مچائے۔ دہات و کھیتون و غلون کو جلائے۔ رعایا کو بھگائے اور لشکر شاہی
مین آذوقہ نہ پہنچنے دے۔ ششم جمادی الاولی کو حوالی شہر مین سپاہ اسلام کا خیمہ لگا۔
شہر بلا تردد سیف و سنان کے تصرف مین آیا۔ ابتدا مین شہر کے اندر جس کسی کے کچھہ ہاتھ
آیا وہ لے گیا۔ بعد ازان سید محمد صادق صدر بنگالہ کو خانخانان نے حکم دیا کہ جابجا خود
اہتمام کر کے قطعی ایسا انتظام کرے کہ کوئی شخص رعایا کے مال و عیال پر دست درازی
نہ کرے اور راجہ بھیم نراین کے مال و اسباب کو جو ہاتھ آئے ضبط کرے بت شکنی و اجراے
احکام اسلام مین مشغول ہو۔ سید مذکور نے خوب اہتمام کیا کہ وہان کے باشندون کے
احوال کا کوئی متعرض نہ ہوا سیاست کے لئے غارت پیشون کے واسطے قطع ید و گوش
و بینی کا حکم دیا گیا۔ رعایا و غربا کے جان و مال کی امان کے لیے تسلی مین مشغول ہوا۔
اور بت کلان نراین کے سر اور روے کو کلنگ کی ضرب سے اور بازوے اسلام کی
قوت سے توڑا پھر اور بتون کے ہاتھہ پاؤن کے ٹکڑے کئے۔ بتخانون کی چھتوں سے

سرزمین کے واقف کارون سے تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ کوچ بہار کی چلتی ہوئی
راہین تین مشہور ہین۔ ایک ولایت مورنگ کی سمت سے دوم ملک بادشاہی کی جانب سے
دو راہین جنمین سے ایک راہ دوار ہے۔ دوار عبارت ایک دربند محکم اساس سے ہے وہ ایک عریض
مرتفع بند کے اوپر جسکو اہل ملک آل کہتے ہین قدیم الایام سے بنایا گیا ہے اور اس بند عالی نے
شہر کوچ بہار اور اسکے کچھ پرگنے محصور ہین اسکا دورہ ۲۲ کروہ ہے اور اس بند کے اوپر
سب طرف ایک جنگل ہے جسمین بانس و بید اور اور درخت ایسے بلند و تنومند اور گھنے ہین
اور انکی شاخین ایسی باہم لپٹی لپٹائی ہین کہ چور کا گذر بھی مشکل سے ہوتا ہے کئی جگہ اس
بند پہ درا ور دربند کمال مستحکم ہین اور انپر بڑی بڑی توپین اور زنبورکین و ضرب زن اور
ادوات پیکار چنے ہوئے ہین۔ مردان کار اور ہوشیار ہر ایک کی حفاظت کے لئے متعین
ہین اور ان دوبندون مین سب سے بڑا ایک دوار ہے کہ راہ مذکور اسکے محاذی جاتی ہے
اور اس دربند کے گرد ایک چوڑی وگہری خندق کھودی گئی ہے ولایت کوچ بہار کی
راہ متعارف یہی ہے اور اگر دربند مذکور مفتوح ہو جائے تو پھر کوچ بہار تک کوئی
مانع نہین لیکن اسکا فتح کرنا آسان نہین ہے۔ دوسری راہ گھوڑا گھاٹ ہے کہ رنگامائی کے
متصل ہے اس بند کا عرض اس طرف کمتر ہے لیکن اس راہ مین عظیم وعمیق دشوار گذار نالے
ہین اور جنگل خطرناک ہے۔ درخت ایسے گھنے ہین کہ ہوا کے پانون مین بھی زنجیرین پڑتی ہین
خاردار درختون کی یہ کثرت ہے کہ عبور کے وقت باد کے دامن گیر ہوتے ہین انھون راہون
کو اس طرح بند کیا ہے۔ ایک اور راہ مشہور ہے وہ ملک بادشاہ کی سمت جاتی ہے۔
جسکے اس طرف کی آل عرض و ارتفاع اور اطراف کی نسبت کمتر ہے لیکن کوچ بہار کے معمورہ
تک اس سب جگہ جنگل و بیشہ زہردار سانپون و اونچے درختون سے بھرا ہوا ہے اسکی محافظت
بھیم نراین نے اس خیال سے نہین کی کہ وہ جانتا ہے کہ لشکر شاہی کا عبور اس مین نہین ہوسکتا
اسکے تراکم اشجار اور قلت راہ سے خاطر جمع ہے۔ خانخانان نے یہ راہ اختیار کی وہ
لشکر کے ساتھ بہرہی تالہ سے چلا اور یہ مقرر کیا کہ نوارہ اس نالہ مین چلے کہ گھوڑا گھاٹ سے

وہان اُسنے آدھی رات کو اُسکو اور اُسکے ہمراہیون وزن و فرزند سمیت گرفتار کرکے مراجعت کی بھیم نراین نے جب سُنا کہ لشکر شاہی اُسکے پیچھے آتا ہے تو وہ دھرم راج مرزبان بھوٹنٹ سے اجازت لیکر پہاڑ کے اوپر چلا گیا اس پہاڑ کی چوٹیون پر سوار پیادہ کے کوئی اور مشکل سے بھی نہین چڑھ سکتا تھا لشکر شاہی اس کوہ کے نیچے آیا۔ ایک ہاتھی اور کچھ گھوڑے اور دواب اسکے ہاتھ آئے۔ اور ایک کوہی آدمی کو پکڑ لائے۔ وہ قوی ہیکل و سرخ و سفید تھا اور اسکے سر کے بال بھی زرد تھے۔ مُنہ اور گردن کی اطراف پر چھوٹے ہوئے تھے سوا سفید دھوتی کے کچھ اور کپڑا اُس پاس نہ تھا۔ کہتے ہین کہ زن و مرد اسی وضع و لباس سے زیست کرتے تھے۔ اس کی زبان کوچ بہار کے آدمیون سے ملتی تھی اُس نے خانخانان سے کہا کہ اگر مجھے مرزبان بھوٹنٹ کے نام خط لکھکر دیجیے تو مین اُسکا جواب لا دونگا۔ خانخانان نے اُسکے آدمی کو جان کی امان اور خلعت دیکر دھرم راج مرزبان بھوٹنٹ کے نام پروانہ لکھدیا جسکا مطلب یہ تھا کہ بھیم نراین تیری پناہ مین آیا ہے تو اُسکو بھیجدے یا اُسکو اپنے وطن سے باہر نکالدے۔ بھوٹیہ اس پروانہ کا جواب یہ لایا کہ میرے استصواب بغیر بھیم نراین اس کوہستان مین آیا۔ ناخواندہ مہمانون کو ضرر پہنچانا اور خارج کرنا مروت سے بعید ہے کوہستان بھوٹنٹ سرسبز ہے وہ کوچ بہار کے شمال مین پندرہ کوس پر ہے اسکی چوٹیان برف سے ڈھکی رہتی ہین۔ وہان یہ میوے ہوتے ہین۔ امرود سیب وہی اور اسی طرح کے سرد میوے شیرین اور یہ چیزین اور ہوتی ہین ہاتھی ، گونٹ اور پشم اور ایک قسم کا پشمینہ جسکو بھوٹ کہتے ہین اور بری کہ ایک پارچہ گندہ ہوتا ہے اور ریشم سے بنا جاتا ہے اور فرش کے کام مین آتا ہے رنگ شوخی سے کچھ نقرہ و طلا ہم پہنچتا ہے۔ اس کوہستان کا زمیندار دھرم راج ایک بوڑھا معمر متاضل رعیت پرور انصاف پیشہ ہے وہان کے آدمی اس کی عمر ایک سو بیس سال کی بتاتے تھے سوائے کیلہ و شیر کے اسکی غذا کچھ نہ تھی۔ رعیت کے ساتھ بہت رفق و مدارا کرتا تھا اسکے ولایت مین ایک تندرو و عمیق کم عرض ندی چلی تھی بجائے پل کے آہنین زنجیرین اسکے

چڑھ کر ہر طرف دین محمدی کی اذان کا آوازہ ایسا بلند کیا کہ اس مرز و بوم کے ہوش
باختوں میں تزلزل آیا۔ مکر تاراج اور غارت کی ممانعت کی گئی۔ دلباختہ رعایا اور
مقدموں کے کانوں میں صدائے امن و امان پہنچی جو جماعت بھاگ گئی تھی اسکے گھر اور اسکے
مال کی گرد آوری میں بطریق امانت زیادہ تاکید و احتیاط کی گئی۔ باوجود دار الحرب ہونے
کے سپہ لار نیک سیرت نے رعایا کے حال و مال و عیال پر ترحم کیا تو اسکی خبر کے منتشر ہونے سے
ہر صنف و قوم کے آدمی گروہ گروہ کے آنے شروع ہوئے ویران گھر آباد ہوگئے۔

لشن نراین پسر بھیم نراین کہ باپ سے ناراض تھا فرصت وقت کو غنیمت جان کر خانخانان
کی ملازمت میں آیا اور مسلمان ہوگیا۔ پدر اور وزیر کی گرفتاری کے لئے رہنمونی کرنے
لگا۔ خانخانان نے کچھ آدمیوں کو اسکے ہمراہ کیا کہ بھیم نراین کا تعاقب کریں جو دامنہ
کوہ بھوٹنت میں بھاگ گیا ہے اور اسفندیار بیگ کو جو اس سرزمین کی خصوصیات پر مطلع
تھا بھیجا کہ بھولا ناتھ کو گرفتار کرکے لائے جو مورنگ کے دامن کوہ میں چھپا تھا اور شورانگیزی
کی تلاش میں تھا۔ اور رعایا کی تسلی و استمالت ایسی کرے کہ وہ اپنے مساکن میں آن کر
آباد ہوں۔ فرہاد خان کو ایک اور گروہ کے ساتھ دوسری سمت میں اسی مطلب کے
لئے بھیجا۔ کارشناسی و تدبیر کے حکم سے اشارہ کیا کہ بائے واری اور بند کی عمارات
کو منہدم کریں۔ اسکے ہر طرف سو سو گز جنگل کو کاٹ دیں اور اسکے دونو طرف درختوں کو
چھانٹ دیں۔ چھوٹی بڑی ایک سو چھ توپ اور ایک سو چھپن زنبورک اور اچھنگی اور بہت
سی اور بندوقیں اور آلات توپ خانہ و ادوات بیکار کیچہ بھیم نراین کے انتقال و
احمال لشکر شاہی تصرف میں آگئے۔ جہانگیر نگر کو اسباب توپ خانہ روانہ ہوا۔

فرہاد خان جو بھولا ناتھ کے تعاقب کے لئے معین ہوا تھا وہ رسم تگاپوئی بجا لا کر
اوس کے پیچھے اس جگہ تک گیا جہاں سوار جاسکتا تھا۔ کچھ اسکے گھوڑے اور اسباب ہاتھ
لایا جو وہ چھوڑ کر جنگل میں بھاگ گیا تھا۔ سات روز بعد مراجعت کی۔ اسفندیار
نے جاسوسوں کو بھیجکر بھولا ناتھ کا پتا لگایا وہ جنگل میں سانپ کی طرح چھپا تھا

ایک جزو نراین ہی۔ اہل دیار جس بت کی پرستش کرتے ہین اسکا نام نراین ہی۔
ہندو یہان کے زمینداروں کا اعتبار تعظیم کرتے ہین اور راجہ کو بزرگ راجاؤن کی
اولاد بن جانتے ہین جو اسلام سے پہلے تھے۔ یہان کا راجہ سونے پر سکہ لگاتا ہی
جسکا نام نرائینی ہے۔ یہان کے راجہ کی طبیعت عیش و عشرت و خود رائی وزیب
زینت کی طرف نہایت مائل ہے۔ مستی و ہوا پرستی ہین زندگی بسر کرتا ہے
کبھی لب کو ساغر کے لب سے اور ہاتھ کو صراحی کی گردن سے نہین اٹھاتا۔ اُسکا کاخ دماغ
گویون کے سُرون سے بھرا رہتا ہے۔ ملک کا نظم و نسق اپنے وزیر بھولاناتھ کو سپرد کر رکھا
ہے خود حکومت کے کار مین کم مشغول رہتا ہے اور عمارات دلنشین و مساکن عالی مین
دیوان خانہ و خلوت و حرم و خواص پورہ و حمام و باغیچہ و نہر و فوارہ و آبشار تقریبہ
خوش طرح کمال زینت و تکلف کے ساتھ بنائے ہین شہر کوچ بہار طرح داری و قرینہ
کے ساتھ آباد ہوا ہے۔ کوچون مین خیابان ہین اور ناگسیر و کچنال کے درخت نہایت
خوش بزرگ و موزون گل لگائی ہین۔ اس سرزمین مین بڑا نقص یہ ہے کہ یہان کے آدمیون
کا نہال جمال کی بہار سے بہرہ نہین رکھتا قضا کے دہقانون نے وجاہت و زیبائی کا
تخم اس قوم کی صورت مین نہین بویا ہے۔ گویا مصور صنع نے اس گروہ کی شبیہ کشی مین
صورت انسانی کی چہرہ کشی کا قصد ہی نہین کیا ہے۔ سب چھوٹے بڑے زشت رو
ہین۔ مگر سبز فام و کچھ گندم گون قوم میچ بین بعض آدمی سفید رنگ ہوتے ہین اور وہ
مزارع ہوتے ہین اور سپاہی بھی۔ انکے حربے تیر و تفنگ ہین انکے تیرون کے پیکان
اکثر زہر آلود ہوتے ہین انکے زخم سے زخم پر آماس ہوتا ہے جسسے مجروح ہلاک ہوجاتے
ہین۔ اسکا علاج کسیرو پان کھانے و طلا کرنے سے ہوتا ہے بعض کہتے ہین کہ پانی پر
ایک منتر پڑھوکے اسکے پینے سے آرام ہوتا ہے۔ اس یورش سی اصل مطلب یہ تھا
کہ ولایت آشام کی تسخیر و اشامیون کی تادیب و تنبیہ ہو اسلئے اس کوہستان کی تسخیر
اور اسکے راجہ مراج کی استیصال کو اور وقت پر موقوف رکھا اور آشام کی غزیمت

عرض مین منچ اور درختون کی بیچ سے باندھتے ہین اور اسی طرح دوسری زنجیر اسکے اوپر آدمی کے قد کی برابر اونچی لگاتے ہین۔ آنے جانے والے نیچے کی زنجیر پر پاؤن اور اوپر کی زنجیر پر ہاتھ رکھکر عبور کرتے ہین۔ حمال و اثقال اور ٹانگنون کو اسی طرح دریاسے پار اتار کر لے جاتے ہین۔

کوچ بہار کی ولایت بنگالہ کے شمال و مغرب مائل بشمال واقع ہے اسکا طول شرقاً و غرباً ابتدا پرگنہ بھیتر بند سے کہ ملک پادشاہی مین داخل ہے پاگلا ٹون تک کہ ملک بھوٹنگ مین ہے ۵۵ کروہ جریبی اور اسکا عرض جنوباً و شمالاً پرگنہ تاج ہات سے کہ ممالک محروسہ مین ہے نوسکیہ تک کہ گھوڑا گھاٹ سے متصل ہے پچاس کروہ جریبی ہے یہ ولایت بلاد شرقیہ مین ہے۔ نزہت و صفا و لطافت آب و ہوا و فور ریاحین و ازہار و کثرت بساتین و اشجار و خرمی و دلکشائی و فیض بخشی و فرح افزائی مین امتیاز رکھتی ہے۔ ہندوستان و بنگالہ کے فواکہ و اثمار مثل انبہ و کیلہ و اننا س و کوئلہ نہایت خوب ہوتے ہین۔ اس سرزمین مین فلفل گرد کے درخت بھی بہت ہوتے ہین۔ اس ولایت مین جو اندر کی طرف بند ہے اسکو بھیتر بند اور جو باہر کی طرف بند ہے اسکو باہر بند کہتے ہین۔ ایک دریا عظیم اور دو مختصر نہرین بند مین داخل ہوتی ہین اور وہ اور دریانون اور دریاؤن کے ساتھ جو اور جانبون سے آتے ہین مل کر دریا سنکوس مین داخل ہوتی ہین۔ یہ دریا سمت آشام مین کوچ بہار کے منتہا پر ہے۔ برسات کے دنون مین کوئی ندی پایاب نہین ہوتی۔ برسات کے بعد بعض ندیان پایاب ہو جاتی ہین۔ اکثر انکی تھامین سنگریزے ہوتے ہین انکا پانی بہت میٹھا ہوتا ہے۔ باہر بند مین پانچ چکلے ہین۔ انمین ۷۷ پرگنے ہین اور بھیتر بند مین بارہ پرگنے اور اس ولایت کا محصول دس لاکھ روپیہ ہے اس ملک مین دو قومین آباد مین ایک میچ ہے پرگنات بھیتر بند مین۔ اور دوسری قوم کوچ باہر بند مین رہتی ہے۔ کوچ بہار کی وجہ تسمیہ یہی قوم ہے دونو قومین بت پرست ہین۔ بھیم نراین کوچ کی قوم مین سے ہے اسکے باپ دادا کے نام کا

ذکر کوچ بہار - ۱۰۶۱ھ

وردِ زبان رکھتا۔

شعر

گرچہ منزل بس خطرناک است و مقصد ناپدید ٭ ہیچ راہے نیست کو را نیست پایان غم مخور

گو راہ مین یہ تکالیف تھین مگر لشکر جہاد کے شوق کے سبب سے اسکو راحت گنتا ۲ جمادی الاخری جوگی گھپہ کی منزلگاہ پر سپاہ پہنچی۔ اس جوگی گھپہ کی وجہ تسمیہ یہ تھی کہ ایک جوگی دنیا کو چھوڑ کر یہان ایک غار مین بیٹھا تھا ہندی زبان مین غار کو گھپہ کہتے ہین۔ یہان سے گوہاٹی تک کہ ممالک محروسہ کی سرحد قدیم ہی چالیس کروہ مسافت ہی۔ یہان سے ناگر گانون ایک نام کی راہ ہے جو راجہ آسام کا مسکن اور دار الملک ہی۔ آشامیون نے اس پہاڑ کے دامن مین کہ دریا سے متصل ہے یہ قلعہ بنایا ہے جسکی دیوار کا عرض نیچے نو گز اور اوپر پانچ گز ہے اور اسکا دور حصار کے اندر زیادہ ایک کروہ سے ہے اور اسکے برج بڑے مضبوط ہین۔ دیوار کا ارتفاع جانب غربی مین قلعہ کوہ تک ہے۔ یہی جا شاہی سپاہ کے برسر راہ تھی اور دیوار سے ایک گولی کے ٹپہ پر گڑھے کھود کر انمین سخین سر تیز بانس کی جنکو یہان کے لوگ بھالچہ کہتے ہین گاڑی ہین اور انکے پیچھے قریب ڈھائی تیر کے انداز کے کنار خندق تک سطح زمین پر بھالچے گاڑی ہین۔ اور اسکی خندق عمیق مین بھی جسکا عرض تین گز تھا اسی طرح کے بھالچے اسمین گاڑے ہین دریای برہم پتر اسکی سمت جنوبی کا محیط ہے۔ جانب مشرق مین دریای بناس ہی جو اس پہاڑ کے نیچے گذر کر دریای برہم پتر سے ملتا ہے۔ شمالی جہت مین خندق و کوہ و جنگل کا انبوہ تھا اس کوہ کے محاذی ایک کوہ ہے جسکو پنج رتن کہتے ہین اس پر بھی اسی طرح کا ایک قلعہ بنایا تھا قلعہ جوگی گھپہ مین پندرہ ہزار آدمی مع توپ خانہ تھے اور قلعے کے نیچے تین سو بیس کشتیان مع ساز و آلات پیکار موجود تھے قلعہ پنج رتن مین بھی چھ ہزار آشامی مع توپ خانہ کے تھے۔ یہان دریا کی دو شاخین ہو گئی تھین جنکے درمیان خشک زمین مین آشامیون نے مورچال بنائے اور اسکو چوب و بانس سے مستحکم کیا انکا قصد یہ تھا کہ لشکر شاہی دریا کے جس شعبے مین گذرے توپ و تفنگ سے اسپر آگ برسائین اور آگے نہ جانے دین رود خانہ کے آگے سپہ سالار نے سپاہ کو حکم دیا کہ کمال خبرداری سے اترین اور مہتابیون کو اکثر روشن کرتے رہین

مصمم کیا۔ کوچ بہار کا نام عالمگیر نگر رکھا۔ سولہ روز یہاں رہ کر سب طرح کا بند و بست
اس کا کیا۔ اور اسفندیار خانی کو یہاں کا فوجدار مقرر کیا۔ سوم یا دوم جمادی الاول
۱۰۷۳؁ کو آشام کی فتح کے قصد سے لشکر نے کھونتہ گھاٹ کی راہ سے کوچ کیا۔ ۱۲۔ کو
رنگامائی میں لشکر آیا تو رشید خان اور اسکے ہمراہی اور نوارہ بادشاہی اسسے مل گئے۔
دریائے برہم پتر کے دونو طرف پہاڑون کا سلسلہ مسلسل چلا جاتا ہے اس دریا کے
کنارہ پر کثرت سے بیشہ و جنگل اور بہت سے ندی نالے و کیچڑ و دلدل ہیں لشکر کا
چلنا کمال دشوار ہے اگرچہ ان حدود کے سرزمین کے زمیندار و بومی بہت سی راہیں
بتلاتے تھے کہ جنسے آسانی سے عبور ہو سکتا تھا لیکن خان سپہ سالار حزم اندیشی و
دوربینی کے سبب سے جو اساس سپہ داری و سرداری ہے اس گروہ کی رہنموئی
پر اعتبار نہ کرتا اور دریا کے کنارہ کو باوجود صعوبت کے نہیں چھوڑتا۔ اسنے مقرر کیا
کہ دلیر خان افواج ہراول کے ساتھ و میر مرتضی توپخانہ کے ساتھ اس راہ پر کہ سیدھی
مقصد پر منتہی ہوتی ہے۔ دریا کے کنارہ کو رہ نما بنا کر اور لشکر کا پیش رو بن کر آگے
چلیں۔ خان مذکور نے بڑی کوشش کی۔ ہاتھیون کے دانتون سے جنگل کے درختون کو
شکستہ کرایا۔ نیستان کو انکی سونڈون سے اکھڑوایا۔ لشکر کے تبردارون و پیادون
سے حتی الوسع ناہموار راہ کے تصفیہ و تسویہ میں کوشش کرائی۔ اس راہ میں ندی و نالے
بہت تھے جس سرزمین میں جھیلیں و دلدل آتی اسکو درختون کی شاخون اور نے کے دستون
اور گھانس کے پشتارون سے بھر کر اس سے عبور کرتے۔ اس سبب سے کہ یہ راہ ویسی سخت خطرناک
تھی اور نوارہ اس سبب سے کہ پانی پر دیر میں چلتا تھا ایک روز میں دو کوس یا ڈھائی
کوس سے زیادہ چلنا نہ ہوتا جہان لشکر اسلام کا قیام ہوتا وہان جنگل کو کاٹ کے
ہر ایک دنی اپنا خیمہ لگاتا اور اپنے جانورون کے مربطہ بناتا۔ خان سپہ سالار صبح سے
شام تک ستون کے بنوانے میں کوشش کرتا اور پیادہ ہو کر سپاہ کو تسلی دیکے
انکی جذب قلوب کرتا اور اپنے اخلاص مند ہمراہیون کی مدد کرتا اور حافظ کا یہ شعر

طعمہ ہوئے بعضے گولون کے صدمون سے نوارہ سے اتر کر دامن کوہ کے پتھرون اور صحرائی درختون کی پناہ مین آئے۔ کچھ آدمی تیر کر جان سلامت لے گئے تھے انکو لشکر شاہی نے گرفتار کر لیا۔ ایک سو چالیس کشتیان اور ۴۶ آہنین توپین چھوٹی بڑی او تفنگ بہت سی بندوقین اور دھرون اور باروت اور ادوات حرب وپیکار لشکر شاہی کے تصرف مین آئے اور وہ دونو حصار بے کوشش یورش فتح ہوے۔

خانخانان نے اپنے نوکر عطاء اللہ کو جوگی گھپہ مین تھانہ دار مقرر کیا۔

۱۸ جمادی الاخری کو گوا ہٹی کا قصد کیا۔ دریای بناس پر پل باندھا۔ اور لشکر عبور کر کے آگے بڑھا۔ دریای بناس پر توپ خانہ گذرتا تھا کہ ایک کشتی کے ڈوبنے سے ایک بڑی توپ ڈوب گئی اُس توپ کو بڑی مشکل سے نکال کر توپ خانہ مین پہنچایا ۲۱ جمادی الاخری کو لشکر گوا ہٹی سے دو کروہ پر پہنچا۔ یہان آشامیون نے لشکر شاہی سپاہ سے لڑنے کے لئے بڑا لشکر جمع کیا تھا۔ آشامیون نے دو قلعے نہایت وسیع و رفیع اور مستحکم بنائے تھے ایک موضع سری گھاٹ مین جسمین پانچ پہاڑون کو حصار بنایا گیا تھا اور دوسرا قلعہ کوہ ٹاندو (یا نڈو ماندو) پر بنایا جو برہم پتر کے پار سری گھاٹ کے محاذی تھا اور ان دو قلعون کے درمیان وہ ساری اپنی نوارہ کو نگاہ رکھتے۔ اور ان دونو قلعون مین ایک لاکھ سے زیادہ آشامی تھے لیکن اس لشکر شاہی کے خوف مین آشامی ایسے آئے کہ اسکے پہنچنے سے پہلے رات کو قلعے کو خالی کر کے بھاگ گئے ایک جماعت نوارہ مین بیٹھ دریا کی راہ سے بھاگی اور کچھ خشکی کی راہ سے جنگل مین چلی گئی۔ خانخانان نے سری گھاٹ مین آنکر قلعہ کا بندوبست کیا اور وہان سے گوا ہٹی مین کہ چوتھائی کوس پر تھا آیا۔ قلعہ نا ندو کو بھی بے جنگ و ستیز کے آشامی چھوڑ کر بھاگ گئے۔ یادگار بیگ خان نے انکا تعاقب کیا اور کچھ آدمیون کو مارا۔ موضع کجلی مین بھی کہ قلعہ ماندو سے سات کوس آگے تھا۔ آشامیون نے قلعہ بنایا تھا اسکی حراست کے لئے ایک جماعت کثیر کو توپ خانہ کی اسباب

اور نواره کو حکم دیا کہ قلعہ کے نیچے آسامیون کے مقابل لنگر ڈالین اسلئے کہ اسامیون کو کمک
نہ پہنچنے پائے اور شب خون نہ مارین۔ ہر شیتہ کوه پر اور رخنہ دار دشوار گذار راہون پر بردان
کاری کو بہت سے سوارون اور پیادون کے ساتھ تعین مقرر کیا جس طرف سے دشمن کو کمک
پہنچنے کا زیاده وسوسہ تھا۔ آغرخان کو مامور کیا اتفاقاً تین چار ہزار پیادے سے برقنداز
سے آغرخان کا مقابلہ ومقاتلہ ہوا۔ تیراندازون نے اطراف مغلیہ کو گھیر لیا۔ آغرخان نے
بہادرانہ مقابلہ کرکے بہت دشمنون کو مارا۔ چند مغل سوار کشتہ وزخمی ہوئے۔ اور آغرخان
کے پاؤن مین ایک زہردار تیر لگا جسے اُسی وقت ورم ہوا اور ورم مین درد ہوا۔ مگر اُسنے
دشمنون کو بھگا دیا اور چند نفر اسامی زنده گرفتار کیے۔ اشامیون پر لشکر شاہی کا ایسا
خوف چھایا کہ اصلا اُنہون نے جنگ پر دل نہ لگایا رات کو ہر گوشہ وکنارہ سے
بھاگ گئے۔ اشامیون کی جنگ کا مدار پیاده وجنگ دریا پر ہے اور خشکی مین ان کے پیادے
دس مسلح سوارون سے بھاگتے ہین۔ بہت سے اشامی پہاڑ سے نیچے بھاگ کر اپنی
نواره کی مدد کو آئے کہ بادشاہی نواره سے جنگ کرین بہت سی کشتیان جو پانی مین غرق
تھین انکو نکال کر کشتیون پر سوار ہوئے دار وگیر پر مستعد۔ دوسرے روز جب آفتاب نکلا
تو خانخانان حصار کی طرف آیا اور جنگی آدمیون کو مع مصالحہ توپخانہ کے نواره مین بھیجا
اور کچھ سپاه کو دریا کے کناره پر رکھا کہ بروقت نواره کی مدد کرین۔ طرفین سے کشتیون نے
حرکت کی۔ توپ تفنگ کے گولے چلائے وہان ایسے مارے کہ دریا مین تلاطم آگیا خشکی کی
طرف سے بان مارے جاتے تھے۔ توپ تفنگ کی صدا سے آواز کوه ہم آہنگ ہو کر
کانون کو بہرا کرتی تھی۔ باروت کے دھنوئے سے روی دریا ایسا نیلگون ہوگیا تھا
کہ غالب ومغلوب معلوم نہین ہوتے تھے۔ اشامیون کی کشتیون مین بان کم تھے اور
ہراس بہت تھا۔ بہت ہاتھ پاؤن مارکر اور سرون وجانون کو برباد کرکے اپنی
بہت سی کشتیون کو دریا مین ڈھکول کر بھاگ گئے۔ بادشاہی نواره نے تعاقب کیا
اور ایسا انکو تنگ کیا کہ انہون نے تیر کر جان بچانی چاہی مگر وه نہنگ وماہی کے

تو ہم بھی ملک آشام کی تسخیر سے ہاتھ اٹھائین گے اور نواب کے دل مین یہ قرار داد تھی کہ اگر راجہ آشام ملک کامروپ کو چھوڑ دے اور کچھ پیشکش بھیجے تو اسکی گوشمالی کے ارادہ کو فسخ کر کے برسات کے بعد مہم رخنگ پر متوجہ ہو۔ بادشاہ کا حکم آیا تھا کہ شاہزادہ شجاع کو ملک رخنگ سے نکال کر اسکے فرزندون اور اہل حرم کو بادشاہ پاس بھیجے۔ اسکے جواب مین نواب نے عرضداشت بھیجی تھی کہ کوچ بہار اور آشام کی مہم مین لشکر مصروف ہے اسکو وہان سے طلب کرنا اور مہم کو ناتمام چھوڑنا مقتضائے صلاح دولت نہین ہے۔ بندہ دولتخواہ سال آیندہ مین حکم حضور کی تعمیل کریگا۔ امسال کوچ بہار اور آسام کے مقابلہ مین مصروف ہوتا ہے۔ اسلئے نواب کو آشام سے ایلچی کے آنیکا انتظار تھا۔ جب گواہٹی مین وہ آگیا اور ایلچی نہ آیا تو وہ بے اختیار ۲۷۔ جمادی الثانی کو گواہٹی سے کوچ کرکے ملک آشام مین داخل ہوا۔ اشامی اکثر شب خون مارا کرتے ہین۔ اور پہلے انھون نے اسی طرح لشکر پر فتح پائی ہے اسلئے مقرر ہوا کہ لشکر ہوشیار اور رہا یا رہے اور ہو کی پہرہ لگا رہے اور میر مرتضیٰ و دلیر خان آشامیون کی راہ کے محافظ رہین۔ راجہ آشام کا دارالملک کھرگانو (گرگانون) دریا برہما پترا کے پار تھا اور اسکے اس طرف قلعہ جمدھرہ تھا وہ اس مرز بوم کے بڑے مشہور قلعون مین تھا اسکے تین حصار تھے جنکے بیچ بڑے بلند پہاڑ پر تھے۔ اور انکی باقی تین طرفون مین پانی عریض و عمیق و غرقاب تھا اکثر جگہ اسکا عرض ایک تیر پرتاب تھا اُس کا فتح کرنا مدت کا کام تھا۔ اسلئے خانخانان اسپر متوجہ نہ ہوا۔ قلعہ جمدھرہ اور گواہٹی کے درمیان قلعہ بریتنیہ پر ۶۔ رجب کو دو روز مین لشکر دریا کے پار گیا اور وہ پیغامبر جو ایلچی آسام کے ساتھ گیا تھا وہ آیا اور کوئی جواب باصواب نہ لایا اسلئے کوچ پر کوچ ہوا۔ راجہ ڈومریہ جو آشام کے تابع تھا اُس نے اپنے برادرزادہ کو نواب پاس بھیجا۔ اسنے ایک ہاتھی پیشکش مین دیا۔ راجہ نے خود حاضر نہ ہونے کے لئے بیماری کا عذر کیا۔ نواب نے اسکے بھتیجے کو مہر کا ب لیا۔ ایک منزل مین ایک طوفان عظیم آیا۔ بہت سی بادشاہی کشتیان ہوا کے صدمہ سے غرق اور شکستہ ہوئین اور اولے ایسے بڑے بڑے پڑے کہ گھوڑے انکے صدمہ سے بچنے کے لئے دریا مین چلے گئے۔ وہان دریا کے تازیانہ موج نے عدم کے جنگل مین انکو دوڑایا۔ اسا ہیون کو

اور قلعہ داری کے لوازم کے ساتھ متعین کیا تھا۔ یہان سے پھر وہ بھاگ گئے۔ اور
تینون قلعے لشکر شاہی کے قبضہ مین آسانی سے آگئے۔ اس طرح تمام قدیمی سرحد آہمی
تک آشامیون کے قبضہ سے نکل گیا۔ خانخانان نے اپنے ملازم محمد بیگ گواھٹی کی اور
حسن بیگ نکتہ کو کجلی کی حراست کے لئے مقرر کیا۔ کجلی بن کے قریب قلعہ کجلی تھا۔
اس بن مین ہاتھی بہت ہوتے ہین بعض فوج کے سردار اور فوج ان مکانون
مین رہے۔ جو تسخیر ہوئے تھے اور بہت سی تاخت اور امور ضروری کے لئے اطراف
کو رخصت ہوئے تو لشکر شاہی مین جمعیت کم ہو گئی لیکن اسکے سامنے آشامیون کے ہزار سوار
اور بیس ہزار پیادے ان بھیڑون کا حکم رکھتے تھے جو شیر و گرگ سے خوف کھا کر بھاگے
ہون۔ آشامی شبخون مارنے مین بہت دلیر تھے۔ اور زیادہ جرأت کرتے تھے
خانخانان اکثر اوقات کو توال کی طرح گشت کرتا تھا رات کو اول پہر سوتا تھا
پھر صبح تک پلک سے پلک نہین ملاتا تھا اسکی بیداری کے سبب سپاہی سوتے تھے زیادہ
اور سرفوجون کے کہ اطراف مین تعین ہوئے تھے۔ اکثر ان پر ناگہان رات مین آشامی
شبخون مارتے تھے آدھی رات کو اور آخر شب مین دست برد دین کرتے تھے۔ اور
فوجون کو مع مال و اثقال کے پامال کرتے تھے اور لشکر شاہی کو چشم زخم عظیم پہنچاتے
رنگا ماٹی مین رشید خان کے پہنچنے کے بعد اور خضر پور سے نواب کے چلنے سے
بیشتر کامروپ مین آشام کے سردار قیام رکھتے تھے انہون نے رشید خان پاس
ایک ایلچی بھیجا اور متکبرانہ لشکر شاہی کی نہضت کا سبب پوچھا۔ رشید خان نے
حاجب کو نواب پاس بھیجا تو نواب نے اس ایلچی کے ساتھ اپنا آدمی بھیجا اور یہ
پیغام دیا کہ اگر راجہ اس ملک کی پادشاہی کو جو اسنے اپنے تصرف مین کر لیا
ہے چھوڑ دے۔ اور کامروپ جو سابق و لاحق رعایا کو اور توپخانہ اور اشیاء
کو جو وہ لے گیا ہے دیدے اور اپنے دو بیٹون کو مع لائق پیشکش کے بھیجدے
اور عہد و پیمان کرے کہ من بعد ملک پادشاہی کی کوئی مزاحمت نہین کریگا۔

آدمیون نے انکی اعانت کی اور اسامیون کو بھگا دیا وہ قلعہ مین چلے گئے۔

اس قلعہ کے محاصرہ کو امتداد ہوا۔ اوس سے پہلے بھی شرقی بادشاہان سلف کے لشکر مکرر اس قلعے کے نیچے برباد ہو چکے تھے۔ پادشاہی سپاہ کا دل اسامیون کے ازدحام کے سننے سے متوہم ہوتا تھا خانخانان ساری سپاہ کی دلدہی کرتا تھا۔ مورچال اور دمدمہ باندھنے پر دلیرخان اور امراے کارطلب کو مامور کیا تین رات دن اسامیون نے قلعہ کے اوپر سے توپ و تفنگ کے گولے چلائے اور بڑے بڑے سنگ مارے اور بہت آدمیون اور چارپایون کو زخمی و تلف کیا۔ اور دمدمہ باندھنے اور مورچالون کے آگے بڑھانے کی فرصت نہ دی۔ چوتھی شب کو ایک شب خون عظیم مارا کہ فوج کے چارون طرف لشکر کے گرد پکڑو اور مارو کی آواز بلند ہوئی۔ آدمی بہت ضائع و زخمی ہوئے لشکر شاہی کے کنارہ پر جو چارپایے تھے وہ دشمنون کے ہاتھ آئے۔ دلیرخان کے افغانون اور بیرسنگہ کے راجپوتون نے بہت اشامیون کو ہلاک کیا۔ دلیرخان اور بہادرون کی مصلحت سے یہ امر قرار پایا کہ اشامیون کو محصور ہونے کی فرصت نہ دو فضل الٰہی پر بھروسہ کر کے یورش کرو۔ اس قصد سے نیت خیر کی فاتحہ پڑھی۔ چند نفر جاسوس ہمیشہ باوقوف اس راہ کی تحقیق کے لئے مقرر کئے جو اطراف قلعہ پر یورش کے قابل ہو اس ضمن مین ایک جدید الاسلام اشامی جو اس مہم سے پہلے بہت دنون سے لشکر مین نوکر تھا اور ہمیشہ فدویت کا دم بھرتا تھا۔ خانخانان کے ہمدمون مین سے ایک کے سامنے آیا اور اس نے کہا کہ ملک کی راہ و بیراہ سے اور اس قوم کے رویہ سے واقف ہون اور اس سرزمین کے چپہ چپہ کا حال مجھے معلوم ہے۔ یورش کے وقت لشکر کی رہبری و پیش قدمی مجھے عنایت ہو۔ خانخانان باوجود تجربہ کاری و حزم و احتیاط کے اس کی فریب مین آگیا تو اسکو فوج کے لئے رہنمائی کا حکم دیدیا۔ دلیرخان اور اور بہادرون نے یورش کے لئے کمر باندھی تو اس آشامی رہبر نے اہل قلعہ کو پیغام بھیجا کہ فلان سمت مین کہ راہ قلب و خندق کا پانی گھیرا ہے مین لشکر اسلام کو تمہارے تیر و بلا کے دام مین لاتا ہون

یہ خیال تھا کہ لشکر شاہی پہلے قلعہ جمدصرہ کو فتح کریگا اُسکا استحکام جنگی آدمیون اور توپون اور اسباب حصار داری سے کیا تھا۔ جب انکو لشکر کے دریا سے عبور کرنے کی خبر ہوئی تو قلعہ سماگڑھ کے استحکام کا فکر ہوا۔ وہ دریا سے پار قلعہ جمدصر کے محاذی تھا۔
۱۱ رجب کو سماگڑھ کے قلعہ کے نیچے لشکر شاہی کا خیمہ گاہ ہوا۔ آتے ہی بعض برق انداز قلعہ پر دوڑے گئے اسطرح سے کچھ آدمی ضائع ہوئے۔ وہ منع کئے گئے اور لوازم محاصرہ میں مصروف ہوئے۔ سماگڑھ کا قلعہ بہت مضبوط اور بلند بہت وسیع تھا۔ اسکے گرد خندق گہری تھی تین لاکھ اسامی وہان رہتے تھے اسباب حصار داری پورا تھا اس قلعہ کے دو طرف دو دیوارین کنگرہ دار تھین اور دیوارون کی بازؤن پر توپین۔ زنبورکین و بندوقین بے حساب لگی ہوئی تھین اور انکے پیچھے آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ دیوار کے نیچے سب جگہ خندق و بھالے و گڑھے بنے ہوئے تھے۔ قلعہ کی جنوبی دیوار ایک پہاڑ پر جو قلعہ کے پیچھے تھا ختم ہوتی تھی اور چار کروہ کی مسافت رکھتی تھی اور شمال کی طرف دیوار دریا سے برابر متصل تھی کہ تین کروہ کی راہ تھی۔ قلعہ کی جانب جنوب سے برج جنوبی کے نیچے نالہ تھا اور پانی سے مغرب کی سمت بہتا تھا۔ اسی نالہ کے کنارہ پر لشکر شاہی فروکش ہوا۔ رات دن امرا سوار ہوکر سپاہی کرتے تھے۔ محمود بیگ بخشی بادشاہی اس کام کی سربراہی کرتا تھا۔ دلیر خان و میر مرتضیٰ نے قلعہ سے اتنے فاصلہ پر کہ بندوق کی گولی پہنچ سکتی تھی لشکر سے آگے مورچال بنائے اور بڑی بڑی توپین لگائین مگر قلعہ کی دیوار ایسی عریض تھی کہ توپون کے مارنے کا اثر کچھ نہ ہوتا تھا۔ نواب (سپہ سالار) اور دلیر خان کے آدمیون نے کوچہ سلامت سیبہ کو قلعہ کی دیوار تک پہنچایا۔ صبح سے شام تک لشکر و مورچال شاہی پر قلعہ کے اوپر سے توپ و زنبورک و بندوق گولے گولیون کا مینہہ برساتے تھے بعض توپون کے تھے وین سیبہ پر آن کر دست بردی کرتے تھے۔ طرفین سے آدمی مجروح و اسیر و قتل ہوتے تھے۔ ایک رات کو نواب کے آدمی غافل تھے آن کے مورچال پر اسامیون کے ایک گروہ انبوہ نے چھاپہ مارا قریب تھا کہ مورچال نشینون کو چشم زخم پہنچتا کہ دلیر خان کے

فرار ہوئے حصن کلیابر کو کہ اصل قلعہ تھا اور حصارہ سماہ گڈھ سے محصور تھا۔ نہایت حصانت
رکھتا تھا اسکو بھی خالی کیا۔ محمود بیگ بخشی سپاہ کو لیکر تماشی کو گیا کہ ایک جماعت کو ہاں
کچھ آدمیون کو دستگیر کیا اور معاودت کی۔ جو اشامی قلعہ جمدھر کی حراست کرتے تھے
وہ بھی خوف کے مارے بھاگ گئے اور قلعہ خالی کر گئے۔ خانخانان قلعہ کی اس فتح نمایان
کے بعد دلیر خان پاس گیا اور اسکو گلے لگایا اور تحسین و آفرین کین۔ دو رکعت شکرانہ کی
ادا کین اور حکم دیا کہ منادی کرو کہ کوئی شخص رعایا کے ناموس و مال پر دست درازی نہ
کرے اور اطفال و عورات کو دستگیر نہ کرے۔ تا کہ یہ وحشی اپنے گھرون مین آباد رہین
اسامی جو چند ہزار قید ہوئے تھے انکو مسلسل کرکے جہانگیر نگر بھیجا کہ وہ باروت کوٹنے اور
مصالح توپ خانہ اور بعض کارخانون کے کام کرین۔ ان کامون کے لئے ہزارون
مزدور بلائے جاتے تھے کہتے ہین کہ خانخانان اسی نیت خیر کے سبب سے فتح نصیب تھا۔
کہ با وجو تسلط پانے کے قلاع و مکانون کی فتح و تسخیر کے بعد اطفال خورد سال و عیال علما
کو امن دیتا تھا اور اُن پر دست اندازی کے منع کرنے مین تقید زیادہ کرتا تھا اور کہا کرتا تھا
کہ عورات و اطفال کو حد تکلیف نہین پہنچتی۔ اطاعت ظالم مین مجبور ہوتے ہین اور معذور
ہین بعد ازان اُسنے بتخانون کے ڈھانے کا اور اذان کی آواز بلند کرنے کا اموال
اور توپ خانہ کے ضبط کرنے کا حکم دیا۔ بلاد پادشاہی کی رعایا جو اسامیون کی قید
مین تھی اسکو رخت و خرچ راہ دیکر وطنون کو رخصت کیا۔ دریا برہماپتر دامن کوہ مین
پہاڑ سے پیوستہ بہتا تھا اس سبب سے دریا سے عبور نہین ہو سکتا تھا عقب کوہ مین لشکر
چلتا تھا اور لشکر و نوارہ مین مسافت بعید رہتی تھی۔ اس وقت اسامیون کو فرصت
ملی کہ آشام کی طرف اور اطراف کے قلعون مین جب اس فتح کی خبر پہنچی تو اسامیون
نے اکثر مکانون کو خالی کیا ذخیرون کو جلایا اور پانی مین ڈالا توپون کو دریا
مین غرق کیا تعجب یہ ہے کہ اگر کوئی آشامی مع زن و فرزند کے لشکر شاہی کی اطاعت
کرتا اور پھر اپنے راجہ پاس بھاگ جاتا تو وہ فوراً اُسکو مع ازواج و اولاد قتل کرادیتا۔

[illegible]

وسط شب مین سمت متقدم کی طرف لشکر شاہی رہ گرا ہوا۔ دیوار مذکور کے وسط مین دروازہ
کے محاذی لشکر شاہی آیا تو میر مرتضی داروغہ توپ خانہ سے اشامی رہ زن نے کہا کہ
تم گولہ ہائے جنگی و تفنگ متواتر مار کر دشمنون کو اپنی طرف مشغول کرو تاکہ اسامی اس طرف سے
غافل ہون۔ جسطرف مین لشکر کو حملہ کرنے کے لئے لے جاتا ہون اور اس کہنے سے مطلب اس شامی کا
یہ تھا کہ مصالح توپ خانہ کا اس دیوار پر رائگان صرف ہو۔ میر مرتضی نے توپ خانہ کی
برق افروزی کی اوپر سے اجل کے اولے و گولے برسنے شروع ہوئے۔ جمع کثیر تلف ہوئی
صبح نہین ہوئی تھی کہ وہ دلیر خان کو خندق کے اوپر لے گیا جسکے پانی کی تھاہ نہ تھی اوپر سے
اشامیون نے طرح طرح کے حربے جان ستان چلانے شروع کئے اور اطراف سے گولہ
حقۂ آتش و سنگ برسنے شروع ہوئے باوجود اس مرگ بے امان کے لشکر شاہی نے
بڑی بہادری کی۔ خاص کر دلیر خان و آغر خان نے برستی آگ مین اپنے ہاتھیون کو چلایا
ہر چند دل باختہ افغانون نے سمجھایا کہ اب آب و آتش سے نجات کی امید نہین ہے
اگر اس بحر خونخوار کی غرقاب سے بچ بھی گئے تو پتھرون پر سر پٹکنے اور رائگان جان دینے
سے کچھ فائدہ نہین ہوگا۔ رائے صائب کا مقتضا یہ ہے کہ ابھی قابو ہوئے وقت باقی ہی
بنگاہ کو مراجعت کرین پھر قلعہ کی تسخیر کی تدبیر کرین۔ دلیر خان نے فرار کی عار کو گوارا
نہ کیا اور شہادت کو سعادت دارین جانا فیلبان کو ہیبتناک آواز سے کہا کہ ہاتھی کو
آگے چلا۔ آغر خان اور قراول خان اسکے پیچھے چلے اس اثنا مین وہ اسامی رہ بر
جسنے بہکایا تھا گولہ لگنے سے مرگیا اور بادشاہی لشکر کی ایک اور جماعت کشتہ و زخمی
ہوگئی۔ دلیر خان کے جوشن پر تین چار گولیان تفنگ کی لگین مگر اسکے بدن پر پہنچنے
سے پہلے ٹھنڈی ہوگئین اور کارگر نہ ہوئین۔ آخر کو یہا یہ حصار کے نیچے ایسے نزدیک
آئے کہ گولہ وہان نہین پہنچتا تھا اور دلیر خان دیوار حصار پر چڑھ گیا۔ سب طرف سے سپاہ
حصار مین داخل ہوئی اور قلعہ کے باہر شادیانہ فتح کی صدا بلند ہوئی کہ اشامیون کی
فوج بھاگ گئی۔ میر مرتضی بھی مدد کو آگیا۔ اشامی ہر گوشہ و کنار سے قطار قطار

کونک کو بھیجنے کا اظہار کرین کہ نوارہ شاہی کے دل باختون کو اور مخالفون کو خوف ہو
اس حالت مین صدائے تفنگ و رام جنگی و غرش بان سے آشامیون کے نوارہ مین ایک
تزلزل آیا اور نوارہ پادشاہی کو تقویت ہوئی اور جب لشکر کو کمک نمودار ہوا تو..
آشامیون کے نوارہ کا سردار دل باختہ ہوا اور بھاگ گیا سچ ہے کہ جب تدبیر بر وقت
سپہ دار آزمودہ کار سے ظہور مین آتی ہے وہ ان ایک لاکھ سوارون سے بمراتب بہتر
ہوتی ہے۔ جنکا سپہ دار مغرور نا تجربہ کار ہو نوارہ شاہی نے آشامیون کا تعاقب کیا
بہت آشامیون کو مارا۔ جو اشامی کہ کشتیون کی تندروی پر اعتبار نہین کرتے تھے۔
اہل اسلام کے خوف سے کنارہ پر اتر کر فرار ہوئے۔ باقی کشتیون مین جان سلامت
لے گئے۔ چار سو کشتیون کے قریب لشکر شاہی کو ہاتھ آئین جنمین سے ہر ایک پر ایک
بڑی توپ سرب و باروت کی ساتھ تھی اس شکست سے اشامیون کی ہمت
شکستہ ہوئی وہ کوہستان ہروپ کی طرف بھاگے جسپر سوار نہین جا سکتا جب سولہ گڈھ
مین.. لشکر شاہی کا مقام ہوا تو راجہ کے خواص جنپر مدار مہام ہوتا ہے اور شاہی
اسکو بھوکن کہتے ہین انہون نے حیلہ سازی و روباہ بازی شروع کی اور عرائض لکھکر وکلا
کے ہاتھ بھیجین کہ ہم اطاعت و عجز کے ساتھ مصالحت کرتے ہین۔ خان کار آگاہ نے جواب
دیا کہ اگر راجہ توپخانہ شاہی و اموال رعایا و سپاہی کہ جو گوہٹی سے لوٹ کر لے گیا ہے
اور تمام رعیت ممالک محروسہ جو اس مدت مین قید کر کے لے گیا ہے بھیجدے اور بلا عذر اطاعت
او امر و نواہی پادشاہی کی فرمان بری کرے اور ہر سال پادشاہ کی پیش کش مین چند
کلان فیلون کے بھیجنے کا اقرار کرے اور بالفعل پیشکش لائق نقد و جنس مع اپنی دختر کے جناب
سلطنت کی خدمت مین مرسل کرے تو لشکر اسکی تنبیہ سے باز رہے گا ورنہ وہ یقینی جان
لے کر لشکر گھر کا نہین بھیجیگا اسکو آوارہ کریگا مگر یہ درخواست اسکی مکر و تزویر پر مشتمل تھی
اسکی نیت مین یہ تھا کہ اس بہانہ سے لشکر شاہی مراسم حزم و پاسداری سے غافل ہو
کہ ۲۷ موضع لکھو گڈھ مین لشکر آیا۔ یہان دہنگ ندی کوہستان جنوبی سے نکل کر

با وجود اس سختی کے اثنائے شام اہل اسلام کے رام نہ ہوے برسات کے آثار ظاہر تھے
جو آشامی آن کر آباد ہوئے تھے بھاگ کر راجہ دیہ کنتھا پاس چلے گئے اکثر آشامی
مارے گئے۔ مگر جو زندہ رہے وہ لشکر آشامی کے گرد پریشان پھرتے اور اسکی مزاحمت
کرتے۔ سید نصیر الدین خان کلیابر کا فوجدار اور سید میرزا جمدھرہ کا تھانہ دار مقرر ہوا
نواره کی گرد آوری مین مشغول ہوئے قریب آٹھ سو کے جنگی کشتی مصالح توپخانہ
سے بھری ہوئی۔ نواره بادشاہی کے مقابل مین بے خبر لے آئے۔ آتش جنگ کو مشتعل
کیا۔ اور خانخانان کے ہمراہیون کے نوارون کو چارون طرف سے گھیر لیا اس دن
نواره بادشاہی مین سے سو کشتیون کے قریب مختلف امور ضروری کے لئے
اطراف مین گئی ہوئی تھین ابن الحسین داروغہ خانخانان پاس آیا تھا۔ نواره کا آدمی
سردار کارفرما نہ رکھتے تھے۔ آشامیون کی نواره کی کثرت نے بادشاہی نواره کا
قافیہ تنگ کیا۔ اسپر بھی چار پانچ پہر تامقدور کوشش کرکے لڑتے رہے۔ نواره کا فاصلہ
خانخانان سے تین کروه جریبی تھا نواره کے آدمیون کی تو یہ مجال بھی نہین ملی
کہ خانخانان کو خبر کرتے دو پہر رات گذرنے کے بعد جب دو طرف کی توپون کی
آواز خانخانان کے کان مین آئی تو اُسنے جانا کہ نوارون مین لڑائی ہو رہی ہے
اس وقت محمد مومن کو مع توپ خانہ و نقارخانہ کے ابن الحسین کے ساتھ روانہ کیا
اور یہ ارشاد کیا کہ بقدر مقدور رات کے اندر ہی اسپ تازو وہان پہنچے جب
وہان پہنچ جاے تو نقارہ و کرنا کی آوازون سے مطلع کرے۔ محمد مومن کو اپنے
آدمیون کو جمع کرنے مین دیر لگی رات کے اندر تو نہ پہنچ سکا مگر سویرے ہی صبح کو
پہنچا۔ قریب تھا کہ نواره کے سب آدمیون کی کشتی حیات غرقاب فنا ہوتی چنانچہ کئی
کشتیان گولہ کی ضرب سے دریا مین غرق ہو چکی تھین اور بہت سی غرق ہونے کو تھین
اس ضمن مین اور بادشاہی کشتیان جو متفرق تھین آن پہنچین ــــ محمد مومن اور
ابن الحسین نے نواره کے نزدیک پہنچکر کرنا چیون کو حکم دیا کہ کرنا کی آواز سے

کہ گھرگانوں مین جاکر راجہ کا مال ضبط کرین۔ وہ گھرگانوں گئے اور غنائم کے جمع کرنے مین
مصروف ہوئے۔ ترکھانی مین لشکر آیا۔ راہ مین راجہ کے سولہ ہاتھی ہاتھ لگے کجیواور
لام وانگ و برھمانی مین کچھ لشکر انتظام کے لئے مقرر ہوا۔ ۲ شعبان ۴ سنہ جلوس کو
دارالملک آسام خطۂ گھرگانون مین لشکر اسلام آیا آشامی بھاگ کر چھپ گئے۔ ۲۷ رجب کو
لکھوگر مین لشکر آیا۔ لکھوگر مین دو دریا دھنگ و برہماپتر ملتے ہین۔ آب دھنگ کوہستان
سے گھرگانون کی شمال کی جانب سے آتا ہے اور دریاے برہماپتر سے ملتا ہے گھرگانو
مین جانے والا دھنگ کے جنوبی کنارہ پر مسافت طے کرتا ہے۔ دھنگ اور برہماپتر کے دریا
ایک جزیرہ نامروپ کے کوہ کے دامن تک معمور و مزروع واقع ہے شہر گھرگانون نالہ
دیکھو کے کنارہ پر آباد ہے اور وہ شہر مذکور سے گذر کر وہ پر دریاے دھنگ سے ملتا ہے
اسمین پانی اتنا کم رہتا ہے کہ چھوٹی کشتیان بھی اسمین نہین چلسکتین مصلحت کے موافق رسد
کے پہنچنے اور راہون اور حدود کے واقفیت کے واسطے یہ قرار پایا کہ نوارہ لکھوگر مین رہے
جہان اس دیار کے دریا ملتے ہین اور ابن حسین داروغہ نوارہ مع جمال خان اور اور منصبدارون
کی جماعت کے اور علی بیگ و منور خان ملک بنگالہ کے کل زمیندار اور کچھ پادشاہی توپچی پیادے
اور اکثر بڑی توپین اور کل نوارہ پادشاہی اور لشکر لکھوگر مین رہے اور نوارہ پادشاہی
مین تین سو تینتیس کشتیان تھین جنکی تفصیل یہ ہے کہ ۱۵۹ کوسہ ۴۸ جلبہ۔ اغراب
۷ پرندہ ۔ ۴ بجرا ۔ ۰ ۵ پتیلہ۔ ۲ سلب ایک پنیل۔ ایک بھر ۲ بالام ۱۰ خطگری ۔
۱۰ امحلگری ۵ پلوار وغیرہ ۲۲۲ چھوٹی کشتیان۔ دلیر خان نے کہا کہ کچھ چھوٹی کشتیان
ہمراہ رہین کہ بعض ضروری چیزونکو انمین رکھ کر گھرگانو لے جائین۔ حکم ہوا کہ جس کسی
پاس ایسی کشتی ہو وہ اپنے ہمراہ لے لشکری اور لشکر کے ہمراہ ہو پاری کشتیان
متعاقب گھرگانو مین آئین۔

غرہ شعبان کو لکھوگر سے کوچ ہوا۔ ناؤسالی (کارخانہ کشتی) مین لشکر آیا۔ یہان
چھپرون کے نیچے کشتیون کا تماشا دیکھا۔ سو کے قریب بڑی بڑی کشتیان بہت مستحکم

نکل کر دریاے برہماپتر سے ملحق ہوتی ہے۔ کھرگانون تک چھوٹی چھوٹی ندیان بہتی ہین
برہماپتر مین داخل ہوتی ہین۔ راجہ کے گیارہ ہاتھی یہان لشکر شاہی کو ہاتھ آئے
راجہ کی طرف سے ایک برہمن خانخانان پاس آیا اُسنے بہت عجز و انکسار کے ساتھ
مصالحت کے لئے عرض کیا۔ اسکے بعد ایک اور راجہ کا مقرب آیا۔ پاندان و مشربہ
طلائی اور دو سو مہی نقرہ اور کچھ اشرفیان اور ایک مکتوب لایا جس مین اعتذار و ندامت
کا اظہار اور صلح اور مراجعت لشکر کی اور شایستہ پیشکش بھیجنے کی درخواست تھی۔ یہ
تمام باتین بحکم فراست خدیعت و حیلہ وری پر محمول ہوئے۔ خان سپہ سالار نے جواب
دیا کہ اس وقت لشکر کھرگانو کو جاتا ہے جہان پہنچکر جو مقتضاے مصلحت ہوگا عمل مین
آئیگا۔ شہر کھرگانون ساحل رود دیکھو پر آباد ہے جو آٹھ کروہ پر دریاے دھنگ سے
ملتا ہے اور اسمین پانی اس قدر نہین ہے کہ بڑی کشتیان چل سکین اس لئے لکھوگڈھ مین
نوارہ شاہی کو مقام کرنا پڑا اور چھوٹی کشتیان بنانی پڑین۔ غرہ شعبان لکھوگڈھ
سے کوچ ہوکر اس مکان مین لشکرگاہ ہوا کہ جہان راجہ کا کارخانہ نوارہ کا تھا یہان
سو بڑی کشتیان موجود تھین وہ بادشاہی نوارہ مین داخل ہوئین دوسرے روز موضع
دیول گانو مین لشکر آیا۔ یہان ایک بڑا بتخانہ و باغ راجہ نے ایک برہمن کے لئے بنایا
تھا۔ یہان خانخانان نے اپنے تابعون کا تھانہ بٹھایا کہ وہ راہ کی محافظت اور
رعایا کی تسلی و استمالت کرین اس منزل مین کھرگانون سے اگرگانون کے . . .
بعض مسلمانون نے جو ایک مدت سے راجہ کے قیدی تھے نوشتہ بھیجا جب راجہ
نے سُنا کہ لشکر شاہی قریب آگیا ہے تو اہل و عیال و زبدہ اموال جواہر و نقود
اور اور نفائس اشیاء کو لیکر کوہستان کامروپ کو بھاگ گیا۔ جو کھرگانو
سے چار روز کی مسافت پر ہے کچھ جنگی فیلون کو صحرا مین چھوڑ دیا۔ راجہ کے بعض اور ہاتھی زبدہ
مان احمال و اثقال بے حافظ و حارس شہر مین موجود تھے۔ ۱۸ شعبان کو قریہ لجھو مین لشکر
آیا۔ چار ہاتھی بھی ہاتھ آگئے۔ خان سپہدار نے فرہاد خان و سید محمد دیوان کو بھیجا

تاریخ آسام مین تو آغر خان کا حال یہی لکھا ہے جو اوپر نقل ہوا۔ مگر منتخب اللباب مین زیادہ دلچسپ حال یہ لکھا ہے کہ اگرچہ خانخانان بہادرون کا قدردان تھا اور ان پر مہربانی کرتا تھا۔ آغر خان اور اسکے ہمراہیون نے خانخانان کو رفاقت مین بہادرانہ کارزارین کین اور انکو وہ دل و جان سے دوست رکھتا تھا لیکن اس سبب سے کہ آغر خان کے بعض ہمراہی متعلق بلاد کی تسخیر کے بعد آدمیون کے مال پر غارت و تاراج کا ہاتھ دراز کرتے تھے اور آغر خان انکو منع کرتا تھا وہ ممنوع نہین ہوتے تھے یہ امر خانخانان کی مرضی کے خلاف تھا وہ ایسی دست اندازی کے منع کرنے مین بڑی تقید رکھتا تھا اس وجہ سے وہ آغر خان کے حال و پرداخت پر متوجہ نہین ہوتا تھا اس لئے آغر خان اکثر آزردہ خاطر رہتا تھا۔ ایکدن صبح وقت کہ خانخانان قرآن کی تلاوت کرتا تھا آغر خان مغلون کو ہمراہ لئے مستعد و مسلح ہو کر خانخانان کے دروازہ پر آیا۔ چوبدارون کو اسکے منع کرنے کی جرأت نہ ہوئی وہ بے محابا اندر جا کر وہان پہنچا جہان خانخانان مصلے پر بیٹھا ہوا دعائین پڑھ رہا تھا خانخانان اسکی اس ہیأت کے آنے سے ڈر گیا اور دلیری و خوش بیانی سے پوچھا کہ خیر تو ہے آپ کا بیوقت آنا کس طرح ہوا آغر خان نے جواب دیا کہ اس مدت مین ہم جانفشانی کی تردد مین اور خدمات ماموره کی تقدیم مین کمی نہین کی۔ الحمد للہ کہ بادشاہ کے اقبال سے اور سپہ سالار کی بہادری سے ملک مفتوح ہوا۔ اور دشمن پامال ہوئے۔ ہم کو کمال افسوس ہے کہ آپ جیسے قدردان نے کبھی ہمارے کامون پر تحسین و آفرین نہ کی اسواسطے اپنی ہونے نہ ہونے کو معطل محض جان کر رخصت کے لئے آئے ہین۔ ہم امیدوار ہین کہ بدرقہ راہ کے لئے فاتحہ پڑھی جائے دستک رخصت عنایت ہو کہ ہم اپنے آقا پاس چلے جائین خانخانان نے ہرچند تقصیرات تغافل کا عذر کیا اور آیندہ تلافی کے وعدہ کیا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آغر خان نے اپنے رخصت ہونے کے لئے مبالغہ کیا۔ خانخانان نے دستک لکھنے کے لئے منشی کے نہ ہونے کا عذر کر کے ٹالنا چاہا تو آغر خان نے اپنے پاس سے دوات اور سفید کاغذ کا پرچہ موجود کیا اور التماس کیا کہ آپ خود اپنے ہاتھ سے دستک لکھ دین خانخانان

بازیب و زینت بھی تین جنگلی لیجانے کی فرصت جنگ میں نہ ملی یا انکی ضرورت نہ تھی دوسرے روز دیول گانو مین لشکر آیا جہان راجہ کا مرشد رہتا تھا۔ نالہ سے عبور کیا۔ اُسکے کنارہ پر فوج اُتری بتخانہ و باغ بہت خوب دریاے دھنگ کے کنارہ پر تھا۔ تاریخ یہان کا نار نجاتا رجنی رہمارا نارنج چھپی ہوئی آگے ہی لگا رہا تھا۔ ایک پیسہ کے دس وہ بکتے تھے۔ علی رضا بیگ یہان تھانہ دار مقرر ہوا۔ نواب کے اخلاق کے سبب سے لکھوگرا اور دیول گانو مین رعایا آباد ہو گئی بہر رفتہ حضور مین وہ آتی رہی اور دلاسا پاتی اور اپنے قریات و قصبات مین جاکر آباد ہوتی۔ کھر گانو کے مسلمان رہنے والون کی عرائض آئین کہ راجہ نے اسیر مسلمانون کی ایک جماعت کثیر کو مار ڈالا اور اپنی نقود و اجناس لیکر نامروپ کو وہ چلا گیا۔ باقی آدمی گوشون کونون مین چھپے ہوئے ہین۔ ہماری اجل نہین آئی تھی جو ابتک جیتے ہین۔ راجہ کے تمام اسمال و اثقال بے حافظ و حارس کے شہر مین پڑے ہوئے ہین یہ تم کو فرہاد خان و میر سید محمد دیوان تن ضبط اموال و اقبال کے لئے بہت جلد کھر گانو روانہ ہوئے۔ لشکر کو راہ مین یہ ہاتھی ہاتھ آئے۔ ۶ شوال سنہ ۷۲ کو نواب کھر گانو مین داخل ہوا۔ اور مسلمان و غیر مسلمان و پیر و جوان کو امن و امان کا مژدہ سنایا۔ راجہ کے گھر کے لئے محافظ مقرر ہوئے۔ تاریخ فتح یہ ہوئی ؎

کم واقع میشود بیک سال ✣ باکوچ بہار فتح آشام

جاسوسون کی زبانی معلوم ہوا کہ راجہ نے بہت زنبورک و رام چنگی تالاب مین ڈبو دئے ہین۔ نواب نے خود تالابون پر جاکر دوسو آٹھ توپ و ضرب زن ڈھلے ہوئے نکلوائے۔ آغر خان نے نواب سے رخصت و دستگاہ کی درخواست کی۔ نواب نے جواب دیا کہ یہ بات اس صورت مین ہو سکتی ہے کہ مین تمکو جانے کی اجازت دون وہ بے دستک اپنے بھائیون کی جماعت لیکر گھوڑا گھاٹ کی راہ سے پادشاہ پاس روانہ ہوا اسکی آزردگی کا سبب یہ تھا کہ اسکو نواب کی عدم توجہ کی شکایت تھی اور وہ محرمامین زیادہ طلبی کرتا تھا۔

چلے جاؤ۔ اور برسات کے شروع ہونے تک وہان اقامت رکھو اور لشکر کی
معاودت کے بعد اپنے گھرون مین آؤ۔ اور اپنے دفائن پر متصرف ہو۔ ان
ہول زدہ اشامیون نے انکی بات کو یقین کرلیا اور وہ مال کو دفن کرکے چلے گئے
ان قیدیون نے ان اموال مدفونہ کو کھدوا منگوایا۔ اور راہی جنم بھوم کو چلتے بنے
یہ مقرر ہوا کہ کامروپ کے ساکن اپنے مساکن مین جاکر عمارت اور زراعت مین مصروف
ہون اور ایک سال تک وہ ادائے مال اور کل تکالیف دیوانی سے معاف رہین
۸۲ ہاتھی (سو سے زیادہ) تیس لاکھ روپیہ کا طلا و نقرہ اور کل اجناس متصدیان
شاہی کے قبضہ مین آیا۔ ملک آشام مین جب سے لشکر آیا تھا مراجعت کے وقت
تک ۶۷۵ توپین جنمین ایک توپ آہنی بچہ دار بھی تھی کہ تین من کا گولہ اس سے
چھوٹتا تھا۔ ۱۳۴۳ زنبورک ۱۲۰۰ رام چنگی ۶۵۷ بندوقین ۳۴۸ من باروت
۱۹۶۰ باروت کے صندوق جنمین سے ہر صندوق مین تخمیناً ڈھائی من باروت
تھی۔ ۷۸۲۸ سیر اور شورہ وگوگرد و آہن و سرب بہت سا اور ایک ہزار کئی
کشتیان جنکو اکثر ستر اسی ملاح کھیتے تھے متصدیان بادشاہی کے تصرف مین آئین
اور ناؤ سال مین گھر گائو مین ہا کشتیان نجار تہین جتکے برابر لمبی چوڑی مضبوط تر ین
کمتر نظر آتی تھین۔ ایک آشامی نے چھپر مین آگ لگادی یہ سب کشتیان جل کر
خاکستر ہوگئین۔ راجہ اور بھوکنون نے جو چند سال سے انبار جمع کیے تھے یہ انبار
۷۳ تھے۔ اور ہر ایک انبار مین دس ہزار من سے ایک ہزار من تک برنج و
ماش و ماکولات تھے۔ ان کو فرار کے وقت اشامیون نے اس خیال سے جلایا
نہین کہ لشکر شاہی کے جلانے کے بعد وہ پھر ہاتھ آجاینگے لشکر شاہی جتنے
دنون اس بوم و بر مین رہا اسکی قوت اعظم ان انبارون کے برنج رہے۔ ورنہ قوت
و آذوقہ کے نہ پہنچنے سے خصوصاً موسم برشگال مین جہان ہر طرف کثرت پانی کی طغیانی ایسی ہوتی ہے کہ اطراف
سے رسد کی راہ مسدود ہوجاتی ہے۔ ان انبارون مین سے ۱۵۰

یہ سمجھکر کہ حق اسکی جانب ہے اور کوئی وجہ آغرخان کے کہنا نہ ماننے کی ہے دستک رخصت
لکھ دی اور مُہر لگا کے اُسکے حوالہ کی لیکن دریا کے معبرون وگھاٹوان کے اہلکارون پاس
کاغذ کے گھوڑے دوڑا دیئے کہ آغرخان پہنچے تو وہ کشتیون کو بند کردین اور جہان تک ہوسکے
اُسکو عبور نہ ہونے دین۔ یہ دریا نورد وشیر نبرد جہان پہنچا اور کشتیون کو نہ پایا تو گھوڑے
کی عنان بر وبحر کے حافظون کو سپرد کرکے خود ہمراہیون سمیت تیرتا ہوا چلا گیا لیکن
دریاؤن مین چند مغل ہمراہیون کی اجل آگئی۔ وہ خود حضور مین پہنچا۔ محمد امین خان
بخشی پاس پہلے خانخانان کا نوشتہ اس مضمون کا آگیا تھا کہ آغرخان اگرچہ عالی نسب
وکار طلب بہادر ہے اور پرداخت کے قابل ہے لیکن ایام جوانی کی جہالت اور غرور
شجاعت کو کارفرما ہوکر بہت منت کرکے رخصت لی ہے جب وہ حضور مین پہنچے تو چندروز
اسکو منصب کی برطرفی سے چشم نمائی کرنی چاہیئے پھر اوسکو دلاسا دیکر آسے کام لینا چاہیئے
چنانچہ محمد امین خان نے خانخانان کے نوشتہ پر عمل کیا۔ چندروز پادشاہ کی ملازمت
سے ممنوع رکھا اور منصب سے برطرف کیا۔ پھر آغرخان کے گھر مین خود گیا اور اسکو
پادشاہ پاس لے گیا۔ اور اُسکے جرائم کا شفیع ہوا۔ اور منصب پر
بحال کراکے کابل کے کومکیون مین روانہ کیا۔

ہندو مسلمان جو اپنے عزیزون وطنون قومون سے جدا ہوکر اور بندوزندان کی مذلت مین
مبتلا تھے اور نجات اُنکے خیال مین نہ تھی — اب وہ شادان وفرحان دعائین دیتے ہوئے
کوسہ مین سوار ہوئے اور آشامیون کے گھرون مین جو مال ہاتھ لگا اسکو کشتی مین اپنے ساتھ
لادا۔ ملک پادشاہی کا آدمی جو راجہ کی قید مین آتا اسکو بطور غلامون کے اپنے اہل
مملکت کو قسمت کردیتا جب لشکر شاہی آیا تو ان قیدیون نے آشامیون سے کہا کہ وہ
انتقام کے لیئے آیا ہے جیسے کہ ہمکو تم پکڑکر اپنے ملک مین لائے ہو ایسے ہی وہ تمکو پکڑکر
اپنے ملک مین لیجاویگا وہ ملک کو ضبط نہین کریگا۔ برسات مین یہان نہین ٹھہریگا۔
اگر تم کو غلام بننا منظور نہین تو اپنے مال واسباب کو گھر مین مدفون کرکے پہاڑون پر

اور پیر دیسیون کو زہر مار۔ آٹھ مہینے مینہہ برستا ہے اور چار مہینے جاڑا پڑتا ہی
وہ بھی بارش سے بالکل خالی نہین ہوتا یہان بنگالہ کے سے امراض نہین ہوتے اور
ہندو بنگالہ کے ریاحین و فواکہ طرح طرح کے ہوتے ہین اور انکے سوا اقسام گل میوے
باغی و صحرائی ایسے ہوتے ہین جو ممالک ہند مین نہین ہوتے۔ اس ملک مین شالی سے محسوس
لیا جاتا ہے وہ باریک یا لیدہ کم ہوتی ہے گندم و جو و عدس کی کاشت نہین ہوتی
یہان نمک بہت عزیز و نایاب ہے۔ دامن کوہ مین بعض پہاڑون مین وہ ملتا ہے۔
لیکن بہت تلخ و گزندہ ہوتا ہے اس ملک کے بعض باشندے کیلے کے درخت کو
کاٹ کر دھوپ مین خشک کرکے جلاکر خاکستر کرتے ہین اور اس خاکستر کو کرباس مین
رکھتے ہین۔ اور چار چوبین زمین مین گاڑتے ہین اور اسپر اس کرباس کو تانتے ہین اور
ایک ظرف اسکے نیچے رکھتے ہین اور بتدریج کرباس پر پانی ڈالتے ہین
اسکا ٹپکا ہوا پانی شور اور نہایت تلخ ہوتا ہے اسکو بجای نمک کے
کام مین لاتے ہین۔ یہان کے مرغ لڑنے مین ایسے بہادر ہین کہ مرجاتے ہین مگر
بھاگتے نہین ایک دوسرے کے سامنے سے کبھی نہین بھاگتے۔ کوہستان و صحرا مین
بکثرت۔ ہاتھی مہیب و کلان و متناسب الاعضا ہوتا ہے۔ اسکے پکڑنے کے لیے
بلدہ کھرگانوٗن مین چند مختصر حصار قفس کی طرح بنا رکھے ہین انکے گرد مضبوط اور
بلند چوبین نہایت مستحکم لگادی ہین اور انکے دروازے مختلف طرفون مین رکھے ہین
راجہ کے خاص فیلبان لیجاتے ہین۔ ہتھنی کے بدن پر ایک خاص گھانس ملتے ہین اور
اسکو جنگل مین جہان مست فیل چرتے ہین لے جاتے ہین۔ فیل مست اس گھانس
کی بو کو سونگھ کر ہتھنی کے پیچھے پڑتا ہے فیلبان ہتھنی کو اس حصار مین لاتے ہین ہاتھی
بھی ہتھنی کے پیچھے آکر گرفتار ہوجاتا ہے۔ دریاے برہما پتر کی ریت سے سونا نکلتا
بارہ ہزار (بتیس ہزار) آشامی یہی کام کرتے ہین اور ہر سال فی نفر ایک تولہ طلا راجہ
کی سرکار مین داخل کرتا ہے۔ صرف یہی ملک کا خراج ہے۔ یہ طلا کم عیار ہوتا ہے

انبار بہت احتیاط سے برسات کے لئے رکھے گئے جو قریب آگئی تھی —

ملک بنگالہ شمال و مشرق کے مابین آشام ملک برہما پتر (برہم پتر) کی اطراف مین آبادہی اور دریا برہم پتر اسکے وسط مین مشرق سے مغرب کی جانب بہتا ہے۔ اسکا طول شرقاً غرباً گواہٹی سے سدیہ تک تخمیناً دوسو کروہ جریبی اور عرض اسکا شمالاً و جنوباً کوہستان گروہ مری مچمی و دفلہ ولدندہ سے جبال قوم نانگہ تک قریباً سات آٹھ روز کی راہ ہے اسکا کوہستان جنوبی طول مین صحیح ہستا سیہ وکچھار و کشمیر سے طول مین اور عرض مین قوم نانگہ کے کوہ سے ملا ہوا ہے اور اسکا کوہستان شمالی طول مین کامروپ کی پہاڑیون والی سے پیوستہ ہی اور عرض مین قوم دفلہ ولعندہ کے پہاڑون سے ملا ہوا ہے دریائے برہما پتر کے شمالی کنارہ کی سرزمین کو اُترکول اور اسکے جنوبی کنارہ کی سرزمین کو دکھن کول کہتے ہین۔ اوترکول کا طول گواہٹی سے مسکن قوم میرمچمی اور دکہن کول کا امتداد ملک نکی رانی سے موضع سدیہ تک ہی۔ اسکے نواح کے پہاڑون کے متوطن راجہ آشام کو کچھ باج نہین دیتے مگر اوسکی بزرگی کو مانتے ہین اور اسکے احکام پر چلتے ہین مگر قوم دفلہ اسکی اطاعت نہین کرتی اور کبھی کبھی راجہ کے ملک پر دستبرد کرتی ہے۔ موضع کلیابر سے شہر گھرگانون تک سب جگہ مکانات اور باغات میوہ دار درختون سے بھرے ہوے باہم پیوستہ چلے جاتے ہین اور راہ کے دونو طرف بانس کے درخت سایہ دار بڑے بڑے اونچے لگے ہوے ہین طرح طرح کی صحرائی و باغی خوشبودار پھول کھلے ہوے۔ نیستان کے پیچھے پائے کوہ تک زراعت باغ۔ گھوگسہ سے گھرگانون تک اسی طرح کی معموری اور زراعت ہی اور آدمیون کی آمد و رفت کے لئے بلند وسیع آلے بنائے ہین اس ملک مین زراعت اور باغ کے لئے زمین ایسی ہموار بناتے ہین کہ کبھی انمین نشیب و فراز سر مہ کی برابر بھی آنکھ کو نظر نہین آتا۔ اوترکول مین آبادی اور زراعت زیادہ ہے دکھن کول مین صعوبت محکمہ و قلبی الکمنہ افزون تر ہے اسلئے اس جانب مین راجہ نے محل سکونت بنایا ہے۔ انہین خطہ مین آباد و غیرآباد اراضی کے ہوا و ریار برہما پتر کے کنارہ پر دو نو دیسیون اور پردیسیون کو موافق ہے اور جو زمین دریا سے دور ہے اسکی ہوا دیسیون کو سازگار

آدمیون کو ساحرا ور جادوگر اور جنی نوع انسان سے خارج جانتے ہین اور کہتے ہین
جو شخص اس دیار مین آتا ہے اور طلسم مین گرفتار ہو جاتا ہے پھر باہر نہین نکل سکتا۔ یہان کے
راجہ بجید جہج سنگہ پاس بہت لشکر اور مال اسباب ہے اسکا لقب سرگی ہے جسکی معنے آسمان
کے ہین اور اسکا اعتقاد یہ ہے کہ اسکے باپ دادا مین سے جو آسمان پر فرمان روا تھے کوئی
سونے کی سیڑھی لگا کے زمین پر اُترا اور اس سرزمین مین قیام کیا اور پھر آسمان پر نہین گیا و
خود اپنے تئین ظاہر عالم مین شمار کرتا ہے اسلئے وہ بت کے آگے سر نہین جھکاتا۔ یہان کے
اشامی ہندوؤن کی طرح کھانے پینے کا پرہیز نہین کرتے مسلمان و غیر مسلمان کا ہاتھ کھانا کھاتے
ہین انسان کے سوا سارے جانورون کے گوشت کھاتے ہین یہان تک کہ مردار بھی کھاتے ہین
گھی نہین کھاتے۔ اگر کسی کھانے مین گھی کی بو بھی ہو تو اُسے ہاتھ نہین لگاتے۔ انکی زبان بنگالہ
کے اور ملکون سے جداگانہ ہے۔ مردون کی ہئیات سے توانائی اور پہلوانی ٹپکتی ہے وہ محنت کے
کامون پر قادر ہین۔ سب جنگ جو۔ سفاک مارنے مرنے مین دلیر و بے باک و بے رحم۔ غدر و بیمروتی
مین طاق اور مکر و کذب و بیوفائی مین لگانہ آفاق۔ انکی عورتون کی صورت مین صباحت و ملاحت
روئی و سیاہی و درازی موئی و ملائمت بدن و صفائی رنگ و خوش دستی پائی ظاہر۔ دور سے
بہ ہئیات مجموعی کمال حسن نظر آتا ہے۔ مگر تناسب اعضا نہین ہے اسلئے پاس سے دیکھو تو وہ حسن جمال سے دور
معلوم ہوتی ہین۔ راجہ و رعیت کی عورتین کسی سے مُنہ نہین چھپاتین سر برہنہ بازار مین پھرتی ہین اکثر
آدمیون کی چار پانچ بیویان ہوتی ہین ایسے کمتر آدمی ہین جنکی دو بیویان ہون اور آپس مین بیویون
کی خرید و فروخت کرتے ہین۔ یہان کی بڑی تعظیم دوزانو بیٹھنا ہے جب راجہ اور بھوکنون پاس رعیت
جاتی ہے اور بھوکنی راجہ پاس جاتا ہے تو وہ دوزانو بیٹھتی ہین اور زمین کی طرف ٹکٹکی لگاتے ہین۔
داڑھی مونچھ سر کے بال منڈاتے ہین۔ ان بالون کو جو رکھتا ہے تو اسکو کہتے ہین کہ بنگالی ہو گیا ہے اسکے
سر پر تلوار مارتے ہین۔ خر و شتر و اسپ اس ولایت مین عنقا و کیمیا ہے اشامی گدھے کو بڑی
قیمت دیکہ خریدتے ہین اور اونٹ کو دیکھکر حیران ہوتے ہین گھوڑے سے بہت ڈرتے ہین اگر گھوڑا
ہاتھ لگتا ہے تو اسکا پاؤن کاٹ ڈالتے ہین اگر سو مسلح اشامیون کے سر پر ایک سوار جا چڑھے تو تمام

آٹھ نو روپیہ تولہ بکتا ہے۔ کہتے ہین دریای برہما پتر مین سب جگہ سونا ملتا ہے
مگر یہ سونا نکالنا آشامیون کو آتا ہے۔ اس ملک مین کوڑی اور روپیہ اشرفی
رائج ہین اشرفی روپیہ پر راجہ کا سکہ لگتا ہے۔ فلوس کا رواج نہین ہے قوم ..
میری مچھی کے پہاڑون مین جو آشام کے شرقی جانب مین ہین آہوئے مشکین و فیل
پیدا ہوتے ہین۔ پہاڑون سے یہ قوم نقرہ و مس و ارزیز بھی نکالتے ہین۔ اس
قوم کی طرز و وضع اشامیون سے بالکل ملتی ہے۔ عورتون کی صورتین اشامیون
سے اچھی ہوتی ہین وہ تفنگ سے بہت ڈرتی ہین اور کہتی ہین کہ یہ بُری چیز ہے کیے فریاد
کرتی ہے اور اپنی جگہ سے نہین ہلتی۔ اور اپنے بچہ کو پیٹ سے نکال کر آدمی کو مارتی
ہے۔ کوہستان آشام مین بھی آہوئے مشکین ہوتا ہے اور چوب عود (اگر) بھی ہوتی
ہے اگر ممالک محروسہ کی طرح یہان بندوبست مالی ہو اور رعایا سے محصول لیا جاتا
تو ۵۴ لاکھ روپیہ کے قریب وصول ہو۔ رعایا سے خراج لینے کا دستور نہین۔ گھر پیچھے
تین آدمیون مین سے ایک نفر راجہ کی خدمت مین آتا ہے اور اگر اُس مین وہ ڈھیل
کرے تو سوائے قتل کے یہان اور کچھ سزا نہین ہے اسلیئے راجہ کا حکم اس قوم مین کمال
رکھتا ہے۔ کسی زمانہ مین اس ملک پر سلاطین اسلام کا تصرف نہین ہوا۔ کسی بیگانہ
کے ہاتھ مین وہ نہین آیا۔ اس دیار مین مسافرون کے آنے جانے کا راستہ تنگ ہے۔
اور غیرون کے ملک مین جانے کے لیئے یہان کے باشندون کا پاؤن لنگ ہے اپنے
ملک مین نہ کسی کو آنے دین اور نہ غیر ملکون مین اپنے آدمیون کو جانے دین۔
ہر سال ایک مرتبہ ایک جماعت راجہ کا حکم لیکر تجارت کے لیئے اپنی سرحد گوہاٹی
مین آتی ہے طلا و مشک و چوب عود و فلفل و ساذج و پارچہ ابریشمی لاتی ہے
نمک شورہ و گوگھرو اور کچھ اور ہند کی مسلمانون سے جو گوہاٹی کے آدمی وہان
جاتے ہین معاوضہ کرتی ہے جو لشکر اس مملکت کی سرحد مین آیا۔ کشور وجود سے خارج
ہوا جس قافلہ نے اس سرزمین مین قدم رکھا منزل عدم مین پہنچا۔ اہل ہند یہان کے

حراست کرتے ہین انکو جو دانگ کہتے ہین - اس ملک کا حربہ بندوق و راچنگی و توپ و تیر و پیکان و بے پیکان و نیم شمشیر و نیزہ دراز و بالس کی کمان و تیر تخش ہی کہ ملک کے تمام ہندو انکے اہل حرفہ و دہقان و رعیت مسلم و غیر مسلم طوعاً و کرہاً جنگ مین آتے ہین اور شغال کیطرح ایکدفعہ غوغا کرتے ہین اور شورش عظیم مچاتے ہین اور سمجھتے ہین کہ اس شور و غل سے لشکر شاہی کے دل مین ہراس پیدا ہوگا - وہ لڑائی مین لاکھون ہی جمع ہوتے ہین مگر ہتیارون سے لڑنے والے بیس ہزار کے قریب سپاہی ہوتے ہین اغلب وہ شب شنبہ مین شبخون مارتے ہین اس بدات کو مبارک جانتے ہین - رعیت خواہ جنگ کرکے بھاگے خواہ بے جنگ و عداوت کرے - اپنے ہتیارون کو ڈالدیتی ہی اور باہر چلی جاتی ہے - رعایا اپنے مُردون کو کچھ انکے ترکہ کے ساتھ مشرق کی جانب سر کو اور مغرب کی جانب پاؤن کرکے خاک مین دفن کرتی ہے - اور حکام اپنے موتا کے لئے دخمہ بناتے ہین اور زنان و خادمہ متوفی کو مع مایحتاج چندسالہ مثل ظروف زرین و سیمین و فرش و لباس و ر خوردنی دخمہ مین رکھتے ہین اور اسکا نام ذخیرہ و توشۂ آخرت رکھتے ہین جسے نا امیدی کا دروازہ اُسپر بند ہو جاتا ہے سر دخمہ کو قوی چوبون سے نہایت مستحکم ڈھانکتے ہین اور ایک چراغدان مین بہت سا روغن اور ایک نفر مشعلچی زندہ اسمین رکھتے ہین کہ وہ چراغ روشن کیا کرے - دس دخمون کو چیر کر نوے ہزار روپیہ بہمہ جہت بادشاہی آدمیون کے ہاتھ آیا ہے -

پہلے زمانہ مین جو مسلمان یہان مقید ہوگئے تھے اُنھون نے یہان نکاح کرلیا انکی اولاد آشامیون کے طریق پر عمل کرتی ہے برائے نام مسلمان ہین وہ آشامیون کے ساتھ بہ نسبت مسلمانون کے زیادہ مانوس ہین - دیار اسلام سے جو مسلمانون کی ایک جماعت وہان چلی گئی ہے وہ صوم و صلوٰۃ مین قیام کرتی ہے مگر نہ اذان دیسکتی ہی اور نہ قرآن بآواز پڑھ سکتی ہے - یہ دونو اُسکے لئے ممنوع ہین -

راجہ اور آشامی بھاگ کر مختلف طرفون مین چلے گئے راجہ نے چاہا کہ قوم ناگہ پاس جائے مگر وہ بادشاہی لشکر کے خوف سے اُسکے آنے پر راضی نہ ہوئے - یہ قوم جنوبی شمالی

ہتھیار اسکے آگے رکھ کر بھاگ جاتے ہین - اور اگر بھاگ نہ سکین تو مقید ہو جاتے ہین لیکن اگر دس
مسلمان پیادے ایک آشامی کو ملجائین تو وہ بیجا با انکے استیصال کا قصد کریگا اور غالب آئیگا -
ہاتھی کے بیچنے کو وہ بڑا عیب سمجھتے ہین اور کبھی نہین بیچتے - راجہ اوپر بھوکن سنگاسن ہین اور اوروسا
اغنیا ڈولی مین سوار ہوتے ہین - یہ ڈولی چوب و تختہ سے بناتے ہین فیل پر بجای عماری چوب
کے لکڑی کی کرسی بنا کے رکھتے ہین - کرپاس کے پارچہ کو سر پر باندھتے ہین اور اسی کی دھوتی
پہنتے ہین اور ایک چادر کندھے پر ڈالتے ہین بعضے متمول جاڑے مین نیم جامہ بھی پہنتے ہین -
چارپائی کی جگہ تخت پر جنکو میسر ہو سوتے ہین - پان مین کچی سپاری مع پوست ڈال کر
بہت کھاتے ہین - مشجر و مخمل و ٹاٹ اور طرح طرح کے کپڑے ریشمی خوب بنتے ہین اور چوب
صندوق و تخت و کرسی ایک تختہ چوب سے بہت مطبوع و پاکیزہ بناتے ہین - راجہ کے
بعض تخت ایک چوب کے ہین جنمین سے ہر ایک کا عرض دو ذرع ہے اور انکے پایے الگ نہین
لگائے بلکہ اسی چوب مین سے تراشے ہین - جنگی کشتیان بنگالہ کے کوسہ کی طرح بناتے ہین
اسکو بچاری کہتے ہین اس ملک مین کشتیان کثرت سے ہین - واقعہ نویس گواہٹی کی افواہ سے
معلوم ہوا کہ آوان تحریر تک تینتیس ہزار کشتیان بچاری و کوسہ یہان آ گئی ہین و لشکر پادشاہی
پاس اور اس ملک کے متوطنین کے پاس جو لشکر کے ہمراہ ہو گئے ہین شاید اس سے زیادہ ہونگین
جو واقعہ نویس نے لکھین احتمال ہے کہ ان سے آدھی آشامیون کے تصرف مین ہونگین اکثر
کشتیان چنبل کی چوب سے بناتے ہین اگر کشتی ڈوب بھی جاے تو اسکی لکڑی گلتی نہین بندوق
و توپ بچہ دار خوب ڈھالتے ہین - باروت بہت قسم کی بناتے ہین اور اسکا مصالح ملک
پادشاہی سے لاتے ہین - کل آشام مین خشت و سنگ و گل کی عمارات سواے گھرگانو اور
چند بتخانون کے دروازون کے کہین اور نہین ہے غنی و فقیر اپنے مکانون گھرون کو چوب
و نے و علف سے بناتے ہین یہان کی قدیم رہنے والی دو قومین ہین ایک آشامی دوسری
قوم کلتا اور یہ دوسری قوم ہر باب مین اول قوم پر مزیت رکھتی ہے مگر جہاں صعب اور
امور حرب مین قضیہ منعکس ہے ہمیشہ راجہ کے نشیمن و خوابگاہ کی اطراف مین چھ سات ہزار آشامی

پڑا جلال خان کنار دریاے دھنگ کا تھانہ دار تھا اسپر بھی کئی دفعہ آشامیون نے شب خون مارا مگر ہر دفعہ ہزیمت پائی تیس چالیس ہزار آشامیون نے دن کو اُس سے لڑنے کا قصد کیا انکو شکست ہوئی اور بہت آشامی مارے گئے اور جلال خان کی شجاعت کی بڑی شہرت ہوگئی آشامی یہان سے اور اطراف مین منتشر ہوگئے۔ میانہ خان موضع سلہانی مین تھانہ دار تھا وہ رعایا کی رفاہ حال و فراغ مآل کا سبب ہوا۔ کھرگانو مین سو سوار اور دو سو پیادہ سے تھے اور اسکے اطراف مین اور لشکر مورچے جمائے ہوئے تھے اکثر مواضع دکھن کول کے پادشاہی تصرف مین آگئے تھے اور رعایا بھی اپنے گھرون مین آباد ہوکر اطاعت و ہواخواہی کا اظہار کرتی تھی۔ اوترکول کے آدمی اطاعت کے فکر مین تھے کہ زمانہ نے ایک اور ہی گل کھلایا۔

برسات کا آنا اور حملہ آورون کا اصرار۔

بادلون نے اپنے لشکر کو آسمان پر دوڑایا۔ بجلی نے اپنی چھچھوندر چھوڑی۔ گونج نے اپنا صور پھونکا۔ ابر نے اپنی آنکھون سے زمین پر ایسے آنسو بہائے کہ نالون کو دریا بنا دیا۔ اور دریا کو بحر۔ سیلاب نے ساری مکانون مین دلدل کر دی شیرون کے خوف سے آشامی جو جنگلون اور غارون مین لومڑی کی طرح چھپے بیٹھے تھے اب شیر بن کر باہر نکلے فتنہ و فساد برپا کیا۔ اول اُنہون نے دیول گانو کی طرف ہجوم کیا اور تھانہ دار پر شب خون مارا۔ تھانہ دار غافل نہ تھا۔ اُسنے آشامیون کو شکست دی۔ نواب نے یادگار خان ازبک کو کمک کے لئے بھیجا۔ اُسنے جا کر آشامیون نے جو آتش فتنہ سلگائی تھی آب تیغ سے بجھادی ان دنون مین آذوقہ کی کشتیان لکھوگرہ سے کھرگانو کو روانہ ہوئی تھی۔ ابن حسین داروغہ نوارہ نے چہہ جلیہ و ریہا کوسہ برساز بہ سرداری محمد مراد بھیجے تھے اُسنے دو تین جگہ آشامیون سے لڑکر ان کشتیون کو کھرگانو مین پہنچا دیا جب آشامی دیول گانو سے مایوس ہوئی تو انہون نے غرہ شوال کو انور بیگ تھانہ دار کجپوپر تاخت کی اُسنے اپنی زور بازو سے انپر فتح پائی مگر فتح کے بعد احتیاط نہ کی آشامیون نے پھر حملہ کرکے اسکو مار ڈالا۔ کجپور آشامیون کے قبضہ مین آگیا اور انہون نے دریاے دھنگ کے اس طرف ترہانی و کجپور کے محاذات سے لیکر لکھوگرہ تک مورچالین بنا کر لشکر شاہی کی رسد کا رستہ بند کر دیا۔

رہتی ہے۔ سُرخ وسفید خوش ظاہر وبد باطن ہے۔ بازارون مین اپنی ازواج سے بےپردہ
مجامعت کرتے ہین۔ عورتین سوا چھاتیون کے کسی عضو کو نہین چھپاتین اور کہتی ہین کہ عضا
جنکو بطن مادر سے انفصال کے وقت سب آدمیون نے دیکھا ہو اسکا اخفا عبث ہے پستان
جو اسکے بعد اُٹھتی ہین انکو ڈھانکنا چاہیئے۔ نواب کی ملازمت مین چند مشہور آدمی آئے
تو اُنکے سیاہ لنگوٹیان بندھی ہوئی تھین لنگوٹیون کے اوپر کوڑیان سی ہوئی تھین اور
اُنکے مُنہ کے اوپر سوٗر کے نیشون کی حمائل پڑی ہوئی تھی اور گردن پر سیاہ لمبے بال تھے
اکثر اس قوم کا حربہ تیر و کمان ہے۔ جب راجہ اس کوہستان مین آنے سے ممنوع ہوا تو وہ اپنی
بھگونتیون کو لیکر نامروپ مین چلا گیا۔ نامروپ ایک قطعہ زمین پہاڑون کے درمیان
ہے۔ آب وہوا یہان کی ایسی خراب ہے کہ آشامی کہا کرتے ہین کہ اگر کوئی طائر یہان کے
فضا پر آ جائے تو اسکا شہپر حیات گر جائے اور اگر اس زمین مین فولاد آئے تو موم ہو جائے
راجہ جسپر غضب ہوتا اور تلوار سے سر نہ اُڑاتا تو اسکو یہان بھیجدیتا۔ اسکی ایک راہ ہے
جسمین گھوڑا جا سکتا ہے کوہستان جنوبی اور جزیرہ کو جو دریا برہماپتر اور دھنگ
ندی کے درمیان ہے راجہ اور بھگونتیون نے اپنا مقر بنایا۔ اس اثنا مین دو تین روز
مینہ برسا اور تیز ہوا چلی لشکر شاہی کے خیمون اور اردو مین پانی نے فرش اپنا بچھایا
موسم برسات نزدیک آیا۔ گھرگانو سے ساڑھے تین کروہ پر متھراپور تھا وہ ایسی
اونچی جاپر آباد تھا کہ برسات مین اقامت کی قابلیت رکھتا تھا وہان جانے کا ارادہ
مصمم ہوا گھرگانو کی حفاظت کے واسطے میر مرتضیٰ اور راجہ امرسنگھ کو چھوڑا اور میر سید محمد کو
رعایا کی استمالت کے لئے مقرر کیا محمد عابد مامور ہوا کہ راجہ کے اموال کو دیکھ بھال کر جو مال
تنخواہ کے لائق ہو لشکر مین بھیجدے اور باقی کو جہانگیر نگر روانہ کرے نقرہ اور مس پر دو شاہ
عالمگیر کا سکہ لگایا گیا۔ یہ روپیہ پیسہ رائج ہوا مختلف مقامون مین تھانے اور تھانہ دار
مقرر ہو گئے۔ ۲ شعبان سنہ مذکور کو لشکر کوچ کرکے متھراپور مین آیا۔ آدم خان نے
یہان سے آٹھ کوس پرلکھے پور مین تھانہ جمایا۔ اسکو رات دن آشامیون سے لڑنا

سکونت و حفاظت برکساین کے لئے بنایا تھا باہر آیا اور آشامیون سے لڑا برکساین کے
برادر زادہ نے دروازہ توڑنے کا قصد کیا۔ اسکو ابراہیم خان نے مار ڈالا۔ آشامی اپنے
سردار کے مرتے ہی دامن کوہ مین بھاگ گئے اور آشامیون کے جمع کرنے کا انتظام کیا۔
اس حادثہ کے واقع ہونے سے حوالی گھرگانو و نواحی متھراپور اور حواشی تھانہ آدم خان
مین جو رعایا آباد ہو کر اطاعت کرتی تھی وہ بھاگ گئی۔
ان دنون مین یہ افواہ اُڑی کہ بھیم نراین نے آنکر کوچ بہار کو پھر لے لیا ہے۔ آخر کو یہ خبر
سچ نکلی۔ آواز خلق کو نقارۂ خدا سمجھو۔ اسکی تفصیل یہ ہے۔ بادشاہی متصدیان مہام
مال اپنے مآل کار سے غفلت کی اور ممالک محروسہ محال کے دستور رعیت سے جمعبندی
اور مطالبہ سوال کیا اس طرح کی جمعبندی یہان کی رعایا کے خیال اور تصور مین بھی نہ تھی
وہ متفرق ہو گئی اور راجہ کی خواہان ہوئی۔ ممالک محروسہ شاہی مین جو اخذ مال کے قوانین
اور دستور تھے وہ یہان کی سرزمین کے زمینداروں کے معمول کے برخلاف عمل مین نہین
آسکتے تھے۔ نواب کی مرضی کے خلاف رعایا کے ساتھ مقامات مالی مین سختیان بیحد
ہوئین جس سے رعایا شورش مین آئی اور راجہ بھیم نراین پاس پہنچی اور اسکو پہاڑ سے نیچے آنے
کی ترغیب دی۔ راجہ اس مقدمہ کو دولت غیر مترقبہ سمجھا اور پہاڑ سے نیچے آیا۔ اس پار کے
سب آدمیون نے کہا کہ تو راج کر۔ ہم تیری لئے اپنی جان دینے کو موجود ہین۔ راجہ کی لشکر
گشتل ہاری مین محمد صالح منصبدار تھا اسپر تاخت کی اسکو اور اسکے ہمراہیون کو مار ڈالا
اور اسفندیار خان حاکم کوچ بہار کی ہمراہ جو آدمی تھے انکی رسد بند کردی اور راجہ نے
خان مذکور کو پیغام دیا کہ تم ملک بادشاہی محلات چلے جاؤ اور اپنے تئین ہلاک نہ کرو
خان مین قوت مقاومت نہین تھی اور اقامت مین یہ سمجھا کہ چند ہزار جانین ضائع جائینگی
وہ گھوڑہ گھاٹ مین چلا گیا۔ متعاقب علی خان بھی گھوڑا گھاٹ مین آیا۔ استرداد
ملک کی قدرت نہ تھی یہین ٹھیر گیا۔
القصہ جو حوالی گھرگانو اور تھانہ غازی خان کا حال نواب سے عرض کیا گیا تو ذہن تیسہ

کوچ بہار پر راجہ بھیم نراین کا قبضہ ہونا

نواب نے یہ سنکر سرانداز خان ازبک کو کچپور کا تھانہ دار مقرر کرکے فساد کے دور کرنے کے لئے بھیجا
وہ بہت جہد کرکے نالہ کی گل ولائے سے گذرا اور موضع نیک مین آیا یہان نالہ بے بغیر کشتی
کے گذرنا محال تھا۔ اسنے نواب کو حقیقت حال لکھی۔ نواب نے حکم دیا کہ محمد مراد نوارہ کے
ساتھ لکھوگر سے آیا ہے۔ تین جلبہ و سات کوسہ اور کھرگانوسے لیکر اپنے نوارہ کا ضمیمہ بنائے
اور اور خالی کشتیان بیوپاریون کی بھی لے لے جب موضع نیک مین پہنچے تو وہ اور سرانداز خان
خشکی و تری سے باہم رفیق ہوکر طے مسافت کرین۔ سرانداز خان کو محمد مراد دریا پار اُتار دے
اور سرانداز خان محمد مراد کے نوارہ کا ممد و معاون ہو۔ مگر یہ تدابیر نہ چلین سرانداز خان
پاس محمد مراد پہنچا اور دونو بہ اتفاق روانہ ہوئے۔ نالہ جو اول سرانداز خان کی راہ
مین آیا وہان ان دونو مین مخالفت ہوئی۔ ۱۹ شوال کو سرانداز خان واپس نیک کو چلا گیا
اور محمد مراد اور آگے بڑھا۔ جب اسنے آشامیون کی کشتیون کا ہجوم پانی مین اور آشامیون
کو دریا کے کنارہ پر دیکھا تو وہ بہت جلد کنارہ پر اُترکر برجھانی کو راہی ہوا چند کشتیان
جنمین دلیر خان کے افغان سوار تھے وہ دشمنون کی طرف دوڑے اور اپنی جلادت کی زور
بازو سے غنیم کے درمیان سے گذرکر دیول گانو مین پہنچے باقی تمام بادشاہی و لشکری بیوپاری
نوارے پر بار و ساز سفت و آسان آشامیون کے چنگل مین آئے جسنے انکو بڑی جرأت اور
جسارت ہوئی اور بیوپاریون کی آمد و شد و رسد کے پہنچنے کی راہ مسدود ہوئی آدھنگ کی
وسعت نے دریا پر عرصۂ جولان کو دہات تک تنگ کیا اور کوہ سلہانی کے سیلاب نے میان خان
کے آدمیون کے گھوڑون کے ہاتھ پاؤن مین زنجیر ڈالی تو بعض آشامی آب دھنگ سے گذرکر
اور بعض کوہ سلہانی سے پائین مین آنکر بے تحاشا حواشی کھرگانو کو مراجعت کرنے لگے
اور شہر کی دست برد کے اندیشہ مین ہوئے میر مرتضی نے پہلے سے زیادہ ہشیاری
اور رہیداری مین کوشش کی باوجود معاونون کی قلت اور معاندون کی کثرت کے اسنے
ثبات اختیار کیا۔ دس بارہ ہزار آشامیون نے غازی خان تھانہ دار دیوتانی کو قتل
کیا۔ بیس سوار اور پچاس پیادے اسکے ساتھ کے مار ڈالے وہ بعض کے احاطہ سے جسکو

اور فرہاد خان کی مراجعت کی راہ کو مسدود کیا اور آشامیوں کے نامی بھوکنوں نے
کشتیون مین بیٹھکر افواج کی اطراف کا احاطہ کیا۔ اور توپ اندازی شروع کی
فرہاد خان ایک ایسے بر کہ محاطہ آشتھا چڑھ گیا۔ نواب نے یہ خبر سنکر محمد مومن بیگ
یکہ تاز کو فوج عظیم کے ساتھ بھیجا کہ فرہاد خان کی راہ مین نالون کے کنارون پر جو
مورچال آشامیون نے بنائے ہین انکو پراگندہ کرے۔ مومن بیگ تمہانی مین آیا۔
پانی کی طغیانی ہوتی جاتی تھی وہ مقصد کی طرف توجہ نہین کرسکا۔ دلیر خان نے
ہاتھیون کو لے جانا چاہا۔ مگر دشمن کے غلبہ خوف سے یہ تدبیر بھی نہ چل سکی آشامیون نے
مورچلون اور کشتیون سے توپ اندازی برابر جاری رکھی اور کشتیون سے اترکر
ان پر کئے حملے کئے۔ فرہاد خان نے ان حملون کو ہٹایا۔ ایک دفعہ آشامی بہت
کشتیون سے اترکر ان پر حملہ آور ہوئے تو راجہ سجان سنگھ کے راجپوت ان کے
مقابل ہوئے۔ خان کے اشارہ سے وہ پیچھے ہٹے آشامی دھوکہ مین آنکر انکے پیچھے
آئے اور کشتیون سے دور ہوئے۔ فرہاد خان نے انکو مار دھاڑکر چند کشتیان
انکی چھین لین۔ اب یہان آذوقہ کی ایسی کمی ہوئی کہ گائے کے گوشت کھانے
کی جگہ گھوڑے کے گوشت کھانے پر نوبت آئی۔ تو فرہاد خان نے مفتوح..
کشتیون پر اور ٹاپون پر جو کیلے کے درختون اور نے سے بنائے تھے سوار ہوکر
آشامیون پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ آشامی دشمنون کو عاجز جانکر غافل ہو
رات کو خوش و خرم سوئے فرہاد خان نے ان کشتیون پر جو اس نے آشامیون
سے چھینی تھین لشکر کو سوار کرکے نالون سے پار اتارا۔ فرہاد خان جب محمد مقیم کے
تھانہ مین آیا تو اس نے سنا کہ اس نواحی کے آدمی چند روز غائب رہے اب آئے ہین تو
خستہ و مجروح ہین یہ حالت انکی شرکت جنگ پر دلالت کرتی ہے کہ وہ فرہاد خان
کے لشکر سے لڑے ہین۔ محمد مومن بیگ کو بھیجا کہ مردون کو قتل کرے عورتون اور
بچون کو قید کرلے اور اموال کو لوٹ لے دوم ماہ ذیقعدہ کو فرہاد خان۔۔

تو اُس نے ابوالحسن خان و مرزا بیگ شجاعی کو جو نواب کا بڑا اشہر منتظم ملازم تھا آشامیون کی تنبیہ کے لئے مقرر کیا کہ حوالی تھانہ غازی خان کے گرد جو آشامیو نے مورچے بنائے ہین اور تھانہ کی تاخت و تاراج مین بیٹھے ہین انکو دفع کرے۔ اُسنے جاکر آشامیون کو مقتول و منہزم کیا اور اُنکے مورچالون کو ڈھاکر مٹا دیا۔ آعزون کی جماعت اور پچاس سوار کھرگانو کی حفاظت کے لئے اور مقرر ہوئے۔

جب نواب نے محمد مراد کی کم پائی اور آشامیون کی دراز دستی کی خبر سُنی تو اُس نے فرہاد خان کو اپنی اور اور امرا کی اور تابینون کی اور شاہی آراستہ فوجین دیکر مامور کیا کہ لکھوگر جاکر اور رسد کی کشتیون کو ہمراہ لیکر لشکر مین لے آئے اور آنے جانے مین اطراف کے آشامیون کی تنبیہ کرے اور سرانداز خان کو کجہوپر مین قائم رکھ کر تھانہ مین میر نوراللہ و محمد مقیم اور ایک اور جماعت کو کمک کی طور پر چھوڑ دے۔ سر راہ تھانہ جات کا بندوبست اس طرح کرے کہ پھر آنے جانے والون کے دامن مین آشامیون کا خار نہ لگے۔ ابوالحسن جو دیوتا لی کی طرف آشامیون کی تنبیہ کر کے نواب پاس آتا تھا حکم ہوا کہ وہ اپنی ہمراہی آدمیون کے ساتھ فرہاد خان کا تابع اور رفیق ہو۔ خان مذکور ۱۸ شہر شوال کی شام کو کھرگانو مین آیا۔ اور اُسی رات آب دیکھو سے عبور کیا۔ فرہاد خان سے مل گیا۔ دونو ملکر موضع دیک مین آگئے جو ترحبانی اور کجہوپر کے درمیان تھا۔ یہان صحرا مین ندی دھنگ سے بھی زیادہ پانی متموج تھا۔ نہایت حیران ہوئے اور ہر چند راہ کی جستجو مین سعی و پا زنی کی۔ مگر مقصد نہ حاصل ہوا۔ آسمان سے پانی برستا تھا۔ زمین سے پانی جوش کرتا تھا۔ لشکرگاہ کو سیلاب نے گھیر لیا۔ روے آب پر خیمے حباب کی طرح معلوم ہوتی تھے اور سوار تمام شب پشت اسپ پر اور پیادے اپنی ایڑیون کے بل پر کھڑے رہے ناچار سرانداز خان کو جو موضع مذکور مین محصور تھا خان اپنی ہمراہ لیکر اُلٹا چلا۔ سب جگہ پانی کمر تک تھا۔ ترحبانی کے قریب ایک موضع مین آیا۔ یہان آشامیون نے انہار عمیقہ کھود کر دریاے دھنگ سے اُنکو ملا دیا اور اُنکے کنارون پر مورچلون کو ترتیب دیا۔

[illegible]

اہل ہند کو اس لشکر کی بے خبری کے سوا کچھ خبر نہ پہنچتی تھی۔ وہ جانتے تھے کہ کوئی انمین زندہ نہین ہے۔ اُنہون نے مراسم تعزیت بھی ادا کین اور وارثون نے متروکات کو بھی آپس مین تقسیم کرلیا۔
راجہ اشام کا بیجدلی بھوکن (سپہ سالار) تھا وہ برہمن تھا اور انبارداری سے بھوکنی اور سرداری پر پہنچا تھا اسکو راجہ نے سپہ سالار و مدار علیہ مقرر کرکے لشکر شاہی کے مقابلہ و مقاتلہ کے لئے بلکہ اسیر و دستگیر کرنے کے لئے مقرر کیا اور سارے ملک مین احکام جاری کر دیئے کہ سردار و رعایا اسکی اطاعت کرین۔ یہ سپہ سالار نہر دلی کے کنارہ پر آیا اور ایک انبوہ جمع کرکے حشر برپا کیا اور مورچال بنائے دو تین روز مین ایک دیوار عریض و مرتفع کنگرہ دار نہایت مستحکم لب دریای مذکور پر تین کروہ لمبی بنائی۔ دیوار کا ایک سرا پہاڑ سے ملتا تھا اور دوسرا سرا وہان منتہی ہوتا تھا کہ نہر مذکور آب دھنگ سے ملتی تھی اور نہر مذکور کے ساحل کو ایسا تراشا کہ اسپر پیادہ نہین چڑھ سکتا تھا سوار تو کیا چڑھتا آشامیون نے کئی دفعہ راتون کو دلیر خان کے لشکر پر شب خون مارا آخر دفعہ مین دلیر خان نے انکو ایسا شکستہ و شکستہ کیا کہ پھر اُنہون نے شبخون مارنے کا نام نہ لیا۔ نواب کو معلوم ہوا کہ زمیندار جانک جو راجہ کا خطاب رکھتا ہے وہ گھرگانو کی مزاحمت کا قصد رکھتا ہے اور مورچال جمائے بیٹھا ہے۔ راجہ سجان سنگھ کو اسکے استیصال کا حکم دیا۔ اُسنے محاربۂ عظیم کے بعد اسکو شکست دی اور واپس آیا۔ کوئی روز و شب لشکر مین بے دردسر تیر و آہن و شمشیر کے نہ گذرتا تھا۔ خانہ زین مین پاؤن رہتا تھا گھوڑون کی پیٹھ پر ہمیشہ زین دھرا رہتا تھا۔ آخرالامر یہ نوبت آئی کہ آقا کو نوکر سے نوکری کی توقع نہ رہی اور چاکر کو طمع مجرے کی آقا سے نہ رہی۔ سب ہول جان سے تھوڑے عوغا پر جو کبھی پڑتے تھے۔ ہلاکت کے خوف سے تیغ دو دستی مارتے تھے۔

راہون کا مسدود ہونا اور تھانون کا اُٹھنا اور اور قضیے +

نواب کی خدمت مین آیا۔ تھانہ محمد مقیم کی تاخت و تاراج نواب کو پسند نہ آئی اُس نے سب
عورتون اور بچون کو چھوڑ دیا کہ وہ اپنے گھر جائین۔

فرہاد خان کی مراجعت کے بعد آشامی بڑے دلیر ہوگئے اور پانی کی طغیانی ایسی ہوئی
کہ کسی تھانہ مین مقدور نہ تھا کہ وہان آدمی باہر نکل سکے یا کمک کو پہنچ سکے اسلئے نواب نے حکم دیا
کہ ابھے پور سے آدم خان آنکے لشکر سے ملے اور تھانون کے آدمی گھرگانوین چلے جائین
اور سرانداز خان و میانہ خان نالہ دیکھو کے اس طرف وہان کے رہنے والون کی محافظت
مین قیام کرین۔ جلال خان و غازی خان و محمد مقیم جو نالہ کے اسطرف ہین وہ میر مرتضیٰ
پاس چلے جائین۔ جب آدم خان تھانہ ابھے پور سے اس طرف کا عازم ہوا تو اس
نواحی کے مسلمان جو ہوا خواہی ظاہر کرکے آباد ہوئے تھے بھاگ گئے اور کشتیون کو لیگئے
اسلئے نالون کے اترنے مین آدم خان کو بہت تکلیف اٹھانی پڑی۔ سرانداز خان و
میانہ خان نے ایک سرزمین مین جسکے تین طرف نالہ دیکھو تھا اقامت کی اور جس سمت مین
پانی نتھا وہان ایک مستحکم دیوار بنائی اور اسپر توپین و زنبورکین چن دین۔ رعایا
دیوار سے خارج ہوئی۔ ایک رات آشامی   غلبہ کرکے نالہ کی اس طرف کی رعایا
کو طوعاً و کرہاً لے گئے۔ حوالی گھرگانو و متھراپور کی کل رعایا آباد شدہ فراری ہوئی۔
اور راجہ اور بھوکنون پاس چلی گئی بعض مسلمان اور کچھ ہنود باقی رہی جو راجہ سے ڈرتے
تھے اور ہندوستان کے دیکھنے کا شوق رکھتے تھے۔ ایکتمام ملک آشام سوا گھرگانو و
متھراپور ہی کے آشامیون کے تصرف مین تھا اور ان دونون مقامون مین بھی آمدرفت
بادشاہی آدمیون کی بغیر سپاہ کے ساتھ لئے نہین ہوتی تھی۔ یہ باتین تعجبات سے
تھین اب بارہ ہزار لشکر پیادہ و سوار اور اردو بازار بیشمار چھہ مہینے تک بغیر غلبہ
خصم اور استیلائے غنیم انہار کے اندر نقطہ کی مانند گھر جائے کہ پرکار کی طرح لشکرگاہ کے دائرہ
سے باہر قدم نہ رکھ سکے اور کوئی کمک اسکو نہ پہنچ سکے اور غلہ اور مایحتاج کی کوئی خبر
اُس تک نہ آسکے۔ آشامیون نے انقطاع اخبار اور انسداد راہ مین کوشش کی۔ کہ

پر کئی شب خون مارے اور ناکام رہا۔ اب اس نے کھرگانو کی طرف اپنی ساری توجہ کی
یہاں اموال اور گھوڑے ہاتھی پادشاہی اور تمام آلات توپ خانہ اور چند لشکری
اور بیوپاریوں کی کشتیاں اور کچھ ذخیرے وما یحتاج معیشت رہ گیا تھا۔ ہر رات کو
اشامیوں کی ایک جمع کثیر اطراف شہر میں اور راجہ کے گھر کے احاطہ کے گرد پھرتی تھی
اور اس راجہ کے احاطہ کے باہر حوالی شہر میں پھوکنوں کے مکانات تھے انکو جلاتی تھی۔ گویا
اپنے ہاتھوں سے اپنے گھروں کو خراب کرتی تھی میر مرتضی محافظت میں بدرجۂ کمال کوشش
کرتا تھا۔ ۷ ذیقعدہ کو فرہاد خان و سید سالار خان و قراول خان بھی کھرگانو کی
حراست کے لئے آگئے۔ اشامیوں نے کھرگانو کے غربی دروازہ پر ایک باغ میں مورچے
بنائے۔ فرہاد خان نے انکو یہاں سے نکال دیا۔ ایک دن اشامی جانب غربی کھرگانو
میں چند آدمیوں کو مار گئے اور کچھ آدمیوں کو پکڑ لے گئے۔ پادشاہی آدمیوں نے
بانس کا ایک حصار بنایا اور اسکی حفاظت میں کوشش کی۔ غرہ ذی حجہ کو سید سالار خان اور
عبدالرسول کی باری بانس کے حصار کی حفاظت کی تھی ان دونو سرداروں سے اشامیوں
کی ایک جماعت کثیر مقابلہ و مقاتلہ کے لئے آئی۔ دو دفعہ اشامیوں کے حملہ کو پادشاہی
آدمیوں نے دفع کیا لیکن تیسرے حملہ میں اشامی بانس کے حصار کو توڑکر اور جلا کر کھرگانو کے
آدھے قلعہ پر قابض ہو گئے۔ میر مرتضی و میر سید محمد اسیات پر مطلع ہو کر نقارہ اور کرنا
بجاتے ہوئے گئے مگر تاریکی شب کے سبب نہیں معلوم ہوتا تھا کہ غنیم کہاں ہے اور کس طرف
تاخت کر کے مدافعت کرنی چاہیئے۔ اس اثنا میں اشامیوں نے راجہ کے ایک چھپر میں آگ
لگائی کہ جسکی روشنی سے رات کا دن ہو گیا۔ پادشاہی سرداروں نے تھوڑے
آدمیوں سے انپر حملہ کر کے باہر نکال دیا اور نصف قلعہ جو اشامیوں کے تصرف میں
آگیا تھا اسکو پھر چھین لیا میر مرتضی نے بجاے بانس کے حصار کے مٹی کا حصار بنانا شروع
کیا اور اسپر توپ و فرنگی و زنبورک چن دیں اور اسکے آگے درختوں کو کاٹ کر مسطح میدان
بنا دیا۔ ایک ہفتہ میں قلعہ کے دور میں جو ایک کروہ کے قریب تھا۔ ایک عریض و مرتفع دیوار

تا همه تن بکشتن دہیم ✣ مبادا کہ فرصت بدشمن دہیم

سب کو یقین تھا کہ اس قفل کی کنجی سوائے تلوار کے نہین ہے اور اس عقدہ کی گرہ کشائی
سوائے تبر و سنان کے نہین بیجدلی بھوکن نے شبخون مارنے مین اور ابواب رسد کے بند
کرنے مین حواشی اردو کی مزاحمت کرنے مین کوئی بات نہین اٹھا رکھی تو اسنے جانا
کہ در فتح پر خشت لگانے سے اور آہن سرد کے کوٹنے سے کوئی نفع سوائے جراحت
کے اور کوئی حاصل سوائے ندامت کے نہین ہے اس لیئے اپنے فرمان فرما کی اجازت
سے یا اپنی عقل دور اندیش سے صلح کی تحریک کی اور اپنا وکیل اپنے عریضہ کے
ساتھ بھیجا جسمین مصالحہ کی درخواست تھی۔ نواب نے بھورمل متصدی اردو کو بیجدلی بھوکن
پاس بھیجا اور سمجھا دیا کہ کوئی ایسی بات نہ کرے جس سے لشکر کا ضعف معلوم ہو اور شرائط
صلح یہ بتائین کہ وہ بیان کرے۔ اول پانچسو ہاتھی دندان دار بھیجے۔ دوم تین لاکھ
تولہ سونا و نقرہ پیشکش کرے۔ سوم حرم پادشاہی کے پرستاری کے واسطے اپنی
بیٹی دے۔ ہر سال پچاس ہاتھی اول دندان دار برسم باج دیا کرے۔ چہارم جو
ممالک لشکر شاہی کی پے سپر ہوئے وہ ممالک محروسہ مین داخل ہوین۔ اور
نامروپ اور اسکے اطراف مین کوہستان راجہ سے متعلق ہون۔ آخر شرط
پر یہ شعر صادق آتا ہے۔ شعر

از پیش صفہ تا بہ لب بام از آن من ✣ وز پشت بام تا بہ ثریا از آن تو

بھوکن کے پاس بھورمل گیا۔ آدھی رات کو خلوت مین بلایا گیا۔ بھوکن نے کہا کہ اگر
راجہ ان شرائط صلح کو نہ مانے گا تو مین راجہ سے مفارقت کرکے نواب کی
خدمت مین حاضر ہونگا۔ دو تین دن بعد بھورمل کو اسنے رخصت کیا۔ وبا کے
سبب سے لشکر گھرگانو مین آگیا جس سے لشکر کا ضعف معلوم ہوا نہ مصالحہ ہوئی
نہ بیجدلی بھوکن آیا۔

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ بیجدلی بھوکن نے دریائے دلئی پر مورچال بنا کر شاہی

گھرگانو مین جو لشکر کو قصے پیش آئے۔

ہونڈے گی دشمن پیچھے پڑینگے - فرہاد خان نے یہ حال سنکر پیغام بھیجا کہ پیش روی مین تشنج
خطا کی ہے اب پس روی مین شیوہ سپاہیانہ سے اسکی تلافی کرو اور قلعہ مین آجاؤ -
سید مذکور ایسی دانائی سے کہ فرار نہ معلوم ہو پانچ چھہ گھڑی گئی رات لشکر کو شہر مین
لے آیا اور جہان جہان پناہ حفاظت کرتی تھی وہان چلی گئی - آشامیون کو جب سپاہ کی
مراجعت کی خبر ہوئی تو وہ نالہ سے گذر کر شہر کے باہر کی اطراف قلعہ کی سپاہ پر
پل پڑے - فرہاد خان نے وسط قلعہ مین کھڑے ہو کر افواج امداد کے لئے اطراف
مین بھیجین میر سید محمد اپنے آدمیون کے ساتھ میر مرتضی پاس گیا آدھی رات پر
پانچ گھڑی بجے تک بازار دار و گیر جانبین سے ایسا گرم ہوا کہ ہرگز ملک آشام مین ایسا
کارزار نہین ہوا - سید سالار خان جین تاریکی مین چلا آیا تھا اسنے چند چھپر جلائے
تو انکی روشنی مین دیکھا کہ آشامی بھاگے جاتے ہین تو انکے پیچھے تاخت کی جانب
شرقی قلعہ سے راجہ امر سنگ کے آدمی بھی پہنچے - اسنے بھی ایک بڑا چھپر جلایا اسکی روشنی
مین قراول خان اور اور آغزون نے اس طرف قلعہ کے کہ آشامی حملہ کر رہے تھے
جنگ کی اور انکو شکست دی - یہ دونو ہزیمت خوردہ فوجین اس طائفہ کے ساتھ
متفق ہوئین کہ حصار کی دیوار شمالی پر چڑھنے کا قصد کرتا تھا اور اس دیوار پر
یورش عظیم کی - میر مرتضی نے سب جگہ مہتابیان روشن کر کے آشامیون کے حملون کو
ہر جا دفع کیا - آشامیون نے مایوس ہو کے عبدالرسول پر حملہ کیا چپقلش عظیم ہوئی لشکر
شاہی عاجز ہوا کچھ الٹا پھرا - مراد خان دریابادی فرہاد خان کے اشارہ سے
عبدالرسول کی کمک کو گیا - آخر کو آشامیون کو شکست دی - آشامی یہان سے
شکست پا کر اس برج پر پہنچے - جو حصار کے شمال و مغرب کے بیچ مین تھا اور اسکی دیوار
بقد آدم اٹھی تھی اور کنگرہ نہین بنے تھے اتفاق کر کے حملہ کیا - خندق کو پھلانگ کر
برج مذکور پر پہنچے - فرہاد خان کو ایک شخص نے خبر دی کہ آشامی اس برج پر متصرف
ہوئے تو وہ بے تامل اس برج کی طرف متوجہ ہوا - یہان میر سید محمد آیا غرض آشامیون کو

کنگرہ دار تیار ہو گئی۔ پہلی لڑائی مین فرہاد خان کے ہاتھ مین تیر اور زخم لگے تھے۔ اسپر ورم بہت ہو گیا۔ آشامی اس حال پر مطلع ہو کر ہر شام آخر رات کو قلعہ پر حملہ کرتے اور کچھ رات رہی نہر دلیکی کنارہ پر چلے جاتے فرہاد خان دست شکستہ و بال گردن بنا کے گھوڑے پر رات کو سوار ہوتا اور صبح تک نہ اُترتا اور اندر اور باہر کی خبرداری رکھتا سب سرداروں نے مہتابیان بنا کے اپنے پاس رکھ لین تھین کہ پہلی رات کو دشمن جو لڑنے آئین انکو روشنی کر کے لڑین۔ آشامیون نے کھرگانو کے قریب انبارون کو جلایا اور انبار ہائے بعید سے شالی کا لے جانا شروع کیا میر مرتضیٰ نے کشتی اور خشکی کی باربرداری کا انتظام کر کے بعض انبارون سے شالی کو لیجا کر قلعہ مین داخل کیا۔ اور فرہاد خان و محمد سعید سعی کر کے کھرگانو کے قریب کے انبارون مین سے شالی نکال کر قلعہ کے اندر لے گئے۔

اُسکے گانؤن کے اسطرف آشامیون نے ایسی جگہ پر کہ گھوڑے کا جانا دشوار تھا مورچال بنائے اور بڑے شب خون مارے۔ پانچوین ذی الحجہ کو جاسوسون نے خبر دی کہ آشامیون کے نامی پھوکنون اور سردارون نے یہ قرار دیا ہے کہ آجکی رات کو قلعہ و شہر کھرگانو کو بادشاہی آدمیون سے چھین لیجے۔ چار فوجین اُنھون نے ترتیب دی ہین ایک فوج سید سالار خان کا دوسری فوج عبدالرسول خان کا تیسری فوج دیوار شرقی حصار کے محافظون کا مقابلہ کریگی۔ اور سب سے بڑی چوتھی فوج میر مرتضیٰ سے محاربہ کریگی پانچ پہر گھڑی روز رہا تھا کہ قراول خبر لائے کہ آشامیون کا ایک گروہ نہر دلیکی و نالہ ندکا سے گذر رہا ہے فرہاد خان باوجودیکہ اسکے ہاتھ مین بہت درد تھا انکے مدافعہ و مقابلہ کے لئے سوار ہوا اور باہر آیا۔ سید سالار خان و جلال خان دریابادی نے اسکو جانے سے منع کیا اور خود لڑنے کی اجازت حاصل کی اور باہر آخر آشامیون کو مار کر بھگایا۔ بعض تیر کر بعض ناؤ مین بیٹھ کر نالہ وندکا سے باہر گئے اور وہان ایستادہ ہوئے۔ رات ہو گئی۔ افواج شاہی متردد ہوئی نہ دریا سے عبور کرنے کی قدرت تھی اور نہ فارغ البالی سے مراجعت کی طاقت تھی کیونکہ یقین تھا کہ جب پیادہ پیچھے

مارنے کا ارادہ رکھتے ہین - خان نے انکے مورچل پر حملہ کیا - اور بہت آشامیون کو
مقتول اور اسیر کیا اور انکے مورچل کو ویران کیا اور فتح عظیم پائی سو آدمیون سے
زیادہ اسیر ہوئے جنمین بعض سردار بھی تھے - رشید خان کے سامان جنگ کو دیکھکر آشامیون
کو شبخون مارنے کی جرأت نہ ہوئی - ۱۶ ماہ مذکور کو رشید خان نے سنا کہ نالہ دندکا بعض
جا پایاب ہے آدمی کے سینہ و گلو سے پانی اوپر نہین چڑھتا - میر مرتضی اور راجہ امیر سنگھ کو
قلعہ کی حفاظت سپرد کی اور خود کاکوجان کے مورچال نشینون کی تنبیہ کیلئے روانہ ہوا
جب نالہ دندکا کے سرے پر آیا تو افواج پایاب کی مقید نہ ہوئی - ہر جگہ گھوڑا ڈالکے بسلامت
پار گئی - آشامیون نے اس لشکر پر تیر و تفنگ چلائے - مگر آب دندکا کے عبور کرنے سے لشکر
شاہی کا خوف وہ ان پر چھایا - کہ جب انھون نے انپر حملہ کیا تو وہ بھاگ گئے - لشکر شاہی
مورچل مین داخل ہوا - غازی خان تعاقب کرتا ہوا بسر بیدلی بھوکن تک پہنچا - آشامیون نے اپنی
سردار کو دست بدست و دوش بدوش نہر دلئی کے کنارہ پر پہنچایا اور وہان سے کشتی
مین اکر کے باہر لے گئی لشکر شاہی نے اس کشادہ صحرا مین آشامیون کو مارا وہ بھاگ کر نہر دلئی
کے کنارہ پر چلے گئے - ایک سو ستر آشامی پکڑے گئے - ایک ان مین سردار تھا - رشید خان نے اس
سردار کے پانو مین بیڑیان ڈالین اور باقی سب کو مار ڈالا - نواب پاس بھی یہ قیدی بھیجے گئے تھے
مگر اُسنے رشید خان پاس واپس بھیجدیا تھا کہ جو چاہے انکا حال کرے -

جب ملک مین مسدود ہونے اور آشامیون کی شورش کی خبر مشہور ہوئی اور لشکر کی خبرون
کا آنا منقطع ہوا اور انور بیگ تھانہ دار کجہیرہ کے قتل کے واقعہ کا اشتہار ہوا - تو ابن حسین نے ایک نوارہ
مردم جنگی اور آلات جنگی سے پر کر کے علی بیگ کی ہمراہ روانہ کیا - کہ کجہوہ مین جا کر قلعہ کو جو آشامیون
نے موضع مذکور مین بنایا ہے مفتوح کرے - علی بیگ کجہوہ مین پہنچا اور حوالی قلعہ مین منزل کی -
آشامیون نے ایک جمعیت عظیم کے ساتھ نوارہ پر حملہ کیا - نوارہ شاہی بہادر پر تھا وہ بے اختیار
ناسپاری سے جو دیول گانو اور کجہوہ کے درمیان مین ہے آگیا - منور خان کچھ نوارہ لیکر اسکی
کمک کو آگیا - دونون نے ملکر آشامیون پر حملہ کیا اور انکو شکست دی اور چند کشتیان چھین لین

بھگا دیا۔ تاریخ آشام کا مصنف شہاب الدین طالش نواب پاس متھرا پور گیا اور سارا حال بیان کیا۔ وہان سے امراء کے نام ستایش نامے لایا۔ جسنے اپنے کام مین وہ اور زیادہ سرگرم ہوے۔ آشامیونے آیدلیئی سے گدزکرنا لکا کو جان پہ مورچے بنائے جو نہر دلیئی اور نالہ دندکا کے درمیان یہ نالہ تھا۔ دروازہ سنگی کی جانب غربی مین ایک گروہ انبوہ آیا اور اپنے نزدیک کھرگانو کے آدمیون کا تنگ محاصرہ کیا۔ ۸ ماہ ذی الحجہ کو آشامی تین فوجون مین تقسیم ہوکر آدھی رات کو سید سالار خان عبدالرسول اور میر مرتضیٰ کے مقابل آئے۔ اس اثنا مین کالی گھٹا مین اٹھین اور موسلا دھار مینہہ برسنا شروع ہوا۔ گھوڑے زانو تک پانی مین ڈوب گئے۔ اہل اسلام کو خوف ہوا۔ نہ گھوڑون کے دوڑانے کی مجال تھی اور نہ ہتھیارون کے استعمال کا یارا تھا۔ دونون لشکر خالی کھڑے رہے۔ پانچ چھہ گھڑی رات باقی تھی کہ آشامیونے معاودت کی۔ فرہاد خان کے ہاتھ مین درد زیادہ ہوگیا تھا اس سبب سے آشامی زیادہ خیرگی کرتے تھے۔ خان مذکور نے کمک کی درخواست کی عید قربان کی سہ پہر کو خبر آئی کہ آشامیونے نالہ دندکا سے عبور کرکے سواد شہر مین مورچے باندھے ہین فرہاد خان و جلال خان اور کل دریابادی و غازیخان و قراول خان اور آغر آنکی مدافعت کے لیئے مامور ہوئے انہون نے جاکر آشامیون کو بھگا دیا۔ چند آدمی انمین سے مارے گئے اور آلات مورچل ساری چھوڑ گئے۔ بانسونسے مورچہ بنانا شروع کیا تھا۔ انمین آگ لگا دی۔ اار کو رشید خان کھرگانو کی حفاظت کے لیئے مقرر ہوا اسنے سنا کہ آشامیون کے جس مورچہ کو کل جلایا تھا پھر آنکر اسکو بنانا شروع کیا۔ آشامیونے پھر اسکو چھوڑ دیا اور رشید خان نے انکا تعاقب دندکا تک کیا۔ آشامیون کے مورچہ کے پاس ایسے مضبوط کردیے تھے کہ ہاتھیون سے نہ اکھڑے۔ آخر آدمیونے انکو اکھیڑا اور جلایا۔ سراندازخان پاس خبر آئی کہ آشامیونے جانب غربی مین مورچال بنائے ہین اور شبخون مارنے کا

لکھوگرہ مین لایا تھا اور بہت سے آشامیون کو قید کیا تھا اور تین دفعہ گواہٹی سے بیوپاریون کی کشتیون مین شالی کو لایا تھا لکھوا ور کلیابر کے درمیان ایک قلعہ سولہ گرہ تھا آخر ماہ ذی حجہ مین وہان کی رعایا بہ تنگ آن کر اپنے سردارون کو مقید کر کے ابن حسین پاس لائی اور اطاعت کی ابن حسین نے سردارون کو مقید کیا۔ رعایا کو مسرور کر کے یہ تجویز کی کہ وہی سولہ گرہ مین بطریق تھانہ دارون کے تری و خشکی کے آنے جانے والون سے خبردار رہین اور آشامیون کو اندر پہنچاتے رہین۔ ان آدمیون نے اس کام کو ایسی اچھی طرح کیا کہ کلیابر اور گواہٹی کی راہین لکھوگرہ تک کھل گئین اور بیوپاریون کو آمد و شد مین کوئی دغدغہ اور وسوسہ نہ رہا۔ محرم مین نصیر الدین خان کا انتقال ہوا ابن حسین نے اسکے نوکرون کو بحال رکھا اور ایک ماہ کی تنخواہ پیشگی بھجوا دی۔ اور شبیر حسین اپنے داماد کو لکھا کہ وہ تھانہ کی خبرداری کرے۔ تھوڑے دنون بعد سید مرزا تھانہ دار جمدار بھی مرگیا ابن حسین نے کشن سنگہ منصبدار کو لکھا کہ تھانہ کا انتظام رکھے۔ غرض ابن حسین نے سب طرح سے انتظام کیا۔ آشامیون کو کھرگانون کی فتح سے مایوسی ہوئی تو وہ لوازم مدافعت اور مزاحمت کے درپے ہوئے اور مکرر محاربات عظیمہ و مقاتلات شدیدہ وقوع مین آئے۔ سب لڑائیون مین اہل اسلام کو فتح رہی۔ آشامیون کو شکست ہوئی دامن کوہ مین ابن حسین خود چند دفعہ گیا اور دو تین دفعہ فوج کو بھیجا اور یہان کے متوطنین کو قتل کیا تو یہان کے باشندون کو اس حالت سے نہایت ملالت ہوئی۔ ناچار انہون نے ... اور برکسائین راجہ کے دو بڑے سردارون کو جو حوالی لکھوگرہ مین فساد مچاتے تھے ... زن و فرزند ابن حسین پاس بھیجدیا۔ ابن حسین کو اس طرف سے بھی اطمینان ہوا۔ پھر اسنے ... آشامیون سے جنھون نے لکھوگرہ کے قریب کھرگانون کی جانب مورچال بنائے تھے تاخت ... انکو ہزیمت دی۔ اور دیولگانون پر قبضہ کرنے کے لئے پھر یادگار خان کو بھیجا ... ان سب فتوحات کی اطلاع کر دی۔ ماہ صفر مین نواب کھرگانون مین تشریف فرما ... ابن حسین کی عرضداشت سے مسرور ہوا۔

موضع متھراپور مرتفع ہونے کے سبب سے برسات کے موسم مین لشکر کی اقامت کی

علی بیگ اور رمنور خان دونو ابن حسین پاس آ گئے لشکر کے احوال نہ معلوم ہونے سے لکھوگر مین
سردارون کو بڑا تردد تھا لکھوگر مین رسد آتی تھی اور اسقدر شالی جمع تھی کہ تین سال
کو کفایت کرتی تھی۔ نواب ہمیشہ اس نوارہ کے حال دریافت کرنے کے لئے بیتاب رہتا تھا
اسلئے دو آشامی ابن حسین پاس بھیجے وہ غریب یہان پہنچے۔ نواب نے ابن حسین کو لکھا کہ
اگر احتیاج وصلاح کا اقتضا ہو تو سید نصیر الدین خان کو کلیا بر سے اور سید مرزا کو
جمدھرہ سے و یادگار خان کو دیول گانون سے لکھوگر مین بلالو اور بہیئت اجتماعی
نوارہ کی محافظت مین ساعی ہو ابن حسین نے اس پروانہ کے جواب مین عرضداشت
لکھی کہ جمدھرا اور کلیا بر سے پٹھانون کے اٹھنے سے رسد کا انقطاع ہو گا۔ میری پاس
اتنے آدمی ہین کہ وہ نوارہ کی محافظت کے لئے کافی ہین اور دیول گانون مین یادگار خان
کے رہنے سے کچھ فائدہ نہین اسکو لکھوگر مین بلالونگا۔ آپ نوارہ کی طرف سے سب
طرح مطمئن رہین قاصدون کے ہاتھ اس عرضداشت کو بھیجدیا قاصد جس طرح گئے تھے
اسی طرح نواب پاس آخر ذی قعدہ مین آ گئے۔ ابن حسین نے ایک پاس کا قلعہ نہایت مضبوط
بنایا۔ توپ زنبورک اطراف پر لگائین۔ آشامیون کے شب خون سے خاطر جمع کی اور نواب کے
حکم کے موافق یادگار خان پاس چند کشتیان بھیجکر اسکو دیول گانون سے اپنے پاس
بلا لیا۔ نواحی دیول گانو کی رعایا کو جب اسکی خبر ہوئی تو وہ شب کو فرار ہو گئی۔ اور
آشامیون کو اس سے مطلع کیا۔ دوسرے دن خان بہت جلد روانہ ہوا اسکے اہل اردو
بعض قید ہوئے کچھ گھوڑے لئے۔ آشامیون نے ان قیدیون کو تیر دوز کرکے ٹاپون
مین باندھ کر پانی مین چھوڑ دیا کہ وہ لکھوگر مین پہنچکر وہان کے بے دل آدمیون مین خوف
پیدا کرین۔ ملاحون کی اور تمام اہل بنگالہ کی خوراک چاول ہین وہ کم ہو گئے تھے۔
لکھوگر کے اطراف غربی مین دامن کوہ مین اور اسکے جنوب مین گانو کے سر راہ اور شمال مین
کلیا بر کی جانب قلعے آشامیون نے بنائے تھے اور مورچل لگائے تھے کسی طرف سے رسد کے آنے کا
رستہ نہ رکھا تھا۔ کئی مرتبہ ابن حسین نے حملہ کر کے اور آشامیون کے سردارون کو مار کر بہت سی شالی

ایا۔ سیر تماباپین روپیہ کا۔ اس بھاؤ سے بھی اجناس سو جستجو سے ہاتھ آتین محمود دیگان بخشی
پاس کئی گٹھے تنباکو کے تھے اُسنے مفت امراء و غربا مین انکو تقسیم کردیا قیمت لیتا تو بہت
روپیہ اسکو ہاتھ آتا۔ ملک منیر پاس افیون اتنی تھی کہ برسات تک اس کی معتاد کو کافی ہوتی
اُسنے اپنی معتاد کم کرکے اوروں کو افیون دیدی۔ جہانگیر نگر مین قحط عظیم تھا وہان بھی
بہت بھوکے آدمی مرگئے۔

جب آب ہوا کا تعفن قحط غلہ کا یار ہوا تو متھراپور سے نواب نے دہم محرم سنہ ۷۴ کو گھرگانون
جانے کے لئے کوچ کیا اور تیرھوین محرم کو یہان پہنچا قلعہ کے اندر نزول کیا دلیرخان
تمام رات گاڑیون کی نگہبانی کرتا رہا۔ آشامیون نے ہجوم کرکے کئی دفعہ اسکو گھیرا مگر اُس نے
انکو پراگندہ کردیا۔ محمد تقی بخشی سے آشامیون کی مٹ بھیڑ ہوئی۔ آشامی متھراپور کے
چلے جانے سے اور زیادہ جیرہ ہوئے اکثر راتون کو قلعہ گھرگانون کی اطراف پر حملہ آور ہوتے
قلعہ کی سمت مغربی کی دلیرخان اور طرف شرقی کی راجہ سبحان سنگہ جنوب و شرق کے درمیان
کی رشید خان و سید سالار خان اور شمال و مغرب کے درمیان فرہاد خان و سبحان سنگہ حراست
آشامیون نے دلیرخان و سبحان سنگہ پر حملہ کیا مگر شکست پائی۔ دلیرخان نے نالہ دند کا تک انکا
تعاقب کیا اور بہت آشامیون کو مارا۔ ان دنون مین قحط کی بڑی شدت ہوئی اور متھراپور
کی بیماری کا اثر گھرگانون مین بھی پھیلا۔ مرض تپ لرزہ اسہال پر دق و استسقا کا اور
اضافہ ہوا۔ ادنے اعلے بہت مرنے لگے۔ برنج سرخ گندہ بے نمک اور کچے پکے بھنو سوا
کچھ اور غذا پیدا نہ تھی۔ نباتات جنکو دانت چبا سکتے تھے۔ انسان و حیوان سد رمق کرتے
تھے۔ بڑے آدمی برنج گندہ بجائے برنج بارک سا کھاتے اور مفلس آدمی ندی نالون دریاؤن کے کنارہ
پر جو درخت تھے انکے پتے اور گھاس کھاتے نواب بھی باوجودیکہ اسکے سرکار مین خاص اسکے لئے
کسی کھانے کی کمی نہ تھی مگر وہ بھی ماش کی دال اور خشکہ کبھی گائے کا گوشت کھاتا تاکہ وہ اپنے
بے نوا زیردستون کا رنج و عنا و سختی و جفا مین شریک و سہیم ہو۔

نواب نے نوارہ کی طرف آدمی بھیجکر راہ کی افتتاح کا ارادہ کیا تو یہ تجویز ہوئی۔ یہان میر مرتضی

صلاحیت اور قابلیت رکھتا تھا مگر اسکے اطراف کے پہاڑون کی ہوا اور دامن کوہ کا
پانی امراض خیز تھا۔ اہل آشام اسکو جڑ بیت یعنی کوہ تپ کہتے تھے جسنے وہان کی ہوا
کھائی اور پانی پیا وہ تپ لرزہ اور عارضہ شکم مین مبتلا ہوا۔ اور ظلم و جود سے خارج ہوا جسکے
مرنے کا حال یہ ہوگیا کہ گورکن کو جانکنی کے سبب سے گورکنی کی فرصت نہ تھی۔ مردہ شو جو اوسکو
نہلانے کے لئے جاتا وہ اپنی جان سے ہاتھ دہوتا۔ اس سرزمین مین اس قدر رسم رہی
کہ مردہ کو زندہ دفن کرتے۔ اتنا کپڑا نہ تھا کہ موتے کو کفن پہناتے۔ متمولون کو انہین کے لباس
مین لپیٹ کر آب گل مین پوشیدہ کرتے اور مسکینون کے اجساد کو وحوش و طیور کا طعمہ بناتے۔ دلیر خان کے
ساتھ پندرہ سو سوار تھے۔ جنمین برسات کے بعد نامروپ کی جانب جاتے وقت چار پانچ سو سے
زیادہ نہ رہے۔ یہی قیاس اکثر امراء کے تابعیون پر کرنا چاہیئے۔ کافر و مسلمان آشامی جو
گھرگانون مین رہتے تھے انمین سے اکثر مرگئے۔ بھوریل پھوکن کی زبانی سنکر ایک شخص نقل کرتا تھا
کہ دو لاکھ تین ہزار آشامی پہاڑون پر مرے پڑے ہین اس سبب سے کل مملکت آشام مین بائی
عام پھیل رہی ہے۔ وبا کا حال یہ تھا۔ اب غلہ کا حال سنو کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے ....
کہ ۱۰۷ انبار شالی ضبط ہوئے تھے جنمین سے پانی کی طغیانی اور آشامیون کی خیرگی
کے سبب فقط سولہ انبار تصرف مین آئے۔ نواب نے حکم دیا کہ چھہ انبار تو دواب پادشاہی کے لئے رکھے
جائین اور باقی دس انبار لشکر کے آدمیون مین یون تقسیم ہون کہ جس قدر کوئی لیجا سکے لیجاے
اس حکم پر عمل ہوا۔ آدمیون اور دواب کی غذا و قوت۔ شالی اور برنج گندہ سرخ
میسر تھی۔ اہل لشکر کو پہلے مویشی بہت ہاتھ لگے تھے تو مدتون تک انکی نان خورش یہ تھی بکری
گائے کے گوشت کو پانی مین جوش دیکر یا اسکی چربی مین پختہ کرکے کھاتے آخر کو وہ موقوف
ہوا اب گندم کی ہوس مین سینہ چاک اور دال کی تمنا مین دل دو نیم تھا۔ نرخ یہ تھا۔ ایک سیر
روغن چودہ روپیہ کا۔ ایک سیر ماش ایک روپیہ کا ایک روپیہ کی افیون ایک تولہ۔ ایک
اشرفی کی ایک چلم۔ تنباکو تین روپیہ کا ایک سیر۔ مونگ کی دال دس روپیہ کی ایک سیر

انکار کیا۔ انکی عرضداشتین بادشاہ کی خدمت مین بھیجی گیئن ۹ ربیع الثانی کو
ابو الحسن مامور ہوا کہ میر مرتضی نے جو گھر گانو مین جنگی کشتیان تیار کی ہین ان پر
سوار ہو کر نرمدا پار ہو جائے اور بیجدلی بھوکن کے مورچال دلیپی پر پیچھے سے جائے۔ اور
قراول خان اسکا رفیق ہو۔

ابو الحسن بمقصد مذکور کی طرف روانہ ہوا۔ بیجدلی ور آشامیون سے محاربہ عظیم ہوا
بالآخر اہل اسلام غالب رہے اور مورچال کے اس طرف کہ بانس سے بنائی تھی انہون
نے غلبہ پایا اور ابو الحسن مورچال مین داخل ہوا۔ عرضداشت سے جب اس فتح کا حال
نواب کو معلوم ہوا تو ابو الحسن کو لکھا کہ کل مین بھی نہر دلیپی کے مورچال کی تخریب کیلئے
متوجہ ہونگا۔ جب میری فوج مورچال کے قریب آجائے تو اس طرف سے تم بھی اس پر
تاخت کرنا۔ ۱۲ ربیع الثانی سنہ ۵ جلوس کو نواب مورچہ مذکور کی طرف گیا۔ آشامی
خوف کے مارے بھاگ گئے۔ نواب مورچال مین کہ ایک قلعہ تھا فروکش ہوا۔ آشامی
رعایا نے آباد ہونا شروع کیا اور بدستور سابق مورد مراحم و اشفاق ہوئی۔ نواب سے
عرض ہوا کہ آشامیون نے ..... آب دھنگ سے اس پار مورچال بنایا ہے تو ما کو
ندی کے کنارہ پر لشکر پہنچا۔ باوجودیکہ عمیق ندی دونون لشکر کے درمیان مین تھی
آشامی مورچال کو چھوڑ کر بھاگ گئے سردار راجہ پاس چلے گئے اور آشامی جہان انکا
جی چاہا روانہ ہوگئے اور ایسے متفرق ہوگئے کہ جبتک لشکر شاہی یہان رہا وہ پھر جمع
نہ ہوئے۔ سوانح غریبہ مین سے یہ ہے کہ نواب نہر دھنگ کے کنارہ پر سوار تھا اور نہر کے اس
طرف کے مورچال کو دیکھ رہا تھا کہ ایک دفعہ وہ گھوڑے سے مضطرب ہو کر اترا اور بیہوش
ہوگیا۔ کچھ دیر کے بعد ہوش مین آیا تو وہ اپنے خیمہ مین آیا اس منزل مین کئی
مقام ہوئے۔ ۸ ماہ مذکور کو بدلی بھوکن کہ بڑا معتبر سپہ سالار تھا اسنے راجہ کی
بے توجہی اپنی طرف دیکھی تو ۲۱ ربیع الثانی کو وہ مع اپنے بیٹون بھائیون کے
زن و فرزند کو چھوڑ کر نواب کی خدمت مین آیا اور عنایت و التفات کا امیدوار

راجہ کا نواب کی ڈیوڑھی میں پہنچنا اور ورود آفات -

نالہ دیکھو پر لکڑی کا پل بنائے۔ میر مذکور نے تین دفعہ پل بنوایا ندی نالہ کے پانی کے
زور سے وہ بہ گیا۔ چوتھی دفعہ وہ بندھا جس پر آشامیون کو تعجب ہوا۔ انکے راجہ نے کئی
دفعہ اس پل کے باندھنے کا ارادہ کیا۔ مگر پانی کی تندی کے سبب سے نہ بندھ سکا۔
صفر سنہ مذکور مین مینہ کا برسنا کم ہوا۔ راہون مین پانی کا خشک ہونا شروع
ہوا۔ ابن حسین کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ تھانہ دیول گانون مین پھر
یادگار خان آنکر متمکن ہوا۔ نواب نے ابو الحسن کو دیول گانون مین بھیجا اور بادشاہ کو
عرضی لکھ کر اور اہل بنگالہ کو اپنی سلامتی کے پروانے لکھ کر دیئے کہ ابن الحسن پاس
پہنچا دے کہ وہ انکو روانہ کرے۔ ماہ ربیع راجہ درنگ کا متھراپور مین انتقال ہوا۔
اسکی مان بادشاہ کی دولتخواہ تھی اسلیئے اسکے دوسرے بیٹے کو یہان کا راج
تفویض ہوا۔ ابو الحسن ۱۲ صفر کو چارنگ مین پہنچا۔ وہان آشامیون کو آوارہ کرکے
آذوقہ جو ان حدود مین میسر آیا گھرگانون مین بھیجا اور غازی خان کو یہان کا
تھانہ دار کیا۔ یہان چند روز قیام کرکے انتظام کیا پھر چورہ روانہ ہوا۔ یہان
سید احمد کو تھانہ دار کیا۔ یکم نوامبر کو ابو الحسن لکھو گڑہ سے بہت غلہ گھرگانون مین
لایا۔ اسکو دیکھ کر اہل لشکر کی جان مین جان آئی۔ جب برسات گذر گئی تو آشامی
پھر اپنے پہاڑون مین مع زن و فرزند و اموال و اثقال عازم ہوئے۔ راجہ سولا کوری
مین تھا وہ پھر نامروپ مین بھاگ گیا۔ بیجدلی پھوکن کرکھا پھوکن نے اپنی متانت حصار
و استحکام دیوار پر قوی ہو کر مورچال نہر دلئی مین محاربات کے لئے اقامت کی
بیجدلی پھوکن نے پھر میر مرتضی کو صلح کا پیغام دیا کہ نواب پیشکش قبول کرے اور اس
ملک سے چلا جائے نواب نے یہ جواب دیا کہ جب تک بیجدلی پھوکن حاضر نہوگا
صلح نہوگی اسلیئے اس وقت بھی صلح نہوئی۔ بادشاہ کے دو گرز بردار حکم شاہی
لیکر آئے کہ مملکت آشام کا صوبہ دار احتشام خان مقرر ہوا اور ملک کامروپ کا
فوجدار رشید خان۔ ان دونو نے یہان کے ان عہدون کے قبول کرنے سے

ہونیکے تھا۔ نواب کا ارادہ انکو معلوم ہوا کہ نامروپ مین جاکر راجہ کے پکڑنے
کا ہی۔ وہان کشتی جسمین آذوقہ و قوت ما یحتاج ہو نہین جاسکتی اور خوف یہ ہی کہ جنگلی
اور جزرہ نامروپ مین جب جائینگے تو آشامی خشکی کی راہ سے بھی رسد کو بند کردینگے
اور افزونی امراض اور وبا و فراوانی قحط غلہ سے لشکر مین اس قدر جمعیت نہین رہی
ہے کہ راجہ کے استیصال کے لئے اور نامروپ سے کھرگانون تک راہ کی ضبط کے واسطے
کافی ہو۔ اگر بہر تقدیر نامروپ مین داخل بھی ہوئے اور راجہ کوہستان مین چلا گیا
جہان سوار کا چلنا ناممکن ہے اور وہان بارش شروع ہو تو نہ جاے اقامت نہ راہ
مراجعت ہوگی اسلئے انہون نے نوکری اور مال و منال سے دل اٹھا یا منصبداری
اور امرائی کو چھوڑ کر فقیری اور درویشی اختیار کی۔ اور اس کی فکر مین ہوئی کہ کسی طرح
اس ملک سے پیچھا چھٹایئے خصوصًا حوالی نامروپ کی سرزمین سے جسمین اول جیٹھ مین بارش
شروع ہوتی ہے۔ بعض لشکر کے سردارون نے یہ ارادہ کیا کہ آب دھنگ سے عبور کے
وقت نواب سے جدا ہوجئے۔ جب یہ خبر دلیر خان نے سُنی تو اُس نے
آدمیون کی دلداری اور سرزنش کی اور انکو ہمراہ لیا۔ نواب کو بھی اسکی خبر ہوئی تو
کدورت روحانی نے اور الم جسمانی کو بڑھایا۔ ۱۴ ار شہر مذکور سے کوچ کیا اور پالکی
مین سوار ہوا۔ آشامیون نے دلیر خان کی معرفت صلح کے لئے گفتگو شروع کی۔ نواب
کوچ کرکے نیام مین آیا جو ولایت آشام کے مضافات مین سے ہے اور یہان کا
زمیندار راجہ کا خطاب رکھتا ہے۔
آخر کو بعد قیل و قال کے ان شرائط پر مصالحت ہو گئی کہ بالفعل راجہ اپنی بیٹی اور
راجہ نیام کی بیٹی بیس ہزار تولہ سونا اور ایک لاکھ بیس ہزار تولہ نقرہ اور بیس ہاتھی سرکار
شاہی کے لئے اور پندرہ ہاتھی نواب کی سرکار کے لئے بھیجے اور پانچ ہاتھی دلیرخان
کے واسطے بھیجے اور اسکے بعد بارہ مہینے مین تین چوماہہ قسطون مین تین لاکھ تولہ
چاندی اور نوّے ہاتھی سرکار شاہی مین روانہ کرے اور ہر سال بیس ہاتھی

ہوا اُس نے عرض کیا کہ اکثر معتبر بھوکن اور سردار میری وساطت سے راجہ سے بگڑ حضور کی خدمت
مین آ جائینگے اور مین تھوڑا سا لشکر شاہی اور بہت سا اپنا لشکر لیکر راجہ کو پکڑ لاؤنگا۔ نواب نے اُسپر
بے شمار الطاف کیا۔ **شعر** کہ گوش ہر لکات بے شگفت + سا گ ان ولایت تو اند گرفت
اُسکو خلعت و گدگی و خنجر مرصع و اسپ چرکسی زربفت عنایت کی اور اسکو اجازت دی کہ
وہ آشامی جنگی آدمی جسقدر چاہے جمع کرے اور کھرگانو اور نامروپ کے درمیان قریات و
قصبات کی مہمات کا انتظام اسکے سپرد ہے اور کھرگانون تا خشکی کی راہ کا اور ترجہانی تک
تری کی راہ کا ضبط و نسق اسکے حوالہ ہے اُسنے تین چار روز مین تین چار ہزار جنگی
آشامی اپنے پاس جمع کر لئے۔ یہ حال دیکھ کر راجہ اپنے تمام بھوکنون سے بدگمان ہوا اور بدلی
بھوکن پر یہ تہمت رکھی کہ وہ لشکر شاہی کی مدافعت و مقابلت مین مساہلت کرتا ہے
اُسکو مع اولاد ذکور و اناث کے آہنی سیخون مین کھینچکر بڑی عقوبت سے ہلاک کیا۔
راجہ اور بھوکنون کے متواتر صلح کے لئے رسل و رسائل آئے مگر نواب کو راجہ کی باتون پر
اعتبار نہ تھا اسلئے وہ انکو قبول نہ کرتا۔ ابن حسین کی عرضی آئی کہ ملاحون کے لئے چاولون کی کمی
ہوئی ہے اسلئے وہ مضطرب ہوئے ہین بنگالہ مین بھی قحط ہے وہان سے بھی چاول نہین آ سکے
پندرہ انبار جو حوالی نہر دھنگ مین ضبط ہوگئے تھے انمین سے بارہ ہزار من شالی نکلوا کر اور اس
مین سے آشامیون سے چاول نکلوا کر لکھوگڑہ بھجوائے۔ بدلی بھوکن نے کہا کہ سولہ کوری مین کچھ
آشامی لشکر اور بھوکن و ہاتھی ہین۔ غرہ جمادی الاولی کو درویش بیگ چھ سو سوارون کے
ساتھ قصبہ کور کو روانہ ہوا اور بدلی بھوکن نے اپنے بھائی کو ہمراہ کیا۔ ۳ر کو درویش بیگ کی
عرضداشت آئی کہ آشامی بھاگ گئے اور اُن کے آٹھ ہاتھی ہاتھ آ گئے۔ ۵ر کو نہر دھنگ
کے کنارہ سے نامروپ لشکر کا کوچ ہوا۔ بدلی بھوکن درویش بیگ سے جا ملا۔ ساتوین کو
نامروپ مین لشکر آیا۔ ۹ر کو نواب نے غسل کیا تھا کہ معدہ مین بڑا درد اُٹھا اور نفخ ہوا رات
کو تپ محرقہ اور درد سینہ ہوا۔ حکیم کریما رما عالیج ہوا اُس نے فصد کو کہا مگر نواب نے ہرگز فصد کا قصد
نہ کیا۔ اب جاڑے کا موسم ختم ہونے کو تھا۔ برسات قریب تھی لشکر اگلے سال کی مصیبتون کو

لڑائی ہوتے ہوتے رہ گئی۔ دہم جمادی الثانی ۵ سنہ جلوس مطابق ۷۳ سنہ کو قانون
مصالحت سب طرح درست ہو گیا۔ بنگالہ کی طرف کوچ کا نقارہ بجا۔ زمستان و
تابستان و برسات کی مصیبتوں سے لشکر عاجز ہو گیا تھا اب وہ ناچتا کودتا دن
عید رات شب برات مناتا ہوا اپنے ملک کو چلا۔ وہ جانتا تھا کہ حیات تازہ اور
عمر دوبارہ ملی کچھ مسلمان اور کچھ آشامی بھی لشکر کے ساتھ ہو گئے۔ راجہ نے نواب سے
التماس کیا کہ میرے ملک کے آدمیوں کو منع کر دیجئے کہ وہ لشکر شاہی کے ساتھ نہ
جائیں۔ نواب نے جواب دیا کہ ہم کسی کو زبردستی نہیں لے جاتے جو آدمی اپنی خوشی سے ہمارے
ساتھ جاتے ہیں ہم انکو منع نہیں کرینگے۔ آگے سفر ہوا۔ کامروپ کی رعایا جو نامرد تھی
اور اسکے نواح میں محبوس تھی کچھ اُس میں سے مع فرزندوں کے بدلی بھوکن پاس گئی
۲۲ جمادی الثانی کو نواب منزل دیوگانوں سے کشتی میں سوار ہوا لکھوگڑھ میں آیا
اُسکے مراض میں بہت تخفیف ہو گئی۔ میر مرتضیٰ بھی مع کل آدمیوں اور اسباب و اموال کے
آیا۔ بہت سے آشامی زن و مرد رضا و رغبت کے ساتھ اسکی رفاقت میں ساتھ ہو گئے
مگر پیشکش کے باقی ہاتھی نہ آئے۔ نواب نے دلیر خان سے کہا کہ سرزمین درنگ اور دمریہ
وغیرہ جو پہلے راجہ آشام کے تصرف میں تھی اور اب ممالک بادشاہی کے ضمیمہ ہوئے
ہیں انکا انتظام کرنا ہے اور راجہ کوچ بہار کی تنبیہ کرنی ہے اسلئے یہاں ہاتھیوں
کے انتظار میں ٹھیرنا مناسب نہیں ہے۔ برسات کے دن عنقریب آگئے ہیں۔ تم یہاں
ان مطالب کے لئے ٹھیرو۔ اسنے قبول کیا اور یہ تجویز ہوا کہ دلیر خان اپنا آدمی راجہ
پاس بھیجے کہ وہ ہاتھیوں کو جلد بھیجدے۔ نواب ۲۸ جمادی الثانی کو دلیر خان کو
لکھوگڑھ میں چھوڑ کر گواہٹی کی طرف روانہ ہوا اور ولادمر ہونہ بھوکن ہمراہ لی —
نواب نے دومریہ کی حدود کا ملاحظہ کیا جو پیشکش میں داخل ہو گئی تھی اور راجہ
اور ممالک بادشاہی کی سرحد کی احتیاط کی اور پالکی میں سوار ہو کر دامن کوہ کی
راہ سے صحرائے کجلی کی سیر کی کسی عہد میں لشکر شاہی یہاں نہیں آیا تھا اس نواحی کے

نواب کا انتقال کرنا —

پیشکش مقرری دیا کرے۔ پیشکش کے وصول ہونے تک اس کے چار بڑے بھوکن لوچھو کسائین مع
گرگرسہا۔ برگسائین و پیرماتر کے بیٹے بطور رہن بندگان بادشاہی کی خدمت مین
رہین۔ سمت اتر کول سرکار درنگ سے جسکی ایکطرف گواہٹی اور دوسری طرف دریا
دلیٔ براری ہے جو حوالی جمدھرہ سے گذرتا ہے اور جانب دکن کول سے ولایت
نکی رانی و ملک نانگہ و بیل تلی و دومردیہ سے جو ہرگز مردم بادشاہی کے ضبط مین نہین آیا
پیشکش مین داخل ہوکر ممالک محروسہ مین شامل ہو۔ ملک نکی رانی کوہستان کارو کے متصل
ہے اور کارو ایک جماعت بلنگ خوی و حوش سیرت ہے۔ کتے کا گوشت کھاتی ہے
کتے انکی صورت دیکھکر بھاگتے ہین اس قوم کا کوہستان کری باری کے پہاڑ کے متصل
ہے۔ جو ممالک محروسہ مین ہے اور ملک دومرویہ کی انتہا دریای کلنگ پیش وی قلعہ کجلی ہے
اور ممالک محروسہ اور مملکت کے آشام کے درمیان فصل مشترک دکن کول کی جانب دریای
کلنگ اور اتر کول کی جانب دریاے دلیٔ و براری مقرر ہوئی ولایت درنگ مین بے شمار
ہاتھی ہوتے ہین اور کھیدا یعنی ہاتھی کا شکار ہوتا ہے۔ آتھی راجہ جی دھج سنگہ نے
ایک دفعہ ایک سو بیس ہاتھی کھیدے مین پکڑے تھے اور ولایت راجہ دومرویہ مین
ہاتھی کھہا۔ کی جانب سے جو کوہستان کے متصل ہے پہلے زمانہ مین بہت آتے
تھے اور کھیدہ ہوتے تھے۔ راجہ نے کچھار کی راہ ہاتھیون کے آنے کی بند کردی کھیدہ
موقوف ہوا۔ اور وکلاے راجہ نے یہ بھی قبول کیا کہ ملک کامروپ کی رعایا جو پہاڑون
اور نامروپ مین محبوس ہین وہ رہائی پائینگی اور مع زن و فرزند بدلی بھوکن کی معرفت
نواب کی خدمت مین آئینگی۔ راجہ کی طرف سے تعہدنامہ اور نواب کی طرف سے قولنامہ
لکھا گیا۔ سہ شنبہ پنجم جمادی الثانی کو دختر و طلا و نقرہ اور دس فیل اور چار بھوکنون کے
چار بیٹے لشکر شاہی مین داخل ہوے۔ اور وکلاے نے باقی پیشکش کے ہاتھیون کی نسبت
عرض کیا کہ صحرا مین ہاتھی چھوڑ دیئے گئے تھے انکو پکڑکر گھرگانو مین پہنچاوینگے۔ بیچ مین
جھگڑا اس بات پر ہوا کہ بودھ گسائین نے بیٹے کی جگہ بھتیجے کو بھیجدیا تھا۔ اسکے بدلوانے مین

کی آزادی اور غسل و کفن و رنجف اشرف اپنے ہڈیون کے بھیجنے کی وصیت کی۔ اس حال
مین بھی یہ خیال تھا کہ اگر مرض مین کچھ بھی افاقہ ہو تو کوچ بہار کی فتح کا قصد کرے لیکن
شب و روز مرض بڑھتا گیا۔ دلیر خان کو کوچ بہار کی فتح کے لئے بھیجا اور اُس کی فتح کی
انتظار مین یہان قیام کیا۔ اطبا نے نواب سے کہا کہ خضر پور کی آب و ہوا یہان سے اچھی ہے
وہان تشریف لیجلئے۔ نواب نے جواب دیا کہ اب تمہارے ہاتھ مین لڑکے کی طرح ہون جہان
چاہو لے جاؤ۔ ۲۸ شعبان کو عسکر خان کو بلایا۔ مہم کوچ بہار کے لئے مقرر کیا۔ ۲ رمضان
سنہ ۱۰۷۳ کو خضر پور سے دو کروہ پر اس دنیا سے کوچ کیا۔ خضر پور مین نعش آئی۔ وصیت
کے موافق دفن ہوئی۔ دم نکلتے ہی نواب کے مرنے کی خبر نواب بخشی الممالک محمد امین خان
اُسکے بیٹے پاس بھیجی گئی۔

شہاب الدین طالش خان نے تاریخ آشام لکھی ہے جسکا نام فتح آشام لکھا ہے اسکے مقدمہ مین
ولایت کوچ بہار اور آشام پر یورش کا سبب لکھا ہے اور مقالہ اول مین کوچ بہار کی
تسخیر کا بیان اور اس دیار کا حال بیان کیا ہے اور مقالہ دوم مین فتح آشام کی
شرح اور اس مقام کا کچھ حال اور اہل اسلام کا بعد تعب تمام کے اس مرز بوم خواب آشام
سے نجات پانا۔ اس جنگ مین مصنف اول سے آخر تک عمدۃ الملک میر محمد سعید اردستانی
المخاطب بار و فادار خانخانان عرف معظم خان کی ہمراہ تھا اسی سپہ سالار کے ہاتھ پر اس مہم
کا آغاز اور خاتمہ ہوا ہے ہمنے اس تاریخ اور عالمگیر نامہ محمد کاظم سے حالات نقل کئے ہین
وہ آپس مین بہت ملتے جلتے ہین بہت کم اختلاف ہی۔ جہان نواب لکھا ہے وہان خانخانان
سے مراد ہے۔

واقعات سال پنجم سنہ ۱۰۷۲

غرہ شوال سنہ ۱۰۷۲ کو ہر سال کے دستور کے موافق سال پنجم کے جلوس کے آغاز کا جشن ہوا۔
ہر ایک وضیع و شریف اپنی قسمت اور اپنے مراتب کے موافق کامیاب ہوا۔ خانخانان نے
ولایت آشام و کوچ و بہار کی تسخیر مین بڑی خدمتین کی تھین اسکو مرتبہ والا ہفت ہزاری

آشامی ستوطنون نے راہ کو ایسا صاف کر دیا تھا کہ پانچ چھہ سوار پہلو بہ پہلو چل سکتے تھے
قلعہ کجلی کے نیچے لشکر آیا۔ چار روز تک چار پایون کو سوار گھاس کے اور آدمیون کو
سوار پانی کے کچھ اور نہ میسر ہوا۔ ہاتھی اور مہیب دواب یہان کثرت سے تھے
لکھوگر سے چلنے کے بعد کبھی کبھی نواب کو ضیق النفس ہوتا تھا۔ ایک ہفتہ تک ہر روز تین چار
ماشہ کھانا کھایا۔ معالج فرنگی کی تجویز سے کچھ دوائین کھائین پھر ایک ہفتہ تک حجر الیہود
اپنی تجویز سے کھایا ۔ مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی۔ ۱۱ کو مکرودھج کی ماں در
بیسر کی نواب سے ملاقات ہوئی مکرودھج کی ماں نے لشکر شاہی کی خدمات کی تھین اسکو
دو شال و سہ پارچہ زرین اور اسپ شیمین انعام دئے۔ پسر مکرودھج کہ گیارہ بارہ برس کا لڑکا
تھا۔ اسکی پیشانی پر راجگی کا قشقہ اپنے ہاتھ سے لگایا۔ پھر اسی روز با در راجہ مریدہ
ملاقات کو آئی اور ایک ہاتھی مکنہ اسنے نذر کیا۔ بیٹے کے نہ آنے کا یہ عذر کیا کہ وہ
بیمار ہے اسمین حرکت کی طاقت نہین ہے اسکو دو شال او خلعت دیا۔ پھر پھونجال آدھی
گھڑی تک ایسا آیا کہ سب جگہ ہل چل پڑ گئی۔ ۱۳ رجب کو کجلی سے کوچ کر کے موضع
پانڈو مین آیا جو گواہٹی کے مقابل دریا پار ہے نواب نے ان آدمیون کے لئے جو راجہ آشام
کی قید سے چھوٹ کر آئے تھے اور ان آشامیون کے لئے جو اپنی خوشی سے لشکر
کے ساتھ آئے تھے سرکار کامروپ مین بقدر اسکی حالت کے زمین دی کہ اس سے وہ اپنی قوت
بسر کرین۔ کچھ انمین صناع و محترفہ تو کچھ نوکری کے قابل تھے انکو علوفہ دار کیا اور بدلی بھوکن کو
تین ہزار روپیہ کی آمدنی کا پرگنہ سرکار ملک بنگالہ مین عنایت کیا۔ پیشکش کے ہاتھیون مین سے آٹھ
ہاتھی دلیر خان لایا اور باقی ہاتھیون کے لئے اپنے آدمی چھوڑ آیا۔ رشید خان نے پہلے کامروپ
کی فوجداری سے انکار کیا تھا۔ مگر جب لکھا کہ بادشاہ اس انکار سے ناراض ہوا تو اس نے
یہان فوجدار ہونا قبول کر لیا۔ نواب نے اور امیرون کو بھی عہدے اور منصب بادشاہ
سے دلائے ۲۰ رجب کو مقام پانڈو سے چلا۔ بہری قلعہ مین آیا۔ حرارت زیادہ ہوئی
سل ہو گئی۔ بڑے بڑے حکیم علاج کو آئے تشخیص مرض مین اختلاف رہا۔ نواب نے اپنی

مع بیلدارون کے بھیجا۔

قطب الدین خان خویشگی فوجدار جوناگڈھ کا ملک جام کا فتح کرنا اور زمیندار رائے سنگھ کا کشتہ ہونا۔

ولایت جام کا زمیندار رنمل بادشاہ کا مطیع تھا اور پیشکش مقرری بھیجا تھا جب وہ مرگیا تو بادشاہ نے اسکے بیٹے ستر سال کو اسکا جانشین کیا۔ رنمل کا بھائی رائے سنگھ تھا اُسکو غیرت آئی کہ بھتیجا راجہ ہوا اور مین نہ ہون۔ اُسنے ستر سال سے مخالفت کی اور پانچ چھہ ہزار سوار اور پیادے جمع کر لیئے۔ گوردھن راٹھور کو مار ڈالا۔ وہ ستر سال کا جد مادری اور مدار المہام ریاست تھا۔ ستر سال اور اسکی مان اور خواص نوکرون و پیشکارون کو مقید کیا اور اسکی زمینداری اور ولایت پر متصرف ہوا اور تماچی زمیندار کچھ کو بھی اپنے ساتھ متفق کیا۔ اور قطب الدین خان حاکم جوناگڈھ کے آدمیون کو جو اس ولایت مین زر پیشکش کے وصول کرنے کے لئے متعین ہوئے تھے سب جگہہ سے اُٹھا دیا اور بادشاہی آدمیون کو دار الضرب و بندر مروارید جو اس ولایت کے اعمال مین سے ہے معزول کر دیا۔ کچھ دنون بعد ستر سال نے قید سے رہائی پائی۔ قطب الدین خان پاس وہ آیا اور رائے سنگھ کے جور و بیداد کی شکایت کی۔ بادشاہ کو حال معلوم ہوا تو قطب الدین خان کے نام فرمان صادر ہوا کہ وہ ستر سال کو دوبارہ اسکی زمینداری دلا دے۔ خان مذکور حکم کے آتے ہی آٹھ ہزار سوارون کے قریب لیکر جمادی الاولی کے اوائل مین جوناگڈھ سے رائے سنگھ کے دفع کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ رائے سنگھ بھی جام سے چار کروہ پر اپنا سامان درست کرکے لڑنے کے لئے تیار ہوا۔ تماچی زمیندار نے جو اسکا یار تھا سات ہزار راجپوت سوار اسکی کومک کے لئے روانہ کئے۔ لڑائی شروع ہوئی رائے سنگھ پاس توپخانہ زبردست تھا اسلئے لشکر شاہی کو غلبہ نہ ہوا۔ دو مہینے تک لڑائی ہوتی رہی اور کچھ کام نہ بنا۔ خبر آئی کہ ولایت کچھ کے زمیندار کی کمک نئی دکیہ آن پہنچی ہی جس سے جام کی قوت و شوکت بڑھ جائیگی۔ اسلئے کمک پہنچنے سے پہلے ۱۵ رجب کو قطب الدین خان نے اسپر چارون طرف سے حملہ کیا۔ رائے سنگھ جو بیـ

پنج ہزار دو اسپہ سہ اسپہ کا عنایت ہوا اور اسکے اقطاع مقرر پر ایک جاگیر
جسکی جمع ایک کروڑ دام تھی اضافہ کی گئی اور توماں طوغ اور خلعت خاص مرحمت کیا
عید اور جلوس کے جشنوں نے باہم مصافحہ کیا اور روشنی و آتشبازی کا بڑا تماشا دکھایا

رمضان کا مہینہ تھا لو چلتی تھیں دن بڑے ہوتے تھے - بادشاہ دن کو
روزہ رکھتا - وظائف پڑھتا - تلاوت و کتابت و حفظ کلام مجید کرتا اور اپنی
عدالت و سلطنت کے کاموں کو انجام دیتا - شام کو روزہ افطار کرکے مسجد غسلخانہ
(موتی مسجد) میں نماز و تراویح اور نفل پڑھتا - آدھی رات کو کچھ قلیل غذا کھاتا - رات کو
بہت کم سوتا - اکثر عبادت کرتا بعض متبرک راتوں کو ساری رات عبادت ہی میں
گذرانتا - اسی طرح سارا مہینہ گذارا - عید کے تیسرے روز تک جشن میں مصروف رہا
مگر طبیعت میں بے اعتدالی پیدا ہوئی اور تپ بڑی شدت سے چڑھی بہت تکلیف
ہوئی - غرض اس مرض کی شدت میں بھی سوا دو تین دن کے سارے کام کرتا رہا -
اور ماسوا ایک جمعہ کے اور جمعوں میں باوجود ضعف و نقاہت کے جامع مسجد
میں ہوادار میں بیٹھ کر جمعہ کی نماز کو گیا نکس مرض ہوا - غرض ۲۳ شوال سے ۱۷ ذیقعدہ
تک علالت کا اثر باقی رہا اسکے بعد صحت کلی ہوئی -

رمضان کی عبادت و علالت و صحت -

۱۲ ذی الحجہ ۲ شنبہ کو جشن قمری ہوا اور عمر کا چھیالیسواں سال شروع ہوا -
روشن آرا بیگم نے حرمکدہ میں بادشاہ کا جشن صحت بڑی دھوم دھام سے تین روز تک
کیا - بادشاہ نے صدر آرایان شبستان دولت کو بیماری کی حسن خدمت گذاری کے
صلہ میں دو لاکھ بیس ہزار اشرفیاں انعام دیں - دسہرہ کو راجہ جیسنگہ و کنور رام سنگہ
کو خلعت خاصہ عطا فرمایا - غرہ جمادی الاولی کو جشن شمسی ہوا - پینتالیسواں سال
شمسی شروع ہوا - ۷ جمادی الاولی کو کشمیر کے سیر و شکار کی غرض سے بادشاہ نے
دار الخلافہ لاہور کی طرف کوچ کیا - دسویں رجب کو لاہور کے قریب آیا - ۱۹ شعبان کو
شہر و قلعہ میں داخل ہوا کشمیر کی راہوں کے صاف کرنے کے لئے ہر منزل کو

جشن قمری و جشن صحت -

تھا۔ علی نقی کے بیٹے باپ کے خون کے مدعی تھے۔ انکو پادشاہ نے خواجہ پھول ہیجڑے کے ساتھ گوالیار
بھیجا اور حکم دیا کہ ثبوت شرعی کے بعد مراد بخش سے قصاص لیا جائے۔ جب مدعی گوالیار
مین آئے اور قاضی کے سامنے گفتگو آغاز کی تو شاہزادہ نے کہا کہ حضرت خلافت
مرتبت اپنے عہود کا لحاظ و موعود کی وفا کا پاس نظر مین رکھتے اور میرے خون سے درگذر
تو کوئی انکی دولت و سلطنت والا کا نقصان نہ ہوتا۔ اگر خواہ نخواہ توجہ اشرف
اس طرف ہو کہ مجھ ضعیف کے وجود بے سود کو باقی نہ رکھیں تو اس قسم کے کم پایہ آدمیون
کا مواخذہ کیا لطف رکھتا ہے جو کچھ دل مین ہو وہ کرو۔ آخر روز چہارشنبہ ۲۱ ربیع الاول
سنہ ۷۲ کو دو نفر چیلون نے جا کر تلوار کے دو زخمون سے اس شہزادہ کو تنگنای
زندان سے نجات دی اور اسکے جسد کو بطور امانت کے قلعہ گوالیار مین سپرد کیا
خافی خان لکھتا ہے کہ اگرچہ مؤلف عالمگیرنامہ نے پادشاہ کی مرضی کے موافق
محمد مراد بخش کے مارے جانے کا حال قلم انداز کیا۔ لیکن میری والد مرحوم مراد بخش کے
معتمد روشناس نوکرون مین تھے۔ اس روز تک کہ اس مقدمہ سے فراغ ہوا۔ وہ
پائے قلعہ مین بیٹھے رہتے اور اس منصوبہ مین رہتے تھے کہ کمند لگا کے اپنے آقا کو باہر لیجائین
عالمگیر کی نوکری انھون نے نہین کی انکی اور ثقہ آدمیون کی زبانی جو مین نے سنا اور دفتر
تحقیق کیا اوسکو لکھتا ہون۔ محمد مراد بخش کی محبوبہ بائی سوسن بائی تھی۔ جب گوالیار مین شہزادہ
گیا ہے تو اس معشوقہ نے بھی اپنے عاشق کے ساتھ جانے کی درخواست کی تو پادشاہ نے اوسکو
قلعہ مین شہزادہ کی ہمراہ بھیجدیا۔ اس گرفتار اجل کو جو خرچ ملتا نصف اوسکا ان مغلون کے طعام
پختہ مین خرچ کرتا۔ جو حصار قلعہ کے نیچے فقیر بنے بیٹھے تھے یا جو مسافر مغل وارد ہوتے تھے۔
ان مغلون نے اپنی تدبیرون سے ایک طرف فصیل قلعہ پر کمند لگائی اور اس محبوبہ بلا کو وقت اشارہ
. . . اور مکان معین کی خبر دی۔ اس سادہ لوح نے آدھی رات کو سوسن بائی کو اپنے ارادہ
پر اطلاع دی اور اس طرح رخصت کا اظہار کیا کہ اگر حیات نے وفا کی اور فلک نے مدد دی تو
پھر ہم تم ملینگے اور نہین تم کو خدا کو سونپا۔ سوسن بائی ان کلمات کو سنکر رونے پیٹنے لگی اس کے

لڑا۔ راجپوت اسکے ساتھ تھے جو حفظ ناموس کے وقت اور جوش حمیت کے ہنگام مین
تلوار کے زہر آب کو شربت خوشگوار جانتے ہین اور سربازی کو سرمایۂ مباہات و افتخار
سمجھتے ہین۔ رائسنگھ پیادہ ہوا اور اپنے مرنے کا قصد مصمم کیا اور اپنے بیٹے تماجی
اور اپنے بھائی باجا کو بہت مبالغہ کے ساتھ رخصت کیا کہ نسل باقی رہے۔ رائسنگھ بہادر
ایک بیٹے وجیا اور اور اقربا و عمدہ خواص کے ساتھ مارا گیا۔ چھہ سو راجپوت کام مین آئے
اور ایک ہزار کے قریب اور آدمی مارے گئے ہونگے باقی بھاگ گئے پادشاہی ایک سو
ستر آدمی مارے گئے۔ چار سو چونتیس آدمی زخمی ہوئے۔ قطب الدین خان نے ان مجروحون کے
علاج کے لئے جراحون کو بھیجا۔ جام پر قبضہ کیا۔ مفرورون کے تعاقب مین لشکر روانہ
کیا اور لشکریون کو سکنۂ شہر کے تعرض حال سے منع کیا اور منادی کر دی کہ جو جماعت
کشتہ ہوئی ہے اسکے متعلقین اور فرزندون سے کوئی تعرض نہ کرے۔ ستر سال کو
رائسنگھ کی جگہ بٹھا دیا۔ رائسنگھ اور اسکے بیٹے باجیا اور سنگھ رام خالہ زادہ
وسالنگا اسکے چچا کے سرون کو شہر کے دروازہ پر لٹکایا ایک دو ماہ بندوبست کے
لئے ان حدود مین توقف ہوا۔ خبر آئی کہ تماجی پسر رائسنگھ اور جیاجی اسکے بھائی نے
تین ہزار سوار اور پیادے جمع کر لئے ہین اور موضع بالاریہ مین فتنہ انگیزی کر رہے ہین
خان نے اپنے بیٹے محمد کو دو ہزار سوارون کے ساتھ اسکے دفع کرنے کے لئے بھیجا وہ
دونو اس خبر کو سنکر کچھ کی جانب گئے۔ محمد اُن سے جا کر لڑا سخت لڑائی ہوئی۔ ن
دشمنون کے ایک سو سات آدمی اُسنے مارے اور باقی آدمیون کو بھگا دیا۔ قطب الدین خان
یہان کا بندوبست کر کے جوناگڈھ مین گیا۔ پادشاہ نے اس فتح کی خبر سنکر
قطب الدین خان کو مورد عنایات کیا اور جام کا نام اسلام نگر رکھا۔

شاہزادہ مراد بخش کا قتل ہونا۔

عمل صالح مین لکھا ہے کہ اگر عالم کے نفع عام کے اکتساب کے لئے اور اصلاح فاسد
اور دفع مفاسد کے لئے ضرر خاص کا ارتکاب کیا جاوے تو عقل و شرع دونو اسکا
حکم دیتی ہین اور جائز کہتے ہین۔ اسلئے مراد بخش کا مارنا عالمگیر کو عقلاً اور شرعاً

انکی تنبیہ کیلئے بھیجا۔ وہ توپخانہ اور سپاہ لیکر فوراً اسکے سر پر جا پہنچا۔ یہ قوم اسکے
لڑ نہین سکی اس لئے ایک جماعت کثیر اپنے اہل و عیال و مواشی و مال کو لیکر دریا سے پار
اُتر گئی کچھ آدمی اُسکے مارے گئے اُسکا قصبہ پاک ہوا۔ دو لاکھ روپئے نقد و جنس کی غنیمت
افواج شاہی کے ہاتھ آئی۔ فدائی خان نے یہان سب طرح کا بندوبست کیا۔ اور
خنجر خان کو یہان بادشاہ کے حکم سے منتظم مقرر کیا۔

مصروفات و خیرات

کشمیر مین راجہ رگھناتھ متصدی مہمات دیوانی تھا۔ اسکے روزنامچہ حیات کو عارضہ
نے دفتر ہستی سے نکال لیا۔ وزارت کا منصب جلیل القدر فاضل خان میر سامان کو عنایت ہوا
آٹھ اسی ہزار روپیہ بوساطت صدر الصدور ارباب استحقاق و محتاجون کو ہر سال اسطرح
عنایت ہوتا تھا کہ محرم اور ربیع الاول مین بارہ بارہ ہزار روپیہ رجب مین دس ہزار
روپیہ شعبان مین پندرہ ہزار روپیہ رمضان مین بیس ہزار روپیہ باقی سات مہینون مین
کوئی خیرات مقرر نہین تھی۔ ان دنون مین بادشاہ نے صدر الصدور کو حکم دیا کہ ان پانچ
مہینون مین جو خیرات دی جاتی ہے وہ بدستور دی جائے اور باقی مہینون مین ہر مہینے
مین دس ہزار روپیہ خیرات کیا جائے۔ غرض پہلی اور اب کی خیرات ملکر ایک لاکھ روپیہ
آنچاس ہزار روپیہ سالانہ دیا جایا کرے۔ ۱۷ ذیقعدہ کو جشن وزن قمری ہوا عمر کا
سینتالیسوان سال شروع ہوا۔ فاضلخان وزیر اعظم نے ۲ ذی قعدہ کو انتقال کیا۔ اس کی
عمر ستر برس سے زیادہ تھی اور اسکو ۱۱ ذی قعدہ کو خلعت وزارت ملا تھا۔ وہ فضیلت امور
جامعیت علوم و معاملہ فہمی اور رائے زنی مین یگانہ روزگار تھا وہ علم نجوم مین بہرہ تام
رکھتا تھا اکثر احکام عالمگیر کو ایام شاہزادگی مین لکھ کر وہ دیتا تھا۔ وہ کم خطا ہوتے
تھے۔ بادشاہ کو جو صدمہ خواص پورہ مین چالیس برس دکن کی مہم مین پہنچا وہ پہلے
لکھ کر بادشاہ کو دے گیا تھا۔ بادشاہ کو اسکے مرنے کا بڑا افسوس ہوا۔ لاہور مین اسنے
اپنا مقبرہ بنایا تھا اس مین دفن ہوا۔ ۱۲ تیر کو عید گلابی تھی۔ بادشاہ وزیر کے الم
سے ایسا متاثر تھا کہ اسکے بعض مراسم کو ملتوی کر دیا اسی روز دیوان سے فاضل خان کا

اس گریہ سے محصلون اور حوالی کے نگہبانون کو خبر ہوئی - مہتابی و مشعل روشن کی اور کمند کی جستجو
مین مشغول ہوئے اور اسکو پیدا کیا - جب یہ خبر بادشاہ کو ہوئی تو اسنے اس مدعی سلطنت کی
نگاہداشت کے وسوسہ کو مٹانا چاہا - ہوا خواہون کی رہنمائی سے پسران علی نقی کو جن کی
باپکو محمد مراد بخش نے مار ڈالا تھا (جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے) باپکے خون کے دعوی کے لئے کھڑا
کیا - بڑے بیٹے نے باپکے خون کے دعوی سے انکار کیا - دوسرے بیٹے نے بادشاہ کے حکم
کی اطاعت کی اور عدالت مین باپکے خون کا مستغیث ہوا آخر کو مغضوب نظر بادشاہی
ہوا - حکم ہوا کہ قاضی سے رجوع کرے - قاضی کے ہان شرع کے موافق خون ثابت ہوا -
ماہ ربیع الثانی ۱۰۷۲ھ کو حکم ہوا کہ وارث کی رفاقت مین قاضی محمد مراد بخش پاس جاوے
اور اثبات خون کا اظہار کرے اور موافق حکم شرع کے قصاص کرے - چنانچہ اس کی تاریخ
یہ ہوئی (آہ وائے بہر بہانہ کشتند) جس پسر کلان نے باپکے خون دعوی سے انکار کیا تھا
بادشاہ نے اسپر بہت عنایت کی -

واقعات سال ششم ۱۰۷۳ھ

بادشاہ - ۲۵ رمضان ۱۰۷۳ھ کو کشمیر کو قلعہ لاہور سے روانہ ہوا - غرہ شوال کو جلوس
سال ششم کا جشن کیا - کشمیر کی تعریف بہت لکھی جا چکی ہے - مگر اسکی راہ کی تعریف مین یہ شعر
قدسی کا ہے ؎ بہ کشمیر اعتقاد ما درست است + ولے ایمان براہش سخت سست است
دوسرا شعر محمد قلی کا ہے ؎ درین رہ خوش بود معشوق دلخواہ + کہ نتواند کس از وے بردن راہ -
لطف سے خالی نہین - پہر ذی قعدہ کو بادشاہ سیر کرتا ہوا سری نگر مین آیا -
قبائل افغان ہزارہ مین ایک قوم سنبل ہے جو دریاے نیلاب کے کنارہ پر رہتی ہے - پہلے زمانہ
مین وہ دھنکوٹ مین رہتی تھی جسکا نام اب معظم آباد رکھا گیا ہے وہ کبھی کبھی شر و فساد مچاتی
تھی - بادشاہ کے حکم سے ان اضلاع کے حکام نے اسکو دریا سے دور نکال دیا تھا ان دنون
مین اس نے پھر سر اٹھایا تھا - دریاے نیلاب سے اتر کر انہون نے ایک تھانہ شاہی پر حملہ کیا اور
خلیل اللہ خان فوجدار کو مار ڈالا - بادشاہ نے غصہ ہو کر فدائی خان میر آتش کو انکی

اور ادھر ادھر جا کر پونہ میں آرام سے جا بیٹھا۔
عالمگیر کو معلوم ہوا کہ سیواجی یون لوٹ مار اور مار دھاڑ کرتا پھرتا ہے تو اُس نے اپنے ماموں امیر الامراء شائستہ خان صوبہ دار دکن کو لکھا کہ سیواجی کا علاج کرے شائستہ خان بادشاہ کے حکم سے ایک بڑا لشکر لے کر شاہراہ احمد نگر اور سرگام سے پونہ کے مغرب کی طرف گیا رستہ میں اس نے سپاہ کا دستہ سوپہ پر قبضہ کرنے کے لئے بھیجا اور خود چاکن اور لے دیس مکہہ سند کھیر رشتہ دار سیواجی کے مقام میں مقیم ہوا کہ اضلاع پر تصرف کرے سیواجی نے شائستہ خان کے آنے پر راجگڈھ کو چھوڑا سنگڈھ میں چلا گیا شائستہ خان نے پونہ پر قبضہ کیا اور پھر وج گھاٹ اور موضع سوپہ پر قبضہ کرنے کے لئے ایک مضبوط سپاہ روانہ کی اور اور قلعوں کی تسخیر کے لئے بھی سپاہیں روانہ کین اسکے اور جنیر کے درمیان چاکن واقع تھا جسنے اسکو تکلیف ہوتی تھی اور وہ جانتا تھا کہ یہ چھوٹی جگہ ہے وہ جاتے ہی ہاتھ آجائیگی اسکی تسخیر کے لئے خود آیا۔ یہاں فرنگاجی سنہ ۱۶۴۶ سے قلعہ دار تھا اُسنے قلعہ حوالہ کرنے سے انکار کیا اور نہایت عمدہ طرح سے اپنے قلعہ کی حمایت کی دو مہینے تک اس نے لشکر شاہی کا مقابلہ کیا۔ محاصرہ کا چھپنواں دن تھا کہ قلعہ کے برج کے نیچے نقب کو اُڑایا جسنے قلعہ کی دیوار مین ایک بڑا رخنہ پڑا اور قلعہ کے بہت آدمی اسمے مرے لشکر شاہی اس رخنہ پر حملہ کرنے گیا اسکے آگے ایک پشتہ لگی تھا۔ وہان حوالدار نے لشکر شاہی کا سخت مقابلہ کیا اس سبب سے لشکر شاہی آگے نہ بڑھ سکا شام تک لڑائی رہی۔ بعد اس کشت و خون کے فرنگاجی نرسالانے قلعہ امیر الامراء کو حوالہ کر دیا۔ شائستہ خان نے اس بہادر قلعہ دار کی بہادری دیکھکر بادشاہ کی ملازمت کے لئے بہت کچھ اُس سے کہا مگر اس نے اسکے قبول کرنے سے اپنے نام کو بٹا نہیں لگایا امیر الامراء نے اسکو عزت کے ساتھ رخصت کیا۔ وہ سیواجی سے آن ملا جسنے اسکو بہت انعام دیا۔
لشکر شاہی میں سے چاکن کے محاصرہ میں نوسو آدمی زخمی و کشتہ ہوئے جن سے

برادر زادہ آگیا تھا اسکو خلعت و منصب عنایت ہوا۔ عید الضحی کو دل پر دونو طرف
روشنی ہوئی پادشاہ کشمیر سے ویزناک گیا۔ موضع بانپور مین زعفران زار دیکھا۔ صفر کو
پادشاہ کشمیر کی سیر کر کے لاہور مین آگیا۔ کشمیر کے سفر مین تماروں مین بہت آدمی گر گر اور
گر کر تلف ہوئے اور خادمان محل کی سواری پر صدمہ پہنچا تو پادشاہ نے فرمایا۔ کہ
بدون ملکی امور ضروری کے اس سرزمین مین سیر و شکار کے لئے پادشاہوں کا آنا رای
صائب کے خلاف ہے۔ جشن وزن شمسی آغاز سال چہل و ششم ہوا اور شاہ عباس والی ایران کی
نامہ کا جواب تربیت خان کے ہاتھ بھیجا اور سات لاکھ روپیہ کی سوغات ہمراہ کین پھر
پادشاہ لاہور سے شاہجہان آباد مین آیا صوبہ گجرات کے وقائع مین سے پادشاہ نے
یہ سنا کہ اس نواح مین ایک مجہول النسب معذور العقل نے اپنا نام داراشکوہ رکھا اور ایک
جماعت واقعہ طلب فتنہ جو اوباش لے آبرو اس پاس جمع ہوگئی اور گجرات کے کولیون
کے گروہ جسکے سر مین ہمیشہ سودائے تمرد بھرا رہتا ہے اسکو دستاویز فتنہ بنایا شورش برپا
کی۔ یہان کے صوبہ دار مہابت خان نے ان مفسدون کو دفع کیا۔ کولیون کی خوب
گوشمالی کی اور مصنوعی داراشکوہ کو ملک سے نکال دیا۔

والی بیجاپور کے ساتھ لڑائیون مین سیواجی ایسا مصروف تھا کہ وہ ہندوستان کے
معاملات سے خبر نہ ہوا۔ لیکن مئی سنہ ۱۶۷۰ء مین کلیان و بھیمڑی پادشاہی قبضہ مین آگئی
تو سیواجی کی ایسی حالت نہ تھی کہ وہ پادشاہ سے لڑتا اور عوض لیتا مگر اب اسنے ایک
بڑا لشکر تیار کیا۔ پیادون کا سردار مورو پنت کو اور سوارون کا سردار نیتاجی پالکر
کو بنایا برسات مین مورو پنت نے جنیر کے شمال مین کئی قلعون پر قبضہ کر لیا اسکا
مفصل حال نہین معلوم ہوتا۔ برسات کے بعد جب راہین صاف ہوگئین تو
نیتاجی پالکر نے ضلاع شاہی پر دست درازی شروع کی سیواجی نے اسکو حکم
دیا کہ وہ دہات کو غارت کرے اور قصبون اور شہرون سے مصادرہ لے
اسنے اس حکم سے زیادہ بڑھ کر کام کیا کہ اورنگ آباد کے حوالی کو تاخت و تاراج کیا

دیا تھا فراہم ہو کر مسلح ہو گئی۔ جب آدھی رات کی نوبت بجی ایک جماعت باورچیخانہ
کی طرف سے آئی جو محل سرا کے دیوار کے متصل تھی دیوار اور خواص پورہ کے مابین
ایک چھوٹا دریچہ تھا جو گل و خشت سے مسدود تھا اور اس جماعت کو وہ معلوم تھا۔
روزوں کے دن تھے سحری کے پکانے کے لئے چند باورچی جاگتے تھے۔
باقی سب آدمی سوتے تھے۔ غرض دشمن اس راہ سے جسکو وہ جانتے تھے سر پر آن پہنچے
جس کسی کو بیدار پایا اسکو موت کے خواب سے آشنا کیا۔ اور جو بستر خواب پر لیٹا تھا
اسکو ایسا سلایا کہ پھر نہ جاگا کچھ غل غپاڑہ نہ ہونے دیا اور جلد دریچہ کو توڑ کر محل کی طرف
مشغول ہوئے۔ کلنگ کی صدا نے اور کشتوں کی غرش نے ایک بعض کو بیدار کیا
جسکا حجرہ باورچی خانہ کی دیوار کے عقب میں تھا۔ وہ دوڑا ہوا امیر الامراء پاس گیا
اور اس آشوب سے مطلع کیا۔ امیر الامرا نے از روے اعتراض کہا کہ سحری پکانے
اور دیگدانوں کے درست کرنے کے لئے باورچی اٹھے ہونگے یہ غل انکا ہوگا کہ
سہیلیاں پے ہم دریچہ کے پھوٹنے کی خبر لائیں۔ امیر الامرا سراسیمہ وار تیر و کمان
و برچھی ہاتھ میں لیکر رخت خواب سے اٹھا اس ضمن میں چند مرہٹے روبرو آئے پانی کا
حوض بیچ میں حائل تھا۔ امیر الامراء نے ایک مرہٹہ کے تیر مارا۔ اسنے آن کر امیر الامراء
کے تلوار لگائی۔ کہ دایاں انگوٹھا کٹ گیا۔ دو مرہٹے حوض میں تیر کر آئے۔ ایک کو امیر الامراء
نے برچھی سے مارا اس آشوب میں لونڈیاں شائستہ خان کو ہاتھوں ہاتھ اٹھا کر محفوظ جگہ
میں لے گئیں۔ مرہٹوں کی جماعت چوکی خانہ پر غافل گئی اور جو خفتہ و بیدار انکو ملا
اسکو زیر تیغ کیا اور یہ کہا کہ چوکی ایسی ہی دیا کرتے ہیں اور چند نفر اپنے نقارخانہ میں
بھیجکر امیر الامراء کی طرف سے پیغام دیا کہ نوبت خوب بجائیں۔ نقارخانہ کی آواز
ایسی بلند ہوئی کہ ایک دوسرے کی کوئی نہیں سنتا تھا۔ انہوں نے دار و گیر کی آواز اور زیادہ
بلند کی اور دروازوں کو بند کر دیا۔ اس حالت میں ابو الفتح خان پسر شائستہ خان ایک
نوخط شجاع تھا خبر پاکر آیا۔ دو تین آدمیوں کو مار کر خود مارا گیا۔ امیر الامراء کے محل کے

شائستہ خان کو تحقیق ہو گیا کہ قلعون کا فتح کرنا آسان نہین ہی۔ عالمگیر ان قلعون کی فتح کو بڑی بات نہین سمجھتا تھا اور مرہٹون کو ذلیل و حقیر دشمن جانتا تھا۔ بادشاہ نے راجہ جسونت سنگہ مہاراجہ جودہ پور کو بھی امیر الامراء کی کمک کے لیئے مقرر کیا تھا مگر وہ پونہ کی حوالی مین بڑی فوج کی ساتھ بیکار پڑا رہا۔ اور نیتاجی پالکر دو بلدہ احمد نگر اور اورنگ آباد کے حوالی کو تاخت و تاراج کرتا رہا۔ لشکر شاہی اسکی مزاحمت لئے بھیجا گیا اس لئے مخالفون کے کچھ آدمی مارے اور نیتاجی خود زخمی ہوا مگر رستم زمان سپہ سالار بیجاپور اسکو بچا کر لے گیا۔

خافی خان کا باپ امیر الامراء کی خدمت مین تھا اوسکی زبانی سنکر وہ یہ لکھتا ہے کہ امیر الامراء نے ان قلعون اور معمور آبادیون پر لشکر کشی کی جو سیواجی کے قبضہ مین آئی تھے اور انمین سے اکثر اپنی شمشیر و تدبیر سے فتح کیئے اسکے بعد قصبہ پونہ مین گیا اور اس حویلی مین اترا جو سیواجی کی بنائی ہوئی تھی سیواجی کے پکڑنے کے لیئے جا بجا فوجین مقرر کین اور ان دنون مین ایسا بندوبست کیا کہ کوئی شخص خاصکر مرہٹہ سوائے نوکر کے مسلح بلکہ غیر مسلح بدون دستک کے شہر و لشکر مین نہین داخل ہو سکتا اور مرہٹہ سائیس تک نوکر نہ رکھا جاتا تھا سیواجی ایسا مشغول بہ ہراس ہوا تھا کہ دشوار گذار پہاڑون مین ہر ہفتہ و ماہ بسر کرتا تھا ایکدن مرہٹون کی ایک جماعت جو پیادون مین نوکر تھی کوتوال کے پاس آئی اور دو سو مرہٹون کی دستک لی جو ایک غیر معلوم برات کے ہمراہی بنائے اور ایک امرد لڑکے کو دولہا بنا کے ڈھول و نقارے بجاتے ہوئے اول شب مین شہر مین لائے اس دن آخر روز مین یہ مشہور کر کے کہ ایک تھانہ مین غنیم کے آدمیون مین سے ایک جماعت دستگیر ہوئی اسکو پکڑے ہوئے اور اُسکے ہاتھ پیٹھ کے پیچھے باندھے ہوئے ننگے پیر اور ایک دوسری جماعت رسیون کے سرن کو پکڑے ہوئے اور گالیان دیتے ہوئے اور مارتے ہوئے چوکی کے آگے سے لیجا کر شہر مین داخل کی سب اُس محلہ اور مکان مین جو اُنہون نے اپنے مجمع کے لیئے قرار

تو اپنی خوش نصیبی سے بچ گیا مگر اسکا بیٹا ابو الفتح خان اور اکثر اُسکے سپاہی مارے گئے —
سیواجی اور اُسکے آدمیون نے بے مزاحمت اپنی سپاہ کے ٹولیون کو لیکر سنگڑہ کی راہ لی
جب وہ تین چار میل چلے تو انہون نے مشعلین روشن کین جو پہلے سے تیار تھین تاکہ مخالف انکی
تعداد کی کثرت کے دھوکے مین آجائے اور جان لے کہ وہ لڑنے کو تیار ہین اس طرح
اپنے تئین لشکر شاہی کو دکھا کر قلعہ مین داخل ہوئے —
اس معرکہ کو مرہٹے جس فخر سے بیان کرتے ہین کسی اور معرکہ کو نہین بیان کرتے سیواجی کا
سب سے بڑا کارنامہ اس کام کو سمجھتے ہین - یہ واقعہ ۱۰۶۳ھ کا ہے —
دوسری روز صبح کو بادشاہ کے سوارون کا دستہ سنگڑہ کے نیچے نقارہ بجاتا ہوا اور ملوارین
چمکاتا ہوا آیا - مگر اسکا بیٹا جی پالکر نے شکست دی یہ پہلی دفعہ تھی کہ بادشاہی سوارون
نے مرہٹون کے سوارون سے ہزیمت پائی —

واقعات سال ہفتم ۱۰۶۴ھ

دستور کے موافق ساتوین سال کا جشن غرہ شوال کو ہوا - جشن وزن قمری ۱۲ ذی قعدہ
کو ہوا عمر کا اٹھائیسوان سال شروع ہوا —
سنہ جلوس مین بخارا کا ایلچی خواجہ احمد آیا تھا اور نامہ اور تحائف لایا تھا - اسکے جواب
مین بادشاہ نے مصطفے خان کے ہاتھ نامہ اور ڈیڑہ لاکھ روپئے کے تحفے والی بخارا پاس بھیجے
گئے - محمد قلی خان والی بلخ نے ابراہیم کو اپنا سفیر بنا کے بھیجا تھا - بادشاہ نے خان مذکور
کو نامہ اور ایک لاکھ روپئے کے تحائف بھیجے —
سیواجی کی عادت تھی کہ وہ دکھاتا کچھ تھا اور کرتا کچھ تھا ڈالتا کچھ تھا اور نکالتا کچھ تھا
کچھ اپنے ارادون کی جھوٹی خبرین اڑایا کرتا تھا اُسنے کلیان کے قریب ایک سپاہ اور جنیدا کے
پاس دوسری سپاہ جمع کی اور یہ شہرت دی کہ مین بسائین اور جول مین ترگیز ونکے لڑنے
یا سیدی کو پامال کرنے جاؤنگا لیکن اسکا اصلی ارادہ صورت کے لوٹنے کا تھا جو اس زمانہ
مین ہندوستان کے دولتمند شہرون مین سے ایک تھا - بائی ہرجی نامک ایک بڑا مہاجن

سیواجی کا صورت کا لوٹنا —

پیچھے ایک عمدہ جماعہ دار رہتا تھا اُسنے اندر کا آشوب سنکر اور بابہ زینہ کا رستہ بند دیکھکر
رسیون مین اپنے تیئن لٹکایا اور دیوار سے نیچے آیا۔ وہ کچھ امیرالامراء سے عمر و اعضا
مین مشابہت رکھتا تھا۔ مخالفون نے اسکو امیرالامراء سمجھ کر اسکا سر کاٹ لیا اور امیرالامرا
کی حرم مین سے ایک کو بالکل مار ڈالا۔ دوسری کو زخمی کیا۔ گھر کی مال و مالیت کے تاراج
مین نہین مصروف ہوئے جلد اس گھر سے نکل آئے۔ صبح کو راجہ جسونت سنگھ کہ عمدہ لوگون مین
تھا امیرالامراء پاس معذرت کرنے اور حال پوچھنے گیا تو امیرالامراء نے یہ کہا کہ مین نے
تو یہ جانا تھا کہ مہاراجہ کار و بار شاہی مین کام آ گئے کہ ہم کو یہ چشم زخم پہنچا۔ جب
بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا تو امیرالامراء کو صوبہ داری دکن سے بنگالہ کو بدل دیا اور
شاہزادہ محمد معظم کو اسکی جگہ مقرر کیا اور راجہ جسونت سنگھ کو بدستور شاہزادہ کا کمکی مقرر کیا
کرنیل ڈف اس واقعہ کو مرہٹون کی کتابون سے اس طرح بیان کرتے ہین کہ سیواجی نے
امیرالامراء کے حیران کرنے کے واسطے دو برہمن بھیجے کہ وہ شہر مین داخل ہونے کی تدبیر
کرین جب سیواجی نے اپنا سامان تیار کر لیا تو وہ سنگڑھ سے سر شام اپریل کے
مہینے مین بہت سا لشکر لیکر چلا اور سپاہ کی ٹولیان بناکر پونہ کی راہون مین بٹھا دیا
گیا۔ بسی جی گنگت تانتا جی۔ بولوس راے اور چیش ہا دلی پیادے شہر مین داخل ہوے
خان کا ایک نوکر مرہٹہ تھا اسکو جاسوسون نے گانٹھا۔ اُسنے برات کا بہانہ بناکے برات
ساتھ نقارہ بجانے اور مسلح آدمیون کو دولہا کے ساتھ لانے کی دستک حاصل کی۔ پونہ کھلا
شہر تھا اسکے گرد فصیل نہ تھی۔ سیواجی اپنے ہمراہیون کے جاسوسون کی تدبیر سے شہر
مین برات کے اندر داخل ہو گیا اور جب چپ چاپ ہو گئی تو سیواجی اپنے ہمراہیون کو
لیکر جو خان کے محل کے مشاخل سے واقف تھے نورچی خانہ کی طرف آیا۔ جہان ایک
کھڑکی کو کچا تیغا لگا ہوا تھا۔ یہ سب اس راہ سے داخل ہوئے۔ خان کی کچھ رشتہ دار
عورتین بیدار ہوئین اور انھون نے جاکر امیرالامراء کو جگایا۔ خان باہر جانے کے لئے۔ ایک کھڑکی
سے کود کر باہر جاتا تھا کہ ایک تلوار اوس کے لگی — جسسے ایک انگلی اڑ گئی۔ وہ تو

اور انکو ضرر و آزار پہنچایا۔ اور جب تک انہون نے اپنے گھر سے اپنا بقیہ ثروت و بضاعت منگا کر ادا سکو نہ دیا انکو شکنجہ تعب مین گرفتار رکھا۔ سیواجی نے اگست کے مہینے مین خود جاکر احمد نگر کی پیٹھ کو لوٹا اور حوالی اورنگ آباد تک لوٹتا چلا گیا جب وہ اس طرح غیر حاضر ہوا تو بیجاپور کی سپاہ نے پنہالہ مین دو بڑے سپہ سالارون کے ماتحت تھی صلح کو توڑکر ملک کون کان کی فتح مین سخت کوشش کی اور کئی مقامون کو دوبارہ لے لیا۔ انگریزون کے نوشتون سے معلوم ہوتا ہے کہ سیواجی ہر جگہہ لڑائی کے موقع پر بڑے لشکر کے ساتھ موجود ہو جاتا تھا اسنے ان دونون سپہ سالارون کو لڑکر شکست دی اور انکے بہت آدمیون کو مارا۔ سیواجی نگر ٹھہ مین اس خیال سے آگیا کہ لشکر شاہی کی حرکت کو دیکھے۔ جنیر کی طرف اس لشکر کا بڑا زور تھا۔ مگر اسنے یہ دیکھکر کہ لشکر شاہی حملہ آوری نہین کریگا تو اس نے اپنے کچھ سوارون کو دریای کرشنا کے جنوب مین ملک بیجاپور کی لوٹ کے لئے بھیجدیا۔ اسنے ایسی تیاری کی جسنے یقین ہوتا تھا کہ وہ لشکر شاہی پر حملہ کریگا۔ اس کی شہرت ہوئی تو اسنے محض ایک بڑا بیڑا جمع کیا اور مالون سے جہاز مین سوار ہوا اور گوا سے ۱۳۰ میل پر دولت مند شہر باسی لور مین اترا اور گوکرن مین چار ہزار آدمیون کے ساتھ جہاز مین سوار ہو کر آ گیا۔ اب تحقیق ہو گیا تھا کہ وہ اپنی دار الحکومت مین نہین ہے۔ اسنے بڑے کا بڑا حصہ دور کیا اور ہمسایہ مین ایک مندر مین پوجا کرنے گیا اسنے اپنی سپاہ کو فوجون مین تقسیم کیا اور کل ملک پر تاخت و تاراج کی اور تجارت کے بڑے دولتمند شہرون سے خوب لوٹ ہاتھ لگی۔ یہ لوٹ مار کرکے وہ الٹا رائے گڈھ کو چلا آیا۔

اس سفر مین ایسی تیز ہوا چلی کہ سیواجی کا جہاز ساحل سے دور ہو گیا اور شمال مغربی ہوا نے اسکو بہت دنون تک مراجعت نہ کرنے دی اس سے اسکو یہ الہام ہوا کہ سمندر مین ہندوؤن کو سوار ہونا مذہبًا منع ہے اس لئے یہ آفت اسپر ہوائی کی کر دھ سے

اسکا نوکر تھا وہ سورت مین تاک لگا رہا تھا اور سامان غارت گری تیار کر رہا تھا
سیواجی نے یہ بہانہ بنایا کہ مین ناسک مین مندر کی جاترا کو جاتا ہون لوگون نے اسکو
سچ جانا مگر اُس نے چار ہزار سوار لیجا کر سورت کو لوٹنا شروع کیا۔ چھہ دن مین اسکو
بہت دولت ہاتھ آئی جسکو وہ رائے گڈھ مین لے گیا۔ جو آیندہ اسکی دار الحکومت بنا
سورت کی لوٹ کی دولت بہت تھی اور اور زیادہ ہوتی اگر ڈچ اور انگریز اسکی
مزاحمت نہ کرتے اور انکی کوٹھیون کا مال اسکو ہاتھ لگ جاتا۔ انگریزون نے اپنا ہی مال
نہین بچایا۔ بلکہ اہل شہر کے مال کی بھی بہت حفاظت کی جسکا صلہ اورنگزیب نے یہ
دیا کہ ان کے اسباب کے محصول کا ایک حصہ ہمیشہ کے لئے معاف کر دیا۔
شاہ جی کی سناونی آئی وہ شکار کھیلنے گیا تھا کہ گھوڑے سے گر کر مر گیا اس نے اپنی زندگی
مین اس جاگیر کا جو بیجاپور سے ملی تھی خوب انتظام کیا تھا۔ اسپر طعہ اسی اور پورٹ
نووا اور ولایت تنجور کا اضافہ کیا تھا۔ وہ علی عادل شاہ کا مطیع تھا جو اسنے مفتوحہ
ملک کو اسی پاس رہنے دیا۔ باپ کے مرنے پر سیواجی اور بھی کھل کھیلا۔ رائے گڈھ مین اپنی
ریاست کا انتظام کیا اور اپنے نام پر راجگی کا طرہ لگایا اور روپیہ اشرفی پر اپنا سکہ
نیتا جی پالکر برسات کے شروع مین دستور کے موافق سب جگہ فتحیاب ہو کر آیا
سیواجی کا بیڑا بھی بہت جہازون کے گرفتار کرنے مین کامیاب ہوا۔ بادشاہی جہاز
جو مکا کو جاتے تھے انکو گرفتار کر لیا اور دولتمند حاجی جو انمین بیٹھے تھے گرفتار کر لئے
عالمگیر نامہ مین لکھا ہے کہ سیواجی کی ولایت ساحل دریای شور کے نزدیک تھی اور چند
بندر اسکے تصرف مین تھے اہل ملیبار کی طرح اسنے دزدی اور رہزنی شروع کی
کشتی نشینون کو لوٹتا مارتا جب اسکے بندر مین کسی کشتی پر دریا مین فتور آجاتا تو اسکو
وہ پکڑ لیتا۔ ان دنون مین ایک بڑا جہاز جس مین طوائف تجار بڑا مال اسباب لئے
آتے تھے وہ طوفان مین آیا تو سیواجی نے اسپر قبضہ کیا اور تمام اسکے غریبون کا
مال متاع چھین لیا اور مال کے مالکون کو جو اکثر مسلمان تھے مقید و محبوس کیا۔

۱۶۶۴ء وفات

مقرر ہوا تھا وہ بہر شعبان سال گذشتہ کو اورنگ آباد مین شاہزادہ محمد معظم کی خدمت مین آیا اور شاہزادہ سے رخصت ہو کر ۲۵ رکو پونہ مین آیا۔ جہان مہاراجہ جسونت سنگہ مقیم تھا وہ بادشاہ کے حکم سے بادشاہ کی خدمت مین روانہ ہوا۔ راجہ جیسنگہ نے یہان ٹھہر کر افغانون کا یہ انتظام کیا کہ قطب الدین خان کو سات ہزار سوارون کے ساتھ جنیر بھیجا کہ وہان دشمن کی خبر رکھے اور قلعہ لوہ گڈھ کے روبرو تھانہ بٹھا کے تین ہزار سوار وہان مقرر کرے اور قلعہ مار درگ کے روبرو ایک اور تھانہ مقرر کرے اور وہان شائستہ فوج متعین کرے اور باقی لشکر کے ساتھ ان حدود مین سوار ہو کر خبرداری اور ہوشیاری کرے اول راجہ نے قلعہ پوربندھر اور رودمال (رودمحل) کی فتح کا ارادہ کیا۔ ۷ رمضان کو وہ سالو کی طرف گیا جسکے قریب دونو قلعے پہاڑ پر تھے موضع پونی مین تھانہ قائم کیا اور راےرایان اور جسونت راے کو تین سو سوارون اور تین سو بندوقچی پیادون کے ساتھ تھانہ دار مقرر کیا۔ غرض راجہ نے تمام کومکیون کو جابجا ملک کی تاخت و قلعون کی تسخیر کے لئے رخصت کیا اور خود قلعہ پوربندھر ورودمال کے مفتوح کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ یہ نظام الملک کے مشہور قلعے حاکم نشین تھے اور دونو متصل تھے اور دلیر خان کو مقدمۃ الجیش کیا۔ دشمن کی سپاہ اطراف سے جہان نمودار ہوئی وہان دلیر خان لڑتا ہوا آگے جاتا تھا دشمن اس سے جنگ بگریز او ستیز با فرار کرتے وہ انکے بہت آدمیون کو مارتا اور عیال کو اسیر کرتا اور مال کو لوٹتا۔ اس طرح مارتا دھاڑتا دونو قلعون سے ایسے فاصلہ پر آیا کہ وہان سے گولہ قلعہ مین پہنچ سکتا تھا اور دونو قلعون کے محاصرہ مین مشغول ہوا دونو قلعون کے قلعہ نشین جمع ہو کر قلعہ داری کی شرط بجا لائے اور توپ و بان و آلات آتشبازی خوب چلائے۔ راجہ کے آنے سے چند روز پہلے افغان ناگاہ یورش کے لئے کمرگاہ قلعہ مین پہنچا اور دونو پہاڑون کے نیچے کی باری مین آگ لگادی اور تاخت و تاراج کیا۔ دشمنون نے بھی قلعہ سے نکل کر مورچالون پر حملہ کرنے مین اور کوہ کلاو پر توپ

آئی ہے اسلئے پھر وہ جہاز مین نہین سوار ہوا۔

مہم سیواجی پر راجہ جیسنگہ و دلیرخان کا مقرر ہونا

بادشاہ کی طرف سے مہاراجہ جسونت سنگہ سیواجی کے استیصال کے لئے مقرر ہوا تھا اُسنے اسکی ولایت مین جاکر بعض قلعون کے محاصرہ مین قیام کیا اور ولایت کی تخریب اور قلعون کی تسخیر مین اُسنے بہت کوشش کی مگر اسکا اثر وہ نہ مرتب ہوا جو بادشاہ چاہتا تھا اور سیواجی کا کوئی بڑا قلعہ اُسنے نہ فتح کیا اور مہم کو طول اور امتداد ہوا۔ اسلئے بادشاہ نے ارادہ کیا کہ اسکو بلالے اور راجہ جیسنگہ کو چودہ ہزار سپاہ کے ساتھ سیواجی کی گوشمالی کے لئے روانہ کیا اور دلیرخان کو جو اُنہی نواح مین تھا لکھا کہ راجہ سے ملے۔ انگریزی مورخ اس واقعہ کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ عالمگیر سیواجی کو حقارتاً موش کوہی کہا کرتا تھا (دلی بلی جو ہے سی کا بن کترواتی ہے) جب اس چوہے کے پکڑنے پر اتنی دیر لگی تو اسکو اپنی عادت کی موافق افسرون پر شبہہ پیدا ہوا۔ خود دکن جا نہین سکتا تھا۔ سلطنت کو غصب کیا تھا بائیندہ تھا اسلئے اُسنے اپنی سپاہ کثیر دو سپہ سالارون کو روانہ کیا جنمین سے ایک راجپوت راجہ جیسنگہ اور دوسرا افغان دلیرخان تھے یہ دونو پہلے داراشکوہ کے طرفدار ہوکر اورنگ زیب سے لڑ چکے تھے اسلئے وہ انکا پورا اعتبار نہین کرتا تھا۔ اسلئے ان دونون کو بہت دور دکن مین بھیجا۔ جہان بادشاہ کے جاننے والے بہت اور ان دونو کے واقف کار کم تھے۔ یون دلیرخان کی قوم کے افغان بادشاہ کے بہت ملازم تھے اسکے بہکانے سے ان کے بگڑنے کا بھی خوف کم ہو گیا اس بیان کی صداقت پر مسلمانون کی تاریخین شہادت نہین دیتین۔

واقعات سال ہشتم ۱۰۷۵ھ

غرہ شوال کو سال ہشتم جلوس کا جشن ہوا اور ۲ شوال کو وزن قمری ہوا اور عمر کا انچاسوان سال شروع ہوا۔

۱۹ ربیع الثانی سال گذشتہ کو سیواجی کی فتنہ کے دفع کرنے کے لئے راجہ جیسنگہ

شمشیر برہنہ معلون پر حملہ آور ہوئے اور انکو مارا اور پہاڑ سے نیچے اتار دیا۔
دلیر خان ہاتھی پر بیٹھا ہوا اپنے آدمیون کو دیکھ رہا تھا کہ کس طرح قدم بڑھاتے چلے جاتے
ہین۔ جب اسنے اپنے آدمیون کو بھاگتے ہوئے دیکھا تو اسنے اپنی کمان کو خمیدہ کرکے
پٹھانون کے ایک گروہ کو اپنے پاس بلایا اور آگے بڑھنے کا حکم دیا اور بھگوڑون کو
للکارا اور اپنا ہاتھی آگے بڑھایا محصورین مرہٹون کی طرح فتحیابی سے مغرور ہو کر
دلیر خان کے آدمیون کے قریب آگئے اور سخت کوشش افغان بھی ما دلیون کی تلوار سے
چلکر ائے۔ مگر دلیر خان نے انکے سردار کو اپنے تیر کا نشانہ بناکر مار ڈالا۔ سردار کے مرتے
ہی سارے مرہٹے ایسے بھاگے کہ انہون نے قلعہ بالا پر جاکر دم لیا۔ لشکر شاہی نے نیچے کا
قلعہ پھر لے لیا مگر اوپر کے قلعہ کی آتش فشانی سے مجبور ہو کر پھر اسے چھوڑ دیا دلیر خان
نے یہ ناکامی دیکھ کر جانا کہ شمالی طرف پر فتحیابی نہین ہوسکتی تو اس نے جرگدہ (دروبل)
جو ایک چھوٹا سا قلعہ پورندھر کے شمال مشرقی گوشہ مین تھا اور اسکے بڑے حصہ پر عشر
تھا۔ فتح کر لیا اور اس مین توپ خانہ اوپر کے قلعہ کے توڑنے کے لئے لگا دیا مگر مینہ برسنے
لگا۔ اسلئے یہ کام ٹھنڈا ہوگیا لشکر شاہی کا توپخانہ بڑا خراب تھا گو اس نے برابر آگ
برسائی۔ مگر قلعہ پر اسکا اثر کچھ نہ ہوا محصورین ایسے تنگ ہوئے کہ انہون نے سیواجی کو اطلاع
دی کہ اب ہم قلعہ مین نہین ٹھیر سکتے۔ انہون نے قلعہ خالی کر دیا ہوتا اگر سیواجی انکو یہ نہ لکھتا
کہ وہ جب تک قلعہ کی حفاظت مین کوشش کرین کہ انکو وہ چلے آنے کے لئے لکھے ہین
خافی خان لکھتا ہے کہ ان دو قلعون کی تسخیر کے بعد سات ہزار سوار بسرداری داود خان
اور راجہ رائے سنگھ وغیرہ ولایت سیوا کی آباد ملک کی تاخت و تاراج کے لئے بھیجی گئی
سیواجی نے یہ ملک غصب کیا تھا۔ دونو طرف سے بڑی کوششین ہوئین پانچ مہینے تک لشکر
شاہی کو مقابلہ و محاربہ کا فرگشی سے آرام نہ ملا۔ یہانتک کہ سیوا پور مین جو سیواجی کا آباد
کیا ہوا ہے اور قلعہ کندانہ۔ وکنوار گدھ مین اسنے آبادی کا نشان نہ چھوڑا ہوا شی
بیشمار ہاتھ آئے۔ مرہٹون کی ناگہان تاختون اور نمایان دستبردیون اور تاریک راتون

مارنے اور پتھر اور اقسام آتشبازی کے پھینکنے مین کوتاہی نہین کی۔ راجہ جیسنگہ بھی
مع اپنے بیٹے کیسر سنگہ کے آن پہنچا اور محاصرہ کی طرف سے پے در پے یورشین کین اور اطراف
کو تاخت و تاراج کیا اگر انکی تفصیل کی جاے تو تطویل ہو محصور دن پر عرصہ تنگ ہوا لشکر
شاہی باوجودیکہ اسپر اسنے سے توپ تفنگ ارتے اور آتشباز حقے اسپر پڑتے تھے۔ مگر وہ
اپنے مورچالون کو آگے بڑھاتا چلا جاتا تھا جب ایک طرف کا برج بارود سے اڑایا تو بنائے
کوہ و قلعہ نشینون مین تزلزل پیدا ہوا۔ قلعہ کٹ بہادر روانے حملہ کیا اور کوہ کے اوپر چڑھ آئے
محصورون نے جان کی امان کا پیام دیا راجہ نے اپنے عہد کیا کہ جان کو ضرر نہین پہنچایا جائیگا
دو قلعون کے قلعہ دار دلیر خان سے ملاقی ہوئے اسنے انکو خلعت دیا۔ دلیر خان نے دونو قلعدار
راجہ پاس بھیجدیے۔ راجہ نے ان سب کے ہتھیار لیکر رخصت کیا اور قلعون کو بادشاہی تصرف
مین کرلیا۔ اس تردد اور یورش مین اسی سوار اور ایک جماعت پیادون اور عملہ قلعہ گیری کی
کام مین آئی۔ اور سو سے زیادہ آدمی زخمی ہوئے۔ یہ تو خافی خان کا بیان ہے۔ عالمگیرنامہ مین
ہر ایک امر کو بہت تفصیل سے لکھا ہے اسسے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک برج کے اڑنے سے قلعہ
رودرمال کا قبضہ مین آیا۔ مگر قلعہ پورندھر پر قبضہ نہین ہوا۔ کرنیل ڈف صاحب
اپنی تاریخ مرہٹہ مین لکھتے ہین کہ کوہ پورندھر کا سب سے بلند مقام سترہ سو فیٹ بلند نیچے کے کھیت
سے تھا اسپر دو قلعہ تھے ایک بالا دوسرا پایئن جو پہاڑ کی چوٹی سے تین سو سے چار سو فیٹ
تک نیچے واقع تھے۔ اس قلعہ مین بابجے پرود دیس پانڈے جو حوالدار تھا اور ماولی
قلعہ کے اندر تھے وہ دشمن کی پیش قدمی کے روکنے کے واسطے ہر مقام پر خوب لڑا مگر
دلیر خان نے ایک برج اڑا کر قلعہ پایئن لے لیا محصورین نے اکثر قلعہ سے باہر نکر حملے کیے اور
مکرر نقب زنون کو بھگایا۔ مگر وہ آخر کو اپنی پناگاہ مین مقیم ہوگئے اور انہون نے برج اڑا کر
نیچے کا قلعہ لے لیا اور اسکے محصورین اوپر کے قلعہ مین جاتے تھے کہ لشکر شاہی نے پیچھے کے قلعہ مین جاکر
گھرون کی لوٹ مین پڑا۔ اوپر کے قلعہ والون نے انپر آگ برسا کر بھون دیا۔ کچھ تو اپنے
کونون مین چھپے۔ کچھ باہر جا کر اپنی پناگاہ مین گئے۔ اس وقت ماولی اپنے سردار کو لیکر

باب مین وہ اپنے تئین مختار جانے اس پیغام کے پہنچنے کے بعد اسنے انکسار و نیاز سے کہا
کہ مین یہ جانتا ہون کہ اطاعت و عبودیت مین جان بخشی و امان عرض و ناموس ہے۔
پھر راجہ نے اپنے عمدہ آدمی اسکے پاس بھیجکر اسکو اعزاز کے ساتھ اپنے پاس بلایا۔ راجہ کے پاس جب
سیواجی آیا تو اسے گلے لگایا اور اپنے پاس بٹھایا سیواجی نے خجالت کے ساتھ دست بستہ
ہوکر کہا کہ مین بطریق ذلیل مجرم بندون کی طرح اس درگاہ مین آیا ہون اب جو آپکی
رائے ہو وہی رائے ہے خواہ بخشو خواہ مارو اور التماس کیا کہ بڑے بڑے نامی قلعون
کو ولایت کوکن کے ساتھ بندہاے بادشاہی کے حوالہ کرتا ہون اور اپنے بیٹے کو حضور
کی خدمت کے لئے بندہاے جان نثار کے جرگہ مین دیتا ہون اور خود امیدوار ہون
کہ ایک سال کی مہلت ملے بادشاہ کی قدمبوسی کے بعد بندہاے مطلق العنان کے
دستور کے موافق جو اپنی اقطاع و صوبجات مین رہکر خدمت کرتے ہین مع اپنے
قبیلہ و عیال کے ایک دو چھوٹے قلعون مین رہونگا اور جس وقت اور جس جگہ کسی
بادشاہی عمدہ کار کے لئے حکم ہوگا۔ جان و مال سے حاضر ہونگا اور طریقہ جانفشانی
کی تقدیم کرونگا۔ راجہ نے اسکی تسلی کرکے دلیر خان پاس بھیجا اور محاصرہ سپاہ کے
اٹھا لینے کا حکم دیا۔ سات ہزار مرد و زن و اطفال قلعہ بند ہوئے تھے جنکو امن
دیا گیا اور وہ قلعہ سے باہر آئے۔ توپخانہ مع ذخیرہ و اسلحہ اور وہ چیزین کہ قلعہ کے
آدمی اپنے ساتھ نہ لیجا سکے سرکار مین ضبط ہوئی اور قلعہ مین لشکر شاہی آیا۔ دلیر خان
نے سیواجی کو شمشیر و جمدھر مرصع و دو اسپ عربی مع ساز طلا اپنی طرف سے تواضع
کئے اور اسکو راجہ کے پاس لایا۔ اسکا ہاتھ پکڑکر راجہ کے حوالہ کیا راجہ نے بھی اسکو خلعت
و اسپ و جیغہ و فیل عطا کیا اور از سر نو جان و آبرو کی امان کے عہد سے اسکا اطمینان
خاطر کیا سیواجی نے پختہ کاری سے ایک ساعت شمشیر باندھکر پھر کھول ڈالی اور کہا کہ
مین بے سلاح کمر بستہ ہوکر خدمت کرونگا۔ مدت سے سیواجی کے گرویدہ اور رجوع
لانے کا مذکور تھا راجہ نے حضور کو لکھا اور عفو تقصیرات کا فرمان طلب کیا۔ وہ

شست تیغ نون سی اور سر راہ دشوار گذار اہون کے بند کرنے سی اور جنگلون کے جلانے سی جنگل درختان
بھرے ہوئے تھے لشکر اسلام کی راہ تردد بند ہوئی اور لشکر بادشاہی کے آدمی اور چوپای بہت
تلف ہوئے۔ آخر کار دشمن شمار سے زیادہ مارے گئے اور مرہٹون نے راہ فرار اختیار کی لشکر
شاہی نے متعدد باقی قلعے مفتوح کئے پھر قلعہ راج گڈھہ پر جو سیواجی کا دار الحکومت تھا اور
گذارا جس مین اسکے اوری قبیلہ اور خویش ہی تھے محاربہ محاصرہ کی نوبت آئی۔ بہادران
قلعہ کشا نے محصورین کو تنگ کیا اور ان کے بھاگنے کی راہ کو سب طرف سی ایسا بند کیا
کہ ہر چند اہون نے چاہا کہ کوئی جگہ بنا کے قبائل کو یہان سی نکال کر کسی دشوار گذار مکان
مین لے جائین لشکر شاہی کو انکے تعاقب مین سرگردان کرین مگر یہ نہ کرسکے۔ سیواجی نے
اسجانا کہ اس مستقر الریاست کے ملجا و ماوا کے فتح ہونے کے بعد تمام مال قبیلہ و عیال
اسکے پامال ہونگے اسلئے اسنے چند نفر زبان فہم راجہ کے پاس بھیجا درخواست عفو تقصیرات و بعض باقی ماندہ
قلعون کے سپرد کرنے کی اور راجہ سے ملاقات کرنے کی درخواست کی راجہ نے اسکی عیاری
اور مکاری پر نظر کرکے اغماض کیا اور یورش کے لئے پہلے سے زیادہ تاکید کی پھر خبر آئی کہ
سیوا قلعہ سے نیچے جریدہ آیا اور معتمد برہمن اسکے آئے۔ انہون نے شدید قسمین کھائین اور
نہایت عجز و زاری کی۔ راجہ نے ان شرائط پر صلح کو منظور کیا کہ جان و آبرو کی امان
اس شرط سے دی جائیگی کہ وہ حضور شاہی مین جاوے اور اطاعت و نوکری اس عہدہ پر
اختیار کرے کہ اسکو عمدہ منصب دیا جاوے۔ اسکو ملاقات کے لئے آنے کا حکم دیا جب معلوم ہوا
کہ سیواجی کمال عجز سے قریب آگیا ہے تو راجہ نے منشی اسکے استقبال کے لئے بھیجا
اور مسلح راجپوت ساتھ کئے اور تاکید کی کہ اس مکار کے غدر سی خبردار رہین۔ اور
اسکو پیغام دیا کہ اگر وہ صدق دل سی حلقہ اطاعت کان مین ڈالیگا اور فدویت کا
غاشیہ کندھے پر رکھیگا اور قلعہ سپرد کریگا اور احکام حضور کی قبول مین سر افگندہ
ہوگا تو بادشاہ اسکی التماس کو قبول کریگا ورنہ اب بھی اسکو اجازت دیجاتی ہے
کہ اپنے مکان مین جاکر حسب خاطر خواہ مہلت لیکر سرانجام جنگ مین مصروف ہو۔ اس

مگر کسی خاص فتحیابی مین نہین اُسنے دشمن کی سپاہ کہی کو کئی دفعہ دانشمندی سی ہزیمت دی۔
راجہ جیسنگہ کی بڑی ناموری نے اور اسکی سپاہ کی شوکت و قوت نے اور اسکے ہمراہیون کی
جرأت نے سیواجی کے دل مین ہیبت پیدا کی۔ دیبی بھوانی نے بھی اُسکو ڈرایا کہ وہ اس
راجپوت راجہ سے لڑنے مین کامیاب نہین ہوگا۔ اس وہم نے بھی اسکو ستایا۔ گو ان باتون
سے اسکا دل بالکل نہین بیٹھ گیا۔

ابتدا سے سیواجی راجہ جیسنگہ پاس اپنی پیغام سلام بھیجتا اور راجہ اسکی اطمینان خاطر
کرتا تھا مگر وہ اپنے دشمن کی خصائل سے خوب واقف تھا اسلیئے وہ اپنی لشکر کی تیاری مین
تساہل نہین کرتا تھا۔ سیواجی نے اپنی پہلی تدابیر پر عود کیا کہ شاہی اطاعت و خدمت
کیجیے اور جو ملک حاصل کیا ہے اس مین سے کچھ لے لیجی۔ اس خیال سی اُسنے رگھوناتھ پنت
اور نیائے شاستری کو جے سنگہ پاس بھیجا جسنے انکی باتون کو سُنا اور جواب دیا۔ اور
سیواجی کی مضمون کو مان لیا۔ مگر اسکو سیواجی کا اعتبار جبتک ہوا کہ رگھوناتھ
پنت نے راجہ کو یہ یقین دلایا کہ اس معاملہ مین سیواجی کا کوئی فریب نہین ہی۔ جیسنگہ نے کہا کہ سیواجی
راجپوت کی بات کو پتھر کی لکیر سمجھ کر اپنا اطمینان خاطر رکھے کہ بادشاہ فقط اسکی تقصیرین ہی نہین
معاف کریگا بلکہ اسپر عنایات کریگا۔ جب مصالحت کی یہ گفتگو ہو رہی تھی تو سیواجی رائے گڈھ
سے پرتاب گڈھ کو گیا اور یہان سے جولی یہ معلوم نہین کہ کیون گیا۔ مگر ظاہرا اسطرح
جانے مین اپنی راہ کو اپنی سپاہ سے چھپایا۔ جولائی ۱۶۶۵ع مین تھوڑے آدمیون کے ساتھ
پہاڑ سے اُترا اور سیدھا راجہ کے لشکرگاہ مین چلا گیا اور وہان اپنے تئین سیواجی راجہ
ظاہر کیا۔ راجہ نے اپنا آدمی اسکے لانے کے لئے بھیجا جب وہ نزدیک آیا تو اسکے استقبال کے
لیئے خیمہ سے باہر آیا۔ اور اندر لیجا کر اسکو گلے لگایا اور پاس بٹھایا بد رگھوناتھ پنت سے
جو باتین کھلا بھیجوائی تھین اُن پر اسکو اطمینان خاطر دلایا۔ سیواجی نے کچھ عجز و انکسار
کی باتین بنائین راجہ نے اسکو اپنے قریب کے خیمون مین اُترنے کے لئے رخصت کیا۔

دوسرے روز سیواجی دلیر خان سے ملنے گیا جو پورندھر کے محاصرہ مین لگ رہا تھا۔ اور

فرمان کا منتظر تھا کہ اتفاقات سے اسی روز گرز بردار مع فرمان اور خلعت بادشاہ
کے پاس لے آئے۔ راجہ سیواجی کو استقبال و تسلیمات کے آداب بجالانے کے لئے ارشاد ہوا۔
سیواجی نے اسکے مطابق عمل کیا۔ تین کروہ سے پیادہ پا استقبال کیلئے دوڑا اور تقدیم
آداب مین کوشش کی۔ جان بخشی کے فرمان و خطا بخشی کے خلعت پر بڑا فخر کیا۔
بادشاہی عنایات و فضل کے سرور سے جامہ مین پھولا نہ سمایا۔ قیل و قال عذر نامہ کے
قلعون کے سپرد کرنے کی باب مین یہ قرار پایا کہ کل بتیس قلعون مین جنپر اسکا تصرف تھا ۲۴
قلعون کی کنجیان جو سابق و حال مین مفتوح ہوئے تھے۔ مع جمع محصول دس لاکھ ہن
(چالیس لاکھ روپیہ) کے بادشاہی آدمیون کو حوالہ کرے اور بارہ چھوٹے قلعے کم محاصل اپنے
آدمیون کے تصرف مین رکھے۔ اسکا آٹھ برس کا بیٹا سنبھاجی جسکے نام منصب پنجہزاری کا حضور سے
عطا ہوا تھا افواج شائستہ کے ساتھ جبتک حضور مین روانہ ہو راجہ کی خدمت کرے اور خود
سیواجی مع اپنے عیال کے ان پہاڑون مین اپنے ملک پامال شدہ کی آبادی مین مشغول ہو
اور جسوقت کسی کاروبار بادشاہی کے لئے طلب ہو تو حاضر ہو۔ رخصت کے وقت پھر سیواجی کو
خلعت و اسپ و جیغہ و شمشیر و فیل دیا گیا اور ہتھیار باندھنے کی تکلیف دی۔ اسکے بیٹے کو
پنجہزاری منصب کی تسلیمات کے لئے حکم دیا گیا۔
کرنیل ڈف نے قلعہ پورندھر کے محاصرہ کی نسبت جو لکھا ہے وہ ہمنے اوپر لکھا ہے۔ اب باقی حالات
جو اس واقعہ کے لکھے ہین ہم آگے لکھتے ہین۔
جب جیسنگہ اورنگ آباد مین آیا ہے تو سیواجی ساحل سے رائے گڈھ مین آیا اور اُسنے اول دفعہ
اپنے تمام اراکین کو مشورہ کے لئے جمع کیا۔ نیتاجی پالکر جسکا فرض یہ تھا کہ وہ دشمنون کی حرکات
کو دیکھتا رہتا وہ اپنے سوارون کے ساتھ دور چلا گیا۔ سیواجی نے گو اسکو معزول کرنا مصلحت
ملکی کے خلاف جانا مگر اسکی اس خطا کو کبھی معاف نہین کیا۔ منوچی سے کیبٹ نقل کرتا ہے کہ
(نیتاجی کو رشوت دی گئی تھی یہ امر نہ مرہٹون کی نہ مسلمانون کی تاریخ مین لکھا ہے)
دشمنون کی سپاہ جو تعاقب مین آئی اسکے دفع کرنے مین کارتوجی نے چستی و چالاکی کی

گھاٹ پر بعض ضلاع تھے انکی مالگذاری پر چوتھ یعنی چوتھائی حصہ اور سردیس
یعنی دسوان حصہ وہ خود حاصل کرنا چاہتا تھا اور اسکو ایسا شوق تھا کہ
اسکے ملجانے پر وہ راضی تھا کہ تین لاکھ روپیہ سالانہ قسط کے حساب سے
چالیس لاکھ روپیہ بطور پیشکش کے ادا کرے۔ مگر عالمگیر نے یہ شرط منظور نہین کی باقی
شرائط صلح کی منظوری کا فرمان بھیجدیا —

عالمگیر نامہ مین مقبوضہ ۲۳ قلعون کے نام یہ لکھے ہین (۱) پورندھر (۲) رودمال
(رودر محل) (۳) گندانہ (۴) کھنڈاکلہ (۵) لوہ گڈھ (۶) ایسا گڈھ (۷)
پتکی (۸) تکونہ (۹) روہیڑہ (۱۰) نارردگ (۱۱) ماولی (۱۲) بھندار درگ
(۱۳) پکس کھول (۱۴) روپ گڈھ (۱۵) بکٹ گڈھ (۱۶) مورنجن (۱۷) مانک گڈھ
(۱۸) سروپ گڈھ (۱۹) ساکر گڈھ (۲۰) دوک گڈھ (۲۱) انکولہ (۲۲)
سون گڈھ (۲۳) مان گڈھ۔ ۱۹ ذی الحجہ کو قلعہ پورندھر کی فتح ہونے کی اور
سیواجی کے آنے کی کیفیت مہاراجہ جے سنگھ کی عرضداشت سے بادشاہ کو
معلوم ہوئی تو اُسنے شادیانے بجوائے اور راجہ کو خلعت خاص شمشیر خاصہ و جاہ
منصب سے سرافراز کیا۔ اور امراکو۔ جو اس مہم مین شریک تھے نہال کردیا —

شاہجہان کی علالت کے وقت اورنگ زیب علی عادلشاہ کے درمیان
جو معاملہ ہوا تھا وہ یاد ہوگا کہ علی عادلشاہ نے ایک کروڑ روپیہ پیشکش
ادا کرنے کا وعدہ کیا تھا جب اورنگ زیب دکن سے چلا آیا۔ داراشکوہ و
شجاع کے ساتھ لڑائیون مین مصروف ہوا تو والی بیجاپور نے پیشکش کے
بھیجنے مین تعلل و تاخیر کی اور ایک مدت لیت ولعل و لطائف الحیل و معذرتون
مین گذاری۔ جب فرمان شاہی ادائے پیشکش کی تاکید مین جاتا تو بیجا بہانے
اور ناروا عذر بناتا۔ باوجودیکہ حکام ماضیہ کے اندوختے جمع تھے لیکن وہ
اپنی ناداری بتاتا اور شرمساری دکھاتا۔ باوجود ان تقصیرات کے

مصالحت مین وہ رازدار نہ تھا اسلئے وہ خفا ہو رہا تھا اُسنے دھمکایا کہ جب تک مین پورندھر کا پیچھا نہین چھوڑونگا کہ اُسکے ایک ایک آدمی کو نہ مارلونگا۔ مگر یہ خالی دھمکی ہی دھمکی تھی سیواجی نے خود قلعہ کی کنجیان اُسکو حوالہ کین اور کہا کہ یہ قلعے اور ملک آپ ہی کے ہین۔ مین تقصیر کی معافی چاہتا ہون۔ تجربہ نے مجھے بتلا دیا کہ ایسے سپاہی سے لڑنا بیوقوفی ہے کہ جسکے سپاہیون سے اورنگزیب کو فخر ہو۔ مجھے امید ہے کہ مین پادشاہی ملازمون مین داخل ہونگا۔

جب سیواجی لشکر شاہی مین آیا تو لڑائی موقوف ہوئی اور کئی دفعہ صلاح مشورہ ہوکر ان شرائط پر صلح ہوگئی بشرطیکہ پادشاہ انکو منظور کرے جے سنگہ اس کا ضامن تھا جسکے بغیر سیواجی اپنے تئین لشکر شاہی مین امن نہین جانتا تھا۔ اول دفعہ یہ تھی کہ سیواجی نے جو قلعے یا ملک پادشاہی تسخیر کئے تھے انکو وہ چھوڑتا ہے۔ ۳۲ قلعے جو ملک نظام شاہی مین اُسنے فتح کئے تھے۔ یا خود بنائے تھے انمین سے بیس جسینگہ کو حوالہ کئے جنمین پورندھر اور سنگھڑ بھی تھے اور جو ملک ان قلعون سے متعلق تھے وہ بھی حوالہ کیا بارہ قلعے جو اُسنے اپنے پاس رکھے انکے نام یہ ہین (۱) راجگڈھ (۲) تورنا (۳) رایری (۴) رایگڈھ (۴) کنگاہ (۵) پہرگڈھ (۶) بالاگڈھ (۷) گوسالہ (۸) ایسواری (۹) بالی (۱۰) بھوپ (۱۱) کنواری (۱۲) اودے درگ۔ ان سب قلعون کے ملک کی جمع سالانہ ایک لاکھ ہُن تھی اور باقی اور ملک جو اسکی جاگیر مین پادشاہ کی طرف سے دیا گیا اس پاس تھا۔ دوم دفعہ اسکے آٹھ برس کے بیٹے سنبھاجی کو منصب پنجہزاری ملا۔ شرائط صلح مین ایک بڑی بات جو سیواجی نے چاہی وہ یہ تھی کہ بیجاپور کے علاقہ مقبوضہ سے کچھ خراج وصول کرے۔ غالباً اس کی یہ درخواست اس سبب سے تھی کہ وہ ملک نظام شاہی مین وراثت کا دعا کرتا تھا اور پادشاہ کو جو کچھ ملک اُس نے دیا تھا اُس کا معاوضہ چاہتا تھا۔

جا کر اسکا محاصرہ کرو۔ اور جو کچھ اس کے ملک سے ہاتھ آئے اُسے لے لو۔ کہ عادلخان اب غفلت سے بیدار ہو۔

جب بادشاہ نے راجہ جیسنگھ پاس یہ فرمان بھیجا تو بادشاہ کو جشن وزن شمسی پنجاہ و ہشتاد سال کے دن معلوم ہوا کہ عادل خان اپنی سوابق جرائم و تقصیرات کو دیکھ کر خواب غفلت سے بیدار ہوا۔ اور لشکر کے متعین ہونے سے اُسکے دل مین خوف پیدا ہوا تو۔ ملا احمد ناتیہ کو اپنے اصلاح کار و مراسم ندامت و اعتذار و تجدید مراتب قبول و قرار کے لئے راجہ جیسنگھ پاس بھیجا۔ یہ ملا عربستان کے شرفا نو آمدین سے تھا۔ وہ فضیلت و استعداد کے کمال سے آراستہ تھا۔ بحسب ظاہر تو سفارت کے لئے عادل شاہ کے پاس سے آیا تھا اور اصل مین اسکا ارادہ بادشاہ کے پاس جانے کا تھا اور اسکی نوازش و فضل و کرم کا امیدوار تھا۔ راجہ جیسنگھ نے جب بادشاہ کو اُسکے آنے کا اور اسکے ارادہ کا حال لکھا تو بادشاہ نے اسکو منصب شش ہزاری شش ہزار سوار سے سرافراز کیا اور اپنے پاس بلایا اور راجہ کو خفیہ کہلا بھیجا کہ جب وہ حضور مین آئیگا تو سعد اللہ خان کا خطاب پائیگا اور فراخور استعداد عمدہ خدمت پر سرافراز ہوگا لیکن وہ بادشاہ پاس نہین پہنچنے پایا تھا کہ احمد نگر کی راہ ہی مین سفر آخرت پیش آیا۔ بادشاہ نے اُسکے بیٹے اسد اللہ کو بلایا اور جب وہ آیا تو منصب ہزاری و پانصدی و خطاب اکرام خان سے سرافراز کیا۔

مرزبان تبت دلدن نمجل سرکشون کے گروہ مین تھا اور کشمیر کے صوبہ دار سے رجوع نہین کرتا تھا اور بادشاہ کا سکہ و خطبہ جاری نہین کرتا تھا۔ بادشاہ نے سیف خان حاکم کشمیر کو حکم صادر کیا کہ کسی معتمد فہمیدہ کار کی معرفت اس پاس پیغام نصیحت آمیز بھیجے کہ وہ راہ ضلالت سے بازگشت کرے اور اطاعت قبول کرے اور خطبہ و سکہ شاہی جاری کرے اور مسجد اسلام بنائے اور کفر سے باز رہ کر شاہراہ ہدایت پر آئے۔ اور اسکو بادشاہی عنایت کا امیدوار کرے اگر وہ یہ باتین نہ

جب سیواجی نے اسپر غلبہ و استیلا پایا اور اسنے بعض قلعون کو تنگ کیا جو اسکے قریب الجوار
تھے۔ قریب تھا کہ وہ عظیم الشان قلعہ پنالہ کو فتح کر لیتا تو متواتر عادل خان نے عرائض بھیجین کہ
سیواجی کا کسی طرح تسلط رفع ہو۔ اور مین اپ پہلے اور حال کی پیش کش بھیجتا ہون
بادشاہ نے سیواجی کو فرمان بھیجا جسمین بہت کچھ اسکو دھمکایا اور افواج دکن کو لکھ بھیجا
کہ سیواجی کی تنبیہ و تادیب مین مصروف ہو سیواجی افواج شاہی کے مدافعت مین اور
اپنی قلعون اور ولایت کی محنت مین مصروف ہوا۔ عادلخان اسکے شر سے محفوظ ہوگیا لشکر
شاہی کے سردارون کی سوء تدابیر سے اور کچھ اور موجبات و اسباب سے اس مہم مین امداد
ہوا۔ اور کچھ گلچھرّیان اس مین پڑگئین۔ جب سیواجی اور زیادہ خیرہ ہوگیا تو بادشاہ نے
عادلخان کو فرمان لکھا کہ وہ اپنی فوج سیواجی کے دفعیہ کرنے کے لئے تعین کرے ایک
طرف سے لشکر شاہی اسکے استیصال و دفع مین کوشش کرے اور دوسری طرف سے
لشکر بیجاپور اسکا قلع و قمع کرے۔ عادل خان نے بادشاہ کے حکم سے سیواجی کی حدود
مین کچھ لشکر تعین کیا جس سے ظاہر مین یہ معلوم ہوا کہ وہ بادشاہ کی اطاعت کرتا ہے لیکن
حقیقت مین وہ سمجھتا تھا کہ سیواجی کے فساد کا مٹنا بالکل میری خرابی حال کا مقدمہ
بنے گا۔ وہ یہی بہتر جانتا تھا کہ لشکر شاہی اور اہل بیجاپور کے درمیان سیواجی حائل
رہے۔ اسلئے اس نے اپنی مصلحت کار کے لئے اسکے ساتھ یکدلی و موافقت کے نامہ
پیام و عہود و مواثیق شروع کئے اور اسکے ساتھ متفق و ہمداستان ہوا اسکی امداد
مین کوشش کی اور اقطاعات حوالہ کئے نقود اور اور مایحتاج بھیجے اور قطب الملک
والی گولکنڈہ کو اسکی مدد و کمک کے لئے آمادہ کیا کہ اسکو روپیہ بھیجے۔ اور باوجود ان کامون کے
بادشاہ کو بھی عرائض بھیجتا اور اپنے صدق عقیدت و رسوخ ارادت ظاہر کرتا۔
بادشاہ کو جب یہ سارا حال معلوم ہوا تو اسنے راجہ جیسنگہ کو حکم بھیجا کہ اب سیواجی
کی مہم سے تم کو فراغت ہوئی۔ سیواجی سے جو تم کو قلعے اور ولایتین ہاتھ آئین ہین انکا
بندوبست کرکے بیجاپور کی ولایت کی تاخت و تاراج کرو اور بیجاپور کے پیچھے

حفاظت کے واسطے قلعے اور تھانے بنا دئیے گئے تھے اور کام کے آدمی وہان مقرر کر دئیے تھے۔
اور ہمیشہ دریاؤن پر نوارہ بادشاہی سیر کرتا تھا اور انکی دستبردی کی خبر رکھتا تھا
مگر انکو روئے آب پر حرب و پیکار مین کثرت مزاولت سے بڑا
ملکہ و مہارت ہے اور انکی جنگی کشتیان سامان توپخانہ و متانت و استحکام کے
اعتبار سے نوارہ بنگالہ پر مزیت رکھتی ہین۔ اُن کی راہ جسارت بالکل مسدود ہوئی تھی
جب انکو قابو ملتا تھا سواحل کی رعایا و رہنے والون پر وہ دست درازی کرتے۔ اور
اسکا مال اسباب لوٹ لیتے اور ہندو مسلمان زن و مرد کو قید کر کے لیجاتے اور بعض اوقات
ولایت شاہی مین آن کر بڑی خرابی مچاتے۔ چنانچہ ایک دفعہ وہ جہانگیر نگر مین بہت لوٹ مار
کر کے بہت آدمیون کو قید کر کے لے گئے تھے۔ جب عالمگیر کو معلوم ہوا کہ انکا نوارہ سرحد
بنگالہ پر آگیا ہے تو اُسنے صوبہ بنگالہ کے سپہ سالار شائستہ خان کو حکم بھیجا کہ وہ ایسے نئے
قلعے بنائے اور تھانے بٹھائے کہ ولایت بادشاہی مین قوم مگھ کے آنے کی راہ بالکل مسدود
ہو جائے۔ اور بعد اسکے وہ ولایت رخنگ مین قلعہ چاٹگام کو فتح کرے وہ ملک رخنگ کی
فتح کی کنجی ہے۔ اُس پر تصرف کرنے سے ولایت بنگالہ پر انکی دست اندازی بند ہو جائیگی
سپہ سالار بادشاہ کے حکم کی تعمیل کے لئے مستعد ہوا۔ تھانہ سنگرام گڈھ و بہلوہ و چاند پر سے
یہ بہی دریائے شور کے متصل تھانہ نواکہالی تھا۔ وہان سے چاٹگام قریب تھا۔ ملک بادشاہی
مین مگھ اُسکے قریب ہو کر آتا تھا۔ اور وہان سے اس نوارہ کی کیفیت و کمیت ساری
نظر آتی تھی ابراہیم خان کی صوبہ داری کے عہد مین لشکر شاہی کی جماعت محافظت
کرتی تھی اسلئے امیر الامراء نے اس تھانہ کے استحکام کو مقدم جانا اوائل سفر مین اپنے نوکر
سعید افغان کو پانسو تیر انداز و تفنگچی پیادون کے ساتھ اسکی حراست کے لئے بھیجا۔ تھانہ
سنگرام گڈھ جسکو اب عالمگیر نگر کہتے ہین اور وہان دریا جدا ہوتے ہین اور وہ مگھ کا گذر گاہ ہے
وہان محمد شریف فوجدار بندر ہگلی کو پانسو برق انداز و تیر اندازون اور ایک ہزار پیادون کے
ساتھ تھانہ دار مقرر کیا۔ اور چھوٹی بڑی بیس توپین بھیجدین اور محمد بیگ اباکش و ابوالحسن کو

تو اُسپر چڑھائی کرے اور اُسکے ملک کو پامال کرے اور اسی مضمون کا وعدہ و وعید
نویسِ فرمان دلدن نمجل مرزبان کے نام صادر کیا سیف خان نے حکم اور فرمان
بھیجنے کے بعد محمد شفیع ملازم شاہی کو فرمان مذکور دیکر تبت روانہ کیا۔ مرزبان نے
اس فرمان کو سُنکر اوّل تو فاسد فکر کئے لیکن آخر کو اپنی بہبود کار پادشاہ اسلام
حکم کی اطاعت مین جانی پہلے ہی جمعہ کو اہل شہر کو سواد تبت سے باہر جمع کیا۔
پادشاہ محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر غازی کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور خطیب کی
سر پر سونے چاندی کے پھول نچھاور کیئے اور خلعت فاخرہ دیا اور مسجد بنائی جس کا نقشہ
اور دو ہزار اشرفیوں اور نو ہزار روپیہ تازہ سکہ عالمگیری کے نام کے اور اس ولایت کے
تحفے حضور مین بھیجے۔ عرضداشت مع نذر فرمان کے جواب مین کمال رسوخیت و عبودیت
ظاہر کرکے محمد شفیع کے ہاتھ روانہ کی اور محمد شفیع اور اسکی ہمراہیون کی خدمتگاری شائستہ کی
سرزمین تبت مین اکثر ویرانہ اور لاحاصل دشت ہین کہ کشت وکار کے قابل نہین
اور انسے محصول کچھ نہین حاصل ہوتا لیکن طول مین سوائے بیجاپور کے کوئی صوبہ اسکو نہین پہنچتا۔
چار پانچ مہینے کی راہ ہے اور عرض اسکا بعض جگہ پانچ اور بعض جگہ ڈیڑھ مہینے کی
راہ ہے اور ہندوستان مین اسکی وسعت کی برابر کوئی صوبہ نہین ہے لیکن محصول اس کا
اسقدر کم ہے کہ اور صوبون کے ایک بڑے پرگنے کے حاصل کی برابر ہے اور کوئی مکان
لانفع اسکی برابر نہ ہوگا۔ اسلئے کسی پادشاہ نے وہان خطبہ و سکہ جاری کرنے کا حکم
نہین کیا۔ ان دنون مین حکم کے بموجب شاہزادہ محمد معظم دکن سے آیا اور اپنا نونہال معزالدین
ہمراہ لایا۔ اسی سال مین شاہجہان کا بھی انتقال ہوا۔ جسکا بیان ظفرنامہ مین مفصل کہا گیا
ولایت رخنگ جو عبارت ولایت اراکان سے ہے بنگالہ کی سرحد سے متصل ہے
وہان ایک قوم مگھ رہتی ہے وہ فرصت و موقع دیکھکر نوارہ اور توپخانہ اور جمعیت
کو ساتھ لیکر سرحد بنگالہ پر آتے جو مواضع انکے سر راہ پڑتے اُنکے رہنے والون اور رعایا
کو ستاتے۔ اگرچہ ان ندی اور دریاؤن کے کنارہ پر جنمین انکی آمد و رفت ہوتی تھی

ہزار پیادے بندوقچی مقرر کردیئے چاٹ گام کی فتح کے لیئے ان فرنگیون کی استمالت مقدمات ضروری مین تھی جو وہان سکونت اور زمیندار رخنگ سے موافقت رکھتے تھے انکو خطوط و عہدون کے لکھے گئے اور ان فرنگیون کو دیئے گئے جو ولایت بنگالہ مین رہتے تھے۔ کہ وہ اپنی تحریرون کے ساتھ چاٹگام کے فرنگیون پاس بھیجدین۔ اتفاقاً ان نوشتون مین سے چند کرام کبری کے ہاتھ پڑگئے جسکو زمیندار رخنگ نے سوندیپ لینے کے لیئے بھیجا تھا اُسنے ان نوشتون کو زمیندار رخنگ پاس بھیجدیا۔ اسلیئے وہ فرنگیون سے بے اعتماد ہوگیا۔ اسنے کرام کبری کو لکھا۔ کہ اس فریق کو مع متعلقون کے چاٹگام سے رخنگ کو بھیجدے۔ فرنگیون کو جب اسکی اطلاع ہوگئی تو وہ اہل رخنگ سے مخالفت ومحاربہ پر تیار ہوئے اور انکی کشتیون کو جلاکر مع اپنے کل اتباع اور کشتیون کے ولایت بنگالہ مین بادشاہی ملازمت کے لیئے آئے۔ ۱۲ جمادی الآخرہ کو پچاس جلبہ فرنگی کہ توپ تفنگ اور تمام آلات جنگ سے پر تھے اور چاٹگام کے فرنگیون کا کل گروہ تھانہ نواکہالی مین داخل ہوا۔ فرہاد خان تھانہ دار بہلوہ نے انکے چند سردار امیر الامراء پاس بھجوائے باقی کو اپنے پاس رکھا۔ امیر الامراء نے انکی بڑی خاطرداری کی اور اسکو چاٹگام کی فتح کے لیئے تائید آسمانی سمجھا۔ امیر الامراء نے اپنے بیٹے بزرگ امید خان کو دو ہزار سوار اپنے تابینون اور چند امراء منصبدارون کو اس مہم کے لیئے مقرر کیا۔ اور ۲۷ ماہ مذکور کو رخصت کیا۔ فرنگیان چاٹ گام کا سرگروہ کپتان مور تھا وہ بھی اس مہم مین شریک کیا گیا اور کمال لشر زمیندار سابق رخنگ جو آزردہ ہوکر بادشاہ کی اطاعت مین آیا تھا۔ وہ بھی اپنے قوم کی سرگروہی کا امیدوار ہوکر اس مہم مین شریک کیا گیا یہ سارے لشکر چلے دشمن سے ۲۲ رجب کو چاٹگام کے قریب لڑائی ہوئی۔ دوسری جانب مین بھی کچھ فرنگی آگئے تھے۔ بادشاہ کی طرف کپتان مور تھا خلاصہ یہ ہے کہ خوب لڑائیان ہوئین طرفین کے آدمی مارے گئے اور ولایت

نواره دیا کہ وہ باری باری سے سری پور مین دریا مین پھرا کرین۔ سری پور سے
عالمگیر نگر تک ۱۲ کروہ کا فاصلہ ہے اسپر آل بنائی کہ برسات کے موسم مین آمد و رفت ہوسکے
اور کوکال ور آذوقہ کی راہ نہ بند ہو۔ سوندیپ کا زمیندار دلاور تھا وہ بظاہر بادشاہ
کی اطاعت کرتا تھا اور در پردہ اپنی مصلحت کار کے لیئے قوم مگھ سے اتفاق رکھتا تھا
اسکو ابوالحسن نے لکھا کہ وہ رو آپ پر نواره کی سیر مین متفق ہو جائے۔ اُس نے وعدہ کیا کہ مین
نواکھالی مین عنقریب ملجاؤن گا۔ جب اُسنے وعدہ پورا نہین کیا تو وہ خود سوندیپ کا
عازم ہوا۔ جب وہ اس سرزمین مین نہ آیا تو دلاور جنگ سے پیش آیا۔ ابوالحسن نے اسکو مغلوب
کیا تو وہ اس جزیرہ کے قلعہ مین محصور ہوا۔ لشکر شاہی نے قلعہ کو جبراً و قہراً لے لیا تو وہ
جنگل مین جا کر چھپا اور اپنے متفرق آدمیون کو جمع کر کے سات آٹھ ہزار آدمیون کی
جمعیت کے ساتھ ابوالحسن سے لڑا۔ دو زخم کھا کر جنگل مین بھاگا۔ بہت آدمی اسکے اور تھوڑے
آدمی شاہی ضائع ہوئے اس اثنا مین خبر آئی کہ رخنگ کا نواره آیا ہے۔ ابوالحسن پاس اتنے آدمی نہ تھے کہ وہ اس
نواره سے لڑنے کو جاتا اور جزیرہ کی حفاظت کے لئے چھوڑ جاتا۔ اس لئے وہ سب اپنے آدمیون اور نواره
کو لیکر لڑنے کے لئے آیا۔ رخنگ کی سپاہ نے جنگ مین مصلحت نہ دیکھی وہ اپنے نواره کو ایک طرف
لے گئی۔ ابوالحسن بھی اپنی مصلحت دیکھ کر نواکھالی مین آگیا۔ جب امیر الامراء کو اسکی خبر ہوئی تو
اسنے ابن حسین داروغہ نواره اور اور امراء منصبدارون کو ایک ہزار پانسو آدمی توپخانہ
کے اور چار سو سوار اپنے تابینون کے ابوالحسن کی کمک کے لئے بھیجے اور وسط جمادی الآخر
مین ابوالحسن نے جا کر جزیرہ سوندیپ کو فتح کر لیا۔ اور دریا کے کنارہ پر جو قلعے مخالفون نے
بنائے تھے۔ انپر قبضہ کر لیا۔ دلاور کے بہت آدمی مارے گئے اسکا بیٹا شریف زخمی ہو کر
دستگیر ہوا۔ دلاور جنگل مین ایک اپنی پناہ گاہ مین چلا گیا اسکے آدمی جو لومڑیون کی
طرح جنگل مین چھپے تھے۔ بادشاہی لشکر نے انکا شکار کیا اور دلاور کو مع اہل و عیال دستگیر
کیا اور پانسو آدمی اسکے مرد و زن اس زمیندار کے ساتھ امیر الامراء پاس بھیجدیئے
جزیرہ کی حراست عبدالکریم برادر رشید خان کے سپرد کی۔ دو سو سوار اور ایک ہزار

ترکتاز خان کو یہ خدمت سپرد ہوئی کہ رات کے دائین بائین طرف دور دور قراولی
کرے تین دو منزل لشکر چلا تھا کہ بہلول خان کا پوتا ابو محمد جو عادل خان کے سردارون
مین تھا اپنے آقا سے جدا ہو گیا اور راجہ سے آن ملا۔ اور شریک کار بلکہ ولایت بیجاپور
کے فرمان روا اور باشندون کے ملک جان و مال کے استیصال کا رہنما بنا۔ بادشاہ کو
جب اس کے آجانے کا حال معلوم ہوا تو اسکو پنجہزاری چار ہزار سوار کا منصب عطا کیا وہ لشکر
کی جانب یمین مین طرح مقرر ہوا خافی خان لکھتا ہے کہ لشکر کی موجودات سے معلوم ہوا
کہ تیس ہزار سوار قلمی اور ۲۵ ہزار سوار موجودی تھے، رجادی الآخر کو لشکر سے دس کوس پر
قلعہ پلیٹن (پھل تن) ولایت بیجاپور کی سرحد پر تھا نیتاجی لشکر کے ساتھ اس کی فتح
کے لئے بھیجا گیا۔ جب نیتاجی قلعہ کے نیچے آیا تو اہل قلعہ نے خوف کے غلبہ سے قلعہ خالی کر دیا
اور خود بھاگ گئے۔ راجہ نے مارو جی اور بہلا دجی کو قلعہ کی حراست سپرد کی۔ ۱۱ کو
دریائے نیرا پر لشکر پہنچا۔ یہان سے قلعہ پلیٹن قریب تھا۔ راجہ اسکی سیر کو گیا۔ حاجی خان
یہان کا زمیندار اسکی خدمت مین آیا اور مورد عنایت ہوا۔ نیتاجی کو قلعہ منگل بیدھ
(منگل ویرہ) کی فتح کے لئے بھیجا وہ بیجاپور سے ۱۶ کروہ جریبی پر تھا۔ اور سیواجی نے
راجہ کے اشارہ سے سپاہ کو قلعہ تاتھورن (تاتھ تورا) کی فتح کے لئے بھیجا تھا۔ وہ
پلیٹن سے سات کروہ پر تھا آج اسکی خبر آئی کہ اہل حصار کی استمالت کرکے لشکر شاہی کے
پہنچنے سے پہلے اسے لیلیا۔ اب لشکر شاہی کوچ بکوچ آگے متوجہ ہوا۔ ہر روز وہ اپنی
فرستادون
صفین لڑائی کے لئے آراستہ رکھتا۔ آئین و قواعد کے ساتھ سفر کرتا۔ چند منزلین طی کی تھین
کہ خبر آئی قلعہ گیاون کو جو ان حدود مین تھا لشکر شاہی کے خوف کے مارے اسکے آدمی
خالی چھوڑ کر بھاگ گئے۔ راجہ نے مسعود خان کو سیواجی کے لشکر مین سے مین سے جو بین
کو ساتھ کرکے قلعہ کی حراست حوالہ کی۔ ۱۲ کو لشکر کا مقام تھا کہ خبر آئی کہ جب نیتاجی
قلعہ منگل بیدھ کے نیچے پہنچا تو اہل قلعہ نے اپنی تئین لڑنے کی سکت نہ دیکھی یہ اجازت سنگ
بھدور کو قلعہ کی حراست اور سرافراز خان کو مضافات کی فوجداری حوالہ کی گئی۔

قلعہ چاٹگام پادشاہی سپاہ نے فتح کر لیا مگر چاٹگام جو زمیندار رخنگ کا چچا زاد بھائی
تھا مع بیٹے اور خویشوں اور تین سو بیاس آدمیوں کے گرفتار ہوا۔ اور ایکسو بیس کشتیان اور ایکہزار
چہبیس توپین چھوٹی بڑی آہنی و برنجی اور انکے موافق توپخانہ کا اور مصالح مع تین ہاتھیون
کے سرکار شاہی مین ضبط ہوا سنگرام نگر کا نام عالمگیر نگر اور چاٹگام کا نام اسلام نگر
رکھا گیا جس سرزمین مین کہ ابتک آفتاب محمدی نہین چمکا تھا اسمین اذان دی گئی۔ بزرگ
امید خان نے فتح نامہ مع قیدیون کے حضور شاہی مین بھیجا اور مورد عنایت ہوا۔

سوانح سال نہم جلوس ۱۰۷۶ھ

بادشاہ نے شروع جشن مین نواب قدسیہ بیگم صاحبہ کے بارہ لاکھ روپیہ سالیانہ پر تین لاکھ روپیہ کا اضافہ
کیا اور دس ہزار اشرفی نقد مرحمت کین اشرفی کا بھاؤ سترہ روپیہ کا تھا اور شاہزادہ
محمد معظم کو دو لاکھ روپیہ نقد دیئے اور ہزار سوار کا اضافہ کیا۔ اور اس طرح اور بادشاہزادون
و بیگمون کا اضافہ ہوا اور انکو نقد روپیہ عنایت ہوا۔

ولایت بیجاپور کی تاخت تاراج و دکنیون سے لڑائیان

ہم اس مہم کا حال آغاز سے انجام تک بتفصیل یکجا لکھتے ہین۔
جب راجہ جی سنگہ سیواجی کی مہم سے فارغ ہوا تو۔ ۲۲ جمادی الاولی سال گذشتہ
کو مع کل افواج اور دلیر خان و داؤد خان و راجہ رائے سنگہ و قطب الدین خان و
سیواجی قلعہ پورندھر سے مقصد کی طرف راہی ہوا۔ راجہ جیسنگہ پاس بارہ ہزار سوار تھے وہ قول
مین رہی۔ سیواجی پاس پندرہ سو سوار اور سات ہزار پیادے تھے۔ وہ قول کے دست
چپ مین متعین ہوا اور دلیر خان کو ہراول سپرد ہوا اور سات ہزار سوار اسکے ساتھ
ہوئے۔ داؤد خان کو برانغار حوالہ ہوا۔ چھ ہزار سوار اسکی ہمراہی کے لئے مقرر
ہوئے۔ راجہ رائے سنگہ سیسودیہ کو جرانغار سپرد ہوا چھ ہزار سوار سے زیادہ اسکو
سپرد ہوئے۔ قطب الدین خان کو چنداول کی۔ کیرت سنگہ کو التمش کی اور
فتح جنگ خان کو طرح کی اور قباد خان کو قراولی کی سرداری ملی تہور خان اور

مین مصلحت نہ جانی۔ سپاہ اپنی لشکرگاہ مین آئی جب دکینیون کو لشکر کی معاودت کی خبر
ہوئی تو وہ فرار کو چھوڑکر لشکر شاہی کے دو طرف نمودار ہوے اور شوخی کرکے لشکر شاہی
پر بان مارنے شروع کیئے جب لشکر شاہی انپر حملہ کرتا تو وہ ہوا ہو جاتے تھے۔ اسکے
بعد آنکہ شوخی کرنے لگتے سیواجی فوج کے ساتھ نیتاجی چنداول مین آتا تھا کہ غنیم نے اسپر
حملہ کیا اور ایک جمع کثیر نے اس پر ہجوم کیا۔ نیتاجی انکی مدافعت مین مشغول ہوا۔
کیرت سنگہ و فتح جنگ خان نے مدد کرکے ترددات شائستہ کیئے اور مخالفون کو بھگا دیا۔
جادون کلیانی بندوق کی گولی سے مارا گیا پھر غنیم نے راجہ رائسنگہ پر حملہ کیا قطب الدین خان
و کیرت سنگہ نے اسکی کمک کی اور دشمنون کا منہ پھیر دیا۔ اس تاریخ مین اُدیت سنگہ قلعدار
منگل بیدھ کی تحریر سے معلوم ہوا کہ فتح سے پہلے غنیم کی تین فوجین تھین جو قریب چھ ہزار
تھین وہ قصبہ منگل بیدھ پر حملہ آور ہوئین اور دروازہ قلعہ کے سامنے صف بستہ کھڑی ہوئین
راجہ جیسنگہ نے سرافراز خان فوجدار کو احتیاط او پیش بینی سے نصیحت کردی تھی کہ اگر غنیم کا
بڑا لشکر سامنے آئے تو اسکی مدافعت کے لیئے بیکار نہ کرنا اور قلعہ مین چلے آنا مگر اسنے اس
نصیحت پر عمل نہ کیا۔ دشمن سے لڑا۔ اپنی اور اپنے چند ہمراہیون کی جان کھوئی اور آدمیون
اور ہاتھیون کو زخمی کیا۔ اس واقعہ سے اسکے بیٹے اور باقی سپاہ اور ہاتھی صلاح اندیشی
سے قلعہ مین چلے آئے۔ حصار کے دروازہ تک دشمن آئے۔ برج و بارہ سے تیر و تفنگ انپر برسے
آخر کو وہ قلعے کے نیچے سے بھاگ گئے۔ راجہ نے ایک مقام کرکے ۲۹ کو کوچ کیا۔ غرہ رجب کو
خبردارون نے خبر دی کہ غنیم کی ایک فوج نمودار ہوئی ہے راجہ نے مقصود بیگ علی دانشمند
کو برسم قراولی خبر کی تشخیص کے لیئے بھیجا اسنے واپس آکر خبر دی کہ دشمن بہت تیز چلا آرہا ہے
راجہ نے قباد خان و آتش خان داروغہ توپ خانہ کو بنگاہ کی محافظت کے لیئے بھیجا۔
راجہ رائسنگہ اور قطب الدین خان کو مقرر کیا کہ اپنی سپاہ کو لیکر لشکرگاہ سے باہر کھڑے ہون
خبرداری کرین۔ اور راجہ خود سپاہ لیکر دشمن سے لڑنے کو روانہ ہوا۔ آدھ کوس گیا ہوگا
کہ غنیم ابو المحمد پسر بحیتر و شرزہ مہدوی وغیرہ بہلول و خواص خان لشکر عظیم کے ساتھ چلے

راجہ اس استوار حصار کو دیکھنے گیا۔ یہ قلعہ نہایت پرانا سنگ و آہک کا بنا ہوا ہے۔ ایک توپ
آہنین اور دس بندوق اور تین سو بان اس مین تھے۔ راجہ نے توپ انداز اور باندار مقرر
کرکے بندوبست کیا اور غلہ ذخیرہ کے واسطے بھیجا۔ خلاصہ یہ ہے کہ بعلاقہ بیجاپور کا جو قلعہ نظر آتا
تھا وہ سرسواری یا چند دنون کے محاصرہ کے بعد فتح ہو جاتا تھا قلعہ گیری مین
سیواجی اور نیتاجی تجربہ کار کامل عیار شمار کئے جاتے تھے۔ ۲۵ کو اثناء سفر مین دشمنون
کا قراول دور سے نمودار ہوا۔ رات کو آخر اس نے لشکر شاہی پر چند بان مارے لشکر شاہی
نے اسکی مدافعت مین کوشش کی۔ مخبرون نے خبر دی کہ پانچ کوس پر غنیم کا بڑا لشکر پڑا
ہے تو راجہ نے مقام کیا اور دلیر خان راجہ رائسنگہ و قطب الدین خان و قباد خان و
کیرت سنگہ و فتح جنگ خان و ابو المحمد و سیواجی کو دشمن کی تنبیہ و تادیب کے لئے بھیجا تو
غنیم اس لشکر کی روانگی کی خبر سنکر حیثیت بنا لے افواج شاہی کو وہ لشکر نہ ملا اسکی
جگہ خالی پائی۔ جب وہ اسکے سراغ مین آگے چلا تو بارہ ہزار کے قریب لشکر غنیم سامنے آیا
جسکے سردار شرزہ خان مہدوی اور ابو المحمد نبیرہ الپرنجپہ و خواص خان و جادون راؤ
کلیانی وانکوجی بھوسلہ تھے۔ دلیر خان و راجہ رائسنگہ و کیرت سنگہ اپنا لشکر لیکر دوڑے
لشکر شاہی کے سامنے انکے پاؤن نہ جمے۔ عرصہ نبرد سے بھاگ گئے اپنی عادت کی
موافق قزاقی اور حیلہ وری کی جستجو مین ہوئے۔ وہ متفرق ہو کر چار فوجون مین منقسم ہوئے
ایک جوق میمنہ کی سمت مین اور ایک قشون میسرہ کی طرف ایک فریق قول کے پیچھے آیا۔
ایک جماعت کی فوج قراول سے لڑائی ہوئی اور فوجون مین بھی خوب دو خورد ہوئی۔
دشمن کو قرار نہ ہوا فرار کیا۔ اس لڑائی مین یاقوت حبشی جو غنیم کا عمدہ سردار تھا ہلاک
ہوا۔ اور پندرہ اور نامی آدمی مارے گئے اور علم و چتر و اسپ و ہتیار بہت کشتون سے
لشکر شاہی کے ہاتھ آئے۔ دلیر خان اور اور بہادرون نے بھی دشمنون پر حملہ کیا۔
اور انکو مارا۔ دلیر خان بڑی بہادری سے لڑا اور اسنے دشمنون کو متفرق و پراگندہ
کردیا۔ لڑتے لڑتے شام ہو گئی لشکر شاہی نے چھ کروہ مسافت طے کی تھی اس لئے تعاقب

آگے مقرر کیا تھا اور دکنیون کی ایک جماعت کو دست چپ مین اور ایک مرتبہ عقب مین خبرداری
اور گھی کے اہتمام کے لئے مقرر کیا تھا۔ باری باری سے یہ جماعتین اہل گھی کی خبرداری کرتے
جاتی تھین ایک دن جادون رائے اور راو دکنی آئین معہود کے موافق دست چپ کو جاتے تھے
انھون نے خبر بھیجی کہ غنیم کا غول نمایان ہوا۔ راجہ کے اشارہ سے قطب الدین خان و رائے سنگھ
اسطرف دوڑے۔ دو کوس چلکر قراول غنیم سے آمنا سامنا ہوا طرفین نے چند بان مارے
شام تک فریقین ایک دوسرے کی برابر کھڑے رہے۔ جب رات ہوئی تو لشکر شاہی نے معاودت
کی اسکے پھرتے ہی مخالفون نے جسارت و خیرگی کی۔ جوق جوق لشکر شاہی کے طرف آئے
لشکر شاہی نے انکی مدافعت کے لئے باگ موڑی۔ اول ایک جماعت بابا جی بھوسلہ اور شرزہ
راو اور اور دکنیون کے جو راجہ رائے سنگھ کے داہنے طرف تھی مقابلہ مین آئی راجہ مذکور نے
دلیری اور دلاوری سے دشمنون پر حملہ کیا اور انکو ہٹا دیا۔ ایک گروہ نے قطب الدین خان کی
فوج کی طرف رخ کیا۔ راجہ جیسنگھ نے اوسکی کمک کے لئے دلیر خان و داؤد خان [illegible]
کو روانہ کیا اور خود فوج قول کے ساتھ آمادۂ کار و مستعد پیکار دائرہ گاہ سے باہر کھڑا خبر کا
انتظار کر رہا تھا نامبردہ بالا مذکور قطب الدین وغیرہ سے راہ ہی مین ملے وہ دشمن کو ہزیمت
دیکر اپنے لشکر کو واپس آتا تھا۔ چونکہ قلعۂ بیجاپور کا محاصرہ لشکر شاہی کی مد نظر نہ تھا۔
اسلئے وہ توپخانہ سنگین جو اس حصن حصین کے لائق ہو اور ادوات قلعہ کشائی ہمراہ نہین
لائے تھے۔ ولایت شاہی کی سرحد سے لیکر قلعہ بیجاپور تک ملک کو افواج شاہی نے تاخت
و تاراج کیا۔ قلعہ کی نواحی و مضافات مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا مخالفون نے
تالابون کو توڑ ڈالا اور قلعہ کے اطراف مین کنوؤن اور باولیون کو خاک سے بھر ا اس نواحی مین
کوئی اثر آب و آبادانی کا نہین چھوڑا تھا پانی کی قلت تو تھی لشکر مین غلہ و آذوقہ بھی
کمیاب ہوا۔ اسلئے راجہ اور تمام خیراندیش دولتخواہون نے صلاح دولت و مقتضائے مصلحت
یہ چاہا تاکہ دشمن کے اس لشکر کی تادیب و تعاقب کیجئے جسنے ملک شاہی مین آکر فساد مچا رکھا تھا
نہم رجب کو لشکر شاہی نے نواحی بیجاپور سے قلعہ منگل بیدہ کی طرف کوچ بر کوچ کیا

آ رہے ہین۔ ایک فوج جو آنگے اور ایک پیچھے ہی۔ جب وہ نزدیک آئے تو اپنی رسم و آئین کے موافق ایک جوق
مین کو اور دوسرا فریق بسیار کو متفرق ہوا۔ طرفین سے بان و تفنگ کی جنگ شروع ہوئی۔ راجہ نے
سب طرف سردارون کو لڑنے کے لیے بھیجا۔ دشمن اپنی عادت معہود کے موافق روگردان ہوئے جب
کارزار کے پیش روانکے تعاقب مین پہنچے تو راہ گریز انپر تنگ ہوئی۔ بحکم ضرورت انہون نے باگ موڑی
اور شمشیر کی جنگ شروع کی۔ سو آدمی اُنکے مارے گئے اور بہت سے مجروح ہوئے۔ راجہ کے
رجپوت بھی زخمی و کشتہ ہوئے۔ آخرکار دکنی فراری ہوئے۔ لشکر شاہی نے تین کروہ تک انکا تعاقب
کیا۔ داؤد خان کے مقابل مین جو فوج غنیم آئی۔ اُسپر وہ غالب ہوا۔ راجہ سجان سنگہ بندیلہ
تھا اُسنے ترددات نمایان کئے۔ دلیر خان نے دست چپ کی فوج پر حملہ کیا تھا جب وہ مخالفون
کے قریب پہنچا تو قریب تھا کہ تفنگ و تیر کی کارزار سے نیزہ و شمشیر کی پیکار شروع ہو کہ غنیم
مقابلہ سے بھاگ گیا۔ دوم رجب کو بیجاپور سے پانچ کوس پر لشکر شاہی کی منزل ہوئی۔
سات روز یہان قیام ہوا۔ عادلخان نے بیجاپور کے قلعہ مین جو متانت و رصانت و
وسعت و حصانت مین شہرۂ روزگار ہے بہت سے محافظ مقرر کئے اور اسکو آلات و ادوات
قلعہ داری سے استحکام تام دیا سوا اُن تھوڑے آدمیون اور سابق محافظون کے تیس ہزار
کرناٹکی فراہم کرکے قلعہ مین داخل کئے اور نورس پور اور شاہ پور کے تالاب کو خالی کیا۔
قلعہ کے گرد سب کنوؤن باولیون کو زقوم و خاک سے بھر دیا۔ غرض لشکر شاہی کو جو تنگی
تخریب کرنی چاہی تھی وہ خود اُسنے کی۔ حکام بیجاپور کی رسم و آئین کے موافق وہ خود
تو حصن حصین مین ہو بیٹھا اور اپنے سب سردارون اور افواج کو باہر بھیجا کہ لشکر شاہی کی
مدافعت و مقاومت کے لئے مامور کیا۔ عادلخان کے اشارہ سے شرزہ مہدوی و سیدی
وغیرہ اور جنداور اسکے لشکر کے سردار ولایت بادشاہی مین آئے اور شورش و فساد انہون نے
مچایا کہ اگر لشکر شاہی کا ارادہ قلعہ کے محاصرہ و تسخیر کا ہو تو اس خبر سے وہ متزلزل ہو کر
محاصرہ سے ہاتھ اُٹھائے اور قلعہ کے نیچے سے چلا جاوے اور عادلخان کا لشکر قلعہ
کے نواحی مین تھا۔ منزل مذکور مین راجہ نے کچھ مغلون کو دست راست مین اور کچھ لشکر کو

نیچے جاکر او اخر شب مین اپنی سپاہ سے اسپر یورش کی جھگڑون مین بھی خبردار اور آمادہ پیکار تھے
سخت لڑائی ہوئی مگر کچھ کام نہ بنا۔ وہان سے سیواجی اپنے قلعہ کھیلنہ مین چلا گیا جو قلعہ
پنالہ سے بیس کروہ پر تھا۔ اسکا سر لشکر نیتاجی جدا ہوکر مخالفون سے جا ملا ۲۶ کو
لشکر شاہی موضع بوہری مین آیا جو اعمال پرنیدہ سے تھا اور ایک نالہ کے کنارہ پر
لشکر کی منزل ہوئی۔ اس نالہ سے گذر کے دلیر خان و داؤد خان کی فوجون کے درمیان
راجہ کھڑا تھا کہ غنیم کے لشکر بزرگ مین سے سات ہزار سوار جدا ہوکر راجہ اور داؤد خان
کے سامنے صف آرا ہوئے اور مابقی دلیر خان کی طرف گئے۔ صبح کو راجہ نے کیرت سنگھ
کو فوج التمش اور فتح جنگ خان کو لشکر طرح کے ساتھ دلیر خان کی امداد کو بھیجا۔ تھوڑی دیر
مین سات ہزار سوار جو راجہ اور داؤد خان کی برابر کھڑے تھے وہ بھی دلیر خان
کی طرف دوڑے اور اسپر ہجوم کیا۔ یہ حال دیکھکر راجہ بھی قول کی سپاہ لیکر خان
مذکور سے جا ملا۔ ایک پہر دن باقی تھا کہ دلیر خان کی فوج سے لڑائی شروع ہوئی
دلیر خان نے اپنی بہادری سے ہر دفعہ دشمن کا منہ پھیر دیا اور مغلوب کیا تو وہ سارے
بھاگ کر راجہ اور داؤد سے لڑنے گئے۔ ایک سخت لڑائی ہوئی لشکر شاہی مین ہزار ہاتھ
کے ۱۲ زخم لگے اور وہ اپنے ہمراہیون سمیت مارا گیا اور نامور راجہ بھی زخمی ہوگئے
دکنیون نے بڑی کوشش و آویزش کی۔ مگر آخر کو ناکام رہے اور بھاگ گئے لشکر شاہی
نے دس کروہ تک اسکا تعاقب کیا۔ اس لڑائی مین ایک سو نو آدمی بادشاہی
لشکر کے کشتہ اور ڈھائی سو آدمی زخمی ہوئے گھوڑے بہت مرے انکو زخمی
ہوا اور دشمن کے چار سو آدمی مجروح و مقتول ہوئے اور خواص خان و شہباز خان معہ ان کی فوج
زخمی ہوئی لشکر شاہی تین منزلین طی کرکے غرہ شعبان کو قلعہ پرنیدہ سے آٹھ کروہ پر آیا
اور بمقتضائے مصلحت یہان چوبیس روز قیام کیا۔ متواتر یہ خبر آئی کہ قطب الملک عادلخان سے
متفق ہوا۔ چار ہزار سوار اور دس ہزار پیادے اپنے سردار شرزہ کے ہمراہ پہلے بھیجے تھے
اب اپنے خواجہ سرا انیک نام خان کی ہمراہ چھ ہزار سوار اور پچیس ہزار پیادے اس کی

۱۵ کو دریاے بھیوره کے کناره پر لشکر آیا - اس دن راجه جب صاحب ڈیره گاه مین پهنچا تو وه
بطریق مهو مسافت کھڑا تھا لشکر غنیم بطریق معهود چنداول کے عقب مین آتا تھا وه یمین و
یسار مین نمودار ہوا - ایک فریق نے دلیر خان کی طرف رخ کیا اور دوسری فریق نے داؤد خان
کی طرف اور ایک فوج نے راجه سبحان سنگه سے مقابله کیا سب جگه لشکر شاهی سے مخالف نے
ہزیمت اٹھائی اکثر اوقات دشمن فرصت مین اہل کہی پر دست اندازی کرتے تھے -
لشکر شاہی انکو سزا دیتا تھا - ان دنون مین راجه جیسنگه نے سیواجی کو قلعه پنالہ کی طرف
تعین کیا تاکه مخالف مذبذب ہو کر کچھ اسطرف مشغول ہون - اور اگر ہو سکے تو قلعه کو مسخر کرے
یه معلوم ہوا که شرزه جهدوی اور سردار جو ملک شاہی مین داخل ہوئے تھے وه نبیره بہلول اور
ابو المحمد سے ملحق ہوئے ہین پرینده کی جانب سے مخبرون نے خبر دی که سکندر پیاده فتح جنگ خان
وہان سے لشکر شاہی کا عازم ہوا تھا - وه پرینده سے چار کروه نیچے آیا تھا که شرزه جهدوی
اور افواج غنیم نے خبر پا کر اسکو پیغام دیا که ہمسے ملاقی ہو اسنے بمقتضاے صدق عبودیت
ورسوخ عقیدت جواب دیا که ہماری تمہاری ملاقات کا محل میدان نبرد و عرصه
کارزار ہے - دشمن کے چھه ہزار سوارون نے اُسے گھیر لیا اسکے ساتھ سو سوار تابین اور
ساٹھ سوار اور تھے غرض وه بڑی بہادری سے لڑ کر مارا گیا اسکا بیٹا زخمی ہوا وسکو
دشمنون نے میدان جنگ سے اٹھا کر شولاپور بھیج دیا - راجه نے انکے دفع کی تدبیر کے لیے چند روز
قیام کیا - دیانت راے که عادلخان کے معتمدون مین تھا وه اسکی جانب سے راجه پاس
پیغام لایا - جو مراسم اعتذار و اظہار عجز و ندامت پر مبنی تھا کچھ مرصع آلات بھی راجه کو
دیئے - عبد العزیز خان بخاری کو منگل بیدہ کی قلعه داری پر مقرر کیا تھا اور راؤ دو سنگ
قلعه دار سابق کو بھی اسکی ہمراہی مین تعین کیا اس حصار کے حفظ و حراست کا شائسته
سامان تیار کیا اور یه تجویز کیا که افواج کے ساتھ خود شولاپور اور پرینده کے درمیان
قیام کرے اور وہان احمال و اثقال کی تخفیف کر کے سبکبار ہو . اور ولایت بیجاپور کو
دوباره جاوے - ۲۴ کو دریاے ... پار سفر کیا معلوم ہوا که سیواجی نے قلعه پنالہ کے

قلعہ مٹی کا تھا اور اسمین معاندین کی ایک جماعت تھی۔ غالب خان اور زنار وجی [illegible]
اسکے نیچے توپخانہ لے کر گئے۔ اہل قلعہ پناہ مانگ کر باہر چلے آئے۔ اسمین ایک سو سپاہی
اور دو سو رعایا تھی۔ شرزہ کو اسکی حراست سپرد ہوئی۔ ۷ رمضان سنہ ۹ جلوس کو بیجاپور مین
لشکر شاہی آیا۔ یہان خبر معلوم ہوا کہ نبیرہ بہلول اور سپاہ ہون نے ۲۸ شعبان کو قلعہ کلیان
کا محاصرہ کر رکھا ہے۔ اہل قلعہ نے ان پر توپ و تفنگ چلا کر ساٹھ آدمی اسکے مار ڈالے
بہت آدمیون کو مجروح کیا نبیرہ بہلول ناکام قلعہ سے ظفرآباد کی طرف چلا گیا ۱۲ کو
راجہ نے بیجاپور سے کوچ کیا ۱۸ کو تلارک سے چار کوس پر آیا اور دوسرے روز
قلعہ کنجوتی کی طرف کوچ کیا یہان پہلے سے سیتناگراؤ کو اس قلعہ کی فتح کرنے کے لئے
بھیجا تھا۔ اہل قلعہ نے اسکا مقابلہ کیا اور اسکے ایک ہاتھ کو زخمی کیا۔ مگر اسنے بہت
آدمیون کو زخمی و کشتہ کرکے قلعہ اور قصبہ لے لیا۔ راجہ کے اشارہ سے یہ قلعہ منہدم کیا
گیا۔ ۲۱ کو نیلنگہ مین لشکر آیا۔ یہان ایک مٹی کا قلعہ نہایت مضبوط تھا ......
اسکی فتح کے لئے غالب خان و دتاجی وغیرہ بھیجے۔ وہان چند روز اقامت کا
اتفاق ہوا اور قلعہ کے محصورون نے حصار عافیت کو تنگ فضا دیکھ کر امان مانگی
قلعہ لشکر شاہی کے تصرف مین آیا راجہ سلیمان بیجاپوری یہان کا قلعہ دار مقرر ہوا
راجہ جیسنگہ نے بمقتضائے مصلحت و کار آگہی نیتاجی کی تالیف قلب کرکے اسکو اپنے پاس
بلا لیا۔ دشمنون سے اسکے ملنے کا حال پہلے لکھا جا چکا ہے۔ سیواجی بادشاہ کے
پاس جانا چاہتا تھا۔ راجہ نے بادشاہ کو اس باب مین لکھا تھا۔ بادشاہ نے سیواجی
کے نام فرمان لکھا کہ وہ تنہا قدمبوسی کے لئے حاضر ہو۔ وہ مع اپنے بیٹے سنبھا کے
بادشاہ پاس روانہ ہوا جسکا مفصل حال آگے پڑھوگے۔
نیلنگہ سے آگے دو کروہ پر اہل کہی کی حراست دتاجی کرتا تھا کہ شرزہ مہدو نے دتاجی کو
گھیر کر مار ڈالا۔ اور رستم راؤ زخمی ہوا۔ اسکو دشمن اٹھا کر لے گئے۔ سید بیجان و
بسونت رائے بھی زخمی ہو کر مر گئے۔

امداد اور معاونت کے لئے بھیجے (خافی خان لکھتا ہے کہ یہ خواجہ سرا ایران کے امرا میں سے تھا۔ شاہ عباس نے شراب کے عالم بیخبری میں ایک لونڈی کو بخش کر اسکے گھر بھیجدیا۔ یہ بادشاہ کے غضب سے بچنے کے لئے اپنے تئین خصی بنایا اور اپنے ہاتھ سے معیوب ہوا۔ شاہ ایران کی بدظنی کے غلبہ سے محفوظ رہنے کے لئے وہ دکن میں آیا اور قطب الملک کا مقرب ہوا۔) اسکی فوج بیجاپور سے چھہ کروہ پر ٹھیری اور وہ خود دلیرخان پاس گیا۔

مسعود خان قلعہ دار کہاون کی تحریر سے معلوم ہوا کہ غنیم کے سرداروں میں سے سیدی جوہر نے آنکر قلعہ کا محاصرہ کیا تھا اتفاقاً اسکے ایک گولہ لگا تو وہ مرگیا اور اسکے رفیق متفرق ہو گئے۔ آٹھوین ماہ مذکور کو۔ اودوت سنگھ بہدوریہ کا نوشتہ قلعہ سنگل سبدھہ سے آیا کہ غنیم کی فوج عظیم نے قلعہ کا محاصرہ کر رکھا ہے۔ اسلئے راجہ نے داؤد خان اور راجہ رائسنگہ و قطب الدین خان کو لکھا کہ وہ دشمنون کو قلعہ کے نیچے سے ہٹائین وارکو خبر آئی کہ دشمنون نے اس لشکر کی خبر سنکر قلعہ کا محاصرہ چھوڑ دیا اور وہان سے چلے آئے۔ ظفرآباد و کلیانی وا وسرواد وگیر کے نوشتون سے معلوم ہوا کہ نبیرہ بہلول نے ملک بادشاہی مین آنکر ہلچل ڈال رکھی۔ نیتاجی نے جو سیواجی سے جدا ہوکر دشمن سے جا ملا تھا بڑا فساد برپا کیا ہے۔ لشکر شاہی نے ۵ ۲ کو نواحی پرنیدہ سے کوچ کیا۔ دھاراسیون و بیجاپور کی راہ سے روانہ ہوئے کہ دوبارہ ولایت غنیم مین آنکر جسقدر ممکن ہو اسکی تخریب مین کوشش کرین اور لشکر مخالف کی تنبیہ تادیب کرین مار وجی بسونت رائے قلعہ پھل تن مین تھا اسکی تحریر سے معلوم ہوا کہ قلعہ مذکور مین پانی بہت کم ہے اگر محاصرہ کا اتفاق ہوگا تو پانی کی قلت کے سبب محصور تنگ ہونگے راجہ نے بمقتضائے مصلحت پھلٹن کو سیواجی کے خویش مہداجی کو جاگیر مین دیدیا۔ وہ بادشاہ کے ملازمون مین تھا اور اسکو وہان بھیجدیا اور بنت سیواجی سکو اپنے پاس بلا لیا۔ موضع دوہوکی مین جو اعمال بیجاپور مین سے تھا۔ ایک چھوٹا

سات ہزار سوار صف آرا ہوئے۔ اور نبیرہ بہلول و انکو ئی بھوسلہ دیا نکجی کھوا پرہ اور
بیجا پوری مرہٹے و شرزہ حیدر آبادی بڑی فوج لیکر دلیر خان کے مقابل ہوئی۔
اس بہادر نے توپخانہ کو چھوڑا اور نزدیک جاکر تلوار اور سنان سی لڑنا شروع کیا سخت
جنگ ہوئی دشمنون کا مقابلہ سے منہ پھیر گیا۔ بڑے بڑے نامور سردار زخمی ہوئے
دلیر خان اور راجہ جیسنگہ نے مردانہ کوشش کرکی دشمنون کو بھگایا اور سات کوس تک
تعاقب کیا۔ پالکی اور چھتری اور بہت سے اونٹ جوشن اور زرہ و بان اور
اور ہتیارون سے لدے ہوئے پادشاہی لشکر کو ہاتھ لگے ایسی ہی قطب الدین خان
اور داؤد خان کو فتح حاصل ہوئی۔ لڑتے لڑتے شام ہو گئی تو میدان جنگ سی فوجین
اپنے مقام مین آئین۔ دشمن کے بعض بڑے نامی سردار اور پانچ سو آدمی کشتہ ہوئے اور
ہزار آدمیون کے قریب زخمی ہوئی لشکر شاہی مین سے ایک سو تینتیس آدمیون کی جان گئی
سات سو چورانوی آدمی زخمی ہوئے۔ پندرہوین ماہ مذکور کو لشکر آب بانجرہ کی کنارے
پر آیا۔ جو دھارور فتح آباد سے دس کروہ پر تھا۔ چونکہ مخالف ایک جگہ نہین ٹھیرتے
تھے اور اہل دکن کا دستور ہے کہ وہ قزاقانہ جنگ اور فرصت مین آویزش کرتے
ہین جب مغلوب ہوتے ہین سبکباری کی دستیاری اور باد رفتار گھوڑون کی پا
مردمی سے وادی فرار کی مرحلہ پیمائی ہوتی ہے۔ پھر قابو دیکھ کر لڑنے کے لیئے کھڑے
ہو جاتے ہین لشکر شاہی بسبب گرانباری اور سنگینی اردو کے دکنیون کے تعاقب مین
مسافت بعید نہین طے کر سکتا تھا اسلیئے راجہ کی رائے مین یہ آیا کہ لشکر کو سبکبار کرکے
دشمنون سے لڑیئے اور انکی تنبیہ و تادیب ایسی کریئے کہ پھر انکو ستیز و آویز کی جرأت نہ ہو
اس ارادہ سے وہ جریدہ ہوا اور ایک ہلکا خیمہ لیا اور کل سردارون کو حکم دیا کہ
وہ بھی اسی طرح سبکبار ہون اور کل احمال و اثقال کو فتح آباد دھارور مین بھیجدین
بیرم دیو سیسودیہ و جگت سنگہ ہاڈہ اور کھیلوجی کو دو ہزار تین سو آدمیون
ساتھ بنہ و اردو کی حفاظت کے لیئے مقرر کیا۔ ۲۲ ذیقعدہ کو اُس نے آب بانجرہ سے

ابوالقاسم پسر قباد خان کے لشکر سے بھی لڑائی ہوئی اس جانب آدمی کم تھے دلیر خان اسکی مدد کو
گیا اسنے ڈیڑھ سو کے قریب لشکر شاہی کے سپاہی مردہ دیکھے۔ انکو اٹھوا کے مسلمانون کو زمین مین
دابا۔ اور ہندؤن کو جلایا۔ راجہ رائسنگھ بھی کمک کو گیا۔ دشمنون نے فرار کیا۔ ۵ شوال کو
لشکر تیلنگہ سے اوسر کو روانہ ہوا۔ دشمن نے اپنی فوج کے تین حصے کیے تھے۔ ایک کا سردار شرزہ
مہدوی تھا اور دوسرے کا کارفرما خواص خان حبشی تیسری کا سردار بیرہ بہلول تھا خبر آئی
کہ شرزہ خان فوج لیکر اہل کہی پر حملہ آور ہوا اور کچھ اونٹ لے گیا۔ باقی دو فوجین
داؤد خان و قطب الدین خان کے مقابل ہوئین راجہ نے یہ خبر سنکر دلیر خان کو کمک کے
لیے بھیجا اسنے جاکر مخالفون کو متفرق کر دیا اور آگے بڑھا۔ لشکر مین داؤد خان و
قطب الدین نے دواب کہی کو سالم روانہ کیا اور جمعیت خاطر سے لڑائی شروع کی
اور بہت دشمنون کو مارا۔ جب دشمنون کی کمک کو اور فوج آگئی تو دلیر خان ہاتھی
سے اترا اور گھوڑے پر سوار ہوا۔ دشمنون کو دو کوس بھگاتا اور مارتا ہوا چلا گیا۔
راجہ جیسنگہ خود سوار ہوکر رزمگاہ مین آیا۔ دشمن کی سپاہ اس سے لڑنے آئی۔ ان
سب طرف مخالف قابو ڈھونڈھتے تھے اور جرأت کرتے تھے۔ کہی کی فوج اور بنجارون کو
کو کمتر بلا آفت لشکر شاہی مین پہنچنے دیتے تھے۔ لشکر شاہی نے انکو سب جانبون مین ہرایا
اور بھگایا۔ اور سب فوجین فتح پاکر اپنے لشکرگاہ مین آئی تھین۔ اس فتح مین دو سو
سپاہیون نے نقد جان کھویا اور چار سو پینسٹھ آدمی زخمی ہوئے۔ اور اسکے دو چند آدمی
لشکر مخالف مین مجروح و مقتول ہوئے۔ الیاس مہدوی مخاطب شرزہ خان جو
اہل دکن کا مسلم دلاور فنون سرداری اور سپاہگری مین ماہر تھا گولی اور تیر سے
زخمی ہوا اور اسکا چھوٹا بیٹا بھی زخمی ہوا۔ لکھتے ہین کہ اس آویزش مین گولکنڈہ اور
بیجاپور کی سپاہ بائیس ہزار تھی۔ چند روز بعد سیوم ذیقعدہ کو . . . . .
آب نیرا کی اس طرف دشمنون کے تین ہزار کے قریب لشکر نے لشکر شاہی پر حملہ کیا اور کچھ
آدمیون اور دواب کو آسیب پہنچایا۔ داؤد خان و قطب الدین خان نے دشمن کے

اوسکے سامان اسباب اور لوازم حراست اس مرتبہ پر نہ تھے کہ جب لشکران حدود سے
چلا جاے تو وہ دشمنون کے تعرض سے مصئون رہے۔ اسلئے وہان کب باروت منگا لیا
اور غلہ جتنا آسکا تھا وہ منگا لیا۔ باقی کو آگ لگائی اور بیلدارون سے قلعہ کے کنگرون
کو ڈھوا دیا۔ راجہ مع لشکر کے ۸ جمادی الآخرہ کو اورنگ آباد مین آگیا اس مہم کا
خلاصہ یہ ہے کہ اورنگزیب اسمین کامیاب نہین ہوا لشکر شاہی برس روز کی راہ کو
دو مہینے مین طی کرکے بیجاپور سے پانچ کوس پر پہنچا۔ یہان سات روز سے زیادہ
نہ ٹھیر سکا۔ ملک کو تاخت تاراج کرنے لگا لڑائیان ہوئین۔ کیا کیا سردارون کے
سر صحرا مین غلطان ہوئے اور کیا کیا صفدرون کے تن رزمگاہ مین زاغ و زغن کے
طعمے بنے لڑائی کا دن کوئی ایسا نہ ہوتا تھا کہ طرفین کے سو دو سو نام و نشان والے
آدمی زیر تیغ و ہدف تیر و گولہ و توپ تفنگ نہ ہوتے ہون بعض ایام مین دو تین روز
تک لشکر پر خواب و خور حرام ہوتا۔ نہ گھوڑون کی پیٹھ سے زین اور زین سے سوار جدا
ہوتے۔ سوا اس کشت و خون اور ملک کی بربادی کے کوئی نتیجہ نہ ہوا۔

سیواجی کے تردد اور منصوبہ بازی سے چند قلعے لشکر شاہی کو ہاتھ لگے اس
مہم مین سیواجی کے افواج نے ایسی ایسی جان نثاریان دکھائین کہ بادشاہ نے دو دفعہ
اس پاس خوشنودی کا فرمان بھیجا۔ ایک نامہ مین اسکی بڑی تعریف لکھی دوسرے مین بہت سے
وعدے کیے اور لکھا کہ دلی مین آؤ۔ ملاقات کے بعد دکن کی اجازت دی جائیگی۔ راجہ جیسنگھ
کی رفاقت اور بادشاہ کے ان وعدون نے سیواجی کے دل مین دلی جانے کی خواہش
پیدا کر دی اسنے رگھوناتھ پنت کو پہلے سے اپنی نمود کے لئے بھیجا کہ وہ بادشاہ کو میرے
آنے کی اطلاع دے۔ اصل مطلب اسکا یہ تھا کہ وہ دربار کی حقیقت حال سے اطلاع پائے
سیواجی نے حکم دیا کہ تمام اسکے ارکین راے گڈھ مین آتے ہین اتنے عرصہ مین کہ یہ
سردار جمع ہون۔ وہ اپنے سب قلعون مین گشت اور افسرون کو اپنے سارے احکام
کی تعمیل کی تاکید کر آیا اور پھر اپنی دار الحکومت مین چلا آیا اسنے مورو ترمل نیگ لی

سیواجی کا دلی مین جانا اور بھاگ آنا

کوچ کیا دھاراسیون کی طرف گیا۔ یہان بتاتے تھے کہ دشمن موجود ہی ساڑھے
پانچ کوس جریبی لشکر چلا تھا کہ جاسوسون نے گزارش کیا کہ غنیم نے لشکر شاہی کی
خبر سنکر دھاراسیون سے تلجاپور کو کوچ کیا۔ افواج شاہی موضع سہرجی مین
آئی جو اعمال پرنیدہ مین تھا۔ وہان دشمنون نے فساد مچا رکھا تھا اور دوسری روز
دریاے بھیونرہ مین منزل ہوئی مخبرون نے خبر دی کہ افواج مخالف ایک جگہ شولاپور سے
تین کروہ پر جمع ہوئی ہین عادل خان نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ جبتک وہ یہین
مقیم رہی کہ لشکر شاہی ان حدود مین ہی۔ قطب الملک نے بھی اپنی کمک کی فوج
کو حیدرآباد بلا لیا۔ لشکر شاہی نے بھی ملک بیجاپور کو خوب لوٹا کھسوٹا۔ باربار جنگ پیکار
سے وہ بھی تھک گئی تھی گھوڑے اور دواب بہت تلف ہو گئے تھے۔ سوا اسکے
برشگال کا موسم آگیا تھا۔ آمد و رفت کی مجال نہ تھی۔ اسلئے راجہ اور دلیر خان نے مصلحت
یہ جانا کہ چندروز زخمیون کے علاج کے لئے اور سرب باروت کے جمع کرنے کے واسطے
اور لشکر کے آرام کرنے کے لئے قصبہ دھارور کے متصل جا کر ٹھہرنا چاہیئے کہ وہان کاہ
و دانہ کے جمع ہونے کی امید ہی۔ بادشاہ کو عرضداشت بھیجی۔ اس ضمن مین دکنیون
کا حال یہ ہو گیا کہ قلعہ کے اندر مصالحہ آخر ہوا آذوقہ تمام ہوا۔ کمانین بیکار تیرون کے
پر اڑ گئے۔ تلوارون کی دھارین کند ہوئین ان سپیون سے جان سے عاجز ہوئے
دونو طرف کے سردار مصالحہ کے لئے بہانہ طلب ہوئے۔ اہل بیجاپور المفلس فی امان اللہ
کا اظہار کر کے امان طلب ہوئے اور فی الواقع عادل شاہ کے خزانہ و کارخانجات مین حساب
لاف و گزاف راوتون اور بن دھار کی تلوارون کے اور گھوڑون کے گوشت و
استخوان کے سوا کچھ چیز باقی نہین رہی تھی۔ ملک پامال ہو چکا تھا۔ جب بادشاہ سے حقیقت
حال عرض ہوئی تو اُسنے حکم بھیجدیا کہ راجہ محاصرہ چھوڑ کر اور لشکر کو ساتھ لیکر اورنگ آباد
چلا جاے۔ اور برسات یہان گذارے اور بعض امرا اور لشکریون کو اپنے تیول
جانے کی اجازت دے۔ دلیر خان حضور مین آئے قلعہ منگل بیدہ کا استحکام اور اسکے

کہ راجہ جیسنگہ کو حقیقت لکھی جاے جواب آنے کے بعد جو مصلحت صوابدید ہوگی عمل مین آئیگی - حکم دیا سیوا مجرے کو نہ آئے اور اسکا بیٹا رام سنگہ کی ہمراہ مجرے کو آیا کرے - بادشاہ نے کوتوال فولاد خان کو فرمایا کہ سیوا کے اطراف منزل گاہ پر چوکی بٹھادے - راجہ جیسنگہ کو فرمان لکھا کہ وہ سیواجی کی صورت حال اور کیفیت معاملہ لکھے کہ کیا اُس سے قول و قرار ہوئے اور راجہ کو حکم دیا کہ اسکے باب مین جو اصلاح دولت جانے وہ لکھ بھیجے کہ صوابدید اور اسکی التماس کے موافق سیواجی سے معاملہ کیا جائے - دو تین روز تک جب سیواجی نے بادشاہ کی یہ توجہی دیکھی تو بڑا سراسیمہ ہوا اور حیلہ و تدبیر سوچنے لگا - رات دن اسی ادھیڑ بن مین تھا کہ اس بھنور سے نکل جاؤن - اُسنے امراء اور کنور رام سنگہ سے رفق و مدارا پیدا کیا - اور دکن کے تحائف و ہدیے بھیجکر التیام کو استحکام دیا اور اپنے جرائم کا شفیع بنایا اور اسی حال مین بادشاہ کے فرمان کے جواب مین راجہ جیسنگہ نے لکھا کہ مجھ فدوی نے سیواجی سے عہد و پیمان کئے ہین اور مین ابھی تک اس مہم مین مشغول ہون - اگر فضل و کرم شاہانہ اسکے جرم سے درگذر کرے تو مین بخشایش و احسان کا رہین رہونگا اور اپنے افعال و اقوال مین سرافراز اور بادشاہی صلاح کار اور ان حدود کی مہمات کے اجراء کے لئے مناسب ہی ہے - اُسنے مجھ سے عہد کیا ہے کہ وہ مسلک بندگی و فرمان پذیری سے انحراف نہین کریگا اور اسکو بغاوت پر جرأت نہ ہوگی - بادشاہ نے راجہ کی اس عرض کو منظور کیا اور فولاد خان کو حکم دیا کہ اُس کی منزل گاہ سے پہرے اٹھادے - مگر وہ بادشاہی خوف سے ایسا ڈرا ہوا تھا کہ جب پہرہ چوکی اٹھ گئے اور کنور رام سنگہ نے اسکی حفاظت چھوڑی تو وہ ۲۷ صفر کو تغیر و منع کرکے بھاگ گیا - اسکے بھاگنے کا اصل حال تو یہ ہے جو عالمگیرنامہ مین لکھا ہے باقی اور دل لگی کی داستانین گھڑی گئی ہین کہ اس نے اپنے کامون کی خجالت و ندامت کو

اور آنا می سونو دیوا ور ان اجی دیو کو پورے اختیارات اپنی مملکت کے دیئے سواوس کی
مملکت کو بہت وسعت ہو گئی تھی۔ کونکان مین چول تا تونڈا کے قریب اور جہتا گھاٹ
مین دریا بہرا سے رانگنا تک پھیلتی تھی سیواجی نے اپنے بڑے بیٹے سنبھاجی کو ساتھ لیا
اور ماہ پوس ۱۰۷۶ کو دہلی روانہ ہوا۔ پانچسو منتخب سوار اور ایک ہزار ماولی ساتھ لیے جب وہ
دہلی کے قریب آیا تو بادشاہ نے رام سنگہ پسر راجہ جیسنگہ اور مخلص خان ایک بے حقیقت سے
سردار کو اسکے استقبال کے لئے بھیجا۔ ایسا ذلیل استقبال سیواجی کو ناگوار تو گذرا مگر پھر
بھی اُسنے اپنے تئین بہت روکا اور دربار مین پندرہ سو اشرفیان اور چھہ ہزار روپیے
کل ستئیس ہزار روپیے کی نذر گذرانی۔ بادشاہ کے اشارہ سے اسکو پنجہزاری منصبداروں
کے جرگہ مین بٹھایا۔ یہ منصب اس کے ہشت سالہ پسر سنبھاجی کو اور اسکے رفیق نیتاجی پالکر
کو ملا تھا۔ وہ ہفت ہزاری سے کم درجہ کا متوقع نہ تھا۔ راجہ جیسنگہ نے بادشاہ
کی جن مہربانیوں کے وعدہ سے اسکو خوشدل اور امیدوار کیا تھا۔ انمین سے اکثر
کو اُسنے نہ پایا۔ بادشاہ کے دل مین اسکے افعال اور کردار کے سبب بغض بھرا ہوا تھا
اسنے پہلے کہ خلعت و جواہر و فیل جو اسکے لئے موجود کئے گئے تھے اسکو عطا
کئے جائین اسکے چہرہ حال پر جہالت و خجالت آمیز عرق ظاہر ہوا اور لمحہ بلمحہ وہ
فکر مین ہوا عیاری و مکاری سے ضعف دل کا اظہار کر کے ایک گوشہ مین
چلا گیا اور صید تیر خوردہ کی طرح جو دام مین تازہ پڑے زمین پر لیٹ گیا۔ ایک
ساعت کے بعد ساختگی و پختہ کاری کی شان بحال ہوا اور کنور رام سنگہ سے مخاطب ہو کر
اور شکوون و گلون کا کلمہ کلام کرنے لگا اور اپنے تئین ضائع کرنے کا قصد کیا۔ ہر چند
کنور رام سنگہ نے اسکی تسلی کی مگر کچھ فائدہ نہ ہوا بادشاہ سے داب آداب کے خلاف
اسکی ادائین معروض ہوئین تو بادشاہ نے حکم تو بھی سے بغیر اسکے کہ عنایات بادشاہانہ
عمل مین آئین اسکو رخصت کیا۔ رام سنگہ نے شہر سے باہر راجہ جیسنگہ کے گھر کے پاس
اسکے اترنے کے لئے مکان تجویز کیا تھا اسمین اسکو لے گئے اور بادشاہ نے حکم دیا

آدمی دیکھنے گئی تو دیکھا کہ سیوا سوتا ہے اور اسکا کڑہ طلائی پلنگ کے نیچے دکھائی
دیتا ہے۔ تو ہرکارہ نے کہا کہ اگر سیوا جی چالیس پچاس کوس نہ نکل گیا ہو تو مجھے مار ڈالئے
آخر کو تجسس و تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ سیوا جی بھاگ گیا پادشاہ نے جانا کہ رام سنگہ کی
سازش سے یہ کام ہوا ہے اسلئے اسکو منصب سے معطل اور مجرے سے منع کر دیا اور
حکم دیا کہ اطراف دکن جانب شرقی و شمالی گرز بردار صوبہ داروں کے نام بکام
لے جائیں کہ جہاں سیوا اگر تیرہ پا ملے اسکو حضور میں روانہ کریں ان ہی دنوں میں راجہ
جے سنگہ مہم بیجاپور سے فارغ ہوکر اورنگ آباد میں آیا تھا اسکو فرمان بھیجا کہ
پہلے اس سے سیوا جی کے بھاگنے کی خبر پھیلے نیتا جی پالکر کو مقید کر کے حضور میں بھیجدے اور
پھر اس مرغ از قفس جستہ کی جست و جو میں مشغول ہو اور اسکو کسی جگہ قرار لینے اور جمعیت
فراہم نہ کرنے دے۔ احمد آباد اور برار کی راہ سے اسکے فرار ہونے کا احتمال زیادہ
تھا۔ اسی طرف زیادہ تاکید کے ساتھ گرز بردار تعین کئے گئے۔ سیوا جی بنارس کی
سمت میں بھاگا تھا۔ وہاں چار پانچ روز تلک تا ہفتہ کے بعد اس طرف گرز بردار
رخصت ہوئے۔

کرنیل ڈف صاحب مرہٹوں کی کتابوں سے سیوا جی کے فرار ہونے کا حال یہ لکھتے
ہیں کہ جب سیوا جی کو معلوم ہوا کہ پادشاہ نے مجھے مجرے سے منع کر دیا تو وہ بڑا
سٹ پٹایا اور کچھ توقف کر کے اسنے اورنگ زیب کی اصل نیت دریافت کرنے
کے لئے رگھوپنت کے ہاتھ ایک عرضداشت پادشاہ پاس بھیجی جسمیں یہ لکھا کہ میں
دہلی ان شرطوں سے آیا کہ حضور نے مجھے بلایا اور وعدے کئے کیسی کیسی خدمات میں نے
کیں شرائط حضور نے لکھ دیں میں نے ان وعدوں کو پورا کیا جو میں نے کئے۔ اب بھی میں
لشکر شاہی کے ساتھ عادل شاہی یا قطب شاہی سلطنت کے استیصال کرنے کے لئے مدد
کرنے کو تیار ہوں اگر حضور کو مجھ سے خدمت گذاری کرانا پسند نہیں ہے تو مجھے اپنی
جاگیر میں جانے کی اجازت ملے۔ یہاں کی آب ہوا نہ مجھے موافق ہے۔ اور نہ اور

ظاہر کیا۔ آخر کو تمارض سے اپنے تئین بیمار بنایا۔ اور آہ و نالہ شروع کیا۔ اور جگر کے
درد سے بے تابی ظاہر کی صاحب فراش ہوا۔ وید کو ن سے مرض دق و سل کا علاج کرانے
لگا کچھ دنون انہین حیلون سے اپنے تئین زار و نزار رکھا۔ بعد اسکے اپنی شفا کی
شہرت دی اور غسل کیا۔ حکما و ارباب طب و رفقا کو انعام اور برہمنون کو پن دیا
غلہ خام و نقد ہندو و مسلمان مستحقون کو بانٹتا۔ بڑے بڑے پٹارون کو کاغذ سے
مندھ کر اور طرح طرح کی شیرینی ان مین بھر کر امرا کے گھرون اور فقرا کی خانقاہون مین بھیجتا۔
جہان اُسنے اپنی بھاگنے کی جا سے مقرر کر رکھی تھی وہان دو تین گھوڑے آہو آ
اس بہانہ سے بھیجدیئے کہ وہ برہمنون کو پن کئے گئے ہین۔ ان گھوڑون کے ساتھ اپنے
ہم راز و ہم دم محرم رفیق بھی بھیجدیئے ایک شخص جان نثار اسکے ہمراہیون مین
تھا جو شکل مین اس کے مشابہ تھا اسکو اپنے پلنگ پر لٹایا۔ اپنے ہاتھ کے مرصع سونے
کے کڑہ کو پہنایا اور اسکو سمجھا دیا کہ میری روانہ ہونے کے بعد باریک کپڑے کی پگڑی
سر پر اوڑھ لینا اس طرح پڑے رہنا اور اس کڑے کو دکھلاتے رہنا تاکہ
اندر باہر جو بادشاہی آدمی آئین جائین وہ یہ جانین کہ سیوا جی سوتا ہے پھر وہ
خود اور بیٹا دونو ٹوکرون مین بیٹھے اور مشہور یہ کیا کہ متھرا کے برہمنون کے واسطے مٹھائی
انہین بھیجی جاتی ہے۔ ۲۷ ماہ صفر ۱۰۷۷؁ کو یون علاقہ آگرہ سے نکل آیا اور
گھوڑون کے پاس پہنچا اور دو پہر مین متھرا مین آگیا۔ یہان اُسنے داڑھی مونچھین منڈوا دین
اور اپنے اور اپنے بیٹے کے چہرہ پر بھبوت لگائی۔ کچھ اشرفیان جواہر اس
پاس تھے اور چند فقیر اسکے رازدار تھے وہ انکے ساتھ غیر مشہور گھاٹ
سے جمنا پار گیا اور بنارس کی راہ اختیار کی۔ کہتے ہین کہ سیوا جی کے بھاگنے سے
پانچ پہر بعد دکن کے ایک ہرکارہ نے جو جاسوسی اور خبر لانے پر نوکر تھا بادشاہ سے
عرض کیا کہ سیوا جی بھاگ گیا۔ بادشاہ نے کوتوال سے پوچھا اُسنے کہا کہ منزل گاہ کے
گرد چوکیان بیٹھی ہوئی ہین۔ ہرکارہ نے پھر مبالغہ سے عرض کیا تو کوتوال کے

اسپر چڑھا اور بیٹھے کو شہ بالا بنایا دوسری دن متھرا پہنچا۔ جہان بعض برہمن اور
اسکا خیرخواہ دوست نیتاجی پالوس رائے انتظار کر رہی تھے۔ اُنہون نے اُسکے لئے
سارا سامان تیار کر رکھا تھا۔ پونہ دلیش کے برہمن کا ایک خاندان یہان رہتا تھا
اسکو سنبھاجی کو حوالہ کیا وہ موڑم پل پنیاب پی کا کچھ رشتہ دار تھا سنبھاجی کئی مہینے
یہان رہا۔ پھر دکن مین پہنچا دیا گیا سیواجی گسائین کے بھیس مین بہت پرستش گاہون
مین جاتا پرے کو گیا۔ مگر اسکے دکن جانے کی راہ صحیح صحیح نہین معلوم۔ وہ نو مہینے کے بعد
دسمبر سنہ ۱۶۶۶ء مین رائے گڈھ مین آیا ــــ
اب ڈاکٹر برنیر صاحب کی داستان سنئے کہ جب ایران کی چڑھائی کا بادشاہ کا
ارادہ ہوا تو اُسنے سیواجی کو نہایت مشفقانہ محبت آمیز کلمات مین فرمان لکھا
اور اسکی فہم و فراست و سخاوت و شجاعت وغیرہ کی بہت تعریف لکھی اور راجہ
جیسنگہ بھی اُسکی جان و آبرو کی حفاظت کا ضامن بنا اسلئے سیواجی بھی مطمئن
ہوکر دہلی مین حاضر ہوا۔ مگر اتفاق وقت سے دہلی مین شائستہ خان کی بیوی
بھی اس وقت موجود تھی وہ اس امر پر مصر ہوئی کہ جس شخص نے میرے بیٹے کو مارا ہو
شوہر کو زخمی کیا ہو شہر سورت کو لوٹا ہو وہ ضرور مقید ہونا چاہیئے۔ اس سبب سے
سیواجی یہ دیکھ کر کہ بہت مین اسکے خیمون کی تاک مین تین چار امیر لگے رہتے ہین
ایک رات کو بھیس بدل کر نکل گیا اسکے بھاگ جانے کا محل مین بیگمات کو بہت رنج و افسوس
ایک مورخ لکھتا ہے کہ اس موش کو ہی نے جب اورنگ زیب کی شان و شوکت
دیکھی تو اس کے ہوش اُڑ گئے اور بیہوش ہو گیا۔ جب ہوش مین آیا اس دربار کی عظمت کو
نہ دیکھ سکا وہان سے بھاگ گیا۔ مورخون کے بیان گو مختلف ہین۔ مگر سب سے زیادہ
صحیح بیان عالمگیر نامہ مین لکھا ہے۔ نوکرون یا اشارون کی باتین مرہٹون نے جن کی
عادت مین تاریخ کے ساتھ کہانیان جوڑنے کی ہے لکھی ہین ــــ
اس ملاقات کا نتیجہ یہ ہوا کہ بادشاہ بجائے اوسکے کہ سیواجی کو اپنا دوست بناتا

نہ اہل دکن کو جو میری ہمراہی مین سازگار ہے۔ اورنگزیب نے ٹالم ٹولے کا جواب اسکو
دیا اور شہر کے کوتوال کو ہدایت کی کہ سیواجی کی منزلگاہ کے گرد پہرہ چوکی لگادے
اور اسکی نگاہداشت اچھی طرح کرے اور اسکو گھر سے باہر جبتک نکلنے نہ دے کہ
کوئی گروہ اسکا ضامن نہ ہو۔ سیواجی اب شکایت آمیز عرائض کرنے لگا اور اپنے
نوکرون کے یہان روک لینے کی سختی کی فریاد کی۔ بادشاہ نے خوش خوش
دکن کو اسکے نوکرون کے چلے جانے کی اجازت دی۔ کیونکہ سیواجی کی جمعیت
کے گھٹ جانے سے بادشاہ کے بس مین اسکا رہنا اور زیادہ آسان ہوگیا۔
سیانون کو دور کی سوجھا کرتی ہی۔ سیواجی کو اپنے دوستون کو عافیت کے ساتھ
قید سے نکال کر اپنا قید سے نکلنا آسان ہوگیا۔ رام سنگہ اسکا رازدار تھا اور
اسکے باپ نے جو سیواجی سے وعدے کیے تھے انکے سبب وہ سیواجی کے بھاگ جانے
کے ارادہ سے چشم پوشی کرتا تھا سیواجی پر ایسی سخت قید نہ تھی کہ وہ کہین ملاقات
کو نہ جا سکتا ہو وہ امراء دربار پاس جایا کرتا اور انکو تحفے تحائف بھیجا رہتا اور
اسطرح انکو اپنا ایسا معین و یار بنایا کہ اسکی مطلب برآری کے لئے کافی تھا اس نے
اپنے تئین بیمار بنایا۔ ویدکون سے اپنا علاج کرایا۔ اول اپنے تئین سخت بیمار ظاہر
کیا۔ پھر مرض کی تخفیف کا اظہار کیا اور برہمنون کو بہت دان دینا شروع کیا۔ ان
ویدکون کو انعام دیا۔ بڑے بڑے پٹارے یا ٹوکرے بنوائے۔ ان کو مٹھائیون
سے بھر کر بڑے بڑے امیرون اور اپنے دوست آشناؤن کو اور مسجدون
مین فقیرون مین تقسیم ہونے کے لئے بھیجنی شروع کیے اول اول پہرہ کے سپاہیون نے
نوکرون کی تلاشی لی پھر چھوڑ دی۔ جان لیا کہ ان مین مٹھائی ہوتی ہی چند دنون
کے بعد سیوا ایک پٹارے مین خود بیٹھا اور دوسرے مین بیٹے کو بٹھا دیا ان ٹوکرون کو
نوکرون نے سر پر اٹھایا اور چوکی پہرہ سے انکو یون باہر نکالا اور ایک مخفی جگہ
پہنچایا۔ پھر دہلی کی نواح مین اسجگہ وہ آیا جہان اسکے لئے گھوڑا کسا کسایا تیار کھڑا تھا

پنجاب جانے کا ارادہ کیا۔ مگر شاہ عباس جب فرح آباد سے اصفہان کو چلا تو خناق کے
مرض میں مبتلا ہوا اور چند روز میں مر گیا صفی مرزا اسکا بڑا بیٹا جانشین ہوا۔ عالمگیر کو اسکے
مرنے کا افسوس ہوا اور اُس نے کہا کہ میں یہ چاہتا تھا کہ وہ زندہ ہوتا تو صف آرائی کا
لطف اُٹھتا۔ ابرو و مروت کا اقتضا نہیں ہے کہ ایران پر لشکر کشی کی جائے
اسلیے شاہزادہ کے نام فرمان بھیجا کہ لاہور سے آگے نہ جائے اور الٹا حضور میں
خافی لکھتا ہے کہ عبدالقوی ایک بڑا فاضل بادشاہ کا استاد تھا۔ بادشاہ نے
اسکو پنجہزاری کا منصب اور اعتماد خان کا خطاب دیا تھا۔ خلوت میں اسکو سامنے
بیٹھنے کی اجازت تھی۔ کمال دینداری و صلاح و تقوی رکھتا تھا۔ ایک آدمی قلندر
وضع پر ایران کی طرف سے جاسوسی کا گمان ہوا۔ کوتوال اسکو پکڑ کر لایا۔ بادشاہ نے
اعتماد خان کو سپرد کیا کہ اپنے گھر لے جاکر حقیقت حال دریافت کرے۔ وہ اسکو اپنے گھر
لے گیا۔ فقیر سے حال پوچھا اسنے کہا کہ میں فقیر ہوں تو اعتماد خان نے اسپر اور تنبیہ کی
فقیر نے کہا کہ میں اصل حال آپ کے کان میں کہونگا۔ اُسنے کہا اچھا۔ جب وہ اُسکے
کان میں بات کہنے لگا تو باوجودیکہ اسکے ہاتھ پس پشت بندھے ہوئے تھے اُس نے
چھوٹی شمشیر جو اعتماد خان کی مسند پر رکھی ہوئی تھی جلدی لے کر اعتماد خان کے ایسی
ماری کہ اسے آہ بھی نہ کھینچنے دی نوکروں نے فقیر کے ٹکڑے اُڑا دیے۔ عالمگیرنامہ
میں لکھا ہے جو خافی خان کے بیان سے زیادہ معتبر ہے کہ امیر خان صوبہ دار کابل نے
ان ایام میں چند بے سرو پا مغلوں کو جاسوسی کے شبہ میں گرفتار کر کے بادشاہ پاس
بھیجا تھا۔ بادشاہ نے خان مذکور کو جو کار آگاہ و معاملہ فہم تھا تحقیق حال کے لیے مامور کیا
اعتماد خان نے ان ترکمانوں میں سے ایک سپاہی وضع کو بے بند و زنجیر کے خلوت
میں اپنے پاس طلب کر لیا اور احوال کی تحقیق کرنے لگا کہ وہ ناگہاں باہر گیا اور ایک خادم
پاس اسکے ہتھیار تھے اُس سے تلوار لے کر آیا اور خان مذکور کے ایک ضرب ایسی لگائی
کہ رشتہ حیات اسکا منقطع ہوا اسکے پاس کے آدمیوں نے اس قاتل کے ٹکڑے اڑا دیے۔

[illegible]

اعتماد خان کا قتل ہونا

جو اسکے قدمون تلے آگیا تھا اپنا دشمن بنا لیا۔ عالمگیر نے یہ سمجھا کہ ساری ہندوستان
مین کوئی امیر اور سپہ سالار ایسا نہین ہی کہ وہ مہمات دکن مین خدمت گذاری کامیابی
کے ساتھ سیواجی کی برابر کر سکے اسلئے یہ سمجھ کر کہ وہ ایک ہندو اپنے مذہب مین
دیوانہ ہے اسکے حسب دلخواہ خاطر داری نہ کی۔ اپنی شان و شکوہ کی نمود
کے لئے اسکو پنجہزاری منصب دارون مین بٹھایا اور اسکو دکن مین اپنا قائم مقام
نہ بنایا جس سے یہ مرہٹہ آزردہ خاطر ہوکر بھاگ گیا اور بھاگنے کے بعد جو اسنے کام
کئے وہ آگے بیان ہونگے۔

ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ تربیت خان ایران کے نامہ کا جواب لیکر ایران کو
روانہ ہوا تھا جب یہ سفیر ایران جا کہ اصفہان مین شاہ سے ملا تو وہ
اسپر ملتفت نہ ہوا۔ بے سبب غبار خاطر کے آثار ظاہر کئے اور آئین مخالفت
وو داد اور قانون یکجہتی و اتحاد کے برخلاف باتین ظہور مین آئین۔ بعض
اوقات سپہ کشی اور رزم آزمائی کا عزم اور ولایت پادشاہی کی سرحد مین
لشکر بھیجنے کا داعیہ کیا اور اور رنجش کی باتین ظاہر کین۔ ایک سال بعد تربیت خان
فرح آباد سے رخصت ہوا۔ اسکی روانگی کے بعد شاہ ایران نے اپنی لشکر کشی
کے ارادہ کو ظاہر کیا۔ خراسان مین بڑی سپاہ بڑے توپخانہ کے ساتھ متعین
کی اور فرح آباد سے اصفہان کو روانہ ہوا اور اس عزیمت کا اسباب سرانجام
دیا کہ خود متعاقب خراسان مین آئے۔ پادشاہ پہلے سے ان باتون کو سن رہا
تھا۔ اب ممالک محروسہ کی حدود مین تربیت خان آیا تو اسکے عرائض سے یہ
حال تفصیل معلوم ہوا۔ پادشاہ نے بھی ایران کا ارادہ کیا تو۔ پادشاہزادہ
محمد معظم کو راجہ جسونت سنگہ کے ساتھ چہارم ربیع الاول ۱۰۷۶ھ کو کابل مین
صوبہ مقرر کیا اور بیس ہزار سوار اسکے ساتھ کئے اور بعض امراء جو حضور مین حاضر
تھے اور بعض جو اپنے اقطاع مین تھے انکو ساتھ جانے کا حکم دیا اور خود..

[illegible]

واسطہ اور عفو جرائم کا ذریعہ ہوا ہے بطریق شکرانہ کے ہر سالہ دو لاکھ روپیہ پیشکش مقرری سرکار خاصہ مین ادا کرتے رہو قلعہ مالک درگ کو جو اس باست کا مضبوط قلعہ ہے اسکو پادشاہی آدمیون کو مسمار کرنے دو۔ پادشاہ تمھاری ساری تقصیرات معاف کردیگا۔ اور رام سنگہ اسکے بڑے بیٹے کو نائب مناب مقرر کردیگا۔ دلیر خان نے ان سب باتون کی منظوری بادشاہ سے منگالی۔ پادشاہ نے زمیندار کے لئے فرمان اور خلعت بھیجدیا۔ دلیر خان نے بالجی راؤ کو اپنے پاس رکھا اور اسکے وکلا کو رخصت کیا کہ پیشکش کا سرانجام کرین۔ محمد لطیف کو قلعہ مالک درگ کے انہدام کے لئے مقرر کیا اسنے جا کر تھوڑے دنون مین قلعہ کو خاک کی برابر کیا۔ اسمین جو بچا روپیہ مدفون تھا اسکو نکال کر اور بچاس آہنی توپین و رام جنگی اور بہت سی بندوقین لشکر شاہی مین ارسال کین اور اسی طرح قلعہ ہولی کو جو سرحد دیوگڈھ پر تھا مسمار کیا۔ دو مہینے کے بعد پیشکش کا ستر لاکھ روپیہ وصول ہوا۔ بالجی ملا راؤ علیل مریض تھا اسکی ولایت مین خلل پڑ رہا تھا اور باشندے و رعایا بھاگ کر متفرق ہوگئے تھے۔ دلیر خان نے اسکو چھوڑ دیا اور اسسے پیشکش مین سے تین لاکھ روپئے اور اپنے پانچ لاکھ روپئے کل آٹھ لاکھ روپیہ کے ادا کرنے کا دو مہینے کے عرصہ مین چکانہ لکھایا اور باقی تیس لاکھ روپیہ بتدریج تین سال مین ادا کریگا۔ اور ہر سال دو لاکھ روپیہ مقرری بھیجنے کا اقرار لیا۔ پادشاہ نے جو خلعت اسے بھیجا تھا وہ بھیجدیا۔ زمیندار دیوگڈھ کی جو سرحد چاندہ سے متصل تھا اسکی تادیب پر متوجہ ہوا۔ تھوڑے دنون مین اسنے پندرہ لاکھ روپئے وصول کئے اور یہ مقرر کیا کہ سال بسال دو لاکھ روپیہ پیشکش دیا کرے اور حال مین قریب نصف کے پیشکش وصول کی۔ راجہ جیسنگہ بیمار ہوکر مرگیا۔ بالاگھاٹ کا انتظام بگڑگیا۔ پادشاہ نے حکم فرمایا کہ از سر نو بیجاپور کی تیاری کی جاے دکن کا صوبہ دار دلیر خان مقرر ہوا۔ دلیر خان نے دونو زمینداروں سے باقی پیشکش کے وصول کرنے کے لئے داؤد خان کو مقرر کیا۔ خود اورنگ آباد روانہ ہوا

خان مذکور حلیہ فضل و کمال سے آراستہ محرم قدیم الخدمت راست گفتار و درست کردار تھا۔ پادشاہ کو اسکا افسوس ہوا اور اسکے خویشون اور بیٹون کو خلعت اور مناصب سے سرافراز کیا۔

نیتاجی کا مسلمان ہونا۔

پادشاہ کے حکم سے نیتاجی کو راجہ جیسنگھ نے دکن مین دستگیر کرکے پادشاہ پاس بھیجدیا پادشاہ نے فدائی خان میر آتش کو اسکی حراست کے لیئے مقرر کیا۔ نیتاجی نے کہا کہ مین مسلمان ہوتا ہون۔ پادشاہ نے اسکو مسلمان کرکے بہت سی عنایات کین جسکا آگے بیان ہوگا۔

زمیندار چاندہ [illegible]

پادشاہ نے دلیرخان کو اپنے پاس بلایا تھا وہ کومکیون سمیت دریاے نربدہ سے پار ہوا تھا کہ اس پاس حکم پہنچا کہ ابھی ملار زمیندار چاندہ کی گوشمالی کو جاسے وہ اس حکم ورود ہونے کے بعد رندولہ خان و راجہ سجان سنگھ و راؤ بہادر و قادرداود خان و زبردست خان و آتش خان و برقنداز خان کے ساتھ بیدار ہو ملک چاندہ کی طرف روانہ ہوا۔ ایرج خان صوبہ برار مع اس نواح کے فوجدارون کے اسکے ساتھ شریک ہوا۔ جب چاندہ کی سرحد پر یہ پہنچے تو اسکے زمیندار پر خوف غالب ہوا اسنے اپنے مدارالمہام ناکیا کو دلیرخان پاس بھیجکر اسسے ملاقات کی درخواست کی۔ دلیرخان نے اسکو فضل و کرم پادشاہی کا امیدوار کیا۔ ناکیا نے زمیندار کا اطمینان خاطر کیا وہ مع اپنے بڑے بیٹے مدھکے موضع ماندورہ سرحد چاندہ پر دلیرخان کے سامنے بطور قیدیون کے آیا۔ ایک ہزار اشرفی اور دو ہزار روپیہ اور دو گھوڑے اور ایک فیل برسم نیاز دلیرخان کے آگے پیش کیئے۔ سات ہزار اشرفی و پانچ لاکھ روپیئے چند شتر و فیل و عرابہ پر لادکر لایا تھا وہ بصیغہ جرمانہ و شکرانہ سرکار خاصہ کے حوالہ کیئے۔ دلیرخان نے اس سے کہا کہ اگر اپنے جان و ناموس کی سلامتی اور موطن و ولایت کی بقا چاہتے ہو تو برسم جرمانہ دو مہینے کے اندر ایک کروڑ روپیہ نقود و نفائس اشیا مثل جواہر و مرصع آلات نقرہ اور ہاتھیون کا سامان کرکے اولیاء دولت کو حوالہ کرو اسکے سوا پانچ لاکھ روپیئے دلیرخان کو جو اصلاح کار کا

بستی ہین دزدی اور رہ زنی کرتی ہین - ہنگاہ اُنکا سواد اور بجور ہے اور پہاڑ
سے باہر کی سرزمین پر بھی قبضہ کر لیا ہے اس کوہستان کا طول بیس کوس اور
عرض بعض جگہ بیس کروہ اور بعض جگہ پندرہ کروہ ہے - خوش مرغزار اور دلکش پاکیزہ
جنگل اُن پاس ہین - سرزمین دو جانب سے تو دریائے نیلاب سے ملتی ہے اور ایک جانب
اس دریا سے ملتی ہے جو خطہ کابل سے آن کر پنجشیر مین بہتا ہے - اور چوتھی جانب
مین کوہ شمالی ہے - حضرت عرش آشیانی (اکبر) کے عہد مین معرکہ آرائیان زین خان
کوکلتاش و بیربل و حکیم ابو الفتح نے یہان کین اُنکا بیان اقبالنامہ اکبری مین مفصل لکھا گیا
ہے - غرض انکی تنبیہ و تاکید اس قدر ہو گئی تھی کہ وہ قدم جرأت اپنی حد سے باہر
نہین نکالتی تھین اگرچہ وہ خود سر تھین یا جگہ دار نہین لیکن وہ اپنی حدود سے
باہر قدم نہین رکھتی تھین - ان دنون مین انکے سرداروں نے فساد اُٹھایا اور اس
قوم کے قبائل کو باہم متفق کیا اور ایک فقیر محمد شاہ کو اپنا ہادی بنایا اور بہرہ
خوشاب کے ملائون مین سے ملا چالاک کو پیشوا بنایا - انہون کی صلاح و پند سے
پانچہزار افغانون کے ساتھ قلعہ چھاچھل پر چڑھ گئے - یہ قلعہ حدود پکھلی مین تھا جس کے
مرزبان شادمان کا گماشتہ شمشیر اس قلعہ مین تھا - جد و کد سے اس قلعہ کو انہون
نے لے لیا - اور ان حدود مین شورش انگیزی شروع کی - افغانہ یوسف زئی کے
ایک گروہ انبوہ نے دریائے نیلاب و حدود اٹک مین اپنی حد سے باہر قدم رکھا
اور ممالک محروسہ پر دست تعرض دراز کیا - جب بادشاہ کو ان حدود کے وقائع
نگاروں سے یہ خبر معلوم ہوئی تو اٹک کے فوجدار کامل خان پاس فرمان بھیجا کہ دریائے
نیلاب کے نواحی کے جاگیرداروں و فوجداروں کو جمع کر کے حتی المقدور اس طائفہ
کی تادیب مین مشغول ہو - امیر خان صوبہ دار کابل کو فرمان گیا کہ شمشیر خان پانچہزار
سپاہ کے ساتھ ان مفسدون کے دفع کرنے کے لئے روانہ کرے - کامل خان
نے شمشیر خان کے ملنے کا انتظار نہین کیا اپنے ہمراہیون اور لشکری گکھرو

سوانح سال دہم جلوس سنہ ۷۷

پادشاہ کے جلوس سال دہم کا جشن ہوا۔ اس سال مین شہزادہ کام بخش پیدا ہوا۔
شاہزادہ محمد معظم لاہور سے ایا۔ اسکو اور محمد اعظم کو خلعت گران بہا عنایت ہوئے
سیواجی کا خویش نیتاجی جو مسلمان ہوا تھا اسنے ختنہ کرکے شعار و آداب مسلمانی کو اختیار
کیا تھا۔ پادشاہ نے اسکو منصب سہ ہزاری دو ہزاری سوار اور محمد قلی خانی کا خطاب
عنایت کیا۔ پادشاہ کے جشن مین ایران و توران و بلخ و بخارا و حضرموت و حبشہ کے
ایلچی موجود تھے جنکو انعام و خلعت ملے۔

راجہ جیسنگھ پادشاہ کے حکم سے اورنگ آباد مین تھا۔ پادشاہ نے اسکو اپنے پاس
بلایا۔ ۱۹ شوال سنہ ۷۷ کو شاہزادہ محمد معظم کو دکن کی صوبہ داری پر رخصت کیا اور
ملک و دولت کی مصلحتون کے وجہ سے مہاراجہ جسونت سنگھ و راجہ [illegible] وغیرہ
صف شکن خان و صفی خان و راجہ رائے سنگھ کچھواہہ و عزت خان و سربلند خان کو
شاہزادہ کے ہمراہ کیا اور راجہ جیسنگھ کو لکھا کہ جسوقت اورنگ آباد مین شہزادہ آئے
اسوقت وہان سے روانہ ہوکر میرے پاس آئے مگر راجہ راہ ہی مین تھا کہ بیمار ہوکر مر گیا۔

پہلے زمانہ مین اقوام یوسف زئی کے یورت و مسکن سرزمین قندھار و قرا باغ تھے۔
بعض سببون سے ان حدود سے دربدر آوارہ ہوکر اس زمانہ مین کہ مرزا الغ بیگ کابلی
حکمروائے کابل تھا وہ کابل مین آئین مگر یہان انکی دال نہ گلی تو وہ آخر کار سرزمین
سواد و بجور مین چلی گئین یہان قوم سلطانی جو اپنے تئین سلطان سکندر کی اولاد
دختری بتاتے ہین مرزبانی کرتے تھے۔ وہ لوگ اقوام یوسف زئی کی خدمت گذار
بنین اور پھر کافر نعمتی کرکے قوم سلطانی کو اڑا کر خود سلطانی کرنے لگین اور تمام دشت
وکوہ پر تسلط کرلیا۔ پہلے مرزبانون کو گمنامی کے کونون مین بٹھا دیا۔ انمین سے بعض
حب وطن کے سبب سے اب تک اس مرز و بوم مین مسکن رکھتے ہین وہ ترک یورت قدیم کو دشوار
سمجھتے ہین۔ غرض اب سے سو سال کا عرصہ گذرتا ہے کہ اقوام یوسف زئی اجلی و دیگر

پہنچنے سے پہلے ہوئین اور یہ قوم مغلوب و منہزم ہوئی جس کی مجمل کیفیت یہ ہے کہ شمشیر خان و
عبد الرحیم ملازم امیر خان کابل مع لشکر کومکی کے ساتھ مفسدون کی ولایت مین پہنچے اور سر زیر
مسند مین آ گئے ہے۔ یہ مقام کوہستان یوسف زئی سے باہر یوسف زئی کا محل کشت و زراعت
میدان کر و فر ہے۔ یہان سے موضع اضنین کہ دھند کوہستان ہی تھا نے بٹھانے اور مورچال
لگانے اور نظیم و نسق کرنے کا قصد تھا کوہستان سے باہر جو یوسف زئی مساکن و مواضع و دہات
اور مزارع تھے انکو لشکر شاہی نے تاخت و تاراج کیا شمشیر خان کو معلوم ہوا کہ
یوسف زئی نے کسی مجہول کو دست آویز بنا کے موضع منصور و پنج بیر و مرغز مین فساد
اٹھانے کا ارادہ کیا ہے۔ ۱۲ ذی الحجہ کو لشکر شاہی نے مخالفون کو پنج بیر مین شکست
دی اس جنگ مین شمشیر خان کا بھائی اور کئی بڑے بہادر مارے گئے مفسدون کے
اکثر قریئے و مساکن کو آگ لگائی اور ان کے مواشی کو غارت کیا اور دو روز بعد
شمشیر خان نے پنج بیر کی بائین جانب جا کر مواشی اور اموال کو لوٹا اور بالکل آبادی کا
نشان نہین چھوڑا اور چار موضع مرغز سے آگے لوٹ لئے ان مقدمات کے بعد
بہاکوا اور یوسف زئی کے اور ملکو نے الوس کوزئی اور ملی زئی جو اہل سواد اور بنیر مین
جمع کر کے انتقام لینے کا ارادہ کیا۔ ۱۵ محرم کو انہون نے سپاہ ناحصور کے ساتھ
موضع منصور مین آن کر مورچال مستحکم کئے اور سپاہ کی پیادہ بندی کی۔ دوسرے روز
لڑائی کو آئے شمشیر خان لشکر کو مرتب کر کے ان سے لڑنے گیا۔ افغانون نے بندوق
و تیر سے لڑائی شروع کی لشکر شاہی انکو بھگاتا ہوا منصور پر انکے مورچالون کے
سامنے آیا۔ قریب تھا کہ ہزیمت پاتا مگر شمشیر خان نے اسے سنبھال لیا سخت لڑائی
ہوئی۔ یوسف زئی کو شکست فاحش ہوئی۔ ہوا گرم چل رہی تھی بعضے بھاگ کر
پنج بیر پہنچے تو اتنا پانی پی لیا کہ شعلۂ حیات انکا بجھ گیا۔ ایک گروہ بے آبی سے تشنہ لب
سرائے عدم کو چلا گیا۔ ایک گروہ نے کوہ پر ایک موضع مین کوشش و آویزش مین ثبات کیا۔
شمشیر خان انکے دفعیہ مین مشغول ہوا۔ جب تیر و تفنگ سے انکو دفع نہ کر سکا تو بے توقف م

اشرف و خوشحال خٹک کو ساتھ لے کر اٹک سے برآمد ہوا۔ اور گذر ہارون
کی طرف جو ولایت یوسف زئی کے روبرو واقع تھا روانہ ہوا کہ قوم
یوسف زئی کی تنبیہ کرے۔ پشاور میں امیر خان کا نائب عبدالرحیم تھا اس نے
کامل خان سے مدد طلب کی تھی۔ امیر خان کے اشارہ سے فوراً مراد قلی سلطان
گھکر و راجہ اُسنگہ بھدوریہ ۱۴ شوال کو کامل خان سے مل گئے۔ یوسف زئی
بھی دریائے نیلاب سے اس طرف نگر گذر ہارون پر جنگ و پیکار کے قصد سے مقیم
ہو گئے۔ جب لشکر شاہی گذر ہارون پر آیا تو دریا کے پار مخالفوں نے بچیس ہزار سوار
اور پیادے اتر آئے تھے انہیں سے دس ہزار جنگ کے آہنگ میں مستعد ہوئے
سخت لڑائی ہوئی لشکر شاہی کو فتح نصیب ہوئی۔ یوسف زئی سراسیمہ و پریشان
دریائے نیلاب میں گر گئے لشکر شاہی انکے تعاقب میں گیا۔ یوسف زئی کے دو ہزار
آدمی مارے گئے اور بہت آدمی مجروح ہوئے بعض ڈوب گئے۔ گذر ہارون پر
دریا کے تین شعبے ہوتے ہیں ایک انمیں پایاب تھا۔ اس سے گذر کر جان سلامت
لے گئے لشکر شاہی نے مفسدوں کے چار سو سر اتارے۔ کامل خان نے انمیں سے
ایک سو بیس سر پشاور بھجوائے اور باقی سروں کا کلہ مینار بنایا۔ تاکہ لوگوں کو عبرت
ہو۔ پادشاہ نے یہ خبر سنکر کامل خان کو خلعت فیل دیا اور منصب میں پانصدی
دو صد سوار کا اضافہ کیا۔ کامل خان نے گذر ہارون پر اقامت کی۔ چارون
طرف اسکی کمک کے لئے لشکر شاہی آگیا اور وہ یوسف زئی کے ملک میں گھس گیا
مخالف موضع ادھوند میں جو حصہ کوہستان کہلاتا ہے فتنہ انگیزی کے لئے
جمع ہوئے۔ پادشاہ نے مصلحت وقت جان کر محمد امین خان بخشی کو کابل کا
صوبہ مقرر کیا اور یوسف زئی کی تنبیہ کے لئے حکم دیا وہ نو ہزار سپاہ کے ساتھ
۱۹ ذیقعدہ کو اس طرف روانہ ہوا۔ شمشیر خان کی فوج جو افغانان یوسف زئی
کی تنبیہ کے لئے مقرر ہوئی تھی اسکی کئی لڑائیاں یوسف زئی سے محمد امین خان کے

خلعت و اسپ با ساز و طلا و شمشیر و سپر ہر دو باساز طلا و مرصع و ایک ہاتھی اور پچاس ہزار روپیہ اور اسکے بیٹے یار محمد کو خلعت و خنجر اور ایک اشرفی پچاس سو مہری اور اس کے رفیقون کو چار ہزار روپیہ مرحمت ہوئی - اول سی آخر تک سفیر بخارا اور اسکے رفیقون کو دو لاکھ روپئے کے قریب اور ایلچی بلخ اور اسکے متعلقین کو ڈیڑھ لاکھ روپئے کے قریب اور الشمر والی اورگنج کو خلعت اور چھ ہزار روپیہ انعام دیا اور ایک خنجر مرصع بہا گران والی مذکور کے لئے بھیجا گیا اور بیس ہزار روپئے اسکو حوالہ ہوے - کہ ہندوستان کی امتعہ خرید کرکے اسکو حوالہ کرے اور خواجہ موسیٰ و خواجہ زاہد کو جو - جوئباری خواجہ ہین ہر ایک کو پانچہزار روپیہ بھیجا گیا یہ انعامات ہمنے وہ لکھے ہین جو غیر ملکون کے سفیرون کو دئے گئے ہین جس سے شان دربار عالمگیری معلوم ہوتی ہے کہ کن کن غیر ملکون کے بادشاہون سے اسکی مراسلت تھی اور انکے سفیر اُسکے دربار مین آتے تھے -

کشمیر اور زمیندار تبت کی عرض سی معلوم ہوا کہ عبد اللہ خان والی کاشغر بیٹے کی ہاتھ سے تنگ ہوکر بیت اللہ جانے کے ارادہ سے کمال بیسر و سامانی کے ساتھ ان حدود مین آیا ہے چند اہل و عیال اسکے ہمراہ ہین - بادشاہ نے خواجہ محمد اسحاق کو مہماندار مقرر کیا اور سرانجام ضروری کے ساتھ اسکے استقبال کو روانہ کیا اور اسکے ساتھ ایک سو نو گھوڑے باساز مینا و طلا و سادہ اور ہاتھی باساز نقرہ و خنجر و شمشیر مرصع و ظروف طلا و نقرہ و اقسام اقمشہ و فرش بھیجے اور پچاس ہزار روپیہ نقد خزانہ کشمیر سے تنخواہ کرکے بھیجے - محمد امین خان کہ لاہور مین اپنے تعلقہ صوبہ مین گیا ہوا تھا - حکم گیا کہ عبد اللہ خان کے آنے تک وہان توقف کرے اور اسکی ضیافت مین تقدیم کرے اور خزانہ لاہور سے پچاس ہزار روپئے اسکے پاس پہنچا دے اور سب طرح سے اسکی مہمانداری مین مشغول ہو - جابجا حکام فوجدار ان کو مہمان نوازی و مسافر پروری کے لئے احکام صادر ہوئے جب وہ دار الخلافہ کے قریب آیا تو بادشاہ نے جعفر خان کو اسکے استقبال کے لئے بھیجا اور اعزاز تمام کے ساتھ

و درنگ لشکر شاہی گھوڑون سے اُترکہ پیادہ پا اور سپرین کو مُنہ پہ لگا کے مردانہ وار کوہ پر چڑھا بعض دشمنون کی جان لی بعض کو امان دیکہ دستگیر کیا ئین سو آدمی جنمین چند معتبر ملک لوسات تھے مقید کیے۔ پادشاہ کو یہ خبر ہوئی تو شمشیر خان کا اضافہ منصب کیا محمد امین خان بھی یوسف زئی کے ملک مین آگیا اور اُسنے انکے مساکن و مواطن کی تخریب مین کوشش کی۔ پادشاہ کا حکم اس پاس آیا کہ شمشیر خان کو اوھند مین چھوڑکر اور اسکی کمک کو تاکید کہ بیجکہ تم خود ہمارے پاس چلے آؤ۔ محمد امین خان نے جو کام اس مہم مین کیا اسکی کیفیت یہ ہے کہ ۱۲ ربیع الاول کو موضع لگی مین پہنچکہ شمشیر خان کو اوھند سے اپنے پاس بلایا۔ اس پاس شمشیر خان آیا اور قوم اوتمازی کے ملکون کو جنہون نے اطاعت کی تھی ساتھ لایا محمد امین نے انکو خلعت دیکہ اپنے وطنون کو رخصت کیا اور انکو کہدیا کہ اطاعت کروگے تو لشکر شاہی کی سطوت سے امن رہوگے۔ فریق یوسف زئی سے قوم شیر پا شہباز گڈھ سے کوہ کرہ مار تک جابجا سکونت رکھتی تھی۔ اور موقع پا کر دزدی کرتی تھی۔ محمد امین خان شہباز گڈھ مین گیا لشکر شاہی کوہ کرہ مار کے اندر فضا مین داخل ہوا اور چند قریون کو آگ لگا کے خاک کی برابر کیا چھ ہزار مویشی پکڑ لیے۔ محمد امین خان موضع بجلی مین آیا جو کوہ سواد پر واقع ہے یہان خوب تاخت و تاراج کی اور بہت مواشی لیے لئی۔ اس لوٹ مار کے بعد ۲۷ ربیع الثانی کو اوھند مین آیا اور شمشیر خان کو مہم کا اہتمام سپرد کرکے اور اپنے دو ہزار آدمی دیکہ ۶ جمادی الاولی کو ان حدود سے مراجعت کی۔

۲۵ جمادی الاولی کو جشن شمسی ہوا۔ عبد الرحمن خان بن نذر محمد خان کو پانچہزار روپیہ اور محمد بدیع بن خسرو بن نذر محمد خان کو ہزار روپیہ اور اسکے چھوٹے بھائی باقی محمد کو تین ہزار روپیئے و خوشحال بیگ کاشغری کو شمشیر با ساز مینا کار و محمد منصور برادر عبد اللہ خان والی کاشغر کو خطاب ناصر خانی و جیغہ مرصع و ایک ہاتھی اور پانچہزار روپیہ ملا۔ ۲۶ ربیع الثانی رستم بے ایلچی عبد العزیز خان کو خلعت فاخرہ و شمشیر مرصع با ساز طلا و ایک ہاتھی اور نہ ہزار روپیہ اور اسکے ہمراہیون کو ۱۲ ہزار روپیہ و خوشحال بیگ ایلچی سبحان قلی خان کو

جشن وزن شمسی

جو معتبر کتابون پر نظر نہین رکھتے ۔

واقعات سال یازدہم ۱۰۷۸ھ لغایت سال بست ویکم

روز بروز امور شرعی کے اجراء اور اوامر و مناہی الٰہی کے پاسداری مین بادشاہ کی تقید بڑھتی جاتی تھی متصل احکام جاری ہوتے تھے کہ راہداری اور پاندری وغیرہ موقوف کی جائے جس سے لاکھون روپئے کے آمدنی ہر سال سرکار کو حاصل ہوتی تھی ود مسکرات کے رواج اور خرابات خانون کو موقوف کرتا تھا۔ ہنود کے معبد خانون مین ہر قوم کے زن و مرد زیادہ شمار کے اندازہ سے روز و تاریخ معین پر جاترہ کے لئے جمع ہوتے تھے اور لاکھون روپیہ کے مال کی خرید و فروخت ہوتی تھی اور اس کے محصول بہت روپئے ہر صوبہ مین داخل ہوتے تھے اسکے موقوف کرنے کے لئے حکم صادر فرمایا۔ کلاونتون نامی قوالون سے جو سرکار مین نوکر تھے انسے سرود خوانی سے توبہ کرا کے انکے مراتب و مناصب کو زیادہ کیا اور سرود و رقاصی کے منع کا حکم صادر کیا۔ کہتے ہین کہ ایک جماعت کلاونتون اور قوالون نے بڑا انبوہ ازدحام کیا اور ایک جنازہ کو بڑی شان سے اٹھایا اور اسکے آگے پیچھے روتے پیٹتے جھروکے درشن کے نیچے سے گذرے۔ جب بادشاہ نے جنازہ کی کیفیت استفسار فرمائی تو کلاونتون نے التماس کیا کہ راگ مرگیا ہے اس کو مدفون کرنے کے لئے لیجاتے ہین بادشاہ نے فرمایا کہ اسکو ایسا خاک مین دفن کرو کہ پھر صدا اور ندا نہ آئے۔

بادشاہان سلف کے زمانہ مین اس سال تک یہ مقرر تھا کہ بادشاہ باوجود عارضہ بدنی کے اپنی سلامتی کی خبر کے انتشار کے لئے ایک دفعہ اور کبھی دو دفعہ وقت معین مین اس جھروکہ درشن مین اپنی صورت دکھاتے تھے۔ جو دریائے جمنا پر شاہجہان آباد اور اکبرآباد مین مشرف ہے۔ امراء مجرائی کے سواء اس وقت رعیتون کے لاکھون زن و مرد دعا و ثنا بجا لاتے تھے۔ اور قوم ہنود مین ایک گروہ درشنی مشہور تھا کہ جب تک جھروکہ درشن کے نیچے جاکر بادشاہ کی صورت نہ دیکھتا تھا۔ کوئی چیز نہین کھاتا تھا۔ عالمگیر نے

بادشاہ کا کلاونت

عبادت خانہ مین بلاکر ملاقات کی اور آٹھ مہینے تک مہمان رکھا اور پھر کعبۃ اللہ سامان درست کرکے روانہ کیا۔ سورت تک اسکی ہر جگہہ بڑی خدمت گذاری ہوئی دس لاکھ روپیہ اس کی مہمانداری مین صرف ہوا۔

عالمگیر کی سلطنت کے دس سال کے حال لکھنے کے لیئے عالمگیرنامہ محمد کاظم زیادہ رہنما تھا دس سال کے بعد بادشاہ نے منع کردیا کہ سلطنت کے حالات کو کوئی مورخ قلمبند نہ کرے۔ اسلیئے کوئی تاریخ اس بادشاہ کی باقی چالیس سال سلطنت کی بالاجمال اور بالتفصیل ایسی نہین ہے جیسی کہ اسکے آبا واجداد کی موجود ہے۔ جن کتابون سے باقی حال مین لکھتا ہون یہ ہین۔ اول مآثر عالمگیری جسکو مستعد خان نے خفیہ لکھا ہے وہ مین واقعات دکن مین قلعون اور ملکون کی فتوح کو بیان کیا ہے مگر وہ واقعات جو ان مہمات مین پیش آیئے انکا ذکر نہین کیا اچھا رخ دکھایا ہے دوسرا رخ چھپایا ہے۔ دوم منتخب اللباب خافی خان ہے۔ خافی خان کا باپ سلطان مراد بخش کا نوکر تھا۔ وہ عالمگیر سے ناخوش تھا اسکا بیٹا مورخ ہے جسنے باپ سے بہت واقعات سن کر ایسے لکھے ہین جنہین عداوت کی بو آتی ہے کبھی کبھی مخالفت مذہبی کے سبب بادشاہ کے حال لکھنے مین نعمت خان عالی کا بھائی بنجاتا ہے۔ اپنی تاریخ کو ہجو بناتا ہے اور عالی کی مضحک نظمین نقل کرتا ہے۔ سوم تاریخین جو مرہٹون نے لکھی ہین اور انگریزی مین ترجمہ ہوئی ہین ان تاریخون مین افسانے اور کہانیان بہت ہین تاریخ کم ہے۔ چہارم وہ تاریخین جو اہل فرنگ نے جو اس زمانہ مین ہندوستان مین موجود تھے لکھی ہین جیسے فرانسیسی ڈاکٹر برنیر ہے۔ یہ ڈاکٹر صاحب دانشمند خان کا ملازم تھا جو ہندوستان کے امرا کی مجالس سے واقف ہین وہ جانتے ہین کہ واقعات ملکی کی داستان سرائی کس طرح مجالس مین ہوتی ہے اور کیا کیا طرافتین آمیز خرچ ہوتی ہین اس اجنبی ڈاکٹر نے اس اپنے آقا کی مجلس مین جو باتین سنین انکو سچ سمجھ کر اپنے فرانسیسی دماغ سے عقلی تکّے انہین لگاکے ایک ایسی دلچسپ تاریخ لکھ دی جسکے مطالعہ سے وہ آدمی مغالطہ مین پڑتے ہین۔

تقویم مقرر کرنے کا اور دفتر مین تقویم رکھنے کا رواج برطرف کیا۔ اہل دفتر نے عرض کیا کہ تاریخ ماہ شمسی کا حساب ازروے تقویم محرر رکھتے ہین جواب ممنوع ہوا تو حساب طلب تنخواہ بغیر تقویم جاری نہین ہوسکتا تو فرمایا کہ

لاولا لب لاولا لاشش مہ است لل وکط وکط لل شہور کو بہ است

پر حساب کرکے شمسی مہینون کے سررشتہ کو نگاہ رکھین۔ اس حکم سے حساب مین الجھیڑا پڑ گیا اور جن منصبدارون کو برسون کے بعد تنخواہ ملتی تھی انکو دس بارہ روز تنخواہ کا نقصان ہونے لگا۔

امور ملکی ومقدمات جزئی وکلی مین قضات ایسے مستقل ہوئے کہ امیران عمدہ صاحب مدار سلطنت کو انپر رشک وحسد ہوا چنانچہ قاضی عبدالوہاب احمدآبادی کہ قاضی القضات بادشاہی تھا اُس نے اس قدر استقلال اور اعتبار پیدا کیا کہ تمام امراء بانام ونشان اُس سے اپنی حفظ آبرو کا ملاحظہ کرتے تھے۔ مہابت خان ثانی کہ جو بادشاہ کی خدمت مین بڑا گستاخ تھا وہ ہمیشہ قاضی کی خفت کے درپے رہتا تھا۔ چنانچہ راوی ثقہ ومحرمان خاندان قاضی سے سنا گیا کہ جن ایام مین مہابت خان مہم دکن مین مامور ہوا اور حضور سے مرخص ہوا اور اُس نے مساعدت کی درخواست بادشاہ کی مرضی سے زیادہ کی اس ضمن مین اُسکو خبر پہنچی کہ تین چار لاکھ روپیہ کا جواہر اور اسباب کشمیر واکبرآباد اور مال قاضی احمدآباد کے بیوپاریون کے مال تجارت کی ہمراہ آیا ہے اور قافلہ مین داخل ہوا ہے تحقیق کرنے کے بعد سب مال کو لے لیا اور سپاہ مین تقسیم کردیا۔ جب بادشاہ سے یہ حال عرض کیا گیا اور تحقیقات شروع ہوئی تو مہابت خان نے عرض کیا کہ سوداگرون کا مال ازراہ اضطرار بطریق قرض لیا ہے کہ اسکا جو منافع قاضی صاحب تجویز کرینگے وہ مین اداکرونگا۔ قاضی نے مصلحت کار اسمین جانی اور کاوش نہ کی جسوقت مہابت خان کی رخصت کی تجویز ہورہی تھی کہ دکن کے اخبار نویسون کے نوشتہ سے معلوم ہوا کہ سیواجی نے

اسکو بھی نامشروع جان کر جھروکے کے نیچے آدمیون کے جمع ہونے کو موقوف کر دیا اور
جھروکہ مین خود بیٹھنا چھوڑ دیا۔
آغاز سال دوازدہم کی ابتدا مین پادشاہ نے سنا کہ برہانپور مین محلہ احدی پورہ اور
کھڑکی پورہ آپس مین عداوت ہمچشمی رکھتے ہین۔ ایام عاشورہ مین احدی پورے کے آدمی
ہر سال گشت کے واسطے تابوت نکالتے ہین مردم کھڑکی پورہ پر اور اونکے محلون
پر غالب تھے۔ گشت کے وقت تابوت کے ساتھ دو سو سے زیادہ سوار زرہ پوش اور
بندوقچی باہر نکلتے تھے۔ اتفاقات کو تابوت کے گشت کے وقت کھڑکی پورہ کے
آدمیون سے انکا مقابلہ ہوا۔ ہر چند کھڑکی پورہ کے آدمیون نے اپنے تابوت کی
گشت کی راہ کو بدل کر احدی پورہ کے تابوت کے مقابلہ سے بچایا۔ مگر احدی پورہ
کے آدمیون نے جہالت سے اسکی راہ کو دو دفعہ روکا۔ جامع مسجد کے نزدیک جنگ
واقع ہوئی۔ ایسی جنگ عظیم ہوئی کہ کھڑکی پورہ والون کے ساتھ بہت سے تماشائی
شریک ہو گئے۔ اس قدر آدمی انکی اعانت کے لئے در و بام پر چڑھ گئے کہ کسی کاندان
کے گھر پر سفال باقی نہین رہی اور پچاس احدیون سے زیادہ قتل ہوئے اور سو نفر
زخمی ہوئے۔ پچاس چالیس ہزار روپئے کے مروارید اور اقمشہ تابوت اور رشد سے احدی پورہ
کے لٹ گئے۔ پادشاہ نے اس واقعہ کو سنکر حکم دیا کہ تمام صوبون مین لکھا جاے کہ ایام
عاشورہ مین کوئی تابوت نہ بنائے اور نہ انکا گشت کرائے۔ پادشاہان سابق کے
عہد مین شاعر و منجم زیادہ اعتبار رکھتے تھے خصوصاً شاہجہان کے عہد مین اور ہر ایک پادشاہ کے
عہد مین ایک ملک الشعرا ہوتا تھا۔ اور وہ پائے تخت مین حاضر رہتا تھا۔ مصالح رکابی
دفتر دیوانی کا جزو منجمین کا گروہ سمجھا جاتا تھا۔ وہ پادشاہ کے روشناس نوکر ہوتے تھے
انکو یہ کام سپرد تھے فصول اربعہ کی تحقیق اور ماہہای شمسی کے سر رشتہ حساب اور تنخواہ
تیول جاگیردارون اور نقدی احدیون و توپخانہ کی اور تقرر ساعت کے موافق
تقویم بناتے وہ سب موقوف ہوئے۔ شعر کہنے سننے کا اور ساعت از روئے

کہ اس صورت مین کہ مجھے زندہ قیدی کرکے بھیجے یا میرے سر کو کاٹ کر ارسال کرے
دونو صورتون مین یہ دونو جواہر بے بہا تیرے ہاتھ نہ آئینگے - یہ مین ہون اور
یہ میرا سر ہے تو ہم برگشتون کے سر سے ہاتھ اٹھا - علی قلی خان نے یہ سوچا کہ معلوم
نہین کیا ہو - سودائے نقد کو امید نسیہ پر چھوڑنا مصلحت نہین ہے - اسلئے وہ دو جواہر
بے بہا لے لئے - اور تہدید آمیز تفتیش کے بعد تمام فقیرون اور مسافرون کو چھوڑ دیا
سیوا جی اس خلاصی کو دوبارہ عمر پانا سمجھا جیسے کہ مرغ قفس مین پھنسا ہوا چھوٹ کر
اڑتا ہے - اس طرح وہ فوجدار کے دام سے چھوٹ کر بنارس کی طرف اڑا -
اگرچہ وہ خود پیادہ چلنے مین ہرکارون سے زیادہ چلتا تھا - مگر سنبھا کم عمر بچہ ساتھ
تھا اس کے پاؤن مین چھالے پڑے وہ اسکے پاؤن کی زنجیر بنا - سیوا جی کے
باپ دادا جب بنارس مین آئے تھے تو موروثی پروہت کیسا کو بنایا تھا - حسب
اسم و رسم ہنود کا یہ ضابطہ ہے کہ جس مکان مین جاتر اجاتے ہین وہ ایک برہمن کو
اپنا مہری خط لکھ کر دیدیتے ہین جو انکی خدمت کرتا ہے وہی ہمیشہ انکی اولاد کی
خدمت کیا کرتا ہے سیوا جی نے اسکو تلاش کر کے پیدا کیا اور اپنے بیٹے کو اسکے
حوالہ کیا - کچھ جواہرات اور اشرفیان دین اور سفارش کی کہ اگر میری حیات نے وفا کی
اور مین اپنے مکان کو پہنچا تو مین تمہین خط لکھونگا تم سنبھا کو اپنے ساتھ لے کر جس
راہ سے کہ مین بتاؤن اس راہ سے میرے پاس پہنچا دینا ورنہ تمہین اور بیٹے کو
خدا کے سپرد کرتا ہون - کبھی تو پسر کی خواہش اور اسکی مادر کی تحریر پر زنہار اپنی
جگہ سے حرکت نہ کرنا - اس برہمن کو جو کیسا کو لایا تھا چند سال کا خرچ
دیکر سنبھا کے ہمراہ کیا اور خود بنارس کو روانہ ہوا اور یہین داخل ہوا - دو گھڑی
رات رہی تھی وہ گنگا نہانے گیا ابھی ڈاڑھی منڈانے اور نہانے سے فارغ نہ ہوا تھا
اور تاریکی باقی تھی کہ سیوا کے گرفت و گیر کا غلغلہ ہوا اسلئے ایک برہمن کو زر جو دیا
دیا اسنے جلد نہانے سے فارغ کر دیا اور وہ روانہ ہوا - القصہ سیوا بنارس سے بہار

بہت فساد مچایا ہے تو جعفر خان اور مہابت خان کی طرف منہ کرکے بادشاہ نے فرمایا کہ اس کافر بچہ نے پائوں اپنی حد سے باہر بہت نکالا ہے۔ اس کے استیصال کا فکر ضرور ہے۔ مہابت خان نے جواب مین التماس کیا کہ فوج کی حاجت اور لشکر کے تعین کی ضرورت نہین ہی۔ اعلام قاضی کفایت کرتا ہے۔ بادشاہ نے بعد ماغ ہوکر خلوت مین جعفر خان سے فرمایا کہ مہابت خان کو سمجھا مین کہ سر دیوان ایسے لغو کلمات عرض نہ کیا کرے۔

سیواجی کا حال فرار ہونے کے بعد خافی خان یہ لکھتا ہے کہ سیواجی متھرا سے بھیس بدل کر روانہ ہوا۔ ڈاڑھی موچھ منڈائی۔ اپنے پسر خرد سال کو ہمراہ لیا۔ چالیس پچاس ہرکارے اور نوکر چاکر ساتھ تھے۔ سب کے منہ پر بھبوت ملی ہوئی تھی۔ اور ہندو فقیرون کی صورت بنائی چوب دستیون کو مجوف کیا تھا اور ان کے اندر بیش قیمت جواہر اور کچھ اشرفیون کو اتنا بھر لیا تھا۔ کہ لکڑیون کو ہاتھ مین لیجا سکتے تھے ان کے سرون پر شامین لگا دی تھین۔ پرانی جوتیون کے تلوون مین کچھ اشرفیان سی دین۔ یہ فرقہ مختلف الوضع بیراگی وگسائین اداسی بنا اور الہ آباد سے بنارس کو چلا۔ ایک دانہ الماس بیش قیمت چند یاقوت کے دانون کے ساتھ موم مین بند کرکے ہرکارون کی پوشش مین سی دیا۔ اور اور جواہر بعض ہمراہیون نے منہ مین رکھ لئے۔ یہ کوچ کرکے ایک مکان مین پہنچا جہان کے فوجدار کو وکیل کے لکھنے سے اور بادشاہ کے احکام پہنچنے سے سیوا کے فرار کا حال معلوم ہوگیا تھا فوجدار نے سیوا کے فرار ہونے کی اور ان فقیرون کے تین گروہون کی آنے کی خبر پاکر ان سب فقیرون کو مقید کرلیا اور تحقیقات شروع کی ایک روز ایک رات تک یہ مقید مسافرون کی ایک جماعت کے ساتھ قید مین رہا۔ دوسرے روز آدھی رات کو سیوا خود تنہا خلوت مین فوجدار پاس گیا اور اقرار کیا کہ مین سیوا ہون۔ دو دانہ الماس و یاقوت لاکھ روپئے کی قیمت کے میرے پاس ہین تو یہ جانتا ہے کہ

سیواجی کا حال فرار ہونے کے بعد

حوالہ کر کے انکو رخصت کیا۔ عبداللہ شاہ کے بعد ابوالحسن اسکا جانشین ہوا۔ ایک روایت
یہ ہے کہ ابوالحسن کی فرمانروائی کے سال اول دوم میں سیواجی حیدر آباد میں آیا اور اس سے ملاقات کی
اور رابطہ قربہی کی۔ قلعہ گیری سے فراغت پا کر وہ بدستور سابق قلعہ راجگڈھ میں منتقل ہوا
اور از سر نو علم بغاوت بلند کیا۔ انگریزی تاریخون مین مرہٹون کی اور خافی خان
کی تاریخون سے یہ نقل ہوتا ہے کہ راجہ جیسنگھ نے یہ جانا کہ بیجاپور سے مراجعت کے بعد
دکھنیون کے ہجوم اور عدم ذخیرہ سے مفتوحہ قلعون کا قلعدارون کے ہاتھ مین رہنا
متعذر ہے اسلئے اسنے مصالح توپ خانہ جو ہمراہ لینے کے قابل تھا ساتھ لیا۔
باقی کو کہا کہ سپاہ لوٹ لے یا آگ لگا دے اور برج و بارہ جو لائق مسمار کرنے کے تھے
انکو ڈھا دیا اور وہان سے کوچ کر کے اورنگ آباد کو چلا۔ مورونپت کو یہ موقع ہاتھ آیا
کہ اسنے ان قلعون کو دوبارہ لے لیا۔ مرمت کرائی انمین آدمی مقرر کئے اور بادشاہی آدمی
نکالدیئے۔ غرض سیواجی کے آنے سے پہلے بہت قلعے فتح ہو گئے تھے اسنے آن کر
ملک کوکان مین ولایت کلیان کو فتح کر لیا۔

سیواجی نے بندر سورت پر تاخت کی اسمین کروڑون روپئے کے نقد و جنس حاصل
ہوئی۔ اور ہنود با نام و نشان اور مسلمان آبرو طلب زن و مرد اسکے ہاتھ آئے۔
سورت کو باب الحج کہتے تھے۔ اسکا لٹنا حاجیون کے حج کا مانع تھا۔ اسلئے بادشاہ کو یہ
واقع نہایت ناگوار ہوا۔ اسنے حکم دیا کہ بندر سورت کے اطراف مین قلعہ شہر پناہ
بنائین جو پہلے نہ تھا۔ اور دلیر خان و خان جہان بہادر سیواجی کی تنبیہ کے لئے متعین کئے
کہتے ہین کہ سیو نے بارہ ہزار عربی و کچھی گھوڑے جمع کئے۔ سوارون کو ان گھوڑون کا بارگیر
بنا کے افواج کو بھیجا۔ پہلے جو اسنے نئے قلعے دریا مین بنائے تھے انکو از سر نو تعمیر کیا۔
جنگی کشتیان تیار کین اور انکے قلعون کے نیچے رکھا اور راہ ولایت اور کعبۃ اللہ کے جہازون
کو لوٹنا شروع کیا۔ قلعہ راجگڈھ سیواجی کا قدیمی ملجا تھا۔ جب اس کے اطراف کے
بندوبست سے خاطر جمع ہوئی تو اسکو یہ فکر ہوا کہ راجگڈھ سے زیادہ کسی قلعہ کو مین بنا

راجہ جی سنگھ

سیواجی کا سورت کو لوٹنا اور قلعہ [illegible] (۵ [illegible] ۱۶۶۴ع)

و پٹنہ و چاندہ کی راہ سے قصبہ حیدرآباد مین عبداللہ قطب الملک پاس پہنچا اور
افسانے اونکی انگیز وابلہ فریب سے اسکو ایسا سبز باغ دکھلایا کہ وہ اس پر فریفتہ
ہو گیا۔ سیواجی فن قلعہ گیری مین مشہور تھا۔ عبداللہ قطب الملک نے ان تمام
سرحدی قطب شاہیہ قلعون کے لئے سیواجی کو متعین کیا جو عادل شاہیہ کے تصرف مین چلے گئے
تھے اسنے عبداللہ سے قسم عہد و پیمان و قرار کئے کہ اگر فوج و مصالح قلعہ گیری میرا
ہمراہ کیا جاوے تو قلعے جو بیجاپوریون کے تصرف مین ہین انکو جا کے تھوڑے دنون مین تسخیر
کر لیتا ہون اور تمہارے منصوبون کو جو میری ہمراہ تم کردوگے انکو حوالہ کردونگا اور
سوائے تمہارے قلعون کے چند میرے قلعے جو کہ عالمگیر کے آدمیون نے لے لئے ہین اگر ان کو
تمہارے کمک و مصالح سے اپنے تصرف مین لاؤنگا تو مین تمہارے احسان مانونگا
اور آپ کا بندہ دست گرفتہ اور غلام زرخریدہ رہونگا۔ عبداللہ شاہ نے
عاقبت بینی اور اس غدار کے افعال پر نظر نہین کی جمعیت شائستہ مع مصالح
قلعہ گیری اور چند آدمی قلعہ داری کے قابل سرفوج قرار دئے اور انکو سیواجی کی اطاعت
و رفاقت کے لئے سفارش کی۔ سیواجی قلعہ گیری مین ید بیضا رکھتا تھا فوج لیکر
جس قلعہ کے نیچے وہ جاتا اسکو طرح طرح کے حیلون و تدبیرون سے چند دنون کی
محاصرہ مین لے لیتا قلعہ کے سپرد کرنے اور قلعہ دار ہونے کے لئے عبداللہ شاہ نے جو آدمی
اسکی ہمراہ کئے تھے اسنے چکنی چپڑی باتین کہہ دیتا کہ تم میری قوت بازو ہو اس
قلعہ سے بہتر قلعہ تم کو سپرد کرونگا یون امیدوار کرکے جنس و نقد جو قلعہ مین سے ہاتھ
لگتا انکو دیدیتا اور انکو دم دیکر دوسرے قلعہ پر لے جاتا ستارہ اور پرنالہ وغیرہ
دس بارہ قلعے فتح کر لئے یہ بیجاپور کے قلعے ایسے مشہور تھے کہ لاکھون روپئے خرچ ہو کر
برسون مین فتح ہوتے اسنے تھوڑے دنون مین اپنے تصرف مین کر لئے۔ راجہ
جے سنگہ و دلیر خان اور بندہای بادشاہی کی سعی سے قلعون راجگڈھ وغیرہ کی
کنجیان خود اسنے حوالہ کین تھین انپر پھر اپنا تصرف کر لیا۔ عبداللہ شاہ کے نوکرون کو

سیواجی کا قلعہ جات فتح کرنا۔

اورنگ زیب و سیواجی کے صلح کا ہے یہ دونو ملکی جوڑ توڑ ہون مین ایک دوسرے
کے استاد تھے۔ اس صلح کا حال بعض مؤرخ انگریزی مرہٹون کی تاریخون سے
نقل کرتے ہین کہ بادشاہ نے راجہ جسونت اور شاہزادہ محمد معظم کو بہت تاکید سے
لکھا تھا کہ سیواجی سے بظاہر ملے رہنا عین مصلحت ہے مگر جسوقت قابو چلے اسکا قید
کرنا یا قتل کرنا واجب ہے بلکہ یہان تک ہدایت کی کہ میری حکومت سے بغاوت
اور نفرت جتانا اور خفیہ جداگانہ مرہٹون سے ملتے جلتے رہنا۔ غرض یہ صلح
اسکے پھنسانے کا جال تھا۔ مگر سیواجی سیانا تھا اس جال مین کب آتا تھا بعض مؤرخ
انگریزی یہ بیان کرتے ہین کہ سیواجی کی ملاقات راجہ جسونت سنگہ سے دہلی
مین ہوئی تھی۔ وہ راجہ کے مزاج سے خوب واقف تھا۔ اور راجہ اسوقت شاہزادہ
محمد معظم پر بالکل مسلط تھا۔ راجہ کٹا ہندو تھا۔ اب تک اسکا ایک خط اورنگ زیب
کے نام کا جزیہ کے باب مین راجہ کولاپور کے پاس موجود ہے۔ یہ خط سیواجی
نے اسکو لکھ کر دیا تھا۔ وہ ہندوؤن کی سلطنت کا بہ نسبت مسلمانون کی سلطنت کے
زیادہ نیک خواہ تھا بڑا رشوت ستان تھا سیواجی نے چاہا کہ راجہ اور مرزا دونو کو زر دیکے
سے خوب مطلب برآری ہوگی۔ انکو بیدریغ خوب روپیہ دینا شروع کیا۔ شاہزادہ
محمد معظم کو اپنی تقصیرات کا شفیع بنایا اور ایک عرضداشت اپنی دولت خواہی کی
جسمین لکھا تھا مین ہمیشہ حضور کی خیر خواہی اور اطاعت و فرمان برداری و
خدمت گذاری کرونگا گو میری خدمات کی پہلے قدر نہین ہوئی۔ بادشاہ نے
اسکی درخواست منظور کی اور سیواجی کو راجہ کا خطاب دیا اور اسکے بیٹے سنبھاجی کو
پنجہزاری کا خطاب ملا اور ملک برار مین ایک نئی جاگیر دی جسمین سیواجی کی جاگیر
سے اول دفعہ ایک مرہٹہ کلکٹر راؤجی سومناتھ مقرر ہوا اور اسکی جاگیر کے ضلع
پونہ و چاکنہ و سوپہ واپس دیے گئے مگر یہ ڈراوا اُس پر رکھا گیا کہ قلعہ سنگڈہ
اور پورندھر مین بادشاہی فوج فرمان روا رہے۔ سیواجی نے اورنگ آباد

رہنے کے واسطے کوئی قلعہ بنانا چاہیئے۔ بہت تلاش کرکے اسنے کوہ راہیری مین اسکی تجویز
کی وہ دامن کوہ سے قلعہ تک تین کروہ ارتفاع رکھتا تھا اور ۲۴ کروہ وہان سے دریا
شور تھا اور دامن کوہ سے دریا کا ایک شعبہ سات کروہ پر تھا اور اس طرف کی طرف
مین بندر سورت کی راہ دس بارہ کروہ خشکی مین تھی اور راجگڈھ یہان سے چار پانچ
منزل تھا۔ یہان پانچ مہینے برابر مہینہ برستا تھا۔ اس کوہ کا تعلق نظام الملکی
کوکن سے تھا۔ یہان قلعہ اسنے بنایا اور برج و بارہ اسکے کمال قلب بنائے
قلعہ راجگڈھ کو رہنا چھوڑ دیا۔ قلعہ راھیڑی (راہی گڈھ) کو اپنے رہنے کی جگہ بنایا۔
جب قلعہ تیار ہوگیا اور توپین اسپر لگ گیئن اور اطراف کی آمد و رشد کی راہ مسدود
ہوئی صرف ایک راہ قلب اسکی رکھی تو ایک دن مجمع کیا اور زر کی تھیلی اور سونے کے
کڑے طلائی میان مین رکھدیا اور منادی کی کہ سوا اس راہ کے جو مقرر ہوئی
ہے اگر کوئی شخص دوسری راہ سے قلعہ کے اوپر بلا مدد زینہ و کمند کے مع نشان جائے
تو وہ زر اور سونے کے کڑے لے لے۔ ایک ڈھیر آیا اسنے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو مین
پہاڑ پر مع نشان کے جاکر قلعہ پر نشان نصب کرکے چلا آؤن۔ سیوا جی نے اجازت
دی۔ اس نے قلعہ پہ جاکر نشان نصب کردیا اور جلدی چلا آیا سیوا جی نے حکم
دیا کہ خریطہ زر اور کڑے طلا اسکو دیدین اور اسکے پاؤن کے بند کاٹ دین۔ اس راہ
کو اسنے بند کردیا۔ جیسنگہ کی جگہ دکن کا صوبہ سلطان معظم مقرر ہوا اور جسونت سنگہ
اسکے ساتھ بھیجا گیا ان دونو کے اوصاف کا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

جو کارساز شوق کے پردون مین ہوتے ہین انکی اصل حقیقت اس سے نہین
کھلتی کہ جو سازش کرنے والے ہین وہ تو سازش کا حال صحیح بیان نہین کرتا اور اگر
سچ بھی کہتے ہین تو انکی دغابازی اور مکاری کے سبب اعتبار نہین ہوتا اور سازش کے
افشا مین محققین جو اپنی عقل دوڑا کر رائین لگاتے ہین انمین کوئی کچھ لکھتا ہے کوئی کچھ
کہتا ہے اس اختلاف سے کوئی صحیح امر تحقیق نہین ہوتا۔ بس اسی قبیل کا معاملہ۔۔

سیواجی کی لڑائی حبشیون سے اول۔

فتح کرنا قلعہ پورندھر کی طرح آسان نہ تھا۔ مورو پنت کو اہل قلعہ نے ہٹا دیا اور اسکے ایک ہزار آدمیون کو مار ڈالا۔ اہل قلعہ کو امید تھی کہ جنجیرے سے انکی کمک آئیگی وہ نہ آئی دوسری دفعہ حملہ کیا اور دو مہینے تک محاصرہ رکھا اور اسکو تسخیر کرلیا۔ غرض تمام ولایت کلیان پر سیواجی کا قبضہ ہوگیا سیونیری کی فتح کرنے مین سیواجی کامیاب نہین ہوا جنجیرا کو بھی فتح نہ کرسکا۔ جسکا نیچے حال خافی خان کی کتاب سے لکھا جاتا ہے۔

ابتدا مین کوکن نظام الملکی سے راہیری کی اطراف تعلق رکھتی تھین جب شاہجہان کا اسپر تسلط ہوا۔ تو بیجاپور کا ملک جو تازہ تصرف مین آیا تھا اسکو کوکن نظام الملکی سے بدل لیا تھا اور عادل شاہ کو وہ مرحمت کیا تھا۔ اس ضلع کوکن مین عادل شاہ کی طرف سے فتح خان افغان حاکم تھا۔ اور قلعہ ڈنڈا راجپوری (دھندار) راجپوری کہ نصف دریائے شور مین واقع ہے اور نصف خشکی مین ہے اسکا حاکم نشین تھا اور قلعہ جزیرہ جو دریائے شور کے اندر ٹاپو مین تھا وہ گولہ رس فاصلہ پر ڈنڈا راجپوری سے تھا وہ کمال مستحکم تھا۔ اس نواح مین ملک پر جسوقت غنیم کا غلبہ ہوتا تو یہان کا فوجدار اس قلعہ مین پناہ کے لیے چلا جاتا۔ ڈنڈا راجپوری سے راہیری بیس کروہ پر تھا۔ جب اسکو سیواجی نے اپنے رہنے کی جگہ مقرر کی تو اس نواح مین سات اور چھوٹے بڑے قلعے اپنے تصرف مین کرلیے اور ڈنڈا راجپوری کی تسخیر کا ارادہ کیا۔ جب فتح خان نے سیوا کا غلبہ یہ دیکھا کہ سب قلعون پر غالب ہوگیا ہے تو حواس باختہ ہوکر۔۔ ڈنڈا راجپوری کو چھوڑکر قلعہ جزیرہ مین چلا گیا اس جزیرہ کو مرہٹے جنجیرا کہتے ہین۔
سیواجی نے یہان بھی فتح خان کا قافیہ تنگ کیا تو وہ اس فکر مین تھا کہ امان کا قول لیکے جزیرہ بھی غنیم کو سپرد کردے اور خود اپنی جان سلامت باہر لیجائے فتح خان کے تین غلام حبشی سیدی سنبل و سیدی یاقوت و سیدی خیریت تھے اور انمین سے ہر ایک کے ہمراہ دس دس حبشی قواعد دان سپاہی ہمراہ تھے

مین محمد معظم پاس سنبھاجی کو سوارون کے ساتھ روانہ کیا۔ مگر کم عمری کے سبب سے اسکو الٹا بلا لیا اور اسکی جگہ پرتوجی گوجر کو پرتاب راؤ کا خطاب اور سرنوبت سوارون کا منصب دیکر بھیجا۔

بیجاپور اور گولکنڈہ کے رئیسون سے بادشاہ کی صلح ہو گئی تھی اسلیے ۱۶۷۰ء تک دکھن مین امن رہا۔

عالمگیر ایسا نادان نہ تھا کہ وہ وقت پر اپنی تدابیر کی ناکامیابی کو نہ سمجھتا۔ جسوقت اسکو معلوم ہوا کہ اس صلح سے سیواجی پھندے مین نہ پھنسا تو اسنے کھلم کھلا اسکی گرفتاری کا حکم دیا۔ اس سبب سے صلح کا عہد ٹوٹ گیا اور سیواجی نے پھر اپنا پرانا طریقہ اختیار کیا۔ اول اسنے قلعون سنگ گڈھ اور پورندھر کو فتح کرنا چاہا جنکے سبب سے اسکی آمد و رفت جاکنہ اور پونہ سے مسدود تھی۔ سنگ گڈھ کا قلعہ پونہ کے پاس تھا۔ اسکی عظمت کا خیال اورنگ زیب اور سیوا دونو کو تھا۔ بادشاہی رجپوتون کی فوج نہایت تجربہ کار افسر اودے بھان کے ماتحت اس قلعہ کی حراست کرتی تھی۔ تناجی مالوسری نے مادلیون کو ساتھ لیکر اس قلعہ پر دھاوا کیا۔ پہاڑون کی بلندیون کو زینون پر چڑھ چڑھ کے گھیر لیا۔ راجپوتون کی سپاہ بڑی دلاوری سے لڑی اور تناجی کو مارکر گرا دیا۔ اور دشمنون کی تہائی فوج (۳۰۰ آدمیون کے قریب) کو ٹھکانے لگایا۔ مگر مرہٹے مرکر بھی نہ ہٹے اور آخر کو بڑی بہادری اور شجاعت سے قلعہ کو لیکر رہے۔ پانچ سو رجپوت مع افسر کے کشتہ ہوئے سیواجی اس قلعہ کی فتح سے بڑا خوش ہوا۔ مگر جب اسنے سنا کہ تناجی مارا گیا تو بڑا غمزدہ ہوا۔ اور اسنے کہا کہ بھٹ ہاتھ آیا اور شیر مارا گیا سیواجی کی عادت نہ تھی کہ وہ ایسے موقعون پر کسی کو انعام دیتا لیکن اس فتح نمایان کی خوشی مین ہر مادلی کو چاندی کے کڑے عنایت کیے اور افسرون کو انکے حسب حال انعام دیا۔ سوریاجی کو قلعہ دار مقرر کیا۔ سنگ گڈھ کے فتح ہونے کے بعد قلعہ پورندھر بھی لے لیا اسنے کچھ بڑا مقابلہ نہین کیا۔ کیونکہ مین قلعہ ہو گیا

سیواجی کا دوبارہ قلعون اور ملک پر قبضہ کرنا۔

اور منصوبہ بازی مین ممتاز تھا کشتیون اور مصالح جنگی کے جمع کرنے مین قلعہ کے
برج دوبارہ کی تعمیر مین اور دریا نوردی مین وہ پہلے سے زیادہ کوشش کرنے لگا اور
شب و روز مسلح و مکمل رہنے لگا۔ مگر اس نے غنیم کی کشتیون کو دریا پر پکڑ لیا اور
بہت مرہٹون کے سر کاٹ کے بندر سورت مین بھیجدیئے اور خانجہان کو عرضداشت
بھیجی۔ خانجہان بہادر کی تجویز سے اسکے پے ہم اضافہ ہوئے۔ وہ ہمیشہ منصوبے مین
رہتا تھا کہ قلعہ دندا راجپوری کو سیواجی کے قبضہ سے نکالے اسنے ہوائی توپین
بہم پہنچائین اور رات کو انکو درختون پر لگا کے دندا راجپوری کی طرف چھوڑا۔
اسی طرح سیواجی قلعہ جزیرہ کی تسخیر کے فکر مین رہتا تھا۔ اور اپنے ہمراہ کے سرداروں
سے جو فن قلعہ گیری مین ممتاز تھے وعدہ کرتا تھا کہ جو اس قلعہ کو فتح کرے تو اسکو
ایک من سونا مع اور لوازم انعام دونگا۔ ہولی کے دنون مین سیواجی نے قلعہ ہی
سے تین کروہ پر ایک مکان ٹھیرنے کے لئے تجویز کیا تھا اور قلعہ جزیرہ کی تسخیر کی
دھن مین رات دن رہتا تھا۔ ایک رات کو حصار دندا راجپوری مین ہندو
ہولی کھیل کر مست پڑے تھے کہ سیدی یاقوت نے چار پانچ سو آدمی مع مصالح
قلعہ گیری و زینہ و کمند سیدی خیریت کے ہمراہ خشکی کی طرف تعین کئے اور خود
تیس چالیس کشتیان مصالح یورش سے بھری ہوئی لیکر دریا کی طرف سے پاس
حصار مین پہنچا۔ دونون آپس مین کچھ اشارے مقرر کر لئے تھے ان مقرری اشارون
پر کام کرتے تھے۔ قلعہ کے آدمیون کو انہون نے غافل پایا سیدی خیریت نے خشکی
کی طرف سے صدائے یورش بلند کی۔ اور ہندوؤن نے خبر پاکر بہیئت مجموعی اسکے
دفعیہ کرنے پر متوجہ ہوئے و سیدی یاقوت نے ایک جانبازون کی جماعت لی اور
کمند و زینون کے ذریعہ سے جو کشتیون سے پاس حصار تک لگے ہوئے تھے
جلدی و چالاکی سے حصار پر چڑھنے لگے انمین کچھ آدمی ڈوبے کچھ قتل ہوئے۔
مگر حصار کے اندر پہنچ گئے اور مار و پکڑ کا غل مچایا اسی حال مین چند نفر

جزیرہ کے بندوبست کا اور اکثر کاموں کا اختیار انکو تھا۔ ان تینوں کو غنیم کے غلبہ
پر اور فتح خان کے اس ارادہ پر اطلاع ہوئی کہ وہ قلعہ جزیرہ کو سیواجی کے حوالہ کریگا
تو انہوں نے باہم مصلحت کی کہ جس صورت مین قلعہ جزیرہ کا مرہٹوں کے تصرف مین
چلا جائیگا تو خدا جانے ہمپر وہ کیا ظلم توڑینگے بہتر یہ ہے کہ فتح خان کو دستگیر
کرکے مقید کرین اور سیدی سنبل کو اس ضلع کی سرداری اور حکومت دین۔ چنانچہ سنہ ۱۲
جلوس مین حبشیوں نے فتح خان کو غافل کرکے اسکے پانوں مین زنجیر ڈالی اور ساری
حقیقت عادل شاہ کو لکھی اور خان جہان بہادر صوبہ دار دکن کو بھی اسکی اطلاع دی
اور بادشاہ کی بندگی کی استدعا کی اور بندر سورت اور دریا کی راہ سے کمک طلب
کی خان جہان بہادر نے جواب عنایت آمیز بھیجا اور ان تینوں حبشیوں کو منصب و
خلعت عنایت کیا اور پانچہزار روپیہ مدد خرچ کے لئے نقد عنایت کیا اور جاگیر
سیرحاصل نواح سورت مین عطا کی جس سے سیدی سنبل مستظہر و مفتخر ہوا۔ سیواجی کے
شر کے دفع کرنے مین کمربستہ ہوا قلعہ کے نیچے کی کشتیان جو مرمت طلب تھین انکی
درستی کرائی اور دریا نوردی کے قصد سے جنگی کشتیان جمع کین اور ایکرات کو
قلعہ دندا راجپوری کے کشتیوں پر حملہ کیا اور دو سو نفر خلاصی اور جنگی پیادے پکڑ
لئے انمین سے سو مرہٹے تھے جنکو سیواجی نے ابھی مقرر کیا تھا۔ انکے پانوں مین پتھر
باندھکے پانی مین ڈبو دیا۔ اس دن سے وہ سیواجی اور حبشیوں مین شدید عداوت
ہو گئی سیواجی نے چالیس پچاس جنگی کشتیان ترتیب دین اور قلعہ قلابہ و گندیری
مستحکم کیا۔ یہ نئے قلعے روبروے دریا پر اسکے بنائے ہوئے تھے۔ فریقین مین دریا
پر لڑائیان ہوتین انمین حبشی غالب رہتے۔ سیدی سنبل کو نہصدی کا منصب ملا۔ وہ
مرگیا اور مرنے کے وقت سیدی یاقوت کو اپنا قائم مقام بنایا اور حبشیوں
کو بالاتفاق اسکی اطاعت و رفاقت کے لئے سفارش اور وصیت کی۔ اپنی
قوم مین سیدی یاقوت جوہر شجاعت و رعیت پروری اور آبادکاری اور

اور مسلمان کیا اور بڈھے اور بہت عورتون کو چھوڑ دیا اُس وقت سے سیواجی کی دل مین حبشیون کی ہیبت بیٹھی کہ سوائے قلعہ راہیری کے محفوظ رکھنے کے کسی دوسری قلعہ کا فکر نہ کیا قلعہ دندا راجپوری اور اور قلعون کی فتح کے بعد پادشاہزادہ محمد معظم صوبہ دار دکن اور خان جہان بہادر کی خدمت مین یاقوت کی عرضداشت پہنچی اُنہون نے خلعت وخطاب خانی اور اضافہ سیدی یاقوت وسیدی خیریت کو مرحمت کیا۔ حبشیون کا باقی حال آیندہ لکھا جائیگا۔

سنبھا کو سیواجی کا بلانا۔

سیواجی نے سنبھا کو الہ آباد مین کبکلس نام دار پاس چھوڑا تھا۔ سیواجی نے کبکلس کا ایک خط بنایا جسمین سنبھا کے مرنے کا حال لکھا تھا اور اسکے مرنے کو مشہور کیا اور خود ماتم مین بیٹھا امیران دکن نے اسکو تعزیت کے خط لکھے سنبھا کی بیوی ستی ہونے پر مستعد ہوئی بہت منت وسماجت سے اسکو منع کیا۔ مرنے کی تمام رسمیات ادا ہوئین یادشاہ کو جب اُسکے مرنے کی خبر ہوئی تو اُسنے کہا کہ خس کم جہان پاک۔ چار پانچ روز نہ گذرے تھے کہ الہ آباد سے کبکلس کی ہمراہ سنبھا آیا۔ شادیانے بجنے لگے سیواجی سے جب اس خبر بد کا سبب لوگون نے پوچھا تو اسنے کہا کہ اگر یہ شہرت نہ دی جاتی تو بادشاہ میرے بیٹے کے تجسس سے غافل نہ ہوتا اور دو مہینے کی مسافت طے کرنی گرفت وگیر کے اندیشے سے سنبھا پر مشکل ہوجاتی۔

سیواجی کا سورت کو لوٹنا ۔ ۱۶۷۰ع

ابھی برسات پوری ختم نہ ہوئی تھی کہ سیواجی پندرہ ہزار سپاہ کو لے کر سورت کے سر ہوا۔ یہان کا حاکم ایک مہینے پہلے دفعتہ مر گیا تھا اس خبر سے کہ سیواجی سورت لوٹنے آتا ہے۔ بہت سپاہ اس شہر کی حفاظت کیلئے داخل ہوچکی تھی مگر اتفاقاً یا ارادۃً جسونت سنگہ اور بادشاہزادہ نے اس سپاہ کو وہان سے علیحدہ کردیا صرف سو سپاہی وہان رہ گئے سیواجی نے خوب فرصت مین تین دن تک سورت کو لوٹا۔ حج کرکے کاشغر کا فرمانروا یہان واپس آیا تھا اس کا مال سیواجی کو خوب ہاتھ لگا۔ اُس پر وہ فخر کرتا تھا۔

جو ایک سردار کے ساتھ باروت خانہ کے کوٹھے کھولنے اور باروت نکالنے اور تقسیم کرنے کے لئے آئے تھے انکے ہاتھ سے باروت خانہ مین آگ لگی۔ یہ آدمی مع سردار اور گھر کی چھت کے اُڑ گئے۔ اور دس بارہ آدمی سیدی کے بھی ہوا کی سیر کر کے جہان سے سیر ہوئے سیدی یاقوت کا تکیہ کلام حبو حبو تھا جب وہ صنوان جان رو طرف گھرا اور غل غیاڑہ مچا۔ دوست کو بیگانہ مین تمیز نہین رہی تو یاقوت حبو حبو کہہ کر اپنے بہادرون سے کہتا تھا کہ مین زندہ و سلامت ہون تم خاطر جمع رکھو ہندوؤن کے مارنے اور باندھنے مین حبشیون نے دست درازی کی اس عرصہ مین سیدی خیریت بھی زینہ و کمند پر چڑھ کر بہو آدمیون کو قلعہ مین لے آیا اور قلعہ کو مفتوح کیا۔ کہتے ہین کہ جس وقت باروت خانہ کی چھت اُڑ گئی ہے تو اسکی آواز سے سیواجی باوجودیکہ بیس کروہ پر تھا جان گیا تھا کہ قلعہ دندا راجپوری پر کوئی آفت آئی ہے اسنے تیزرو جاسوس اور ہرکارے بھیجکر حال دریافت کرایا ان ایام مین سیواجی کا لشکر اور فوج خانگی بندر سورت کی اطراف کی تاخت کو گئی ہوئی تھی اور چھ سات نظام الملکی قلعے جو دندا راجپوری سے چار پانچ کروہ کے اندر واقع تھے۔ وہ سب سیواجی کے تصرف مین تھے اس وقت اُن کو چھوڑ کر وہ اور قلعون کی امداد کو نہین جا سکتا تھا سیدی یاقوت نے فرصت کو غنیمت سمجھ کر ان قلعون پر تاخت کی۔ اس ضلع مین حبشیون کے تسلط کا آوازہ زبان زد خلائق تھا۔ دو تین روز کے تردد مین چھ قلعون کے قلعدارون نے امان مانگ کر قلعون کو حوالہ کیا ایک قلعدار نے سیواجی کی کمک کی امید مین ایک ہفتہ جنگ کی حبشیون کے مورچال کے قریب پہنچے تو ہوائی توپون کے مارنے اور مصالح قلعہ گیری کے جمع کرنے سے آخر عرصہ تنگ ہوا۔ امان طلب کی قلعہ کو حوالہ کیا سیدی یاقوت نے باوجود امان دینے کے سات سو آدمیون مین جو قلعہ سے نکلے صاحب جمال عورتون اور خورد سال اطفال کو لونڈی غلام بنایا۔ اور

پادشاہی ملک سے سیواجی نے چوتھ لی۔
مورو پنت پیادون کے سردار نے بھی کئی قلعہ فتح کر لیے جنمین اوندھا اور پٹہ بڑا قلعہ عظیم

بادشاہی فوج کی شکست کے اسباب

سیواجی کو جو یہ فتوحات حاصل ہوئین انکے اسباب بھی مہیا ہو گئے تھے اول یہ پادشاہ
خود شمالی مشرقی فوجون کے ساتھ لڑنے مین مصروف تھا۔ دکن کی طرف وہ بذات خود
نہین جا سکتا تھا۔ دوم شاہزادہ معظم کی سپاہ مرہٹون سے مقابلہ کرنے کے لئے کافی نہ تھی۔
باپ کو بیٹے کا اعتبار نہ تھا۔ ہر ایک بیٹا باپ کے مرنے کے بعد پادشاہ ہونے کے لیے اپنی سپاہ
اور طرفدارون کو قوی کرنا چاہتا۔ اسلئے بیٹے کی کمک بھیجنے سے مدت تک پادشاہ
انکار ہی کرتا رہا۔ جب اسکو اس امر کا یقین ہو گیا کہ دکن مین فوج کثیر کی ضرورت
ہے تو اُسنے ۱۰۸۱ھ مین مہابت خان کے ماتحت چالیس ہزار سپاہ روانہ کی۔ وہ
شاہزادہ محمد معظم کو کچھ گنتا نہ تھا اُسنے دکن مین آنکر شاہزادہ پاس صرف ایک ہزار
آدمی رہنے دئیے۔ پادشاہ نے راجہ جسونت سنگہ کو بلا لیا۔

مہابت خان کی مہمات دکن میں

مہابت خان نے یہان آن کر سیواجی کے قلعون کو فتح کرنا شروع کیا۔ برسات کے
شروع مین صرف قلعہ اوندھا و پٹہ اُسنے لے لیا اور چھاؤنیون مین چلا گیا۔ برسات
بہت دنون بعد اُسکا لشکر میدان مین آیا اسکی آدھی فوج نے بسرگردگی دلیر خان
چاکنہ پر حملہ کیا اور آدھی سپاہ نے سلہیر کا محاصرہ کیا۔ سیواجی اس قلعہ کی قدر
جانتا تھا اسکے بچانے مین دل و جان سے کوشش کرتا تھا یہ اتفاق کی بات ہے
کہ چاکنہ مین ذخیرہ اور آذوقہ کافی نہ تھا اور اسکے نواح مین جو عمدہ منتخب دو ہزار
سوار تھے پٹھانون نے اُنکے پرزے اڑا دئیے اسلئے مورو پنت اور پرتاب راو بیس ہزار
سوارون کے ساتھ قلعہ کی کمک کے لئے بھیجے گئے۔ جب وہ نزدیک آئے تو فوج
شاہی کو اخلاص خان لیکر لڑنے گیا اور مرہٹون کا ہراول پرتاب راو نے دیکھا کہ
اخلاص خان اسپر حملہ کرنے کو ہے تو وہ اُسکے آگے سے بھاگا جسنے مغلون کا لشکر
تعاقب کے سبب بے ترتیب ہوا اور جب وہ پھرتا تھا تو پرتاب راو اُنکے

تیسرے روز برہان پور سے خبر آئی کہ سیواجی نے سورت سے اپنی فوج کو ہٹایا اور اہل سورت
کو لکھا کہ اگر وہ بارہ لاکھ روپئے سالانہ نذرانہ دینگے تو آیندہ لوٹ کی آفت سے بچینگے - وہ
سلہیر کی شاہراہ سے اپنے ملک کو چلا وہ گنجین تنجین سے چاندور کے نزدیک گذرا تھا کہ
داؤد خان پانچہزار سواروں کے ساتھ اسکے پیچھے آن لگا سیواجی ناسک کی درہ کلان
کی راہ سے کونکن مین دوبارہ داخل ہونا چاہتا تھا کہ اُسکے اور اُس درہ کے درمیان فوج
شاہی آگئی سیواجی نے اپنی سپاہ کی پانچ چار فوجین بنائین کہ دشمن اُنکے پیچھے متفرق ہو
اُٹھے جون مین سے ایک فوج خزانہ لیکر دشمنون سے کچھ لڑتی ہوئی کونکن مین داخل ہو گئی باقی
فوجون نے داؤد خان کی سپاہ کو شکست دی - ماہور کی ویس مکھی - مرہٹن بادشاہ
کی طرف سے مرہٹون سے لڑتی تھی اور حق نمک ادا کرتی تھی وہ گرفتار ہو گئی سیواجی
نے اسکے ساتھ یہ آدمیت برتی کہ اسکو گھر بھجوا دیا اور بہت تحائف اسکو دیئے -

جب سیواجی پھر لڑنے آیا تو اُسنے بحری اور بری بڑی تیاریان کین اُسنے دس ہزار سوار
بسرکردگی پرتاپ راؤ گوجر اور بیس ہزار پیدل بسرکردگی پیشوا شمال کیطرف روانہ کئی
اور ١٦٠ جہاز بمبئی مین گذرے کہ وہ بروچ کی فوج کے کمکی ہین مگر اُسنے اس بیڑے کو
واپس بلالیا تو وہ وابل مین آگیا اُسکے ساتھ پرتگیزون کا ایک بڑا جہاز تھا جو زمینی
دمون مین گرفتار کیا تھا - پرتگیزون نے بھی اپنے جہاز کے عوض مین سیواجی کے بارہ
جہاز گرفتار کر لئے تھے -

پرتاپ سنگہ کو حکم تھا کہ وہ خاندیس پر حملہ کرے جو ان دنون مین ایک بڑا دولتمند
آباد صوبہ تھا - پرتاپ سنگہ نے اسکے بڑے بڑے شہرون اور قصبون کو لوٹا مارا اور اُسنے
ایسا انکو مجبور کیا کہ وہان کے زمینداروں نے اسکو چوتھ مقرر کر دی چوتھ کی حقیقت یہ ہے
کہ وہ کل محاصل ملکی کی چوتھائی ہوتی تھی مرہٹون کو جو ملک اس چوتھ کو ادا کرتے تھے
وہ انکی لوٹ مار سے محفوظ ہو جاتے تھے اور جو اس چوتھ کے دینے مین تامل کرتے
تھے وہ ان مرہٹون کے لوٹ مار سے برباد ہوتے تھے یہ پہلی دفعہ تھی کہ

کوکلتاش کے ساتھ ابتدا مین اور دلیر خان کی قراولی اور ہراول مین بڑے بڑے
کارنمایان کیے۔ دلیر خان کی مرہٹون کی افواج سے لڑائی ہوئی۔ قوم مرہٹہ کا ضابطہ
یہ ہے کہ ابتدا مین وہ کم فوج سے نمودار ہوتے ہین اپنے پیچھے دشوار گذار جنگلون و
آب کنون کی طرف دشمن کو لے جاتے ہین اور پھر ہر طرف سے ہزارون نکل آتے
ہین اور دشمن کو گھیر کر تنگ کرتے ہین۔ دلیر خان کے سامنے آغاز مقابلہ مین چار پانچ
سو سوار نمودار ہوئے۔ آغر خان کے ساتھ ہراول مین بہت کم آدمی تھے وہ انکے
مقابلہ کے لئے دوڑا۔ حملہ اول مین دشمن اسکے آگے سے ہزیمت پاکر بھاگے وہ انکے
تعاقب مین گیا مرہٹون نے فوج مغلیہ کو تین چار کروہ اپنی طرف کھینچا۔ پھر سات آٹھ
ہزار سوار غنیم کے نمودار ہوئے اور ہجوم کرکے کارزار کرنے لگے۔ آغر خان اُن پر
ایسا گرا جیسے کہ بھیڑون پر شیر گرتا ہے ہر طرف وہ تلوار سے انکا منہ پھیرتا تھا اور
تین مرہٹون کے نامی سردار مقابلہ کرکے مارے گئے اب غنیم کو شکست عظیم ہوئی۔
دلیر خان نے آغر خان پاس آن کر اسکی تحسین و آفرین کی۔ آغر نامہ مین لکھا ہے کہ

چو دشمن بہ گردید عاجز ز جنگ + براہ گریز آمدہ بے درنگ
دلیر خان رسید از قفا آن زمان + یکرد آفرین بر جہان پہلوان

دو نشان اور بہت چھتریان ہاتھ آئین۔ پونہ تک جو اصل سیواجی کا مکان و ملجاء
ہے تاخت کی۔ اور بہت غنیمت ہاتھ آئی۔ آغر خان ثانی نے اپنے باپ کی فتح
نمایان کی یادگار کے لئے مرہٹون کے نشانون کو اپنے پاس رکھ چھوڑا ہے۔
بادشاہ سے عرض کیا گیا۔ پیشاور اور کابل کے درمیان غریب خانہ کی منزل
مین کابل کے صوبہ دار محمد امین خان کی افغانون کے سردار ایمل خان اور اور
سردارون سے جنگ عظیم ہوئی۔ افغانون نے مور و ملخ کی طرح جمع ہوکر آپس مین
اتفاق کرلیا تھا۔ اس جنگ مین محمد امین کا بیٹا اور داماد اور اسکے عمدہ نوکر اور
بہت سے بادشاہی آدمی کام مین آئے اور بہت افغان بھی قتل ہوئے

دو دو قوم یوسف زئی

اسکو شکست فاحش دی اسپر بھی مغلون نے اپنی تئین سنبھالا اور مرہٹون کے سامنے آئے
مگر پھر شکست ہوئی اور انکے بہت آدمی مارے گئے۔ بائیس نامی افسر قتل ہوئے اور بعض
بڑے بڑے سپہ آرا زخمی ہوئے۔ مرہٹون کا سردار سرراو گ رائے مارا گیا جو پانچہزار
سوارون کا سردار تھا اور پانسو اور مرہٹے کشتہ و زخمی ہوے۔

اس فتح سے مرہٹون کی بڑی ناموری ہوئی۔ اسکا فوراً یہ نتیجہ ہوا کہ قلعہ سالہیر کا
محاصرہ جو لشکر شاہی کر رہا تھا اُس نے چھوڑ دیا اور پریشان ہوکر اورنگ آباد مین چلا
گیا۔ رائے گڈھ مین جو سیواجی پاس معزز قیدی آئے۔ جب انکے زخمی اچھے ہو گئے
تو انکو اعزاز و احترام کے ساتھ رخصت کیا۔ ان قیدیون مین سے بہت سے سیواجی
کے نوکر ہو گئے۔ بیجاپور اور بادشاہی سپاہیون کے مفرور کثرت سے مرہٹون کی
علم کے نیچے آگئے۔

[illegible]

بادشاہ نے حکم دیدیا کہ قلمرو ہندوستان سے مسلمانون کی تجارت کے مال کا
محصول بالکل موقوف ہو پھر اہل دیوان کی تجویز سے اور فضلاء و فقہاء کی روایت
سے حکم دیا کہ جس جنس کی قیمت حد نصاب سے تجاوز نہ کرے اسکا محصول مسلمانون کو معاف
ہے اگر اس سے مایۂ تاجر زیادہ ہو تو تاجر پابند محصول ہو اور مال مضاربت کا مزاحم
محصول کی وجہ سے نہ ہو۔ پھر اہل دیوان نے عرض کیا کہ مسلمان معافی محصول کے لئے
مال تجارت بدفعات تھوڑا تھوڑا کرکے لاتے ہین اور ہنود کے مال کو اپنے نام لکھواتے
ہین اور زکاۃ کہ کافۂ انام کا حق شریعت کے موافق ہے تلف ہوتا ہے تو بادشاہ نے
حکم فرمایا کہ بدستور سابق شریعت کے موافق ڈھائی روپیہ فیصدی زکاۃ مسلمانون
سے اور پانچ فیصدی ہندؤن سے جزیہ لیا جائے۔

سیواجی اور مغلون کی لڑائیان۔

دکن مین سیواجی نے فساد برپا کیا۔ بادشاہ نے مہابت خان کو مع آغر خان کے
کابل سے بلاکر دکن مین مقرر کیا۔ مہابت خان نے دکن مین بہت دشمنون کو مارا
آغر خان نے قلعہ پھول پتہ کی تسخیر مین بڑی بہادری دکھائی اور خان جہان بہادر

کہ مچھلی کی بو کھانے کے وقت آتی ہے۔ کوکن میں فالیز میں مچھلی کی کھاد دیتے ہیں تو وہ خوب نشو و نما پاتی ہے۔

سنہ ۱۹ جلوس مطابق ۱۰۳۶ھ میں خان جہان کی لڑائی بہلول خان بیجاپوری کی فوج سے قصبہ بلکھیر میں ہوئی جو بیجاپور سے چار منزل پر ہے (گرانٹ ڈف صاحب نے اسکو گلبرگہ سے جنوب مشرق میں تیس میل کے فاصلہ پر لکھا ہے) دلیر خان ہراول تھا اور اسلام خان وہی رفیق تھا کارزار صعب ہوئی ایسی حالت میں کہ اسلام خان وہی نے تردد نمایان کیا تھا اور فوج خصم کا غلبہ حد سے زیادہ تھا اور چاروں طرف سے افواج بادشاہی گھری ہوئی تھی۔ باروت تقسیم کرنے کے وقت اسلام خان کی سواری کے ہاتھی کے پاس باروت میں آگ لگ گئی فیل و فیلبان کو شعلۂ آتش کا صدمہ پہنچا فیلبان بے اختیار سے فیل ہوا اور اسلام خان کو بیجاپور کے لشکر میں لے گیا۔ اسکو ہاتھی سے اتار کر قتل کیا اس جنگ میں بہت سے بادشاہی کارخانے تاراج ہوئے اور دلیر خان و خان جہان بہادر کی فوج کی ایک جماعت ماری گئی۔ کئی کروڑ تک آدمیوں کے سر اور ہاتھیوں کی سونڈیں دلاوروں کے گوی و چوگان تھے۔ آخر الامر فوج بادشاہی اس مرتبہ پر تنگ ہوئی کہ جس راہ سے چار پانچ روز میں وہ ہاتھیوں اور گھوڑوں کی پیٹھ پر دکنیوں کے تعاقب میں گئی تھی۔ پھر اسی راہ سے قدم بقدم تین ہفتہ میں الٹی آئی۔ اوائل ۲۰ سنہ جلوس میں حسن ابدال میں بادشاہ کو اس شکست کی خبر ہوئی وہ افغانوں کی تنبیہ میں مصروف تھا اسلئے دکنیوں کی تنبیہ کو اور وقت پر موقوف رکھا۔

بادشاہ کے حکم سے آغر خان ایلغار کر کے تین چار مہینے کی راہ کو چالیس روز میں طے کر کے حسن ابدال میں بادشاہ پاس پہنچا اور مورد آفرین ہوا۔ بادشاہ نے چند بندۂ کارزار دیدہ چار پانچ ہزار سواروں کے ساتھ آغر خان کے ہمراہ کیے

محمد امین خان کو ہزیمت ہوئی اور نوبت یہان تک آئی کہ تمام بہیر اور خزانہ اور
ہاتھی اور اور اسباب سب لٹ گیا اور سردارون اور ہمراہیون کے قبائل و ناموس
افغانون کے دستگیر ہوئے۔ اور ہزار خرابی سے محمد امین خان اور ایک جماعت زندہ
اس ہلکہ سے برآمد ہوئے اور بہت روپیہ لیکے افغانون نے محمد امین خان کی چھوٹی
بیٹی کو بعض عورات کے ساتھ چھوڑا کہتے ہین کہ صلح کے بعد والدہ محمد امین خان اپنے
خردسال بیٹے کے ساتھ محمد امین خان پاس آئی۔ مگر غیرت و خجالت کے مارے اپنے
شوہر پاس آنا نہین قبول کیا یہین سادہ لباس و کرتہ پہن کر معبود کی عبادت مین مصروف
ہوئی۔ ایمل خان نے کوہستان مین اپنے نام کا سکہ چلایا اور ایمل شاہ زبان زد
خلائق ہوا اس خبر سے پادشاہ کی خاطر کو زیادہ ملال ہوا ۱۴ سنہ جلوس کے آخر
مین پادشاہ کابل کی طرف روانہ ہوا۔ اور آغر خان کو بطریق ایلغار دکن سے
بلایا اور فدائی خان کو کابل مین صوبہ مقرر کیا۔

ان دنون مین اسلام خان رومی حاکم بصرہ جسکو یہان کی اصطلاح مین پاشا
کہتے ہین ہندوستان مین آیا۔ اسکا سبب یہ تھا کہ خویشون اور بھتیجون کی نزاع
سے اسکی حکومت مین اس قدر خلل پڑا اور نزاع اور فساد و تعصب اس حد پر پہنچا
کہ چند محلہ شہر و قریات کو جلا کر اور بیشمار شرفاء اکابر کے گھر مین آگ لگا کے...
بندر سورت کی راہ سے پادشاہ پاس آیا۔ پادشاہ نے اسکو پنجہزاری چہار ہزار
سوار کرکے نقارہ اور لوازم امارت ہندوستان مین عطا فرمائے اور مہم
دکن مین بطریق کمکی خان جہان بہادر اور دلیر خان کے پاس بھیجا۔

اسی سال مین جعفر خان وزیر مرگیا وہ خوش وضع اور میرزا منش تھا۔ اوسکی قوت
شامہ اور ذائقہ سب امیرون سے زیادہ تھی ایکدفعہ کوکن کا تربوز اسکے
سامنے رکھا تو اسنے کہا کہ شیرینی اور شادابی و سگندگی اور بہجرمی اور گلابی
مین اس سے بہتر تربوز مین نے نہین دیکھا۔ مگر اس مین عیب یہ ہے کہ

اسلام خان حاکم بصرہ کا آنا۔

جعفر خان کی وفات

فدائی خان کو پشاور سے جلال آباد مین پہنچا دیا۔ پھر فدائی خان نے آغر خان کو با پنجہزار
سوار دیگر ملک ننگنہار کے بندوبست کے لئے بھیجا۔ جو افغانون کے قبضہ مین آگیا تھا
اور خود کابل گیا۔ یہان بھی اُسنے غلزئی افغانون کو لڑکر ٹھیک بنایا۔ ننگنہار کے
افغانون نے زینہار مانگی۔ راہ جانگ جسکو انہون نے مسدود کر رکھا تھا جاری ہوئی
تیس چالیس ہزار پیادہ و سوار افغانون نے جمع ہوکر غافل آغر خان پر شبخون مارا مغلون
نے اسکا مقابلہ کیا۔ تین پہر تک لڑائی رہی۔ بہت افغان کشتہ و زخمی ہوئے اور باقی
بھاگ گئے۔ فدائی خان نے جب کابل سے پشاور مین آنا چاہا تو افغان جمع ہوکے
سدراہ ہوئے۔ محاربہ عظیم ہوا۔ فدائی خان نے آغر خان کی ہمچشمون کی حسد کے
سبب سے الوس عرب کے رؤسا مین سے ایک کو ہراول بنایا تھا وہ مارا گیا اور فوج ہراول کو
ایسی ہزیمت ہوئی کہ تمام ہاتھی و توپخانہ و بہیر و ناموس و مال مردم لٹ کر سب
افغانون کے تصرف مین آیا۔ ناچار سریع السیر قاصدون کو آغر خان پاس بھیجا
اور اسکو بلایا وہ چند ہزار سوارون کے ساتھ ایلغار کرکے آیا کتل جلانگ سخت لڑائی
ہوئی اس قدر تیر و گولہ و بندوق و سنگ پہاڑ کے اوپر سے آئے کہ بادشاہی فوج پر
کار تنگ ہوا لیکن آغر خان کی سعی سے افاغنہ نے ہزیمت پائی اور فدائی خان جلال آباد
پہنچا اور حکم کے بموجب اُسنے تھانے بٹھائے اور راہ کے مابین نئے قلعے بنائے بادشاہ
آخر سنہ [illegible] یا سنہ ۱۹ جلوس مین حسن ابدال سے دار الخلافہ کو متوجہ ہوا فدائی خان کو بدل کے
امیر خان پسر خلیل اللہ خان کو کابل کا صوبہ دار کیا اور شاہزادہ محمد معظم کو حکم دیا کہ
امیر خان کے بندوبست تک کابل مین توقف کرے اور اسکی امداد و معاونت مین
کوشش کرے آغر خان کو مع مہاراجہ جسونت سنگھ کے امیر خان کے ساتھ مقرر کیا
امیر خان پشاور مین آیا اور افغانون کی تنبیہ مین مشغول ہوا۔ کچھ مدت کے بعد
بادشاہ کے حکم سے شہزادہ لاہور کی طرف روانہ ہوا۔ ننگنہار مین تھوڑے دنون
آغر خان نے مصالح جمع کرکے قلعہ آغر آباد تیار کیا جب افاغنہ مین اس قلعہ کے بنانے

اور دو لاکھ روپئے نقد عطا کئے اور افغانون کی تنبیہ کے لئے روانہ کیا۔ آغرخان
جب شاورمین آیا تو چند لوس مہمنہ نے اتفاق کر کے آغرخان پر شب خون مارا۔ اُس نے
بہت سے آدمی مار کر انکو بھگا دیا اور انکا تعاقب کیا اور تن سے سر کو جدا
کیا اور زین کو سوار سے خالی کیا۔ تین سو سوار انکے مارے اور دو ہزار زن و مرد
اسیر کئے اور مال و مواشی بہت سے ہاتھ آئے۔ افغانون نے بہت روپیہ دیکر
اپنے قیدیون کو چھڑا لیا۔ پادشاہ کو یہ خبر ہوئی تو آغرخان کو خلعت و اضافہ
مرحمت کر کے جنیر مین بھیجا کہ وہان افغانون کا استیصال کرے۔ خدائی خان
صوبہ دار کابل کو بھی حکم بھیجا کہ وہ آغرخان کی ہمراہی افغانون کی گوشمالی مین
کرے آغرخان جسطرف رُخ کرتا کشتون کے پشتے لگا دیتا۔ چالیس ہزار
افغانان خیبری وغیرہ نے جمع ہو کر علی مسجد کی منزل کے قریب آغرخان پر شبخون مارا
مغل خبردار ہو کر افغانون سے لڑے اور بہت دیر تک لڑائی رہی طرفین کی جماعتین
قتل ہوئین آغرخان کے زخم کاری لگا۔ اس زخمی ہونے پر بھی اُسنے بہادرانہ
حملہ کئے اور افغانون کو ہزیمت دی اور مقتولون کے اسلحہ اُتار لیے اور وہ اسیر
افغانون کے سر پر رکھے اور اُنکے رسیون سے ہاتھ باندھ کے اپنے گھوڑون کے آگے
رکھا۔ ہزارون افغان اسیر اور کشتہ ہوئے۔ اور باقی جو بچے پہاڑون و درون
مین بھاگ گئے۔ آغرخان نے فتح کی عرضداشت اور بہت سے سر اور اسیر
پادشاہ پاس بھیجے۔ پادشاہ نے خلعت مع اضافہ و مومیائی اور تعویذ
اپنے ہاتھ سے لکھ کر اسکے پاس بھیجا جسنے ہمچشمون کو حسد ہوا خصوصًا ہندی
نژادون کو جو اُسکے ہمراہ تھے۔ باوجود اس طرح مغلوب ہونے کے بھی مور و
ملخ سے زیادہ افغان جمع ہوئے اور دریائے قلت مین ملجا و پناہ اپنی بنا کے مسافرون
و فوج شاہی کی آمد و رفت کے سد راہ ہوتے اور آغرخان کے ہمراہیون کا
حسد و نفاق اور اس گروہ کے فساد کا سبب ہوا۔ آغرخان نے ہراول اپنے لشکر

امیر خان کی کومک کے لئے چھوڑکر تم لاہور مین چلے آؤ۔ بادشاہ سنہ ۱۶ جلوس مین لاہور

مین آیا۔ بادشاہزادہ محمد سلطان ان دنون مین اجل طبعی سے مر گیا۔

جب بادشاہ حسن ابدال سے مراجعت کر کے آتا تھا تو قاضی عبدالوہاب اسکے ہمراہ تھا

اسکا راہ مین انتقال ہوا اسکے چار بیٹے تھے انمین بڑا بیٹا شیخ الاسلام تھا حلیہ صلاح

و فلاح سے آراستہ اور علم باعمل و دیانت و نیک نفسی اور ذخیرہ عافیت بخیری

جمع کر کے اسم بامسمی کہا جاتا تھا۔ فی الواقع جرگہ قضات مین مثل اسکی نیک سرشت کمتر ہوے

ہین اسکے باپ کا کل متروکہ دو لاکھ اشرفی اور پانچ لاکھ روپیہ نقد سوا جواہر اور الماس

وافر کے تھا۔ اسمین سے جو کچھ اوسکے حصہ مین آیا اسمین سے ایک دام و درم نہ لیا اسی

مین سے بہت کچھ زر عذاب پدر کی تخفیف کے لئے مستحقوں اور محتاجون کو پہنچایا باقی

بھائیون اور ورثا مین تقسیم کر دیا۔ ہرچند اسنے تعلقہ قضا کے قبول کرنے سے ابا کیا

مگر بادشاہ نے اسکو خوشامد دراند سے مقرر کیا۔

ہیر بگلانہ سے چھ کروہ قلعہ سالیر ہے وہان سید منور علی قلعہ دار تھا سلہ

جلوس مین خان جہان بہادر کی عملداری مین قلعہ دار کے وابستہ اورنگ آباد سے آتے

تھے کہ مرہٹون نے انکو گرفتار کر لیا چند آدمی مستورات کی حمایت مین قتل ہوئی مرہٹی

ان مستورات کو گرفتار کر کے قلعہ کے نیچے لای۔ اور قلعہ دار سے سوال کیا کہ قلعہ خالی کر دو ور

نہین تمہارے ناموس کی بی ناموسی کی جاتی ہے۔ قلعہ دار نے روپیہ دیکے عیال کو چھڑا

کرانا چاہا مگر فائدہ نہ ہوا۔ قلعہ دار نے یہ خیال کر کے کہ قلعہ سے نکل کر تلوار سے لڑنے مین اور

مرنے مین قلعہ ہاتھ سے جائیگا اور اہل و عیال جو گرفتار ہین انکی بے ناموسی زیادہ

ہوگی اور خلاصی کی امید متعذر ہے چار ناچار آبروے ناموس کے بحال رکھنے کو

منصب کے بحال نہ رکھنے اور بادشاہ کے اعراض پر مقدم جانا۔ قلعہ کو خالی کر کے

مرہٹون کے حوالہ کیا۔ اس طرح صوبہ خاندیس کا مشہور قلعہ بلا تردد تیغ و سنان مرہٹون

کے تصرف مین آیا۔ فی الحقیقت بندر سورت سے اورنگ آباد تک لڑکر برہان پور تک

وفات قاضی عبدالوہاب کی وفات

فتح قلعہ سالیر

خبر مشتہر ہوئی تو وہ اس قلعہ کو اپنے حق مین خلل انداز سمجھے تو پھر وہ جمع ہوئے امیر خان کو
اسکی خبر ہوئی۔ اُسنے سید محمد رضا داروغہ توپخانہ اور ایک ہزار سوار و توپخانہ
بادشاہی اسکی کمک کے لئے بھیجے۔ آغر خان نے بھی خبر پاکر فوج کو مرتب کیا۔ ایکطرف
اپنے سگے بھائی تنگری وردی خان کو بہت سے لشکر کے ساتھ اور دوسری جانب
مین اچپوتون اور افغانون کو بسرداری سلطان زادہائے گھکر مقرر کیا اور افغانون
کی سپاہ کے مقابل آیا اور معرکۂ کارزار کو آراستہ کیا اسطرف ایمل خان بمعہ
چند سرداروں اور دمن داروں کے ساتھ بادشاہی فوج کے مقابلہ مین آیا محاربہ عظیم ہوا
ہر طرف سرداروں کے سر گیند کی طرح لڑکتے پھرتے تھے۔ فیلان رزم جو او افغانان
پلنگ خو مین حملہ آوری ہوئی۔ افغانون کے حملون سے افواج بادشاہی تنگ ہوئی
اور قریب تھا کہ صدمۂ عظیم آغر خان کے لشکر کو پہنچتا لیکن اسنے اور اسکے بھائیون اور
خویشون نے جوانمردی کرکے فتح پائی۔ کہتے ہین کہ دوبارہ افغانون کے غلبہ سے لشکر شاہی
کو چشم زخم عظیم پہنچا لیکن آغر خان۔ قلب لشکر سے گھوڑا دوڑا کر آیا اور حملہ کیا اور
ایمل خان کے سامنے آیا اور دست و گریبان کی نوبت پہنچی ایمل خان مارا جاتا تھا
مگر اسکے آدمی بچا کر لے گئے افغان ایسے ڈر کر بھاگے کہ غارون مین اور جانورون کے
بھٹون مین جا کر چھپے۔ اور مغلون نے انکے نشان پاپیرجا کر انکوان سوراخون سے نکالا
تو ان مردہ صورتون مین جان کا اثر باقی نہ تھا۔ آغر خان نے اس فتح نمایان کے
چند مقتولون کے سترہ سو سر اور بہت سے اسیر بادشاہ پاس بھیجے۔ بادشاہ نے
اضافہ کرکے آغر خان کو چار ہزاری سہ ہزاری سوار کا منصب دیا اسکی بھائی
تنگری وردی خان اور ہمراہیون کو انکے مراتب و خدمات کے موافق منصب و انعام
دیا۔ اس سرزمین مین آغر خان کا نام ایسا افغان کشی اور شمشیرزنی مین زبان زد خاص
و عام ہوا کہ افغانون کے بچے جب سوتے نہ تھے یا روتے تھے تو اُسکے نام سے ڈرائے
جاتے تھے۔ شاہزادہ محمد اعظم پاس حکم گیا کہ آغر خان و راجہ جسونت سنگہ کو۔

التماس کیا کہ یہ اثبات شرعی ہو یا اثبات دیوانی بادشاہ نے کہا کسی صورت
سے دعوی ثابت ہو مین حق ادا کرونگا۔ فتاوی عالمگیری کے موافق یہ اثبات
پیش ہوا کہ جب متروکہ میت پر وارثون مین سے کوئی متصرف ہو تو میت کا دین
ادا کرنا اسپر واجب ہے اور بموجب داخلہ خزانہ کے ثابت تھا کہ محمد مراد بخش کا
پانچ لاکھ روپیہ خزانہ شاہی مین داخل ہوا۔ بادشاہ مقدمہ کا مطالعہ فیصلہ
کے لئے کر رہا تھا کہ محمد محسن نے کہا کہ ہم ہندون کا حق موافق ہمارے التماس کے
حضرت پر ظاہر ہوگیا۔ یہ روپیہ حضور پر نثار کرتے ہین۔ بادشاہ نے فرمایا کہ
محمد محسن اپنا زر حق ہمکو بخشتا ہے ایک گھوڑا اور فیل اور خلعت اسکو مرحمت ہوا
اور غیاث الدین خان بندر سورت سے تبدیل کیا جائے۔ اور ہمارے پاس
آئے۔ ان ہی دنون مین حکم ہوا کہ جب مسلمان بادشاہ سے ملاقات کرین تو سلام
شرعی سلام علیک پر اکتفا کرین۔ کفار کی طرح سر پر ہاتھ نہ رکھین حکام بھی
طریقہ انام اور مردم خاص و عام کے ساتھ یہی طریقہ برتین اور صوبہ دارون
اور حکام صوبہ جات کے نام حکم صادر فرمایا کہ وہ ہندو پیشکارون اور اہل دیوان
کو برطرف کرین اور انکی جگہہ مسلمانون کو مقرر کرین اور اہل دیوان کو حکم ہوا کہ محالات
خالصہ مین کروری مسلمان مقرر ہوا کرین۔ اس سال سے عالمگیر کی طرف سے
ہر شہر و قصبہ مین و اطراف مین وکیل شرعی مقرر ہوئے اور وہ محکمہ مین قاضی کے
ہمراہ بیٹھے۔ عدم سیاست کے سبب پیشکاری حکام مین ہندو نہین موقوف ہوئے
مگر بعض بلاد مین ہندو کروری موقوف ہوگئے۔ پھر یہ قرار پایا کہ دفتر دیوانی کے
جملہ پیشکارون اور سرکاری بخشیون مین ایک پیشکار مسلمان اور ایک ہندو مقرر ہو۔
سنہ ۱۵ جلوس یعنی سنہ ۱۰۸۲ھ مین ایک عجیب ہنگامہ برپا ہوا۔ ہنود کا ایک فرقہ فقیرون
کا تھا جنکو ست نامی کہتے تھے انکا نام منڈیہ زبان زد خلائق تھا۔ اطراف نارنول
اور میوات مین انکے چار پانچہزار خانہ دار تھے اگرچہ یہ فرقہ فقیرانہ لباس مین

۱۰۸۲ھ

قزاقی اور تاخت سے قافلہ کی آمد و رفت کی راہ مسدود تھی اور انہوں نے بیکلانہ کے اور دو
تین قلعون پر تصرف کر لیا تھا جب پادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا تو اُسنے قلعہ دار کو مغضوب
اور بے منصب کر کے اپنے پاس بلایا اور دلیر خان جو خانجہان کی جگہ دکن کا صوبہ دار ہو گیا
تھا لکھا کہ قلعہ کا محاصرہ کر کے فتح کرے دلیر خان توپخانہ اور بہت سپاہ لیکر پائے قلعہ مین آیا
بہت تردد کیا اور ایام محاصرہ مین امتداد ہوا کچھ فائدہ نہ ہوا اور اس ضلع کی ناموافقت آب
ہوا سے بہت آدمی ضایع ہوئے جب پادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا دلیر خان کو لکھا کہ محاصرہ
کو چھوڑ دے۔

[illegible]

سنہ ۱۰۸۲ھ مین پادشاہ نے ازراہ حق پرستی و عدالت گستری حکم فرمایا کہ حضور مین اور شہرون
مین منادی کرین کہ کسی کا دعوی شرعی پادشاہ پر ہو وہ حاضر ہو کر وکیل پادشاہ سے رجوع کرے
اور اثبات کے بعد اپنا حق لے لے اور حکم دیا کہ پادشاہ کی طرف سے وکیل شرعی انکے لئے حضور مین
اور بلاد دور دست مین مقرر ہون۔ تاکہ خلق اللہ جو حضور مین آنے کی دسترس نہین رکھتی وہ انکے
ذریعہ سے اپنی حق رسی کا دعوی کرین۔ جب یہ خبر منتشر ہوئی تو اتفاق سے محمد محسن نام پسر
حاجی زاہد ملک التجار بندر سورت اور پسر بیرجی بھورہ جو عمدہ تجار بندر مذکور مین سے ایک تھا
یہان موجود تھے وہ غیاث الدین خان متصدی سورت کی تعدی کی شکایت کرنے آگئے تھے
سلطان مرادبخش نے جب احمدآباد مین سکہ اور خطبہ اپنے نام کا جاری کیا تھا اور خواجہ شہباز نے
قلعہ کی تسخیر کے بعد بندر سورت کے تجار سے دس لاکھ روپیہ قرض لیا تھا۔ حاجی زاہد
اور بیرجی بھورہ نے پانچ لاکھ روپیہ قرض دیا تھا اور محمد مرادبخش نے اپنی مہر لگا کے ان کو
تمسک لکھ دیا تھا شہباز اس روپیہ کو خرچ مین نہین لایا تھا۔ صندوقون مین وہ سربمہر تھا۔
جب محمد مرادبخش مقید ہوا تو یہ روپیہ سربستہ بجنسہ خزانہ سرکار مین داخل ہوا جب محمد محسن نے
پادشاہ کی عدالت پروری کا حکم یہ سنا تو اصالتہ اور پسر بیرجی بھورے کی طرف سے
وکالتہ اس روپیہ کا دعوی محمد علی خانساماں کی معرفت پیش کیا کہ اس قدر روپیہ پادشاہ
پر ہمارا آتا ہے پادشاہ نے فرمایا کہ دعوی اپنا ثابت کرو اور روپیہ لے لو انہون نے

مین شہرت پکڑ گئی کہ وہ جادو کا گھوڑا لکڑی کا بناتے ہین اور عورت کو اُسپر سوار کراتے ہین اور وہ
اسپ جاندار کی طرح انکے ہراول مین پیش قدم ہوتا ہے اب نوبت یہ آئی کہ نامدار رعد الحرب و
امرائے کارزار دیدہ سنگین فوجین لیکر اس گروہ کے مقابل ہوتے ہین اور ست نامی آگے
بڑھکر اُنسے لڑنے آتے ہین - وہ لوٹتے اور مارتے اور جے جے پکارتے دہلی کے قریب پہنچے
اور اُنکے مقابلہ و مقاتلہ کے لئے افواج شاہی کو آگے بڑھنے کی تاب نہین ہوتی اطراف
کے زمینداروں اور راجپوتون نے فرصت وقت کو غنیمت گنا اور سرتابی کی اور
مالگذاری سے ہاتھ کھینچا اور شوخی کرنی شروع کی - غرض نائرہ فساد روز بروز بھڑکتا گیا
اور یہان تک نوبت آئی کہ بادشاہ نے شہر سے باہر خیمے کھڑے کردئے اور اپنے ہاتھ سے
قرآن شریف کی وہ آیتین لکھدین جنکی تاثیر جادو کے اثر کو بے تاثیر کرتی تھین اور حکم دیا
کہ انکو علمون پر لگاؤ - آخر کار راجہ بشن سنگہ و حامد خان پسر مرتضی خان نے بڑا اثر دکھایا
کئی ہزار ست نامی مار ڈالے باقی جو بچے بھاگ گئے فساد موقوف ہوا - مگر اطراف کے زمیندار
نے سرتابی کی صوبہ اجمیر اور نواح اکبرآباد مین انتظام مین خلل آیا - بادشاہ نے اجمیر مین
جانے کا ارادہ کیا کہ زیارت بھی ہو اور رجپوتون کی تنبیہ بھی کی جائے - اجمیر کو فوج
روانہ کی - یہ حال تو خافی خان نے لکھا ہے جسکی عادت ہے کہ مخالفت مذہبی کے سبب سے
بادشاہ کی برخلاف ایسی دلچسپ داستان سرائی کیا کرتا ہے مآثر عالمگیری مین لکھا ہے
کہ یہ سانحہ بھی حیرت افزا ہے کہ ایک طائفہ بے سروپا زرگر و درودگر و کناس و دباغ
اور اراذل و اجلاف اصناف محترقہ خود پرست ہوا اور بادشاہ سے باغی ہوا اور
خود اپنے پاؤن سے دام مین گرفتار ہوا اس داستان کی تفصیل یہ ہے کہ سرزمین میوات سے
ایک فرقہ زمین سے چیونٹیون کی طرح اور آسمان سے ٹڈیون کی طرح نمودار ہوا - یہ فرقہ
اپنے تئین زندہ جاوید جانتا تھا اور ستر جون بدلتا تھا - نارنول کی نواح مین اس قدر کہ
پانچہزار آدمیون نے مبادرت اختیار کی اور قصبات اور پرگنات کو لوٹنا شروع کیا
طاہر خان فوجدار نے اپنے مین اُنسے لڑنے کی سکت نہ دیکھی وہ حضور مین آیا - بادشاہ نے

رہتا تھا مگر زیادہ تر کسب پیشہ انکا زراعت و تجارت تھا۔ کم مایہ تاجرون کیطرح
وہ تجارت کرتے تھے۔ اور اپنے مذہب مین وہ سچ مچ ست نامی کا ترجمہ بنا چاہتے
تھے کسب حلال کرتے تھے مال حرام پاس نہ جاتے تھے اگر کوئی اُنپر شجاعت و حکومت کے
دعوی سے ظلم و تعدی کرتا تو وہ اسکے متحمل نہین ہوتے تھے اکثر ہتیار باندھتے تھے جب
بادشاہ حسن ابدال سے واپس آیا ہی تو ایک دن قصبہ نارنول کے نزدیک ایک کسان جو زراعت
کرتا تھا اسکی ایک پیادے سے سخت گفتگو ہوئی جو خرمن کی نگہبانی کرتا تھا اور اس پیادے کے
ہاتھ کی لکڑی کی چوب سے ست نامی کا سر پھٹ گیا۔ اس فرقہ کے آدمیون نے پیادہ کے
سر پر انبوہ کیا اور اسکو مار مار کر مردہ کی صورت بنا دیا۔ جب شقدار کو یہ خبر پہنچی تو اس نے
اس جماعت کی گرفتاری کے لیئے پیادون کی جماعت کو مقرر کیا۔ ست نامیون نے جمع ہوکر
شقدار کی اس جماعت سے مقابلہ کیا اور کئی آدمیون کو زخمی کیا اور سب کے ہتیار چھین لیئے۔ اور
غالب رہے اور ہر ساعت انکی جمعیت بڑھنی شروع ہوئی۔ یہان تک کہ کارطلب خان فوجدار
نارنول کو خبر ہوئی بہت سوار اور پیادے شقدار کی امداد کے لیئے اور ست نامیون کی
تنبیہ اور گرفتاری کے لیئے بھیجے اُنہون نے فوجدار کی جمعیت کے ساتھ مقابلہ کیا۔ ایک
جماعت کو کشتہ و زخمی کیا اور سب کو ہزیمت دی اور یہان تک نوبت آئی کہ اطراف کے
زمیندارون کی کمک کی گرد آوری کی اور سابق و حال کی فوجون نے ست نامیون پر
چڑھائی کی کئی دفعہ لڑائی ہوئی۔ فوجدار مارا گیا۔ ایک جمع کثیر قتل ہوئی اور ست نامیون کا قبضہ
نارنول کے قصبہ پر ہوا۔ اُنہون نے تھانے بٹھائے۔ اس نواح کے دہات سے محصول وصول کیا
جب بادشاہ شاہجہان آباد مین آیا تو اسکو اس شور و فساد کا حال معلوم ہوا تو اُسنے فوجین
انکے لئے بھیجین جو فوج گئی وہ غارت و تاراج ہوئی مشہور یہ ہو گیا کہ انکو سحر و جادو
ایسا آتا ہے کہ لشکر شاہی کا جو تیر اور گولہ اور گولی جاتے ہین وہ انکے بدن پر اثر نہین کرتے
اور جو وہ تیر اور تفنگ چھوڑتے ہین وہ فوج شاہی مین سے دو تین آدمیون کو نیچے
گرا دیتا ہے اور چند کلمات جنکے قبول کرنے مین عقل کو حیرت ہوتی ہے عوام الناس

چلا آیا۔ بادشاہ نے سکو دار السلطنتہ لاہور کا صوبہ مقرر کیا اور پنجہزاری سہ ہزار سوار کا منصب دیا۔ بادشاہ کی حمایت کے سبب سے قضات امور شرعی مین بڑا استقلال رکھتے علی اکبر پورب کا رہنے والا یہان قاضی تھا اور وہ صوبہ دارون کے ساتھ بے جستی کرتا تھا مرزا قوام الدین اور قاضی دونو کی آپس مین کھینچا ورسخت گفتگو ہوئی اور بادشاہ پاس دونو نے شکایت لکھ بھیجی۔ مرزا نے کوتوال کو بھیجا کہ قاضی کو پکڑ لائے جب کوتوال قاضی کو پکڑنے گیا تو اسنے مقابلہ کیا اور وہ خود اور اسکا بھانجا اور بیٹا مارا گیا۔ لاہور کے آدمیون نے قاضی کے کشتہ ہونے کے بعد صوبہ دار اور کوتوال پر ہجوم کیا اور انکا راستہ بند کیا۔ بادشاہ کو حقیقت حال معلوم ہوئی تو اسنے مرزا قوام الدین کو لاہور سے بدل دیا اور کوتوال کو اپنے پاس بلا کر قاضی کے وارثون کو حوالہ کیا کہ وہ قصاص لین۔ مرزا قوام الدین بھی اس مقدمے میں قاضی کے حوالہ ہوئے اس کشمکش مین امراض جسمانی اور آلام روحانی نے اجل طبیعی کو بلایا۔

جزیہ نے مذہبی عداوتون کی آگ کو پہلے ہی سے بھڑکا رکھا تھا اب یہہ پہنے ایک اور واقعہ نے اوس پر روغن ڈالا کہ راجہ جسونت سنگہ جسکا حال بہت جگہہ پڑھہ چکے ہو۔ وہ کابل مین کوکی صوبہ دار تھا۔ یہان اس دار ناپائدار سے وہ کنارہ کش ہوا اس کے بھائی بندر جپوت اسکی رانی اور ننھے ننھے دو بیٹون کو ساتھ لیکر بے اذن شاہی اور صوبہ دار کابل کی بے دستک راہ داری وطن جانے کے لئے چل کھڑے ہوئے معبر اٹک میر بحر انکے پاس دستک نہ ہونے کے سبب سے مزاحم ہوا۔ راجپوتون نے جنگ کی اور غالب ہو کر کسی پایاب راہ سے پار اتر آئے۔ شاہجہان آباد بر سر راہ تھا ناچار یہان وارد ہوئے۔ عالمگیر نے انکی یہ خبر سنکر اور اپنے کینہ دیرینہ کو جو جسونت سنگہ کے ساتھ تھا کار فرما کر کوتوال کے نام حکم صادر کیا کہ انکی فرودگاہ پر پہرے بٹھا دو چندروز بعد راجپوتون نے اپنی ذاتی شجاعت کے سوا یہان فند و فریب کی قدرت دکھائی کہ بادشاہ سے درگا داس اور چند سرداروں نے جانے کی رخصت مانگی بادشاہ نے اس سبب سے کہ آدمیون کے کم ہو جانے سے رانی اور لڑکون کو بن

اس فرقہ کے استیصال کا عزم مصمم کیا۔ ۲۶ ذی القعدہ ۱۰۸۲ھ کو رعداندازخان کو فوج
توپخانہ کے ساتھ اور حامد خان کی جماعت خاص اور پانسو سوار تابینیون کے ساتھ اور
سید مرتضیٰ خان اور یحییٰ خان رومی وغیرہ کو اسکی سرکوبی کے لیے روانہ کیا۔ جب فوج
اس مرزبوم مین آئی غنیم آسے لڑا۔ باوجودیکہ اس پاس مصالحہ کارزار نہ تھا مگر وہ
جہابھارت کی سی لڑائی لڑا۔ اہل اسلام آنپر حملہ آور ہوئے اور انکو مارا اور بڑی سخت
لڑائی ہوئی۔ رعداندازخان و حامد خان و یحیے خان نے بڑے تردد کئے اور اکثر
بہادر مسلمان شہید اور بہت آدمی مجروح ہوئے۔ عاقبۃ الامر مسلمانون کو فتح ہوئی
اور انھون نے ست نامیون کا تعاقب کیا۔ اس سرزمین مین انکا نام و نشان مٹایا
اور امراء شاہی کو اس خدمت کے صلہ مین بادشاہ نے بڑا انعام دیا۔

جزیہ کا ہنود پر مقرر ہونا

بادشاہ نے حکم دیا کہ مطیع الاسلام اور دارالحرب مین تفریق ہونے کے لئے ہنود سے
کل صوبجات مین جزیہ لیا جائے۔ جب یہ خبر منتشر ہوئی تو دارالخلافہ اور اطراف
کے ہنود لاکھون جھروکہ کے نیچے دریا کے کنارہ پر جمع ہوئے اور بہت ضعف نالی کی
اور اسکے معافی کے لئے کہا۔ مگر بادشاہ نے کچھ نہ سنا۔ جب جمعہ آیا اور بادشاہ سوار
ہوکر جامع مسجد کو جانے لگا تو قلعہ اور جامع مسجد کے درمیان ہندؤن نے ازدحام کیا
جزیہ کے لئے واویلا مچائی ہندؤن کے ہجوم نے بادشاہ کو ایسا گھیر
لیا کہ بادشاہ کو مسجد تک جانا مشکل ہوگیا۔ مگر اُسنے انکی فریاد سُننے کے لئے کان سُن اور
بھرے کر لئے اور بھیڑ کے سبب سے جب راہ نہ ملی تو ہاتھیون سے اس طرح چیر پھاڑ کر رستہ
نکالا کہ کچھ آدمی گھوڑون اور ہاتھیون کے پیرون کے تلے کچل کر پس گئے۔ ناچار ہنود بیچ
کھڑے چلے گئے پھر دم نہ مارا۔ جزیہ دینے لگے۔

مرزا قوام الدین کا بادشاہی ملازم ہونا

مرزا قوام الدین خلیفہ سلطان کا بھائی تھا اور خلیفہ سلطان مازندران کا
شاہزادہ تھا۔ جب شاہ ایران نے مازندران کو تسخیر کیا اور خلیفہ سلطان کو اپنا
وزیر بنایا تو مرزا قوام الدین کی اپنے بھائی سے نہین بنی اور وہ بادشاہ پاس

راجپوتون سے بادشاہ کا مقابلہ

استحقاق کے حیلہ سے جودھپور پر چڑھائی کی۔ مآثر عالمگیری مین لکھا ہے کہ
جب راج سنگہ رانا اودے پور نے مہاراجہ جسونت سنگہ کی رانی اور لڑکون کی
اعانت مین کمر ہمت چست کی تو اوائل ذی الحجہ ۱۰۸۹ھ کو بادشاہ اجمیر کو روانہ ہوا۔
اور رانا اودے پور کو فرمان تہدید آمیز لکھا کہ وہ جزیہ دینا قبول کرے اور راجہ
جسونت سنگہ کے فرزندان ناشخص کو جودھپور کے علاقہ سے نکالے۔ جب بادشاہ
اجمیر مین آیا اُسنے ۱۲ محرم ۱۰۹۰ھ کو مہاراجہ جسونت سنگہ کے ممالک کے ضبط کے لئے
خان جہان بہادر کو بھیجا۔ وہ ۲۴ ربیع الآخر کو جودھپور سے واپس آیا۔ اُسنے
وہان بت خانون کو ڈھایا اور کئی چھکڑے بتون سے بھرے ہوئے بادشاہ پاس
لایا۔ مورد تحسین و آفرین ہوا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ بتون کو کہ اکثر مرصع و طلائی و
نقرئی و برنجی و مسی و سنگی تھے۔ دربار کے جلو خانے اور جامع جہان نما کے زینون کی
نیچے ڈالین کہ وہ پامال ہون۔ مدتون پڑے رہے اور پھر انکا نام و نشان بھی باقی
نہ رہا۔ مآثر عالمگیری مین واقعات ۲۲ جلوس ۱۰۹۰ھ مین لکھا ہے کہ جسونت سنگہ
کابل مین مرگیا اُسکا کوئی بیٹا نہ تھا۔ مرنے کے بعد اُسکے معتمد نوکرون سوانات رگناتھ داس
بھائی اور رنچھوڑ اور درگا داس وغیرہ ہمرہیون نے بادشاہ سے عرض کیا کہ مہاراجہ راجہ کی دو
رانیان حاملہ ہین جب اسکے متعلقین لاہور مین آئے تو دونو رانیون سے بیٹے پیدا
ہوئے۔ نوکران مسطور نے دونون بیٹون کے پیدا ہونے کی اطلاع بادشاہ کو
کی اور منصب و راج کے عطا کرنے کی درخواست کی۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ دونو
بیٹون کو ہمارے پاس لائین جسوقت لڑکے سن تمیز کو پہنچینگے انکو منصب و راج عنایت
ہوگا۔ راجپوتون کا گروہ شاہجہان آباد مین آیا اور التماس مرقوم مین مبالغہ و الحاح
کیا اثنا مین ایک بیٹا باپ سے جا ملا (مرگیا) جب بادشاہ کو معلوم ہوا کہ اس
فرقہ کا فاسد ارادہ یہ ہے کہ پسر دوم اور دونو رانیون کو جودھپور لیجاکر بغاوت
کیجئے تو ۱۲ جمادی الآخر ۱۰۹۰ھ کو حکم ہوا کہ حویلی روپ سنگہ راٹھور مین جو مہاراجہ کی

رکھنا زیادہ آسان ہو جائیگا انکی درخواست منظور کرلی - اُنہون نے راجہ کے لڑکون کو
غلامون کے لڑکون کی صورت اور غلامون کے لڑکون کو راجہ کے لڑکون کی شکل
بنایا - رانی کو مردانہ لباس ور لونڈی کو رانی کا زیور اور لباس پہنایا - یہان عورتون
کی پردہ نشینی کام کرگئی ورنہ اس کام کا ہونا مشکل تھا - سورمار راجپوتون کو خیمہ کے اندر بٹھاکر
اُسنے کہا کہ ہم رانی اور کنورون کو لیکر چلتے ہین اگر یہ راز کھل جائے تو تم ان جعلی لڑکون اور
رانیون کی حراست مین اس قدر کوشش کرنا کہ پانچ چھہ گھنٹے اُس مین لگ جائین - انکے جانے
کے بعد دو تین پہر گذر گئے تو بادشاہ کو اسکی خبر ہوئی اُسنے تحقیق کی تو کوتوال نے عرض کیا
کہ لڑکے اور رانیان خیمے مین موجود ہین - بادشاہ نے جانے والون کے پیچھے آدمی دوڑائے
اور خیمہ کی رانی اور لڑکون کو قلعہ کے اندر بلایا اسپر راجپوتون نے کہا کہ ہم رانی اور لڑکونکو
نہین دینگے اُن کی عوض جان دینگے اسپر بادشاہ نے فوج بھیجی - راجپوت اُسنے مقابلہ
پیش آئے - بہت سے اپنے مخالفون کو مار کر مرے جو بچے وہ بھاگے - جعلی رانیان اور
لڑکے بادشاہ پاس آئے اُسنے انکو حرم سرا مین بھیجا بیگمون نے انکو اپنا متبنی بنایا - رانی کو
بیگمون کا پرستار بنایا - اپنی غفلت چھپانے ور ہوشیاری دکھانے کے لئے بادشاہ
کو یقین دلایا کہ اصلی لڑکے اور رانی یہی ہین جو بادشاہ کے محل مین ہین درگا داس ور راجپوت
تو اس معرکے سے زندہ بچ کر پراگندہ ہو گئے مگر پھر جمع ہو گئے اور وطن کو چلے - خیمہ پر لڑائی
ہونیکے سبب سے رانی کو اتنی فرصت ملی کہ وہ جودھپور مین صحیح سلامت داخل ہوئی اور
اُسکے بڑے بیٹے اجیت سنگہ نے مارواڑ پر مدت تک سلطنت کی اور آخر دم تک وہ
اورنگ زیب کا دشمن رہا - بادشاہ مدت تک اس شبہ مین رہا کہ وہ راجہ کا اصلی بیٹا نہین
رانی نے فقط مہاراجہ کے نام باقی رہنے کے لئے اسکو بیٹا بنایا ہے اور اصلی اولاد
اسکی میرے پاس ہے مگر جب رانا نے اپنے خاندان کی لڑکی اجیت سنگہ سے بیاہی تو
اسکا شبہ دور ہوا - اور اُسنے جانا کہ جسونت سنگہ کا حقیقی بیٹا اجیت سنگہ ہے -
کوئی لکھتا ہے کہ اس جعلی اولاد کی توقیر مین توقیر کرتا رہا - اور اُس نے آخر کو اُن کے

لائق کو مع پیش کشون اور عرضداشت کے بھیجا اور اطاعت کا اظہار کیا اور جزیہ
دینا قبول کیا۔ زرجزیہ کے عوض مین اپنے ملک مین تین پرگنے دینے اور فرزندان
جسونت کی اعانت نہ کرنے کا وعدہ کیا اور عفو تقصیرات کی درخواست کی۔ بادشاہ
نے خان جہان بہادر کو اس ضلع کے بندوبست اور باقی وصول کرنے کے لئے مقرر
کیا اور خود دار الخلافہ کو مراجعت کی۔ اس اجمیر کے آنے جانے مین سات مہینے
بیس روز سے زیادہ نہ لگے۔ چند روز بعد خبر آئی کہ رانا نے پھر تمرد اختیار کیا اور
عہد و پیمان سے پھر گیا۔ خان جہان بہادر سے قرار واقعی بندوبست نہ ہو سکا
تو رجب ۱۰۹۰ھ - جولائی ۱۶۷۹ کو بادشاہ رانا اور اور راجپوتون کی گوشمالی کے لئے اجمیر روانہ
ہوا۔ اس دفعہ رجپوتون کے مغلوب کرنے مین اپنی ساری فراست و کیاست کو کام
مین لایا۔ بادشاہزادہ محمد معظم کے نام حکم صادر ہوا کہ وہ دکن سے اجین مین آئے اور حکم کا
منتظر رہے اور بنگالہ مین شاہزادہ محمد اعظم کو لکھا کہ بطریق ایلغار میرے پاس آجائے
جب اجمیر کے قریب بادشاہ آیا تو رانا کی تنبیہ و تادیب کے لئے شاہزادہ محمد اکبر
کو بھیجا اور شاہ قلی خان کو منور خان کا خطاب دیا اور اسکا اضافہ کیا اور امرا
کار طلب اسکے ہمراہ کئے اور اسکو بادشاہزادہ کا ہراول بنایا۔ رانا نے اس خبر کو
سنکر اودے پور کو کہ حاکم نشین تھا ویران کیا اور اپنے اور جسونت سنگھ کے اہل و
عیال و آدمیون کو ہمراہ لے کر دشوار گذار پہاڑون اور درون مین چلا گیا۔ شاہزادہ
اکبر مامور ہوا کہ وہ درون مین راجپوتون کے استیصال کے لئے بعض امیرون کو بھیجے
اور کچھ دلاورون کو رانا کے ملک اور زراعت کے تاخت و پامال کے لئے روانہ
کرے۔ جب بادشاہزادہ محمد معظم کی اجین مین آنے کی خبر ہوئی تو اسکے پاس حکم
گیا کہ وہ متعلقہ رانا مین اودے ساگر پر مقیم ہو جو اجمیر سے اسی کوس ہے اور اپنے
لشکر کو اطراف جودھپور مین مقرر کرے کہ جہان آبادی دیکھے اسکو ویران
کرے۔ ان دنون مین حکم کے بموجب شاہزادہ محمد اعظم بھی چار ماہ کی راہ کو ایک مہینے

[illegible]

سید حامد خان وغیرہ اس پر مقرر ہوئے کہ اس فرقہ کو اراده فاسد باز رکھین اگر وہ نہ مانین انکی گوشمالی کی جاے۔ حسب الحکم امرا کاربند ہوئے۔ لوازم اندرز اور نصیحت ترغیب و ترہیب کے ساتھ بجالاے۔ مگر راجپوتون نے نہ مانا اور وہ لڑے اور بہت مرے اور بادشاہی آدمی مارے۔ جب راجپوتون نے اپنا حال تنگ دیکھا تو انہون نے دو رانیون کو کہ مردانہ لباس پہنے ہوئے تھین مار ڈالا اور پسر دوم کو کسی شیر فروش کے گھر مین چھپایا تھا اس کو سراسیمگی مین چھوڑکر فرار ہوئے۔ فولاد خان کو پسر دوم کی حقیقت معلوم ہوئی تو وہ شیر فروش کے گھر سے اس بیٹے کو بادشاہ کی حضور مین لایا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ راجہ کی لونڈیان جو اسیر ہو کر آئیں مین انکے ہمراہ وہ زیب النسا بیگم کے سپرد ہوا اور لڑکے کا نام محمدی راج رکھا جاے۔ خان مذکور دوسرے روز لڑکے کا زیور اور اشیا لایا۔ اس آشوب مین راجہ کا اور دونو رانیون اور اور راجپوتون کا اسباب لوٹیرے لوٹ کر لے گئے جو بچا وہ بیت المال کے کوٹھہ مین داخل ہوا۔ دونو رانیون کی اور رنچھور داس راجپوتون اور تیس اور سردارون کی لاشین شمار مین آئین باقی چہارم جمادی الآخر ۹۰ سنہ کو بھاگ کر جودھپور مین پہنچ گئے۔ درگا کے بہکانے سے راجپوتون نے دو جعلی بیٹے رانی ستھن (جو مر گیا تھا) اور اجیت سنگہ راجہ جسونت سنگہ سے منسوب کیے اور فتنہ انگیزی شروع کی طاہر خان فوجدار جودھپور اُن سے عہدہ برآ نہ ہو سکا اور اندر سنگہ بھی نظم و نسق نہ کر سکا۔ اسکو بادشاہ نے اپنے پاس بلا لیا۔ بادشاہ نے سربلند خان کو جودھپور کی تسخیر کے لیئے روانہ کیا۔ ۲۶ رجب کو بادشاہ سے معروض ہوا کہ اجمیر کی فوجدار منور خان کی مہاراجہ کے نوکر راج سنگہ سے جمعیت کثیر لیکر لڑائی رہی لیکن منور خان کو فتح ہوئی۔ راج سنگہ بہت آدمیون کے ساتھ مارا گیا تو اس نے متعلقہ جودھپور کے معمورون کے سرکش راجپوتون کے پرگنات کے تاخت و تاراج کے لیئے افواج مقرر کین۔ رانا مین تاب مقاومت نہ تھی اُسنے وکلاء معتبر زبان دان

وکیلون کو اپنے پاس نہ آنے دے جب وہ اس شاہزادہ سے مایوس ہوئے تو شہزادہ
محمد اکبر کی طرف رجوع کی۔ راجپوتون مین درگاداس بڑا چرب زبان و حراف تھا
اُسنے اکبر پر بہت افسون و افسانے پڑھ کر پھونکے۔ اور اسکو امیدوار کیا کہ
راجپوت چالیس ہزار سوار جرار آپ کی رفاقت کے لیئے اور خزانہ بے شمار آپکے خرچ کے
واسطے موجود ہین۔ شہزادہ یہ سبز باغ دیکھ کر بتقاضاے ایام شباب اور رہنموئی
احباب سے راجپوتون کے دام مین گرفتار ہوا بعض اسکے ہمراہی بھی اسکے ہمداستان
ہوئے۔ بادشاہزادہ نے باپ سے بغاوت اختیار کی۔ اس بغاوت کرنے کا
سبب اُسنے باپ ہی سے سیکھا تھا۔

ابتدا مین اس خبر کی شہرت اڑتی ہوئی شاہزادہ محمد معظم پاس گئی اسکو بھائی
سے یک گونہ محبت تھی۔ اسکو نصیحت آمیز دو کلمے لکھے باپ کو بھی عرضداشت مین اس
مضمون پر اشارہ کیا کہ راجپوت شہزادہ کے اغوا کے درپے ہین اس سے غافل نہ
ہونا چاہیئے۔ محمد اکبر کی طرف سے بادشاہ کو کوئی وسوسہ نہ تھا۔ مگر بادشاہزادہ
محمد معظم کی بدنامی حسن ابدال مین اس قسم کی ہو چکی تھی اور ابتدا مین جو راجپوت
بڑے شاہزادہ کے پاس پیغام لائے تھے۔ اسکی خبر بھی بادشاہ سُن چکا تھا۔
اُسنے محمد اکبر کے حق مین محمد معظم کی تحریر کو محض افترا جانا اور جواب مین لکھا
کہ ہذا بہتان عظیم۔ حق سبحانہ تعالی شمارا ہمیشہ بر صراط مستقیم رہبری نماید بے
آلودگی سخن شنوی بدخواہان محفوظ دارد۔ جب یہ راز مخفی برملا ہوا۔ اور خیمہ
خیمہ مین سب چھوٹے بڑون کو یہ خبر معلوم ہو گئی کہ درگاداس تیس ہزار راجپوت
سوار لیکر اکبر سے مل گیا اور یہ خبر بھی آئی کہ محمد اکبر نے تخت پر جلوس کیا
اور سکہ جاری کیا اور منور خان کو ہفت ہزاری کیا امیرالامرا کا خطاب دیا۔
مجاہد خان اور اور عمدہ نوکرون کے جو اسکے ہمراہ تھے اضافہ کیئے جنمین سے
بعض نے مجبور ہو کر مصلحۃً نہ قبول کیئے سب کی تالیف قلوب کی۔ اور

سے کم مرتبہ طے کر کے جریدہ اپنی فوج جنگی کے ساتھ آ گیا اسکو حکم ہوا کہ رانا اور راٹھورون کے تعلقہ اور درہای قلب مین جا کر راجپوتون کے قتل و اسیر کرنے مین کوشش کرے اور فوج معین کرے کہ ملک رانا مین جو غلہ کی رسد پہنچتی ہی اسکو بند کرے اور زراعت نہ کرنے دیوے رانا کی مدد کے لئے تعلقہ جسونت سنگھ سے پچیس ہزار سوار راٹھور اور راجپوت جمع ہو گئے۔ افواج شاہی کا مقابلہ شوخی سے کرتے تھے اور کبھی رسد غلہ پہ تاخت کرتے تھے۔ بادشاہی چند ہزار سوارون کو درہای قلب کی طرف لے گئی اور انکو چارون طرف سے گھیر لیا اور بہت سوارون اور پیادون کا پتا نہ لگنے دیا لیکن آخر کو راجپوت فوج اسلام سی مغلوب ہوئے۔ راجپوتون نے درون کی سر راہ کو بند کر رکھا تھا اور کبھی کبھی پہاڑون سے آن کر شاہزادہ کے لشکر پہ غافل شب خون مارتے تھے لشکر بادشاہی خصوص منور خان اس جماعت کو تنبیہ کرتا تھا اور ملک کی خرابی مین اور بتخانون اور عالی عمارات کے مسمار کرنے اور اشجار ثمردار اور باغات کے کاٹنے اور راجپوتون کے زن و فرزند کے گرفتار کرنے مین جو غار و مغاک مین چھپے ہوئے تھے کوئی کسر باقی نہ رکھتا تھا۔ محمد امین خان صوبہ دار گجرات کے نام حکم گیا کہ اپنی فوج کے ساتھ جلد سرحد راجپوتیہ اور احمد آباد کے درمیان استقامت کرے اور جہان راجپوتون کی خبر سنے اور پتا پائے انکو غارت کرے۔

جب رانا کے معاونون کا کام تنگ ہوا غلہ نایاب زراعت کشت و کار متعذر ہوا راٹھور جپوتون نے یہ تدبیر و تزویر کی کہ وہ اول شاہزادہ محمد معظم پاس گئے کہ اسکو اپنے جرائم کا شفیع بنائین۔ با بغاوت پہ اسکو رہنمائی کر کے اپنا رفیق بنائین۔ پادشاہزادہ نے انکی باتون پہ کان نہین لگایا اور نواب بائی یعنی والدہ شاہزادہ کو جب اسکی خبر ہوئی تو اسنے بھی نصیحت کی اور منع کیا کہ کسی بات مین گروہ راجپوتون کی امداد اور معاونت سے آشنا نہ ہو۔ اور رانا کی

شاہزادہ محمد اکبر کا راجپوتون سے ملنا سنہ ۱۰۹۱

اور منتظر تھا کہ کوئی موقع ملے تو یہان سے نکل جاے۔ جب اسکو اپنے بھائی شہاب الدین کے
نزدیک آنے کی خبر آئی تو اسنے محمد اکبر سے التماس کی کہ اگر حکم ہو تو وہین جاکر اپنے بھائی کو ہمت
کرکے اپنے ساتھ لے آؤن۔ محمد اکبر نے اسکو اجازت دی نقد و جنس جو لے جا سکا وہ لے باقی
اسباب کو وہین چھوڑ بھائی پاس پہنچا اور دونو متفق ہو کر بادشاہ پاس آئے۔ بادشاہ کو انکے
آنے سے بڑی خوشی ہوئی۔ شہاب الدین کو شہاب الدین خانی کا خطاب دیا۔ مجاہد خان
اکبر کے لشکر کی حقیقت اور موافق و منافق اور مجبور و غیر مجبور کی تعداد دیکھی کہ اس اثنا مین
محمد اکبر کے لشکر سے اور مردم شناس بادشاہ پاس آنے شروع ہوئے۔ مجاہد خان کے آنے
سے محمد اکبر کے لشکر مین خلل ہوا۔ خواجہ مکارم سلطان معظم کے نوکر نے محمد اکبر کے قراولون سے
دست یازی کی اسکے زخم لگا۔ اس طرف کے دو تین آدمیون کو زخمی کیا اسنے خبر پہنچائی کہ
محمد اکبر کے لشکر سے جدا ہو کر حضور مین تہور خان ہراول فوج چند آدمیون کے ساتھ آتا ہے
جب تہور خان گلال باری مین آگیا تو اسکو حکم ہوا کہ وہ ہتیار اتار کر حضور مین آئے۔
خان نے اسمین تعلل کیا تو محمد معظم خان نے اسکے مارنے کا اشارہ کیا وہ اپنے اظہار تہوری
اور ارادہ فاسد اور کسی اپنی مصلحت کے سبب سے محمد اکبر سے رخصت لیکر آیا تھا۔ بادشاہ
نے غصہ مین آنکر تلوار ہاتھ مین لیکر کہا کہ کون اسکو منع کرتا ہے کہ وہ ہتیار لگا کر نہ آئے جب وہ
آنے لگا تو ایک شخص کرز خان کی چھاتی پر ہاتھ رکھ کر اسکو منع کیا۔ خان نے اسکے منہ پر تھپڑ مارا اور
الٹا چلا کہ خیمہ کی رسی مین اسکا پاؤن اٹکا اور وہ منہ کے بل گرا کہ چارون طرف سے بزن
بکش کی آواز بلند ہوئی اسکو مار ڈالا اور سر کاٹ لیا کشتہ ہونے کے بعد اسکے جامہ کے
نیچے سے زرہ نکلی اسکے باب مین روایات مختلف ہین۔ خواجہ مکارم مخاطب بہ جان نثار خان یہ
کہتا تھا کہ عنایت خان دیوان تن خسر اسکا تھا اسکی تحریر سے از روے ارادت آسکے
بازگشت کی اپنی حسن خدمت و عقیدت و عزت پر خیال کرکے ہتیار اتارنے مین یہ عذر کیا
بہرحال تہور خان کے کشتہ ہونے سے راجپوتون اور محمد اکبر کی فوج کے درمیان تزلزل پیدا ہوا
اور انکا پاے ثبات جگہ سے ہلا۔ اسکا دربار ٹوٹا۔ کئی راجہ اور امرا اس کے پاس سے بادشاہ

اور بادشاہ کی طرف لڑنے کے ارادہ سے آیا۔ ان دنون مین بادشاہ کی فوج
راجپوتون کی تنبیہ کے لیے محمد اکبر کے پیچھا چلی گئی تھی۔ اسد خان و بہرہ مند خان کے
سوائے کوئی عمدہ امیر نہ تھا اور کل فوج مع خواجہ سرایون اور اہل دفتر کے
سات آٹھ سو سوار تھے اس وجہ لشکر مین تزلزل ہوا۔ ایک عجیب ہنگامہ برپا ہوا
محمد معظم کو بہ تاکید تمام فرمان بھیجا کہ بلا توقف مع تمام فوج کے بطریق ایلغار حضور
مین آؤ۔ پادشاہزادہ باپ کے حکم کے آتے ہی اسکی خدمت مین روانہ ہوا بہیر و
خدمہ محل کو خدا کو سونپا۔ دس روز کی راہ کو دو تین روز مین طی کر کے باپ پاس نو
دس ہزار سوار لیکر آگیا۔ ایک شہرت تھی کہ محمد اکبر ستر ہزار سپاہ لیکر باپ سے
مقابلہ کے لئے قریب آگیا ہے۔ کسی شخص کو بادشاہ کے لشکر مین امید نہ تھی
کہ اس بلا سے نجات ہوگی۔ بعض بدخواہون کے کہنے سے احتیاطاً دور بینی
کی وجہ سے محمد معظم کی طرف سے پادشاہ کے دل مین وسوسہ پیدا ہوا۔ تقاضای
وقت کے موافق توپ خانہ کا منہ محمد معظم کے لشکر کی طرف کرادیا اور بیٹے کو
پیغام بھیجا کہ لشکر کو چھوڑ کر دو نو بیٹون کے ساتھ ہمارے پاس آؤ۔ محمد معظم نے باپ کے
حکم کی تعمیل کی تنہا دو بیٹون کو لیکر خدمت مین آیا تو حضرت کو اسپر اعتبار آیا۔
ان باپ بیٹون کے لشکر ملکر بھی محمد اکبر کے ستر ہزار سوارون کا مقابلہ
نہیں کر سکتے تھے یہ عالمگیر کے لئے بڑا برا وقت تھا۔ مگر اسکی عقل سلیم باقی تھی
وہ یہ سوچا کہ محمد اکبر کا لشکر جو باغی ہوا ہے وہ فقط راجپوتون کے بہکانے اور
پٹیان پڑھانے سے ہوا ہے۔ کوئی اسکو میری ساتھ عناد دلی اور بغض قلبی نہین
ہے اسکا راہ پر لانا مشکل نہین ہے اسلئے اسنے شہاب الدین پسر قلیچ خان کو بہ
طریق ہراولی بھیجا کہ وہ محمد اکبر کے لشکر کی خبر تحقیق لائے جسکو راجپوتونے اپنے بند و بست
سے مسدود کر رکھا تھا اور اپنے سگے بھائی مجاہد خان سے خط و کتابت کرے
وہ محمد اکبر کے ساتھ بہ تقاضاء وقت و مصلحت رفاقت مین شریک ہوا تھا۔

اُسکے دستگیر کرنے مین اغماض کیا اور اس بات کو میر نور اللہ نے جو ایسی مقدمات
مین بھیجا یا تھا۔ پادشاہ سے عرض کیا تو پادشاہ نے اس بات مین ایک فرمان
اعتراض آمیز اور احکام تہدید آمیز تمام اخبار نویسون کو لکھو۔ شاہزادہ اکبر
بگلانہ کی سرحد مین آیا۔ جو ملہیر کے فوجدار اور قلعہ دار راجہ دیبی سنگہ کے تعلقہ مین
تھی اُسنے شاہزادہ کی گرفتاری کے لئے فوج بھیجی پر اس وقت پہنچی کہ وہ سرحد بگلانہ
سے نکل گیا تھا۔ چند نفر راجپوت پیچھے رہ گئے تھے اُن کو راجہ کے آدمی دم دلاسا دیکر
راجہ پاس لائے۔ راجہ ان راجپوتون سے شاہزادہ کا حال پوچھ رہا تھا کہ اسکے
آدمی ایک اور آدمی کو پکڑ کر لائے۔ جو اکبر کی نیمہ آستین خون آلود پہنے ہوئے تھا
جسکو اکبر نے ہوا کی گرمی کے سبب سے اُتار کر اپنے چیلے کے کندھے پر ڈال دیا تھا
اسکو زخمی کر کے راجہ پاس اس گمان سے لے گئے کہ وہ شہزادہ اکبر ہوگا۔ راجہ انکی
اس حرکت سے ناراض ہوا۔ فرنگیون کے ملک کی سرحد سے اکبر نکل گیا۔ بگلانہ
کے پہاڑون کی پناہ مین آیا اُسنے پہاڑی آدمیون کو روپیہ دیا انہون نے
اسکو سرحد راہیری مین پہنچا یا جو سنبھا سے تعلق رکھتا تھا سنبھا اکبر کے استقبال
کو آیا اور اپنا مکان رہنے کو دیا جو قلعہ راہیری سے تین کروہ پر تھا اور وجہہ
خرچ اسکے واسطے مقرر کیا۔ سنبھا جی نے اول اول اکبر کی بڑی خاطرداری کی مگر
پھر اسکے آدمیون کو کافی خرچ نہ دیا۔ ایک روز محمد اکبر کے سامنے قاضی نے بیوقوفی
اور خوشامد سے سنبھا سے کہا کہ مہاراج کے دشمن پائمال ہون تو محمد اکبر نے
خفا ہو کر کہا کہ قاضی تو بڑا احمق ہے اور سنبھا سے کہا کہ ایسے کلمات لغو کا کہنا اور آپکا
سنا بدنما ہے یہ خبر بھی مشہور ہوئی کہ اعتقاد خان خلف اسد خان قلعہ راہیری
کی تسخیر کے لئے مقرر ہوا ہے اسلئے محمد اکبر یہ مصلحت سمجھا کہ جس طرح ہوسکے ایران جائے
اُسنے دو چھوٹے جہاز مرتب کرے۔ چالیس دن کا ذخیرہ انمین رکھا اور روانہ ہونیکا
ارادہ کیا تو پادشاہ کے لحاظ سے سیدی یاقوت خان حبشی نے جنگی جہاز

اکبر کا ایران جانا۔

پاس چلے آئے اور بہت سے بھاگ گئے اور راجپوت یہ دیکھ کر کہ سارا مقابلہ ہماری سر پر آن
پڑیگا اپنے گھروں کو چلے گئے یا بادشاہ پاس چلے آئے۔ عوام الناس نے یہ خبر اڑائی کہ بادشاہ
نے از روئے تدبیر محمد اکبر کو فرمان لکھا اور اُس مین درج کیا کہ اگرچہ راجپوتوں کی دلگیری
کرکے اور بڑا دلی ور گرداوری کے باب مین جو ارشاد ہوا تھا تم اسکو بجا لائے مگر انکو ہمراہ لی
بنا کے بادشاہی سپاہ کی زد مین لانا عین مصلحت تھا اور ایسا منصوبہ کیا کہ فرمان بجنسہ
راجپوتوں کے ہاتھ مین پڑا جو اس فرقہ کے تفرقہ کا سبب ہوا۔ لیکن اس خط بنانے کی بات
بازاری گپ ہے اسکی کچھ اصل نہین ہے۔ القصہ محمد اکبر کی سپاہ بڑی بادبدبہ وشکوہ کہ تھی
مگر تلوار میان سے نہ نکلی کہ اسکو ہزیمت عظیم ہو گئی۔ جب محمد اکبر نے دیکھا کہ راجپوتون نے اس سے
روگردانی کی۔ درگاداس اور دو تین اور آدمی رانا کے انکے پاس رہے جنکے پاس دو تین ہزار سوار
ساتھ تھے کوئی رفیق اور لشکر ایسا ساتھ نہین ہے کہ کام آئے اسلئے وہ ناچار فرار ہوا۔
جب شاہزادہ محمد اکبر فرار ہوا تو اسکے سارے آدمیوں مین سے تین چار سو آدمی اور نامی آدمیوں مین
سے قدیم الخدمت ضیاء الدین شجاعی تھا اسکا تمام مال و اسباب تجمل و خزانہ و توپ خانہ لٹنے
کے بعد جو باقی رہا تھا وہ سارا اور اسکا ایک چھوٹا بیٹا نیکوسیر اور دو بیٹیاں یہ سب بادشاہ کو
ہاتھ آئے۔ اور ایک بیٹا جو حد تمیز کو پہنچا تھا اسکو راجپوت اپنے ساتھ لے گئے۔ اب محمد اکبر ایسا
سراسیمہ تھا کہ وہ نہین جانتا تھا کہ کہاں جاؤن اور کیا کرون۔ کبھی شاہجہان آباد و لاہور
کے جانے کا اجمیر کی راہ سے ارادہ کرتا تھا۔ کبھی ایران کا قصد ہوتا تھا۔ جسطرف جاتا اُس طرف
زمیندار اور فوجدار اسکے روکنے کو کھڑے ہو جاتے۔ بادشاہزادہ محمد معظم اسکے تعاقب کیلئے
مامور ہوا۔ اسنے اسکے تعاقب مین اغماض کیا اور عنان کشیدہ چلا۔ محمد اکبر لاہور اور
ملتان کی راہ کو چھوڑ کر زمینداروں کی راہنمائی سے راہ دشوار گذار و جبال سے دکن کیطرف
مرحلہ پیما ہوا۔ خانجہان بہادر صوبہ دار دکن کو اور تمام فوجداروں کو بار بار احکام پہنچے
کہ جہاں تک ممکن ہو اسکو زندہ دستگیر کرو اور نہین قتل کرو۔ خانجہان بہادر حکم کے بموجب
اسکے اسیر کرنے کے لئے ایلغار کرکے گیا اور چودہ پندرہ کوس کا دونوں مین فرق رہا تو خان نے

سلیمان شاہ مرگیا۔ سلطان حسین اسکا جانشین ہوا اُسنے پہلے سے بھی زیادہ
شاہزادہ کی مہمانداری کی۔ محمد اکبر نے باپ کے مرنے کی خبر جھوٹی کہہ کر شاہ حسین سے فوج
وخرچ کی امداد چاہی لیکن شاہ نے کہا کہ ہمارے اخبار نویسون نے نہین لکھا کہ بادشاہ
مرگیا جب خبر تحقیق ہو جائیگی تو ہم امداد کرینگے۔ جب اس خبر کا جھوٹا ہونا تحقیق ہو گیا۔
تو شاہزادہ کو خفت اٹھانی پڑی پھر شاہزادہ نے کہا کہ ہوائے عراق میرے مزاج کی
موافق نہین ہی مجھے رخصت ملے کہ مین توابع گرمسیر مین سرحد خراسان مین جاؤن
جو سرزمین ہند کے قریب ہے آپ وہان کے حکام کو لکھ دیجے کہ بروقت وہان کے
سردارون کی فوج میری رفاقت کرین بعد اسکے شہزادہ کے لیے خرچ درماہہ مقرر ہوا
اور حکم ہوا کہ جسوقت شاہزادہ کو بھائیون سے پیکار کا سروکار ہو تو پندرہ ہزار
سوارون سے اسکی امداد کی جائے۔ ہندستان کی سلطنت کی آرزو مین محمد اکبر
توابع گرمسیر خراسان مین خوشی و ناخوشی اوقات بسر کرتا تھا کبھی اسکو باپ
کی سلطنت مین قدم رکھنا نصیب نہوا۔ عالمگیر کے آخر عہد مین اسکو موت آگئی۔
اورنگزیب نے جو جودھپور اور اودے پور کے ملکون پر اس طرح تاخت و تاراج
کی کہ اس سے راجپوت دب گئے۔ مگر مر نہین گئے۔ اس جنگ اور جزیہ نے اُنکے ملک و
مذہب پر ایسا زخم و داغ لگایا جو کبھی نہ بھرا۔

راجپوتون کی استمرار و جدائی

عالمگیر کے ابتدائے عہد مین قوم راجپوت سلطنت مغلیہ کی دست راست تھی پر وہ
اس سے جدا ہو گئی کہ پھر اسکے ملنے کی توقع نہین رہی۔ پھر اس نے اس سلطنت کی خدمت
بغیر بے اعتمادی کے نہین کی۔ صرف رام سنگہ مہاراجہ جے پور جسکے ناتے رشتے بادشاہ
سے بہت تھے اور بہت منفعتین اسکو حاصل تھین وہ تو راجپوتون کے ساتھ شریک نہین
ہوا۔ باقی اور راجپوت سب متفق ہو گئے۔ بادشاہ کی لڑائی راجپوتون سے بدستور جاری
رہی۔ جو حال اسکا شاہزادہ محمد اکبر کی بغاوت سے پہلے تھا وہ اب بھی رہا۔ بادشاہی
فوج راجپوتانہ کو لوٹتی تھی۔ راجپوت مالوہ کے ملک کو خراب و ویران کرتے تھے۔ بادشاہ

اسکی راہ روکنے کے لئے تیار کیا وہ ان اطراف مین کوس انا لملکی بجا رہا تھا۔ مگر گرفتاری مین اُسنے اغماض کیا۔ شاہزادہ اور ضیاء الدین محمد شجاعی اور اور چالیس یا پچاس آدمی خدا پر بھروسہ کے سوار ہوئے۔ راہ مین محمد اکبر کے جہاز متفرق ہوئے اور اُن پر حادثات عظیم واقع ہوئے۔ ناموافقت ایام سے امام مسقط کے جزیرہ مین جہاز چلا گیا۔ اہل جزیرہ نے شاہزادہ کو گرفتار کرکے امام مسقط پاس بھیجدیا۔ یہ امام شاہ ایران کے بڑے عمدہ زمینداروں اور توابع مین سے تھا عجب ظاہر تو مہمانداری کی لیکن اکبر کو بطریق نظربند کے رکھا اور عالمگیر کو عرضداشت بھیجی کہ اگر حضور دو لاکھ روپئے نقد اور بندر سورت مین جو اجناس مسقط کے جہازون مین جاتی ہین اُنکی معافی عشور کی سند کسی آدمی کے ہاتھ بھیجدین تو مین محمد اکبر کو اسکے حوالہ کرکے حضور مین وانہ کرون۔ پادشاہ نے کئی متصدیان بندر سورت کے نام حکم صادر کیا کہ امام مسقط کی التماس کے موافق عمل کرین۔ متصدی سورت نے حاجی فاضل کو جو بیت بابون سے آشنا تھا محمد اکبر کے لانے کے لئے بھیجا۔ جب شاہزادہ اکبر کے آنے کی اور امام مسقط کے اس ارادہ ناصواب کی خبر سلیمان شاہ فرمانروائے ایران کو پہنچی تو اُس نے امام مسقط پاس حکم بھیجا کہ ہمارے مہمان کو بہت جلد اہتمام کرکے ہمارے پاس بھیجدو ورنہ تمہاری سزا کے لئے فوج بھیجی جائیگی۔ امام مسقط نے ناچار شاہزادہ کو شاہ سلیمان کے آدمیونکے ہمراہ کیا جب شاہزادہ اصفہان مین آیا شاہ سلیمان اُسے لینے آیا تو محمد اکبر نے پانچ الماس لیکر پادشاہ سے ملاقات کی اور کہا کہ اگرچہ بزرگان ایران کے نزدیک یہ امر غیر متعارف ہے کہ نذر و ہدیہ ہاتھ مین لیکر بزرگون سے ملاقات کرے لیکن ہندوستان مین مربی کی خدمت مین خالی ہاتھ جانا ترک ادب ہے ہر روز مہمان داری بڑے تکلف سے ہوتی رہی۔ شاہزادہ نے ہندوستان مین جانے کے لئے امداد طلب کی تو شاہ نے فرمایا کہ جب تک تمہارا باپ زندہ ہے تم ہمارے عزیز مہمان ہو جب تمکو بھائیون سے کام پڑیگا تو ہم سے جہان تک ہوسکے گا تمہاری امداد کرینگے۔ چند روز بعد

اور گھاٹون کی راہین بند کین کہ مرہٹون کا حملہ نہ ہو اور درون پر توپخانے لگائے۔ مگر یہ تدبیر دلیر خان نا پسند کی شاہزادہ اورنگ زیب کے سرداروں مین سب سے زیادہ دلیر اور شجاع و چست و چالاک تھا اور قلعہ چاکنہ کے حملہ مین کامیاب ہو چکا تھا اُسنے جنگ محفوظہ کی غلطیون کو بتایا اور کہا کہ فوج خواہ کتنی ہو اُنسے قلعون پر حملہ کرنا چاہیئے۔ مگر سپہ سالار نے اسکی بات پر کان نہ لگایا مرہٹون کے سوا اجنکی نسبت یہ خیال تھا کہ وہ خاندیس مین ان درون سے آئینگے جنکو خانجہان نے روکا تھا وہ مختلف گروہون مین منقسم ہوکر اورنگ آباد اور احمد نگر کو چلے گئے۔ خانجہان نے بہت راہون سے اُنکا تعاقب کیا مگر کامیاب نہین ہوا۔ اور برسات مین اُسنے پیر گام مین جو دریا بہما کے کنارہ پر ہے چھاؤنی ڈالی۔ اور یہان اُسنے ایک قلعہ بنایا جسکا نام اُس نے بہادر گڈھ رکھا۔

خان جہان بہادر تو یہ کام کر رہا تھا سیواجی نے یہ کام کیا کہ مخفی گوالکنڈہ مین گیا۔ کہتے ہین ہان سے بہت کچھ روپیہ بطور خراج لیا اور اُس کو اطمینان خاطر کے ساتھ رائے گڈھ مین پہنچا دیا۔ اور جب وہان پھر کر آیا تو اُسنے ملک شاہی کے تاخت و تاراج کے لئے اپنے سوارون کو چھوڑ دیا کہ وہ دہات قصبات شہرون سے چوتھ وصول کرین غرض مرہٹون اور مغلون مین جو لڑائیان تاخت و تاراج کے لئے ہوئین۔ انمین سے ہر ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ مین فائدہ مین رہا۔ مرہٹے بھاگ جاتے تو اور زیادہ لوٹ مچاتے۔ مرہٹے لوٹ کے مال کو شیر مادر سمجھتے تھے اور اس لوٹ مار ہی کو وہ اپنی عزت اور افتخار جانتے تھے۔

جب سیواجی گولکنڈہ گیا ہے تو اسکی غیر حاضری مین سورت شاہ جہنجیر کا بیڑا متفق ہو کر آیا اور اُسنے دھندا راجپوری کے توپخانون کو غارت و تباہ کر دیا اور بڑا گھوبلا افسر بھی مارا گیا مگر اس نقصان کا معاوضہ گولکنڈہ جانے سے ہو گیا اور اُس سے سال آیندہ کی فوج کشی کے لئے بڑی تقویت ہو گئی۔

بادشاہ مندرون کو توڑ توڑ کر مسجدین بناتا تھا۔ راجپوت مسجدون کو ڈھا ڈھا کر
مندر بناتے تھے۔ قرآنون کو جلاتے تھے۔ ملاؤن کی خوب گت بناتے تھے اس لڑائی مین
رانا اودے پور کا نقصان زیادہ تھا اسلئے کہ اس ملک کا زرخیز حصہ مغلون کے
زیر سایہ تھا اور وہی انکی تاخت وتاراج سے پامال او ویران ہوتا تھا۔ ادھر یہ
حال رانا کا تھا ادھر بادشاہ کے بڑے بڑے کامون مین جیسی کہ مہم دکن تھی حرج
ہو رہا تھا۔ آخرکار رانا اودے پور نے صلح کی درخواست کی اور بادشاہ نے
ان شرائط پر صلح کر لی کہ رانا جزیہ کی عوض مین کچھ ملک دیدے اور راجہ جیت سنگہ
تابع ہو کے راج گدی پر بیٹھے۔ اسوقت بادشاہ مہمات یوسف زئی اور اجپوتون
سے زیادہ مہم اہم دکن کی سمجھتا تھا اسلئے اس نے ان شرائط پر صلح کر لی مگر اس
آشتی سے فساد وعناد کی جڑ نہ کٹی ہمیشہ راجپوتون سے بادشاہ کی کھٹا پٹی رہی
مشرقی جانب مین چھوٹی چھوٹی ریاستین تو بادشاہ کی مطیع رہین باقی تمام ریاستین بادشاہ
سے منحرف رہین گو انکی دار السلطنتین بادشاہ کی قبضہ مین رہین مگر انکے ادھر ادھر
آفتین برپا رہین۔ راجپوت اپنے باہمی نزاع کے سبب سے بڑے بڑے فتوحات سے فائدہ
نہین اٹھا سکے۔ مگر پھر بھی بادشاہی فوج والون کو نہایت تنگ کرتے رہے۔ اور
مالوہ اور گجرات کے صوبون کو لوٹتے اور کھسوٹتے رہے۔

معاملات دکن

اس عرصہ مین کہ بادشاہ خود سرحد کی قومون کے دبانے کے لئے گیا اور راجپوتون کی
لڑائی مین مصروف رہا وہ دکن کی مہمات سے غافل نہین رہا جو اسکے اختیار مین وسائل
تھے انکو دکن کی مہمات مین بھی کام مین لایا۔ جسوقت بادشاہ کی فوج پنجاب مین
افغانون کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوئی تو مہمات دکن کے لئے خانجہان خان حاکم
گجرات کو مقرر کیا اور مہابت خان اور شاہزادہ محمد معظم کو بلا لیا۔ خان جہان نے
اس خیال سے کہ سیواجی سے لڑنے کے لئے سپاہ کافی نہین ہے۔ اس نے لڑنے مین توقف کیا

[illegible] خانجہان خان

اگرچہ سیواجی مدتون سے اپنے تیئن راجہ کہتا تھا اور اپنا سکہ چلاتا تھا مگر اب اور
ہوا مین اُڑنے لگا اور دل مین یہ ہوا سمائی کہ مسلمان بادشاہون کی طرح
اپنی شان دکھائے۔ چنانچہ اُسنے ۶ جون ۱۶۷۴ء کو برہمنون سے مہورت پوچھ کر
اپنے راج دھانی رائے گڈھ مین راج گدی پر جلوس کیا اور تمام رسمین جو شاہانہ
ہوتی ہین وہ سب ادا کین ایسے فروشکوہ سے دربار کیا کہ کبھی مرہٹون نے خواب مین بھی
نہ دیکھا تھا ترازو مین بیٹھ کر تلا۔ برہمنون کو سونے کا تلادان دیا۔ سونا روپا۔
جواہر بچھاور ہوئے سردارون کو خلعت اور بڑے بڑے منصب اور انعام
مرحمت ہوئے۔ افسرون کے خطاب فارسی سے سنسکرت مین بدلے یا نئے نام
سنسکرت مین رکھے۔ اگرچہ شاہانہ رسمون کے برتاؤ مین مسلمانون کا طریقہ اختیار کیا
مگر دھرم کرم مین وہ پہلے سے بھی زیادہ کٹا ہندو ہو گیا۔ کھانے پینے مین
ہندؤن کی طرح پابند تھا اُسنے مسلمانون کی بیخ کنی کے لئے ہندؤن
مین مذہبی جوش اور قومی ولولے اور زیادہ کردئے اور اپنی سادگی کو جو
ابتدا مین تھی نہین چھوڑا اسکے علم کو بھگوا جھنڈا کہتے تھے وہ گھیرا نارنجی رنگ کا
بیل کی دم کی صورت کا ہوتا تھا۔

سیواجی نے جب سے پورندھر کو تسخیر کرلیا تھا کل ملک بیجاپور اور کانکن سے
چوتھ لینے کا مستحق اپنے تیئن جانتا تھا۔ انگریزون سے تو اُسنے کبھی چوتھ
مانگی نہین۔ مگر بہ انگریزون سے کہتے ہین کہ اُسنے چوتھ لی۔ اسکا ذکر مرہٹون
کی تاریخون مین اس طرح آتا ہے کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اُنہونے لی۔
۱۶۷۵ء مین دلیر خان نے سیواجی کے ملک پر دست درازی کی اسلئے خانجہان
بہادر سے جو عہد و پیمان ہوئے تھے اُنکے توڑنے کے لئے سیواجی کو ایک عذر
ہاتھ لگا۔ مورو پنت نے قلعے اوندھا اور پٹہ دوبارہ لے لئے۔ سیونیری پر
حملہ کیا۔ مگر ناکامیاب رہا۔ وہ سیواجی کی جنم بھوم ہے۔ جو اسکو ساری

سنہ ۱۶۷۲ء مین علی عادل شاہ والی بیجاپور فالج مین مبتلا ہوکر مرگیا۔ اسکے کوئی اور بیٹا سوا سکندر عادل شاہ کے نہ تھا جسکی عمر پانچ سال کی تھی اور شاہ جی جی بیٹی تھی۔ عبدالمجید وزیر تھا اور خواص خان و عبدالکریم بہلول خان اور مظفر خان یہ تین ارکان سلطنت تھے۔ سب کو اپنے مطلب سے مطلب تھا۔ اس گھر کا کوئی خیرخواہ نہ تھا۔

اب سیواجی نے سوچا کہ مغلون سے لڑنے مین وہ فائدہ نہین ہی۔ جو ملک بیجاپور کی تاخت و تاراج مین ہی اسلئے سنہ ۱۶۷۳ء مین وشال گڈھ مین تخمینی ایک بڑا لشکر جمع کیا اور اسکی سپاہ نے پنالہ کو لے لیا اور تجارت گاہ ہوبلی کو خوب لوٹا۔ یہان سے اتنی غنیمت ہاتھ آئی کہ مرہٹون کو پہلے کبھی نہین ہاتھ آئی تھی۔ اس شہر کو اناجی دیو کے حوالہ کیا اس شہر مین جو مرہٹون کے ہاتھ سے بچا تھا اسکو فوج عادل شاہی نے لوٹا جو اس شہر کی حراست کے لئے آئی تھی۔ سیواجی کے بیڑے نے کاروار اور انکولہ کو لے لیا اور بہت سے مقامات کے دیس مکھیون کو بھکایا کہ وہ مسلمانون کے تھانون کو اٹھاوین۔ ہوبلی کے تاراج ہونے سے راجہ بیدنور ڈرا بیٹھا تھا اسنے سیواجی کو سالانہ خراج دینا قبول کیا اور سیواجی کا وکیل اپنے دربار مین مقرر کیا۔

سیواجی کا ارادہ تھا کہ ملک بیجاپور کو فتح کرے اسلئے اسنے خان جہان بہادر سے درخواست کی کہ اسکے ذریعہ سے بادشاہ اسکی حمایت کرے۔ خان نے اسکی اس درخواست کو اس شرط پر منظور کرانے کا وعدہ کیا کہ سیواجی بادشاہی ملک پر تاخت و تاراج نہ کرے۔ مئی کے مہینے مین بادلیون نے پرلی لیا ستمبر مین ستارہ کو کئی مہینے محاصرہ کرکے فتح کرلیا۔ غرض سنہ ۱۶۷۳ء و سنہ ۱۶۷۴ء مین یعنی دو برس کے اندر بہت سی لڑائیون اور محاصرون کے بعد اس بات کا وہ ملک جو سمندر کی جانب گھاٹون سے متصل تھا اور کونکن کا جنوبی حصہ

سلطان علی عادل شاہ کا مرنا اور سیواجی کا دوبارہ حملہ کرنا۔

پچنڈر گڈھ تھے۔ اگرچہ یہ قلعے مضبوط نہ تھے مگر وہ اس ملک پر جاگیرداروں کے حملہ روکنی
کے بہت کام آئے۔
سیواجی کو مدت سے یہ لو لگی ہوئی تھی کہ باپ کی جاگیر کو جو کرناٹک اور میسور مین ہی
او سپر کسی طرح قبضہ کیجیے۔ پہلے جاگیر پر اسکا سوتیلا بھائی دنکاجی قابض تھا اور حقیقت
مین وہی اسکا مالک تھا۔ مگر برائے نام والی بیجاپور کا ماتحت تھا اب سیواجی کو یہہ
اختیار تھا کہ اس جاگیر کا دعوی وہ وراثتاً کرتا۔ یا بطورِ غنیم کے فتح کرتا اسکے باپ کے وقت
مین پنڈت رگھوناتھ نارائن اس جاگیر کا انتظام کرتا تھا۔ اب وہ اسکے بھائی دنکاجی
کا منتری تھا۔ مگر کسی بات پر اُس سے خفا ہو کر سیواجی پاس چلا آیا تھا اسلئے اسکو مدد بھی
زیادہ اپنی تمنا برآنے کا خیال پیدا ہوا۔ یہ پنڈت جاگیر کا تمام کچا پکا حال جانتا تھا۔
اسلئے اُسکا آجانا سیواجی کے حق مین نعمت غیر مترقبہ تھا سیواجی دور اندیش بڑا تھا
بات کو برسون پہلے سوچ لیتا تھا۔ اُس وقت والی گولکنڈہ کو مغلون کا خوف لگ رہا
تھا اور والی بیجاپور سے بھی چشمک رہی تھی۔ اسلئے سیواجی نے سوچا کہ والی گولکنڈہ سے
رفاقت پیدا ہونی آسان ہے چنانچہ پیغام سلام ہو کر دونو مین اتفاق ہو گیا۔
سنہ ۱۶۷۷ مین گولکنڈہ کی جانب تیس ہزار سوار اور چالیس ہزار پیادے لیکر روانہ ہوا اور
وہان کچھ دنون ٹھیرا اور والی گولکنڈہ کو الو بنایا اور آپس مین یہ قرار ٹھیرا یا کہ مین اپنی
باپ کی موروثی ملک کے علاوہ اور ملک فتح کرون تو اُسمین سے بادشاہ کو حصہ دونگا اور
بادشاہ اسکے بدلے مین مجھے کسی قدر روپیہ اور توپ خانہ عنایت کرے اور باقی فوج
اپنی بیجاپور اور مغلون کی روک ٹوک کے واسطے اپنے پاس رہنے دے۔ غرض وہ
قطب شاہ سے روپیہ اور توپ خانہ لیکے حیدرآباد مین ایک مہینے رہ کر مارچ سنہ ۱۶۷۷
مین ٹھیک جنوب کی طرف چلا اور کرنول سے نیچے ۲۵ میل پر آیا اسکی سپاہ آہستہ
آہستہ کداپہ کی راہ سے چلی۔ سیواجی کچھ سوارون کے ساتھ بنہتم مندر کی جاترا گیا۔
یہان مراسم مذہبی ادا کیئے بھوانی نے کرپا کر کے اُس سے کہا کہ سیواجی سے ہندوون کے

عمر ہاتھ نہ آئی۔ مگر سنیاپت ہمیر راؤ کی چستیابی نے ناکامیابی کا معاوضہ کر دیا
وہ سورت کے پاس ایک درہ پر گذرا اور اپنے سواروں کو کئی فوجوں مین تقسیم کیا
جنہوں نے برہانپور کو اور بہادرپور کو خوب لوٹا اور ہر موضع سے چوتھ لی۔ یہ پہلی دفعہ تھی کہ
مرہٹوں کی سپاہ نے دریائے نربدہ سے اتر کر کوچ کیا۔ سیواجی نے خود پونڈا
کا محاصرہ کیا اور اُسنے پنالہ اور پونڈا کے درمیان تھانوں پر قبضہ کر لیا۔ جب
سیواجی کونکن مین مصروف تھا تو پھلٹن ملاوری کے دیس مکھ نے نبل کیر آگھاٹ
نے سیواجی کے تھانوں کو اٹھا کر میدانی ملک شاہ بیجاپور کی لئے فتح کر لیا۔
جب ہمیر راؤ گوداوری سے عبور کر کے گھر کو آیا تھا تو راہ مین دلیر خان نے اسکا تعاقب
کیا۔ وہ بہت مشکل سے اپنے بیش قیمت لوٹ کے مال کو گھر لایا۔ مغلوں کی سپاہ نے
ضلع کلیانی کو لوٹا۔ سیواجی نے قلعہ پونڈا کو ایک نقب اُڑا کر فتح کر لیا اور وہ جنوب
کی طرف گیا۔ کونکن مین چوتھ لی اور خوب لوٹا۔ لوٹ کا مال بہت سا لے کر اپنے
گھر رائے گڈھ مین آیا۔ جب دلیر خان اور خان جہان لڑائی مین اور طرف مصروف تھے
تو ہمیر راؤ مغلوں کے ملک مین آیا اور اُسے خوب لوٹا۔
خواص خان نائب سلطنت بیجاپور نے سلطنت کے نازک حالات دیکھ کر خانجہان بہادر
سے عہد و پیمان کیے کہ بیجاپور کی سلطنت پادشاہ کے ماتحت رہیگی اور اورنگزیب
کے کسی بیٹے سے سکندر عادل شاہ کی ہمشیرہ خرد پادشاہ بی بی بیاہی جائیگی۔ عبدالکریم و
امیروں نے اس عہد و پیمان کے سبب سے خواص خان کو سازش کر کے مار ڈالا اور لڑنے
کا سامان تیار کیا۔ جب خان جہان بہادر بیجاپور کی طرف آیا۔ بیجاپور والے اُس سے
کئی لڑائیاں لڑے جنمین بیجاپور والوں کا پلہ غالب رہا۔ دلیر خان کا ہموطن دوست
عبدالکریم تھا۔ اسکے ذریعہ سے دونو مین صلح ہو گئی۔
سیواجی نے پھر تیسری دفعہ پونڈا اور پنالہ کے درمیان میدانی ملک پر قبضہ کیا
اور ایک سلسلہ قلعوں کا بنایا۔ جنکے نام وردن گڈھ۔ بھوشن گڈھ۔ سیو درشن گڈھ

یہ محصول نہ ادا کیا تو انکو لوٹا مارا۔
خان جہان بہادر نے جو سیواجی سے صلح کی تھی وہ اورنگ زیب نے منظور نہین کی مگر دلیر خان نے پادشاہ کو جو یہ تدبیر لکھی کہ گولکنڈہ پر دھاوا کیا جاے۔ اور عبدالکریم وزیر اور فوج بیجاپوری سے اعانت لی جائے اسکو پسند کیا اور اسنے خان جہان خان بہادر کو اپنے پاس بلالیا اور دلیر خان کو اسکی جگہہ مقرر کردیا قطب شاہ پر حملہ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ اسنے سیواجی سے صلح کرلی تھی لیکن مادھو نہ پنت نے جسکو سیواجی نے گولکنڈہ مین چھوڑ رکھا تھا۔ دلیر خان اور عبدالکریم حملہ کو ہٹادیا۔ بیجاپور کی سپاہ تنخواہ کے نہ ملنے سے بھوکی مررہی تھی اسکو دشمنون سے لڑنا ناممکن تھا۔ عبدالکریم جنوری ۱۶۷۷ع مین مرگیا تو دلیر خان نے یہ کوشش کی کہ مسعود خان حبشی اسکی جگہہ مقرر ہو جاے وہ سیدی جوہر کا داماد تھا اور ادونی کا جاگیردار تھا وہ مقرر ہوگیا اسنے سپاہ کی چڑھی ہوئی تنخواہ بانٹنے کا اور دلیر خان کے قرض چکانے کا اور امن امان رکھنے کا اور پادشاہ بی بی کو لشکر مغل مین بھیجدینے کا وعدہ کیا اسنے پیادون کی چڑھی ہوئی تنخواہ ادا کی مگر جب وہ بیجاپور گیا تو سوارون کی زیادہ تر سپاہ نہین رکھ سکا۔ اسلئے یہ سوار برطرف شدہ کیا تو سیواجی کے نوکر ہوگئے یا بادشاہ کے۔
دلیر خان مسعود خان سے عہد و پیمان کرکے بیرگرام مین گیا۔ سیواجی نے یہ حالات سنکر کرناٹک سے کوچ کیا جنجی اور اسکے مضافات کو اپنے سوتیلے بھائی سنتاجی کو سپرد کیا اور اسکے ساتھ رگھوناتھ ترآین اور ہمبیر راؤ سناپت کو مقرر کیا کہ وہ کرناٹک کے مقدمات کا انتظام کرین سیواجی نے قطب الملک کو ابھی فتوح کا حصہ کچھہ نہین دیا جس سے وہ سمجھا کہ سیواجی نے اسکو احمق بنایا۔ مگر جب سیواجی رایگڈھ مین آگیا تو اسنے سلسلہ اتحاد کو شکستہ نہین کیا۔ سیواجی کا لشکر بلاری کے قریب آیا تو اس قلعہ کے آدمیون نے اسکی فوج کبھی کے چند آدمیون کو مار ڈالا اور اسکا

ہندوون کے دھرم کرم کے بڑے بڑے کام ہونگے اور کرناٹک مین اسکے بڑے درجات ہونگے۔ ۱۲ روز یہان رہکر مئی سنہ الیہ مین مدراس کے پاس ہوتا ہوا جنجی کے قریب پہنچا۔ جو اسکی قلمرو سے چہہ سو میل تھا وہ قلعہ بیجاپور سے متعلق تھا۔ والی بیجاپور کی طرف سے اسمین عنبر خان کے بیٹے روپ خان اور ناظر محمد حاکم تھے رگھوناتھ نے اُن سے ملکر ایسے عہد و پیمان کر لیئے تھے کہ سیواجی کو یہ قلعہ بلا مقابلہ ہاتھ آگیا۔

والی بیجاپور کا افسر شیر خان حاکم ضلع ترتاملی نے پانچ ہزار سوار لیکر سیواجی کے مقابلہ مین کوشش کی مگر وہ بہت جلد نرغہ مین آکر قید ہوگیا سیواجی کا سوتیلا بھائی سنتاجی اُس سے پہلے پہل ملنے آیا۔

اس اثنا رمین اس فوج نے جو ارادۂ سیواجی نے پیچھے چھوڑی تھی قلعہ ویلور کا محاصرہ کیا۔ مرہٹون کی کتابون مین لکھا ہے کہ محاصرہ کرکے ستمبر مین فتح کرلیا۔ قاضی ابو حسین بیان کرتا ہے کہ قلعہ دار کو پچاس ہزار ہنگوڈا رشوت دیکر لے لیا۔

جس عرصہ مین کہ ویلور کا محاصرہ ہو رہا تھا سیواجی اپنے بھائی ونکاجی سے ملا اور اُسنے اسکو سمجھایا کہ باپ کے ترکہ مین سے نصف اسکو دینا چاہیئے۔ ایک بھائی باپ کے ورثہ کے نصف کا دعویٰ جتنی شد و مد سے کرتا تھا دوسرا بھائی اتنی ہی زور سے انکار کرتا تھا سیواجی نے پہلے ارادہ کیا کہ بھائی کو قید کرکے زبردستی اُس سے نصف تنجور لے لے۔ مگر بھائی کو ملاقات کے لئے بلایا اور اسکو قید کرنا شرافت سے بعید سمجھا اسلیئے اسکو تنجور جانے کی اجازت دیدی مگر باپ کے ورثہ نصف تنجور اور اولی اور ایک دو قلعون کا دعویٰ نہین چھوڑا اور کہا کہ مین اس سے زیادہ تجھکو دے سکتا ہون مگر باپ کے ورثہ کو نہین چھوڑ سکتا سیواجی دہور مین آیا اور قلعہ کرناٹکی گڈھ وجلد یو گڈھ اور مہاراج گڈھ لے لئے سال آیندہ کے شروع ہونے سے پہلے سیواجی نے اپنے باپ شاہ جی کے علاقے کولہار۔ بنگلور۔ اوس کوٹا۔ بالاپور سیرا پر قبضہ کرلیا۔ اُس نے کرناٹک سے چوتھ اور سردیش مکھ لی اور جہان لوگونکو فتح

محصورین کا پیچھا چھوٹے۔ اس مطلب کے لئے سیواجی نے بنالہ مین بہت سے سوار جمع کئے
اور بیجاپور کی طرف چلا۔ مگر اس سیانے گھاگ نے دیکھا کہ اسکے بازوٴن مین عالمگیری
لشکر کے صدمہ اٹھانے کی تاب نہین ہی۔ اسلئے وہ محاصرہ کے قریب بارہ میل جاکر کترایا
اور بادشاہی علاقون پر حملے کرنے لگا۔ دلیر خان فن سپہ گری سے خوب واقف تھا
اگرچہ اس پاس فوج زیادہ نہ تھی مگر جتنے سپاہی اسمین تھے اسکے ہم قوم افغان
من چلے اور بڑے دل گردے کے جوان مرد تھے ایسی فوج ایسا افسر کے باتحت
بڑی فوجون سے بھی بڑھکر کام دے سکتی ہے۔ دلیر خان نے محاصرہ کو نہین
چھوڑا اور سیواجی نے آگ و تلوار سے باشندون کو پیٹر اکردیا اور دیہات کو جلاکر
خاک کیا۔ اُسنے دریاے بہما سے اُترکر جولنا پر حملہ کیا باوجودیکہ اورنگ آبادمین
سلطان معظم تھا اُسنے جولنا کو خوب لوٹا جس مکان مین اسکو دولت کا گمان ہوا
اسکو خاک سیاہ کیا۔ خافی خان نے لکھا ہے کہ ۱۰۹۰ء مین سیواجی افواج سنگین کے
ساتھ ملک خاندیس مین داخل ہوا۔ قصبۂ صہر نگانو کو جو اس ضلع مین معموری مین
مشہور ہے اور جنس گرانمند و اقسام قماش و مال بندر سورت اور چیزین قصبہ کے نگھدرون
کے پاس ہوتی ہین اسپر تاخت و تاراج کی بھر جو برہ اور اور پرگنات کو لوٹ کر اور
جلاکر پرگنہ جالنہ کی طرف گیا یہ بھی تعلقہ بالاگھاٹ کے قصبہاے معمورین سے تھا۔
جسمین مال تجارت بھرپور تھا اس قصبہ مین سید جان محمد کا مسکن تھا جو یہان کے واصل
باللہ درویشون مین تھے جب کوئی غنیم اس قصبہ مین آتا تو یہان کے رہنے والون
کی ایک جماعت مال و عیال سمیت اس سید کے تکیہ و مکان کی پناہ مین آتے
مگر سیواجی نے سید صاحب کا ادب نہین کیا۔ جو مالدار انکی پناہ مین گئے انکو خوب
لوٹا اور خود سید صاحب کو نہ چھوڑا۔ خافی خان سیواجی کی موت کا سبب یہی
بتاتا ہے۔ اس سے زیادہ بے عقلی کی بات کوئی اسنے اپنی تاریخ مین نہین لکھی ہی
سیواجی اپنے لوٹ کے مال کو لیکر صحیح سلامت راے گدھ مین پہنچا ہوتا مگر

اور اسکا عذر بھی یہان کے حاکم نے جو دس سیالی کی بیوہ تھی نہین کیا اسلئے یہ قلعہ سیواجی نے
بزور ۲۷ دن مین لیا اور کوپال اور بہادر بندہ کو بھی فتح کرلیا۔ جب سیواجی
تورگل مین آیا ہے تو اُسنے سُنا کہ اسکے بھائی ونکاجی نے اسکی فوج پر کرناٹک مین
حملہ کیا اور بہت نقصان کے ساتھ ہزیمت پائی۔ اُسنے بھائی کو خط انصاح آمیز
لکھا اور آخر کو اس قصہ کا اختتام اسپر ہوا کہ موروثی جاگیر پر ونکاجی متصرف ہے
اور نصف محاصل سیواجی کو دیا کرے باقی وہ مقام جو بیجاپور کی قلمرو مین سے سیواجی
کے ہاتھ آئے ہین وہ سیواجی کے پاس ہین۔
سیوا اٹھارہ مہینے بعد بھٹیر بھٹیر اکر رائے گڈھ مین آیا دونو ہمیر راے اور جے جی مار
نے بیجاپور کے علاقہ کو خوب لوٹا مارا۔ پانچ سو گھوڑے اور پانچ ہاتھی اور افسر جو اس سے
لڑا تھا گرفتار کیا۔ کرشنا اور تنگ بھدرا کے درمیان کا کل ملک پامال ہوا اور کوپال
اور بیلاری کے ہمسایہ کے سرکش دیس مکھ جو والی بیجاپور کو خراج نہین دیتے تھے انہون
نے سیواجی کی فوج کو دیا۔ بیجاپور مین سوار نہ تھی اور برسات کے سبب دریاؤن مین طغیانی
تھی اس لئے مسعود خان سیواجی کی فوج سے یہ سیر اب سیر حاصل اضلاع نہ لے سکا۔
دلیرخان اور مسعود خان کے درمیان جو عہد و پیمان ہوے تھے وہ بادشاہ نے
پسند نہین کئے بلکہ دلیرخان کو بادشاہ نے لکھا کہ وہ سپاہ کی چڑھی ہوئی تنخواہ
دیکر جتنے افسرون کو اپنی طرف کر سکے وہ کرے سلطان معظم کو دکن کا صوبہ دار پھر
اس غرض سے مقرر کیا کہ مسند نشین بیجاپور سے ملک و مال کا مطالبہ زیادہ کرے۔ اور
اس مطالبہ کی تعمیل مین دلیرخان بحیثیت سپہ سالاری آمادہ ہو۔ اول بادشاہ بی بی کا
مطالبہ ہوا۔ بعد ایک جھگڑے کے بادشاہ بی بی خود دلیرخان کے لشکر مین اس غرض سے
آئی کہ بھائی کی سلطنت بچ جائے۔ دلیرخان نے اُسکو اورنگ آباد مین بھیجدیا۔
بیجاپور کا محاصرہ کیا گیا۔ جب بیجاپور والے مایوس ہوئے تو وہان کے وزیر مسعود خان
نے سیواجی سے مدد مانگی۔ اُسلئے دلیرخان پر حملہ کرنے کا وعدہ کیا جس سبب سے

سیواجی کا اقبال یاور تھا یہ منصوبہ کب چل سکتا تھا خیال کرنے کی بات ہے کہ اسوقت باپ سے بیٹے کا جدا ہوتا کیسا خطر و تردد کا مقام تھا مگر یہان کچھ اور ہی گل کھلا۔ کہ بہیلہ لانے جب بادشاہ سے یہ عرض حال کیا تو اسنے دلیرخان کی اس تجویز کو نا پسند کیا اور حکم صادر فرمایا کہ سبنھاجی کو پا بزنجیر ہمارے پاس بھیجدو۔ مگر جوانمرد سپہ سالار دلیرخان نے عہد شکنی کرکے اپنی عزت کو بٹہ نہین لگایا سبنھاجی کو بادشاہ پاس نہ بھجوایا اور اسنے ایسی چشم پوشی کی کہ وہ بھاگ کر سیدھا باپ پاس آیا۔ چندروز باپ کو بیٹے کے سبب سے پریشانی رہی۔

جب سیواجی کو بیٹے کی پریشانی سے نجات ہوئی تو وہ رات دن دل و جان سے بیجاپور والون کی اعانت پر مستعد ہوا۔ ہمبیرراؤ کو اسنے بھیجا اسکی لڑائی رنمست خان سے ہوئی جس پاس آٹھ نو ہزار سوار تھے۔ اسی سردار کو سلطان معظم نے پہلے بھی سیواجی سے لڑنے کو بھیجا تھا جسنے شکست پائی تھی اسنے اب بھی شکست پائی۔

موروپنت نے اہوت اور راہا واگدھ لے لیا۔ یہ دونو قلعے بڑے مضبوط تھے اور اپنی سپاہ کو سارے خاندیس مین پھیلا دیا جسنے اسکو تاخت و تاراج و ویران کیا۔ دلیرخان کے لشکر کے گرد ہمبیرراؤ پھرتا تھا اور محصورین کو مسعود خان خوب لڑا رہا تھا۔ دلیرخان بھی انکو دبا رہا تھا۔ مگر اسکی ذاتی شجاعت فتح کے لئے کافی نہ تھی۔ جا بجا اس کی رسد پر چھاپے مارے جاتے تھے اور کسی طرح سے رسد اسکے لشکر تک نہین پہنچتی تھی۔ سیواجی کے لشکر نے اسکو ایسا تنگ کیا کہ آخر کو مایوس ہوکر سوا محاصرہ اٹھا لینے کی کچھ اور بن نہ پڑا۔ برسات کے آخر مین وہ میدانی ملک کے تاخت و تاراج مین مصروف ہوا۔ بمبئی کو لوٹ لیا۔ کشنا جب پایاب ہوا تو وہ اس سے پار گیا اور سپاہ کو فوجون مین تقسیم کیا اور ملک کرناٹک کو ویران کرنا شروع کیا۔ ناروپنت نے چھ ہزار سوار دو کو ساتھ لیکر دلیرخان کی سپاہ پر حملہ کیا اسکو شکست دی اور اسکی فوجون کو روکا اور انکی ٹکڑے ٹکڑے اڑائے اور مراجعت پر انکو مجبور کیا۔

شاہزادہ کے حکم سے دس ہزار سواروں نے جمع ہو کر اُسے سنگمنیر کے قریب آ نکر ایسا
گھیر لیا تھا کہ اُسے مار ہی لیا ہوتا مگر بقول عالمگیر وہ پہاڑی چوہا تھا۔ کسی بل میں ایسا
دبک کر جا بیٹھا کہ کسی کو خبر نہ ہوئی پھر وہ جو نکلا تو اورنگ زیب دیکھتا ہی رہ گیا کہ اس
چوہے نے کیا کیا کام کیئے اور کتنے قلعے فوج شاہی سے خالی کرا لیئے اور اچھے اچھے شیروں کے
کان کترے۔

دلیر خان نے محاصرہ کو نہیں چھوڑا سیواجی پٹنہ میں تھا کہ مسعود خان نائب سلطنت نے
اسکی بہت منت سماجت کی سے

بہ لبم رسیدہ جانم تو بیا کہ زندہ مانم پس ازانکہ من نمانم بچہ کار خواہی آمد

اور لکھا کہ اب ہمارا وقت قریب آ گیا ہے اس وقت آؤگے تو کام آؤگے نہیں پھر پیچھے
کیا کام تم سے نکلے گا۔ وہ اسکی درخواست کے موافق بڑے ٹھاٹھ سے فوج لیکر چلا۔
ہزاروں برچھیت مرہٹے بھالے برچھی ساتھ لے کر چلتے ہوئے ایسے معلوم ہوتے تھے
کہ کوئی نیستان اڑا جاتا ہے۔ مگر ابھی یہ لشکر بیجاپور تک نہ پہنچا تھا کہ یکایک اُسکے پاس
یہ خبر آئی کہ سنبھاجی مغلوں کے لشکر سے جا ملا۔ اس نوجوان بیٹے کے حصہ میں
باپ کی خصایل اور اطوار میں سے دلیری اور شجاعت کے سوا کچھ اور حصہ آیا تھا
عیاش ایسا تھا کہ اس نے ایک برہمنی سے جو برہمن کی بیوی تھی اپنا منہ کالا کرنا
چاہا۔ سیواجی اس حرکت ناشائستہ پر ایسا خفا ہوا کہ اس نے پرنالہ کے قلعے میں
کچھ دنوں کے لئے سخت مقید کر دیا۔ مگر وہ قید سے بھاگ کر سیدھا دلیر خان پاس
چلا گیا تو سپہ سالار سرو قد تعظیم کے لئے اٹھا نہایت تپاک سے ہاتھ کھول کر بغل گیر ہوا
اعزاز و احترام سے خیمے میں اتارا۔ دلیر خان نے بادشاہ سے اپنا منصوبہ یہ بیان کیا
کہ باپ بیٹے لڑائی میں ترازو کے پلڑے میں بیٹا باپ کی مقابل ہو گا۔ باپ
کی بری گت بنائیگا۔ وہ سارے باپ کے ہتکنڈوں سے واقف ہے مرہٹوں کو
توڑ توڑ کر اپنی طرف بلائیگا۔ غرض گوشت خرزند اسگ کا تماشا دکھائے گا سیواجی کا

ایسے ہوتے ہین جو امور خانگی مین سخت لعنت ملامت کے قابل ہوتے ہین مگر وہ معاملات
جنگی او ملکی مین قابل تعریف کے ہوتے ہین۔ سیواجی نے ایک مسلمان سپہ سالار افضل خان کو قتل کیا
اسکو ساری قوم نے پسند کیا۔ اور جب اسنے ایک ہندو راجہ کو مارا تو سب نے اسکو ملامت کی۔
اسسے ایک اور بات یہ نکلتی ہی کہ جو لوگ سیواجی کے ساتھ تھے وہ نرے لیٹرے اور قزاق اور
راہزن ہی نہ تھے بلکہ انکے دل حب الوطنی کے جوش سے اور قومی محبت کے خروش سے اور مذہبی
حرارت سے اور شجاعت کی جودت سے بھرے ہوئے تھے اور انہین باتون کے سبب سے وہ
سیواجی کے سب معاملات مین شریک ہوے اور اسکو دیوتاؤن کا دوت سمجھے۔ بیجاپور اور گولکنڈہ
مین جو مسلمان ہندی تھے انسے یہ مرہٹے جدا ہی ایک ڈھنگ اپنا اس سبب سے رکھتے تھے
کہ انکا خاندان نہ انکا مذہب انکی سرزمین ان سے ملتی تھی۔ جب ان مسلمانون کے ساتھ
یہ اختلاف ہو تو ان مغلون اور اورنگ زیب سے تو وہ کچھ مناسبت ہی نہین رکھتے تھے۔ پہاڑون کے
دیوتا میدانون کے دیوتاؤن سے ملتے جلتے نہ تھے۔ انکا جھگڑا مسلمانون سے ناحق نہ تھا۔
اسلئے ہر مرہٹہ خواہ وہ رجپوت ہو یا برہمن یا شدر ہو یا اصلی قدیمی باشندہ یہان کا ہو
وہ اپنے دل مین اس بات کو یقین کرتا تھا کہ پہلے زمانہ مین مسلمانون نے دغا اور فریب سے اسکو اپنی
جگہ سے ہلایا ہے اور اب مسلمانون کا لشکر بڑھتا اور دباتا چلا آتا ہے اسسے وہ اور بھی خائف
اور پریشان تھا۔ غرض سیواجی اور اسکے ہمراہی جو مسلمانون سے لڑے اسمین انہون نے
اپنے اہل وطن کی خدمت کی اور عزت اور شان و شوکت حاصل کی اور بہت سی
غنیمت اور دولت حاصل کی سیواجی نہایت دغاباز مکار غدار سنگدل مسلمانون کے
ساتھ تھا۔ مگر اپنی قوم کے ساتھ رحم دل منصف متحمل ایماندار تھا۔ جو اضلاع اس کی
اطاعت اختیار کرتے انکے ساتھ نہایت نرمی سے پیش آتا اور کوئی سختی نہ کرتا
مسلمانون کی ہر ایک چیز کا غارت کرنے والا تھا مگر اپنی قوم اپنے دھرم اپنے وطن کی
عزت اور شان کا بڑھانے والا تھا۔ یہی سبب تھا کہ ساری اسکے اہل وطن اسکو دل و
جان سے عزیز رکھتے تھے۔ اور اوسکی خدمت گزاری جان نثاری کے ساتھ کرتے تھے

سیواجی کو بیجاپور والونکی رفاقت کے بدلہ مین ضلاع کوپال اور بیلاری دیئے اور دراوڑ مین جو ملک اُس نے فتح کیا تھا۔ اور تنجور اور اضلاع جاگیر شاہ جی پر اپنی سلطنت کے دعوی سے دست بردار ہوئی۔ ابن سے اس کو بھائی دنکاجی کے عزل و نصب کا زیادہ اختیار حاصل ہوا جسسے دنکاجی کا دل دنیا سے کھٹا ہوا اور وہ تارک الدنیا ہوا سیواجی نے بھائی کو خط نصائح آمیز لکھے اور ترک دنیا سے باز رکھنا چاہا مگر کچھ فائدہ نہوا —

سیواجی کی موت اور اسکے اوصاف

معلوم نہین کہ سیواجی کے دل مین کیا کیا ارمان ہونگے وہ سب کے سب اس طرح خاک مین مل گئے کہ اُسکو بخار چڑھا۔ اور یکا یک ایسی طبیعت بگڑی کہ ترپن برس کی عمر مین ۱۶۸۰ء مین اس دنیا سے انتقال کیا مشکل ہے کہ ہم بتلائین کہ سیواجی کیسا آدمی تھا۔ مگر جو اوسنے کام کئے وہ ہم لکھ چکے ہین۔ اُسسے سمجھ جاؤ کہ اُسکے مزاج مین کیا برائیان اور کیا نیکیان تھین کس سبب سے وہ اپنے سب کامون مین کامیاب ہوا اور کیونکر اور کسواسطے ادنی درجہ سے بتدریج اعلے درجہ پر پہنچ گیا۔ کن باتون نے اُسکو مرہٹون کا دیوتا بنایا۔ کیون آجتک اُس کے نام کا وظیفہ مرہٹون مین پڑھا جاتا ہے اور وہ بت کی طرح پوجا جاتا ہے۔ یہ عجیب و غریب آدمی تھا سلطنت کی قابلیت سپہ سالاری کی لیاقت رکھتا تھا۔ اپنے قوم کا ہمدرد اور خیر خواہ تھا۔ قزاق ایسا زبردست اور چالاک تھا کہ کوئی کاہے کو ہوتا ہے۔ اگرچہ اس انگریزی گورنمنٹ مین خیال نہین آتا اور عقل کے نزدیک یہ ناممکن معلوم ہوتا ہے کہ کوئی سیواجی جیسا دوسرا شخص پیدا ہو۔ مگر جسوقت نانا راؤ اور کانپور یاد آتا ہی تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرہٹون کی دغابازی اور مکاری غارت گری اور غیر قومون سے نفرت اُنکی بالکل غارت نہین ہوئی۔ بلکہ اُنکو مسلمانون کے ساتھ جو نفرت تھی اب وہی انگریزون کے ساتھ ہے سیواجی کے حال مین ان باتون پر طالب علمون کو چاہیئے کہ خوب غور کرین۔ قاعدہ ہے کہ جس بُرائی کو ہموطن و ہمقوم بُرا نہین کہتے اور اُسکے کرنے والے کو ملامت نہین کرتے اُسکے کرنے سے متوسط درجہ کے آدمی اپنے تئین بُرا نہین جانتے سیواجی نے مہمات جنگی اور ملکی مین جو دغا اور فریب اور بُرائیان کین اُنکو اُسکے ہموطنون اور ہم قومون نے بُرا نہین جانا بلکہ اُنکو اپنا فخر سمجھا۔ بہت سے کام دغابازی اور بے ایمانی اور مکاری اور فریب کے ایسے

مشرقی ملکون کا دستور ہے کہ جب کوئی فرمان روا مرجاتا ہے تو سب سے اول اسکی سپاہ
میں بے انتظامی واقع ہوتی ہے سیواجی کی سپاہ میں تفرقہ کیون نہ پڑتا۔ وہ تو ابھی حالت
طفلی میں تھی دانشمند باپ کے مرنے سے یہ لڑکا کیون نہ ابتر ہوتا سیواجی کے دو بیٹے تھے
ایک سنبھا جی جو ابھی دلیر خان کی قید سے چھوٹ کر پنالہ میں باپ کے حکم سے قید تھا جسکا
اوپر ذکر ہوا۔ دوسرا بیٹا راجہ رام تھا وہ دس برس کا تھا سیواجی نے سنبھاجی
کے چال چلن کی نسبت بُرے الفاظ کہے تھے جسسے لوگون کو ایک حیلہ ہاتھ
آیا کہ سیواجی خود راجہ رام کا اپنا جانشین ہونا چاہتا تھا۔ راجہ رام کی ماں سویرا
بائی بڑی ہوشیار و چتر تھی۔ اُسنے سازش سے سب کو یقین دلا دیا کہ راجہ رام کو
سیواجی راجہ کرنا چاہتا تھا ارکان دولت سنبھاجی کے زور و ظلم سے ہراسان اور
راجہ رام کی مدت کی صغر سنی کی راجائی سے شاداں تھے سیواجی کی موت کو
چھپایا اور سنبھا کی درستی قید کے لئے حکم جاری کئے۔ سنبھاجی نے عین قید کی حالت
میں کسی حکمت سے باپ کے مرنے پر اطلاع پائی اور اپنے محافظون سے اپنی
تخت نشینی کا حال بیان کیا اُنہون نے اسکی حکومت قبول کی۔ مگر وہ ایسا خائف
تھا کہ قلعہ سے باہر نکلنے پر جرأت نہین کرتا تھا غرض ارکان دولت میں آپس میں
اس باب میں لڑائی جھگڑے رہے کہ کون راجہ ہو۔ اور جو فوج قلعہ پنالہ کے لئے
محاصرہ کے لئے آئی تھی وہ اسکی طرفدار بنی حاصل یہ ہے کہ وہ جون ۱۶۸۰ء میں رائے گڈھ
مین جاکر راج گدی پر بیٹھ گیا اور اسکی راجائی کو سب نے مان لیا۔ اس وقت تو اُس نے
ایسا ہی کام کیا۔ جو سیواجی کے بیٹے کو لائق تھا۔ بہت سے اسکے دشمن دوست
بن گئے۔ اور اسکے دل و جان سے خیر خواہ ہو گئے مگر جب وہ اپنی جگہہ پر مستقل ہو گیا
تو زور ظلم کرنے لگا۔ اسکی طرف سے کسی کو نیکی کا گمان نہین رہا اُسنے راجہ رام کی
ماں کو بڑی بیرحمی سے قتل کرایا۔ اور اپنے بھائی راجہ رام کو مقید کیا۔ مخالف برہمن
وزیرون کو بندی خانہ میں بھجوایا اور جو برہمن تھے اُنکا گلا کٹوایا۔ یہ بات

جیسا کہ مسلمانوں سے [illegible] جو [illegible] اپنے [illegible] کی جان
دیتے تھے جیسے کہ مسلمان جہادی اپنے امام کے ساتھ دیتے تھے۔ مگر کاغذ کی ناو ہمیشہ
نہیں چلا کرتی کاٹھ کی ہانڈی چولہ پر ہمیشہ نہیں چڑھا کرتی۔ جن کاموں کی بنیاد دغا
اور فریب پر رکھی جاتی ہے وہ چندروز اپنا فروغ دکھا کر صبح کاذب کی طرح غائب
ہو جاتے ہیں سیواجی کی دغا اور فریب کا درخت سرسبز اور شاداب ہوا مگر اُسکے
کڑوے پھل اسکی اولاد کو کھانے پڑے۔ جو سلطنت کے کام بے قانون اور دستور العمل کے
ہوتے ہیں انکا انجام یہ ہوتا ہے کہ سارے کام ایسے بے قاعدہ اور بے ٹھکانے ہونے
لگتے ہیں کہ پھر اُس سلطنت کا ٹھکانا نہیں رہتا۔ اگرچہ سیواجی نے وزیر اور عہدہ دار سب
قسم کے مقرر کئے مگر انکے تقرر مین کوئی قانون اور قاعدہ سواء اُسکے اپنی رائے اور مرضی
کے نہ تھا اسلئے وہ سارا کارخانہ تھوڑے دنون مین بھنگ ہو گیا۔ خافی خان نے اُسکے
خصائل کی نسبت یہ لکھا ہے کہ وہ قافلون کی تاراج مین مردم آزاری کرتا لیکن
اور افعال شنیعہ سے پرہیز کرتا تھا۔ عورتون اور عیال کی محافظت آبرو کا
پاس رکھتا تھا۔ کلام اللہ جو کوئی لوٹ کے لاتا اسکو کسی اپنے مسلمان نوکر کو دیتا
وہ اپنے تعلقہ کے رعایا اور ناموس کے حفظ مین بڑا اہتمام کرتا تھا مسلمانون اور
سیواجی کی معرکہ آرائیون کا حال اکثر مرہٹون کی کتابون سے لکھا گیا ہے جو انگریزی مین ترجمہ
ہوئی ہین مسلمانون اور مرہٹون کے بیانات مین بہت اختلافات ہین ہر ایک
اپنی اپنی ایسی کہانی کہتا ہے کہ جسمین کوئی اپنی ہیٹی نہ ہو۔
یکایک سیواجی کا مرنا مرہٹون کے حق مین زہر ہوا اُسنے ان وحشیون کو آدمی
بنایا تھا انکے دلون مین قومی ہمدردی و غیرت و قومی محبت کا جوش پیدا کیا۔
انکے لئے ضوابط و قوانین بھی بنا گیا تھا خزانہ معمور سپاہ بیشمار چھوڑ گیا تھا۔
قلعون کا سلسلہ یہ قائم کر گیا تھا کہ دشمنون کا حوصلہ نہ ہوتا تھا کہ اس سلسلہ کو ہین سے
توڑین ہمیشہ اسمین اپنے پھنس جانے کا اندیشہ رہتا تھا سب سامان سلطنت مہیا تھا۔

سیواجی کا مزاج اور عادات اور طرز سلطنت کا انتظام [illegible]

دیکھا تو اُسکے معمور کرنے کے لئے زمین اور رعایا پر اور نئے محصول لگائے۔ اسسے
خزانہ تو خاک سے بھی نہ بھرا۔ مگر رعایا کا دل ناراضی سے بھر گیا۔ جب وصول محصول
مین سختی ہونے لگی تو وہ گھرون کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اور ملک برباد اور بے چراغ ہونے
لگا۔ سیواجی نے جو سلطنت کی عمارت کھڑی کی تھی وہ اب خود بخود مسمار ہوتی جاتی
تھی۔ مگر اب اسپر اور یہ زلزلے آئے کہ سنبھاجی اپنی ہمت اور شجاعت کے گھمنڈ مین
ایسا آیا کہ اُسنے یہ نہین خیال کیا کہ میری دشمن بھی ہین اور ان مین ایک عالمگیر بادشاہ بھی
ہے۔ پُرانے دشمنون کو چھوڑ کر اور نئے دشمن پیدا کئے کہ اپنے وزیر کلوشا کی صلاح اور
مشورہ سے نہایت شوق سے سنہ ۱۶۸۲ مین جنجیرا والون سے لڑائی شروع
کردی۔ اس غرض سے کہ یہہ جزیرہ ہندوستان کے بر اعظم سی شامل ہوجائے
سمندر کے اس ٹکڑے کو مٹی سی بھروانا چاہا جو درمیان مین حائل تھا پھر اسکے بعد کشتیون کے
ذریعہ سی دھاوا کیا اس مہم مین بالکل ناکام رہا جسسے وہ دل شکستہ ہوا پھر اس نے پرتگیزون
اور انگریزون سی بگاڑی غرض وہ ان بے سود کامون مین مصروف رہا اور اُس نے اورنگ
زیب کی خبر نہ رکھی نہ والیان بیجاپور اور گولکنڈہ سی باپ کی طرح رفاقت پیدا کی۔

واقعات سال بست و پنجم سنہ ۱۰۹۲

بادشاہ نے ۲ رمضان کو اجمیر سی برہانپور کی طرف کوچ کیا۔ ۷ رمضان کو دار الخلافہ
سے خبر آئی کہ ملکۂ ملکی ملکات جہان آرا بانو بیگم نے ۳ رمضان کو نقاب عدم مین
چہرہ چھپایا۔ اسنے شیخ نظام الدین اولیا کے صحن روضہ مین اپنے ایام دولت مین حیات خانۂ
آخرت بنایا تھا اس مین مدفون ہوئی۔ بادشاہ کو اس اپنی بڑی بہن کے مرنے کا بہت رنج
ہوا۔ اور تین وقت تک حکم ہوا کہ نوبت نہ بجائی جائے۔ اس بیگم مین ساری خوبیان جو
عورات مین ہونی چاہئین موجود تھین۔ حسن صورت و حسن سیرت دونو کمال درجہ کے تھے۔
وہ اپنے باپ شاہجہان سے ۱۶ برس بعد مری۔ وہ اورنگزیب سے نفرت رکھتی تھی جسکا
پہلے بیان ہوا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ آیندہ بیگم مرحومہ کا خطاب نواب جنت مآب

پہلے سے معلوم ہوتی تھی کہ سنبھاجی کو باپ کی سلطنت سنبھالنے کی لیاقت نہین ہے۔
اُسکے مزاج کے سبب سے بہت سی بدنظمیان اور خرابیان اور لڑائیان پیدا ہوئین
وہ عیاش تماش بین فضول خرچ تلوّن مزاج سنگدل بیرحم تھا اس نے ان لوگون کو
جنھون نے اسکے خلاف سازش کی تھی ایسی سخت سزائین دین کہ مرہٹون کو اُس سے
دلی نفرت ہو گئی اور اسکے بہت سے سردار اسکی نوکری چھوڑکر دشمنون سے جا ملے۔ ایک بڑا پرانا
رسوخی برہمن اسکے باپ کا تھا اسکو فقط سازش کے شبہ پر پرلوک گون کیا۔ غرض پرانے
نمک حلال اور لائق سپہ سالار اور بہیوں کے اہلکار جو باپ نے جمع کئے تھے ان سب سے
وہ سرد مہری اور سنگدلی سے پیش آیا۔ اور پنڈت کلوشا فارسی کتابون مین کب کلس لکھا
جاتا ہے اُس کا غلام بن گیا۔ یہ برہمن وہ ہے جسکے پاس شمالی ہندوستان مین سنبھا کو
سیواجی چھوڑ آیا تھا اور وہی سنبھا کو باپ پاس لایا تھا اُسنے اپنے علم و فضل سے اسکو
الو بنایا جو وہ کہتا سو کرتا۔ غرض سنبھاجی کے ان سب کامون کا نتیجہ یہ تھا کہ سیواجی کا
سارا انتظام کیا کرایا بگڑ گیا۔ اول سپاہ جو قواعد اور آئین کی پابند تھی اسمین خلل آیا
جب میدان جنگ مین سوار آتے تو انکے ساتھ آوارہ گرد بھی ہو جاتے جس سپاہ کا پہلے
یہ قاعدہ تھا کہ جو شخص عورت کو ساتھ لے جائے تو وہ گردن مارا جائے۔ اب اسمین یہ
دستور پڑ گیا کہ وہ دشمنون کے خیمون مین سے عورتون کو پکڑ لاتے اور ان سے ہم بستر ہوتے یا بجائے الفت
گویا عورتین بھی منجملہ اور اسباب غنیمت کے ہونے لگین۔ غنیمت کے مال کو چھپاتے جس سپاہ
تنخواہ ایک دستور قاعدہ کے موافق ہمیشہ ملا کرتی تھی اب اسکی تنخواہ کا مدار لوٹ پر تھا
جب لوٹ سے تنخواہ پوری تقسیم ہو سکتی تو افسر اس حکم کے منتظر رہتے کہ انکو اور لوٹ سے تنخواہ کے
پورا کرنے کا حکم مل جائے۔ غرض جیسی یہ فوج باقاعدہ تھی ویسی ہی اب ایسی خود مختار اور
غارت گر ہو گئی۔ سنبھاجی ایسا فضول خرچ تھا کہ باپ کی دولت کثیر کو تھوڑے دنون مین
اُڑا کر برابر کیا۔ رگھوناتھ کے مرنے کے بعد کرناٹک کی جاگیر سے بھی خراج نہ
وصول ہوا۔ اہل کرناٹک خود اپنی حکمرانی کرنے لگے۔ پنڈت کلوشا نے جب خزانہ خالی

غار ہین کہ اگر لاکھون سوار اُن اونچے پہاڑون کی اطراف مین محاصرہ کرین تو بھی کچھ
کام نہ کر سکین نیک نام خان قلعہ دار ملہیر اور فوجدار سرکار بگلانہ خوب بندوبست
یہان کرتے تھے اور ان دونون قلعون مین چھ کروہ سے زیادہ فاصلہ نہین ہی محمد اعظم کے
تقرر کی خبر کے مشہور ہونے سے قلعہ دار غنیم کو نامے اور پیغام التیام آمیز اور تحفے اور ہدیے
بھیجے گئے تھے اور بہت روپیہ نقد وجنس دیکہ منصب چار ہزاری کا وعدہ کیا گیا تھا
اسلئے اُسنے محمد اعظم کے محاصرہ کے بغیر بادشاہی آدمیون کو قلعہ دیدیا۔ اگرچہ یہ بات
بادشاہزادہ کی مرضی کے خلاف تھی۔ اُسنے بادشاہ سے نیکنام خان کی شکایت
کی۔ مگر وہ بادشاہ کی مرضی کے موافق کام تھا۔ اس مین جنگ اور مردم کشی نہ تھی۔
اسلئے شاہزادہ کی شکایت نیکنام خان کے حق مین سفارش ہوگئی۔
جب دوسری دفعہ دکن مین شاہجہان آیا ہی اور اُسنے گلشن آباد اور کوکن نظام الملکی
کی قلعون کی تسخیر کے لئے سپاہ تعین کی ہی تو قلعہ رام سیج تھوڑی دیر بادشاہی تصرف
مین آگیا تھا۔ ان دنون مین اسی پر عالمگیر نے قیاس کیا۔ شہاب الدین خان کو قلعہ
رام سیج کی تسخیر کے لئے تعین فرمایا۔ شہاب الدین خان نے محاصرہ کیا۔ سرنگین لگائین
مورچالون کو بڑھایا۔ دمدمون کو بلند کیا لیکن قلعہ رام سیج کا قلعہ دار ایک بہت ہی
آزمودہ کار اور تجربہ دیدہ روزگار تھا کہ اوسکی خبرداری اور ہوشیاری کے آگے
لشکر شاہی کی کچھ پیش نہ گئی۔ اس قلعہ مین توپ تھی چمڑا بہت تھا۔ چوب سے توپ
بنائی۔ اسکو چمڑے سے منڈھا۔ ہر وقت یہ توپ چھوڑی جاتی اور دس توپون کا
کام دیتی۔ بادشاہ نے بہ تقاضائے مصلحت شہاب الدین خان کو حضور مین طلب کیا
اور اس قلعہ کی تسخیر کے لئے خان جہان بہادر کو کلتاش کو تعین کیا تو اُسنے محاصرہ کا کام
اچھی طرح کیا مگر کچھ کام نہ ہوا۔ ایک روز اُسنے رات کو فرمایا کہ قلعہ کی ایک طرف یورش کی
شہرت اس طرح دیجائے کہ توپخانہ کے آدمی مصالح آتش بار ساتھ لین اور توپخانہ
کی ایک جماعت اور بازار کا عملہ دفعۃً بہت غل مچاتے ہوئے اور شورش کرتے ہوئے

صاحبۃ الزمانی بیگم لکھا جایا کرے۔ دسوین ذی قعدہ کو بادشاہ برہان پور مین
داخل ہوا۔

راجپوتون سی لڑائی باروت خانہ کا اڑنا۔

میرٹھا مین راٹھور راجپوت تین ہزار کے قریب جمع ہوئے تھے۔ اعتقاد خان انسے لڑا
اور فتحیاب ہوا۔ پانسو آدمی مخالفون کے جنمین بعض عمدہ امیر بھی تھے کشتہ و زخمی ہوئے
پادشاہی آدمی بھی اس مین مارے گئے۔ اعتقاد خان کو اس فتح کا صلہ ملا۔

۲۲ ذی قعدہ کو برہان پور کے قلعہ ارک مین دو حجرے باروت سے بھرے ہوئے
اڑ گئے جس سے بہت آدمی جل کر مر گئے۔ خافی خان اس واقعہ مین یہ ورشتا یہ لگاتا ہی
کہ اس ضمن مین پادشاہ سے معروض ہوا کہ پادشاہ کی خوابگاہ کے نیچے تیس گلہ باروت
کے اس زمانہ کے رکھے ہوئے ہین کہ پادشاہ یہان سے پادشاہ ہونے گیا تھا۔ بعد تحقیق پونچنے
کے داروغہ اور متصدیون کو سزا ملی۔ اور پادشاہ نے کہا کہ اگر جہانگیر ہوتا تو سبکو گل دیتا۔

پادشاہ کا برہانپور سے اورنگ آباد جانا۔

پادشاہ برہان پور مین تین چار مہینے رہ کر غرہ ربیع الاول ۱۰۹۳ھ کو یہان سے
اورنگ آباد روانہ ہوا۔ میر عبد الکریم امین جزیہ نے عرض کیا کہ سال گذشتہ مین ۲۶ ہزار
روپیہ جزیہ کی بابت وصول ہوا تھا مین نے تین مہینے کے عرصہ مین برہان پور کے نصف
پورجات سے ایک لاکھ آٹھ ہزار روپیہ وصول کیا۔ اب مین امیدوار ہون کہ حضور کی
ہمراہ چلون۔ پادشاہ نے فرمایا کہ جزیہ کا کام اپنے نائب کو سپرد کر کے میری ہمراہ ہو۔
جب پادشاہ اورنگ آباد مین آیا تو اس نے پادشاہزادہ محمد معظم کو رام درہ کے قلعون کے
تسخیر کے لئے اور یہان کے ہندو کی تنبیہ کے لئے اور شاہزادہ محمد اعظم کو قلعہ سالیر کی فتح
کے لئے رخصت کیا۔ قلعہ ملہیر سرکار بگلانہ کے متصل قلعہ سالیر ہے اور وہ کئی سال سے
سیواجی کے تصرف مین تھا جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

سوانح سال بست و ششم ۱۰۹۳ھ ۱۶۸۲ء

شاہزادہ محمد اعظم جو قلعہ سالیر کی تسخیر کے لئے مقرر ہوا تھا اگرچہ یہ قلعہ ایسا ہے کہ
اسکا محاصرہ ہو سکتا ہے لیکن اسکے اطراف مین دریای شور کے قریب ہونے سے اس قدر

گاڑی گئی ہین انکو جلادین تو قلعہ والون نے خوشی سے کنگرون پر آنکر چلا کر کہا کر ان کہنگرون کو تو جل لینے دو انکی راکھ منہ پر مل کے جانا کہ کوئی نہ پہچانے بعد اسکے قاسم خان کرانی کہ سپہ سالاری اور کارطلبی مین بڑی شہرت رکھتا تھا اس خدمت پر مامور ہوا اس سے بھی کام کا سرانجام کارنہ ہوا تو پادشاہ نے اسے اور خدمت پر مقرر کر دیا اور قلعہ کی تسخیر کو اور وقت پر موقوف رکھا۔ قلعہ دار رام سیج کا حال جب سنبھا نے سنا تو اسکو سونے کے کڑے او زر نقد بھجوایا اور اور قلعدارون مین اسکو ممتاز کیا اور کسی بڑے نامی قلعہ مین بدل دیا عبد الکریم رام سیج کی نواح مین ایک زمیندار تھا اسکی معرفت قلعہ دار جدید سے سکینام قلعہ دار ظہیر نے یہ قلعہ لے لیا۔

۵ اربیع الاول سنہ ۱۰۹۲ کو شاہزادہ کام بخش کا نکاح آرزم بانو دختر سعادت خان صفوی سے ہوا اس شادی مین سات لاکھ چھپن ہزار روپیہ خرچ ہوا ——

پادشاہ نے حکم دیا کہ ملازمان سرکار جو دو ہزاری سے منصب کم رکھتے ہین وقت رخصت فاتحہ پڑھنے کے متصدر نہ ہون۔ مگر ہان حضرت خود فاتحہ کے لئے ہاتھ اٹھائین تو فاتحہ پڑھین۔ قضات جو خارمات سے معزول ہون تو وہ پھر خدمت قضا پر منصوب ہون

احمد آباد سے حضور مین حافظ محمد امین خان مرحوم کا اسباب خسرو حیلہ لایا اسکی تفصیل یہ ہے ستر لاکھ روپیہ ۵۳ ہزار اشرفی و ابراہیمی ۶۷ ہاتھی ۳۴۲ گھوڑے ۱۷۰ اونٹ ۱۱۰ چھپر دس صندوق چینی ۶۰ لاکھ ایک من سیسہ ۱۰ من باروت۔

محمد اعظم دریائے نیرا سے جریدہ پادشاہ پاس آتا تھا کہ اثنا راہ مین ایک ہاتھی فتح جنگ نامی مست ہوا اور فوج پر دوڑ کر شاہزادہ پاس آیا اسنے ایک تیر اسکے لگایا وہ اور نزدیک آیا۔ گھوڑا اتر پڑا۔ شاہزادہ گھوڑے سے اترا اور ہاتھی کے مقابل ہوا اور ہاتھی کی سونڈ پر تلوار ماری اس اثنا مین اور آدمی آگئے اور ہاتھی کو مار ڈالا۔

سوانح سال بست وہفتم جلوس سنہ ۱۰۹۴

دلیر خان مدتون سے شدید بیمار تھا وہ جا وید سرا کو گیا۔ اکثر معارک مین بذات خود

اس طرف جائین تاکہ قلعہ کے آدمی اس طرف ہجوم کرین اور اس طرف قلعہ داری
اور احتیاط جو کرنی چاہیئے وہ کرین اور دوسری سمت سے سو دو سو آدمی جانباز
جو فن قلعہ گیری مین ید طولیٰ رکھتے ہون اور قلعہ کشائی مین ید بیضا خفیہ بدون
شور و شر کے مصالح یورش اور روشنی اصلا اپنے پاس نہ رکھ کر مار کی مانند کمند پر اور تدبیرون
سے قلعہ کے اوپر چڑھ جائین قلعہ دار کو خان جہان کی اس تدبیر پر اطلاع ہوئی تو اسنے
اسکے دفعیہ کی تدبیر کر لی۔ خان جہان کی فوج جسطرف غل مچاتی ہوئی گئی تھی اسنے
بازاری آدمیون کو بہادرون کی ایک جماعت کے ساتھ بھیجا نفیری و نقارہ ساتھ کیا
انہون نے دفعیہ کے لیئے بڑا غل شور مچایا۔ بڑے بڑے پتھر اور چیزون مین آگ لگا کے
اور پرانے لحاف چکنے کر کے نیم سوختہ پھینکے اور خفیہ یورش کی جانب جو خانجہان نے
مقرر کی تھی۔ وہان قلعہ دار نے چند آدمی جانباز آہنی پنجے دیگر چیزین ساتھ دیکر بٹھا دیئے۔ وہ
ناخواندہ مہمانون کے انتظار مین بیٹھے تھے۔ جو ہی پہلی دفعہ دو آدمیون نے چڑھ کر
اوپر سر نکالا تو خفیہ جوانون نے بگھنکھہ یعنی پنجہ آہنی سے انکی سر و صورت پر
نوازش کی کہ پوست سر کو آنکھون سمیت انکے کاسۂ سر سے جدا کیا اور پھر انکو ایسا
دھکیلا کہ بیشتر و پیرو ون کو ساتھ لے کر زمین پر سر خرو اور شکستہ بازو ہوئے چند
روز بعد خان جہان بہادر کے طویلہ کے سائیس نے التماس کیا۔ کہ مین جن کے تسخیر کے فن
مین بڑی قدرت رکھتا ہون ایک سونے کا سانپ تولہ کا بنوا کر میری ہاتھ مین دیجیئے
اور یورش کا پیش آہنگ بنائیے امید ہے کہ جنون کی مدد سے قلعہ کے دروازہ تک مین
نہین کونگا۔ خان جہان نے اس سائس کے کہنے پر عمل کر کے یورش کی۔ ابھی آدھی راہ طے نہ
ہوئی تھی کہ ریسمان سن کا ایک گولہ سائس کے سینہ پر لگا کہ مار طلا اسکے ہاتھ سے اڑ گیا
اور وہ لڑکھتا ہوا نیچے آیا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ خان جہان نے بہت تردد کیا مگر قلعہ فتح
نہ ہوا۔ اسنے بھی بادشاہ کے حکم سے محاصرہ چھوڑا۔ اسنے کوچ کے روز فرمایا کہ لنگر ان
جو مورچا لون کے باندھنے کے لیئے زمین سنگلاخ کے اندر بہت روپیہ خرچ کر کے

ہنیون سے بھرے ہوئے تھے۔ کبھی پہ غنیم گرتا تھا۔ چارپایے اور آدم کمتر بلا آفت کبھی بہی پھرتے تھے۔ چارپاؤن اور انسان کے لئے کوئی غذا سوا نارجیل اور کودون کے کوئی اور قسم کا غلہ نہ تھا انکے کھانے سے سمیت کا اثر ظاہر ہوتا تھا۔ بہت گھوڑے اور آدمیون کی ہڈیان یہین کی خاک بنین۔ غلّہ کی گرانی اور کمیابی اس مرتبہ پر پہنچی کہ کچھ دنون تک گیہون کا آٹا تین چار روپیہ سیر بھی نہین ملتا تھا جن آدمیون کو موت کے پنجہ سے نجات ملی تھی وہ نیمجان تھے۔ جو دم لیتے اسکو غنیمت گنتے۔ کسی امیر کے طویلہ مین گھوڑا نہین باقی رہا کہ سواری کے کام آئے۔ جب بادشاہ کو اس لشکر کی صعوبت کا حال معلوم ہوا تو بندر سورت کو اپنے حکم بھیجا کہ جسقدر غلہ بہم پہنچا سکو اسکو جہازون پر لاد کر پادشاہزادہ کے لشکر مین دریا کی راہ سے پہنچا دو۔ بندر سورت سے جو جہازات غلہ کے روانہ ہوئے سیمبر کو انکی خبر ہوئی۔ راہ کے ناپین سب جگہ دریا مین سنبھا کے نئے قلعے بنے ہوئے تھے۔ سر راہ اُسنے غلہ کی کشتیون پر حملہ کیا۔ چند کشتیان لوٹنے سے بچکر سلامت پہنچین۔ لشکر نے بازار مین غلہ کے تیس چالیس پلون سے غلہ زیادہ نہ بھیجا۔ پادشاہزادہ کی مراجعت کا حکم پہنچا۔ شاہزادہ ہر جگہ دشمن سے لڑتا ہوا احمدنگر مین بادشاہ کی خدمت مین آیا۔

ابوالحسن قطب الملک و حرکات نا شائستہ او

عبداللہ قطب الملک کے مرنے کے بعد اسکا داماد ابوالحسن قطب الملک حیدرآباد مین فرمانروا ہوا تھا۔ اسکا حال ہمنے آگے لکھا ہے اُسکے افعال قبیح مین سے یہ کام تھا کہ اُسنے سلطنت کا سارا اختیار مدنا اور آکنا برہمنون کو دیدیا تھا۔ یہ دونو شدید العداوت تھے اور مسلمانون پر ظلم و سختی زیادہ کرتے تھے۔ اور فسق و فجور اور مسکرات اور لہو و لعب کا علانیہ رواج تھا اور علاوہ اسکے ابوالحسن نے سنبھا کی تاخت اور قلعون کی تسخیر مین امداد کی تھی اور ایک لاکھ ھُن اسکو دیا تھا۔ ان باتون نے اسکو خلق مین بدنام کر رکھا تھا اس ضمن مین میر ہاشم پسر سید مظفر حضور مین آیا۔ ابوالحسن کے امرائے مقرب مین سے سید مظفر تھا اور اسی کی اعانت سے ابوالحسن سلطنت

اُسنے ترددات نمایان کئے تھے۔ وہ قوی ہیکل و زورمند تھا۔ قوت اشتہا غریب رکھتی ابتدائے
ہمت سے انتہا کی ہمت [illegible] تھا۔ مآثر الامرا مین یہ لکھا ہے کہ خافی خان نے
قسم کھائی ہے کہ کوئی کام عہد عالمگیر کا نہ کھولگا جنمین جھوٹھ اور تزویر کو دخل
دونگا۔ وہ لکھتا ہے کہ دلیر خان جو شجاعان کارطلب اور افغانان صاحب غیرت سے
با نام و نشان تھا۔ دفعۃً بغیر کسی عارضۂ بدنی کے مرگیا اور عوام مین یہ شہرت ہوئی کہ رات
کے وقت دلیر خان کے دیکھنے کے لئے خفیہ اعظم شاہ گیا تھا۔ بہادر شاہ نے اسکی اطلاع
پاکر پادشاہ سے عرض کیا۔ اسلئے دلیر خان نے خود اپنے تئین مسموم کیا۔ غرۂ ذی قعدہ
سنہ ۹۴ پادشاہ اورنگ آباد سے احمد نگر کی طرف راہی ہوا۔ اوائل سنہ ۲۷ جلوس مین احمد نگر
سے پادشاہزادہ محمد معظم کو رام درہ کی طرف قلعون کی تسخیر کے لئے روانہ کیا۔ یہ قلعے
سنبھا کے پاس تھے۔ ان اطراف مین پادشاہی سپاہ کبھی نہین آئی تھی اسکے ساتھ ان
آدمیون کو بھیجا۔ آتش خان داروغہ توپخانہ اور لطیف شاہ دکنی مخاطب بہ سرافراز
اور اخلاص خان برادر بہلول خان اور ناگو کہ مرہٹون مین سے تھا۔ اور اسطرف سے خوب
واقف کار تھا۔ خواجہ مکارم پادشاہزادہ محمد معظم کا نوکر تھا۔ اسکا خطاب جان نثار خان
تھا۔ اگرچہ کم منصب تھا لیکن منصوبہ بازی اور رائے سلیم و شجاعت مین پادشاہ کو پسند تھا
بیس ہزار سوار شاہزادہ کے ساتھ تھے۔ سعادت خان عرف محمد مراد کہ شاہزادہ کی فوج کا
واقعہ نگار تھا۔ راہ کے مابین پادشاہزادہ کے ہراول کی سنبھا کی فوج سے لڑائیان جو راہہای
تنگ مین ہوئین۔ پادشاہی آدمیون کو مار کر غنیم بھاگ گیا۔ جب موضع سانگانون
مین کہ قلعہ قلب سے ہے شاہزادہ کا لشکر پہنچا تو اسکا محاصرہ کیا۔ قلعہ کشا سردارون نے بڑی
جانفشانی کی۔ جان نثار خان اور دو تین اور امیر زخمی ہوئے۔ آخر ایام معدودہ
مین قلعہ فتح ہوگیا۔ ملک رام درہ نہایت قلب تھا وہان کی ہوا لشکر کو موافق نہ آئی اور
سنبھا کے لشکرون نے ہر طرف سے ہجوم کرکے شورش کی اور ہر طرف سے رسد غلہ مسدود
ہوئی اسکے ایک طرف دریائے شور تھا۔ اور دو طرف پہاڑ تھے جو زہردار اشجار اور س

وفات دلیر خان ۔۱۰۹۳

اپنی سعادت جان کر صدور حکم بغیر حضور مین بھیجدیتا - بادشاہ کے ارشاد کے موافق ابوالحسن
مرزا محمد گفتگو بڑی بیباکی سے کرتا تھا اور اسکی بات مین جرح و قدح کرتا - ایک دن گفتگو مین ابوالحسن نے
کہا کہ اس مختصر ملک مین ہم بھی بادشاہ ہین تو مرزا محمد نے آشفتہ ہوکر تشنیع کے طور پر کہا کہ تم کو زیبا
نہین ہی کہ اپنے تئین بادشاہ کہو ان ہی کلمات کے سُننے سے بادشاہ کی گرانی خاطر کا اثر
زیادہ ہوتا ہی - ابوالحسن نے جواب مین کہا کہ مرزا محمد یہ اعتراض تمہارا غلط ہی - جبتک ہم اپنے تئین
بادشاہ نہ کہین تو حضرت عالمگیر بادشاہ بادشاہان کبھی نہین ہوسکتے ! اس جواب کو سُنکر مرزا لاجواب
ہوا - مرزا محمد نے ابوالحسن کے پاس سے بادشاہ پاس مراجعت کی اور ابوالحسن پاس خبر آئی کہ افواج
شاہی بسرداری بادشاہزادہ محمد معظم اور خانجہان بہادر کوکلتاش روانہ ہوئی ہی تو اُسنے بادشاہی
لشکر کے مقابلہ مین ان امرا کو روانہ کیا - ابراہیم خان عرف حسینی بیگ کو جو حیدرآباد کا عمدہ سپہ سالار
تھا اور خلیل اللہ خان اسکا خطاب تھا اور شیخ منہاج اور رستم راو کو کہ برہمن صاحب السیف و القلم و
ابوالحسن کا مشیر اور وزیر بادنا کا چچازاد بھائی تھا اور امراء رزم جو کارزار دیدہ کو اور تیس
چالیس ہزار سپاہ کو بھیجکر حد بیجاپور اور حیدرآباد کے مابین طرفین کی فوجین نزدیک ہوئین - شاہزادہ
محمد معظم یہ چاہتا تھا کہ تا مقدور جنگ نہ ہو - اُسنے خلیل اللہ خان کو پیغام بھیجا اول اگر ابوالحسن
اپنی ندامت کا اظہار کرے اور عفو تقصیرات کا خواستگار ہو اور امور ملکی مین مادنا اور اکنا کی
دست اختیار کو کوتاہ کرے اور انکو مقید کرے - دویم پرگنات سیرم و رانگیر وغیرہ کو جو بندہائے
بادشاہی سے یہ دعوی کرکے غصب کئے ہین کہ وہ پہلے بیجاپور سے متعلق تھے وہ چھوڑدے
اور منصوبان بادشاہی کو حوالہ کرے - سوم پیشکش سابق کی باقی اور پیشکش لاحق بلاتوقف بادشاہ
کی خدمت مین روانہ کرے تو ہم اسکی عفو تقصیرات کے لیئے بادشاہ سے عرض کرین امراء دکن نے
بادشاہی غضب کو اپنے جوابون سے دو نہین کیا - طرفین سے جنگ و صف کشی شروع ہوئی -
خانجہان سے جو لڑائیان ہوئین اُن سب کا بیان تو بہت طول و طویل ہے - انمین سے بعض بیان
کی جاتی ہین - ایک دن خلیل اللہ خان سے محاربہ ہوا - خان جہان بہادر کی ہمراہ دس گیارہ ہزار سوارون
سے کچھ زیادہ تھے اور امرائے ابوالحسن پاس تیس ہزار سوار تا بادشاہی لشکر کی ہراولی پر -

بانے میرجملہ کا میاب ہوا تھا۔ اسنے اسکو وزیر اپنا بنایا تھا لیکن پھر اسنے بہ سبب عدم موافقت کے یا دنا۔
اور اکنا کی رہنمائی سے معزول کیا اور منصب وکالت و اختیار سلطنت ان دو نو ہندوؤن کو دیدیا
میر ہاشم نے مقربان درگاہ کے وسیلہ سے طرح طرح کی ناشائستہ کے تسخیر حیدرآباد کی مہم کی طرف
رہنمائی کی اور اپنے باپ سید مظفر کی جو ابوالحسن کی قید مین تھا خلاصی چاہی۔ معًا اس عرض کے یہ بھی
معروض ہوا کہ چند سیر حاصل پرگنے سرکار گلکنڈہ و راگیر تعلقہ صوبہ مظفر نگر کے اس دعوی سے کہ وہ
پہلے تلنگانہ سے متعلق تھے ابوالحسن کے امرا نے اپنے تصرف مین کرلئے ہین۔ بادشاہ کو یہ فکر ہوئی کہ
حیدرآباد کو تسخیر کیجیے اور ابوالحسن کو استیصال۔ ابتدا مین خان جہان بہادر کوکلتاش کو امیرون کے
فوجون کے ساتھ بھیجا۔ اسکے بیٹے بہادر تھے خصوصًا ہمت خان۔ راجہ رام سنگھ کو بھی اسکے ساتھ
کیا۔ اور امرا کو ابوالحسن کے منصوبون کی تنبیہ و تادیب کے لئے اور پرگنات کو اسکے تصرف سے
نکالنے کے واسطے مقرر کیا۔ اور شاہزادہ محمد معظم کو ایک فوج گران اور امیرون کے ساتھ ملک تلنگانہ
کی تسخیر کے لئے روانہ کیا۔

ان ہی ایام مین مرزا محمد مشرف غسلخانہ کو ابوالحسن کے پاس بھجوایا کہ جاکر اسکو یہ پیام دے کہ ہمنے
سنا ہے کہ تیرے پاس دو الماس مربع خوش قطع شفاف بوزن ایک سو پچاس سرخ کے ہین انکو
اور تحائف کے تھے قیمت لگا کے باقی پیشکش مین مجرا دے کے بھیجے اور خلوت مین اسسے ارشاد کیا
کہ ہمکو الماسون کی اصلا احتیاج نہین ہے۔ ہم انکے لئے تجھے نہین بھیجتے بلکہ اس بات کے شہرت دینے
سے غرض یہ ہے کہ ابوالحسن کے ان افعال قبیحہ کی جو ہمنے سُنے ہین تحقیقات کرکے ہم سے عرض کرے
ہم تجھکو اپنا خانہ زاد جان نثار جانتے ہین اسلئے چاہتے ہین کہ اورون کی طرح تو مال کی
طمع مین آنکر ابوالحسن پر فریفتہ نہ ہو۔ اور اسکی مرضی کے موافق خوشامد نہ کرے۔ بلکہ کلمہ کلام مین
ایسا بے محابا اور درشت پیش آئے کہ وہ بھی تیرے ساتھ درشتی کرے اور ہمکو وہ ایک
دستاویز اور حجت اسکی تنبیہ اور استیصال کے واسطے ہوجائے تا مقدور اسکو خفا کر اور امہال
خلاف ملائمت ہمکلامی کے اندر اسکا ادب ملحوظ نہ رکھ۔ مرزا محمد نے جاکر الماس کو طلب کیے
ابوالحسن نے سخت قسمین کھاکر جواب دیا کہ میرے پاس وہ الماس نہین ہین اگر میرے پاس ہوتے تو مین اپنی

اُسنے تصرف کیا اور تھانہ بٹھایا۔ افواج دکن نے گڈھی کا محاصرہ کرکے ڈھا دیا۔
جان نثار خان نے ملکز گڈھی سے نکل کر ابوالحسن کے سرداروں کو شکست دی اور گڈھی کی
محافظت مین استقامت کی۔ دس ہزار سوار اور افواج خاصہ با دنا اور رستم راؤ کہ اطراف
پرگنات مین تھین وہ خلیل اللہ خان کی مدد کو آئین۔ شاہزادہ کے مقابل مین فوجین آئین۔
چندروز عذر آمیز پیغام سلاموں مین بسر کئے آخر کار سخت مقابلہ ہوا اور تین روز تک جنگ
عظیم رہی۔ ہر جنگ مین دونو طرف سے ایک جمع کثیر کشتہ و زخمی ہوئی۔ چوتھے روز تو وہ گھمسان
لڑائی ہوئی کہ ہمت خان بہادر و سید عبداللہ خان و سعادت خان دیوان فوج خانجہان
بہادر زخمی ہوئے آخر کو لشکر شاہی سے فوج دکن کو شکست ہوئی اور وہ فرار ہوا پادشاہزادہ
اور خانجہان بہادر نے تعاقب مین مصلحت نہ دیکھی اور وہین خیمے لگا کے پادشاہ کو فتح کی عرضداشت
بھیجی اخبار نویسان کے نوشتوں سے بھی پادشاہزادہ کے تعاقب نکرنیکا سبب پادشاہ کو معلوم ہوا۔ پادشاہ کو
پادشاہزادہ سے کچھ کدورت تھی خانجہان بہادر سے بھی کئی سببوں سے پادشاہ ناراض تھا۔ اول اس کے
لشکر مین فسق و فجور کے بازار کی بڑی رونق تھی مگر پادشاہ نے اس باب مین فرمان اعتراض
صادر کئے مگر وہ موثر نہ ہوئے۔ دوم محمد اکبر کے تعاقب مین وہ پای کوہ سلطان پور مین
بہت قریب پہنچ گیا تھا مگر اسکی گرفتاری مین اغماض کیا میر میران فوجدار پرگنہ
تھال نیر کے بیٹے میر نور اللہ کی تحریر سے پادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا۔ سوم بعض او رسلوک
بھی بعض مقدمات ملکی و مالی مین پادشاہ کو معلوم ہوئے تھے۔ جب اسکو فرمان نصیحت آمیز
بھیجے جاتے اسکا جواب گستاخانہ دیتا اور سر دیوان بیٹھ کر برادر رضاعی ہونے کی نسبت کے
سبب سے ناگفتنی باتین کہتا۔ ان وجہوں سے ملال خاطر کا ذخیرہ خانجہان کی طرف سے
پادشاہ رکھتا تھا اور بعض اور اطوار ناہموار اسکے غبار مزاج کو بڑھاتے تھے۔

سوانح سال بست و ہشتم جلوس ۱۰۹۵ھ

جب پادشاہ پاس عرضداشت فتح شاہی اور فوج دکن کی ہزیمت کی پہنچی تو
پادشاہ کی مرضی کے خلاف یہ بات تھی کہ فوج کی ہزیمت کے بعد اسکا تعاقب اسکے

ہمت خان مقرر تھا۔ صبح کو کوس و کرنائے رزم بلند آوازہ ہوا۔ توپون کی دھوئن دھوئون اور بان کی غوش زمین و آسمان کے درمیان پھیلی اور آپس مین جنگ عظیم ہوئی کہ کشتون کے پشتے لگ گئے اور زمین گلنار ہو گئی طرفین کے اکثر سردار زخمی ہوئے۔ اور بادشاہی فوج چارون طرف سے نگینہ کی طرح گھر گئی ہمت خان جو ہراول تھا اُسپر عرصۂ تردد ایسا تنگ ہوا کہ ہر بار کمک کی طلب کا اور غلبۂ غنیم کی نالش کا پیغام بھیجتا تھا مگر خان جہان بہادر کو افواج دکن نے ایسا مغلوب کر رکھا تھا کہ اسکو اپنے تئین خلاص کرنا دشوار دکھلائی دیتا تھا ہر ساعت اُسپر دکن کے لشکر کا ہجوم بڑھتا تھا اس ضمن مین بری خان جسکا لقب ھاٹ بھٹہ تھا اور وہ جانباز مشہور تھا اور جسکے ہاتھ سے پتھر اتنی دور جاتا تھا کہ بندوق سے گولی اتنی دور نہین جا سکتی وہ گھوڑا دوڑاتا ہوا بھالا ہاتھ مین لئے خان جہان کے فیل خاصہ کے روبرو آیا اور غل مچایا کہ سردار کی سواری فیل خاصہ کی کون سی ہے چاہتا تھا کہ خان جہان بہادر کی طرف نیزہ چلاے۔ کہ خان جہان نے چلا کر کہا خاصہ مین ہون اور اسکو بھالہ مارنے کی فرصت نہ دی اور تیر اسکے ایسا لگا کہ وہ گھوڑے پر سے اوندھے منہ گرا۔ تمام فوج شاہی پر عرصہ تنگ ہوا اور ہر گھڑی ہراول اور چنداول سے غلبۂ غنیم کے پیغام آتے تھے کچھ باقی نہ تھا کہ خان جہان کی فوج کو ہزیمت ہوتی۔ اس حالت مین راجہ رام سنگ کا فیل مست فیلخانہ مین بندھا ہوا تھا اُسکے منہ مین تین چار من کی زنجیر ڈال کر فیلبان ہمت خان کی ہراول کی فوج مین لایا۔ ابوالحسن کے نامی راوت اور بہادر فوج ہمت خان کے مقابل مین گھوڑے دوڑاتے ہوئے آئے تھے۔ ہاتھی جسکے مقابل حملہ کرتا زنجیر کے صدمہ سے دشمن کے لشکر مین ہل چل ڈال دیتا۔ دو تین نامی سردارون کے گھوڑے چراغ پا ہوے۔ اور سوار خود زین کے اوپر سے زمین پر سرنگون نیچے آئے۔ دکن کی فوج کو ہزیمت ہوئی۔ خان جہان بہادر نے بہین خیمے لگا کے شادیانے بجھانے شروع کئے بہت غنیمت گھوڑے اور ہاتھی بشمار مع توپ خانہ کے بادشاہی لشکر کو ہاتھ آئے۔ اس شہر مین چند روز توقف کیا کہ شہزادہ کی اور سردارون کی سپاہین جو پیچھے رہ گئی ہین آ جاوین جان نثار خان عرف خواجہ مکارم کو گڈھی سیرم کی تسخیر کے لئے مقرر کیا۔ وہ منصوبان ابوالحسن کے قبضہ مین تھی۔ اس گڈھی پر تردد نمایان کے بعد

وآبرو باقی رہنے کے لئے یہ صلاح جانتا ہون کہ اگر تم پرگنہ وگدھی سیرم وکیرا اور محال سرحدی
سے کہ بادشاہی تصرف مین آئے ہین دست بردار ہو تو اس بات کو ابوالحسن کے عفو تقصیرات و
شفاعت کی دستاویز بنا کے بادشاہ سے عرض کرین - یہ پیغام زمرو نام ناظر محل شاہ کے ہاتھ
ابراہیم سر فوج کے پاس بھیجا اُسنے اور سرداروں سے اس باب مین مصلحت پوچھی یہ شیخ منہاج
اور رستم راو زنار دار نے متفق اللفظ ہو کر دکنی زبان مین کہا کہ قلعہ سرحد سیرم ہماری نوک سنان
و دم شمشیر سے وابستہ ہے ہم جنگ کو آمادہ ہین - چنانچہ اُس دن مرہٹون نے اس قدر بان مارے
کہ سراچہ محل شاہی مین شاہزادہ کے خاص بردار کے سر پر سے طعام کا خوان اُڑ گیا - اُس روز نہ
ابوالحسن کے پاس توپخانہ زیادہ تازہ فوج کے ساتھ آیا تھا - خالی توپین چھوڑ کر پے در پے شلک کی
آواز شاہزادہ اور لشکر شاہی کو سنائین اور کبھی فوج شاہی پر دست اندازی کی دکنیون کی
ان شوخیون سے بادشاہزادہ کی رگ غیرت حرکت مین آئی - شاہزادہ معزالدین کے ساتھ خانجہان
بہادر کیچہ بدستور سابق ہراول بنایا اور صفدر خان وہمت خان اور دلاوروں کو راجاؤن کی جماعت
مین برانغار وجرانغار و التمش مقرر کیا - عبداللہ خان کو چنداول ملتفت خان خوانی و راجہ رام سنگھ
وسمندر سنگھ خواجہ ابوالمکارم کو قول مین اپنے ساتھ لیا او مقابلہ و مقاتلہ کے قصد سے معرکہ کارزار
مین پاؤن رکھا - اس طرف سرداران ابوالحسن نے آپس مین مصلحت کرکے صلاح کار اس مین دیکھی کہ
چار کروہ پر بہیر کو داہن طرف بھیجدیا او جنگ مین توپ خانہ کا صرف نہ جانا - بڑی بڑی توپون
کو گڑھون مین ڈالدیا اور چند توپون کو زیر خاک کیا - دو تین فوجین بنائین ایک فوج کو ہراول
شاہی کے مقابل اور دوم کو التمش کے لئے ایک فوج سنگین کو ایک دو سرداروں کے ساتھ چنداول
سید عبداللہ خان کے مقابلہ کے لئے مقرر کیا - ایک بارگی دکنیون نے جوشان و خروشان جلو ریز
سیلاب بلا کی طرح فوج بادشاہزادہ پر تاخت کی اسطرف سے لشکر شاہی انکے مقابلہ کے
لئے کھڑا ہوا - چپقلشہای مستانہ بر روی کار آئین عرصہ کارزار مین ہر طرف سے کوشش و کشش نمایان
ظہور مین آئین - دکن کے سرداروں نے ہراول و چنداول شاہی کو چارون طرف سے گھیر لیا -
سید عبداللہ خان اپنے سامنے کی فوج کو ہٹا کر داہن بائین طرف گیا دوپہر تک معرکہ کا ہنگامہ

بنگاہ تک نہ کیا گیا۔ بجائے آفرین کے اعتراض ہوا اور اس باب مین غضب کا فرمان
بادشاہزادہ اور خانجہان بہادر کے نام صادر ہوا جو شاہزادہ کے ملال خاطر کا
سبب ہوا اگرچہ روز شکست سے ابوالحسن کے سردار مقابلہ و محاربہ کے قصد سے سوار نہین ہوئی اور
بادشاہزادہ کے مقابلہ مین نہین آئے۔ مگر کبھی کبھی بوقت شب بطریق قزاقون کے اطراف لشکر
کو اپنی سیاہی دکھلا کر بان مارجاتے تھے بعض اوقات دن کو بھی دور سے نمودار ہوتے تھے
اور بطور طلایہ گشت کرکے خود اپنی بنگاہ کو چلے جاتے۔ بادشاہزادہ اور خان جہان
بہادر ایسے آزردہ خاطر تھے کہ اُنکی طرف توجہ نہین کرتے تھے۔ چار پانچ مہینے تک
یونہین بے تردد پڑے رہے کبھی سوار نہ ہوئے اسسے بادشاہ کو اور زیادہ ملال ہوا
اور اُسنے اپنے ہاتھ سے کمال سرزنش کا فرمان خان جہان بہادر کو یہ لکھا ؎
اے باد صبا این ہمہ آوردۂ تست + شاہزادہ محمد معظم نے سب امراء کو جمع کرکے مشورہ
کیا حیدرآباد کے سردار جانتے تھے کہ شہزادہ کی مرضی صلح اور دفع فساد پر مائل ہے
دل فریب پیغام اور رسل و رسائل بھیجتے رہتے۔ خان جہان بہادر بھی بادشاہ کی
افسردگی خاطر کے سبب اور سپاہ خصم کی کثرت کی وجہ سے محاربہ مین مصلحت نہین جانتا تھا اور
بعض امراء اس باب مین اسکے ہمدم تھے۔ رائین مختلف تھین اسلئے آج مصلحت ناتمام رہی
دوسرے روز سید عبداللہ خان بارہہ نے خلوت مین التماس کیا کہ اگرچہ خانجہان خان
بہادر کہنہ کار آزمودۂ روزگار اور ہوا خواہ جہان پناہ ہی لیکن صلاح دولت اس
مین ہی کہ اب آپ بادشاہ کی برخلاف مرضی کے کوئی عمل نہ کرین اور اس طائفۂ مخذول
کی گوشمالی کے لئے سوار ہونا چاہیئے جو صلح کی التماس کرکے دفع الوقت کر رہی ہی۔ اگر
خان جہان بہادر ہمراہی قبول کرے تو فدوی کو چنداول مقرر کرین ورنہ بندہ ہراولی
مین جانفشانی کرنے کو موجود ہی شاہزادہ محمد معظم نے حیدرآباد کے سرلشکر محمد ابراہیم
کو پیغام دیا کہ مین تمہارے ساتھ اغماض و رعایت کر رہا ہون اسکے سبب سے عتاب شاہی
مین مغلوب ہو رہا ہون۔ طرفین کی صلاح کار اور تمہاری اور ابوالحسن کی دولت و

کارزار تنگ ہوتا ہی تووہ ننگ فرار کو اپنی اوپر ہموار کرتے ہین بلکہ اسکو سپاہ گری مین ہنر سمجھتے ہین
ہمارے نزدیک اس سے بدتر کوئی عار نہین بس بہتر یہ ہی کہ سید عبد اللہ اور ایک اور دو سردار ہماری
لشکر کے ہاتھی پر سوار ہوکر آئین اور ہاتھی کے پاؤن مین زنجیر ڈالدین اور تم بھی اسی طرح
سرداران کو ہاتھی پر اسکے پاؤن مین زنجیر ڈالکر مقابلہ کے لئے کھڑا کرو اور اس طرح شجاعت
اور تہوری کا امتحان کرو۔ تو دکنیون نے کہا کہ ہم فیل سوارہ پابزنجیر جنگ نہین کرتے۔ تو
شاہزادہ نے کہا کہ ہم بھی جنگ بگریز نہین کرتے اور دوسرے روز ہرکارون نے خبر دی ابوالحسن کے
سردار بھاگ کر حیدرآباد مین گئے۔ شاہ عالم نے حکم دیا کہ فتح کا شادیانہ بلند آوازہ کرتے
ہوئے انکے تعاقب مین حیدرآباد کی طرف کوچ ہو۔ جب کوچ بکوچ حیدرآباد
کے نزدیک لشکر شاہی آیا۔ مادنا اور اسکے ہمدمون نے خلیل اللہ خان عرف محمد ابراہیم
کی طرف سے ابوالحسن کو بھڑکایا کہ وہ شاہزادہ کی طرف رجوع کرتا ہے اور اس قدر اس کو
بدظن کیا کہ اسنے اسکے دستگیر کرنے بلکہ قتل کرنے کا فکر کیا۔ . . . .
اسکی خبر محمد ابراہیم کو ہوئی تو وہ شاہزادہ پاس جاکر مورد عنایات ہوا۔ جب محمد ابراہیم
سرفوج کی شاہ عالم سے ملجانے کی حیدرآباد مین خبر پھیلی تو ابوالحسن جو صلح باختہ ہوکر بغیر
اسکے کہ ارکان دولت سے مصلحت کرے یا اپنی اور رعایا کے مال و عیال و ناموس کا فکر کرے
پہر رات گئی خدمہ محل کی ایک جماعت کو اور جواہر اور ہون کے صندوقچے اور جو کچھ
اسباب اٹھا سکا ساتھ لے کر قلعہ گلکنڈہ مین چلا گیا اس خبر کی شہرت سے ابوالحسن کے تمام
کارخانے و تجار کا مال جو پانچ چار کروڑ روپیہ کا تھا۔ تاراج مین آیا۔ ناموس سپاہ اور
رعایا پر آفت آئی ایک عجیب قیامت برپا ہوئی کئی ہزار اشراف جنکو سواری اور مال اٹھانے کی
فرصت نہین ملی اپنے زن و فرزند کا ہاتھ پکڑے قلعہ کی طرف روانہ ہوئے۔ بہت سی
عورتون کو برقعہ اور چادر بھی نصیب نہوئی شاہزادہ کے لشکر مین اسکی خبر پہنچنے سے پہلے
شہر کے اوباشون اور غارتگرون نے مال خوب لوٹا۔ امرا و تجار و غربا مین جو زور بازو
رکھتا تھا اور زر خرچ کرسکتا تھا وہ رات مین جسقدر مال قلعہ مین لیجا سکا لے گیا۔

گرم رہا پھر دکینون نے فرار کیا۔ شاہزادہ کی فوج نے انکا تعاقب نلی بنگاہ تک کیا جس سی لشکر
دکن مین غلغلہ عظیم پڑا۔ شیخ منہاج نے دو سوار زبان دان پادشاہزادہ اور
ہراول فوج پادشاہی پاس بھیجی اور یہ پیغام دیا کہ محاربہ اور دعوی قتال و جدال ہمارے
اور تمہارے درمیان ہی۔ اسلام کے پادشاہان سلف مسلمانون کی ناموس و عیال کو تاخت و
تاراج سے محفوظ رکھتے تھے۔ یہ امر مروت سے دور نہ ہوگا کہ ہمکو تین چار گھڑی کی فرصت
دو کہ قبائل کی طرف سے ہماری خاطر جمع ہو تو پھر ہم مقابلہ کے لئے تیار ہون۔
شاہزادہ معزالدین نے باپ سے اجازت حاصل کرکے مال و عیال پر دست اندازی کے منع
کرنے کے لئے فوج کو مقرر کردیا۔ دکینون نے قبائل کو ہاتھیون اور گھوڑون پر سوار کرکے
گڑھی مین جو پاس تھی روانہ کیا اور سہ پہر کو ہر طرف سی فوج دکن کا سیلاب نمودار
ہوا۔ اور پہلے روز سے بھی زیادہ تر میدان کارزار گرم ہوا۔ ترددات رستمانہ دونو
طرف سے ظہور مین آئے اور طرفین کی جمع کثیر اور سواری کے دو شاہی فیل مارے گئے۔ دکینون
کی طرف سے شیخ منہاج اور رستم راؤ زخمی ہوئے۔ بندرابن دیوان شاہ کو دکینون
نے زخمی کیا اور اسکی سواری کے ہاتھی کو آگے رکھکر روانہ ہوئے۔ سید عبداللہ بارہہ نے
ایک راجہ کو ساتھ لے جاکر بندرابن کو چھڑایا باوجودیکہ اسکے خود دہن پر بان چھری کا
صدمہ پہنچا ہوا تھا۔ غیرت خان بخشی شاہ کی بیوی بان کی ضرب سے ہاتھی کے حوضہ مین
ایک سہیلی سمیت کشتہ ہوئی۔ طرفین کے اور چار پانچ سردار زخمی ہوئے اور بہت سی بے نام و
نشان آدمی فنا ہوئے۔ شام تک دکنی لڑتے رہے۔ پھر فرار ہوئے۔ پادشاہزادہ کو پیغام دیا کہ
جنگ مغلوبہ صف مین طرفین سی مسلمان کشتہ ہوتے ہین بہتر یہ ہی کہ ایک دو سردار ہمارے اور
تین چار تمہارے بغیر فوجون کے میدان مین آکر سپاہ گری کے فن اور تردد مین اپنے
زور بازو کا امتحان کرین۔ پھر دیکھین کہ خدا کس کی یاوری کرتا ہی۔ شاہ عالم نے یہ سنکر
ان سی کہا کہ تمکو اپنی شمشیر بازی پر بڑا غرور ہی جبکا رواج تمہارے ہان بہت ہی اسکے سبب سے
اس درخواست پر جرأت کرتے ہو۔ مگر ہم یہ ملاحظہ کرتے ہین کہ آخر کار جب دکینون کو عرصہ

اور حسب نسب مین میر احمد کے خاندان پر شرف رکھتا تھا۔ تو عبداللہ قطب الملک نے دوسری
بیٹی کو اس سے منسوب کیا جس پر میر احمد کو نہایت رشک و حسد ہوا۔ جب جشن خیر کا وقت آیا
تو میر احمد نے قسم کھائی کہ قطب شاہ کو پیغام دیا کہ آپ سید سلطان کو بیٹی دیتے ہین تو مجھے رخصت
کیجیے۔ اسنے حیدرآباد سے جانے کا ارادہ کیا سر دیانہ مدار علیہ محل تھا اور محرمان حرم میر احمد کے
ہمدم اور معاون ہوئے عبداللہ شاہ کو میر احمد اور بڑی بیٹی کی خاطر زیادہ منظور تھی۔ ناچار
ہو کر چارہ کار کی فکر ہوئی اور اندر اور باہر کے محرمون کی یہ مصلحت ٹھیری کہ ابوالحسن سے یہ نسبت
قرار دیجاے۔ وہ سلسلہ مادری مین عبداللہ قطب شاہ سے قرابت بعیدہ رکھتا تھا اور وہ شروع
ایام شباب سے فقراے خراب وضع کی صحبت مین رہتا تھا اور اطوار نامحمود کے اختیار کرنیسے قطب شاہ کے
ہمدم اسکو مطعون کرتے تھے۔ عبداللہ شاہ اس پر توجہ نہین کرتا تھا۔ اسلئے ابوالحسن درویشون مین خانقاہ
سید راجو مین رہتا تھا۔ مردود خلائق منظور نظر خالق ہوتا ہے۔ اُسنے قطب شاہ کی لڑکی کا نکاح
اُسی ساعت عقد مین کہ سید سلطان سے ٹھیرا تھا ہو گیا۔ سید سلطان فقیر ہو کر رنجیدہ خاطر...
محمد امین خان پاس چلا گیا۔ اب عبداللہ قطب شاہ کی رحلت اور سید سلطان کے ناکام کرنے کے
تلافی انتقام کا وقت آیا۔ میر احمد اپنے تبختر کے سبب سے امراء سے خصوص سید مظفر اور
موسی خان محلدار سے سلوک نہین کرتا تھا اور کل ارکان دولت قطب شاہیہ کو اپنے آگے ہیچ جانتا تھا
بعض خدمہ محل بھی اُسسے نفرت کرتی تھین سید مظفر سلاطین مازندران کے خلیفہ سلطان کی
سلسلہ مین تھا۔ اور حیدرآباد کے امرا مین بھا صاحب فوج تھا۔ برخلاف اسکے ابوالحسن سب سے رفق
و مدارا سے سلوک برادرانہ کرتا تھا۔ عبداللہ قطب شاہ کے واقعہ کے قبل و بعد تعین سلطنت
مین اختلاف واقع ہوا اور گفتگو کی نوبت یہان تک پہنچی کہ باہر میر احمد اپنی سپاہ کے ساتھ
جنگ پہ مستعد ہوا اور اندر میر احمد کی بیوی کہ ماں صاحب کلان کہلاتی تھی شمشیر برہنہ
ہاتھ مین لیکر حبشی و ترک کنیزون کے ساتھ فتنہ و فساد پر آمادہ ہوئی۔ ہر گوشہ و کنار
مین لڑائی شروع ہوئی۔ آخر کو سید مظفر و موسی خان محلدار اور مادنا و آکنا کی سعی و
تردد سے کل عمدہ نوکر ابوالحسن کے رفیق ہوئے۔ دونو بھائی مادنا و آکنا و سید مظفر کے

صبح ابھی نہ ہوئی تھی کہ لشکر شاہی نے شہر پایہ تخت کی ہر محلہ و راستہ و بازار مین لاکھون روپیہ نقد
واقسام مال و اقمشہ اور امراء و تجار کے چینی خانے اور ابوالحسن اور اسکے ارکان دولت کے فراشخانے
کے قالین گھوڑے ہاتھی لٹنے لگے جیسے ہول قیامت و نمونہ حشر ظاہر ہوا۔ اسقدر مسلمانون
اور ہندو کے زن و فرزند اسیری مین آئے اور شرفا و غربا و ضعفا کی ناموس برباد و فنا
ہوئین کہ بیان نہین ہو سکتا۔ جو قالین گران بہا کہ اٹھ نہین سکتے تھے انکے خنجر و شمشیر سے ٹکڑے
ٹکڑے کرکے ایک دوسرے کے ہاتھ سے لے جاتے تھے۔ شاہ عالم نے سزاولون کو مقرر کیا
اور وہ بجبر لوٹنے سے لوگون کو منع کرین مگر اس سے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ کوتوال کو مقرر کیا کہ دیوان شاہی
کو چار پانچسو سوارون کے ساتھ لیجا کر اس مال کو ضبط کرے جو تاراج سے باقی رہا ہے۔
ابوالحسن نے فرستادے نہایت عجز و انکسار سے جرائم کردہ و ناکردہ کے عفو کے لئے پیغام
لائے اور شاہ عالم کے سزاولون نے بھی ایک جماعت کو آگ لگانے سے روکا تو کچھ فتنہ کم ہوا
مگر لوٹ بالکل نہین موقوف ہوئی خلق خدا پر جو گذرنا تھا سو گذر گیا۔ ابوالحسن کے التجا کے
پیغام آئے تو بادشاہزادہ کو اس گشتہ بخت اور یہان کے رہنے والون پر رحم آیا۔ اُسکی
التماس ان شرائط پر منظور ہوئی کہ پیشکش مین سے ایک کروڑ بیس لاکھ سوا روپیہ مقرری سالانہ
ادا کرے اور دونو بھائیون مادنا اور آکنا (انکنا) کو بیدخل کرے اور گدھی سیرم اور
پرگنہ کھیر اور اور محالات مفتوحہ سے جو تصرف شاہی مین آگئی ہین دست برداری
قبول کرے تو بادشاہ سے عرض کرکے اسکے جرائم کی شفاعت کی جاے اس پیغام آمد و
رفت کے درمیان ابوالحسن کو ان دو بھائیون کے قید کرنے مین تامل ہوا تو بعض عمدہ سرداران
محل کے صاحب اختیار خدمہ نے ان دونو بھائیون کو قتل کروا دیا۔ دونو کا سر کاٹ کے
بادشاہزادہ پاس ایک فہمیدہ کارآدمی کے ہاتھ بھیجدیا۔ عبداللہ قطبشاہ نے پچاس سال
فرمانروائی کی اسکے بیٹا کوئی نہ تھا دو تین لڑکیان تھین انمین سے ایک لڑکی کی شادی میر احمد
سے کی وہ سادات اور فضلاء مشہور عرب سے تھا اور اسکو امیر کر دیا اور اکثر امور ملکی
مین اسکی طرف رجوع کرتا کچھ دنون کے بعد سید سلطان آیا جو میر احمد کے باپ کا شاگرد تھا

ابوالحسن کا حال

ہمراہ نصرت خان پاس پہنچایا۔ جب بادشاہ پاس سید مظفر آیا مورد عنایات شاہی ہوا
بادشاہ نے اُسے منصب دینا چاہا۔ مگر اُسنے خاندان قطب الملک کا پاس نمک کا لحاظ کرکے
اُسکو قبول کرنے سے انکار کیا اور کعبۃ اللہ جانے کے لئے رخصت مانگی۔ بعض کہتے ہین وہ
لشکر شاہی مین مرگیا۔ اب پہلی داستان شروع کرتے ہین۔
القصہ جب شاہ عالم کی عرضداشت ابوالحسن کے ساتھ صلح کی۔ پادشاہ سے عرض ہوئی
اگرچہ بحسب ظاہر منظور فرمائی۔ مگر خفیہ شاہ عالم اور خانجہان کو مطعون و مغضوب کیا۔ چھتا
سعادت خان کوکہ خان جہان بہادر کی فوج کا دیوان تھا اور بادشاہ کا تربیت کردہ
وجاہت پر مقرر ہوا اُوسکو پیشکش باقی و سابق و حال کے زر کے وصول کے لئے تاکید کرکے
بھیجا۔ خان جہان بہادر اور بادشاہ کے درمیان طرفین سے بے لطفی تھی۔ ان ایام مین
اعتقاد خان خلف اسد خان نے شجاعت و جانفشانی مین علم شہرت بلند کیا تھا۔ اور
تہور خان پسر صلابت خان و خواجہ ابوالمکارم وغیرہ دو تین خان زادون نے اپنی جوہر
کارطلبی دکھائے تھے۔ بادشاہ انکی تربیت مین کوشش کرتا تھا۔ خانجہان کی عرضداشت
کے جواب کے فرمان اعتراض آمیز مین اعتقاد خان اور تہور خان کی تعریف اس عبارت
مین لکھی تھی کہ وہ خانہ زاد جن کے منہ سے دودھ کی بو آتی ہے۔ نسبت تجھ پیر سال خوردہ
کے زیادہ شرط فدویت و جانفشانی بجالاتے ہین۔ شاہ عالم کی فوج مین اعتقاد خان
متعین تھا۔ خان جہان بہادر اُسسے دل مین بغض رکھتا تھا۔ اُسنے خفیہ سنبھا کے ان
سردارون کو جو ظاہر اور پوشیدہ بیجاپوری اور حیدرآبادی لشکر کی اعانت مین کوشش
کرتے تھے۔ اس مضمون کا خط لکھا کہ عسرت و گرانی لشکر کو بادشاہ سے عرض کرکے اعتقاد خان
و خواجہ ابوالمکارم اور تہور خان وغیرہ کو غلہ لانے کے لئے بھیجونگا۔ تمکو چاہیئے کہ ایک بڑی
فوج سے انپر اس طرح حملہ کرو کہ وہ اسیر یا قتل ہوجائین۔ اتفاقات سے یہ خطوط سعادت خان
دیوان فوج خان جہان بہادر کے ہاتھ لگا وہ ہرکارون کا داروغہ بھی تھا۔
سعادت خان کل دکن کا واقعہ نگار تھا۔ گو خان جہان سے رفاقت رکھتا تھا

ابوالحسن کے صلح کی درخواست کا بادشاہ پاس پہونچنا اور خانجہان بہادر و بادشاہ میں بے لطفی

نوکر و پیشکار معتمد تھے ان سب نے لے کر میر احمد کو مغلوب اور بے اختیار منزوی کیا اور ابو الحسن کو تخت سلطنت پر بٹھایا اور سید مظفر وزارت پر مقرر ہوا اُسنے ابتدا سے خطاب خان قبول کیا تھا۔ منتقم حقیقی کے حکم سے میر احمد نے جو سید سلطان کے ساتھ حسد کی تھی اسکا مزہ چکھا اور سید مظفر نے جو میر احمد کے بنا دولت کے ڈھانے مین سعی کی تھی اسکا پھل بھی سوا ندامت کے کچھ اور نہ حاصل ہوا اسکا تھوڑا بیان یہ ہی کہ اکثر ایسا واقع ہوتا ہی کہ جو امیر بادشاہ کی جلوس سلطنت مین کوشش کرتا ہی اور صاحب مدار امور ملکی ہوتا ہے تو اسکے دماغ مین یہ خلل پیدا ہوتا ہے کہ وہ یہ چاہتا ہے کہ تمام مقدمات جزئی اور کلی مین اپنے آقا پر تسلط پیدا کرون اور سلاطین کے مزاج مین برداشت اسکی دشوار ہوتی ہے یا وہ فساد پر آمادہ ہوتا ہی آخر کو ایک دوسری کی استیصال کے درپے ہوتے ہین اس سبب سے ابو الحسن اور سید مظفر مین نزاع پیدا ہوا۔ روز بروز خشونت زیادہ ہوئی۔ اور یہانتک نوبت آئی کہ ابو الحسن اس فکر مین پڑا کہ سید مظفر کے دست اقتدار کو امور ملکی مین کوتاہ کرے۔ ہرچند تدبیر و منصوبہ کو کام مین لاتا۔ مگر بغیر اسکے کہ ہنگامہ فساد خونریزی برپا ہو اسکو وزارت سے معزول نہین کر سکتا تھا۔ آخر الامر یا دنا پنڈت (مدن پنڈت) جو سید مظفر کے گھر کا مستقل پیشکار اور صاحب مدار تھا ابو الحسن کے ساتھ دمساز اور ہمراز ہوا اور مرور ایام مین ایسا منصوبہ کام مین لایا۔ کہ سید مظفر کے عمدہ جماعہ دارون کو انواع رعایت کا امیدوار کر کے استمالت کی اور ابو الحسن کا ہوا دار بنایا اور اپنا رفیق اور امور ملکی کے لئے صاحب فوج نوکرون کو باہر بھجوایا۔ سید مظفر کو بے پر و بال کیا اور قلمدان وزارت اُس سے چھین لیا اور منصب اصلی اسکا بحال رکھ گوشہ نشین بنایا۔ خلعت و قلمدان وزارت مادنا پنڈت جی کو ملا اور پنڈت جی کا عہدہ اسکے بھائی آکنا (انگنا) کو عنایت ہوا۔ ان پنڈتون نے سید مظفر کے ساتھ جو نمک حرامی کی اسکی سزا ایسی ان ایام مین ملگئین کہ میر ہاشم نے سید مظفر نے بادشاہ سے اپنی باپ کے لئے نالش کی جو بطریق محبوسون کے منزوی تھا۔ بادشاہ نے بادشاہزادہ پاس حکم بھیجا تو اُسنے نصرت خان پسر خان جہان بہادر کو اسکے لانے کے واسطے تعین کیا۔ اُسنے ابو الحسن پاس قصبہ کوہیر مین یہ حکم پہنچایا۔ ابو الحسن نے اسکو رستم راو کے

نہ ہوا تو بادشاہزادہ محمد اعظم شاہ کو امرای رزم دیدہ اور فوج شائستہ کے ساتھ
بیجاپور کی تسخیر کے لیے رخصت کیا۔ جب شاہزادہ بیجاپور کے نزدیک آیا تو اُسنے دیکھا کہ سب جگہ
فوج دکن دراہری عبدالرؤف اور شرزہ خان افواج بادشاہی کی اطراف مین پھر رہی
ہے اس سال مین زراعت پر ایسی آفت آئی تھی کہ سب بلا دمین گرانی تھی اور دکنیون نے
ہر طرف سے ہجوم کرکے رسد بیجاپور کی راہ کو بند کردیا تھا جسکے سبب سے لشکر مین غلہ کی
گرانی اور کمیابی اس حد پر پہنچی کہ جان کے بدلہ مین نان کا ملنا دشوار ہوگیا۔ کہین لیے
جو فوج جاتی سالم پھر کر نہ آتی اور شاہزادہ کو چارون طرف سے دکنیون نے ایسا گھیرا کہ
محمد اعظم اور اسکے ہمراہیان لشکر پر عرصہ تنگ ہوا۔ جب بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا
تو غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ کو اسکے بھائی مجاہد خان اور تیرانداز خان و
خنجر خان اور امرای کارزار دیدہ کو شاہزادہ کے لشکر مین غلہ کی رسد پہنچانے کے واسطے
متعین کیا۔ غازی الدین خان بہادر نے انیس بیس ہزار غلے کے بیل لیکر پرگنہ اندی مین پہنچا
جو بیجاپور سے پندرہ سولہ کروہ پر ہے تو بیجاپور کے سردارون نے چند ہزار سوار و پیادے محمد اعظم شاہ
کے محاصرہ کے لیے بھیجے جسمین خاتون کے مارے سوار اور سواری مین پوست و استخوان کے
سوا کچھ باقی نہ تھا اور یہ مشہور بات ہے کہ جانی بیگم محل خاص شاہزادہ دارا شکوہ کی بیٹی ہاتھی
پر عماری مین پردہ سے باہر ہو کر تیر چلاتی اور امراء کی دلداری اور تسلی مین کوشش
کرتی۔ چالیس پچاس ہزار سوار اور قریب دو لاکھ کے جنگی پیادے کرناٹکی غازی الدین خان
بہادر سے لڑنے آئے۔ بعد اسکے فوجین مقابل ہوئین۔ جہان تک نظر کام کرتی تھی سوائے
برق شمشیر و سنان کچھ اور نظر نہ آتا تھا۔ سپاہ دکن مین سوار و پیادون کا ہجوم وہ تھا کہ
کہین زمین نہ دکھائی دیتی۔ بادشاہی لشکر دکنیون کے لشکر کے دسوین حصہ کی برابر
ہوگا۔ مگر اسکا سردار غازی الدین خان تھا جنگ عظیم ہوئی مجاہد خان نے بڑی کارنمایان
کیے۔ محمد اعظم شاہ کو محاصرہ مین سے نکال لائے اور اس آفت جانی سے نجات دی
اُسنے بے اختیار غازی الدین خان کو گلے لگایا۔ جب بادشاہ کو ان واقعات کی

مگر بادشاہ کے حق نمک اور عمدۃ الملک کی خاطرداری کو زیادہ منظور رکھتا تھا اُس نے اِس راز کو مناسب نہ جانا۔ خفیہ اعتقاد خان پاس گیا اور اسکے اخفا کی قسم لیکر حقیقت کار پر اطلاع دی۔ اعتقاد نہایت متوہم ہوا مصلحت یہ قرار پائی کہ خلوت میں بادشاہزادہ کی خدمت میں سعادت خان اس امر کو ظاہر کرے۔ جب شاہ عالم سے اُسنے عرض کیا تو اُسنے حسن خلق کے سبب سے جواب میں فرمایا کہ خانجہان پر اس امر کا ظاہر کرنا مصلحت نہیں ہی جس وقت خان جہان بہادر اعتقاد خان کے بھیجنے کے باب میں ہم سے عرض کریگا ہم منظور کرینگے تم اعتقاد خان سے کہدو کہ وہ وہان جانے سے انکار کرے۔ لشکر بادشاہی میں گرانی اور کمیابی غلہ بہت تھی۔ لشکر کو ہیر میں چلا گیا کہ وہان بادشاہ کے حکم کا انتظار کرے۔ میر ہاشم پسر سید مظفر کچھ جواہر اور خلعت مصلحتہً ابوالحسن کے لئے بادشاہزادہ کی التماس کے موافق لیکر حیدرآباد کے نزدیک آیا۔ خاص و عام میں یہ شہرت ہوئی کہ جواہر و خلعت کا بھیجنا ابوالحسن کی تسلی اور اسکی فریبی کے لئے ہے اور میر ہاشم پسر سید مظفر مدعی ہے فوج بادشاہ کی مدد اور قلعہ حیدرآباد کی تسخیر کے لئے آیا ہے۔ ابوالحسن کی فوج نے بسرداری شرزہ خان لاری وغیرہ نکل کر بادشاہی تازہ فوج پر دھاوا کیا۔ یہ لشکر غافل تھا اور بادشاہ کی طرف سے کوئی کمک نہیں آئی۔ میر ہاشم اور ایک دوسرا سردار زخمی ہو کر دستگیر ہوئے اور باقی فوج غارت ہوئی۔ شاہ عالم گرانی غلہ کی شہرت دیکر حیدرآباد کے کنارہ سے اُٹھ کر کھیر میں آکر ٹھیرا۔ ان دنون میں بموجب حکم شاہی قلیج خان بہادر عرف عابد خان شائستہ فوج کے ساتھ شاہزادہ کے پاس آیا شہرت تو یہ دی کہ وہ زر پیشکش کے وصول کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے مگر مرکوز خاطر کچھ اور مقدمات تھے۔ اور شاہزادہ کو بادشاہ نے بلایا۔ اکبرآباد کے پاس جاٹ نے گڑھی سنسنی بناکے تاخت و تاراج شروع کی تھی اسکی تنبیہ کے لئے خان جہان کو بھیجا۔

سکندر عادل شاہ بیجاپور میں بادشاہ تھا وہ مرہٹوں کی مدد کرتا تھا۔ باوجودیکہ بادشاہ نے مکرر فرمان نصیحت آمیز از راہ تہدید و وعدہ و وعید صادر کئے مگر کچھ فائدہ

ہوتا ہے روح اللہ خان کوتوال کی تحقیق سے اس امر کی تصدیق ہوئی۔ سیادت خان
صدر کوتوال کو حکم ہوا کہ خفیہ سعی و جاسوسی کرکے عبدالعلیم کو جو وہ شاہ عالم کا پاس آئی پکڑلائے
اور شاہ قلی کی گرفتاری کا بھی حکم ہوا مگر وہ کوتوال کے ہاتھ نہ آیا ایک شخص نے قاضی کی عدالت
مین شاہ قلی پر استغاثہ کرایا۔ اعلام کرکے اسکو دستگیر کیا۔ پادشاہ کے روبرو اسکو لائے۔
اُسنے راز سے پردہ اُٹھا دیا اور کہہ دیا کہ مومن خان نجم ثانی و سید عبداللہ بارہ وغیرہ بھی
میرے ساتھ شریک ہین اور بادشاہ نے شاہ عالم کو خلوت مین بُلاکر یہ باتین بیان کرکے
اسکو شرمندہ کیا اور سید عبداللہ خان بارہ کو مقید اور باقی سب کو لشکر سے خارج کیا۔
پادشاہ پہلے ہی سے مقدمہ حیدرآباد مین شاہ عالم سے مشتبہ تھا۔ اب یہ ظن یقین سے
بدل گیا ہر چند ظاہر مین مراتب و مناصب لوازم ولی عہدی شاہ عالم مین کسی بات کو کم
نہین کیا مگر اپنی کم توجہی کے آثار روز بروز زیادہ کیئے۔ عبداللہ کے جرائم کا شفیع روح اللہ
ہوا۔ پادشاہ نے عبداللہ خان کو اسکے حوالہ کیا کہ اپنے پاس نظربند رکھے پھر خلاصی کا حکم
دے دیا۔

غرہ صفر کو شیخ الاسلام مکہ معظمہ و مدینہ مشرفہ کو جانے لگا ہے تو پادشاہ نے صندوقچہ
عرضۂ نیاز بجناب رسالت مآب اسکو دیا کہ خانہ مطہرہ کے باب مبارک کے محاذی جاکر صندوقچہ
کو کھولنا اور خریطہ کو نکال کر مشبک مین داخل کرنا کہ وہ عتبہ علیہ کے نیچے گر پڑے۔
١٥ ربیع الاول کو بختاور خان داروغہ خواصان نے انتقال کیا۔ وہ پادشاہ کا مصاحب عاقل
راز دان مزاجدان تھا اسکی سی سالہ خدمت حقوق پر نظر کرکے اسکے جنازہ کی نماز کی امامت
پادشاہ نے خود کی اور چند قدم اسکے جنازہ کے ساتھ گیا۔ اسکے لئے خیرات کی و ختمات
پڑھوائے بختاور خان علماء و فقرا و شعرا کے ساتھ توجہ مفرط رکھتا تھا اور انکی کامیابی کی
کوشش کرتا تھا۔ مربوط نویسی تاریخ دانی مین ماہر تھا۔ اسکی مولفات و مصنفات مین سے
مرآۃ العالم یادگار ہے دوم شہر ربیع الآخر کو عنایت خان ناظر محل اس دار بے مدار سے
دار بقا و منزل قرار مین گیا۔ پادشاہ کا وہ بڑا قدیمی خیرخواہ تھا اسکے جنازہ کی

ہوئی تو اسنے فرمایا کہ جیسی حق سبحانہ تعالیٰ نے فیروز جنگ کے تردد سے اولاد تیمور یہ
کی شرم رکھی ہے ایسی اسکی اولاد کی آبرو قیامت تک خدا نگاہ رکھے۔
اس ضمن مین کہ قلعہ بیجا پور کے محاصرہ کو امتداد ہوا اور شاہزادہ کے ہمراہی اور اُمراے
کمکی کے نفاق کا حال معلوم ہوا۔ تو بادشاہ خود اوائل شعبان ۱۰۹۵ھ مین
شولا پور سے بیجا پور کی طرف روانہ ہوا۔ اور ۲۱ کو سواد قلعہ مذکور مین پہنچا جھوٹون
کے عقل و ہوش و حواس کی اڑ گیا اور ایک تھلکہ انمین پڑ گیا۔ شاہ عالم و روح اللہ خان
بہادر فیروز جنگ و سید عبد اللہ خان بارھہ اور امراے کار طلب کو چند کلمات غیرت افزا
کہہ کر شاہزادہ محمد اعظم کی کمک کے لئے اور بیجا پور کے محاصرہ اور تسخیر کے واسطے رخصت
کیا۔ ہر ایک اپنی فدویت و حسن عقیدت کے اظہار کے لئے قلعہ کی تسخیر مین کوشش
کرتا تھا۔ شاہ عالم یہ چاہتا تھا کہ قلعہ میرے نام سے مفتوح ہو۔ اسلئے وہ امراے
بیجا پور کی تالیف قلوب مین مصروف ہوا اور اپنے معتمد کو شاہ قلی ابرج خانی کو
سکندر عادل شاہ پاس قلعہ بیجا پور مین بھیجا اور اس طرف بھی کبھی سید عالم
بادشاہزادہ پاس پیام التیام آمیز لاتا تھا ؎
نہان کے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا۔
خصوصاً جب شاہزادہ محمد اعظم معاند اور وارث ملک موجود ہو یہ راز کب چھپ سکتا تھا کہ قلعہ کی
فتح کی کنجی شاہ عالم کے ہاتھ آئی۔ شاہ قلی ایک جوان اوباش مشرب تھا مُنہ مین
لگام نہ تھی۔ جسوقت قلعہ کے نیچے مورچالون مین سپاہیون کا تغیر و تبدل ہوا تو جھوٹون
کی طرف مخاطب ہو کر بہ آواز بلند کہتا کہ یہ آدمی تمہارے ہین توپ و تفنگ و سنگ سمجھ کر
پھینکنا۔ اور وہان کے آدمی تسلی دیتے تھے کہ قلعہ کی جانب سے کوئی آفت تم پر نہین آئیگی
جب یہ گفتگو لوگون کی زبانی مشہور ہوئی تو اعظم خان کو خبر ہوئی اور واقعہ طلب فتنہ جو
آدمیون نے بادشاہ کے کان تک اسی پہنچایا۔ کہ یورش کے وقت قلعہ کے اندر سکندر کے پاس شاہ قلی تھا
اور عبد السلام رات کے وقت قلعہ سے باہر شاہزادہ پاس آتا ہے اور خلوت مین ہمکلام

و ان سب خیموں میں ہوتے تھے۔ دربار۔ خلوت خانہ۔ اور سب کارخانوں کے خیمے
جدا جدا ہوتے تھے۔ اُنکے بیچ میں بادشاہ کے بیٹھنے کے لئے ایک تخت گاہ ہوتا۔ یا
رسی ہوتی۔ حمام۔ غسلخانہ۔ چاندماری کشتی کے لئے اور اور ورزشوں کے واسطے
لگ الگ خیمے۔ یہ خیمے مخمل فرنگی اور زربفت گجراتی قائم بمور سنجاب ایرانی۔ دمشقی قالینوں
ور چینی ریشمی کپڑوں غرض ساری دنیا کے عمدہ عمدہ اقمشہ سے آراستہ ہوتے تھے
ہ روپہلی سنہری ستونوں پر ایستادہ ہوتے۔ پادشاہی خیموں پر سونے چاندی کے
س لگائے جاتے اور خیموں کے گرد رنگین قناتیں کھڑی ہوتیں بورچیخانے اور آبدارخانے
سامان سیکڑوں طرح کا ہوتا۔ نمک خانہ۔ شیرین خانہ۔ اچار خانہ۔ برف خانہ
شورہ خانہ۔ غرض سیکڑوں خانے اسی قسم کے ہوتے اور پھر ان سب پر اور تکلف
یادہ تھا کہ سارا سامان دوہرا ہوتا تھا ایک آگے منزل پر جاتا تھا جسوقت بادشاہ
پنے خیمے میں داخل ہوتا تھا تو پچاس ساٹھ توپیں سلامی کی چھوٹتیں۔ غرض اس عیش و عشرت کے
سامان نے فوج کا رنگ ڈھنگ بدل دیا۔

سوانح سال بست و نہم وہی آن سنہ ۱۰۹۷

غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ کی سعی و تردد سے بیجاپور کے محصوروں پر
سرداروں کا حال تنگ ہوا اور غلہ نہ پہنچا اور گھاس کمیاب ہوئی تو قلعہ کے اندر گھوڑے
بہت دکنی تلف ہوئے۔ ۵ رمضان سنہ کو بادشاہ خود اس مدمہ کو دیکھنے گیا۔
جو بیجاپور کے قلعہ کے کنگروں کی برابر بنایا گیا تھا۔ گھوڑے پر سوار تھا۔ کنارہ خندق
تک گیا۔ سواری کی ہائے ہو کا اور قلعہ کی جانب سے بان و تفنگ کے شور و شغب کا ایک
عجب ہنگامہ ہوا بادشاہ کے سر پر سے گولے جاتے تھے۔ میر عبد الکریم نے سرمہ
کی قلم سے لکھکر یہ تاریخ بادشاہ پاس بھیجی ع فتح بیجاپور زودی می شود ۱۰۹۶ +
بادشاہ نے اُسے پڑھ کر فرمایا کہ خدا کند چنین باشد قلعہ اسی ہفتہ میں فتح ہوگیا
شاہی لشکر نے دو مہینے بارہ روز میں دشمن کی جان ستانی کے سارے اسباب

نماز کی امامت پادشاہ نے خود کی۔
دوم جمادی الآخر کو پادشاہ احمدنگر سے شولاپور کی طرف چلتا ہوا اسکے لشکر کا حال انگریزی
تاریخون مین اسطرح لکھا جاتا ہے کہ اسکی فوج کی تعداد اگرچہ صحیح صحیح نہین معلوم مگر اس سپاہ
کی شان و شوکت ایسی تھی کہ اسکے بیان مین تاریخ کے صفحے کے صفحے سیاہ ہوئی ہین سوارون کی
ہزارون پرے انمین غیر ملکون کے نوجوانون کے سوار پادشاہ کی خود سلطنت وسیع کے کابلی۔
قندھاری ملتانی لاہوری راجپوت بھی موجود تھے۔ اور یہی سوار افواج کے گلدستہ مین
گل سرسبد تھے۔ وہ سر سے پاؤن تک لوہے مین ڈھلے ہوئے تھے۔ انکی صورت سے بہادری اور سپاہ
ایسی برستی تھی کہ دکن کے سپاہی نازک اور ہلکے پھلکے ہتیار باندھنے والے انکے مقابلہ کے قابل
نہ معلوم ہوتے تھے۔ پیادے بھی بے شمار تھے۔ انمین سے کسی پلٹن پاس توڑے دار بندوق
اور کسی پلٹن پاس تیر و کمان۔ سوار انکے میواتیون اور بندیلون کی بھی پلٹنین تھین وہ
پہاڑون پر اترنا چڑھنا اور لڑنا بھڑنا خوب جانتے تھے۔ مالی مرہٹون کا مقابلہ وہ
خوب کرتے تھے۔ پھر ان پیادون مین کرناٹک کے ہزارون سپاہی تازہ بھرتی کئے ہوئے
تھے۔ ہر پادشاہی خیمون کے ساتھ ہلکی توپون کے توپخانے سیکڑون تعینات ہین۔ انکے توپچی
ہندوستانی اور انکے افسر فرنگستانی ہزارون سلیدار اور کہار بڑھئی اور کاریگر
انکے ساتھ۔ جنگی ہاتھیون کی قطار در قطار۔ انکے پیچھے خاصے کے ہزارون ہاتھی ہودج
و عماریون سے سجے ہوئے۔ انمین بعض مین بیگمات سوار اور بعض ہاتھیون پر پادشاہی خیمے
لدے ہوئے۔ جو اونٹون پر نہ چل سکتے تھے۔ پادشاہ کے خاص گھوڑون کا اصطبل
اسمین عربی۔ ترکی۔ عراقی۔ یمنی۔ کاٹھیاواڑی گھوڑے۔ انپر بھاری بھاری سازہ پڑے
ہوئے جڑاؤ زین دھرے ہوئے۔ خوش سلیقگی ساتھ جنکے اہتمام مین دنیا کے منتخب
عمدہ عمدہ جانور۔ جرہ باز۔ بہری شکرہ۔ شکاری۔ کتے۔ چیتے۔ سیکڑون ساتھ لئے
شکارگاہ کی عجب رونق تھی۔ پادشاہی خیمون کی آرایش اور زیبایش زربفت و کمخواب
سے ہوتی تھی۔ انکا احاطہ بارہ سو گز کا ہوتا تھا۔ قصر شاہانہ مین جو مکانات ہوتے

نو عدد خوانچہ جواہر اور زیور اور مرصع آلات بطریق امانت کے مہرین لگا کے بھیجے
اور انکی قیمت معرز نہین کی مگر تعداد اور فردین انکے ساتھ کین۔ اور یہ قرار دیا کہ
خوانچون کو سعادت خان اپنے گھر مین رکھے اور دو مین وزرین زر نقد بھی جتنا
میسر ہوسکتا ہے بھیجا جاتا ہے اسکو بھی وہ داخل کرے اور جواہرات کی قیمت
انکوا کے لکھے اور قبض الوصول پیشکش پر مہر لگا کے مع عرضداشت کے جسمین ابوالحسن کی
فرمانبرداری اور اطاعت کا اظہار اور عفو جرائم کی التماس ہو حضور مین روانہ کرے۔
بد اتفاقات سے ہے کہ ابوالحسن نے میوون کی چند بھینگیان بادشاہ پاس بھیجی
تھین ایک دو روز بعد ابوالحسن پاس یہ خبر آئی کہ بادشاہ گلبرگہ سے گلکندہ کی تسخیر کے عزم
سے آتا ہے تو اُسنے سعادت خان سے کہلا بھجوایا کہ میرا مطلب جواہر اور زیور یا میوے
بھجوانے سے یہ تھا کہ بادشاہ میرے حال پر ترحم کریگا اب یہ سُنا گیا کہ بادشاہ گلکنڈہ
کی تسخیر کو آتا ہے۔ خوانچہاے امانت کو واپس بھیجو۔ سعادت خان نے جواب مین لکھا کہ
مجھکو یہ تحقیق نہین معلوم تھا کہ بادشاہ ادھر آتا ہے مینے وہ جواہر کے خوانچے سربمہر
میوون کی ڈالیون کے ساتھ بھیجدیے۔ وہ بادشاہ پاس ہین۔ اس مقدمہ مین گفتگو
و شورش فساد انگیز درمیان آئی۔ ابوالحسن نے چاہا کہ گھر پر فوج چڑھائی اور
دو روز تک ہنگامہ پرخاش گرم رہا۔ تو سعادت خان نے ابوالحسن کو پیغام دیا کہ
اس بارہ مین حق تمہاری جانب ہے۔ مینے خوانچون کے بھیجنے مین بادشاہ کی مرضی
پر اور اپنی حق نمک پر نظر کرکے اپنی خلاصی جانی۔ اب مجھے وہ غنیمت کے کام کے لئے جان
نثار اور کشتہ کرنا چاہیئے۔ بادشاہ مدت سے تمہارے استیصال کے لئے دست آویز
چاہتا ہے اب جانب کے ماننے کی حجت اسکو ہاتھ آجائیگی۔ جب تک مین زندہ ہون
تمہارے عفو جرائم کا احتمال باقی ہے اور بشرط حیات مین بھی تمہاری خدمتگاری اور
رستگاری مین بجد مقدور کوشش کرونگا۔ ابوالحسن نے عاقبت بینی کرکے سعادت خان
کا یہ عذر سن لیا اور اسکو اپنے پاس بلا کر اور زیادہ عزت کی۔

جمع کر لئے تھے۔ اہل قلعہ کو اپنی موت نظر آتی تھی۔ سکندر کی زبان سے اُسکے رفیقون نے پناہ مانگی۔ چوتھی ذیقعدہ ۱۰۹۷ کو قلعہ کی کنجیان بادشاہ کی خدمت مین بھیج گئین۔ اور بادشاہ کی خدمت مین سکندر عادل شاہ آیا۔ بادشاہ نے ایک دربار عام کیا اور اسکو خلعت خاصہ عنایت کیا اور سکندر خان کا خطاب دیا اور ایک لاکھ روپیہ سالانہ مقرر کیا۔ خافی خان لکھتا ہے کہ اسکو دولت آباد بھیجدیا۔ قلعہ بیجاپور کی تاریخ کی فتح (رسد بسکندر گرفت م) ہوئی۔ کہتے ہین کہ بادشاہ نے یہ کہا اور لکھا کہ بدستیاری فرزند ارجمند بے ریو رنگ غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ مفتوح گردید۔ عبدالرؤف اور شرزہ امراے سکندری کو بادشاہ نے خلعت عنایت کیا اور شش ہزاری شش ہزار سوار کا منصب دیا اور اول کو دلیر خان کا اور دوسرے کو رستم خان کا خطاب دیا اور بندہاے حضور کا اضافہ کیا اور نواح بیجاپور کا بندوبست کیا۔ ۲۲ ذی الحجہ کو ۱۰۹۷ کو شولاپور کی طرف کوچ کیا۔ اور ۲۲ محرم کو شولاپور سے حضرت بندہ نواز سید محمد گیسو دراز کی درگاہ کی زیارت کے لئے گلبرگہ کی طرف کوچ کیا اور ابوالحسن اور سعادت خان حاجب حیدرآباد کے نام فرامین بھیجے جن مین مضامین بیم و رجا کے تسلی آمیز تھے اور زر پیشکش کے وصول کی تاکید تھی اور خفیہ سعادت خان کے نام حکم صادر کیا کہ ما بدولت کا عزم جزم حیدرآباد کی تسخیر کا ہے تا مقدور وصول زر مین تعجیل کرے۔ سعادت خان نے ابوالحسن کو توجہات و عنایات بادشاہی کا امیدوار کر کے زر پیشکش کی وصول مین زیادہ تقید کی۔ ابوالحسن مامون ہونے کی امید مین اطاعت کا اظہار کر کے سعادت خان سے یہ عذر کرتا کہ زر نقد پیشکش کا میسر ہونا متعذر رہی۔ خواجہ سراے خرد سال کو بھیجدو کہ مین اسکے روبرو زیور اور جنس مرصع گھر مین موجود ہو حاضر کر کے اُسکے حوالہ کرون سعادت خان نے خواجہ سرا بھیجنے سے انکار کیا اس چندروز کی گفتگو کے بعد بادشاہ کے گلبرگہ مین آنے کی خبر مشہور ہوئی۔ ابوالحسن خوف و رجا کے درمیان تھا حاجب کے آدمیوں کو طلب

پہنچنا بادشاہ کا حیدرآباد اور فتح گولکنڈہ کی۔

سخن دان نوکروان کے ساتھ اطاعت وعفو جرائم کی التماس کے عریضے اور تحائف و ہدیے روانہ
کئے۔ یہ نہ جانا کہ ع باران بمحل مدہد نفع کشت را۔ بادشاہ نے اسکے عریضہ کا جواب
سیاہ کی زبان شمشیر کے حوالہ کیا اور سعادت خان پاس جو فرمان بھیجا اسمین ابو الحسن کی تقصیرات
کی بابت لکھا کہ اس بد عاقبت کے افعال قبیح احاطہ تحریر سے باہر ہین انمین سے سو مین ایک اور
بہت مین سے تھوڑے شمار کئے جاتے ہین اول ملک و سلطنت کا اختیار کافر فاجر ظالم کو
دینا اور سادات و مشائخ و فضلاء کو منکوب و مغلوب کرنا اور فسق و فجور کا افراط سے
علانیہ رواج دینے مین کوشش کرنا اور خود ریاست کی بادہ پرستی اور دولت کی بدمستی
مین انواع کبائر مین شب و روز مستغرق ہوتا بلکہ کفر و اسلام مین اور ظلم و عدل مین اور فسق و
عبادت مین فرق نہ کرنا اور کفار حربی کی اعانت مین اصرار کرنا اور اپنے تئین عدم اطاعت
اوامر و مناہی الہی مین خصوص مادہ منع معاونت دار الحربی مین کہ نص جلی کلام مجید مین
بتاکید واقع ہے خلق و خالق کے نزدیک مطعون ہونا۔ چنانچہ مکرر اس باب مین ہمنے فرامین
نصیحت آمیز آداب ان آدمیون کے ہاتھ بھیجے تو بھی پنبہ غفلت گوش سے نہ نکالا۔
بلکہ اسطرح یہ ہوا کہ سنبھاکو لاکھ ہون بھیجے جسکا حال ہمنے سُنا۔ باوجود اس غرور و مستی
بادہ ناکامی اپنے افعال اور زشتی اعمال پر نظر نہ کرنی اور دونو جہان مین رستگاری
کا امیدوار ہونا ع زہی تصور باطل زہے خیال محال۔
جب ابو الحسن بالکل مایوس ہوا تو بادشاہی لشکر سے لڑنے کے لیے شیخ منہاج و شرزہ خان
و مصطفی خان لاری اور سرداروں کو بھیجا اور رخصت کے وقت یہ ارشاد کیا کہ تا مقدور
بادشاہ کو زندہ گرفتار کرین اور با اعزاز کے ساتھ لائین تو امرا نے کہا کہ عالمگیر کی طرف سے ہمارا
دل و جگر انگریز رہا ہے شکست پانے کے بعد بیم سے اسکی عزت نہین ہو سکیگی۔ جب بادشاہ
حیدر آباد سے دو منزل پر آیا تو بعض دکن کے سردار چالیس پچاس ہزار سوار لشکر شاہی سے
بیفائدہ دور پڑے رہے۔ غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ بیجاپور کی فتح کے بعد
ابراہیم گڈھ کے محاصرہ کے لئے مامور ہوا تھا۔ اسکی عرضداشت مع قلعہ کی طلائی کنجی کے

ان ہی دنون مین ابوالحسن کی مجلس فضلاء حیدرآباد مین عمداً کسی تقریب سے بادشاہ کی خوبیوں
کا ذکر کیا گیا اور یہ بیان ہوا کہ جب بادشاہ اور شاہ ایران کے درمیان شکر کشیان
ہو رہی تھین تو شاہ عباس کے بھیجے ہوئے گھوڑے عالمگیر پاس آئے تو اُسنے ان سب کو ذبح
کروا ڈالا۔ باوجود اس تمام تبعیت شرع وادعاء تقوی ایسا اسراف کرنا شرع کے برخلاف
طریقہ پر اقدام کرنا ہے یہ حرکت نفس سرکش کی اطاعت کے سوائے کسی اور بات پر محمول نہین
ہوسکتی بادشاہ کو چاہیے تھا کہ وہ فضلاء و صلحاء و مستحقون کو یہ گھوڑے قسمت کر دیتا جس سے
ایک جمع کثیر فیضیاب ہوتی۔ سعادت خان نے کہا کہ یہ بات محض غلط ہے حقیقت حال یہ
ہے کہ گھوڑے جب آئے تو بادشاہ نے حکم دیا کہ بوقت معین گھوڑے دکھائے جائین یہ اتفاقاً
وقت سے ہی اختہ بیگی جسوقت گھوڑونکو دکھانے لایا۔ بادشاہ تلاوت قرآن مین مصروف تھا
اسکے دل مین آیا کہ تلاوت قرآن کو دوسرے روز پر موقوف رکھ کر گھوڑون کا ملاحظہ
کرون اس خیال ہی مین تھا کہ اسکی نظر قرآن کی اس آیت پر پڑی کہ حضرت سلیمان نے
پیشکش کے ہزار گھوڑون مین سے نوسو گھوڑے دیکھے تھے کہ نماز سنت یا نماز فرض قضا
ہوئی تو اسکے کفارہ مین اُن گھوڑون کو اُنہون نے ذبح کیا اسی لئے بادشاہ نے بھی یہ کیا
علماء حیدرآباد نے اس جواب کے سُننے کے بعد یہ کہا کہ اس صورت مین یہ کیا ضرور تھا کہ
مراء ایران کے گھرون پر گھوڑونکو ذبح کرنے کے لئے بھیجا تو سعادت خان نے کہا کہ یہ
بھی غلط ہے۔ ان ایام مین شاہجہان آباد تازہ آباد ہوا تھا۔ ہر محلہ ایران کے ایک امیر کے
نام آباد تھا کوئی محلہ نہ تھا کہ جسمین کسی ایرانی امیر کی حویلی نہ ہو گھوڑے ایک جگہ ذبح کئے
جاتے تو ازدحام بہت ہوتا اور فقراء تکلیف اُٹھاکے اُسسے متمتع ہوتے اس لئے اُسنے حکم دیا کہ
ہر محلہ مین ایک دو گھوڑے ذبح کئے جائین جب عالمگیر نے یہ حال سُنا تو سعادت خان پر
آفرین کی۔ بادشاہ کلبرگہ شریف مین زیارت کرکے اور وہان کے مجاورون کو بیس ہزار
روپیہ دیکے اور ایک ہفتہ قیام کرکے ظفرآباد بندر کی طرف آیا مین وز یہان قیام کیا
پھر پیش خیمہ کو حیدرآباد روانہ کیا اس خبر کے سُننے سے ابوالحسن کی جان نکلی۔ اسنے

بارہ میں پادشاہزادہ کی التماس پر پادشاہ صلح کو منظور کرے تو ابوالحسن کی رفاقت
شاہزادہ کرے۔ اعظم شاہ کے بعض ہمدم ہوئے پادشاہ کو خبر پہنچائی کہ شاہ عالم قلعہ
بچانے کی فکر میں ہی۔ رفتہ رفتہ قلعہ گولکنڈہ میں بوساطت خفیہ نویس مورچال کے جو
نوشتجات بھیجے جاتے تھے وہ فیروز جنگ کے ہاتھ میں پڑے۔ ان امارات نے اخلاص
نسبت اثبات مدعا پر گواہی دی۔ خان ایاز ان کو اپنے مرحلہ سے حضور میں آیا اُسنے
ان نوشتوں کو پادشاہ کو دکھلایا۔ پادشاہ نے حیات خان و خواجہ ابوالمکارم سے
جو شاہ عالم کے بڑے متقرب تھے۔ اصل حال پوچھا تو اُنہوں نے کہا کہ شاہزادہ کا ارادہ
کوئی فاسد نہیں ہی۔ وہ یہ چاہتا ہے کہ اسکی التماس سے ابوالحسن کا قصور معاف۔ یا
اسکی سعی سے قلعہ فتح کیا جاوے۔ حیات خان نے بہت دلائل سے پادشاہزادہ کی
بے تقصیری ظاہر کی مگر پادشاہ کے دل سے سوء ظن اسکی طرف سے نہیں دور ہوا۔ ۱۸
ربیع الثانی ۱۰۹۷ کو شاہ عالم اور اسکے بیٹے محمد عظیم کو ایک مکان میں بلاکر مقید کیا۔
ہتھیار لے لئے اور سارے کارخانے شاہزادہ محمد معظم کے سرکار میں ضبط ہوگئے اُسکا
منصب چھین گیا اسکی جاگیر اور جاگیرداروں کو دی گئی۔ نورالنساء بیگم مقید ہوئی
کہتے ہیں کہ جب پادشاہ نے یہ کام کیا تو محل میں کہا کہ میں چالیس برس کی محنت کو خاک
میں ملاتا ہوں۔ اس شاہزادہ کی حبس و خلاصی کا حال آئندہ لکھا جائیگا۔

محاصرۂ قلعہ گولکنڈہ کا حال

محاصرہ گولکنڈہ میں ہر روز اور ہر ہفتہ میں مورچال بڑھتے چلے جاتے تھے ایکدن
لشکر شاہی سے شیخ نظام مصطفیٰ خان لاری عرف عبدالرزاق بڑی شوخی سے
پیش آئے اور عجب زد و خورد ہوئی اور کشور سنگھ ہاڈہ کے زخم کاری لگا اور گھوڑے
سے گرا اور راجپوتوں کی ایک جماعت کشتہ ہوئی اور چند نامورد ناحق قتل و
زخمی ہوئے اور اس قلعہ دیکھنے لشکر شاہی پہ ہجوم کیا کہ اسکو اپنے مردوں کی
لاشوں کو نہ اٹھانے دیا۔ مگر آخر کو لشکر شاہی کی کوشش سے دکنی فرار ہوگئے
شیخ منہاج اور شیخ نظام اور اکثر ملازم ابوالحسن کے پادشاہ پاس چلے آئے

مژدہ فتح کے ساتھ آئی اور اُسنے لکھا کہ مین ایلغار کرکے حضور پاس روانہ ہوا۔
۲۴ ربیع الاوّل ۱۰۹۷ھ کو بادشاہ قلعہ گلکنڈہ سے ایک کروہ پر خیمہ زن ہوا اُس سے
اُس سرزمین مین ایک تہلکۂ عظیم پڑ گیا۔ پادشاہ نے حکم دیا کہ مورچال تقسیم ہوان اور
اسباب قلعہ گیری فراہم ہون۔ قلعہ کے برج و بارہ توپون کے گولون سے ڈھائے
جائین اور دمدمے بنائے جائین۔ بادشاہ نے پیہم سُنا کہ لشکر کی اطراف
مین ابوالحسن کی فوج شوخی سے پیش آتی ہے اسکی تنبیہ کے لئے امراء مامور ہوئے
دونو فوجون مین مقابلہ و مقاتلہ کا مصافحہ و معانقہ ہوا قلعہ کے اوپر سے بھی
گولے اور بان برسنے شروع ہوئے۔ خواجہ ابوالمکارم شاہ عالم کے لشکر مین
زخمی ہوا۔ دونو طرف کے آدمی مارے گئے۔ بادشاہی لشکر نے بہادری کرکے دکنیو
کو بھگا دیا۔ جب فیروز جنگ آ گیا تو مورچالون اور دمدمون اور تقسیم افواج کا اور
مصالح کی گرد آوری کا انتظام خوب ہو گیا۔ قلیچ خان بہادر پدر فیروز جنگ کے
داہنے ہاتھ مین گولہ لگا۔ دو تین روز بعد اسکا انتقال ہوا۔
بیجاپور کے محاصرہ مین شاہ عالم سے بادشاہ بدگمان ہوا تھا اب گولکنڈہ کی
محاصرہ مین شاہ عالم سے جانب راست کا تعلق تھا۔ ابوالحسن محبت آمیز خفت انگیز
پیغام اور تحفے و ہدیئے اس پاس بھیجتا کہ وہ کسی طرح سے بادشاہ سے اسکی عفو تقصیرات
کرا دے۔ شاہ عالم یہ جانتا تھا کہ دونو صورتون صلح و جنگ مین میرے استصواب سے
انفصال ہو اور بجد مقدور مین ابوالحسن کو اپنا مرہون احسان کرون۔ فتنہ جو
واقعہ طلب آدمیون نے اس پیام سے اطلاع پا کر بادشاہ کے کان مین اسکو بہت
آب و تاب سے پہنچایا اور شاہ عالم اپنی بیوی نور النسا بیگم پر بسبب اسکی حسن صورت
و لیاقت کے فریفتہ تھا جسے اسکی سوتین جلتی تھین انہون نے اُسکی نسبت بادشاہ سے کہہ دیا
کہ وہ ابوالحسن اور شاہ عالم کے درمیان پیغام و سلام کا واسطہ ہے اور لباس
بدلکر قلعہ گلکنڈہ مین عہد و پیمان کے لئے جاتی ہے۔ یہ ٹھیرا ہے کہ ابوالحسن کے

ان حوادث سے ایک عالم تلف ہوا۔ بہت سی گرسنگی و بے برگی کی تاب نہ لا کر ابوالحسن
پاس چلے گئے بعض نے خفیہ نفاق کر کے محصورون کی معاونت کی۔ جب ایام محاصرہ پر
امتداد ہوا پادشاہزادہ محمد اعظم کو جو شاہ عالم کے نفاق کے سبب سے اجین اور اکبرآباد کے
انتظام کے لئے بھیجدیا گیا تھا۔ وہ برہانپور مین پہنچا تھا کہ پادشاہ نے اُسے بلا لیا۔ محمد اعظم
آنے کے بعد گرانی غلہ زیادہ ہوئی تو میرزا یار علی رسد غلہ کا داروغہ مقرر ہوا اُسنے یہ سمجھ کر کہ
مجھ سے اسکا اہتمام نہ ہوگا انکار کیا اسپر شاہزادہ محمد اعظم نے کہا کہ اس پاجی کا کیا یارا
ہے کہ ولی نعمت کے حکم سے انکار کرے اسکو پادشاہ نے دیوان سے خارج کر دیا عبدالکریم
کو یہ کام سپرد ہوا اب گرانی کی صعوبات یہ تھین کہ باد و باران و پانی کی طغیانی کے سبب
مصائب کا اضافہ ہوا۔

سوانح سال بست و یکم سنہ ۱۰۹۸

اواخر ماہ ذیقعدہ شروع سال بست و یکم سنہ ۱۰۹۸ کو روح اللہ خان نے رحمت خان افغان
پنی کے وساطت سے عبداللہ خان سے پیغام سلام شروع کئے ابوالحسن کا بڑا معتبر نوکر
عبداللہ خان تھا اور اس دروازہ پر صاحب اختیار تھا جسکو کھڑکی کہتے ہین۔ ایک پہر رات
باقی تھی کہ روح اللہ خان و مختار خان و رحمت خان و صف شکن خان و خواجہ مکارم زینہ لیکر
پیرد مدمہ کے اوپر سے اوران راہون سے جو توپون کی ضرب سے شکستہ ہو گئین تھین عبداللہ خان
پنی کے اشارہ سے حصار مین داخل ہوئے۔ پادشاہزادہ محمد اعظم اپنی فوج کے ساتھ
ہاتھی پر سوار دروازہ کی طرف آن کر فتح الباب کا منتظر رہا ان لوگون نے قلعہ کے اندر جا کر دروازہ
کھولا۔ قلعہ کے مفتوح ہونے کا آوازہ بلند ہوا۔ عبدالرزاق لاری نے حق نمک ادا کیا تھوڑے
ہی آدمیون سے پادشاہی لشکر سے خوب لڑا اور زخمون سے چور چور ہوا۔ موت نہ آئی تھی
کہ اُسکو حسین بیگ کے گھر مین لوگون نے پہنچا دیا۔
جب ابوالحسن کو اسکی خبر ہوئی اور اندر اور باہر سے جزع و فزع کی آواز بلند ہوئی۔ تو
ابوالحسن نے خدمہ محل کی تسلی مین کوشش کی اور انسے رخصت ہو کر اپنے مکان خاص مین

اور انکو عمدہ خطاب اور منصب مل گئے محمد ابراہیم کہ شاہزادہ سے آن کر ملا تھا اسکو
مہابت خان کا خطاب اور ہفت ہزاری شش ہزار سوار کا منصب ملا۔ وہ سب سے
زیادہ قلعہ کی فتح مین کوشش کرتا تھا شیخ نظام کو تقرب خان کا خطاب اور شش ہزاری
پنجہزار سوار کا منصب ملا۔ ابو الحسن کا اول سے آخر تک خیر خواہ اور ہمراہ مصطفی خان لاری
عرف عبد الرزاق رہا۔ محاصرہ کا امتداد ہوا قلعہ مین بہت سا ذخیرہ و بارود
و اسباب توپخانہ تھا۔ شبانہ روز برابر قلعہ کے در و دیوار اور برج و بارہ سے گولہ
توپ گولہ تفنگ و بان و حقہ آتشبار برستا تھا۔ بہت آتشبازی اور دھوئین کے اٹھنے
سے رات دن مین فرق نہین معلوم ہوتا تھا اور بادشاہی لشکر کے نامی آدمی زخمی
اور کشتہ ہوتے۔ فیروز جنگ اور صف شکن خان و عزت خان و مہابت خان سب سے
زیادہ جانفشانی کرتے تھے مورچال کو خندق کے کنارہ تک پہنچایا یہ کام ایک سال
مین ہونا مشکل تھا۔ انہون نے ایکماہ چند روز مین کر دیا۔ اور خندق کے پر کرنے کا حکم ہوا
کہتے ہین کہ اول خود عالمگیر نے وضو کر کے کیسہ کرباس کو خاک کے پر کرنے کے لئے اپنے
ہاتھ سے سیا۔ بڑے بڑے اونچے دمدمے بنائے گئے اور انپر بڑی بڑی توپین
قلعہ کے محاذی چڑھائی گئین۔ جنہون نے حصار کے ارکان کو ہلا دیا لیکن غلہ کی
گرانی اور کمیابی اس مرتبہ پر ہوئی کہ اکثر صاحب ثروتون کے حوصلے بگڑ گئے اور جو
بیچارے بے بضاعتون پر گذرا وہ بیان نہین ہو سکتا۔ اس سال کی ابتدا مین
گلزار دکن مین بارانی کی کمی کے سبب سے خوشہ جوار و باجرہ کہ خریف کی عمدہ جنس ہے
اور اس ملک کی غربا کی قوت کا مدار انہی پر ہے۔ ابھی اطفال نبات کے گلو
سے نکلنے نہ تھے کہ خشک ہو گئے۔ اور فوج کشی اور کمی باران کے سبب سے شالی کی کشت بھی
نہ ہوئی جسپر حیدرآباد کے آدمیون کی زیست کا مدار ہے۔ دوم یہ کہ دکنیون و سنبھا
کی فوج جو حیدرآباد کی مدد کے لئے اطراف لشکر مین تاخت کرتی تھی وہ رسد
غلہ کے پہنچنے کی مانع ہوئی اور وبا کا اثر بھی بندہائے خدا کے ہلاک کرنے مین معاون ہوا

قبول کی اور اسکی پیٹھ پر ہاتھ رکھکر اسکو تسلی دی اور اسکو بادشاہ کی خدمت مین لایا۔
بادشاہ نے بھی اسکی عزت کی اور دولت آباد مین بھیجا۔ اور اسکے احوال ضروری کے
لائق خوراک و پوشاک و خوشبوئین مقرر کردین کہ وہ فراغبالی سے اپنی زندگی بسر کری
بعد اسکے ابوالحسن اور اسکے امیرون کے مال کے ضبط مین متصدیان شاہی مشغول ہوئے۔
عبدالرزاق بالکل بیہوش تھا۔ کہ اسکو روح اللہ خان کے پاس لائے۔ جب صف شکن خان
کی نظر اسپر پڑی تو اسنے کہا کہ یہ وہی نامی ناپاک بے ادب ہی اسکا سر کاٹ کے
دروازہ پر لٹکانا چاہیئے۔ روح اللہ خان نے کہا کہ مردہ کا سر جسکی امید حیات اصلا
نہین ہی بے حکم کاٹنا مروت سے دور ہے اسکی حقیقت بادشاہ سے عرض کی گئی۔
بادشاہ نے اسکے علاج کے لئے فرنگی اور ہندوستانی جراح مقرر کئے اور بادشاہ نے
روح اللہ خان سے کہا کہ اگر ابوالحسن پاس کوئی دوسرا نمک حلال نوکر عبدالرزاق سا
ہوتا تو قلعہ کی فتح مین بڑا عرصہ لگتا۔ جب کچھ عبدالرزاق مین جان آئی تو بادشاہ نے
اسکو کہلا بھجوایا کہ مین نے تمھاری ساری تقصیرات معاف کین اور پسر کلان عبدالقادر کو
اور بیٹون کو جو لائق نوکری ہون بھیجدو کہ منصب سے سرافراز ہون اور باپ کی طرف
تقصیرات کی تسلیمات بجا لائین۔ جب یہ پیغام اس بہادر نمک حلال پاس پہنچا۔ گو
زبان مین لکنت تھی اس حال مین بھی اسنے جواب دیا۔ کہ مین قدردانی کے آداب شکر
کی تقدیم کرتا ہون اور عرض کرتا ہون میری سخت جان ابھی تک نہین نکلی ہی اس
حال مین حیات کی امید رکھنا خیال محال ہی۔ اگر خدا تعالی نے مجھے دوبارہ زندگی عطا
کی تو بھی مراسم نوکری کی تقدیم مجھ سے متعذر ہے اور اگر نوکری بھی کرسکون تو جس شخص
کے گوشت و پوست نے ابوالحسن کے نمک سے پرورش پائی ہو وہ عالمگیر کی نوکری نہین کرسکتا
عالمگیر نے یہ سنکر فرمایا کہ جب وہ اچھا ہوجائے تو اسکا حال عرض کیا جائے۔
جب وہ اچھا ہوگیا۔ بادشاہ نے اسے نوکری کے لئے کہا۔ انکار کیا۔ بادشاہ نے
اسکو اور اسکے بیٹے کو قید کرنے کا حکم دیا تو نوکری قبول کی۔

آیا اور مسند پر جہانبانی نا خواندہ کے انتظار مین بیٹھا کھانے کا وقت اسکا آگیا تھا اسکی اسنی بکاول
تر تاکید کی۔ روح اللہ خان و بختیار خان اور نامبردہ آئے تو زبانی سلام علیک مین سبقت
کی۔ وقار سلطنت کو ہاتھ سے نہین دیا سب کے سلام کا جواب خوشگواری اور تعظیم کے ساتھ دیا
اور پھر ایک سی گرمجوشی و فصاحت کلام سے متکلم ہوا۔ عقلاء تجربہ کار نے کہا ہے کہ جب گشتہ
اختر صاحب ثروتون کو خیل حوادث سی لیل و نہار سر و کار بیکار رونما ہوتا ہے تو وہ
حوصلۂ بردباری کو ہاتھ سے نہین دیتے۔ رضا و تسلیم کو اختیار کرتے ہین صبح تا شام باہم تحجب
بے نفاق رہی۔ بکاول نے دسترخوان بچھایا۔ اسنے امراء کی صلاء کی۔ ایک وہ اسکے ساتھ
کھانے مین شریک ہوئے۔ روح اللہ خان نے عرض کیا۔ مجھے تعجب ہے کہ آپ سی اس
تشویش مین کھانا کس طرح کھایا جاتا ہے۔ ابو الحسن نے جواب دیا کہ تم نے جو بات کہی
وہ جمہور کا طریقہ ہے لیکن میرا اعتقاد اس خدا سے یہ ہے جسنے مجھے اور شاہ و گدا
کو پیدا کیا ہے کہ وہ کسی وقت و حالت مین اپنی نظر لطف کو بندہ سے باز نہین رکھتا ہے
اور رزق مقسوم اسکو پہنچاتا ہے اگرچہ میرے بزرگون کے جد پدری مادری نے ہمیشہ
رفاہ اور آبرو کے ساتھ زندگی بسر کی ہے مگر کچھ دنون مصلحت پروردگار کا اقتضاء یہ تھا
کہ پندرہ سولہ برس تک مین فقیری کے لباس مین رہا پھر خدا نے مجھ عاجز پر وہ فضل کیا
کہ جسکا مجھے یا دوسرے کو شان گمان بھی نہ تھا۔ ایک ساعت واحد مین میرے لئے
پادشاہی کا سامان تیار کر دیا۔ الحمد للہ کہ میرے دل مین کوئی ہوس اور آرزو باقی
نہین۔ لاکھون روپئے بخشی کروڑون خرچ کئے۔ اس سلطنت مین بعض اعمال ناشائستہ
مجھ سے ایسے سرزد ہوئے کہ اسکے مکافات مین خدا نے نظر لطف کو مجھ سے اٹھا لیا پھر بھی
مین شکر کرتا ہون کہ چند سال کی ریاست کے لئے عالمگیر دیندار کے ہاتھ مین میرے اختیار
کی عنان دی ہے۔ پھر وہ اٹھائے مروارید گردن مین ڈال کر امراء کے ساتھ گھوڑے
پر سوار ہوا۔ شاہزادہ محمد اعظم دروازہ پر ایک چھوٹے خیمے مین اترا ہوا تھا اسکے پاس
ابو الحسن گیا اور خوشی سے مالہ مروارید کہ اسکی گردن مین تھی اتار کر نذر دی شاہزادہ نے

اس دیار مین جسمین کسی نے اذان کی آواز نہین سنی تھی بانگ صلوۃ اور اذان کو بلند کیا اور قلعہ کے پہاڑ پر ایک مسجد کی بنیاد رکھی اور پادشاہ کے حکم سے یہان کی قلعہ داری ایک بندۂ شاہی کو سپرد کی اور ریہ کو ساتھ لے کر حضور مین آیا۔ ۲ ربیع الاول سنہ ۱۰۹۹ کو بریہ پادشاہ کا قدمبوس ہوا اور بہ تقاضائے مصلحت اسکو پنجہزاری چار ہزار کا منصب ملا تھوڑے دنون کے بعد وہ مر گیا۔ بڑا بدصورت تھا۔ پادشاہ نے اسکے بیٹون اور اقربا کو مناسب مناصب پر مقرر کیا اور سکھر کا نام نصرت آباد رکھا اور اسکو ممالک محروسہ مین داخل کیا۔

باوجودیکہ حیدرآباد کی آب ہوا پادشاہ کے مزاج کے ناموافق تھی مگر پادشاہ ہان گیا۔ جہان جہانبانی کا نتیجہ پیدا ہوتا تھا اسکو منظور تھا کہ سیبھا کو سزا دے سکندر اور ابوالحسن کے ساتھ وہ موافقت رکھتا تھا۔ غرہ شہر ربیع الاول سنہ ۳۱ جلوس کو بیجاپور کیطرف چلا خان بہادر فیروز جنگ کو ۲۵ ہزار سوارون کے ساتھ مامور کیا کہ وہ مسعود حبشی کے قلعہ ادونی کو تسخیر کرے۔ یہ حبشی سکندر عادل شاہ کے باپ کا غلام تھا۔ جب عادل شاہی دولت مین خلل پڑا تو اُسنے اُسکے صاحبزادہ کے ساتھ کافر نعمتی کی برائے نام اسکو حاکم بنائے رکھا۔ اور عمدہ خزائن و دفائن وامتعہ گزیدہ و جواہر نفیسہ خود قلعہ مذکور مین لیجا کر متحصن ہوا۔ پادشاہ نے شاہزادہ محمد اعظم کو سیبھا کے استیصال کے لئے چالیس ہزار سوار و توپخانہ ساتھ روانہ کیا اور خود پادشاہ ۱۴ ربیع الآخر کو ظفر آباد دہبیدر مین آیا۔ ابوالحسن جسنے پندرہ برس کی حکومت مین کبھی سفر نہ کیا تھا اسکو ہر روز سواری کرنا دشوار تھی وہ اس عرصہ مین ایک کروہ مسافت طے کر کے محمد نگر مین آیا تھا اُسنے گوشہ نشینی کی التماس کی حکم ہوا کہ خان بہادر خان اسکو دولت آباد مین پہنچا دے اور کارپرداز اسکے خور و خواب کا اسباب دنیا جو نازپروردون کے لئے ضرور ہی مہیا کر دین اور پچاس ہزار روپیہ سالانہ ان ضروری اسباب کے لئے مقرر کیا۔ سویم جمادی الاولی کو پادشاہ گلبرگہ مین آیا سات روز قیام کیا اور ۲۲ ماہ مذکور کو پادشاہ بیجاپور مین آیا ہر صنف کے مساکین اور فقرا و گوشہ نشین جو شہر اور اسکے نواحی کی بے سر و سامانی سے

بادشاہ کا دارالجہاد حیدرآباد سے دارالظفر بیجاپور کو جانا ۔

وظروف طلا و نقرہ۔ جمع اسکے ملک کی ایک ارب ۵ کروڑ تیرہ لاکھ دام دفتر
مین لکھی تھی۔ تاریخ فتح عبدالکریم نے (فتح قلعہ گولکنڈہ مبارک باد) کہی۔ بادشاہ کو پسند
جب بادشاہ نے حیدرآباد کی ولایت وسیع کو ضبط کر لیا اور اسکے تمام قلعون پر قبضہ
کر لیا اور اطراف و جوانب مین ناظم و ضابط بھیجدئے۔ حیدرآباد کے نوکر تسلیم بجالائے۔
اور انکو بقدر حالت سرافراز کر لیا۔ تو ولایت سکھر کی تسخیر کا قصد کیا جو بیجاپور اور حیدرآباد
کے درمیان واقع ہی۔ وہان پیدیا پر یہ نایک قوم ڈھیڈہ کی پیڑہیون سے حکومت رکھتا تھا
اور بارہ ہزار سوار اور ایک لاکھ پیادہ کا سردار تھا۔ بڑے بڑے مضبوط قلعے اس پاس تھے
اسکا مسکن حصانت مین بڑا مشہور تھا۔ بیجاپور اور حیدرآباد کے ساتھ ہمسری کا دعوی
رکھتا تھا کوئی مسلمان اسکا استیصال نہین کر سکا۔ بلکہ مسلمانون نے اسکو اپنا معاون اور
روز بد مین کام آنے والا جانا جب بیجاپور کا محاصرہ ہو رہا تھا تو سکندر عادل شاہ نے کمک کے لئے چھ ہزار
جنگی پیادون کا لشکر بھیجا تھا جسکو فیروز جنگ نے قتل اور اسیر کیا تھا اور جب حیدرآباد کا
محاصرہ ہوا تو پھر اُسنے مکرر وہی حرکت کی جو پہلے کر چکا تھا۔ غرض بارہ ہزار سپاہ وہ
بادشاہ کی رسد کے روکنے کے لئے بھیج چکا تھا تو بادشاہ نے ایک لشکر بسرکردگی خان
مراد خان خلف روح اللہ خان تعین کیا کہ اسکے ملک کو تاخت و تاراج و خراب کرے
خانہ زاد خان اسکے ملک مین آیا اور اور لشکر کے اطراف کے معمورون کو ویران کیا۔
اور قلعہ گلکندہ کی تسخیر کی خبر نے انتشار پایا تو وہ خواب پندار سے بیدار ہوا اور اُسنے کہا
کہ ملک ملک الملک کو سپرد کرتا ہون اور بادشاہ سلاطین پناہ کی اطاعت کرتا ہون
میری عزت مین فرق نہ آئے اور میری جان بچ جائے۔ خان مذکور نے بادشاہ
کے حکم سے اسکے خان ومان کی محافظت کی اور پیرگاہ اسکا ضائع نہ ہونے دیا وہ قلعہ
سے باہر خان سے ملنے آیا دوم صفر ۱۰۹۹ھ کو اولیائے اسلام کو قلعہ سپرد کیا۔ خانہ زاد خان

اس دیار مین جسمین کسی نے اذان کی آواز نہین سُنی تھی بانگ صلوٰۃ اور اذان کو بلند کیا
اور قلعہ کے پہاڑ پر ایک مسجد کی بنیاد رکھی اور پادشاہ کے حکم سے یہان کی قلعہ داری ایک
بندۂ شاہی کو سپرد کی اور بہیہ کو ساتھ لیکر حضور مین آیا - ۲ ربیع الاول ۱۰۹۹؁ کو بہیہ
پادشاہ کا قدمبوس ہوا اور بہ تقاضاء مصلحت اسکو پنجہزاری چار ہزار کا منصب ملا تھوڑے
دنون کے بعد وہ مر گیا - بڑا بدصورت تھا - پادشاہ نے اسکے بیٹون اور اقربا کو مناسب
مناصب پر مقرر کیا اور سکھر کا نام نصرت آباد رکھا اور اسکو ممالک محروسہ مین داخل کیا -

۱ باوجودیکہ حیدرآباد کی آب و ہوا پادشاہ کے مزاج کے ناموافق تھی مگر پادشاہ ہان
گیا - جہان جہانبانی کا نتیجہ پیدا ہوتا تھا اسکو منظور تھا کہ سنبھا کو سزا دے - سکندر اور
ابوالحسن کے ساتھ وہ موافقت رکھتا تھا - غرہ شہر ربیع الاول ۳۱ سنہ جلوس کو بیجاپور کیطرف
چلا خان بہادر فیروز جنگ کو ۲۵ ہزار سوارون کے ساتھ مامور کیا کہ وہ مسعود حبشی کے
قلعہ ادونی کو تسخیر کرے - یہ حبشی سکندر عادل شاہ کے باپ کا غلام تھا - جب عادل شاہی
دولت مین خلل پڑا تو اُسنے اُسکے صاحبزادہ کے ساتھ کافر نعمتی کی برائے نام اسکو حاکم
بنائے رکھا - اور عمدہ خزائن و دفائن و امتعہ گزیدہ و جواہر نفیسہ خود قلعہ مذکور مین لیجا کر
متحصن ہوا - پادشاہ نے شاہزادہ محمد اعظم کو سنبھا کے استیصال کے لئے چالیس ہزار سوارون کے ساتھ روانہ
کیا اور خود پادشاہ ۱۴ ربیع الآخر کو ظفرآباد بیدر مین آیا - ابوالحسن جسنے پندرہ برس
کی حکومت مین کبھی سفر نہ کیا تھا اسکو ہر روز سواری کرنا دشوار تھی وہ اس عرصہ مین
ایک کروہ مسافت طے کرکے محمد نگر مین آیا تھا اُسنے گوشہ نشینی کی التماس کی حکم ہوا کہ
خان بہادر خان اسکو دولت آباد مین پہنچا دے اور کارپرداز اسکے خور و خواب کا
اسباب دنیا جو نازپروردون کے لئے ضروری ہی مہیا کر دین اور پچاس ہزار روپیہ
سالانہ ان ضروری اسباب کے لئے مقرر کیا - سوئم جمادی الاولی کو پادشاہ
گلبرگہ مین آیا سات روز قیام کیا اور ۲۲ ماہ مذکور کو پادشاہ بیجاپور مین آیا
ہر صنف کے مساکین اور فقرا و گوشہ نشین جو شہر اور اسکے نواحی کی بے مزدگی سے

۱ پادشاہ کا دارالخلافہ حیدرآباد سے دارالظفر بیجاپور کو جانا -

ابوالحسن کا جو مال ضبط ہوا اسکی تفصیل یہ ہے ۶۸ لاکھ ۱۵ ہزار ہون اور ۲ کروڑ ۳۵ ہزار روپیہ کل تخمیناً چہہ کروڑ اسی لاکھ دس ہزار روپیہ اور اسکے سوا جواہر و مرصع آلات و ظروف طلا و نقرہ۔ جمع اسکے ملک کی ایک ارب ۵ اکروڑ تیرہ لاکھ دام دفتر مین لکھی تھی۔ تاریخ فتح عبدالکریم نے (فتح قلعہ گولکنڈہ مبارک باد) کہی۔ بادشاہ کو پسند

جب بادشاہ نے حیدرآباد کی ولایت وسیع کو ضبط کرلیا اور اسکے تمام قلعون پر قبضہ کرلیا اور اطراف و جوانب مین ناظم و ضابط بھیجدئے۔ حیدرآباد کے نوکر تسلیم بجالائے۔ اور انکو بقدر حالت سرافراز کرلیا۔ تو ولایت سکھر کی تسخیر کا قصد کیا جو بیجاپور اور حیدرآباد کے درمیان واقع ہے۔ وہان پید یا پریہ نایک قوم ڈھیڈہ کئی پشت سے حکومت رکھتا تھا اور بارہ ہزار سوار اور ایک لاکھ پیادہ کا سردار تھا۔ بڑے بڑے مضبوط قلعے اس پاس تھے اسکا سکن حصانت مین بڑا مشہور تھا۔ بیجاپور اور حیدرآباد کے ساتھ ہمسری کا دعوی رکھتا تھا کوئی مسلمان اسکا استیصال نہین کرسکا۔ بلکہ مسلمانون نے اسکو اپنا معاون اور روز بد مین کام آنے والا جانا جب بیجاپور کا محاصرہ ہورہا تھا تو سکندر عادلشاہ نے اسکی مدد کے لیئے چہہ ہزار جنگی پیادون کا لشکر بھیجا تھا جسکو فیروز جنگ نے قتل اور اسیر کیا تھا اور جب حیدرآباد کا محاصرہ ہوا تو پھر اسنے مکرر وہی حرکت کی جو پہلے کرچکا تھا۔ غرض بارہ ہزار سپاہ وہ بادشاہ کی رسد کے روکنے کے لیئے بھیج چکا تھا تو بادشاہ نے ایک لشکر بسرکردگی خانہ زاد خان خلف روح اللہ خان تعین کیا کہ اسکے ملک کو تاخت و تاراج و خراب کرے خانہ زاد خان اسکے ملک مین آیا اور اوس لشکر کے اطراف کے معمورون کو ویران کیا۔ اور قلعہ گلکندہ کی تسخیر کی خبر نے منتشر ہو پایا تو وہ خواب پندار سے بیدار ہوا اور اسنے کہا کہ ملک الملک کو سپرد کرتا ہون اور بادشاہ سلاطین پناہ کی اطاعت کرتا ہون میری عزت مین فرق نہ آئے اور میری جان بچ جائے۔ خان مذکور نے بادشاہ کے حکم سے اسکے خان و مان کی حفاظت کی اور سپہ گاہ اسکا ضائع نہ ہونے دیا وہ قلعہ سے باہر خان سے ملنے آیا دوم صفر ۱۰۹۹ھ کو اولیای اسلام کو قلعہ سپرد کیا۔ خانہ زاد خان

حکم دیا کہ چند روز مجرے کو نہ آئے خافی خان و نعمت خان دونو سخت شیعہ ہین مذہب اونکو سنت جماعتون کے کامون کے برے رخ کو دکھاتا ہی اور اچھی رخ کو چھپاتا ہے اسلئے اگر اہل سنت کا وہ کوئی بھلا کام بھی لکھتے ہین تو اسمین ایک رخنہ نکالدیتے ہین خافی خانے قسم کھائی ہی کہ عالمگیر کا کوئی کام ایسا نہ لکھے جسمین تزویر و مکر و فریب ہو کوئی اہلکار شاہی اسکا ہم مذہب ہوتا ہی تو اسکی ستایش کا طومار باندھتا ہے۔

آگے ہم مرہٹون اور بادشاہ کے معاملات اور بعض اور مقدمات کو انگریزی تاریخون سے نقل کرتے ہین جسبے بالاجمال حال معلوم ہو جائیگا۔ پھر اسکی تفصیل فارسی تاریخون سے کرتے ہین۔ ان فتوحات سے اورنگ زیب کا گل مراد شگفتہ ہوا مگر اسکے مرتے ہی پژمردہ ہوگیا بیجاپور اور گولکنڈہ کی ریاستون کو یون خاک مین ملانا اور اسکو ممالک محروسہ مین شامل کرنا عقل دور اندیش کا کام نہ تھا کہ ان سلطنتون کے سبب سے دکن مین مسلمانون کی حکومت قائم تھی اور انکے سبب سے امن امان اور خاصہ انتظام رہتا تھا۔ مرہٹون پر اسلام کا رعب داب تھا جب وہ برباد ہوگئین تو اسکے متعلقین خواہ خواص خواہ عوام پراگندہ اور منتشر ہوگئے۔ پٹھانون اور بیگانہ ملکون کی سپاہ نے تو بادشاہ کی ملازمت اختیار کی اور جو افسر ان مین سے اپنی آقاؤن سے بیوفا بنکر یا بیکار ہوکر بادشاہ کی خدمت اور ملازمت مین آئے انکے دل بڑھانے اور درجے چڑھانے کے لئے بادشاہ کو اپنے موروثی کارپرداز موقوف کرنے پڑے اور باقی سپاہ اور افسر گیا تو سنبھاجی سے جا ملے یا بجائے خود قزاقی اور راہزنی کا پیشہ اختیار کیا اسی طرح فساد اور نزاعون کا دکن گھر بن گیا دور دور کے زمیندار اپنی خود مختاری کے لئے موقع تکتے رہتے اور مرہٹے جو جو لوٹ مار اور قزاقیان کرتے اُن مین وہ ان کے رفیق بننے کو تیار رہتے کیونکہ وہ مرہٹون ہی کو اپنے ان افعالون کا حامی اور مددگار جانتے۔ اُن ہی کی ذات کو سرکشی کا بانی سمجھتے تھے اب یہ کیفیت تو دور کے زمیندارون کی تھی اور جو زمیندار کہ زیر طناب ہی بستے تھے وہ بادشاہ کی حکومت سے ناراض تھے۔ اور بادشاہ کے تعصب نے بھی نئے

ان فتوحات کا اثر اورنگزیب کی بے انتظامی۔

نہایت محتاج ہوگئے وہ بہ کم بخت بطالت سے نکلے اور دلخواہ جمعیت انکو حاصل ہوئی
پادشاہ نے بہت سی خستہ دلون کو آسودہ کیا ۔

نعمت خان عرف میرزا محمد جسکا آخر کو خطاب دانشمند خان ہوا۔ وہ اس عہد
عالمگیری کے مستعدون مین سے ایک تھا۔ نظم و نثر و اکثر علوم عقلی و نقلی سی بہرہ
تام رکھتا تھا اُسنے محاصرہ حیدر آباد کا حال لکھا ہی جسکا نام وقائع نعمت خان عالی
مشہور ہے۔ شوخی طبع کے سبب اسکا کلام ہجو ملیح و بذلہ گوئی سے خالی نہین ضلع جگت
پھبتی پھکڑ کا اس مین بڑا مزہ ہو۔ کہتے ہین کہ جب عالمگیر کو اسکی خبر ہوئی کہ اس طرح
کے وقائع روزانہ نعمت خان لکھتا ہے تو اسکے خیمے کو گھیر لیا اور ان صندوقون کو
پادشاہ نے بہا دیا جنمین یہ وقائع تھے۔ چند وقائع جو یاران جلسہ نقل کرکے لے گئے
تھے وہ باقی رہی۔ خافی خان نے بھی اس لڑائی کو بڑی آب و تاب سے لکھا ہے۔ اور
نعمت خان عالی کے وقائع کی عبارتون کو بہت نقل کیا ہے جس سی وہ نعمت خان کا
بھائی بنا ہے۔ گو اسکا بیان نعمت خان جیسا نحش نہین ہو مگر پھر بھی پایہ تاریخی سی
ساقط ہے۔ یہ دونو ابو الحسن کی قابلیتون اور لیاقتون کی بڑی تعریف کرتے ہین۔
کہین لکھا ہے کہ ابو الحسن تانا شاہ نے پادشاہ سی کہلا بھجوایا کہ پانچ چھہ لاکھ تھیلے غلہ
کے مجھ سے لے لیجے اور فوج کو بھوکا نہ مرنے دیجے۔ پادشاہ نے اسکے جواب مین کلمات
ناصواب کہے۔ کہین لکھا ہے کہ قاضی شیخ الاسلام سے پادشاہ نے حیدر آباد اور
بیجاپور کی مہم کے جواز کا استفسار کیا تو اسنے خلاف مرضی جواب دیا اس لئے وہ
حج کو جسکا مدت سے اسکا ارادہ تھا چلا گیا۔ عبد اللہ اس خدمت پر مقرر ہوا اسنے
عرض کیا کہ ابو الحسن مسلمان ہی اور حکم کی اطاعت کرتا ہی۔ محاصرہ اور جنگ کے
سبب دونو طرف مسلمانون کی ایک جماعت کشتہ ہوتی ہے اگر اسکے جریدہ اعمال پر قلم
عفو کھینچی جائے۔ تو بحکم الصلح خیر۔ قتال و جدال موقوف ہو جائے۔ شریعت کے مطابق
مسلمانون کے حال پر ترحم بیجا نہین ہوگا۔ اس بیجا عرض کے جواب مین اُس کو

کیا وہ انگریزاور پرتگیزون سے مدد نہ لیتا۔ کیا وہ سیدی کو اپنا رفیق نہ بناتا۔ کیا
وہ مسیوریہ ہندو راجہ جگ دیو جسکا آجکل اقبال چمکنے کو تھا اس کام مین شریک نہ کرتا
کیا وہ اصلی آزاد باشندون کو لڑائی کے لئے نہ کھڑا کرتا۔ یہ سب وہ ضرور کرتا۔ مگر
سنبھاجی نالایق کیا کرتا اُسکے تو خیال مین ایک بات بھی نہ آئی اُسنے دکن کی سلطنت
گھر آئی آوائی جان بوجھ کر گنوائی۔ شاہزادہ اکبر اسکے گھر آئے اور بار بار اپنے باپ کے مغلوب
کرنے کی تدبیرین بتلائی۔ اور اسکے ساتھ سنبھاجی وہ طرز و طریقہ برتے کہ جسکے سبب وہ
شہزادہ اُسے چھوڑ کر ۱۰۹۸ھ مین ایران کو جائے اسنے زیادہ کیا نالایقی اور کاہلی سنبھاجی
کی ہوسکتی ہے (کہتے ہین یہ شہزادہ ایران مین ۱۱۱۶ھ مین مرگیا۔ شاہ ایران نے اُسکی
بڑی آؤبھگت کی)۔
سیواجی نے جو جنگی اور ملکی انتظامون کی کل بنائی تھی اب اُسکے سب پرزے لوٹ پھوٹ کر
برابر ہوگئے تھے۔ ایک قلعون کا پرزہ باقی تھا اور وہ بیکار نہ ہوا تھا۔ مرہٹون کی
بابین جو میدانی ملک تھا اُسپر بادشاہ کا قبضہ ہوگیا تھا اور قلعون پر محاصرے پڑے تھے
اور بعض اُنمین سے چھین بھی گئے تھے۔ اگر سب قلعے چھن جاتے تو مرہٹون کی سلطنت کا نام بھی نہین
رہتا۔ اُن سب کے نہ چھننے کا یہ سبب تھا کہ باوجود سنبھاجی کی کاہلی اور سستی کے بعض سکے
سردار ہاتھ پیر ہلائے جاتے تھے۔ اور بادشاہی لشکرون کے مقابل مین تلوار چلاتے
یہ بات بڑی تعجب کی ہے کہ اس اولوالعزم اور اکھڑ قوم مرہٹون نے اپنی بہبود اور فلاح
کے لئے سنبھاجی کو باوجود ان حرکات اور سکنات کے مار کیون نہ ڈالا۔ اور ایک
آدمی کے نہ مارنے سے اپنی قومی ترقی کو کیون روکا مگر جو کام اُنکو خود کرنا چاہئے
تھا وہ مرہٹون کی خوش نصیبی سے بادشاہ کے ہاتھ سے ہوا اور یہ راجہ مرہٹون
کے دیوتا کا پتر کہلاتا تھا سلمان بادشاہ کے ہاتھ سے قتل ہوا تو ہندوؤن کا تعصب
اور جوش مذہبی بڑے جوش مین آیا اور اُسنے مسلمانون کو مزہ چکھایا اب اُسکے مارے جانے
کی کیفیت یہ ہے کہ شیخ نظام حیدرآبادی مخاطب بہ مقرب خان بادشاہ کا سردار مغلی

ہندوؤن مین بھی ایک جوش مذہبی پیدا کر دیا۔ ان وجوہ سی دکن کی فتح کا سہرہ گیا پادشاہ کے
سر پر چڑھا تھا کٹاروں کا ہار اُسکے گلے مین پڑا تھا جسنے آخر اپنے زخموں سی گور مین اسکو
پہنچایا۔

حال مین جو فتوحات نصیب ہوئین اُن سی بادشاہ نے یہ فائدہ اٹھایا کہ ۱۶۸۸ء
مین بیجاپور اور گولکنڈہ کی ساری قلمرو بلکہ اُن ریاستون پر بھی جو جنوب مین اُنہوں نے
فتح کین قبضہ کیا اور ساہوجی کی جاگیر واقع میسور کو بھی دبا لیا۔ اور ونکاجی کے علاقہ کو
تنجور تک محدود رکہا اور سیواجی نے جو اپنے آخر وقت مین ملک فتح کئے تھے اُنین سی
سب ہٹون کو مجبور کرکے نکال دیا۔ وہ اپنی پہاڑی قلعون مین جا بیٹھے۔ اگرچہ بادشاہ نے
سپاہیانہ اس ملک کو فتح کر لیا۔ مگر اسکے بندوبست اور انتظام کا نقشہ خوب نہ جما چنانچہ
اضلاع مین محاصل کا ٹھیکہ دیسمکھیون اور زمینداروں کو دیا جاتا اور اُنکی حکومت
افسران جنگی کی سپرد ہوتی اور اُنکو چوتھ محاصل خرچ تحصیل کے لئی دیجاتی۔ جو روپیہ وصول
ہوتا تھا اُسمین سے یہ افسر اپنی فوج کی تنخواہ منہا دیکر باقی روپیہ بادشاہ پاس بھیجتے تھے
اور اگر یہ اضلاع بعض اور افسرون کی تنخواہ مین کسی میعاد مقررہ تک جاگیر مین دیدیے
جاتے تو وہ روپیہ بھی بادشاہ پاس نہ بھیجا جاتا۔ یہ افسر لے لیتے اور اکثر یہی ہوتا۔
سیواجی کے کپوت سنبھاجی اپنی محلون مین پڑے ایڑیاں رگڑا کئے۔ اور اورنگزیب کی ان
فتوحات کو دیکھا کئے مرہٹی تو اُسکی کاہلی اور سستی کا سبب بتلاتے ہین کہ اُسکے وزیر پنڈت
کلوشا نے اُسپر سحر کر دیا تھا مگر اصل حقیقت یہ ہی کہ وہ مغربی ساحل کے چھوٹی چھوٹی ریاستون
کی حسد اور سازشون اور فسادون سی نہایت عاجز اور پریشان تھا۔ عیاشی اور مینوشی
کی کثرت سی اُسکے قوائے جسمانی ضعیف ہوگئے تھے۔ ایک نامرد اور بیہودہ وزیر کے ہاتھون کا ایسا
غلام بن رہا تھا کہ اُسے اُسکی اور اُسکے تمام قوم کی چستی اور چالاکی تیزی پھرتی یہ سب ٹھنڈی
ہوگئی تھین اگر ایسے وقت مین سیواجی زندہ ہوتا تو وہ دس بارہ گھنٹے مین ساری دکن کو
مغلوں کے مقابل مین کھڑا کر دیتا۔ کیا وہ بیجاپور اور گولکنڈہ کی ریاستون کے ساتھ ہوتا

اور عزت وحمیت کے جوش کی کوئی حد باقی نہین رہی۔ غرض اس جان کے جانے سی اُنکے عزم مردہ مین
جان پھر آئی اور جوش وخروش ومذہبی ولولے اُنکے دلون مین ایسے پیدا ہوے کہ پہلے کبھی نہین پیدا
ہوئے تھے۔ مگر اب انمین جان باقی نہین رہی تھی۔ سپاہ کا انتظام بگڑ گیا تھا وہ فقط لوٹنا جانتے
تھے۔ قواعد سے ناآشنا ہوگئے تھے میدانی ملک سارا چھن گیا تھا قلعے جو باقی تھے وہ سامان قلعداری
سے خالی تھے۔ نہ باروت نہ گولہ نہ غلہ نہ گھاس قلعہ دار نالائق۔ سوا اسکے پادشاہ کی شجاعت اور
اُسکی کثرت سپاہ اور تدابیر اور عقل کی شہرت نے انکے دل مین ایسی ہیبت بٹھا دی تھی۔ کہ مغلون کی فوج
کے سامنے میدان جنگ مین آنے سے بدن لرزتا تھا۔ سنبھاجی کی وفات کے بعد بڑے بڑے افسر رائے گڈھ
مین جمع ہوئے انمین سنبھاجی کی بی بی جیسو بائی اور اسکا بھائی راجہ رام جو جنم قیدی بھائی
کی مخالفت سے ہوا تھا موجود تھے سب نے بالاتفاق سنبھاجی کے پسر شیرخوار سیواجی کو۔۔
راج گدی پر بٹھایا۔ اور راجہ رام کو اسکا نائب بنایا۔ اب انہون نے اپنے سب کارخانون کو
درست کرنا شروع کیا۔ قلعون مین کھانے پینے کے ذخیرے بھرے۔ قلعہ دار لائق مقرر کئے
جو ساہوجی کا انتظام تھا سپاہ مین پھر جاری ہوا اگرچہ اس وقت خزانہ کا حال ایسا ابتر تھا
کہ لٹیری سپاہ کو تنخواہ دار سپاہ بنانا مشکل تھا۔ رفتہ رفتہ ایسی تدبیرین کی گئین کہ یہ مشکل رفع
ہوگئی۔ ایک افسر نے سلحدارون کو سارے ملک مین پھیلا دیا اور پھر ایسا انتظام کر دیا کہ جسوقت
ضرورت ہو جمع ہو جاوین غرض ایک عزت قومی کا جوش جو بعض افسرون مین پیدا ہوا تھا
وہ وبا کی طرح سارے انکے پیرؤون مین پھیل گیا۔

سنبھاجی کی بی بی اور بیٹے نے رائے گڈھ مین اقامت اختیار کی اور اسکو خوب مستحکم کیا اور
غلہ وکاہ اور سامان سب جمع کیا۔ اعتقاد خان نے جسکا اب لقب ذوالفقار خان ہوگیا تھا
اس قلعہ کا محاصرہ کیا اور ایک ملولی سردار نے اسکو قلعہ کی راہ ایسی بتلا دی کہ قلعہ فتح ہوگیا
اور ۱۵ محرم سنہ ۱۱۰۱ کو شیرخوار راجہ پکڑا گیا اور رانی بھی اسکے ساتھ گرفتار ہوئی مگر اس
گرفتاری سے کچھ مرہٹون کے دل افسردہ نہ ہوئے۔ ان قیدیون کی پادشاہ کے بیٹے نے بڑی
خاطر کی اور سوا اسکے کوئی اور اُنپر قید نہ رکھی کہ وہ مرہٹون سے نہ ملنے پاوین قلعے۔ پنالہ اور

بالاگھاٹ پرکولا پور مین رہتا تھا وہ نہایت دلاور او چیت وچالاک اور فنون سپہ گری
اور جگرداری سے ماہر تھا اُسنے سنبھاجی کا عشرت کدہ سنگمیشور کو تحقیق کیا اور ساری
اُسکی پیچدار کوہستانی راہون سے آگاہ ہوا اور دفعۃً جانباز سپاہیون کا گروہ
لیکر چپ چاپ سنگمیشر کے باغ مین پچاس کوس اُسکے دارالقرار سے تھا جا پہنچا۔ یہان راجہ صاحب
مع اپنے مصاحبون کے باغ کی گلگشت فرما رہے تھے اور شراب کے نشہ مین چور بیٹھے تھے
جب ملازمون نے دیکھا کہ یہ آفت سر پر آگئی تو راجہ صاحب سے ہرکارون نے عرض کیا۔
وہ نشے کے عالم مین مست تھا ایسی کب سُنتا تھا اُلٹا ہرکارون ہی کو للکارا اور اس
گستاخی مین اُنکی زبان نکلوائی سر کو تن سے جدا کیا۔ کلوشاہ پنڈت لڑنے گئے جاتے
ہی تیر لگا۔ زخمی ہوکر پکڑے آئے۔ غرض مقرب خان راجہ اور منتری دونون کو اونٹون
کی پیٹھ پر کس کر گاجے باجے سے بادشاہی لشکر مین لایا۔ چارون طرف تماشائیون کا
ازدحام تھا اور لعنت ملامت کا غل شور تھا۔ بادشاہ کے سامنے راجہ آیا اور قیدخانہ
مین بھجوایا گیا۔ بادشاہ اسکو جبتک زندہ رکھنا چاہتا تھا کہ اُسکے ذریعہ سے تمام کوہستانی
قلعون پر قبضہ ہوجاے۔ مگر جب بادشاہ نے مسلمان ہونے کا پیغام بھیجا تو سنبھاجی
بھی آخر سیواجی کا بیٹا تھا۔ باپ کے قدیمی دشمن کے ہاتھ سے یہ نوبت ذلت اور
خواری کی جب پہنچی۔ جسنے مرنا بہتر ہے تو وہ جوش مین بھر آیا اور یہ جواب دلیرانہ دیا۔
کہ بادشاہ سے کہہ دو کہ اگر وہ اپنی بیٹی بیاہے تو مین مسلمان ہوجاؤنگا اور اسی پر
بس نہین کی۔ بلکہ دو چار صلواتین خدا اور رسول کو سُنا دین یہ جواب تلخ جب بادشاہ
کے کانون مین پہنچا تو اُسنے بمصلحت ملکی کو سلام بھیجا اور حرارت اسلامی مین آنکہ
سنبھاجی کو ایسی بُری گت سے مارا کہ اول اسکی زبان کٹوائی۔ پھر اُسکی آنکھون مین گرم
لوہے کی سلائیان پھروائین اور گردن اُڑوائی۔

کلوشاجی کا بھی کام تمام کیا اگرچہ مرہٹون کا دل سنبھاجی سے نفرت کرنے لگا تھا
مگر اپنے دیوتا کے بیٹے کا اس بُری گت سے مارا جانا وہ نہ دیکھ سکے اور اُنکے غیظ و

اور اسپر یہ اور طرہ تھا کہ وہ خدمت گزاری اور جان نثاری کے اظہار مین ورسبون سے سبقت لیگئے تھے۔ مگر درپردہ باغیون سے ملے ہوئے تھے اُن سے آمد و رفت رکھتے تھے۔ اُنکی لوٹ مار کی مہمون مین اپنے نوکرون کو اُنکے ساتھ شامل ہونیدیتے تھے اپنے رشتہ دارون کے ساتھ گروہ کے گروہ انمین داخل ہونیکے لیئے بھیجدیتے تھے۔ غرض انکے اس نفاق اور چاپلوسانہ حکمتون سے جو نقصان دشمنون کو پہنچا یا وہ علانیہ دشمنی سے نہ پہنچ سکتا تھا جب یہان کے سپاہیون نے دیکھا نہ کوئی خزانہ ایسا معمور ہے کہ جس سے اُنکو تنخواہ با قاعدہ ملے۔ نہ کوئی حکومت ایسی ہے کہ جس کا کچھ اثر ہو تو اُنہون نے اپنی نفع رسانی کے لیئے راہ اور ہی نکالی۔ لوٹنا کھسوٹنا۔ قزاقی راہزنی ابتدا ہی سے اس قوم کو پسند تھی۔ اُنکے ہان فتح کے یہی معنے تھے کہ دشمن کو لوٹ لینا۔ سیواجی کی ابتدائی قزاقی سے آخر اس قوم کے عروج تک اسکا یہی وتیرہ اور پیشہ رہا۔ اس قوم مین سے ہر متنفس کو اپنی لوٹ کا لالچ ایسا تھا کہ وہ جب کسی اپنے مطلب برآری کے لیئے متفق ہوتے تھے تو گورنمنٹ کی طرف سے ایک ادنی تحریک اور ترغیب پر وہ ایک سپاہ جرار با قواعد اور شائستہ سے زیادہ خوفناک اور پُر خطر ہو جاتے تھے۔

جنجی کے محاصرہ کا بیان

جب اورنگ زیب ان چوٹون اور پنڈارون کو انکے کوہستانی وطن مین تلاش کر رہا تھا تو وہ کہین انکو مجتمع نہ ہونے دیتا تھا اسلیئے اپنے سردار ذوالفقار خان کو اس قلعہ کے فتح کرنیکے لیئے بھیجا کہ نام و نشان مرہٹون کا باقی نہ رہے۔ مگر جب وہ سنہ ۱۶۹۱ع مین اس قلعہ کے پاس پہنچا تو اُسے معلوم ہوا کہ یہ قلعہ ایسا مستحکم ہے کہ اسکا فتح کرنا تو درکنار اسکا محاصرہ بھی نہین ہو سکتا اسلیئے بادشاہ سے کمک مانگی اور اضلاع سیراب و رشاداب چناپلی اور تنجور کیطرف اسباب ضروری کے بہم پہنچانیکے لیئے چلا گیا اس کمک کا مانگنا آسان تھا۔ مگر ملنا مشکل تھا۔ اسلیئے مرہٹون نے ایک طوفان برپا کر دیا۔ اب انہون نے جو طور اپنے دستور اپنی لڑائی کا اور دشمنون سے مقابلہ کا نکالا۔ وہ سیواجی کے طریقہ سے بھی زیادہ کامیابی کا سبب ہوا بادشاہ نے اپنے بیٹے مرزا کام بخش کو قلعہ واکن کھیڑہ کی فتح کے لیئے بھیجا تھا۔ یہ قلعہ بیجاپور کے پاس ہے۔ اسمین کوئی سرداران لیڈرے مرہٹون مین سے تھا وہ ایسا مضبوط قلعہ تھا کہ مرزا

اور میرج بھی ذوالفقار خان نے فتح کر لئے۔

اب راجہ رام پہلے ہی سے چارون طرف ایسے مقامات مستحکم اور استوار کی تلاش مین پڑا پھرتا تھا کہ جہان سے دشمنون کا مقابلہ ہوسکے اُسنے خیال کیا کہ اس سے بہتر کوئی تدبیر نہین ہے کہ کرناٹک پائین گھاٹ مین چلا جائے چنانچہ اُسنے مہاراشٹر مین جو ضلاع ابتک باقی تھے اُن مین دورہ کیا اور وہان کے حاکمون کی تسلی اور تشفی کی اور ملک کی حفاظت و حراست کا اچھی طرح انتظام کیا اور کنارہ کنارہ بھاگ کر اور دشمنون کے تعاقب سے نہایت چالاکی سے جان بچا کر جنجی مین داخل ہوا اسکے ساتھ ایک گروہ جوانمرد صاحب ہمت اولوالعزم مرہٹون کا بھی تھا۔

راجہ رام کا جنجی مین داخل ہونا

یہان داخل ہوتے ہی موافق دستور اور رسم کے راج گدی پر بیٹھا اور امرا کا دربار مقرر کیا اور جاہ اور منصب اور جاگیر امیرون کو عطا کئے اور جاگیرون کے بانٹنے مین یہانتک فضولی اختیار کی کہ جو بادشاہی ملک کبھی مرہٹون کے ہاتھ نہین آئے تھے وہ بھی تقسیم کر دئیے یہہ اسکے نصیبون کی یاوری تھی کہ اسکو ایک صلاح کار اور خیرخواہ پنڈت پہلاد ہاتھ لگ گیا۔ اسکی بڑی لیاقت یہہ تھی کہ وہ اُن کامون کو اختیار کرتا تھا کہ جنکے انصرام کرنے مین ساتھی اور رفیق دل و جان سے متفق ہو کر مصروف ہو جاتے تھے۔

سچ یہہ ہے اگر سیواجی نہ پیدا ہوتا تو مرہٹون کا نام کبھی بھی تاریخ مین نہین سُنا جاتا۔ اُسنے اپنی طبیعت مین اپنی قوم کے لئے ایک ایسا جوش پیدا کر دیا کہ گویا ساری اپنی قوم کو ازسرنو ایک ہی طبیعت کا بنا دیا فقط اس بات کی ضرورت تھی کہ خاص آدمی ایسے پیدا ہون کہ اس نئی طبیعت سے کام لین انکا اخلاق اور عادات اور لڑائی کا طور تو ایسا ہو گیا تھا کہ وہ اپنی مصلحت کے کامون مین متفق اور متحد ہو جاتے تھے چنانچہ اُس وقت اپنی مصلحت اسی مین دیکھی کہ اپنے زبردست دشمن کے سامنے کان نہ ہلائین۔ اور سامان بھی اپنے پاس ایسے نہ رکھین کہ جس سے دشمن کا دل اُنپر حملہ کرنے کے لئے چاہے۔ اور تاک مین بیٹھے رہین جب کوئی موقع ہاتھ آئے تو دشمنون پر حملہ کرنے مین بھی نہ چوکین جن سردارون پاس ریاستین تھین اُن سب نے ظاہر مین بادشاہ کی اطاعت اختیار کر لی

مفلسون اور وحشیون کو حوصلہ ہوتا ہی تو بڑی بہادری بجاتے ہین اور جو جاہتے ہین سو کر ڈالتے
ہین جب انکو فراغت اور عشرت نصیب ہو گئی ہی تو کاہل اور آرام طلب ہو جاتے ہین پھر انکی جان کے لئے
ویسے ہی دشمن کھڑے ہو جاتے ہین جیسے وہ خود اورون کی لئے ہوئی تھے۔ اب مسلمانون مین سے فن
سپہ گری مٹ گیا تھا۔ فوج مین نہ شان تیموری اور نہ بابری کا کوئی نشان باقی رہا تھا۔ کیا تھا اسکو
کے بگٹٹ ایلغار ہوتے تھی۔ یا اب رسالدار جو اپنا رسالہ لیکر چلتا تو یہ معلوم ہوتا کہ کسی برات کو دو
ساتھ لئے جاتا ہی۔ سوار اسکے سردارون کے گھوڑون کو دیکھو تو چاندی سونے کے بھاری بھاری سات
کسی پر جڑاؤ زین دھرا کسی پہ زردوزی چارجامہ کسا۔ مجریان اور پاکھرین پٹھون پر پڑی ہین
جھنجھن جاتی ہم اور سینبور کی جھالر۔ کلابتو کے پھندنے۔ دم اور ایال تمام رنگین گلے مین سراگاؤ کی
چھوہارا انکے لٹکتے سر پر کلغیان دھرین اور پاؤن مین جھانجھن پڑی۔ ریشمی باگ ڈورین سائیس ہاتھ مین
لئے۔ یہ تو گھوڑون کی کیفیت تھی۔ اب ان گھوڑون کے سوارون کا حال یہ تھا کہ انکے بدن پر ریشم
اور پشم کے دگلے روئی کے گالون سے بھرے اور انپر زرہ بکتر پہنے جا آئینہ لگا ہی۔ غرض نہ یہ سوار نہ یہ
گھوڑے لڑائی کے کام کے ہوتے تھی۔ موٹے تازے خوب ہوتے تھی۔ مگر دشمنون پر حملہ کرنے اور
مہینون کے سفر کرنے مین انکا دم آخر ہو جاتا تھا یہ تکلفات بیجا کی وبا گو ساری سپاہ مین پھیلی ہوئی
تھی مگر ایک آفت اور سب سے زیادہ یہ تھی کہ انتظام سپاہ مین کوئی نظم و آئین نہ تھا۔ باوجودیکہ عالمگیر
خود ذرا ذرا کام دیکھتا۔ اور سب کارخانون کو تفتیش کرتا۔ مگر منصبدارون نے اسکو یہ دغا کی
کہ آدھی سپاہ تو سپاہ رکھی اور باقی آخور کی بھرتی۔ اپنے خدمتگارون اور چوڑھے چمارون سے پوری
کی جنکی بری صحبت سے بھلے مانسون کا ستیاناس گیا۔ غرض فوج نہ اورون کی نگہبانی کرتی اور نہ
اپنا پہرہ چوکی دیتی۔ اپنے اور اپنے گھوڑون کی کنگھی چوٹی مین وقت ضائع کرتی۔ ایک فرانسیس
فوج کا بیان لکھتا ہی کہ اس فوج کی تنخواہین بڑی بڑی ہین مگر کچھ کام کاج نہین نہ پہرہ کوئی
دیتا ہی نہ چوکی نہ دشمنون سے مقابلہ کرتا ہے۔ غرض یہ سب بیچ یہ مورخون کے مبالغہ آمیز ہین مگر اس
مین شک نہین کہ اس بادشاہ کے عہد مین سپاہ مین وہ چستی اور چالاکی باقی نہ رہی جو بابر اور اکبر کے
عہد مین تھی۔ عیش دوست اور آرام طلب سب دارو ہو گئے۔ قاعدہ ہی کہ ادنی اعلی کی تقلید

کام بخش کی سعی اور محنت سے کچھ کام نہ نکلا تو اب پادشاہی فوج کی چارو نطرف ضرورت یون پڑی کہ مرہٹے میدان مین لڑنے بھڑنے کے لئے پھر تیار ہوئے۔ جب راجہ رام جنجی مین راجا ہوا۔ تو اسنے سنتاجی گھوپوری اور دھناجی دو چالاک سرداروں کو تفریح طبع کیلئے اپنے ملک مین بھیجا تھا کہ اثنا راہ مین انسے بیجاپور کی فوج لی۔ یہ فوج ریاست کے برباد ہونے سے معزول ہو گئی تھی اسکے گروہ کے گروہ ملک کو لوٹتے مارتے پھرتے تھے۔ جب انہون نے ان نامور دلاور سرداروں کو دیکھا تو تمام دہات سے نکلے اور انکے نشانون کے نیچے بیشمار جمع ہو گئے مرہٹون کا جو رہا سہا ملک تھا اسکے انتظام کے واسطے رامچندر پنتھ کو راجارام نے مقرر کیا تھا اسنے بھی سنہ ۱۶۹۲ء مین لوٹ مار کی ترغیب و تحریص سے ایک لشکر کا لشکر اپنے جھنڈے کے نیچے جمع کر لیا اور یہ اسنے تدبیر اور تجویز کی کہ جو سپاہیون مین سرگروہ تھے انکو یہ اختیار دیا کہ جو ملک مرہٹون کی سلطنت سے خارج ہین انسے چوتھ وصول کرین اور سوار اسکے اور حقوق مرہٹون کے جتلاتے رہین اور جو ملک اس چوتھ کو نہ ادا کرین انکو خوب لوٹین اور مارین اور اس محاصل سے فوج کی تنخواہ ادا کرین۔ اور جو لوٹ ہاتھ لگے وہ لوٹنے والون پاس رہے۔ سوا اسکے ہر سرگروہ کو یہ حق دیا تھا کہ وہ اپنے فائدہ کے واسطے ایک اور خراج دانہ گھاس کے نام سے وصول کیا کرے۔ یہ ترغیبین ایسی تھین کہ جتنے مرہٹے سوار تھے وہ سب کے سب باہر نکل پڑے۔ ان لوٹنے والون گروہون کے مختلف سرگروہ مشہور اور نامور ہوئے کبھی وہ علیحدہ علیحدہ ملکون پر ہاتھ پھینکتے تھے اور پادشاہی رعایا کے مال اور دولت سے اپنے دامن پر کرتے تھے کبھی سب شریک ہو کر صلاح اور مشورہ کرتے۔ پھر لوٹ مار اور غارتگری پر قدم بڑھاتے سنتاجی اور دھناجی بڑی سپاہ رکھتے تھے اور ان لٹیرون مین بڑے نامور تھے غرض سارا دکن اس لوٹ مار سے برباد اور تباہ ہو گیا۔

ہم پہلے بیان کر آئے ہین کہ پادشاہ کی لشکر کی کیا شان و شوکت تھی۔ اس شان و شوکت کے سبب سے فوج کا بھی رنگ ڈھنگ عجیب و غریب ہو گیا تھا۔ اکبر کے شائستہ اور نرم آئینون نے اور ملک کی مدت کے امن چین نے ہندو مسلمانون کے میل جول نے مغلون کی سپاہ کو نرم اور آرام طلب بنا دیا۔ زمانہ مین انقلاب ضرور رہتے ادنی سے اعلی اور اعلی سے ادنی بنتے رہتے ہین جب

مرہٹون اور مغلون کی فوجون کا انداز

ہندوستان سے بادشاہ پاس سپاہ کی تازی کمک اور خزانہ آیا کرتا تھا اسلئے سنتاجی اور دھناجی
بادشاہی فوج اور ہندوستان کے درمیان مین ۱۶۹۳ع مین آن پڑے کئی دفعہ اُنھون نے
بادشاہی سپاہ کو شکست دیکر خزانہ چھین لیا۔ کیا خدا کی قدرت ہے کہ مغل ان مرہٹون کی
کچھ اصل نہ سمجھتے تھے یا اب اُنسے خائف رہنے لگے۔

واکن کھیڑا ایک قلعہ بیجاپور کے پاس تھا۔ اُسکے محاصرہ مین مرزا کام بخش بادشاہ کا بیٹا اور
بخشی الملک بہرہ مند خان دو نو مدت سے مصروف تھے۔ مگر کوئی نتیجہ اُنکی کوشش کا نمایان
ہوا تھا۔ بادشاہ نے بخشی الملک روح اللہ خان کو وہان بھیجدیا اور شاہزادہ کو حکم دیا کہ وہ
عمدۃ الملک اسدخان پاس جو ایک اور قلعہ کی تسخیر مین سرحد کرناٹک پر مصروف تھا جائے۔ جب وہ
یہان آیا تو بادشاہ نے حکم اپنی عادت کے موافق دیا کہ وہ اور عمدۃ الملک دونو جنجی جا کر
ذوالفقار خان کی کمک کرین۔ وہان دشمنون کی کثرت اور سامان رسد اور آذوقہ کی
قلت سے بادشاہی فوج پر بُری بن رہی ہے۔ اب یہ شاہزادہ منزل بمنزل جنجی کیطرف
چلا۔ بہرہ مند خان نے جب اس شاہزادہ کی خودسری دیکھی تو چرب نرم باتین بنا کر اُس سے
اجازت حاصل کی اور بادشاہ پاس چلا گیا۔ عمدۃ الملک پیرانہ سالی مین شاہزادہ کی رفاقت
سے گھوڑے پر سوار ہونے سے رنجیدہ تھا غرض راہ مین رنجش کا آغاز ہوا۔ اب بعض مورخ لکھتے ہین کہ
ذوالفقار خان کو اس قدر اس مہم مین کام بخش کا شریک ہونا ناگوار ہوا کہ اُسنے دشمنون کو خبرین
پہنچا کر محاصرہ کے کام کو ایسا دشوار کر دیا کہ تین برس تک آیندہ کچھ کام نہ ہو سکا اور محصورین جنگی
مقابلہ کرتے رہے (عمدۃ الملک ذوالفقار خان کا باپ تھا) جنجی کے محاصرہ پر پانچ برس گذر گئے اور وہ
نہ فتح ہوا۔ بلکہ ایک آفت عظیم اُسکی دیوارون کے نیچے بادشاہی لشکر کے سر پر یہ آئی کہ سنتاجی
گھورپوری جو ایک عالی حوصلہ اور اولوالعزم مرہٹون کا سردار دکن مین تھا ۱۶۹۶ع مین جنجی کے
محاصرہ اُٹھانے کے واسطے چلا۔ اور ایک مرہٹون کا سردار دھناجی تھا وہ بھی آفت روزگار
تھا اور دور دور کی باتین سوچتا تھا۔ بادشاہی لشکر پر جو محاصرہ کے ارادہ سے متفرق تھا اُسپر
پڑا تھا بے خبر آنکر اُنپر حملہ آور ہوا اور اُنکو نقصان عظیم پہنچایا۔ سنتاجی نے یہ ایک فتح

کرتے ہین۔ افسرون کے ساتھ سپاہی بھی آرام جو ہو گئے۔ اب انکے سامنے دشمن (مرہٹے) آئے تو
وہ جنہون نے کبھی عیش کی صورت بھی نہ دیکھی تھی فقط ایک انگرکھا جانگیا پہنتے۔ ایک پیچی پگڑی باندھتے
کمر کسی ہاتھ مین تلوار بھالا لئے گھوڑون پر سوار بیس کوس ہوا کھانے جاتے ہین۔ اور ضرورت پیش آئی
تو سو کوس نکل جاتے ہین۔ اور باجرہ پیاز خوشی خوشی کھاتے ہین خیمہ لگاتے ہین نہ بچھونا بچھاتے ہین۔ زمین پر لیٹ
جاتے ہین۔ گھوڑے کے باندھنے کی کھونٹی بازو کو بناتے ہین۔ انکا طریقہ لڑنے کا یہ تھا کہ پادشاہی فوج
کے بھاری حملون کے سامنے انکے پیر نہ جمتے تھے اور ایک ایک ہو کر تتر بتر ہو جاتے۔ اور قریب کے
پہاڑون مین یا ادھر ادھر گڈھون مین گھس بیٹھتے تھے اور جب مخالف اپنی صف بندی کو چھوڑ کر
انکے پیچھے جاتے تو اکیلے دوکیلے کو سنگوا لیتے یا کسی کوہچہ کی اوٹ آڑ مین یا کسی ایسے مقام مین جہان
چھوٹی چھوٹی گروہون سے انپر حملہ کرنا جان جوکھون سے خالی نہ ہوتا چھپکر اکھٹے ہوتے تھے۔ اور
جب تعاقب کرنیوالے دل شکستہ ہو کر اپنے ہارے تھکے گھوڑون کو لیکر واپس لوٹتے تھے تو ناگاہ
وہ ادھر ادھر سے اکھٹے ہو کر انپر گرتے۔ اور اگر انکی صفین ٹوٹی ہوئی دیکھتے تھے تو بے ساختہ
حملہ کرتے تھے۔ غرض انکا یہ کام تھا کہ دشمن کی پشت اور بازؤن پر متفق ہو کر چھوٹتے پھرتے تھے
گاہ گاہ ایک ایک کر کے تعاقب کرنیوالون مین گرتے تھے۔ غرض انکی یہ ہوتی کہ دشمن
کے غول پر توڑہ دار بندوقین مارین یا متفرق سپاہیون کو بھالے کی انی پر رکھ کر ہلاک کرین
رسدون کے لوٹنے اور باربرداریون کے تباہ کرنے کا انکو بڑا شوق تھا۔ وہ پادشاہی فوج
کی رسد کی خبر رکھا کرتے تھے۔ اور انکے لوٹنے مین آنکھون مین گھر کرتے تھے۔ پادشاہی سپاہ کو خبر
بھی نہ ہوتی تھی کہ وہ یہان چھپے ہوئے انکی رسدون کی تاک مین بیٹھے ہین دفعتہ وہ رسد پر گرے
اور ساری بیل اونٹ جو خوب حراست سے آتے تھے پکڑ لیگئے اور اگر خزانہ شاہی کا پتا لگا تو
پھر جھمگٹ کے جھمگٹ اکھٹے ہوتے اور خوب داؤن گھات لگاتے اور جان توڑ کر اسپر لڑتے تھے۔
مغلون کی سپاہ منزل بمنزل چلتی تھی۔ تو وہ انکے خطون کی ڈاک اور کبھی کبھی پانی کی رسد کو بند
کر دیتے تھے اور جب مغل لاچار ہو کر انکی اطاعت اختیار کرتے تھے تو سوارون کے گھوڑے اور
بھاری بھاری چیزین چھینتے اور سردارون سے بہت سا روپیہ لیکر قید سے رہا کیا کرتے

سازش رکھتا تھا اور دیدہ و دانستہ لڑائی کو طول دیتا تھا اور اُسمین اُسکا مقصود یہ تھا کہ سپاہ عظیم کی سپہ سالاری اور مدار المہامی بادشاہ کے مرتے دم حاصل رہی کہ نیا بادشاہ اُسکو سمجھے بادشاہ اب چند روز کا مہمان معلوم ہوتا تھا (سب سازشون کا حال جو لکھا گیا ہے وہ فقط مورخون کے خیالات اور قیاسات ہین قابل اعتبار نہین) اب اس فرصت دہی کا نتیجہ یہ تھا کہ قاسم خان جو ایک ممتاز افسر بادشاہ کا تھا۔ جب وہ سنتاجی کے روکنے کے لئے ایک بڑا حصہ سپاہ کا لایا تو اُسنے جیتل ورک واقع میسور مین بھاری شکستین پائین اور جب وہ مجبور ہو کر ایک قصبہ کی طرف بھاگا تو وہان کے باشندون نے اُسے پناہ نہ دی خوض ایک قلعہ مین محصور ہوا۔ اور یہان تک اُسکا حال تنگ ہوا کہ زہر کھا کر اس دنیا کی ندامت سے چھوٹا اور ساری سپاہ نے جو ایک چوتھائی سے بھی کم باقی رہی تھی اپنے تئین دشمنون کے حوالہ کیا۔ دشمنون نے اُنکو روٹی اور پانی دیا۔ پھر ایکبار فوج شاہی کو سنتاجی نے شکست دی اگرچہ ذوالفقار خان اپنی حکمتین کیا کیا مگر اورنگ زیب جیسے بادشاہ دانشمند کے روبرو ان حکمتون کا مدت تک چلنا دشوار تھا۔ اب وہ سوچا کہ اگر جنجی نہ فتح ہو گی تو بڑی ندامت سے بادشاہ پاس جانا پڑیگا۔ اسلئے اُسنے شعبان ١١٠٩ھ ١٦٩٨ع مین جنجی پر حملہ کر کے فتح کر لیا۔

مگر پھر بھی راجہ رام کو مع اہل و عیال خیر و عافیت سے نکلنے دیا۔ وہ چار رانیان اور تین بیٹے اور دو لڑکیان اور اپنے دوست آشناؤن کو کشتی مین بٹھا کر لے گیا اس فتح پر عالمگیر نے حمید علیخان منشی کو لکھا ہے کہ جنجی فتح شد. ورانا ہو حربی گریخت گرفتنش چندان کار نہ بود اما از اغماض کہنہ عملان از دست رفت۔ اس فتح سے سوا اور قلعے جو عبارت ملک کرناٹک سے ہے اور کئی بنا در نگ ممالک محروسہ مین بڑھے۔

سوا اس قلعے کے چھن جانے کے دو اور باتین ایسی پیش آئین کہ مرہٹون کی پیش قدمی کی وہ مانع ہوئین یعنی سنتاجی اور اُسکے نائب دھناجی مین جھگڑے قضائے شروع ہوئے اور انجام اُسکا یہ ہوا کہ سنتاجی جسنے سات برس سے مغلون کو ڈرا رکھا تھا اور کیسے بڑے بڑے کام کئے تھے کسی نے اسکو مار ڈالا۔ راجا رام تو اسکے کمالات اور کامیابیون کو دیکھ کر جلتا تھا۔

[illegible] ذوالفقار

راہ مین پائی کہ ضلع کوراک مین علی مردانخان حاکم تھا اسپر اُسنے حملہ کیا۔ اور تمام حصون اور
اسباب کو چھین لیا۔ اور پھر اس حاکم کو بھی گرفتار کرلیا۔
یہ فتوحات حاصل کرتا ہوا شاہ محاصرین کے قریب گیا۔ اور یہ سیاہ بیانہ پیچ کھیلا کہ مرزا کامبخش
کو خفیہ پیغام بھیجا کہ اب بادشاہ مرگیا ہے۔ مین آپکی تخت نشینی کے واسطے ہر طرح کی کوشش اور
سعی کرنے کے لئے موجود ہون۔ یون ان دونون مین خط و کتابت شروع ہوئی۔ ذوالفقارخان
چارون طرف کان لگائے رکھتا تھا اُسنے ایک ہزار روپیہ جاسوسون کو دیکر سارا حال اس
سازش کا دریافت کرلیا اور بادشاہ کو لکھکر بالکل اُسکے انتظام کا اختیار حاصل کرلیا اور
مرزا کامبخش کے خیمے پر خفیہ پہرہ بٹھادیا۔ مگر جب جاسوسون کی زبانی یہ معلوم ہوا کہ آج کی رات
کو شاہزادہ دشمنون سے ملجائیگا تو سب امرا مین باہم مشورہ ہوکر یہ امر قرار پایا کہ علانیہ شاہزادہ
کے خیمے کے گرد چوکیدار اور پہرے بٹھادئیے جائین۔ غرض اسکو بالکل قید کرلیا۔ اور قلعہ کے گرد سے
تمام تھانہ دارون کو بلالیا۔ جب دشمنون کو بادشاہی لشکر مین اس نااتفاقی کی خبر پہنچی تو
اس حال مین انھونے شادان فرحان تازان نازان بیس ہزار سوارون سے بادشاہی
لشکر پر حملہ کیا۔ اس وقت کیا برا حال بادشاہی لشکر کا تھا۔ جمدۃ الملک تو لشکر گاہ مین
فقط مرزا کامبخش کی حراست کررہا تھا۔ ذوالفقارخان باہر اپنے مورچون کو بنا رہا تھا
اور بھاری توپون کو جب ساتھ نہ لیسکا تو انھین میخین ٹھوک کر بیکار کرگیا۔ اور دوسری
جگہ جاکر مورچے جمائے اور گرد اُنکے خندقین کھودین۔ یون کیا محاصرین تھے یا محصورین
بن گئے۔ اگرچہ ذوالفقارخان میدان مین نکلا اور دو ہزار آدمیون سے ایسا مقابلہ کیا کہ
دشمنون کو شکست دی اور بہت سی غنیمت ہاتھ لگی۔ مگر بعد چند لڑائیون کے اس بات پہ صلح
ہوئی کہ وہ بیس میل کے قریب وندیاوش مین جاکر مقیم ہو اور وہان بادشاہی حکم کا
منتظر رہے بادشاہ کا یہ حکم آیا کہ جمدۃ الملک اور شاہزادہ چلے آئین۔ ذوالفقارخان
وہان رہے اور اسی کو بالکل اختیار اس مہم کا رہے۔ اب ذوالفقارخانے پھر محاصرہ نہ کیا
بلکہ وہ جنوب کی طرف چلا گیا۔ بعض مورخ اس حرکت کو اسپر حمل کرتے ہین کہ وہ دشمنون سے

میں آیا کہ برص سے اسکا چہرہ سفید تھا اسکا الماس تمغہ کیا۔ قلعہ دونی کا نام امتیاز گڈھ رکھا گیا۔ فتح کی تاریخ یہ ہوئی ع فتح دونی نمود پادشاہ دین پناہ۔ خان فیروز جنگ یہان بندوبست کرکے پنجم صفر کو بادشاہ کی خدمت میں آیا۔

خان فیروز جنگ چند روز بادشاہ کی خدمت میں رہا۔ بادشاہ نے اسکو سنبھا کی استیصال کے لئے روانہ کیا اور خود اسکے استظہار کے لئے سفر کا ارادہ کیا۔

محرم کے مہینہ میں ایک آفت کیا قیامت برپا ہوئی کہ طاعون وبائی شروع ہوئی عناب کی برابر دانہ بغل یا بن گوش یا کشِ ران میں نمودار ہوتا اور آنکھوں میں سرخی حرارت دکھائی دیتی۔ تو اسکے وارثوں کو کفن و دفن کا فکر واجب ہوتا۔ اس سبب سے شادی کی رسم اٹھی۔ زمانہ سوگ میں بیٹھا۔ وبا یہ چاہتی تھی کہ میں آدمی کا بیج نہ چھوڑوں اور صرصر فنا ارادہ کرتی تھی کہ کسی کے نخل حیات کو کھڑا نہ رہنے دوں۔ اطبا کی تدبیر کا اثر کچھ نہ ہوتا جسکو یہ مرض ہوتا اکثر دو تین روز میں مرجاتا بہت کم دو روز جیتے۔ جو لوگ زندہ تھے وہ بھی اپنے تئیں مردہ سمجھتے تھے۔ ایک دوسرے کے حال پر توجہ نہیں کرتا۔ نفسا نفسی کی آواز ہر طرف بلند تھی۔ نیمجانوں نے دنیا کے کاروبار سے ہاتھ اٹھایا تھا۔ مرنے کے منتظر تھے۔ اورنگ آبادی محل و محمدی راج پسر مہاراجہ جسونت سنگھ جسنے محل میں پرورش پائی تھی اور تیرہ برس کی عمر تھی اور فاضل خان حیدر اور بڑی بڑی رئیس آدمی مرگئے۔ اور ادنی اور متوسط ہندو مسلمان ایک لاکھ کے قریب مری۔ بعض کو دماغ کا مرض ایسا ہوا کہ چشم و گوش و زبان کام سے گئے۔ فیروز جنگ کی آنکھ میں مرض شروع ہوا۔ دو مہینے تک اس وبا کا زور رہا ع قیامت بود یا شور وبا بود۔ اس وبا کی تاریخ ہے۔ سنہ ۱۱۰۱ھ اس میں نکلتے ہیں۔

شاہزادہ محمد اعظم کو بہادر گڈھ و گلشن آباد کی طرف اور فیروز جنگ کو جگڈھ وغیرہ کی طرف گئے ہوئے تھے۔ بادشاہ نے مقرب خان عرف شیخ نظام حیدر آبادی کو سنبھا کی تنبیہ کے لئے بھیجا تھا۔ انہیں سے ہر ایک اپنی جوہر تردد ظاہر کرنے سے خدمات نمود

وبا کا نام اور بادشاہ کا سنبھا کے ملک کی طرف جانا

کھیل گیا اور جو مصائب اسنے اس قلعہ کی فتح مین اٹھائین وہ پادشاہ کے رقعہ سے جو
اسنے اپنے بیٹے کے نام لکھا ہے معلوم ہوتی ہین تفصیل مصائب سفر علیل کھیلنا از
وکیل و اظہار جو آنہا شنیدہ باشند کہ حالت نا دیدنی و محنت ناشنیدنی برا ساکنان
گذشت - ان قلعون کی فتوحات کا تفصیل وار بیان نہایت دشوار اور مشکل ہے
ان سب فتوحات کا انجام یہ تھا کہ پادشاہ ادھر قلعے فتح کرتا ادھر دشمن پھر لے لیتے -
اوپر جو مضامین لکھے ہین انگریزی کتابون سے لکھے ہین ان ہی مضامین کو ہم فارسی
تاریخون سے لکھتے ہین مقابلہ کر کے دونو بیانون کا فرق طلبہ جان لین -

سوانح سال سی و دوم سنہ ۱۰۹۹ ہ

جب شاہزادہ محمد اعظم سنبھا کی تنبیہ کے لئے رخصت ہوا تو قلعہ بلگانون (بلگانون
تلگاون - بلگانون کی فتح پر وہ متوجہ ہوا - ولایت بیجاپور کے توابع کے مضبوط
قلعون مین سے یہ ایک قلعہ تھا - تھوڑے دنون مین مورچالون کے لگانے اور توپخانون کے
چلانے نے محصورین کو تنگ کیا - یہان بیجاپور کی طرف سے جو حاکم مقرر تھا چندروز
ہوئے تھے ایک طفل خرد سال کو اپنا سردار محصورین نے بنا لیا تھا محصورین نے چندروز ہاتھ
پاؤن مارے - جب اپنی کوشش کو نارسا دیکھا تو امان چاہی اور قلعہ مع مضافات کے
فتح ہوا اسکا نام اعظم نگر رکھا گیا - برسات کے آجانے سے شہزادہ نے یہین چھاؤنی
ڈالی طفل مذکور کو پادشاہ پاس لے گئے - اسنے اسکو منصب عطا کیا -
خان فیروز جنگ قلعہ ادونی کے پاس پہنچا اول یہان کے حاکم مسعود کو جو بیجاپور کا ایک
کہن سال حبشی تھا اطاعت کے لئے پیغام بھیجا گیا اس بڈھے نے اس امر کو قبول نہین
کیا تو فیروز جنگ نے اس ولایت کی تاخت و تاراج شروع کی مورچالون کو بڑھایا -
سرنگین لگائین قلعہ سے جو جماعت شوخی کر کے باہر آئی اسے قتل و دستگیر کیا - بہت کوشش
و کشش ورنیرو ہای نمایان و ریورشہای دلیرانہ ظہور مین آئین تو مسعود نے اپنے
فرزندون کو پادشاہ پاس بھیجا - پادشاہ نے ہر ایک کو لائق منصب دیا اور خود اس سے

اور بجلی کی طرح اُن پر اشجار تفنگ اُونسے گذر جاتی ہے۔ اس طرح سنبھا کے نزدیک وہ پہنچا جب
سنبھا کے ہرکارونے فوج بادشاہی کے آنے سے اطلاع دی جسکو مرہٹون کی اصطلاح
مین فوج یا لشکر مغل کہتے ہین تو اس بدمست نے اس گمان سے کہ اس مکان مین افواج مغل کا
توہم محض و تصور باطل ہے۔ نشے مین سُنتے حکم دیا کہ ان ہرکارون کی زبانین کاٹ ڈالی
جائین اور اصلا سوار ہونے اور مورچال باندھنے کا فکر نہ کیا۔ مقرب خان اپنے بیٹے اور
برادرزادون اور دس بارہ خویشون اور دو تین سو سوارون کو لیکر سنبھا کے سر پر جا
پہنچا تو وہ بے خود سرمست ایک فوج کو ہمراہ لیکر لڑنے کھڑا ہوا۔ اسکی سپاہ کے بہت
آدمی کمر باندھنے اور ہتیار لگانے کا بہانہ بناکے روپوش ہو گئے اسکا وزیر کلوشا
جو اسکا ہمدم و ندیم و فدوی تھا سنبھا کو اپنی پشت پر رکھکر نامی مرہٹون کی ایک
ایک جماعت لیکر مقابلہ مین آیا۔ دار و گیر کی شروع مین ایک تیر اسکے زیر کی بازو مین
لگا اور وہ گھوڑے سے گرا تو اسنے فریاد کی کہ مین رہا سنبھانے کہ فرار کی فکر مین تھا
گھوڑے سے کود کر کہا کہ بابجی مین بھی رہا پانچ چار مرہٹے مارے گئے ہونگے کہ سب فرار
ہو گئے۔ سنبھا ایک بت خانہ کی پناہ مین گیا یا شلوکا کی حویلی مین گھسا اور وہان
پوشیدہ مخفی ہوا۔ بادشاہی لشکر نے اسکا سراغ لگایا۔ اُسنے لاحاصل ہاتھ پاؤن
مارے وہ مع عیال و پسر خردسال ہفت ہشت سالہ ساہو نام اور دو اسکی بیویان
اور اسکے ہمدم صاحب مدار گرفتار ہوئے۔ اسکا چھوٹا بھائی راجہ رام نام کہ ایک قلعہ
مین مقید تھا بچ رہا ان سب کو دست بستہ ہوکر مقرب خان کی سواری کے نیچے لائے
سنبھانے داڑھی منڈا کے خاکستر منہ پر ملی تھی اور تغیر لباس کیا تھا لیکن اس نشانی سے کہ
مروارید کی مالا اسکے رخت کے نیچے سے نکلی اور اسکی سواری کے گھوڑے کے پاؤن مین
طلا کی جھانجھن تھے وہ پہچانا گیا۔ اسکو مقرب خان نے اپنے ہاتھی پر ردیف بنایا۔ اور
بعض کو طوق و زنجیر سنبھا کے ہاتھی پر بٹھایا اور ایک جماعت کو گھوڑے سوار کیا اور فتح
کا نقارہ بجاتا ہوا اپنی لشکرگاہ کو لاتا پور مین آیا حقیقت حال کو بادشاہ سے عرض کیا

میں تعظیم کرتا تھا۔ دکن میں مقرب خان فنون سپہ گری اور کارطلبی میں مبارز پیشون میں مشہور تھا۔ وہ قلعہ پرنالہ کی تسخیر کے لئے کولاپور کے نزدیک گیا تھا اسنے جاسوسون کو بھیجا کہ وہ سنبھا کی خبر لائیں۔ وہ اپنے باپ سے بھی زیادہ تکلیف رسانی میں مشہور تھا۔ اتفاقات کی بات ہی کہ اسنے اپنے اصل مقام راہیری میں تو رہنا چھوڑ دیا تھا۔ کھیلنا میں رہتا تھا یہاں اسنے ذخائر جمع کر لئے تھے اور اطراف کا بندوبست کر لیا تھا اسکو افواج پادشاہی کا خوف کچھ نہ تھا۔ وہ خاطر جمعی سے دریای بان گنگا پر نہانے گیا تھا یہ دریا سرحد پرگنہ سنگمیز کے نزدیک ایک منزل پر دریای شور پر تھا سنبھا دشوار گذار دون میں آیا۔ جن میں اسکے وزیر کب کلس (جو شلا) نے بڑی بڑی عمارتیں بنائی تھیں انمیں نقش و نگار بنائے تھے اور اشجار ثمردار اور لالہ زار لگائے تھے۔ یہاں کب کلس وعیال اور بیٹیا ساہو اور ہوا خواہون کی جماعت اور تین ہزار سوار اُسکے ساتھ تھے یہاں سے فارغ ہو کر اُس نے قلب مکان پر تعب سرا پا نشیب و فراز راہوں پر اور تراکم اشجار خار دار پر نظر کر کے توقف کیا وہ اپنے باپ کے طریقہ کے خلاف شراب پیتا تھا اور نہ جیبون کے ساتھ مزے اڑاتا تھا عیش و عشرت میں ڈوبا ہوا تھا۔ تیز پا ہرکارون نے مقرب خان کو خبر دی کہ وہ اس طرح غفلت اور لہو و لعب میں پڑا ہے۔ مقرب خان نے نہ اپنی جان کا اندیشہ کیا اور نہ قلب مکان کا خوف وہ اپنی بنگاہ کولاپور سے سنبھا کے مکان تک جو ۴۵ کروہ تھا دو ہزار سوار اور ایک ہزار پیادے لیکر روانہ ہوا با وجودیکہ ہمراہیوں نے منع کیا کہ راہ بڑی قلب ہے اور راہ کے مابین چند کتل و نچے ہیں جیسے انبا گھاٹھ وغیرہ اور دریای قلب ایسے واقع ہیں کہ اگر تیس چالیس پیادے بن ہتیار ان سر راہ کو گھیر کر ہوتھیلون پتھر پھینکیں تو فوج کلان کا عبور خیال محال ہے مگر مقرب خان کو جہاد کا خیال تھا کہ اگر میں اس کافر پر غالب ہوا تو غازیون کے جرگہ میں داخل ہونگا۔ اور اگر مارا گیا تو درجہ شہادت ملا۔ وہ سوار ہوا ایلغار کر کے مسافت دشوار گذار کو طے کرتا جہان کوئی مکان قلب آتا اول خود پیادہ ہوتا پھر اسکے ہمراہی متابعت کرتے

قیدیون کو عقوبت سے مارا سنبھا اور کب کلس کے کلون کے پوست کو گھاس سے بھرا اور اُن کی
تشہیر دہل نفیر کے ساتھ دکن کی تمام مشہور بلاد مین کرائی۔ سنبھا کے مارے جانے کی تاریخ
کافر بجہنم رفت۔ ہوئی۔ مآثر عالمگیری مین لکھا ہے کہ سنبھاجی کے گرفتار ہونے
کی بشارت بادشاہ کو سید بدیع اللہ سجادہ نشین گلبرگہ نے پہلے سے دی تھی۔ گو وہ
بظاہر ممنوعات سے معلوم دیتی تھی۔

سنبھاجی کی بدچلنی۔

جب سیواجی نے قلعہ راہیری بنایا۔ وہان آواخر تابستان مین پانی بہت کمیاب
ہوجاتا تھا تو سیواجی نے اپنے مکان کے نشیمن پاس سنگ خارا مین کھدوا کے ایک باولی بنوائی
تھی اور وہان بیٹھنے کے لئے اپنا ایک تکیہ گاہ بنایا تھا وہان وہ بیٹھتا۔ اور ساہوکارون
اور غریبون کی عورتین جب پانی بھرنے آتین تو انکی عورتون کو فصل کا میوہ تقسیم کرتا
اور عورتون سے اسطرح باتین کرتا کہ جیسے کوئی مان بہنون سے کرتا اسکے خلاف
سنبھاجی نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ جب عورت پانی سے مٹکا بھر کے سر پر رکھتی۔ اور ایک
ہاتھ سے مٹکا تھامتی۔ اور دوسرے ہاتھ کو کمر پر رکھ کے چڑھتی اور اسکے چبوترہ کے
پاس آتی تو وہ اُسکی چھاتی پکڑ لیتا اور ایک گھڑی دو گھڑی اُسے حیران کرتا وہ عورت
عاجز ہو کر مٹکے کو سر سے پھینکتی اور فضیحتی کے ساتھ اسکے ہاتھ سے نجات پاتی۔
باپ کے زمانہ مین جو رعایا آباد ہوئی تھی۔ ناچار وہ فرنگیون کی عملداری مین جا بسی

راجہ رام کا راہیری سے بھاگ جانا۔

سنبھاجی کا چھوٹا بھائی راجہ رام مقید تھا جب سنبھاجی مارا گیا تو مرہٹون نے راجہ رام
کو اپنا سردار بنایا۔ پہلے اسسے کہ ذوالفقار نے راہیری کا محاصرہ کرکے محصورون کو تنگ
کیا ہو وہ جوگیون کے لباس مین کہ کوئی پہچانے نہین قلعہ سے بھاگ گیا جب بادشاہ کو
اسکی خبر مخبرون نے دی تو عبداللہ خان بارھہ کو حکم ہوا کہ وہ اس گمراہ کو گرفتار کرے
اسکو جاسوسون نے یہ خبر تحقیق پہنچائی کہ مدتون تک تو راجہ رام گمنامی مین رہا اب
اُسنے تین سو سردار جمع کئے ہین اور رانی بدھنور کے زمینداری کے علاقہ مین آیا ہے
خان مذکور نے قلاع کے انتزاع کو اور وقت پر موقوف رکھ کے اپنے بڑے بیٹے حسن علی کو

پادشاہ پہلے سے یہ حال سُن چکا تھا۔ یہ مژدہ روح پرور ایک عالم کی فرحت و شادی کا
سبب ہوا۔ پادشاہ اکلوج مین تھا کہ یہ قیدی اس پاس آگئے۔ لاکھون آدمی سیر کو آئے
ان بدبختون کے واسطے ایران کے دستور پر تختہ کلاہ کیا اور انکو لباس جسپر ہنسی آتی ہے پہنایا طرح طرح شکنجہ عذاب
مین انکو کھینچا یا خواری کے ساتھ اونٹون پر سوار کر کے ڈھول اور نفیرین بجاتے ہوئے انبوہ خلایق
مین تشہیر کرتے ہوئے لائے۔ مقرب خان کے آنے مین چار پانچ روز لگے اس خوشوقتی
مین لاکھون ہندو و مسلمان ایسے تھے کہ انکو خوشی کے مارے نیند نہین آئی جبس قریہ گانون مین
یہ خبر پہنچی وہان سے خوشی خوشی سیر تماشے کے لئے لوگ دوڑے آئے کئی دن تک ایک عالم
کو دن رات شب برات تھی۔ غرض جسوقت یہ قیدی پادشاہ کے تخت کے نیچے آئے
تو پادشاہ نے تخت سے اُتر کر دو رکعت شکرانہ ادا کی۔ کب کلش نے جو خود مقید تھا۔ اور
ہندی شعر خوب کہتا تھا چشم و زبان سے سنبھا کیطرف مخاطب ہو کر یہ شعر ہندی کہا
جسکا مضمون یہ تھا کہ۔ اے راجہ تجھے دیکھ کر عالمگیر مین باوجود اس فر و حشمت کے
تخت نشینی کی طاقت نہ رہی اور بے اختیار ہو کر تیری تعظیم کے لئے تخت سے اُٹھ کر نیچے اترا
اسکو زندان خانہ مین بھیجا۔ اگرچہ بعض ہوا خوان کی مصلحت یہ تھی کہ ان تیرہ بختون کو
جان کی امان دیکر قلعون کی کنجیان سنبھا کے منصوبون سے طلب کیجے جا بجا اپنے
قلعہ دارون کو متعین کرین اور سنبھا کو قلعہ مین دائم الحبس کرین۔ مگر مقید یہ جانتے تھے
کہ آخر کار انکا سر دار پر چڑھے گا۔ اگر خواری و ذلت کے ساتھ محبوس و مایوس و محروم
لذت زندگانی سے رہی تو ہر روز انکے واسطے ایک مرگ تازہ ہوگا۔ دونو راجہ اور وزیر نے
پادشاہ کو ناشائستہ باتین کہتے۔ خدا کو منظور یہ تھا کہ رشتہ فساد کندہ نہ ہو۔ اور
پادشاہ کی باقی عمر عزیز اس مہم اور قلعہ گیری مین ختم ہو۔ اسلئے پادشاہ نے یہ چاہا کہ انکے
نخل حیات کو قطع کیجیے قلعے انکی کوشش سے فتح ہو جاینگے اسلئے وہ امان دینے پر اور
قلعون کے لینے پر راضی نہین ہوا۔ حکم دیا کہ دونو سنبھا اور کلس (کلوشا) کی زبانین
نکالین کہ وہ منہ سے ناسزا باتین نہ کہہ سکین۔ پھر انکی آنکھین نکالین اور دس گیارہ

مقرر ہوا تھا اُسنے ۲۶ صفر سنہ ۱۱۰۲ کو اس قلعہ کو فتح کر لیا فیروز نگر بھی اُسکا نام تھا۔

ایکدن دیوان عدالت العالیہ صلابت خان میر توزک نے اول ہی دفعہ ایک شخص کو بادشاہ کو دکھایا کہ وہ بنگالہ سے اُسے مرید ہونے کے لئے آیا ہی۔ بادشاہ نے جیب خاص سے ایکسو روپئے اور چہرہ طلا و نقرہ خان مذکور کو دیئے کہ اس شخص کو دیدے۔ اور کہدے کہ ہم سے جس فیض کا تصور ہو سکتا ہے وہ یہی ہے۔ جب خان نے اس شخص کو یہ چیزین دین تو اُسنے انکو اطراف مین پھینکدیا اور خود دریا مین جا گرا۔ خان نے فریاد کر کی اس ڈوبتے کو نکلوایا۔ بادشاہ نے توجہ باطنی سے سردار خان سے فرمایا کہ ایک شخص بنگالہ سے آیا ہے اُسکے دل مین یہ خیال باطل سمایا ہی کہ ہمارا مرید ہو

لوٹے لنیدی یا ورہ دیندی کہے نیچ چوہا کھندن یا ولی تو گل باندھے جھج

اس ہندی فقرہ کے الفاظ مشکوک ہین۔ تذکرہ چغتائیہ مین لکھا ہے کہ اینہر دو فقرہ بر زبان گوہر بار آوردنا۔ ہر کہ می فہمد بر کمالات صورت و معنی آن خداوند شیفتہ و والہ می گردد۔

سعادت خان عرف محمد مراد حاجب حیدرآباد اگرچہ بادشاہ کے خانہ زادون و عقیدت نشانون اور جان نثار فدویون مین تھا لیکن ایام حجابت مین وہ یہ چاہتا تھا کہ بادشاہ ابوالحسن کی عفو تقصیرات مین اسکے حال پر ترحم کرے۔ بعض مقدمات مین وہ آتش فروزی زیادہ نہین چاہتا تھا اور بادشاہ کی مرضی کے خلاف اُسنے دو تین مقدمون کو مخفی کیا تھا۔ ایک ان مقدمون مین سے یہ تھا کہ ابوالحسن نے جو سنبھا کو روپیہ دیا تھا اُسکی اطلاع بادشاہ کو نہین دی۔ اور ایسے ہی اور دو تین مقدمے تھے جنکے سبب سے گلکنڈہ کی فتح کے بعد اسکا منصب کم کیا گیا اور اسّی ہزار روپیہ جو ایام حجابت مین اسکو دیا گیا تھا وہ بازیافت ہوا۔ نو عدد خوانچہ جنمین دس لاکھ روپیہ کا جواہر تھا اور جنکو اُسنے اپنی حسن تدبیر سے ابوالحسن سے لیا تھا بعض ہمدموں نے سمجھایا کہ اسکے جواہر کو کم قیمت جواہر سے بدل لو مگر اُسنے بغیر کسی خیانت کے بادشاہی خزانچیون کے حوالہ ان خوانچون کو کیا تو جواہر خانے کے متصدیون

ایک آدمی بادشاہ کے پاس مرید ہونے کے لئے آیا۔

عالمگیر کے دربار میں بد اعمالی کا الزام۔

اسطرف روانہ کیا۔ اور خود تین رات دن ایلغار کرکے زمینداری کی حد مین مقبل بیجان گڈھ
دجرا کے گیا۔ جو دریاء تم بھدرہ کے کنارہ پر اسکے علاقہ مین واقع ہے۔ یہان اُسنے جنگ کی
اور سرداروں ہندوراؤ وایلکوجی برادر سنبھاجی و بھرجی و نانتیا گھورپڑہ کو قریب سو
آدمیون کے گرفتار کیا اور راجہ رام ہتیار کیا بلکہ چیرہ و جامہ و جوتیان چھوڑکر بھاگا۔
ایسا بھاگا کہ کسیکو خبر نہ ہوئی۔ اگرچہ اس بہادر نے یہ کارنمایان کیا مگر اسپر یہ شبہ ہوا کہ
اُسنے راجہ رام کی گرفتاری مین اغماض کیا اور رانی کی نسبت یہ مظنہ تھا کہ اُس کو
چھپاکر چھوڑ دیا۔ قیدی ارک بیجاپور مین مقید ہوئے اور جان نثار خان نے انکو تنگ
کرکے اُنسے پیشکش جرمانہ مین لی تعجب یہ ہے کہ ہندوراؤ و بھرجی اور چند اور سردار
بھاگ گئے اور باقی اُنکے آدمی قتل کئے گئے۔

سوانح سال سی وسوم ۱۱۰۰ھ

۲ شوال ۱۱۰۰ھ کو بادشاہ نے بخشی الممالک روح اللہ خان کو مرہٹون کے قلعہ راہچور کی
تسخیر کے لئے روانہ کیا۔ ۱۵ محرم ۱۱۰۱ھ کو اعتقاد خان نے قلعہ راہیری فتح کرلیا اور سنبھا
اور راجہ رام کے تمام ماؤن و عورتون اور بیٹون اور بیٹیون کو قید کرلیا جسپر شادیانہ فتح
بلند ہوا۔ عبدالرحیم خان مامور ہوا کہ وہ قلعہ راہیری مین ضبط اموال کرے۔ بادشاہ نے
حکم دیا کہ مادر سنبھا زن سیوا اور اُن کے متعلقون کے لئے گلال باری مین خیمے بقدر گنجائش
لگائے جائین اور انکو اعزاز و احترام سے ان مین اُتارین۔ ہر ایک کا سالانہ مقرر کیا گیا
بڑے بیٹے ساہو نہ سالہ کو منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار اور راجگی کا خطاب
و خلعت وغیرہ عنایت کیا اور اسکے چھوٹے بھائیون مدن سنگہ اودہ و دھو سنگہ کو حکم
دیا کہ وہ اپنی مان اور دادی مان پاس رہین انکی ہر ایک سرکار کے واسطے ایک منصبدار مقرر
کیا۔ اس سے مارکشتن و بچہ مارنگاہداشتن و آتش افروختن و اخگر گذاشتن کا نتیجہ بادشاہ کے
مرنے کے بعد ظاہر ہوا۔ جسکا بیان آگے ہوگا۔
۲ شوال ۱۱۰۰ھ کو بخشی الملک روح اللہ خان دشمنون سے قلعہ راہچور کی فتح کے لئے

اور کوئی دام و درم نہین وصول کرتے تھے اور اپنی مٹھی گرم کرکے چلے آتے تھے اور طومار ندارد دفتر
مین داخل کرتے تھے اور ایسے ہی نادار زمیندار و نکے ذمے پیشکش کا روپیہ ہوتا تھا اور اہلکار اس سے
متمتع ہوتے تھے۔ یہ قلم صاف کردیا ایکدن بادشاہ نے جب امانت خان کی دیانت و امانت
کی تعریف کی تو امانت خان نے بادشاہ سے عرض کیا کہ میری برابر خائن دوسرا نہ ہوگا کہ ہر سال اپنے
ولی نعمت کے کئی لاکھ روپئے رعایا و عمال کو کہ باقی دار ہوتے ہین معاف کردیتا ہون مین بادشاہ
سے امید عفو رکھتا ہون بادشاہ نے فرمایا کہ ہمنے معاف کیا اور ہم جانتے ہین کہ تو دنیا و آخرت کا
خزانہ ہمارے لئے جمع کرتا ہے۔ امانت خان مختلف دست آویزون پہ ہنود کو معافی جزیہ کے
پروانے لکھ دیتا تھا اور بادشاہ اجرائے جزیہ مین نہایت تقید کرتا تھا۔ رشید خان دیوان
خالصہ نے یہ پروانے بادشاہ کو دکھائے اور عرض کیا کہ نصف سے زیادہ ہنود کو امانت خان نے
جزیہ کی عدم مزاحمت کی سند حضور کی مرضی کے خلاف دیدی ہے تو بادشاہ نے امانت خان سے
فرمایا کہ مقدمات ملکی اور مالی مین معافی کو تم مختار ہو مگر جزیہ ہزار دشواری سے کفار پر جاری کیا
ہے اسکے معاف کرنے سے بدعت اور بند و بست جزیہ کی برہم خوردگی پیدا ہوگی امانت خان
نے جزیہ معاف کرنے سے دست کشی کی اور ساری عمر سوا غریبانہ رخت اور موٹے کپڑے کے
پیجامے کے نہ پہنا۔ لونڈی بھی کبھی نہین رکھی۔ چار نسل تک بلا فصل اسکے خاندان مین دیوانی دکن رہی
مرزا علی کی دیانت اس مرتبہ پر تھی کہ بادشاہ اسکو پیاپے اضافے اور خطاب عنایت کرتا تھا مگر
وہ انکار کرتا تھا۔ بادشاہ سے عرض کرنے مین وہ گستاخ تھا ایک مرد کو منصب کے لئے کھڑا کیا
بادشاہ نے کہا کہ وہ کم عمر ہے تو اسنے عرض کیا کہ جاگیر پانے تک وہ بندہ ہائے بادشاہی مین
ریش سفید ہوجائیگا۔ بادشاہ نے ایکدفعہ اسکو میوہ بھیجا دوسرے روز جو وہ آیا تو اس میوہ کی
عطا کی تسلیمات بجا لانی بھول گیا۔ بادشاہ نے اس میوہ کا مزہ اس سے پوچھا تو وہ پا مین
گیا۔ چار تسلیم مقرری اور اور چار تسلیم بجا لایا اور عرض کیا کہ یہ تسلیمات سجدۂ سہو ہے۔
ایک مقدمہ شرعی مین کہہ دیا کہ تورانی کی شہادت اعتبار کے قابل نہین ہے تو بادشاہ نے
فرمایا کہ تو نے پاس ادب نہین کیا کہ ہم بھی تو تورانی ہین۔

عرض کیا کہ نو عدد خوانچہ جواہر جنکے اوپر موم کی مہر کا نقش نہین ہی اور نہ ابوالحسن کے...
متصدیون کی سیاہہ مہری ہے وہ ہمارے سپرد کئے گئے ہین۔ پادشاہ نے فرمایا کہ اس
مہم مین ہم کو اسکی دیانت پر پورا اعتبار ہی۔ وہ واقعی ہمارا خانہ زاد ہے۔ ہماری گودیون
اور کندھون کا کھیلا ہوا ہی۔ حجابت مین چند کام ہماری مرضی کے خلاف کئے تھی
چشم نمائی ضرور تھی۔ اسکو پھر بحال کر دیا اور مرشد علیخان کا خطاب دیا۔ جو
اسکے باپ کا خطاب تھا تو اُس نے عرض کیا کہ مین اپنے تئین باپ کے خطاب کے قابل نہین جانتا
خانہ زاد کا خطاب عطا ہو۔ پادشاہ نے مسکرا کر یہی خطاب اسکو دیدیا۔ دیانت کا حال
اس زمانہ مین یہ تھا کہ بہت سے متصدی پیشہ صاحب غرض نفس پروری کر کے کسی متدین
نہین جانتی۔ دیانت امانت داری کو لغو فعل سمجھتے ہین لیکن عاقل صلاح شعار عاقبت
اندیش پر ظاہر ہی کہ آسمان کے نیچے انسان کے واسطے کوئی محمود خصلت بہتر امانت دیانت
سے نہین ہی۔ برکت عزت آبرو ترقی پائداری دولت و خلاصی بازخواست دارین۔
اور عاقبت بخیری اپنی اور اولاد کی دیانت و کم آزاری خلق اللہ مین ہے بشرطیکہ
یہ امانت داری خدا کی رضا کے لئے ہو جسمین خلق اللہ کو مضرت وایذا نہ پہنچانے کا قصد
ہو اور آبادکاری ملک پر نظر ہو نہ خوشنودی مخلوق کے لئے خلق اللہ کی گردن مارے
جو جماعت کہ اپنی نفس پروری اور امیر و وزیر کی خوشنودی کے لئے رعایا پر ظلم و تعدی
کرتے ہین۔ خدا تعالی اسی مخلوق کو انکی ہلاکت کے واسطے مقرر کرتا ہے اس پادشاہ کے
عہد مین بعض عمدہ ملازم دیانت مین مشہور ہین۔ عاقل خان خافی کے بعد امانت خان سے
باوجودیکہ وہ روز کار کارزار کرتا ہی مگر فقیر وضع زیست کرتا ہی وہ زیر دستون کی تالیف
قلوب کرتا مستمندون کے حال پر رعایت کرنے کو پادشاہ کے لئے مال جمع کرنے پر ترجیح دیتا تھا
ایام دیوانی دکن مین اورنگ آباد و خاندیس وغیرہ کی رعایا مالگزار پر اُسنے بڑا احسان
کیا کہ بارہ لاکھ روپئے کہ بابت باقی سنوات کے رعایای سقیم حال سی سرکار طلب کیاتی تھی
اور ہر سال منصبداران اہل دیوان کے احدی مقرر ہو کر انکے وصول کرنے کے لئے جاتے تھے۔

وصلاح بنوانے کی اجازت ہوئی تو بادشاہ کا غضب بتدریج کم ہوتا گیا۔ سردار خان محافظ کو بادشاہ ادعیہ ماثورہ دیتا اور کہتا کہ انکو اُس یوسف زندانی پہنچا دینے و کہدی کہ وہ انکے ورد سے شغل رکھے کہ ہمارا دل اسکی خلاص پر متوجہ ہو اسمین ایک بڑا نادر لطیفہ ہے کہ خان مذکور نے کہا کہ حضور کے اختیار مین چھوڑنا ہے پھر کیون دعائین پڑھواتے ہین۔ اسکا جواب بادشاہ نے دیا کہ ہان لیکن حضرت مالک الملک نے اپنی حکمت سے ہم کو ربع مسکون کا فرمان فرما کیا ہے جسجگہ مظلوم پر کوئی ظالم ظلم کرتا ہے تو وہ امیدوار ہوتا ہے کہ اس ظلم کی فریاد ہم سے کرے اور اپنی داد پائے بعض عوارض دنیاوی کے سبب اس شاہزادہ پر ہم سے ظلم ہوا اور ابھی وقت نہین آیا کہ اُس کو خلاص کرین اسکا سفر بجز درگاہ داور نہین ہی اس لئے اسکو امیدوار رکھنا چاہیئے کہ وہ ہم سے قطع امید نہ کرے اور خدا کے آگے نالش نہ کرے اور اگر وہ نالش کرے تو ہمارے بچنے کی کون سی جگہہ ہے؟ —

خافی خان لکھتا ہی کہ بادشاہ نے خواجہ سرائے محرم کے ہاتھ ایک قلمدان مع سازو قلم تراش بھیجا۔ صاحب عزت محبوسون کے پاس کارد اور حربہ خورد و کلان بھیجنا منع ہے خواجہ سرا سے بادشاہ نے کہدیا ہے کہ اگر شاہزادہ اس قلم تراش کے رکھنے مین تامل کرے تو اُسسے کہہ دینا کہ وہ عمداً بھیجا گیا ہے۔ اور اگر اسکو وہ بلامضائقہ رکھ لے تو اُسکا حال ہم سے کہدینا۔ پادشاہزادہ نے قلمدان مین جب قلمتراش دیکھا تو کہا کہ یہ غلطی سے آیا ہی۔ خواجہ سرا نے کہا کہ عمداً بھیجا گیا ہے تو اُسنے تسلیمات بجا لاکر اسکو رکھ لیا۔ بادشاہ سے یہ حال عرض کیا گیا تو اُسنے کہا کہ ہم اپنی فرزندون کی غیرت جانتے ہین۔ چند روز گذرے تھے کہ بادشاہ نے ایک حدیث اپنے ہاتھ سے لکھ کر دی جسکا مضمون یہ تھا کہ حافظ کلام اللہ کو ہر چند وہ سزاوار حبس ہو محبوس ابدی نہین کر سکتے۔ شاہزادہ کو ہزار سے زیادہ حدیثین حفظ تھین اُسنے جواب مین لکھا کہ اگرچہ حدیث مین حافظ قرآن کا حبس ابدی کرنا نہین آیا۔ مگر باپ بیٹے کو باوجود

شیخ الاسلام پسر قاضی عبدالوہاب قاضی القضات تھا۔ جھوٹی شہادتون کا بڑا رواج تھا۔ وہ گواہون کے گذرنے کے بعد بہت کمتر اثبات حق کرتا تا مقدور اہمین کوشش کرتا کہ مدعی و مدعا علیہ آپس مین صلح کرلین۔

اعتماد خان عرف ملا طاہر دیوان احمد آباد تھا۔ اُسکا حقیقی بھائی آقا محمد زمان جو تجارت کرتا تھا اعتماد خان کے گھر مین اترا اُسنے بھائی سے مال کی بابت دو سو روپئے طلب کئے اور چاہا کہ خود ادا کرے مگر بھائی نے یہ روپیہ دیدیا اور ناراض ہوکر بھائی کے گھر سے احمد آباد چلا گیا۔ اور کبھی بھائی کی صورت نہ دیکھی اور بہت سے ملازم دیانت دار تھے اگر سب کا حال لکھا جائے تو پھر تاریخ لکھنے کے لئے جگہ باقی نہ رہے۔

آغر خان کابل سے بادشاہ پاس آتا تھا۔ اکبر آباد کے نزدیک جاٹون نے ایک قافلہ کو لوٹا۔ اور اُسکو اور اسکی عورتون کو اسیر کرکے لے گئے۔ آغر خان کو جب اسکی خبر ہوئی تو انکی گڈھی کے نزدیک پہنچا اور آدمیون کو چھٹایا اور گڈھی کی تسخیر مین مصروف ہوا کہ بندوق کی گولی سے وہ اور اسکا داماد دونو کشتہ ہوئے۔ خانجہان بہادر کو کلتاش گڈھی سنسنی کے مسمار کرنے کے لئے مقرر ہوا تھا مگر اسکی سعی ناکام رہی۔ بادشاہ شاہزادہ محمد بیدار بخت کو اس گڈھی پر بھیجا جسنے حسب مدعا کام کیا۔

سوانح سال سی و چہارم سنہ ۱۱۰۱

۱۹ صفر سنہ ۱۱۰۲ کو عمدۃ الملک اسد خان دریائے کشنا کے پار بھیجا گیا۔

سوانح سال سی و پنجم سنہ ۱۱۰۲

۹ رمضان سنہ ۱۱۰۲ کو بادشاہزادہ محمد کام بخش ولایت جنجی کے مفاسد کی اصلاح اور غنیم کی استیصال کے لئے بھیجا۔ بخشی الملک بہرہ مند خان اور بڑے بڑے امیر شاہزادہ کے ساتھ بھیجے گئے۔

جب بادشاہزادہ محمد معظم مقید ہوا تو عتاب شاہی ایسا تھا کہ اسکو حکم تھا کہ وہ حجامت و اصلاح نہ بنوائے۔ ناظر خدمت خان کی سفارش سے اُسکو ایک مدت کے بعد

کارکا دفعیہ کرنے پائے - باقی کی قلت اور منصبدارون کی کثرت سی خصوص بے شمار مرہٹون نوکرنیون کے عمدہ منصبون پر مقرر ہونے سی خانہ زادون کو اکثر چار پانچ سال جاگیر میسر نہین ہوتی تھی جب یہ سوہی خان دیوان تن ہوا تو یہ مقرر ہوا کہ نو ملازم منصبدارون سی مچلکا لیا جائے - کہ یادداشت کی تیاری کے بعد جاگیر پانے تک وہ ایام مابین کی طلب کا دعوی نہ کرین - جب جاگیر ملجای اور اسمین کوئی تغیر ہو تو اس تاریخ تک کہ پھر جاگیر تنخواہ ملے ایام مابین مجاسبہ مین محسوب ہون - پہلے جو شخص ملازم ہوتا تھا وہ تعینات کیا جاتا تھا - اب سوہی خان نے یہ مقرر کیا کہ جبتک وہ جاگیر نہ پائے کہین تعینات نہ کیا جائے - مگر وہ اپنے اختیار سے کہین تعینات ہو جائے -

سوانح سال سی و شش ۱۱۰۳

اس سال کے اواسط یا اوائل مین بادشاہ گورگانون و شکارپور سے کوچ کرکے ظفرآباد بیدر مین آیا کچھ دنون ٹھہر کر گلکہ مین کہ توابع بیجاپور سے ہی - اور ایک روزہ اُس سی مسافت رکھتا تھا کوچ اور چھاونی کا حکم دیا -

ھ اور الف کا حال

فضائل خان جو دارالانشاء کی خدمت پر مامور تھا - بادشاہ سے عرض کیا کہ بعض بلاد معموری و قلعہ جیسے کہ مالوہ و بنگالہ و بگلانہ و پرنالہ ہین - انکے آخر مین بموجب رسم خط و زبان ہندی کے بجائی ھ کے الف لکھنا مناسب معلوم ہوتا ہے - بادشاہ نے اسکو پسند کیا اور حکم دیا کہ بجائے ھ کے الف لکھا جایا کرے - بادشاہ کو معلوم ہوا کہ سنبھا کے بھائی راجہ رام کو

راجہ رام

بعض قصبون کے سردارون نے بھائی اور باپ کی جگہہ پر بٹھایا ہی اور اسکے لئی بہت لشکر فراہم کیا ہی اور اسکو قلعہ سے نکالا ہے اور اُسنے فوج کی استمالت کرکے عمدہ فوجین بھائی اور باپ کی طرح جابجا نامی نوکرون کے ساتھہ تاخت و تاراج کے لئے بھیجی ہین -

پرتگیزون کا حال

شاہجہان کے عہد سلطنت مین نصاریٰ کا حال بیان ہو چکا ہے کہ سمندر کے کنارہ پر بنادر ہند مین رہتے تھے - بادشاہ پرتگال کے منصوبون نے اکثر بادشاہ کے بنادر و بلاد کنار دریائے شور پر پہاڑون اور قلب مکان کی پناہ مین قلعے بنائی ہین اور دہات آباد کیئے ہین - اکثر امور مین اپنی آبادی کی ہوئی رعایا کے ساتھہ کمال رعیت پروری کرتے ہین - کوئی تکالیف شاقہ نہین پہنچاتے - اور

احترام حفظ کلام اللہ حبس ابدی کر سکتا ہے۔ پادشاہ اس جواب سے بڑا خوش ہوا۔ حبس مین تخفیف ہوئی اور پھر رہائی ہوئی۔

اخراج ابوالخیرخان از قلعہ راجگڈھ

ان دنون پادشاہ پاس خبر آئی کہ قلعہ راجگڈھ جو سنبھا و سیوا کا حاکم نشین تھا اور پادشاہ کے ہاتھ بہت محنت سے ہاتھ آیا تھا۔ ابوالخیر وہان پادشاہ کی طرف سے قلعہ دار تھا سنبھا کے مقید ہونے کی خبر سے پہلے مرہٹون نے اپنے غلبہ اور تسلط کے اظہار کے لئے ابوالخیرخان سے کہا کہ قلعہ خالی کر دو۔ اس قلعہ دار نے جان و مال و عیال کی امان کا قول لیا اور رات کو دو تین زنانہ سواریون کو دو تین ڈولیون مین بٹھایا اور باقی مستورات کو پیادہ پا ساتھ لیا اور اسباب کے چند پٹارے و صندوق و زر نقد و زیور وغیرہ ہمراہ لیکر قلعہ سے نکلا۔ مرہٹون نے باوجود قول امان سارا اسکا اسباب لوٹ لیا اور بڑی بے عزتی سے ابوالخیرخان اور اسکے ناموس کو چھوڑ دیا وہ فیروز جنگ کے لشکر مین چلا آیا۔ پادشاہ نے اسکو منصب و جاگیر سے معزول کیا اور بندر سورت مین حج کے لئے بھجوا دیا۔ تا ایک پیر کی سفارش سے وہ پھر اپنے منصب پر بحال ہو گیا۔

اٹھانا نرخی کا

ان دنون مین سال حال کے آخر تک کل بلاد مین جا بجا نرخی مقرر تھے۔ علماء و فضلاء نے پادشاہ کے خاطرنشان کیا کہ تعین نرخ خلاف شرع ہے۔ ہر فروشندہ کو اپنے مال کا اختیار ہے کہ جس نرخ و قیمت پر چاہے بیچے اسلئے پادشاہ نے حکم دیا کہ کل بلاد مین سے نرخی موقوف کئے جائین اور کسی کو نرخ کی خدمت نہ دی جائے اور ایک اور حکم یہ ہوا کہ بندہا سے پادشاہی کے منصب کی یادداشت مرتب ہونے کے بعد منصبدارون کے پاس ہوتا ہے وہ بخشیون کے دفتر مین رہے اور سررشتہ بہرہ دفتر کا جدا ہے۔ وہ اس یادداشت مین لکھا جائے۔ محاسبہ جاگیرداری کی طرف رجوع کرے اکثر طلب کار منصبدارون پر نکلتی اور اس سبب سے رجوع محاسبہ کے لئے سزاوار تعین ہوتے اور منصبدار کے بیچ خرچ کرکے رجوع محاسبہ کی راہ سے

نوآئنہ کا ان مین مروج ہے۔ اور سوا اس سکے کے جسکو اشرفی کہتے ہین ایک اور تانبے کا سکہ
ہے جسکو بزرگ کہتے ہین ایک فلوس کے چار بزرگ ہوتے ہین۔ اضلاع کوکن مین بادشاہ کا حکم انکے
ملک مین چلا نہین اور لڑکی کی شادی کرنے کے وقت دہات کو اسکے جہیز مین دیدیتے ہین
گھر کے اندر باہر کا کل اختیار بیوی کے ہاتھ مین ہوتا ہے۔ بیویان شوہر پر تسلط رکھتی ہین
انکے مذہب مین ایک بیوی کے سوا دوسری بیوی کرنی جائز نہین پرتگیزون کا سب سے بڑا
کپتان گووہ مین رہتا ہے اور سب کپتان اس کے محکوم ہوتے ہین جب بادشاہ کو پرتگیزون
کی زشتی اعمال پر اطلاع ہوئی تو ابتدا مین معتبر خان فوجدار گلشن آباد کے نام حکم صادر
ہوا کہ وہ اور فوجدارون و حبشیون کی مدد لے کر اس ضلع کے جہال سے اس طائفہ کی
استیصال اور اخراج مین کوشش کرے۔ معتبر خان اورون کی کمک و مدد کا محتاج نہ ہوا بہت
زیادہ رکھتا تھا۔ قلعہ گیری کا سامان جمع کرکے پرتگیزون کے دہات پر تاخت و تاراج
شروع کی اور ایک دو چھوٹے قلعون پر کہ مصالح جنگ نہین رکھتے تھے۔ تاخت و یورش کی
جنگ میدان مین یہ جماعت عاجز ہے اور بندوق و شمشیر کو پہونچنے کی صورت رکھتی
ہے اور ہتیار نہین رکھتے۔ اوران پاس گھوڑے نہین ہوتے ہین۔ وہ پہلے حملہ مین بھاگ
گئے اور بہت سے پرتگیز قلعہ دمن او بسی مین چلے گئے۔ اور ایک جماعت فرنگیون کی
مع زن و فرزند اسیر ہوئے۔ دو قلعے چھوڑ کر وہ بھاگے وہ معتبر خان کے قبضہ مین آئے اور اس
قوم مین ایک تہلکہ پڑگیا اور قلعہ دمن اور بسی مین آنکر انکے برج و بارہ کو مستحکم کرنے لگے
کوکن عادل شاہی کے تعلقہ کے کپتان گووہ کو اسکی اطلاع ہوئی وہ بجائے صوبہ دار
کل اور نائب مستقل پرتگال کا ہے۔ یہ جماعت اپنے تئین دریا کا صاحب اختیار
جانتی ہے اور بروئے دریا پر جنگ جہاز مین جیسا وہ تردد کرتے ہین ایسا کسی اور
قوم سے نہین ہو سکتا اُسنے عرضداشت کمال تضرع اور عجز کے ساتھ بادشاہ کی
اور مقربان حضور کی خدمت مین بھیجی جسمین مندرج تھا کہ ہم تمہاری طرف سے
بے تنخواہ کے نوکر ہین جو بروے دریا کے مفسدون کے شر کو دور کرتے رہتے ہین۔

مسلمانون کے واسطے ایک جدا پورہ آباد کیا ہی۔ اور ایک مسلمان کو اس مین قاضی مقرر
کیا ہے۔ معاملات جزئی اور نکاح کی تنقیح اسکے حوالہ کئی ہین لیکن ہان رواج بانگ وصلوٰۃ
کی صلا نہین اگر کوئی نامراد مسافر انکے تعلقہ مین وارد ہوتا ہے۔ اگرچہ اُسکو ضرر نہین پہنچاتے
لیکن وہ نماز بلا تشویش نہین پڑھ سکتا دریا مین برخلاف انگریزون کے جہازون پر دست تعدی
نہین دراز کرتے مگر اس جہاز پر جسکا قول موافق اور دستور مقرری کے حاصل نہ ہوا ہو۔ یا عرب
ومسقط کا جہاز ہو کہ ان دونو فرقون سے انکو قدیم عداوت ہی اور قابو پا کر ایک دوسرے
جہاز پر تاخت کرتے ہین۔ یا بندر دوردست کا کوئی جہاز معیوب تباہ ہو کر انکے ہاتھ
مین آیا ہو تو اُسکو وہ اپنا شکار سمجھتے ہین پر ان امرا کا ظلم یہ ہی کہ انکے تعلقہ کی رعایا مین کوئی
مرجائے۔ اور اسکا کوئی فرزند نابالغ ہو اور پسر کلان نہ ہو اُسکے اطفال کو اپنے بادشاہ کے سرکار
بیت المال جان کر اپنے کلیسا کے معبد خانہ مین لیجاتے ہین پادری انکا اسکو احکام مذہب عیسائی
سکھاتا ہے خواہ وہ سید مسلمان کا یا برہمن کا لڑکا ہو اسکو اپنے مذہب مین لاتے ہین اور غلامون
کی اُنسے خدمت لیتے ہین۔ کوکن عادل شاہی مین دریا کے متصل انکا قلعہ معمورہ گوہ متہور ہے
وہ پرتگیزون کا حاکم نشین ہے اور پرتگال کی طرف سے مستقل کپتان وہان رہتا ہے اور
بنادر اور دہات سیر حاصل آباد کئے ہین سوا انکے چودہ پندرہ کوس سورت سے مائل جنوبی
طرف سرحد بمبئی تک تعلقہ انگریز و سرحد حبشیون کی ہے جسکو کوکن نظام شاہی لکھتے
ہین۔ پرگنات بگلانہ کے عقب پہاڑون کی پناہ مین اور گلشن آباد کے جبال شوارگند
کے جوار مین۔ آٹھ سات قلعے چھوٹے بڑے بنائے ہین۔ انہین سے دو قلعون کا نام دمن اور
بسی ہے جنکو سلطان بہادر گجرات کے قول اور اذن کے بہانہ سے بنایا ہے اور ان کو
کمال مستحکم کیا ہے اور اس مین دہات آباد کئے ہین اگرچہ یہ ملک جو انکے تصرف مین ہے چالیس
پچاس کوس طول مین ہی مگر عرض مین ڈیڑھ کروہ سے زیادہ نہین وہ پہاڑ کی ترائی مین
جنس اعلیٰ مثل نیشکر و اننانس و برنج کی کاشت کرتے ہین اور انکی زمین مین اشجار نارجیل و
فوفل بہت ہین اور بہت محصول کا روپیہ حاصل کرتے ہین اور ایک سکہ فرنگ قیمتی

اہل دیوان کو حکم دیدیا کہ اسکا بندوبست کیا جائے۔ خربوزہ کا محصول از روئے جمع بیت مقرر ہوا پہلے بادشاہی باغوں کے دروازے کھلے رہتے تھے خلقت اُس سے متمتع ہوتی تھی۔ مگر محرم خان نے حکم دیا کہ سب باغات کے دروازے مقفل رہیں اور خاص حالتوں میں وہ کھولے جائیں۔

ابوالحسن کی لڑکیاں

ابوالحسن کی چار لڑکیاں تا کدخدا تھیں۔ بڑی لڑکی نے شادی سے انکار کیا اور یہ درخواست کی کہ میں بادشاہ کے ہاتھوں پر وضو میں پانی ڈالنے پر مقرر ہو جاؤں مجھے اس پر فخر ہے۔ ورنہ باقی لذات دنیا سے مجھے اجتناب ہے۔ بادشاہ نے اسکا یہ مسئلہ مقرر کردیا اور اسکو باپ پاس بھیج دیا۔ ایک بیٹی کی شادی سکندر بیجاپوری سے کرکے اسکو حبس میں اسکا ہمدم بنایا اور تیسری لڑکی کا عنایت خان پسر اسار خان سے عقد باندھا۔ اور چوتھی لڑکی کو نقشبندیہ خاندان میں بیاہ دیا جسکو ابوالحسن نے پسند نہیں کیا۔

روح اللہ خان کی وفات

روح اللہ خان میر بخشی کہ اُمرائے موروثی میں تھا اور بادشاہ کے مزاج سے آشنا تھا اور خلق کی برآمد کار میں کوشش کرتا تھا وہ مر گیا تاریخ وفات اسکی (روح در تن ملائک ماندہ) ہوئی۔ بادشاہ اسکی عیادت کو گیا اور اسکی مغفرت کے لئے دعا پڑھی۔ اُسنے یہ شعر پڑھا ؎

چہ بناز رفتہ باشد زجہان نیاز مندے ۔۔۔ کہ بوقت جانسپردن بسرش رسیدہ باشے

محمد باقر حاکم مندسور کسی قصور کے سبب سے سورت سے بدلا گیا۔

سید سعد اللہ کی سفارش

فضیلت پناہ سید سعد اللہ نے جو بڑا عالم متبحر تھا اور اسکی تحریر بادشاہ پر پورا اثر کرتی تھی اور بادشاہ اپنے دستخط خاص سے اسکو خطوط لکھا کرتا تھا۔ وہ ارباب حاجت کی سفارش میں زیادہ جرأت کرتا تھا۔ اُسنے محمد باقر اور ایک اور حکیم کی سفارش کی۔ بادشاہ نے دونوں کے قصور معاف کردیے مگر سید صاحب کو لکھا کر بھجوا دیا کہ آپ فقیر اور فاضل ہیں علماء و فقرا کے باب میں لکھا کیجیے لیکن ایسے آدمیوں کے بارہ میں

فرمانروایان سلف نے ہمارے بزرگون کو زمین کا ایک پرچہ نا کارہ کنارہ دریا پر دیا تھا
اسکو آباد کرکے آپ کی خدمت بجالاتے ہین اگر ہمارا رہنا حضور کی مرضی کے خلاف ہو تو ہم
خانہ بدوش ہین اور ہمارا اصلی گھر اور مکان روے دریا ہے جہازون مین سوار ہوکر محافظت
دریا مین مشغول ہون گے۔ ہمارے پادشاہ کا حکم ہی کہ ہندوستان کے پادشاہ سے مقابلہ
و پرخاش نہ کرنا۔ اُنھون نے پادشاہ کے حواشی و صاحب اختیارون کے لئے تحفے و ہدیے بھیجے
تھے۔ مقربان شاہی نے پادشاہ کی خاطر نشان کیا کہ جب تک خشکی کے بندوبست اور مرہٹون
کے قلع سے بالکل خاطر جمع نہ ہو پرتگیزون سے بگاڑ کر زنبور خانہ دریا کو شورش مین نہین لانا
چاہئے۔ اسلئے پادشاہ نے پرتگیزون کی تقصیر معاف کر دی اور اسیران فرنگ کے چھوڑنے
کا حکم معتبر خان پاس بھیجدیا۔

فتح قلعہ جات

مرزبانان جنجی و جنجاور توابع بیجاپور مشہور سرکش تھے۔ اور خزانہ اُنکا معمور تھا وہ سنبھا
مقتول کے منصوبون مین سے تھے اور قدیم سے رام راجای بیجانگر کے ملک مین سے وہ کہے جاتے تھے
اور ہمیشہ بیجاپور کے فرمانروایون سے مخالفت کرتے تھے 2 و تین مضبوط قلعے باہم پیوستہ اُن
پاس تھے وہ زیادہ شوخی کرتے تھے۔ شاہزادہ کام بخش اُنکی تنبیہ کیلئے مقرر ہوا جمدۃ الملک
اسد اللہ خان اتالیق اور اعتقاد خان جسکو خطاب ذوالفقار خان نصرت جنگ کا ملا تھا۔
ہراول مقرر ہوا اور عبدالرزاق خان لاری کو کن عادل شاہی کا فوجدار مقرر ہوا۔

محصول خربوزہ

ابتدا سے کہ تیموریہ کے تصرف مین ملک دکن آیا۔ خربوزہ گرما کا محصول معاف تھا
دریا کے کنارون کے ریتی مین غریب غربا خربوزہ بوتے ہین اُنکے محصول سے عمال پادشاہی
اور جاگیردارون کے تصرف مین کوئی دام و درم نہین آتا تھا اور سررشتہ زمینداری
اور تنخواہ اہل دیوان مین وہ داخل نہ تھا اندنون مین کہ محرم خان عرف خواجہ یاقوت
کل باغات شاہی کا داروغہ مقرر ہوا اور اُسکو معلوم ہوا کہ دریا کے کنارون پر فالیز
کا کچھ بندوبست نہین ہے اُسنے پادشاہ سے عرض کیا کہ خربوزون کا محصول
نہین لیا جاتا اس سبب سے بہت روپیہ رائگان جاتا ہے۔ پادشاہ نے

کہ سنا شاہزادہ معز الدین پرنالہ کا محاصرہ کر رہا ہے اُسنے بمصلحت یہ جانا کہ آپ خود بیرم پوری جاکر انتظام کرے۔

شروع سال سی و ہفت سنہ ۱۱۰۴

بادشاہ کے حکم کے موافق فیروز جنگ نے بہادر گڈھ مین چھاونی ڈالی تھی اُسکے نام حکم گیا کہ خود جریدہ جاکر مخالفون کی تنبیہ کرے۔ اور اس ضلع کے قلعون کو تسخیر کرے۔ سنبھا کے مقتول ہونے کے بعد راجہ رام کی طرف سے ملک قدیم و جدید کی تاخت و تاراج کے لئے مرہٹون کے نامی سردار پھیل گئے تھے۔ اور افواج بادشاہی کے اطراف مین شوخی و دست اندازی حد سے زیادہ شروع کی جسکی تفصیل مین قلم رنجہ کرنا سررشتہ سخن سے دور پڑنا ہے۔ ان سب سردارون مین دو سردار سنتا گھوڑپورا اور دھنا جادو بڑے بڈھے تھے۔ پندرہ بیس ہزار سوار جنگی انکے پاس موجود تھے اور اور مرہٹے صاحب فوج انکی اطاعت و رفاقت کے لئے موجود تھے۔ بادشاہی فوج کے سردارون کو اُسنے چشم زخم عظیم پہنچا سنتا جی نے مشہور معمورون کی تاراج مین اور عمدہ امرا و سرفوج شاہی کے مقابلہ مین ایسی شہرت پائی تھی کہ جس سے کسی کا اُسکی مقابلہ و مقاتلہ ہوتا اسکو سوا اسکے چارہ نہ تھا کہ کشتہ ہو یا زخمی ہوکر اسیر ہو۔ یا ہزیمت پاکر فوج و بہیر کو غارت کراکے جان بچانے کو دوبارہ زندگی جانے۔ جس طرف وہ بیکار کے لئے جاتا لشکر شاہی لرزنے لگتا۔ اور کوئی ذی وقار امیر بادشاہی اسکے مقابل مین کمر نہ باندھتا۔ چنانچہ اسمٰعیل خان یکہ تاز جو دکن کے مشہور سردارون مین تھا اسکے مقابلہ مین اول ہی حملہ مین اپنی جگہ سے ہل گیا اور تمام فوج اسکی غارت ہوئی اور زخمی ہوکر اسیر ہوا۔ بہت روپیہ دیکر چھوٹا۔ اسی دستور پر رستم خان عرف شرزہ خان ضلع ستارہ مین اس سے لڑا۔ ساری بہیر اور جو کچھ پاس تھا برباد گیا گرفتار ہوا۔ بہت روپیہ دے کر نجات پائی۔ ایسے ہی علی مردان خان عرف حسین جنگ حیدرآبادی شش ہزاری نے سنتا سے کارزار کرکے بہیر اور فوج کو برباد کیا۔

مرہٹون کی بادشاہی افواج سے لڑائیان

جو ظلم کا پیشہ اختیار کرنیوالے ہین کچھ نہ لکھا کیجیے اسلیئے کہ نص کلام اللہ ہے کہ ظالم کی اعانت کرنی ظلم مین شریک ہونا ہے۔

مہم دکن کو بڑا امتداد ہوا۔ تیموریہ خزانہ اندوختہ خالی ہوا پائے باقی کی قلت اور ارباب طلب کی کثرت حد سے گذری۔ روح اللہ خان کو نئے ملازمون کی مثل پیش کرنیکا شوق تھا۔ بادشاہ نے ایک دفعہ بیدماغی سے اسے کہا کہ ہمنے بار بار کہا ہے کہ نوکر ہمکو درکار نہین۔ تو کسواسطے آدمیون کو جواب نہین دیتا۔ روح اللہ خان جواب عرض کیا کہ ہندوستان کی دولت سلطنت خداداد ہفت اقلیم کی سلاطین کا ملجا ہے۔ ہم خانہ زادون کی زبان سے ارباب حاجت کے لئے کلمہ یاس نکلنا پاس ادب سے دور ہے۔ عرض کرنا ہمپر واجب ہے۔ قبول کرنیکا اختیار ولینعمت کو ہے۔ ان ہی دنون مین مخلص خان بخشی ہوا وہ چاہتا کہ مین روح اللہ خان سے بھی زیادہ خلق پر در فیض کھولون۔ وہ نئے ملازم رکھنے پر زیادہ جرأت کرتا تھا۔ بادشاہ ان بخشیون پر بہت خفا ہوا کہ ہمنے بار بار حکم دیا کہ ہمکو نوکر درکار نہین پھر تم کیون نوکر رکھتے ہو اور اسکی قباحت کو نہین سمجھتے۔ دونو بخشی خفا ہو کر گھر جا بیٹھے۔ اور پیشکارون سے کہہ دیا کہ آدمیون کو جواب دیدو۔ نئے ملازمون کی سند و اسناد جاری نہ کرو۔ پس ارباب حاجت کے لئے دروازہ بند ہوا۔ ایک جماعت برسون سے یادوی کر رہی تھی مایوس ہو کر فکر فاسد کرنے لگی خیمہ خیمہ پر بڑی پھرتی تھی۔

ہرکارون کی زبانی معلوم ہوا کہ راجا رام نے جابجا ملک کی تاخت کے لئے اور قلعون کی تسخیر کے واسطے جو بادشاہ کے قبضہ مین آئے ہین فوجین بھیجی ہین چنانچہ توابع بیجاپور مین بہت بڑا مضبوط قلعہ پرنالہ تھوڑے تردد سے راجہ رام کے منصوبون کے تصرف مین آ گیا ہے۔ قلعہ دار بادشاہی نے اس وقت کہ کار ہاتھ سے جا چکا تھا خبر پاکر لاحاصل دست یازی کی اور زخمی ہو کر اسیر ہوا۔ بادشاہ یہ خبر سنکر بہت افسردہ ہوا اور اسنے کہا کہ پرنالہ نہ رفت بیجاپور رفت۔ بہرہ مند خان کو بھیجنا چاہا تھا

اعظم بخشی کو نوکر رکھنے سے منع

قلعہ پرنالہ کا مرہٹون کے قبضہ مین آنا۔ ۱۱۰۹ھ

اس ناخوشنودی کو اور بڑھا دیا - بہرہ مند خان نے شاہزادہ سے ایسی چکنی چپڑی باتین بنائین کہ اسنے بادشاہ پاس جانے کی اسکو اجازت دیدی - جنجی مین لشکر آیا ---- خان نصرت جنگ نے استقبال کیا اور ملازمت حاصل کی - دیوان خانہ مین بادشاہزادہ بیٹھا - جمدۃ الملک اور نصرت جنگ و سرافراز خان نے بیٹھنے کی اجازت پائی - سید لشکر خان پسر سید جہان خان بارہ جو نصرت جنگ کی ہمچشمی کا متوقع تھا اسکو بیٹھنے کی اجازت نہ ہوئی تو وہ دیوان سے رنجیدہ ہو کر چلا گیا اس مقدمہ کو آدمیون نے پدر و پسر کی سعایت کے لیئے بادشاہزادہ کے ساتھ مقدمہ مرتب کیا اور انکو یہ سمجھایا کہ بادشاہزادہ تمہارے حال پر متوجہ نہین ہوا اس اثنا مین شاہزادہ اور راجہ رام کے درمیان مراسلت مخفیہ ہونے لگی - نصرت جنگ اس بات سے آگاہ رہتا تھا - وہ قلعہ کے اندر ہزار روپیہ روز جاسوسون کو دیتا تھا اس از و نیاز کی باتون پر حقیقی اطلاع اسکو ہوئی تو باپ بیٹون نے بادشاہ کو اطلاع دی اور بادشاہ کی اجازت سے وہ مجاز ہوئے کہ راو دلپت بوندیلہ کو شاہزادہ کے دولت خانہ پر شب و روز حلقہ در بنایا جمدۃ الملک کی بے اجازت سواری اور دیوان اور مرد بیگانہ کی آمد و شد نہ ہوتی لیکن آنز گی برملا ہوئی قلعہ کے جاسوسون سے یہ امر محقق ہو گیا کہ شاہزادہ اس سبب سے کہ جمدۃ الملک اور نصرت جنگ سے موافقت نہین رکھتا وہ اپنے لوگون کے ساتھ اندھیری رات مین قلعہ جنجی کے اندر جانے کا ارادہ رکھتا ہے - پدر و پسر نے رؤسا لشکر سے مشورہ کیا - سب نے متفق ہو کر چوکی اور دار و گیر کو بادشاہزادہ کے دروازہ پر زیادہ کیا اور ایک دوسرے کے مشورت سے دور قلعہ کے تھانہ دارون کو طلب کیا یون دفعۃً واحدۃً جو دور قلعہ سے سپاہ اوٹھی غنیم مطلع ہوا - وہ اپنی توزک جمعیت کے ساتھ مقابلہ مین آیا - لڑائی ہوئی - جمدۃ الملک کو بادشاہزادہ کی نگاہ کی محافظت مین اور نصرت جنگ کو مورچال مین کلان توپون کے اور قلعہ گیری کے مصالح اٹھانے مین ایسی فکر پیش آئی کہ وہ تھانہ دارون کی کمک نہ کر سکے ہر ایک نے اپنے لئے آپ تدبیر کی - اسمعیل خان نے

وہ خود زخمی ہوا اور ایک جماعت اسکے ساتھ زخمی ہو کر گرفتار ہوئی۔ وہ دو لاکھ روپیہ دیکر اور اسکے ہمراہی اور روپیہ دیکر رہا ہوئے۔ سرحد کرناٹک پر سنتاجی سی جان نثار خان اور تہور خان سی لڑائی ہوئی۔ جو مرہٹون کی تنبیہ کے لئی مقرر ہوئے تھی۔ فوج بادشاہی کو بڑی ہزیمت ہوئی۔ تمام فوج اور توپخانہ اور بہیر غارت ہو گیا۔ جان نثار خان زخمی ہو کر بہت کوشش کر کے جان کو سلامت لے گیا۔ تہور خان مردون اور زخمیون مین پڑا۔ دوبارہ عمر پانے کو غنیمت سمجھا اور ایسے بڑے بڑے آدمیون کو جو لڑائی مین شریک تھے صدمہ پہنچا بہت سے مقید ہوئے بعضون نے حیلون سے جان بچائی۔ جب بادشاہ کو یہ خبرین ہوئین تو وہ دل مین بڑا رنجیدہ ہوا۔ مگر بظاہر یہ کہا۔ بندہ کا اختیار نہین ہے۔ سب کچھ خدا کی طرف سی ہے۔ مراد خان نے خان جہان سی بادشاہ کے اس مقولہ کو عرض کیا تو اسنے کہا کہ یہ خبر ہے عالم بالا مین عرض مکرر نہین ہوتی کہ دیوین لیوین جس کسی کو روز ازل مین دیدیا دیدیا۔

جمدۃ الملک قلعہ نندیال کو فتح کر کے کھریہ مین آیا تھا جو سرحد کرناٹک حیدرآباد پر ہی مین چھاؤنی ڈالی تھی۔ شاہزادہ کام بخش کو بادشاہ نے قلعہ واکن کھیرہ کی فتح کے لئی بھیجا تھا اور اس مہم کے اہتمام کے لئی بخشی الملک بہرہ مند خان کو اسکا شریک کیا تھا جب اس خدمت پر بخشی الملک روح اللہ خان مامور ہوا تو بادشاہ کے حکم سی وہ جمدۃ الملک کی کمک کے لئی مقرر ہوا جب وہ کھریہ آیا تو بادشاہ کا حکم آیا کہ وہ جمدۃ الملک کے ہمراہ ذوالفقار خان نصرت جنگ کی کمک کو جاے۔ وہ قلعہ جنجی کا محاصرہ کر رہا تھا۔ غنیم کے ہجوم سی اور رسد کے نہ پہنچنے سے اسپر کار دشوار ہو رہا تھا بادشاہزادہ جوانی کی قوت رکھتا تھا۔ خوشامد دوستی کے فریب مین آیا ہوا تھا صاحب تجربہ آخر بین کی باتون پر توجہ نہین کرتا۔ آخر مسافت بعید منزل بمنزل قطع کرتا تھا اور اس ضمن مین سیر و شکار بھی ہوتا جاتا تھا اور گھوڑے پر سوار ہو کر اول سے آخر تک راہ چلتا تھا۔ جمدۃ الملک بڈھا تھا۔ وہ ادب کی رعایت کر کے گھوڑے پر شہزادہ کے ساتھ جاتا تھا۔ مگر گھوڑے پر سوار ہونے سی وہ ناخوش و آزردہ خاطر ہوتا تھا۔ زبین الفت مین گلہ و شکوہ کے اندر دانہ کلفت ہوتا ہے اس سی مخالفت پیدا ہوئی اور بد اندیشون نے

سوانح سال سی و ہشت ۱۱۰۵

انتقال امیر الامرا

امیر الامرا شائستہ خان ناظم اکبر آباد کا انتقال ہوا وہ محاسن خلاق مین شہرۂ آفاق تھا اُسنے لاکھون روپیہ خرچ کرکے بہت پل بنائی اور سرائین تعمیر کرائین۔

ممانعت سواری

بادشاہ نے حکم دیا کہ حضور مین اور تمام صوبجات مین سوا راجپوت کے کوئی اور ہندو ہتیار باندھے فیل و پالکی و اسپ عراقی و عربی پر سوار نہ ہو۔

جہاز گنج سوائی

ایک پادشاہی جہاز کا نام گنج سوائی تھا کہ بندر سورت مین اُسسے بڑا کوئی جہاز اور نہ تھا۔ ہر سال وہ بیت اللہ کو جاتا تھا۔ مکہ و جدہ مین ہندوستان کی اجناس بیچنے سے ڈھائی لاکھ روپیہ نقد و زر سرخ و ریال حاصل ہوئے تھے وہ اس مال کو لئے بندر سورت کو آتا تھا محمد ابراہیم ناخدا تھا جسنے آہنی حلقے بنا کے اپنے ساتھ لئے کہ دریا مین غنیم کو اور اسکے جہاز کو گرفتار کرے اس جہاز مین اسی توپین تھین اور سوا اسکے اور چار سو صندوق اور آلات جنگ کے موجود تھے۔ بندر سورت سے اٹھ نوروز کی راہ پر جہاز تھا کہ مقابل مین ایک انگریزی جہاز نمودار ہوا۔ جو پادشاہی جہاز گنج سوائی کی نسبت بہت چھوٹا تھا اور تیسرے چوتھے حصہ کی برابر مصالح جنگ رکھتا تھا۔ جب انمین گولہ رس فاصلہ رہا تو جہاز شاہی سے ولندہ ایک توپ غنیم کی طرف چھوڑی گئی بدنصیبون کی شامت سے یہ توپ پھٹ گئی اور اسکے لوہے کے ٹکڑون کے لگنے سے تین چار آدمی ضائع ہوئے۔ اور اسی اثنا مین دشمن کے جہاز کا گولہ جہاز گنج سوائی کے چوب میان پر لگا جسکو دریا نوردون کی اصطلاح مین ڈول جہاز کہتے ہین اور جہاز کی سلامت روی کا مدار اسی پر ہے جسنے جہاز کو معیوب بنایا۔ انگریزی جہاز کے آدمیون کو اسکی اطلاع ہوئی۔ وہ دلیر ہو کر اپنے جہاز کو بادشاہی جہاز پاس لائے۔ اور یورش کی اور جہاز کے اندر آن کر شمشیر سے لڑائی شروع ہوئی۔ باوجودیکہ جنگ شمشیر مین نصرانی جرأت نہین رکھتے۔ جب جہاز پر انگریزون کے غلبہ کا اثر ہوا محمد ابراہیم ناخدا جو بجائے فوجدار جہاز ہوتا ہے۔ جہاز کے تختہائے زیرین کے نیچے چھپا اور ترکی کنیزین کہ مخا مین خرید کر کے اپنی سریت بنائی تھی انکے سر پہ چیرہ باندھا اور تلوار ہاتھ مین دیکے جنگ کی ترغیب دینے لگا کہ وہ نصرانیون کے ہاتھ مین گرفتار ہوئین اور انگریز تمام جہاز پہ متصرف ہوئے

لکھا ہے کہ ایک عمدہ سردار تھا اور عقب مین اسکا تھانہ تھا جنگ مین استقامت کی
سنتا ہے اُسنے شکست دیکر مقید کرلیا اور نصرت جنگنے مورچال اُٹھانے مین تعجیل
کی۔ بڑی بڑی توپون مین میخین ٹھونک کر انکو بیکار کردیا اور باقی سب اسباب کو بنگاہ
مین پہنچا دیا۔ اس ضمن مین غنیم نے اطراف سے خاطر جمع کرکے فرحان و شادان و نازان
و تازان ایک لاکھ پیادہ و سوار لیکر نصرت جنگ کو گھیر لیا۔ مرہٹونے بڑی شوخی
کی مسلمانون کی موت آئی مگر خان بہادر دو ہزار سوارون سے ایسا لڑا کہ دشمنونکو
بھگا دیا اور ایک ہزار آدمی اُنکے مار ڈالے۔ خود ہاتھی پر سوار ہوکے حصار کے دروازہ
پر گیا۔ اہل حصار نے دروازہ بند کرلیا۔ بادشاہی لشکر کو ایک ہزار گھوڑیان جنگی
سوار قلعہ مین جا چھپے اور چارسو گھوڑے اور چار فیل ہاتھ لگے۔ بادشاہی آدمی بھی
غنیم کے آدمیون کی برابر مارے گئے۔ اور کوئی آدمی ایسا نہ تھا جو زخمی نہوا ہو۔
آخرکار خان بہادر اپنی بنگاہ مین پہنچا اور جملۃ الملک سے ملا۔ دونو باپ بیٹے
شاہزادہ کے دولتخانہ مین گستاخانہ گئے اور اسکو اپنے اختیار مین کرلیا علت مفقود الاثر
تھا سپاہ مین استقامت کی توانائی نہ تھی۔ دشمنون سے یک گونہ صلح کرکے کوچ کیا
اور ملک بادشاہی مین آگئے۔ اس اثنا مین بادشاہ کا حکم آیا کہ شاہزادہ کو
محرم خان کے ساتھ ہمارے پاس بھیجدو۔ چار مہینے بعد قلعہ فتح ہوا اور اسکا
حال آیندہ آئیگا۔ ۲۰ شوال کو جنجی سے کام بخش بادشاہ پاس آیا۔
شاہزادہ محمد اعظم شاہ کو استسقا ہوا۔ بادشاہ نے شیشہ کی پالکی بھیجی۔ وہ
ربیع الاول ۱۱۰۵ کو بادشاہ کی خدمت مین آیا۔ علاج سے اس مرض مہلک
سے اُسنے شفا پائی بعض نے لکھا کہ حضرت علی مرتضیٰ نے خواب مین آنکر
اُسے اچھا کردیا۔
سادات بارہہ نے تمرد اختیار کیا بادشاہ نے انکو سزا دیکے ٹھیک بنایا

———

کرتے تو اُن مین نقد زر سفید و سرخ و ابراہیمی و ریال ہوتے اُن کی جاسوسی کرکے جس جہاز کو زیادہ مالیت کا جانتے اُس پر تاخت کرتے ۔

سوانح سال سی و نہم

سنہ ۱۱۰۶

۲۰ شوال سنہ ۱۱۰۶ کو بادشاہ نے نورس پور اور افضل پور سے کوچ کیا ۔ اور ۷ ذیقعدہ کو موضع برہمن پوری مین دریائے بھیما کے کنارہ پر آیا اور اس ویرانے کو اپنے آنے سے آباد کیا اور اسکا نام اسلام پوری رکھا۔ امراء کو عمارات بنانے اور غربا کو چھپر چھاونی ڈالنے کا حکم دیا۔ اس سال کا بڑا سانحہ قاسم خان و خانہ زاد خان مخاطب بہ روح اللہ خان نامی وصف شکن خان اور امراء نامی کا سنتا گھورپرہ کے ہاتھ مین گرفتار ہونا ہی تفصیل اس اجمال کی بطریق اختصار یہ ہے جب بادشاہ پاس سنتا کی تاخت و تاراج کی پیہم خبرین آئین اور اسکو معلوم ہوا کہ اب سنتا اپنے گھر کو جاتا ہے اور اسکا عبور لشکر سے اسی کروہ پر ہوگا تو قاسم خان کو جو ضلع دندیری کا فوجدار تھا اور کسی تقریب سے آدونی کے قریب آیا تھا حکم ہوا کہ اپنی جمعیت کے ساتھ وہ معبر سنتا پر جائے اور خانہ زاد خان وصف شکن خان و سید اصالت خان و محمد مراد خان اور منصب داران خاص جلو کے اور خاص چوکی کے اور ایک جماعت کثیر ہفت چوکی و توپخانہ کی سنتا کی تنبیہ کے لئے مقرر ہوئی یہ ۲ جمادی الآخر اس راہ پر کہ سنتا کا معبر تھا چھہ کروہ کے فاصلہ پر لشکر آپس مین ملگئے ۔ قاسم خان کا اثاث البیت آدونی مین تھا اُسنے چاہا کہ مین خانہ زاد خان اور اور دوسرون کی ضیافت خاطر خواہ کرون بہت سا اسباب ظروف طلا و نقرہ و مسی و چینی قلعہ سے نکالکر دوسرے روز اپنے پیش خانہ اور ایک امیر کو تین کروہ کے فاصلہ پر بھیجا۔ غنیم کو پیش خانہ آنے کی خبر ہوئی اُسنے اپنی جمعیت کو

اور جہاز مین جو زر نقد سرخ و سفید تھا اسکو اور بہت قیدیون کو اپنے ساتھ جہاز پر لے گئے
تو انکا جہاز بڑا بھاری ہوگیا- پادشاہی جہاز کو خشکی کے کنارہ پر اپنے متعلقہ کے نزدیک لائے
اور قریب ایک ہفتہ کے مال کی جستجو مین اور مردم جہاز کے برہنہ کرنے مین اور پیر و جوان کی مستورات
کی بے ناموسی مین کوشش کی پھر جہاز اور مردم جہاز سے ہاتھ اٹھایا بعض با غیرت عورتون نے اپنی
عصمت کا پاس کرکے اپنے تئین سمندر مین ڈبویا اور بعض نے خنجر اور کارد سے اپنا کام تمام
کیا- جب پادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا اور بندر سورت کے سوانح نگار نے روپیہ سکہ انگریز کا
کہ بنبئی مین اپنے پادشاہ کے نام کے بنائے تھے- پادشاہ پاس بھیجا تو پادشاہ نے حکم دیا کہ
بندر سورت مین جو انگریزون کے گماشتے تجارت کرتے ہین انکو پکڑ لین اور اعتماد خان متصدی
سورت و سیدی یاقوت خان کو لکھا کہ وہ بنبئی کی تسخیر کا فکر کرین- یہ فساد مدتون تک رہا
انگریزون نے برج و بارہ کی تعمیر مین اور دشوار گذار راہون کے بند کرنے مین بہت سی
زیادہ تردد کیا- اعتماد خان متصدی بندر سورت قلعہ بنبئی کے استحکام اور بند و بست
کو جانتا تھا کہ وہ علاج پذیر نہین ہے اور کلاہ پوشیون کے ساتھ کاوش اور شورش مین سوا
اسکے کہ بندر سورت کے محاصل مین خلل پیدا ہو کچھ اور نتیجہ نہین ہے وہ پادشاہی کفایت شعارون
مین تھا- یہ نہین چاہتا تھا کہ محصول پادشاہی کا ایک روپیہ تلف ہو- ہرچند اسنے ظاہر
انگریزی گماشتون کو مقید کیا لیکن باطن مین وہ انگریزون کی بدنامی کے رفع کی
تدبیر کرتا تھا- جب انگریزی گماشتے مقید ہوئے تو روے دریا یا کنار دریا پر کسی
منصب دار پادشاہی کے آنے کی خبر سنتے تو وہ اسکو اپنے گماشتون کی عوض مین
مقید کرلیتے- اس مقدمہ نے طول پکڑا- جزیرہ بنبئی کا محصول دو تین لاکھ روپیہ سے زیادہ
نہ تھا وہ فوفل اور نارجیل سے حاصل ہوتا تھا اور انگریزون کا سرمایہ تجارت بیس
لاکھ روپیہ سے زائد نہ تھا- باقی دولت کا مدار راہ کعبۃ اللہ کے جہازون کی . . .
دست اندازی پر تھا جو سال دو سال مین ہو جاتی تھی وہ ان جہازات سے جو
ہندوستان کی اجناس کو بندر مخہ و جدہ کو جاتے کچھ سروکار نہین رکھتے- لیکن وہ مراجعت

اور جو کچھ ساتھ تھا وہ خرچ ہو گیا تھا۔ کچھ دیر تک لڑائی کا غل مچا آخر کو وہ عاجز ہوئے دشمن کی
طرف سے اولون کی طرح تفنگ کی گولیان برستی تھین بہت سے آدمی تلف ہوئے ماہی
آدمیون کی چارون طرف راہ بند دیکھی تو وہ کام ناکام قلعہ مین داخل ہوئے۔ ثقات جو
اس جنگ مین موجود تھے کہتے تھے جنگی سپاہ کا سیوم حصہ و توپخانہ اور راہ مین اور سترہ اب
پیرہ مرہٹون نے مار ڈالا۔ قلعہ کو غنیم نے چارون طرف سے محاصرہ کیا اور اسکی خاطر جمع ہوئی
کہ یہ سب بھوکے مر جائینگے جسدن اس قلعہ مین داخل ہوئے تو اسکے ذخیرہ سے جوار او چنے کی
روٹی کل چھوٹے بڑون کو ملی اور دواب کو پرانے چھپر کھانے کو ملے۔ دوسرے روز نہ آدمیون کے
لئے روٹی تھی نہ گھوڑون کے لئے چارہ۔ اس روز دبے در مان سے جائین جاتی تھین قاسم خان
بڑا تریاکی تھا اور اسی پر زندگی کا مدار تھا۔ تریاک کے نہ ملنے سے وہ ہلاک ہوا۔ کوئی کہتا
ہے کہ زہر کھا کر مر گیا۔ غرض تیسرے روز وہ زندہ نہ تھا۔ دشمن اُسنے اور زیادہ دلیر ہوا
اور محصورین بیدل اور بے جگر تھے۔ بزدلون اور جگرداروں نے ہرچند کہا کہ اس خرابی کے
ساتھ بھوکے کب تک جینگے ایک مرتبہ دشمنون پر حملہ کرکے شہادت نصیب کرین یا
فتح نصیب دونوں صورتون مین عذاب سے مجانبت اور ثواب سے مقاربت ہوگی۔ یہہ
بڑون نے قبول نہ کیا اکثر آدمی بھوکے مر گئے۔ گھوڑے ایک دوسرے کی دُم کو گھاس
کی طرح کھاتے تھے۔ غنیم نے ایک برج کو بنیاد سے اُڑا دیا اور اطراف مین آواز گیر و دار کو بلند
کیا۔ خانہزاد خان ناچار ایک جوئی کی پناہ مین گیا اور آخرکار صلح یہ قرار پائی کہ قاسم خان
کے نقد و جنس و جواہر اور گھوڑے ہاتھی سنتا کو دئے جائین اور بیس لاکھ روپیہ اور پسر بالکشن و
منشی معتمد و صاحب کارخانہ اسکا اول ہو۔ اسپر عمل کیا گیا۔ سنتا نے کہلا بھجوایا کہ آدمی قلعہ
سے بے وسواس نکل آئین اور دروازہ کے آگے دو رات رہین جس شخص کے پاس جو کچھ ہوگا اسکی
مزاحمت نہین کیجائیگی اور ہمارے لشکر سے جس چیز کو چاہین خرید لین۔ قلعہ سے سترہ روز
بعد لشکر شاہی باہر آیا۔ غنیم کے آدمی ایک طرف روٹی اور دوسری طرف پانی آدمیون
کو دیتے تھے قلعہ کے دروازہ پر دو رات رہے تیسرے روز خانہزاد خان مع رفقا کے

تین توپ مین تقسیم کیا۔ ایک جوق کو بہیر خانہ لوٹنے کے لئے بھیجا اور ایک گروہ کو لشکر شاہی کے مقابلہ کے
لئے اور ایک جمعیت کو علحدہ مرتب کیا۔ چار گھڑی دن باقی تھا کہ جس جوق کو بہیر خانہ کے لوٹنے
کے لئے بھیجا تھا اُسنے بہیر خانہ کو خوب لوٹا اور بہت آدمیون کو مارا اور خستہ کیا اور جب یہ خبر
قاسم خان نے سُنی تو اُسنے خانہ زاد خان کو خواب سے بیدار نہ کیا خود مقابلہ کو دوڑا۔ ایک گروہ
نہ گیا تھا کہ فوج غنیم مقابلہ کے لئے مستعد ہوئی جنگ شروع ہوئی۔ خانہ زاد خان خواب سے
بیدار ہوا اور اُسنے یہ خبر سنی۔ بہیر و بنگاہ و احمال و اثقال و خیمون کو وہین چھوڑ کے جلد دوڑا
دشمن کیطرف کا لیہ پیادے بندوقچی بہت تھے۔ وہ نشانہ خوب لگاتے ہین اور سوارون کی
جمعیت بھی بے انتہا تھی۔ محاربہ عظیم ہوا۔ طرفین کے بہت آدمی کشتہ ہوئے۔ باوجود
سپاہ اور سردارون کی ثبات و استقامت کے اور دشمنون کے مارنے اور زخمی کرنے کے
دشمن کے قرار مین ذرا خلل نہ پڑا۔ سنتا نے جو ایک جوق کو علحدہ رکھا تھا وہ شاہی بہیر پر جو پیچھے
چھوڑ گئے تھے حملہ آور ہوا اور سارے اسباب کو لوٹ لیا اور سب آدمیون کو مار ڈالا۔ جب یہ
خوف کی خبر عین گرمی جدال و قتال مین خانہ زاد خان و قاسم خان کو پہنچی تو اُن کے ثبات
مین تزلزل ہوا اور آپس مین مشورہ کیا کہ جہان بہیر خانہ گیا تھا وہان ایک قلعہ دیرہ ندی کے
اور اُسکے آگے تالاب ہے وہان جانا چاہیئے ایک کوس تک لڑتے ہوئے تالاب کے کنارہ
پر پہنچے اُسوقت غنیم نے کچھ نہین کیا اور ایک طرف اپنا ڈیرہ لگایا۔ پادشاہی آدمی جو قلعہ
مین تھے اُنھون نے اور پادشاہی آدمیون کے واسطے دروازہ بند کیا خان مشار الیہ اور امرا نے
جو ما حضر ساتھ رکھتے تھے اُسکو آپس مین قسمت کر کے کھایا اور تمام سپاہ کو سوای تالاب کے پانی
پینے کے کچھ اور کھانے کو نہ ملا گھوڑون اور ہاتھیون کے لئے گھاس اور دانہ کا نام بھی کوئی
نہین لے سکتا تھا جب دن ہوا تو غنیم نے انکا گرد و پیش گھیر لشکر لوٹنے بھی کمر ہمت جان فدائی
مین باندھی مقابل کھڑے ہوئے۔ دشمن تین روز تک نمودار ہوا اور لڑا نہین پھر اس پاس کئی ہزار
پیادے جنگل درک سے آ گئے۔ چوتھے روز ابھی صبح کی سپیدی نمودار نہ ہوئی تھی کہ کالیہ پیادون نے
جو پہلے سے وہ چند تھے جنگ شروع کی۔ توپخانہ شاہی کا مصالح اکثر غارت ہو چکا تھا۔

صوبۂ ملتان میں مقرر فرمایا۔

سوانح سال چہلم ۱۱۰۷ھ

بادشاہ نے شاہزادہ محمد اعظم کو برگانون کے انتظام کیلئے اور غنیم کی تنبیہ کی واسطے رخصت کیا ظفرآباد کی مسجد میں نمازیوں کی ایک جماعت پر بجلی گری سوار تین چار آدمیوں کے سب ناچار ہی مر گئے ایک امام کا رخت بدن بحال تھا لیکن جلنے کا اثر ظاہر نہ تھا مگر اس میں جان نہ تھی۔

سوانح سال چہل و پنجم ۱۱۱۲ھ

دریائے بھنرہ (بہیما) کے کنارہ پر لشکر شاہی نے چھاؤنی ڈالی تھی امرا نے بڑی بڑی عمارات بنالی تھیں ایک عجیب حادثہ لشکریوں پر گذرا کہ آدھی رات کو ایک عالم آسودہ اور بے خبر خواب میں تھا۔ دریا کا پانی طغیانی میں آیا اور صبح ہونے تک نصف بلکہ زیادہ لشکر کو پانی نے گھیر لیا۔ اندھیری رات۔ پانی کی طغیانی۔ بارش کی شدت۔ لوگوں کی زیادتی نے آدمیوں کو باہر جانے سے روکا۔ دس بارہ ہزار آدمی اور بادشاہ اور بادشاہزادوں و امرا کے کارخانجات اور اسپ گاؤ و شتر بیشمار اور خیمہ اسباب بے حساب پانی میں ڈوب گئے۔ بہت سی عمارتیں خراب ہوئیں بعض عمارتیں ایسی بہ گئیں کہ انکا نشان بھی باقی نہیں رہا تیزی سیل سے اکثر درخت بیخ و بن سے اکھڑ گئے۔ روئے دریا پر انسان و حیوان چھپروں پر سوار دوان دوان بیچارہ وار محبوس زندان چلے آتے تھے۔ اضداد متفق ہوگئی تھی کہ گربہ و موش و سانپ و خرگوش ایک دوسرے کے نگران چلے جاتے تھے۔ اور اپنی جانوں پر لرزان دم نہیں مارتے تھے۔ جو صاحب دستگاہ تھے وہ کشتی پر سوار ہو کر واقفان خبر ان سلامتی کے کنارہ پر آگئے اور غریب درختوں پر چڑھتے۔ انکے جان و مال کو مردہ شو و گنج لے جاکر دریا برد کیا۔ بادشاہ اور شاہزادہ کام بخش کے خیمے پشتہ کوہ پر تھے جسکا ارتفاع تیس چالیس گز کا تھا۔ خیمے کے اندر پانی اسے چار گز نیچے تھا۔ بہت سی سواریاں تباہ ہوتی تھیں بادشاہ خدا سے دعا مانگتا اور تعویذ اپنے ہاتھ سے لکھ لکھ کر پانی میں ڈالتا کہ پانی کم ہو۔ تیسری شب کو پانی کم ہوا اور خلائق نے زندان قلیل لما ہشدہ من قبلہ السحد یدا

غنیم سے بدرقہ لیکر بارگاہ والا کو روانہ ہوا۔ حمیدالدین خان بہادر حضور سے اور رستم دل خان
حیدرآباد سے کومک کے لئے روانہ ہوئے تھے وہ اودونی کے متصل اپنے ملے۔ انہوں نے لشکر کو
شور اکرم پوشاک و نقد اور ضروری اشیا سے امداد کی۔ رعد انداز خان قلعہ دار نے
زیادہ اپنی حالت سے امداد کی اور احتیاج سے بالاحتیاج ہر ایک کے گھر سے اور اطراف و جوانب
سے جمع ہوا۔ غنیم اس غنیمت کو لیکر اپنے وطن کو جاتا تھا اُسنے جانا کہ رستہ میں خان بہادر کہ
بھی جھگڑا چکاتے چلو۔ ہمت خان کے ہمراہ ایک ہزار سوار تھے وہ دشمن سے لڑنے گیا کہ ناگاہ
بندوق کی گولی اسکے جگر میں لگی اور اسی وقت مرگیا۔ فیلبان چاہتا تھا کہ ہاتھی کو لیجائے
کہ باقی بیگ سیرسردار خان آگیا اُسنے فیلبان سے کہا کہ خان زندہ ہی ہاتھی کو آگے
چلا۔ غنیم کو میں ابھی مار کر بھگاتا ہوں۔ اُسنے خوب مقابلہ کیا۔ مگر سپاہ بے سردار کب تک
ٹھہر سکتی ہے۔ قلیچہ نزدیک تھا اُسمیں وہ گیا۔ غنیم نے بہیر کو لوٹ لیا اور قلیچہ کا چند روز
محاصرہ کیا۔ اور اس حرکت کو بے نفع دیکھ کر محاصرہ چھوڑ دیا۔ باقی بیگ فرصت پاکر
حضور میں آیا۔ حکم ہوا کہ خانہ زاد خان صوبہ ظفرآباد کا انتظام کرے اور صف شکن خان
فوجداری دھامونی کا سید صالت خان رن تھنبور کے قلعہ کا اور محمد مراد خان فوجداری
دوحدو کوور کا باقی لشکر پادشاہی لشکر سے مل گیا۔

جن دنوں میں شاہ عالم مقید تھا تو محمد اعظم پر پادشاہ ایسی مہربانی کرتا کہ وہ اپنے
تئیں ولیعہد مستقل سمجھتا۔ ان دنوں میں کہ مہین شاہزادہ مطلق العنان ہوا۔ پادشاہ سابق
سے زیادہ اسکے حال پر متوجہ ہوا تو روز بروز محمد اعظم شاہ کی ملال خاطر کا سبب ہوا گیا
نماز عید الضحی میں پادشاہ نے محمد معظم کو داہنی طرف اور محمد اعظم کو بائیں طرف بٹھایا۔ اس لئے
محمد اعظم پیچ و تاب میں آیا۔ پادشاہ نے محمد معظم کو جو مخاطب شاہ عالم تھا بہادر شاہ کا
لقب دیا۔ اور اکبرآباد کے بندوبست کے لئے بھیجا پھر اسکے دو بیٹوں معزالدین و محمد عظیم کو
بھی بھیجدیا۔ صوبہ ملتان میں فرقہ بلیجی جو لباس فقیری میں فساد کرتے تھے اور بلوچ جو ان فی
انکی آشوب اوٹھا رہا تھا۔ شاہزادہ ولیعہد کابل میں مامور کیا اور شاہزادہ معزالدین کو

اور خرد سال فرزندون کو اپنی متعلقہ مین قلعہ جزیرہ مین لے گیا اور یومیہ بقدر کفاف ضروری دستور
محبوسان مقرر کر دیا۔ اس سال مین بادشاہ کو معلوم ہوا کہ یاقوت خان کے گھر مین بہت سی
عورتین رات کو ماہ رمضان کے چاند کی مبارکباد دینے گئین زن خیریت خان کی
اشارہ سے ایک جوان مرد نمانے مسلمین کوکن کی عورتون کا لباس پہنا اور ایک جمدھر
گرز چوبی گھگرہ و ساڑھی کے نیچے پنہان کیا اور عورتون کے ہجوم مین گھر مین چلا گیا
اور جا ضرور مین جو سیدی یاقوت خان کے لئے مخصوص تھا جا چھپا۔ سیدی راستا کو
تیسری پہر کمر کھول کر جای ضرور مین جایا کرتا تھا۔ جب وہ اس رات کو جائے ضرور مین جانے
لگا تو ایک لونڈی چراغ کو لئے ہوئے آگے جاتی تھی۔ جون ہی اسنے قدم اندر رکھا۔ تو
اس شخص کو اسنے دیکھا بے اختیار فریاد کی چراغ ہاتھ سے گر پڑا۔ اس آدمی نے حبشی کے سر پر
گرز چوبی سنگین مارا اور جمدھر مارنا چاہتا تھا کہ یاقوت خان نے باوجودیکہ اس کی ازار
کھلی ہوئی تھی اور سر سے خون کا فوارہ چھوٹ رہا تھا۔ حریف کا ہاتھ مع جمدھر پکڑ لیا اور اسکو
زمین پر دے پٹکا محل مین غل شور ہوا۔ حبشی لونڈیان لکڑیان اور مشعل لیکر آئین۔ اس شخص کو مارنا
چاہتی تھین لیکن یاقوت نے اسکو منع کیا اور اس شخص کو دم دلاسا دیکر اصل حال دریافت
کر لیا کہ خیریت خان کی زن کے اشارہ سے یہ کام کیا ہے۔ یاقوت خان نے اس عورت کو مدت
تک محبوس رکھا مگر کوئی گزند جانی نہین پہنچایا اور اسکا یومیہ بڑھا دیا۔

سوانح سال چہل و دوم ۱۱۰۹ھ

خواجہ یاقوت محمد کام بخش کا ناظر و اتالیق تھا۔ راست اعتقادی اور دولتخواہی کے
سبب شہزادہ سے کبھی حرف درشت و درست کہدیتا۔ بعض بار ریا باش شاہزادہ کی خدمت
مین رہتے تھے۔ یہ باتین تیر کی طرح انکے دل مین چبھتی تھین ناراستون نے باطل دوستی سے چاہا
کہ اپنے تیر پہلو شکن کو انکے سینہ اخلاص خزینہ مین بٹھائین۔ ۱۸ جمادی الآخرہ کو رات کے
وقت محرم خان و لنحانہ شاہزادہ سے اپنے گھر جاتا تھا۔ اثنا راہ مین سی بداندیش نے اسکے
تیر لگایا اسکی حیات باقی تھی کہ اسنے اپنے ہاتھ کو سپر بنایا کہ برہنہ شکم تک تیر نے اثر نہین کیا

ربانی کی قید لوہے کی قید سے سخت ہوتی ہے) رہائی پائی۔

خانجہان بہادر ظفر جنگ کے آزار میں شدت ہوئی۔ جب بادشاہ شولاپور سے بنگاہ کو جاتا تھا تو ۱۶ جمادی الاولی کو اسکے گھر گیا۔ تو خان جہان بادشاہ کے روبرو زار زار رویا کہا کہ میں یہ چاہتا تھا کہ کسی معرکہ میں جان نثار ہوں اور حضرت کے کام میں آؤں۔ بادشاہ نے فرمایا کہ تمام عمر بندگی و اخلاص میں جان نثاری ابھی تک اسکی آرزو باقی ہے۔ ۱۹ کو وہ دنیا سے رخصت ہوا۔ اس امیر عالیشان کی محفل شان عالی رکھتی تھی جو وہ چاہتا تھا۔ کہتا تھا کسی کو تسلیم کے سوار جرات آتا تھا۔ اکثر اسکی مجلس میں نظم و نثر و شمشیر و جواہر و اسپ و فیل و ادویہ شاہی کا ذکر رہتا تھا۔

وفات خانجہان بہادر ظفر جنگ

۲۰ جمادی الآخرہ کو شاہزادہ کام بخش صوبہ برار کے انتظام سے خوشدل ہوا۔ بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ قلعہ جنجی پر لشکر شاہی نے تسلط و استیلا پایا اور دشمنوں کی ایک جماعت کثیر کو قتل کیا۔ اور راجہ رام یہاں کا راجہ مجبور ہوکر ایسا خوف میں آیا کہ عیال اطفال و اہل و اثقال کو قلعہ میں چھوڑ ستارا پس چلا گیا۔ ۷ شعبان کو یہ قلعہ جنجی ساتھ قلعے ہیں قہراً و جبراً مفتوح ہوا اور بادشاہی قبضہ میں آیا اور چار رانیاں اور تین بیٹے اور دو بیٹیاں راجہ رام کی اور اسکے متعلقوں و یاروں اور یاوروں کی مقید ہوئیں۔ اور سو قلعے جو عبارت ملک کرناٹک سے ہی انکے ہاتھ آگئے۔ بنادر فرنگ ممالک محروسہ کے ضمیمہ ہے۔ زمیندار جو پر شور و تسلط تھے انہوں نے اطاعت کی و پیشکش دی یہ سارے کام جملۃ الملک کے تھے جسکو اس مہم کا صلہ دیا گیا۔ قلعہ مفتوحہ کا نام نصرت گڈھ رکھا گیا۔ خیریت خان کو باری اور پائیں قلعہ اسیری کا بندوبست سپرد تھا وہ ۳۹ سنہ جلوس میں مر گیا تو اسکے ضلع کے فوجدار عبدالرزاق خان کی عرضداشت کے بموجب سیدی خیریت خان کا اموال سیدی یاقوت کو سپرد ہوا تھا کہ خیریت خان کے ذمہ جو طلب سپاہ ہے وہ ادا کردے۔ اس دستاویز پر سیدی یاقوت نے خیریت خان کے تمام متروکہ نقد و جنس کو ضبط کیا اور اسکے زن

سینا پت یعنی مرہٹوں کے سپہ سالار تھے دھنا جادو۔ مرہٹوں نے عمدۂ قدیمی سرداروں میں تھا
روز بروز نسبت اور سرداروں اور سنتاجی کے امرائے پادشاہی سے سلوک وسلامت کا طریقہ
مرعی رکھتا تھا۔ سنتا سر تفوق چاہتا تھا اس لیے دونوں کے دلوں میں غبار تھا اور ایک دوسرے
کے استیصال میں کوشش کرتا تھا۔ راجہ رام کو دھنا جی جنجی لیے جاتا تھا۔ منازعت قدیم کے
سبب مقابلہ ہوا۔ سنتا غالب ہوا۔ امرت راؤ برادر ناگوجی کو جو دھنا کا رفیق و یاور تھا زندہ گرفتار
کرکے ہاتھی کے پاؤں کے نیچے ڈلوا دیا اور راجہ رام کو قید کیا اور دھنا جان بچا کر نکل گیا۔ دوسرے
روز سنتا راجہ کے روبرو دست بستہ کھڑا ہوا۔ اور کہنے لگا کہ میں وہی حضور کا غلام ہوں۔ یہ
گستاخی اس سبب سے ہوئی کہ آپ چاہتے تھے کہ دھنا کو میرا رکیش بنائیں اور اسکی اعانت سے
جنجی جائیں۔ اب آپ جس خدمت کو کہیں بجا حاضر ہوں۔ راجہ کو خلاص کرکے جنجی میں پہنچا دیا۔
ذوالفقار خاں کے مقابلہ میں اور محمد کام بخش کے بھگانے میں اور تسخیر قلعہ کی مقدمات کی برہم زنی
میں اور اسمعیل مکھا کے دستگیر کرنے میں شریک غالب رہا۔ جبتک قلعہ جنجی فتح ہوا۔ وہ راجہ رام کے
ساتھ قلعہ سے باہر ستارا کی جانب دھنا کی مخاصمت کے سبب سے گیا۔ دھنا یہاں تھا۔ مرہٹوں
کے اکثر امرا اُسسے عداوت رکھتے تھے اور خفیہ دھنا جی جادو سے سنتاجی کے واسطے نامہ وپیغام
بھیجتے تھے۔ ہنونت راؤ ایک بڑا نامی سردار تھا دھنا جادو کے اشارہ سے اُسنے سنتا کے
عمدہ نوکروں سے سازش کی اور دھنا جادو کی فوج لیکر اُسنے سنتاجی کی بھیر کو جا لوٹا اور سنتا
کے لشکر کے بڑے نامی راوت اُسسے جدا ہوکر ہنونت راؤ سے پیوستہ ہوئے۔ اور ایک جماعت
کشتہ و زخمی ہوئی سنتا بے پر وبال ہوکر پہاڑوں میں گیا۔ اس خبر کے سننے سے فیروز جنگ کے
لشکر میں بڑی خوشی ہوئی۔ اور اسی زمانہ میں اورنگ زیب کا فرمان دستخط خاص کا لکھا ہوا آیا
کہ مرہٹوں کے سرداروں میں آپس میں — نفاق ہے یقین ہے کہ سنتا جلد اپنے جزائے کردار کو
پہنچے گا۔ تم جلد جاکر ایسی کوشش کرو کہ اسکے استیصال کی فتح تمہارے ہی نام ہو۔ اس حکم کے
پہنچتے ہی سپہ سالار سنتا کے تعاقب میں مصروف ہوا۔ ایک طرف سے پادشاہی فوج اور دوسری طرف
سے دھنا کی فوج سنتا کے پیچھے پڑی۔ سنتا کی فوج بالکل متفرق اور اُسسے جدا ہوگئی۔

جب پادشاہ کو اسکی خبر ہوئی تو اسنے کوتوال کو اس مقدمہ کی تحقیق کے لئے مقرر کیا۔ شاہزادہ کے پانچ عمدہ سرداروں کے گرفتار ہونے کا پادشاہ نے حکم دیا۔ چار آدمی تو خوشی سے گرفتار ہو گئے مگر پادشاہزادہ کے کوکہ نے خیرہ سری کی تو پادشاہ نے شہزادہ پاس حکم بھیجا کہ اسکو اپنے لشکر سے نکال دے۔ پادشاہزادے نے کوکہ کو اپنے پاس طلب کیا اور سو اشرفی و خیمہ دیا۔ ہزار پان دے کر رخصت کیا اور اسکے جانے سے دل گیر ہوا۔ ابھی وہ دریا سے پار نہ گیا تھا کہ پادشاہ نے شہزادہ کو حکم دیا کہ اسکو وہ خود لے کر حاضر ہو۔ وہ اسکو لیکر آیا تو پادشاہ نے حکم دیا کہ وہ خود آئے اور کوکہ کو دیوان خاص میں چھوڑے۔ شاہزادہ نے کہا کہ میں اور وہ دونو ساتھ مجرا کرینگے اور اپنا بالابند کھول کر اسکی اور اپنی کمر میں باندھ لیا۔ ان اداؤں نا خوش کے سبب پادشاہ نے کہا کہ وہ عدالت میں بیٹھیں۔

حمید الدین خان کو حکم ہوا کہ اس جلبی کو پادشاہزادہ سے جدا کرے جب وہ جدا کرنے کو آیا تو شاہزادہ نے حمید الدین خان کو کٹار لگا کے زخمی کیا۔ لوگوں نے کوکہ کو خوب مار اپیٹا مگر پادشاہزادہ سے کوئی نہ بولا۔ اس حال کو سنکر پادشاہ نے حکم دیا کہ جواہر خانہ کے متصل ایک خیمہ لگا کے اس میں شاہزادہ کو تا دیب کے لئے رکھیں اور کوکہ کو زندان خانہ میں بھجوائیں اور پادشاہزادہ کو منصب سے برطرف کیا۔ اور اموال و اسباب اثاثہ و کوکبہ و دولت سب ضبط کیا۔

سنتاجی گھورپڑے کے تسلط و تاخت و تاراج کے آوازہ نے حد سے تجاوز کیا۔ ان دنوں میں کہ غازی الدین خان فیروز جنگ سنتاجی کی تنبیہ کے لئے مامور ہوا تھا وہ بیجاپور چار پانچ منزل پہ مقیم تھا۔ خبر آئی کہ سنتا گھورپڑے بیس پچیس ہزار سواروں کے ساتھ آٹھ نو کوس پہ آگیا ہے۔ سپہ سالار فیروز سنتا کے غلبہ و شہرت سے اور اپنی فوج کی قلت سے آگاہ تھا۔ بہ تقاضاء وقت مصلحت یہ سمجھا کہ شہرت یہ دی کہ سنتا سے لڑنے جاتا ہوں۔ میر منزل کو اور آدمیوں کے ساتھ راہ صاف کرنے کے لئے اور پیش خانہ لیجانے کے لئے تعین کیا اور خود سوار ہو کر بیجاپور کو راہ اختیار کی۔ جب وہ بیجاپور سے آٹھ نو کوس پہ آیا تو جاسوسوں کی زبانی معلوم ہوا کہ سنتاجی اور دھناجی کے درمیان آپس میں فساد ہے۔ یہ دونو

سنتا کا مارا جانا ۔

که پادشاه نے منادی کرائی که سب امراء و منصبدار و خلائق اپنی عیال و اطفال کو مع شغل
اسباب لے اس بنگاه مین رکھین اور بہت تاکید کی که کوئی شخص اپنی اہل و عیال کو ہمراه نہ لے
مگر پادشاه کی مروت کے سبب اس حکم کی تعمیل نہ ہوئی اور خود ۵ جمادی الاولی کو سفر
کیا اور ۲۰ روز مین مرتضی آباد عرف مرچ مین آیا شاہزاده محمد اعظم کو بیرگانون سے طلب
کیا تھا وه بھی اس منزل مین مل گیا مخبرون کے اخبار سے تحقیق ہوا که راجه رام برار مین تاخت
و تاراج کر رہا ہے - اور یه بھی معروض ہوا که زمیندار دیوگڈھ جو بسبب منافقت وطن
اور وارثون کے غلبه سے پادشاه پاس آکر مسلمان ہوا تھا اور بلند بخت اسکو خطاب ملا تھا
جب اسنے مدعی وطن کے مرنے کی خبر سنی تو وه پادشاه پاس سے بھاگ کر دیوگڈھ مین چلا گیا -
اور پیشکش مقرری جو ہر سال دیتا تھا وه نہین دیتا اور مفسدی کرتا ہے - اور ملک کی تاخت
و تاراج مین راجه رام کے ساتھ اتفاق رکھتا ہے - پادشاه نے حکم دیا که آینده اسکو
نگون بخت لکھا کرین اور پادشاہزاده بیدار بخت کو حکم دیا که شایسته فوج کے ساتھ
جاکر راجه رام اور نگون بخت کی تنبیه کرے - اور بنگاه اپنا مرتضی آباد مین چھوڑے - بطریق یلغار
مسافت طے کرے اور ایسا تعاقب کرے که اخگر افسرده خاکستر کے نیچے شعله زن نہو -
اور روح الله خان بخشی اور حمیدالدین خان بہادر کو حکم دیا که وه پرتاب گڈھ سے ستاره گڈھ
تک کہین آبادی کا نشان نه چھوڑین - مرتضی آباد سے جب پادشاه نے پرگنه کر کی نواحی مین
کوچ کیا معروض ہوا که تھانه پادشاہی یہان تھا جسکو دشمنون نے خراب کیا اور ایک مسجد
پہلے لوگون کی بنائی ہوئی ہے وه بے چراغ ہے - پادشاه دو کروه مسافت طے کرکے اس مسجد
کو دیکھنے گیا - وہان دوگانه شکر ادا کیا - یہان تھانه آباد کیا - جو رعایا فراری تھی وه یہان
امان اور انعام دینے مین آباد کی گئی - پادشاه نے اسکی حراست کے لئے ایک جماعت مقرر
کی - یہان سے تھانه سوادی مین پادشاه گیا - یہان سے تین کروه پر ایک مضبوط قلعه سنت
تھا وه غنیم کے تصرف مین تھا اور متانت مین مشہور تھا - تربیت خان میر آتش کو حکم ہوا که
که وه اس پہاڑ پر جاکر دشمنون کو نکال دے - خان نے دو روز مین توپخانه کو قلعه کی نواح

اس حال مین ناگوجی سیانے بس کھ مسور جو مرہٹہ سرداروں مین تھا اور بادشاہ کے ملازمون
مین کچھ مدت تک داخل ہو چکا تھا مگر پھر اپنے فرقہ سے مل گیا تھا اور اس سرزمین مین وطن
رکھتا تھا اور اسکے بھائی کو ہاتھی کے پاؤن تلے سنتا سے کچلوا چکا تھا۔ عداوت جانی اسسے رکھتا تھا
اپنی بیوی کی رہنمائی سے اپنے آدمیون کی جماعت لیکر سنتا کے تعاقب مین گیا اور وہان
پہنچا جہان سنتا کوفتہ و ماندہ بے پروبال ایک نالہ کے کنارہ پر رہتا تھا غافل پایا اسکو
قتل کر ڈالا اور اسکے سر کو توبرہ مین ڈال گھوڑے کے پیچھے باندھا اور اسکو لیکر اپنی بیوی
پاس یادھنا جادو پاس چلا۔ رستے کے اندر توبرہ گر پڑا۔ فیروز جنگ کی فوج کے سوارون
اور ہرکارون نے اسکے سر کو پہچانا اسکو لطف اللہ خان پاس کہ ہراول تھا لے آئے۔ اور
لطف اللہ خان سر کو فیروز جنگ پاس لایا۔ اسپر بڑی مبارک سلامت ہوئی شادیانے
بجے تشہیر کے بعد بادشاہ کے پاس خواجہ بابا کے ہاتھ بھیجا۔ بادشاہ نے سر کو دیکھ کر شکر
الہی کیا اور نوبت بجوائی اور خواجہ بابا کو خوشخبر خان کا خطاب دیا اور حکم دیا کہ اس
کی لشکر مین اور بعض بلاد دکن مین تشہیر ہو۔

سوانح سال چہل و سیوم سنہ ۱۱۱۱

جب بادشاہ نے پیہم سنا کہ مرہٹون کا فساد و تسلط بڑھتا جاتا ہے اور وہ بہت
شوخی کرتے ہین تو اُس کے دل مین آیا کہ انکے قلعون کی تسخیر کے لیے جہاد کیجیے جو مرہٹون کے
مسکن و ماوا ہین اور اسطرح انکا استیصال کیجیے۔ بادشاہ اسلام پوری مین چار
سال سے چھاؤنی ڈالے ہوئے تھا۔ امرا نے بھی بڑے بڑے مکان بنا لیے تھے۔
ایک نیا شہر معلوم ہوتا تھا۔ ایک سال پہلے قلعچہ سنگ و گچ بنایا گیا تھا اب بادشاہ نے
حکم دیا کہ ایک خام قلعہ جسکا دورہ ڈھائی کروہ کا پیمایش ہو بنایا جائے۔ یہ ایک سال کا
کام پندرہ روز کے اندر کاریگرون نے بنا دیا۔ زینت النسا بیگم اور والدہ
بادشاہزادہ اور خدمہ محل کو اس آرامگاہ مین بٹھایا اور جملۃ الملک مدار المہام
اسد خان کو یہان کی حراست سپرد کی۔ خافی خان لکھتا ہے کہ ۔ ۔ ۔ ۔

درخت صرف ہوئے کہ تیس چالیس برس تک درخت کا نام نہین رہا۔ پادشاہزادہ کی طرف سے
مورچال پائے قلعہ تک پہنچ گئے اور نقابون کو حکم ہوا کہ وہ نقب لگائین انہون نے دمدمہ کے قریب
چند برج و زمین ۴۰ گز سنگ خارا کو جسکا نام برج تھا۔ خالی کیا۔ پادشاہ کے حکم سے قوم ماولیہ کہ
قلعہ گیری مین ید طولیٰ رکھتی ہے۔ دو ہزار آدمی حاضر ہوئے اور تین سال کی طلب کا ایک لاکھ
چھبیس ہزار روپیہ انکو دیا گیا اور قلعہ کے اوپر چڑھنے کا اسباب زینہ اور رمال اور جرمین جا تیار
ہوئے۔ سچ ہے کہ طالب ہر در سے اپنے مطلوب کو ڈھونڈھتا ہے کہ کسی در سے اُس پر راہ
کھل جائے۔ کارکنون کی نظر مین یہ تمام اسباب قلعہ گیری کے لئے مفید نہ تھا۔ تربیت خان نے
اُسی دمدمہ کے نیچے جو چوبیس گز بلند تھا ایک زینہ روان کیا اسکے مصالح مین ہزار کھال و بے اور
ٹاٹ و کرپاس کے خریطے صرف ہوئے۔ کرپاس کمیابی کے سبب روپیہ کا چار گز ملتا تھا۔
ہمیہ صحرا صرف ہوا۔ خاکریز کر کے قلعہ کے نیچے نقب لگائی اور اسکے اوپر چوبی زینے
لگائے لیکن پیش رفت کار سوا اسکے نہ ہوئی کہ خان مذکور دمدمہ سابق پر ڈھکیلے لا کھڑا کیا
اسکے سبب محصور دیوار قلعہ سے سر نہین نکال سکتے تھے اور بندوق نہین مار سکتے تھے اور دیوار
کے نیچے چھپ کر بیٹھ گئے تھے۔ اور پتھر مارتے تھے اور اس سبب یورش کا مقصد کہ دیوار پر بہادر چڑھین
نہین حاصل ہوتا تھا۔ پادشاہ نے حکم دیا کہ قلعہ کے دروازہ کی طرف فتح اللہ خان اور
روح اللہ خان اور مورچال روان کرین۔ پنجم شوال ۴۴ جلوس کو خان مذکور نے اپنی فکر
رسا سے ایک ماہ کے عرصہ مین یونہی قلعہ کے نیچے مورچے پہنچائے۔ تربیت خان نہین چاہتا
تھا کہ اسکے تردد کے مقابل مین کوئی دوسرا نام آور ہو اُسنے اپنی رائے صائب و سنگتراشون
کی مدد سے دمدمہ کوہ مین دو طاق بقدر طول چودہ درعہ اور عرض دو درعہ خالی کئے۔ مردم کارزار دیدہ
کو وہان چوکی کے لئے بٹھایا کہ کارزار کے وقت اُنسے جانفشانی ظہور مین آئے۔ جب اسکا
منصوبہ جو مرکوز خاطر تھا پیش نہ گیا تو ایک تازہ تدبیر اسکے ذہن مین آئی کہ دونون
طاقون کو اُسنے باروت سے پُر کیا۔ جب اسکا یہ حسن تردد پادشاہ سے عرض ہوا تو
پادشاہ نے حکم دیا کہ سوار و پیادے توپخانہ و خاص چوکی والے سوا افغان و گکھڑ و

پیچھے پہنچا یا۔ آتش بار توپین لگا کے دشمن سوزی شروع کی۔ قلعہ نشینون نے بھی کوہ پیکر سی توپون کا
چھوڑنا اور آلات آتشبازی کا چلانا شروع کیا۔ بادشاہ نے دو تین مقام کر کے حکم دیا کہ آسیب
کشنا پر جو قلعہ سے ایک کروہ پر تھا اور گولہ رس تھا خیمے لگائے جائین صبح کو حکم دیا کہ یورش
کے لئے لشکر تیار ہو۔ گھیؤون نے بادشاہ کی یہ جرأت دیکھی تو انہون نے اپنے عجز کا اظہار
کیا اور جان کی امان کا پیغام دیا اور قلعہ سپرد کرنے کو کہا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ سب ہتیار
لے آؤ اور مضرت جانی نہ پہنچاؤ اور انکو چھوڑ دو رات کو سب اس طرح بھاگ گئے کہ پتا بھی
انکا نہ معلوم ہوا۔ مصالح و ذخیرۂ قلعہ قدری غلہ اور اور اسباب بادشاہی لشکر کو ہاتھ آیا۔
۱۶ر جمادی الآخر سنہ ۱۱۱۱ھ کو قلعہ بسطح قبضہ مین آگیا۔ کلید فتح اس قلعہ کا نام ہوا۔
بسنت گڈھ کی فتح کے بعد بادشاہ قلعہ ستارہ کی فتح پر متوجہ ہوا۔ ستارہ کا قلعہ
ایسے اونچے پہاڑ پر واقع ہے کہ اُسنے ستارہ کو اسم بامسمیٰ بنا دیا ہے۔ ۲۵ر جمادی الآخر کو
سنہ ۴۳ جلوس کو پائے قلعہ سے آدھی کوس کے فاصلہ پر بادشاہی خیمہ لگا اور دوسری طرف
شاہزادہ محمد اعظم شاہ کا خیمہ استادہ ہوا اور امراء کے خیمے جابجا اطراف قلعہ مین تربیت خان
کی تجویز سے نصب ہوئے۔ قلعہ کو مرکز وار گھیر لیا تھوڑے دنون مین اندک تردد سے قلعہ
کے نیچے اور دمدمون کے اوپر توپین لگا دین۔ لیکن قلعہ دیوار کی صورت ایک پہاڑ ہے
جو تیس گز بلند اور اُسکے اوپر چھ گز سنگ چین ہے۔ وہ کوئی دیوار نہین کہ جسکے ارکان
مین توپون سے تزلزل آئے۔ پھر اسپر اسباب استحکام سب موجود تھے۔ توپ خانہ و ذخیرہ
اور فراوانی آب کہ عین گرمی کے موسم مین چشمے جاری تھے۔ اور کام کے آدمی نقد جان کو
ہاتھ مین لئے ہوئے وہ مستعد و مہیا تھے شب و زبان و تفنگ و حقہ جادو و مشک اور
سنگ پھینکتے تھے اور باہر کی بیشمار افواج رسد کو لوٹتی تھی اور بیس کوس تک گھاس کو اس نے
جلا دیا تھا جو جاندار کا مایہ عیش ہے کئی بار وہ شوخی کر کے لشکر کے نزدیک آئی مگر انہون
نے مالش ایسی پائی کہ بھاگ گئے۔ غلہ و کاہ کی کمال گرانی ہو گئی۔ باوجود اس دشواری
کے دیوار حصار سے تیرہ گز پر برج کے مقابل ایک دمدمہ تیار ہو گیا اسکے مصالح مین اتنی

کسوسطے تم اپنی دلون مین جگہ دیتے ہو۔ ابھی غنیم نے کوئی دست برد تم پر نہین کی ہی جس جماعت کی
اجل آ گئی تھی اُسنے شہادت کی سعادت پائی۔ جو اہل دین کی آرزو کا انتہا کا درجہ ہی اور
آخرت کی رستگاری کا سرمایہ۔ تمکو چاہیئے کہ جہاد پر کمر باندھو جب تک بدن مین جان ہو
کوشش کرو۔ سرافراز خان دکنی کو حکم ہوا کہ سربازہ ہمراہیون کو جو مصالح قلعہ گیری مین اور
بہرہ مند خان بخشی کے آدمیون کو تربیت خان کی مدد کے لیئے لے جاؤ اور از سرنو مورچالون کے
بنانے مین مشغول ہو۔ بہت سے بہادرون کو افسوس تھا کہ کار طلب آدمیون کی جماعت یون
مفت رائگان خاک کے نیچے سوئے اور سنگ و کلوخ سے ہم آغوش ہوئے اور چند لاکھ روپیہ
مع محنت و تردد ہیچ ماڑ کے خاک کی برابر ہوا۔ اور پھر مآل کار معلوم نہین۔

جو آدمی دبے ہوئے تھے انمین سی بعض کے وارث وقت پر پہنچے اور مردون اور زخمیون کو
نکال لائے۔ باقی مر گئے۔ واقعہ غریب ہی کہ پیادے بہلیہ اپنے بھائیون اور فرزندون اور
یارون کے مرنے سے بہت بیدل تھے اور سیر آتش سی بھی دلسوختگی رکھتے۔ جب اُنہون نے دیکھا
کہ وہ سنگ خاک سی مردون کا نکالنا مشکل ہی اور اُنکے دین مین مردون کا جلانا واجب ہی۔
اُنہون نے اُسی شب کو مورچال کو جو سراپا چوب سے مرتب تھا بے خبر آگ لگا دی۔ یہ آگ سات
دن رات جلتی ہی۔ اتنا پانی کہان تھا کہ اس صحرائے آتش کو بجھاتا کل ہندو اور بعض مسلمین جنکو
جلکے نکالنے کی فرصت نہ ملی تھی وہ بالکل جل گئے۔ دنیا بھی عجب آتش کدہ ہی کہ دوست و دشمن
دونو فنا کی آگ مین جلتے ہین۔ اس سردار جد کار نے نان کی امید مین اور جان کی بیم مین
کشائش قلعہ مین بہت کوشش کی مگر العبد یدبر و اللہ یقدر۔

۲۵ رمضان ۱۱۱۱ھ کو مخبرون نے خبر دی کہ راجہ رام جو برار مین تھا اپنے گھر جاتا تھا
وہ مر گیا اور تین خردسال بیٹے اور دو بیویان چھوڑ گیا۔ دہم شوال کو بادشاہ کو یہ
اطلاع ہوئی کہ پسر کلان جو پانچ سال کا تھا اسکو مرہٹون نے باپ کا جانشین کیا تھا۔ وہ
چیچک سی مر گیا۔ راجہ رام کی بڑی رانی تارا بائی تھی کہ عقل و فراست مین اور ملک و سپاہ
کی بہرہ داری مین اپنے شوہر کی حیات مین شہرت تام رکھتی تھی اور اسکے ایک بیٹا تھا۔

اور بعضے سائرہ و جماعہ عربی و کرناٹکی جو شب و روز حاضر رہتی ہین انکے علاوہ بخشی الملک
مخلص خان و حمید الدین خان بہادر چند ہزار سوار لے جا کر انتظار کرین کہ جب نقب اڑائی
جائے اور جا ان فروش قلعہ مین داخل ہون تو وہ انکی کمک کرین۔ بیخ فیم بقعدہ سال نو
کو طاق کلان مین آگ دی اسکے اوپر کا پشتہ مع دیوار کے اڑکر قلعہ کے اندر گیا اور
اہل قلعہ کی ایک جماعت جلگئی اور اڑگئی۔ بادشاہی لشکر کو جرأت ہوئی اور اس نے قدم
آگے رکھا پھر طاق دوم کی بارود مین آگ لگائی اسکے اوپر کا پارچہ کو جس پر یہ گمان تھا
کہ وہ قلعہ کے اندر پڑیگا۔ وہ بادشاہی لشکر کے سر پر پڑا اور کئی ہزار آدمی جو مغاکون
اور بناؤن مین یورش کے منتظر تھے۔ ہلاک مارے ہین پتھرون کے نیچے دب گئے گنج شہیدان
کی طرح بے غسل و کفن دفن ایک دوسرے کے اوپر ہو گئے۔ اسے دو ہزار کار آمدنی سپاہی کام
آئے۔ اگرچہ آدمیون کے لئے راہ وسیع خود بخود کھل گئی۔ اس حشر مین سو آدمی دیوار
کے اوپر دوڑے اور غل مچایا کہ آؤ یہان کوئی نہین ہی لیکن مورچال کے آدمیون نے
ترس و خوف سے اس راہ مین قدم نہ رکھا انتظام جاتا رہا۔ کام کیا نہ کیا برابر ہوا غنیمون نے
جب دیکھا کہ کوئی شخص اس طرف سے نمودار نہین ہوا تو وہ دیوار کے اوپر آگئے جا سے گرم گئے گرم کو
گرم تر اور قائم تر کیا۔ اور بندوق زنی کی۔ آتش کو روشن کیا۔ دمدمہ بھی بیٹھ گیا
تھا۔ ڈھکلے گر پڑے تھے اور کار پردازون نے کام سے ہاتھ اٹھا لیا تھا۔ کون مقابلہ
مین آتا جب بادشاہ کو اسکی اطلاع ہوئی تو بادشاہ خود گھوڑے پر سوار ہوا اور
نوکرون کی سرکار پر آیا اور حکم دیا کہ مردون کی لاشون کو ایک دوسرے پر فراہم کرو
اور سینون کو سپر بنا کے یورش کرو۔ مگر بادشاہ نے اپنی بات کا اثر مشاہدہ نہ کیا تو حکم
دیا کہ مکرر کوہ مین خیمہ برپا ہو تاکہ وہ خود اور بادشاہزادہ اس جگہہ تشریف لے جائین
ارکان سلطنت بہت عجز و انکسار کے ساتھ اسکے مانع ہوئے اس وقت بھی سواری تیار
تھی لیکن کام کے برہم ہوجانے کے بعد جانے سے کیا فائدہ تھا بعد اسکے بادشاہ
نے سپاہ کی استمالت اور دلداری کی اور فرمایا کہ اس مرتبہ تو ہم اور ہر اس کو

امن دیا گیا وہ قلعہ سے باہر آئے۔ قلعہ کی فتح کے شادیانے بجے۔ سوہوا ان کی گردن اور ہاتھ باندھ کے بادشاہ پاس لائے اسنے اسکے ہاتھ کھلوائے اور منصب پنجہزاری دو ہزار سوار مع اسپ و فیل و کٹار مرصع و علم و نقارہ اور بیس ہزار روپیہ نقد اسکو عنایت ہوا چونکہ قلعہ ستارہ بادشاہزادہ محمد اعظم کی وساطت سے فتح ہوا تھا اسلئے اسکا نام اعظم تارہ رکھا گیا۔

کشاکش قلعہ ابتداء ۲۰ جمادی الآخر ۱۱۱۱ھ سے لغایت ۱۳ ذی قعدہ ۱۱۱۱ھ میں یعنی ۴ ماہ ۱۸ روز میں ہوئی اس اثنا میں جو اور واقعات پیش آئے وہ یہ ہیں لکھتے ہیں۔

شاہزادہ محمد اکبر کے دو ملازم اسکی عرضداشت قندھار سے لائے جسمیں عفو جرائم کی درخواست تھی اور ایک صندوقچہ عطر نذر کے لئے بھیجا تھا۔ بادشاہ نے فرستادوں کے ہاتھ خلعت اور فرمان بھیجا جسکا مضمون یہ تھا کہ جبتک تم ہماری سرحد پر نہ آ گئے عفو جرائم نہیں ہوگا اور جب ملک بادشاہی میں داخل ہوگے تو تمہارے لئے فرمان صوبہ داری بنگالہ کا صادر ہوگا۔

ملتان کے اخبار نویسوں کے نوشتہ سے بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ بلوچ جنکے دس بارہ ہزار سوار فراہم ہوگئے تھے اور قوم لستی (لیتی) یہ دونو حد سے زیادہ فساد کر رہے ہیں۔ شاہزادہ معز الدین سے مکرر مقابلہ اور مقاتلہ نکا ہوا حفیظ اللہ خان پسر خورد جمدۃ الملک مرحوم نے جو صوبہ ٹھٹھہ کا ناظم تھا اور اس ضلع میں تسلط کلی رکھتا تھا۔ شاہزادہ کی مدد کی۔ لیکن مخالف کے غلبہ سے شاہزادہ کی فوج کا عرصہ تنگ ہوا۔ اور لطف علی خان و راجہ سورج مل و بہادر خان اور بندہا بادشاہی کام آئے تو شاہزادہ نے دشمنوں کے ایک ہزار آدمیوں کو مارا اور فتح حاصل کی۔ چہارم جمادی الآخر کو بادشاہ سے عرض ہوا کہ دریاے نربدہ کے پار شاہزادہ بیدار بخت اور راجہ رام درمیان جنگ ہوئی خان عالم اور سرافراز خاں نے تردد نمایاں کئے۔ مخالف نہ و بار لشکر شاہی کو دے کر فرار ہوئے بادشاہ نے خان بہادر کو شاہزادہ کی ہمرکابی کے لئے مامور کیا۔

شاہزادہ محمد اکبر

شاہزادہ معز الدین و بلوچ و قوم لستی

اسکو سرداروں نے راجہ رام کا قائم مقام کیا۔ رانی مذکور نے دشوار گذار پہاڑ کی طرف رخ کیا۔ پادشاہ نے یہ خبر سنکر شادیانے بجانے کا حکم دیا اور راجہ کے شر کے دفع ہونے کا شکر ادا کیا۔ امیروں نے بھی پادشاہ کو مبارکباد دی مگر وہ کارخانہ الہی سے غافل تھے جب سنبھاجی قتل ہوا ہی تو بھی سمجھے تھے کہ دکن کا فساد برطرف ہوا اب بھی سب متفق اللفظ ہوکر خوشوقتیاں کرتے تھے اور کہتے تھے کہ مرہٹوں کی جڑ کٹ گئی اور طفل شیرخوارہ اور ایک بیدست و پا زن ہیں جنکا استیصال کیا بڑی بات ہی۔ یہ خبر نہین کہ عاقل کہہ گئے ہیں۔ ع دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد۔ تارا بائی زوجۂ راجہ رام جیسی شرط سرداری تھی تردد بجالائی اور مرہٹوں کا بندوبست کیا اُسکا ذکر سال بسال اپنے محل پر ہوگا۔

قلعہ پرلے قلعہ ستارہ سے سات کوس پر تھا۔ پرسرام اس قلعہ میں راجہ رام کی طرف سے اس ضلع کے بندوبست مالی کے لئے مقرر ہوا تھا وہ ایسا حواس باختہ ہوا کہ قلعہ داری صلاح بغیر اُسنے ملازمت کی اس ضمن میں قلعہ دار پرلے نے بھی جان و مال کی امان کے قول کا پیغام بھیجا۔ اس حالت میں سوبہان قلعہ دار ستارہ نے دیکھا کہ قلعہ کی ایک طرف کی دیوار اڑ گئی ہی اور ایک جماعت کثیر سوختہ ہوگئی ہی۔

پشتہ کوہ پر پادشاہزادہ کا سرکوب ایسا لگا ہوا ہے کہ وہ عمارات قلعہ کو منہدم کر رہا ہے فتح اللہ خان کے مورچال حصار کے اوپر پہنچ گئے ہیں وہ ایک پنجہ آہنین کی ضرب سے دروازہ کو اکھیڑنا چاہتا ہی۔ راجہ رام کے مرنے کی خبر مشتہر ہوگئی ہی۔ قلعہ دار پرلے جو پیر دمن وہ التجا کرنے میں اور اپنے کام کے پیش لیجانے میں سبقت لے جاتا ہے اس سبب سے آل کار سے سراسیمہ ہوکر شاہزادہ محمد اعظم شاہ کو واسطہ بناکے التماس کی کہ اگر جان و آبرو کی امان پاؤن اور قلعہ دار پرلے کی تقصیر معاف نہ ہو تو قلعہ ستارہ کی کنجیاں حوالہ کرتا ہوں اور یہ تعہد کرتا ہوں کہ تھوڑے دنوں میں قلعہ پرلے کو بلا قول امان بندہائے پادشاہی کو تصرف میں لاتا ہوں اُسکی التماس قبول ہوئی۔

سوار ذی قعدہ ۱۱۱۱ھ کو قلعہ ستارہ کی کنجی حوالہ کردی۔ تین ہزار مع عورت مرد بچوں کو

بادشاہ کا سفر بھوسان گڑھ کی طرف۔

اب بادشاہ نے قلعہ مین قلعہ دار مقرر کر دیا اور اس سرزمین کا بندوبست ہو گیا
تو اُسنے بھوسان گڑھ کی طرف کوچ کا ارادہ کیا۔ مگر کارخانجات بادشاہی
و امراء وغیرہ کے باربردار اصلا موجود نہ تھے۔ بارش کی زیادتی اور آب ہوا کی ناموافقت
سے شتر کا نام و نشان باقی نہ تھا اور ارابہ کی آمدورفت دریا و دشوار گذار کے قلب ہونے
کے سبب اس ضلع مین متعذر تھی ارابہ باربرداری کے بیل جو پانچ مہینے کی برسات مین
زندہ رہے تھے اُنمین سوا پوست و استخوان کے کچھ باقی نہ تھا۔ ہاتھیون کا حال بھی
یہ تھا سرکار بادشاہی اور امیرون کا اسباب اُن ہی ناتوان ہاتھیون پر جنکی پوست
و استخوان کے سوا کچھ نہ تھا اور نیم جان بیلون پر اور مزدورون پر اور بلغور خانہ کے
فقیرون پر جو لدسکا لادا گیا۔ باقی سبکبار ہونے کے لئے کچھ اسباب قلعہ دار کے حوالہ
کیا گیا اور کچھ جلا یا گیا۔ اور نامراد بے بضاعت خانہ بدوش ہو کر روانہ ہوئے فیل گاو
جنبر انکی جا بجا گرانباری کرتی تھین۔ دھون مین گرانی بار سے گرے اور جان عزیز کو
خیرباد کہا۔ راہین بند ہوئین۔ بڑی سختی سے دریا کشنا کے کنارہ کہ پانچ کروہ پر تھا
تین منزلین کر کے آخر روز مین وہان پہنچے۔ اب عبور کا فکر ہوا تو سات شکستہ بستہ
کشتیون کے سوا کچھ اور نہ تھا۔ مقام کا حکم ہوا۔ شدت بارش سے آب کشنا بہت چڑھا
ہوا تھا۔ کثرت لشکر و قلت معبر پر نظر کرنے سے قالب سے جان نکلتی تھی۔ جب اُترنا شروع
ہوا تو باوجودیکہ بادشاہ نے گرز بردار مقرر کر دئیے تھے کہ زبردستون پر زبردست
تعدی نہ کر سکین اور یہ مقرر تھا کہ ہر روز ایک بادشاہزادہ و باقی امیر گذرین۔ مگر
دریا کے کنارہ پر اس قدر فساد و شمشیر کشی ہوتی تھی کہ کوئی روز نہ ہوتا کہ دو تین نفر کشتہ
و زخمی و غرق نہ ہوتے ہون بعض جو تیر کر پار جانا چاہتے تھے۔ انمین دس مین ایک
زندہ کنارہ پر پہنچا تھا۔ کئی ہزار آدمی جو پیچھے رہ گئے وہ بیابان مرگ ہوئے۔
۹ ماہ صفر کو بھوسان گڑھ مین لشکر پہنچا۔ بادشاہ نے یہان ایک ماہ کے قیام کا حکم دیا
باران جواب تک رفاقت مین تھا وہ بھی جدا ہوا۔ دریاؤن و راہون کا شور بھی

سوانح سال چہل و چہارم ۱۱۱۱ھ

قلعہ ستارا (اعظم تارا) کی قلعہ داری پر سترسالی بوند یلہ سرافراز ہوا۔ ۱۴ ذی قعدہ کو بادشاہ اس حصار مین گیا۔ ایک قدیم مسجد والیان بہمنیہ کی بنائی ہوئی تھی۔ بادشاہ نے اسپر سفیدی پھروائی اور دوگانہ شکر ادا کیا۔

جب بادشاہ قلعہ اعظم تارا کی بست و کشاد سے فارغ ہوا اور قلعہ دار اور فوجدار وہان مقرر کیا۔ تو فتح پرلے کا ارادہ کیا۔ بادشاہ کے حکم سے فتح اللہ خان قلعہ کے محاصرہ مین مصروف ہوا اور جو ستارہ مین مصالح قلعہ گیری جمع ہوا تھا وہ بہت جلد قلعہ پرلے کے نیچے آگیا۔ ۲۲ ذیقعدہ کو بادشاہ تین روز چلکر دروازہ قلعہ کے سامنے خیمہ زن ہوا اور دولت خانہ کے آگے شاہزادہ کا خیمہ لگا۔ روح اللہ خان میر مورچال مقرر ہوا۔ قلیچ خان بہادر اور مردم شاہی نے قلعہ کے اضلاع کوہ کو چند کروہ کے فاصلہ پر مرکز وار گھیر لیا۔ اگر ستارا کہتا کہ مین قلعہ آسمان فرسا ہون تو پرلے نے کہا کہ مین اسکے جوشن پر تیغ کار فرما ہون اگر ستارا کہتا کہ آسمان میری کوہ کا پشتہ ہی تو پرلے کہتا کہ آسمان میری شکوہ کا سایہ ہی محاصرین نے تھوڑے دنون مین محصورین کو تنگ کیا۔ مگر بارش کی شدت اور غلہ و کاہ کی کمی وہ ہوئی کہ اُسنے بادشاہی سپاہ کا بھی دم نکال دیا۔ مگر بادشاہ اس حال مین زر پاشی اور دلدہی سے دلاورون کا دل ہاتھ مین لاتا۔ قلعہ نشین کبھی کبھی تخیر بہار سے نیچے آن کر شوخی کرتے۔ مگر یورش اور فتح اللہ خان کی بہادری سے محصور دل باختہ ہو کر الامان کی فریاد کرنے لگے۔ ڈیڑھ مہینے کے محاصرہ کے بعد سیوم محرم مین قلعہ مفتوح ہوا اور مردم قلعہ مع عیال امان پاکے قلعہ سے باہر نکلے۔ انکے بدن پر سوا پُرانے کپڑون کے کچھ اور نہ تھا۔ قلعہ مین جو مسجدین شاہان بیجاپور کی تعمیر کی ہوئی تھین اور ہندو ون نے انکو خراب کر دیا تھا۔ انکی تعمیر کا حکم دیا۔ ابراہیم عادل شاہ جو نئی چیز بناتا تھا اسپر نورس کا لفظ لگاتا تھا۔ کتاب نورس۔ شہر نورس پور۔ دام نورس۔ یہہ قلعہ بھی اُسکا بنایا ہوا تھا اسلئے اسکا نام نورس تارا رکھا۔

پاؤن اسباب کو برباد کر کے پڑے پھرتے تھے۔ غرض جو کچھ ضرر پامالی و کسالہ و تصدیع خلق کو ہوئی وہ بیان نہین ہو سکتی۔

پادشاہ سے معروض ہوا کہ ہنوز قید مین طعام نہین کھاتے ساہو بن سنبھا بجای طعام کی شیرینی و میوہ و پکوان کھاتا ہے تو پادشاہ نے حمید الدین خان کی معرفت اسکو کہلا بھیجا کہ تم قید مین نہین ہو اپنے گھر مین بیٹھے ہو۔ طعام کھایا کرو۔

ملبارس خان حاکم کاشغر فوت ہوا ملک کے بند و بست مین خلل پڑا۔ ارسلان خان پسر شاہ خان ابن عم خان متوفی پادشاہ کی بندگی سے سرافراز تھا۔ اسکو ارشاد ہوا۔ وطن مین جا کر اپنی ملک پر قبضہ کرے۔ سردار خان جو شاہزادہ معظم کی تعیناتون مین تھا۔ اسکو حکم ہوا کہ اسکی کمک کرے۔

۱۶ رجب ۱۱۱۲ھ کو پادشاہ بتقیی آباد مرج کی طرف چلا۔ ۲ شعبان کو یہان پہنچ گیا۔

سوانح سال چہل و پنجم ۱۱۱۲ھ

قصبہ مرج مین توقف ہوا سیوم شوال کو قلعہ پنالہ اور اسکے پاس کے قلعہ پون گڈھ کی فتح کے لیئے علم اٹھایا۔ دہم ماہ مذکور کو حصار کے دروازہ کے روبرو پادشاہ آیا اور دریا کے کنارہ قلعہ کے نیچے جو مقام توپ رس تھا وہ منزل گاہ بنائی۔ دیوان حافظ مین فال مین یہ شعر نکلا۔

دلے کہ غیب نمائست جام جم دارد ۔۔۔ ہر خاتمے کہ دمے گم شود چہ غم دارد

سیواجی نے یہ قلعہ بحکام عادل خانیہ سے لیا تھا۔ پھر اسکو سلطان معظم شاہ نے فتح کیا تھا پھر اسکو سنبھاجی نے لے لیا۔ پادشاہ نے نصرت جنگ کو بھیجا کہ ہر طرف چور پھر رہے ہین انکا سر تن سے جدا کرے۔ دونو قلعون کا دو رسات گروہ تھا اسکو لشکر شاہی نے گھیر لیا۔

تربیت خان کے اہتمام سے مورچال کی پیش روی ہوئی اور توپین دشمنون کے جلانے کے لئے گرم ہوئین تھوڑے دنون مین قلعہ کی پانچ برج لصف سے زیادہ گر پڑی اور سردار جلد کار خارزار زمین کی شگافت مین اور کوہسار مین کوچے بنانے مین کارنامے بروے کار لا

حاشیہ: قلعہ پنالہ ... (illegible marginal notes)

کم ہوا۔ لشکر کو آرام ملا۔ شاہزادہ اعظم کو خاندیس کو رخصت کیا کہ برہان پور میں لشکر کے ساتھ آرام کرے لشکر خستہ حال کو ملک قدیم کی آباد نواحی میں رخصت کیا۔ صوبجات کے نوابوں کو فرمان گیا کہ تازہ لشکروں کو ہمارے پاس بھیجیں۔ شاہزادہ بیدار بخت کو ملا کر قلعہ پرناله کی فتح کے لئے بھیجا اور ذوالفقار خان بہادر نصرت جنگ کی فوج کو اسکے ساتھ کیا۔ کچھ دنوں بعد تربیت خان میر آتش کو اس طرف روانہ کیا۔

۲۶ ربیع الاول کو بادشاہ خواص پور میں آگیا۔ یہاں خلائق کو ایک گونہ آرام ملا یہاں غلہ و کاہ اور اکثر مایحتاج کی ارزانی تھی۔ مگر یہاں ایک اور تازہ حادثہ ناگہانی آسمانی مردم لشکر پہ واقع ہوا۔ جسکا مجمل حال یہ ہے کہ ایک نالہ کم آب تھا اس پر لشکر پڑا تھا۔ اس نالہ کے سب طرف خشک ریت تھی برسات ہو چکی تھی یہ ہنگام باران کا گمان نہ تھا کہ وہ شدت سے برسے گا۔ ۲۸ ربیع الثانی کو جبال و کوہستان و دشت میں غیر موسم ایسی بارش ہوئی کہ ایک پہر رات گئے سیلاب بلا ایکبار گی لشکر کی طرف آئی اور آدمیوں کی جان بچانا بہت مشکل تھا ایک جماعت بادہ عشرت میں مدہوش و خواب غفلت میں ہم آغوش تھی اس وقت خبردار ہوئی کہ پانی نے سر سے گذر کر بساط خانہ کو مع خیمہ و فرش کے زیر پا لپیٹا۔ جو کوئی سراسیمہ ہو کر نجات کی فکر میں دست و پا زنی کر کے اس شب تاریک میں جسطرف نظر ڈالتا سوائے بے پایاں موج آب کے کچھ نظر نہیں آتا۔ ایک عالم عریاں برہنہ جان بچانے کے واسطے استغفار پڑھتا ہوا ہر طرف دوڑتا تھا۔ اکثر نے اس بحر بے پایاں میں جان بادشاہ میں دی۔ جسوقت اس قیامت کا برپا ہونا شروع ہوا۔ بادشاہ جائے ضرور میں تھا وہ یہ سمجھ کر کہ دشمن کے ناگہاں آجانے سے یہ ہنگامہ رستخیز ہوا ہے۔ عالم اضطراب میں اٹھا پاؤں پھسلا اور پاؤں میں ایسی ضرب شدید آئی کہ علاج پذیر نہ ہوئی اور میراث صاحبقران کہنہ لنگی ہاتھ آئی۔ آب سیلاب کی نوبت و انتخانہ بادشاہ تک پہنچی۔ اپنے اور خدمہ محل کے لئے سواری طلب ہوئی صبح ہوئی تو پانی کم ہونا شروع ہوا۔ بہت سے عمدہ نامی آدمی ننگے سر اور ننگے

نبی شاہ درک کھا۔ اسمٰعیل مکھا یہان کا فوجدار مقرر کیا۔
بادشاہ نے پرنالہ کی اطراف سی گھاٹون کی طرف جانے کا قصد کیا کہ وہان علف و
آذوقہ کثرت سے ہے۔ خلق خدا کو اس سے آرام ملے گا اور قلاع داروں گڈھ و نام گیرو و چندن
و وندن دشمنو نکے ہاتھ سی مستخلص ہونگے اس ثواب کی نیت سی دوم محرم ۱۱۱۳ سنہ کو بادشاہ نے کوچ
کیا۔ فتح اللہ خان بہادر کو آگے جانے کے لئی مامور کیا۔ اسنے جاکر چارون قلعون کے کوہ نشینون
کی کمر کو توڑا اور غنیم کی ایک جماعت کو تلوار کا طعمہ بنایا اور بہت مواشی اور قیدی پکڑ لائے۔
داروں گڈھ کے قلعہ نشینون نے بازوی دست کوب کا یہ زور دیکھکر اور انکے پیچھے بادشاہ کے
لشکر کے آنے کی خبر سنکر جان کا بچانا غنیمت جانا۔ دسوین ماہ مذکور کو قلعہ خالی کر دیا۔ اور چور
بھاگ گئی۔ اس مناسبت سی کہ خان بہادر کا نام محمد صادق ہی بادشاہ نے اس قلعہ کا نام
صادق گڈھ رکھا۔ ۲۷ کو ظاہر قلعہ کو کہ گھاٹون سے آدھہ کوس پر ہی چھاؤنی کے لئی بادشاہ
نے فرمایا اور یہان خان بہادر ساتھہ لشکر گران کو بسر کر و گی بخشی الملک بہرہ مند خان
نام گیر و چندن و وندن کی تسخیر کے لئی بھیجا۔ دس بارہ روز مین قلعہ دار نام گیر نے اپنی
جان پر رحم کرکے قلعہ کی کنجی خان بہادر کو حوالہ کی۔ قلعہ کا نام نام آور و ان کے التفات کے
سبب سے نام گیر رکھا گیا پھر حصار چندن کا محاصرہ ہوا۔ تھوڑے دنون مین اہل حصار نے امان
مانگ کر حوالہ کیا پھر قلعہ وندن کا محاصرہ ہوا۔ چودھوین جمادی الاولی کو یہ چوتھا قلعہ
بھی بادشاہی قبضہ مین آگیا۔ ان دونون قلعون کا نام مفتاح و مفتوح رکھا گیا۔ تسخیر
قلعہ کھیلنا کو فتح کرنا لڑکون کا کھیل نہین تھا۔ اسکا تسخیر کرنا سخت مشکل تھا ہر در بستہ کے
لئے ایک کشائش اور ہر محنت کے واسطے ایک آسایش اور ہر معمی کے لئی ایک تفسیر اور ہر امر کے
ایک تعبیر ہوتی ہی۔ سو عالمگیر جس مکان مین عقدہ لاینحل دیکھتا اسکو ناخن کے اشارہ سے
کھولتا۔ جس زمان مین طلسم لاینکشف نظر آتا ہی اسکے چہرہ حقیقت کو اپنی آرا سے
رزین سے کھولدیتا ہے اگر قاصدان آمال کی راہ مین جبال اشکال سنگ راہ ہوتے تو
اپنی حکم قاطع سے اسکو کاٹ دیتا ہے۔ اگر بیدا کمر اشجار راہ مین آنے جانے والون کو

قلعہ صادق گڈھ و نام گیر و مفتاح و مفتوح

قلعہ کھیلنا

لاتا تھا - کئی جریب زیر زمین مجوف کر کے راہ بنائی کہ جسمین تین مسلح آدمی متصل مستوی القامت
چلے جائین اور کئی کئی قدمون کے فاصلہ پر نشیمن بنائے - کہ بیس آدمی کام کرنیوالے اس مین بیٹھ
سکین اور ہر طرف غرفے جسمین ہوا آئے اور آفتاب کی روشنی پہنچے مرتب کئے ساباط کا نقب
مین توپخانہ کے آدمیون کو بٹھایا کہ بندوقین یا کسی کو دیوار سے سر نہ نکالنے دین اور اس کوچہ کو
اس برج کے نیچے پہنچایا کہ مضرت توپ تھا - اسکی بنیاد کو اس قدر خالی کیا کہ ایک ہزار درون کی جماعت
اسکے اندر چوکی دیتی اور کوئی آسیب حقہ و متوالیہ غنیم کا انکو نہین پہنچتا تھا - آخر کار اس کوچہ
کو زیر فصیل دیوار مین لے گیا لیکن اس سبب سے کہ پیش رفت کار مین توقف طاری ہوا - برسات کا
موسم آگیا اور شدت بارش اور سیلابون کی طغیانی سے اس مین کچھ خلل پڑا اس اثنا
مین فتح اللہ خان جو اورنگ آباد مین اپنے ہمراہیون کی شکست کی خبر کے لئے گیا ہوا تھا - وہ
حضور مین آن کر مامور ہوا لشکر شاہزادہ کی اطراف سے منعم خان کی ہمدستی کے ساتھ بکمال
بالاستقلال روان کرے اس فرمان پذیر نے ایک ماہ مین زمین سنگین مین خاک سے
زیادہ سہل تر کاٹ کر کوچہ پائے دیوار تک پہنچایا کہ عقل حیران رہ گئی محصورین درون حصار سے
آتش افروزی کرتے تھے - انہون نے دیکھا کہ ایک طرف سے تربیت خان چاہتا ہے کہ
انکی بیخ کنی کرے دوسری طرف فتح اللہ انکو خاک مین ملانا چاہتا ہے - محمد مراد خان
اپنے ہمراہیون سمیت اور خواجہ محمود بخشی لشکر شاہزادہ کام بخش لوہان کہان کے برج و
بارہ کو اڑانا چاہتا ہے لشکر کے محاصرے نے فرار کی راہ کو تنگ کر رکھا ہے - بادشاہ عالمگیر
ہے کہ برسات کی شدت اور حادثات کے نزول سے اسکے عزم جزم مین خلل نہین پڑتا
اور یہ لشکر ایسا ہے کہ جبتک اپنا کام نہ کریگا پائے کار سے نہین اٹھیگا - ان باتون پر
لحاظ کر کے محصورین نے ڈر کر اپنا حصر عجز مین دیکھا اور تربیت خان کے وساطت سے زنہار جوئی
کے لئے بادشاہزادون کے امان خانون مین دوڑے - ان دونو نے بادشاہ سے ان کی
شفاعت چاہی - بادشاہ نے اسکو قبول کیا - تربیک حارس کو جان و مال کی امان دی
غرہ محرم سنہ ۱۱۱۳ کو پرنالہ اور پون گڈھ ممالک محروسہ مین آئے - بادشاہ نے پرنالہ کا نام

جس کے اوپر خان بہادر توپون کو لگانا چاہتا تھا۔ مگر وہان مرہٹے ایک دیوار محکم برجون کی پیچھے
محفوظ ہو بیٹھے۔ اسکو اپنے روز بد کا حصار سمجھنے لگے جمیل الدین خان بہادر کمین گاہ ضلع چپ کی
محافظت کے لئے کھڑا ہوا۔ پانچ چار ہزار مرہٹے لڑنے کے لئے آگے بڑھے۔ درہ کی راہ کو روکا
اونچے درختون اور سنگہار کوہ کی پناہ مین بندوقین مارنے اور پتھر لڑکانے شروع کئے۔
فتح اللہ خان نے کوشش کرکے سینون کو سپر بنایا اور تلوار سے مرہٹون کا سر اڑایا پشتہ کو
دشمنون سے دو پشتہ کیا۔ شاہی آدمیون کی ایک جماعت کام مین آئی آخرکار مرہٹون کو ایسا
تنگ کیا کہ وہ فرار ہوئے۔ گریوون سے گرکر مرگئے۔ وہ چاہتے تھے کہ قلعہ کی جانب
بھاگین سو خان بہادر نے اپنے سوار ہونے سے پہلے جزائر اندازون کو دشمنون کے جلانے
کے لئے قلعہ کی راہ پر بٹھا دیا تھا۔ اسطرف بھی آگ نے راہ گریز بند کی۔ ناچار جنگل مین
بھاگے۔ درخت و بوٹہ مین پنہان ہوئے اس اثنا مین کہ افواج شاہی پیچھے پیچھے پہونچا اور انہون نے
زندون کو گرفتار کیا۔ خان بہادر نے انکی کمر مین پتھرون کو باندھ کر بن کے غارون مین پھینک
دیا۔ یہ فتح نمایان ہوئی اور پشتہ مذکور پر ثبات قدم ہوا۔ پادشاہ نے یہان اپنے
خیمے لگائے۔ مورچال قائم کرنے مین رات جگارہا۔ دوسرے روز دوسرا پشتہ قبضہ مین آیا
یہان سے قلعہ کے اندر بندوق کی گولی پہنچ سکتی تھی۔ یہان توپون کو لگا کر خانہ نشینون کے
گھرون اور عمارتون کو جلانا شروع کیا۔ کوچہ سقف (کوچہ سلامت) بنانا شروع کیا۔
دار کھڑی کرکے اسپر مخالفون کے سرون کو بجائے تاک کے خوشون کے لٹکایا۔ ۲۲ ماہ مذکور کو
پادشاہ اسکار نامہ کو دیکھنے آیا اور مورچالون کے آگے لے جانے کے لئے ترغیب دی اور لشکر
کی پشت گرمی اور پیش رفت کار کے لئے اپنی منزلگاہ سے اوٹھکر اُس میدان مین خیمہ لگایا کہ قلعہ
سے آدھ کوس تھا۔

سوانح چہل و شش سنہ ۱۱۱۲

پادشاہ کے حکم کے موافق شاہزادہ محمد بیدار بخت اطراف بنی شاہ درگ مین
منزل گزین ہوا۔ تربیت خان کشتی انبہ کے مدہ پر بیٹھا۔ محمد امین خان کوکن دروازہ کا

روکے تو اسکو اپنے حکم کے تبر سے بیخ و بن سے اکھیڑ ڈالتا ہے۔ اگر عقبات دشوار گذار پیش آئین تو
اُن کو ہموار کردیتا ہے اگر حصول مقاصد کے لئے بعد شرق و غرب حائل ہو تو اسکو طے کرا دیتا ہے
یہ پادشاہ ۱۶ ربیع جمادی الآخرہ ۱۱۱۳ھ کو صادق گڈھ سے چلا۔ بارہ منزلین طے کرکے ملکا پور مین
خیمہ زن ہوا آگے راہین دشوار گذار تھین اسلئے سات روز یہان قیام کیا۔ شاہزادہ بیدار بخت
بھی شاہ درگ سے معاودت کے وقت برسات کے موسم کاٹنے کے لئے ہوکری اور کوکاک اور
اسکی حدود کی سمت مین گیا تھا۔ کم مدت مین کئی قلعہ اسنے مرہٹون کے ہاتھ سے چھٹائے وہ پادشاہ
کے حکم سے بورگانون کی راہ سے پادشاہ سے اسی منزل مین آنکر ملا بے موسم مینھ برستا تھا۔
یہان چند روز قیام ہوا۔ فتح خانلے معبر کو صاف کرکے پادشاہ کو اطلاع دی۔ چار کروہ
مسافت جو بڑی دشوار تھی بآسانی سے طے ہوئی۔ ۱۶ رجب کو پادشاہ دامن کوہ مین جو
اسکی فرودگاہ کے لئے کافی تھا خیمہ زن ہوا۔ یہان سے کھیلنا ساڑھے تین کروہ تھا۔ کوہسار
کی راہ مین سراسر دشوار گذار بیشے اور جنگل انبوہ خار دار واقع تھے کہ آفتاب کی روشنی نہین
جاسکتی تھی۔ اور ایسے تنومند اشجار بلند کی شاخین باہم بافتہ تھین کہ چیونٹی بھی انسے بدشواری
گذر سکتی تھی۔ اگر کوئی بٹیا بھی تھی تو اسپر پیادہ مشکل سے چل سکتا تھا۔ خان بہادر فتح اللہ خان
مامور ہوا کہ ان عوائق و موانع کو راہ کے آگے سے اٹھائے۔ اس فرمان پذیر کی اہتمام و سعی سے
بیلدارون و سنگتراشون نے ایک ہفتہ مین وہ دستکاری دکھائی کہ اُسے دیکھکر عقل دنگ
رہ گئی اگر پہاڑ آیا تو روئی کے گالون کی طرح اُڑایا اور نشیب و فراز سد راہ ہوا تو اسکو بساط
بنایا اگر بلند درخت رستے مین کھڑے ہوئے تو انکو خس و خاشاک کی طرح اُڑایا غرض ایسا راستہ
ہموار بنا دیا کہ سو سوار برابر آسانی سے چلے جائین۔ کام مین ہر روز دشمنون سے لڑنا اور
انکے سرون کو سبزہ کی طرح کاٹ کے لالہ زار بنانا پڑتا تھا سیوم شعبان کو پادشاہ نے خان بہادر
کے ساتھ افواج کو بسر کردگی عمدۃ الملک مدار المہام اور بہ رفاقت حمید الدین خان بہادر و
منعم خان و اخلاص خان و راجہ جے سنگہ کو رخصت کیا۔ صبح کے وقت خان بہادر حمید الدین خان
بہادر و منعم خان اور چند یکہ سواروں کے ساتھ درہ مین داخل ہوا۔ قلعہ کا ایک پشتہ سرکوب تھا

عوایق پر وہ لگا تختہ شکستہ ہوکر اڑا اسکا ایک پارچہ خان بہادر کے سر پر لگا اور اُسکے ساق
بائین مین بھی ایک ٹکڑا لگا۔ پاؤن اسکا اکھڑا اور وہ کجاوہ سمیت جو اسکے ہاتھ مین تھا
ایک غار مین گرا۔ جان باقی تھی۔ کہ اس غار مین کچھ تھوڑی دور جاکر کجاوہ جو اسکے ہاتھ
مین تھا ایک درخت کی شاخ مین اٹک گیا اور اسمین خان بہادر لٹک گیا۔ لوگون نے
اس کو اس بلاے ناگہانی سے نکالا اسکے سر و کمر اور تمام اعضا پر اس قدر سنگ کے
صدمات پہنچے تھے کہ ایکماہ تک صاحب فراش رہا۔ پھر اچھا ہوگیا وہ زبان دراز بڑا تھا۔ بادشاہ
کی مرضی کے خلاف اُسنے ایک مقدمہ فیصلہ کیا تھا اسکی سرزنش نصیحت آمیز بادشاہ نے
خواجہ سرا کی معرفت کی اسکی عمر اسی برس سے تجاوز کر گئی تھی وہ بادشاہ کا ہمعمر تھا۔
اُس نے جواب مین خواجہ سرا سے کہا کہ بادشاہ سے عرض کرے کہ ہر انسان کامل العقل کی عمر کی
نوبت جب اسی نوی برس پر پہنچتی ہے تو اسکی عقل مین خلل آجاتا ہے اور اسکے حواس خمسہ
بحال نہین رہتے۔ مین تو سپاہی ہون۔ عقل سے کوسون دور پیدا ہوا ہون۔
جب خواجہ سرا چلا گیا تو دوستون نے اس جواب باصواب کی بُرائیون کو بتلایا اُس نے
بادشاہ سے عذر کیا۔ خان بہادر اس فکر مین تھا کہ دوسرے برج کی طرف سے یورش کرے
مگر یہ فکر اسکا غلط تھا۔ دہم ذی الحجہ کو شاہزادہ نے ریوتی قلعہ کو لے لیا۔ راجہ جیسنگہ نے
بھی اس مین بڑا کام کیا۔ غنیم کو بڑی شکست فاحش ہوئی۔ اسکی جمعیت مین تفرقہ پڑا شاہزادہ
نے حکم دیا کہ توپون کو آگے لیجائین۔ اور دیوار قلعہ کو گرائین۔ پرسرام نے جب دیکھا کہ
افواج شاہی اس طرح خانہ برانداز پر مستعد ہے۔ تو اُسنے برہمنون کو وکلاء
بادشاہزادہ پاس بھجوایا کہ قلعہ حوالہ کرنے کی اور بعض اور ملتمسات کرین۔ بوساطت
بخشی الملک روح اللہ خان کے پیام آوری اور پیام بری مین چند روز لگے۔
مگر آخر کو یہ درخواست منظور ہوئی کہ پرسرام مع محصورون کے قلعہ سے جان سلامت لیجائے۔
۱۹ محرم کو شاہزادہ کے نشان قلعہ پر قائم ہوگئے اسکی تاریخ فتح (فتح شد قلعہ کھیلنا)
ہوئی۔ بادشاہ نے اس قلعہ کا نام سخر لنا رکھا۔

انسداد کیا۔ خان بہادر نے توپچی ایرلے کر بڑی مردمی ہمت سے کوچہ سر غار حائل قلعہ کی
ریونی تک لے گیا اہل حصار نے رات دن مین توپ تفنگ کے چلانے سے لمحہ بھر کا توقف نہین کیا
کوچہ سلامت مین ہر نوع کے آدمیون کو جو کام کرتے تھے جان سے مارتے تھے۔ مگر بہادر
اپنا کام بناتے تھے۔ غنیم نے دروازہ قلعہ سے پوشیدہ کوچہ بنایا اور ریونی پر مدافعت
کے لئے بیٹھا جب اسنے دیکھا کہ خان بہادر دھابہ باندھ کے مقابل آیا اور زینہ پر سوار
ہونا چاہتا ہے تو اسکے ہوش اُڑ گئے زینے جو غار مین سے نکال کر دیوار کے نیچے سطح زمین تک
لگائے تھے اُنکو دشمنون نے خراب کیا۔ بہادرون نے کجاوون کے زینے ترتیب دیے اور اُن
دھابون کے اوپر باندھے اور پیش قدمی کی۔ محمد امین خان کا حال سنئے کہ وہ کوکنی
دروازہ کے انسداد کے لئے گیا تھا۔ پہاڑ کو بے سپر کرکے کھیلنا کے پائے کار مین ایک پشتہ
محاذی دروازہ کے مشرف ریونی تھا اسپر پہنچا۔ مخالفون نے اس پشتہ کے اوپر سنگین
دیوارین بنائی تھین اور نیچے اسکے گہری خندق کو حائل کیا تھا ایک مدت تک صعوبت کی سبب
پیش رفت کار نہ ہوئی۔ ۱۵ شوال کو کوشش و کشش کرکے کشتون کے پشتے لگائے اور
قلعہ نشینون کی راہ اس دروازہ سے بند کردی محمد امین خان کو بسبب عارض مرض کے بادشاہ نے
اپنے پاس بلا لیا اور کوکنی دروازہ کی طرف سے قلعہ کی تسخیر کے لئے شاہزادہ بیدار بخت و راجہ
جیسنگھ کو مقرر کیا اور چند ہزار پیادے یاقوت خان متصدی ونداراجپوری نے ان
پاس بھیجدیے انھون نے مورچال لگا کے برج و بارہ پر توپین چلانی شروع کین
فتح اللہ خان نے دھاوا کرکے برج تک انکو پہنچایا اور سباط کی تدبیرین کین لیکن ع ۔
سبزہ بر سنگ نروید چہ کنی باران را ⁂ ہر چند شیر ہان اور کڑک بجلی توپون نے گولے
چلائے مگر سوا اسکے کچھ نہ ہوا کہ برج کے چند سنگ اُڑ گئے۔ غنیم نے گولہ اندازی سے ذرا
بھی ہاتھ نہین کھینچا۔ وہ راتون مین کئی دفعہ قلعہ سے باہر نکل کر مورچال پر حملہ آور ہوا
خان بہادر بذاتہ اسکی مدافعہ مین مشغول ہوا۔ ایک دن دھابہ باندھنے مین وہ خود
مزدورون کے ساتھ کام کرتا تھا۔ ایک پتھر اوپر سے آیا کہ ایک تختہ چار طسوج..

سب صحرای درماندگی مین بٹھایا۔ اصحاب الفیل نے ہزار سماجت سے مال مغصوب کو اُسی مستخلص کیا اور فریقوں
کرتے اور سر پیٹتے رہ گئے۔ آخر ایک گروہ کے تفاوت سے پادشاہ بائین طرف چل کر پلکاپور مین آیا اس
منزل مین ناہمواری کرکے سدراہ ہوا اور ہر گز کسی کا نالہ اُسنے نہ سنا اور شب و روز پاؤن دراز کرکے
سویا۔ اس شور محشر مین روپیہ کا ایک سیر غلہ بکتا تھا۔ کاہ و ہیمہ نام کو نہ تھی۔ بارش کا تیر باران
بے نوایون کے بدن اور جان پر کارگر تھا۔ باد صرصر کا طعن دل ستان قالب کو تہی کرتا تھا۔
خلقت کو اپنی سخت جانی پر تعجب ہوتا تھا۔ ۱۹ صفر کو پادشاہ ہاتھی پر سوار ہوکر نالہ سے گذرا
ایک کوس چلکر خیمہ لگایا۔ حجرۂ عدالت مین بیٹھنے کو جگہ ملی۔ پادشاہزادون اور دنیا دارون کو
اپنے گھر مین کھڑے رہنے کی جگہ ملی۔ کئی روز بعد اس منزل مین آفتاب کھائی دیا تو نیم جانون
مین جان آگئی۔ ۱۲ ربیع الاول تک لشکر نے چودہ کوس مسافت کو ایک ماہ سترہ روز مین طے کیا اور
قلعہ بہنی شاہ درگ کے نیچے پہنچا۔ اب ابر بدستور نکلنے لگا تو روزی طلبون نے ہاتھ ہلائے اطراف سے
بار بردار دوڑے آئے۔ انہون نے خلایق خدا کا بوجھ سر و گردن پر اُٹھایا۔ پسماندہ آدمی بھی
لنگڑاتے لنگڑاتے آئے۔ ۱۵ شہر مذکور کو بیرگانو مین لشکر آیا۔ ایک ماہ بیس روز یہان توقف ہوا۔
۲۶ ربیع الآخر کو بہادر گڈھ کی طرف لشکر چلا اگرچہ ابر نے دامن مین پاؤن کھینچے تھے۔ دریائے کشنا
کی طغیانی کی خبر آتی تھی مگر شاہانہ عزم کے مقابلہ مین یہ موانع کچھ وقع نہین رکھتے تھے نو کردہ
مسافت کنار دریا تک ۱۲ کوچ و مقام مین طے ہوئی۔ سارا لشکر دریا کے کنارہ پر آیا۔ دریا کیا تھا
طوفان قیامت تھا۔ ہر موجہ اسکا بلا قامت لشکر کا شمار امواج دریا سے زیادہ۔ عبور ایسی
کشتیون پر سے کشتی نہ کہ دوزخ فسردہ + یک تابوت و ہزار مردہ + اس حال
پر اختلال مین دس روز مین آدھا لشکر دریا سے گذرا۔ پادشاہ کشتی مین سوار ہوکر دوسرے کنارہ
پر گیا۔ پادشاہی لشکر نے یہان بیس روز توقف کیا۔ پھر بہادر گڈھ کی سواد مین پادشاہ
خیمہ زن ہوا۔ پادشاہ نے غازی الدین خان کے لشکر کا توزک دیکھا۔ اکثر توپخانہ کو ضبط کیا۔
اور حکم دیا کہ امرا اُس سے زیادہ توپخانہ نہ رکھا کرین اور۔ یہ فقرہ بیدار بخت کو لکھا کہ مخلص خان فیروز جنگ
کہ ہفت ہزاری است در خانہ خود نمودہ توپ و گجنال و شترنال و گھوڑنال وہمہ چیز آن قدر

اس سرزمین کی بھی عجیب کوہ وزمین ہین کہ سبزہ گل کے سوای کہین زمین نہین دکھائی دیتی اس بستان مین کوئی درخت نہین - جو کوئی نفع نہ رکھتا ہو - کوئی پھول نہین کہ جسکی بو دماغ کو فیض نہ پہنچاتی ہو - ہر دانہ اسکا خراج دیتا ہے ہر خاک اسکی دامنگیر ہے - ۲۵ شہر مذکور کو بادشاہ قلعہ کے ملاحظہ کے لئے گیا - ضابطہ خان کو یہان حاکم مقرر کیا اندر کی عمارتین اس قلعہ کی دلچسپ نہین ہین - یہ قلعہ سرحدی ہے اور ممالک عظیم بالاگھاٹ و پائین گھاٹ کوکن اسکی تسخیر کے سبب سے ممالک محروسہ مین داخل ہوا دوسرے روز بادشاہ نے شاہزادہ کو ایک لاکھ روپیہ دیا - ہولکری اور رلے باغ مین چھاؤنی ڈالنے کا حکم دیا اور امراء کو جو اس مہم مین شریک تھے بڑے بڑے انعام دئیے -

بادشاہ پنجم محرم ۱۱۱۳ کو کھیلنا سے بہادر گدھ کے ناحیہ کی طرف چلا - کثرت بارش سے یہ حال ہوا کہ شتر کا نام نہین تھا سے گاؤ بگجرات رفت خر بخراسان شتا فت فیل مدہوش سیہ مستی سے بیہوش ہوا لشکر کا بار گران لیکر چلا - کچھ اتنی لگے کہ گدھے کی طرح کیچڑ مین پھنسا غرض سارے احمال و اثقال مردوزن کے سر کے بوجھ بنے -

شعر -

اینکہ تو گوئی کہ ہمہ مردم اند بیشتر گاؤ و خرے بے دم اند

دولتمند جو بہشت آسایش مین آسودہ رہتے ہین - کسی کسی طرح زیر کتل اول قیامتگاہ مین پہنچ گئے اور کارخانجات لشکر کے نہ پہنچنے کے سبب سے متوقف ہوئے - حکم ہوا کہ چار سی کھیلنا کو یہ کارخانے سپرد ہون - سات روز بعد کوچ کا نقارہ بجا - اس منزل مین ایک نالہ تھا اُسنے بادشاہ کی سواری کو تو راہ دی لیکن خلائق کے کھانے کے لئے منہ کھولا - کوئی غرق فنا ہوا - کوئی اپنی قسمت کے زور سے نکل آیا جب دوسری منزل مین کوس لمزدہ نے آوازہ کیا تو وہی نالہ پھر پیش آیا - یہ نالہ بھی عجب غدار تیز و بیدار تھا کہ پیش خانہ بادشاہی کو اور اور پیش خانہ داروں کو اول جیسکے بلایا پھر بطرلیق سیراہہ روی کے اس طرح اسپ روی کو دوڑایا کہ

روانہ ہونا بادشاہ کا کھیلنا سے بہادر گدھ کی طرف +

قول کو حکم ہوا کہ وہ امیر الامرا کو عنایت اللہ خان کے گھر معذرت کے لئے لے جائے ۔ خان گھر پر آیا وہ حمام مین نہاتا تھا - جلد حمام سے نکل کر آیا ۔ امیر الامرا اسکا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لایا اور ایک تقوز پارچہ خان مذکور کو دیا اور پھر کبھی ان دونون ساری عمر ایک نے دوسرے کا گلہ و شکوہ نہین کیا - مدت تک صحبت و محبت رہی -

ہم نے اوپر لکھا ہے کہ ۲ شعبان کو قلعہ کندانہ کے نیچے لشکر شاہی پہنچ گیا - بادشاہ کے حکم سے تربیت خان اور اور بہادرون نے مورچا آگے لیجانے مین اور نقب کے کھودنے مین دمدمہ کے باندھنے مین کوشش کی دشمنون نے بھی کوہ کے اوپر نمایان دست برد کین دوم ذی الحجہ کو چہل و قلعون کے ساتھ فتح ہو گیا اس قلعہ کا نام بخشندہ بخش رکھا گیا - اس لئے کہ جبتک اس قلعہ کو بخشندہ نہ بخشے کوئی اسکو نہین لے سکتا -

خافی خان لکھتا ہے کہ ساڑھے تین مہینے کے تردد مین بہت آدمی مارے گئے اور حضور کے کار فرما اور صائب مدار تنگ ہو گئے قلعدار کو روپیہ دیکر قلعہ خرید لیا - یون قلعہ ہاتھ آیا اور بخشندہ بخش اسکا نام رکھا گیا -

بعد اس فتح کے بادشاہ نے کوچ فرمایا لشکر پونہ کی آرام کے لئے ایام برسات کا ایک مہینہ راہ پونا اور اسکے حوالی کے مقامات مین صرف کیا - یہ مقام سیواجی کا آباد کیا ہوا ہے اور یہین حویلی کے اندر اسنے امیر الامرا شائستہ خان کو شب خون لگا کر چشم زخم پہنچایا تھا یہان محمد محی الدین خلف الصدق بادشاہزادہ محمد کام بخش نے جو رانی منوہر پوری کے بطن سے تھا دس برس کی عمر مین وفات پائی تھی - شیخ صلاح الدین کے مزار مین وہ مدفون ہوا تھا - اسلئے پونے کو محی آباد سے موسوم کیا -

اس سال مین باوجود بر وقت و بیوقت بارش کی شدت کے خریف پر آب زدگی کی آفت پہنچی اور زراعت گندم اور جنس ربیع پر چندر روز بڑا اثر پڑا کہ گیہون سرخ ہو گیا اور دکن کے دو تین صوبون مین دس من کی جگہہ ایک من غلہ پیدا ہوا - بہت سی چیزین اور جنسین برسات کی کثرت بارش سے پوشیدہ اور ضائع ہو گئین سپاہ کو جو امید تھی کہ ارزانی ہو گی اور

یا بدل بنا باید سوای آنچه که از سرکار پادشاهی با وتعین است داشت چرا شما که مضاعفا
می یابید زرها ضائع میکنید و بے مصرف صرف مینمائید ع آنچه در کار بود ساختش خود
سازیست + ع اند کے ماند و خواجہ غرہ ہنوز + بیت
ہیچ کس نیست کہ در فکر دل خود باشد + عمر مردم ہمہ در فکر شکم می گذرد ـ
۲ رجب ۴۶ جلوس کو لشکر نے قلعہ کنرانہ کی فتح کے لئے کوچ کیا۔ ۱۷ شعبان کو اس حصار کے
نیچے آیا۔

سوانح چہل و ہفتم ۱۱۱۴

بنگی مین جب بادشاہ کا لشکر آیا تو اتفاق سے امیر الامراء کا خیمہ پست مین ہوا اور عنایت اللہ خان
ناظم خالصہ و تن کا خیمہ مرتفع مقام مین ایستادہ ہوا چند روز گذرنے کے بعد خان نے کونے محل اسکا
احاطہ بنا لیا۔ امیر الامراء کے خواجہ سرا بسنت نے خان سے کہا کہ اس مکان سے اوٹھ جاؤ یہان
نواب کا خیمہ لگیگا۔ خان نے جواب دیا کہ مین اپنے اوترنے کے لئے جب تک کوئی اور جگہ نہ تجویز
کر لون نواب صاحب توقف فرمائین۔ خواجہ سرا نے اسکا جواب سخت دیا۔ خان نے خواہ نخواہ دوسر
مکان میں اپنے خیمے کو منتقل کیا اور امیر الامراء کے خیمے اُسکے خیمون کی جگہ آن لگے اخبار نویس دیوانی
کی فرد سے مقدمہ کا حال بادشاہ کو معلوم ہوا۔ اسی وقت حمید الدین خان بہادر سے کہا
کہ امیر الامراء سے جا کر کہو کہ اُسنے خوب نہین کیا اپنے خیمے پہلی جگہ پر یا کسی اور جگہ لگاوے
اور جسنے جہان پہلے خیمے لگائے تھے وہ وہان اپنے خیمے لگائے۔ خان بہادر بادشاہ کے
پاس سے ابلاغ حکم کے لئے امیر الامراء پاس گیا۔ امیر الامراء نے اس حکم کے قبول کرنے مین تامل کیا
تو خان بہادر اسکے پاس سے از راہ اخلاص عنایت اللہ خان پاس آیا اور سرگذشت بیان
کی کہ بہتر ہوگا کہ تم امیر الامراء پاس چل کر کہو کہ مجھے خیمون کے لئے جگہ مل گئی ہے آپ کے تبدیل مکان
کی ضرورت نہین ہے۔ عنایت اللہ خان نے کہا کہ تم کو بادشاہ کے حکم کے موافق امیر الامراء
پاس گئے تھے۔ مین بادشاہ کے حکم بغیر کیلیے امیر الامراء پاس جا سکتا ہون۔ خان بہادر نے
یہ حال بادشاہ سے عرض کیا۔ دوسرے روز امیر الامراء دیوان مین آیا تو اہتمام خان

پادشاہ نے امراکے ستمسے قہر و دولت اور رعایا کو مراعات

پیمایش ہوا اسکا واقعی ایسا محاصرہ متعذر رہا کہ محصورون کو غلہ نہ پہنچ سکے تربیت خان اور
حمیدالدین خان بخشیان عظام اور بہادران قلعہ کشا مامور ہوئے کہ محاصرہ کرین اور مورچال
باندھین اور کوچہ سلامت کھودین - تجربہ کار دلاورون نے قلعہ گیری کے سرانجام مین کمر ہمت
باندھی اور تھوڑی مدت مین کمر کوہ مین توپون کو پہنچایا اور محصورون کے حصار کے نیچے تک
مورچال پہنچائے - قلعہ راجگڈھ سے دو اور پہاڑ متصل تھے اُنپر بڑی بڑی عمارتین سیواجی
نے بنائی تھین مصالح جنگ بھی انمین موجود کھا تھا اور برج و بارہ کو استحکام دیا تھا۔
(انکے نام پہلی و پدماوت و سرجوئی تھے) تینون پہاڑون کے محصورون نے گولہ توپ و
تفنگ کے چلانے مین اور سنگین پتھرون کے پھینکنے مین اور غلہ کے لیجانے کے لئے کمین مین بیٹھنے
مین کمی نہین کی - خلاصہ یہ ہی کہ محاصرہ دو مہینے چند روز رہا -
۱۱ شوال کو بہادرون اور قلعہ شکن توپون کی ضربون سے اول دروازۂ قلعہ پر شاہی
کے نشان قائم ہوئے - محصورین کچھ بھاگ گئے کچھ مارے گئے لیکن ہاماجی جو اس قلعہ کا
نگاہبان تھا اور دوسردارون کے ساتھ جو نامی دونو پہاڑون مین تھے بارہ روز
تک بیحاصل دست و پازنی کرتے رہے آخر کو روح اللہ خان کو میانجی بناکر جان کی امان
مانگی اور اس شرط سے امان دیا گیا کہ قلعہ دار خود دروازہ پر آن کر نشان کو قلعہ کے اندر لیجائے
اور دوسرے روز اس قلعہ کو خالی کرے - نشان کے داخل ہونے کے بعد رات ہوگئی - اُس
تاریکی کے پردہ مین محصورین جو اٹھا سکے اپنے ساتھ لے گئے - جب صبح ہوئی اور قلعہ دار کے فرار
ہونے کا حال معلوم ہوا تو شادیانہ فتح کا آوازہ بلند ہوا قلعہ کے اندر لشکر شاہی داخل
ہوا - باقی اہل قلعہ سر و پا برہنہ نکالے گئے - حمیدالدین خان کو نقارہ عنایت ہوا جسکی
آرزو اسکو مدت سے تھی - قلعہ کا نام بنی شاہ گڈھ رکھا گیا -
لشکر مین غلہ کی کمیابی اور گرانی ایسی تھی کہ گیہون و چنا و کاہ روپیہ کے دو سیر کبھی
اتنے بھی گران ملتے تھے نذر راچپوری کا فوجدار یاقوت خان ۳۵ کوس کے فاصلہ پر تھا -
اُسکے نام حکم صادر ہوا کہ بقدر مقدور رسد غلہ کا سرانجام کرکے مع مصالح ..

فتح قلعہ راجگڈہ

اچھی طرح زندگی بسر ہو گی اُسکی جگہہ گرانی ہوئی۔
۱۱۱۰ رجب کو بادشاہ نے قلعہ راجگڈہ کی فتح کے لئے کوچ کیا اس قلعہ سے سیواجی کی ترقی کی ابتدا ہوئی تھی۔ بادشاہ نے جو اس ضلع مین کسالہ سفر اُٹھایا تھا اور خلق کو تکلیف دی تھی اُسمے مقصود اس قلعہ کا اور دو تین قلعون کا فتح کرنا تھا۔ پونا سے چار کروہ پر ایک بڑا اونچا پہاڑ تھا جسمین کہین راہ کا نام و نشان پیدا نہ تھا مرہٹون و راس ضلع کے کوہ نوردون کے سوار جو گھوڑے سے اُترکر پیادہ ہوتے اور بضرورت اس سے عبور کرتے اونٹ کا اور لدے ہوئے بیل کا چلنا متعذر تھا گاڑی چھکڑے کا تو کیا ذکر ہے۔ بہت سے آدمیون نے رنج سفر اوٹھایا تھا۔ اپنے اطفال و عیال سے دور اور مہجور تھے۔ انہون نے کچھ مدت کے قیام مین آرام کے لئے اپنے قبائل کو دور اور نزدیک سے بلایا تھا اور بعض نے یہین تاہل اختیار کیا تھا وہ کوچ کے صدمہ اور کوہون کے عبور سے خاطر کو فارغ رکھتے تھے۔ اب اس کوہ کے نیچے وہ گئے باوجودیکہ ایک مہینہ پیشتر کئی ہزار سنگتراش و بیلدار آزمودہ کار آدمیون کے ماتحت راہ کے درست کرنے کے لئے مقرر ہوئے تھے وہ اس قدر بھی کام نہ کر سکے کہ توپخانون اور کارخانجات کے ارابون کے لئے پل صراط کی برابر بھی رستہ بناتے۔ جب لشکر کے نیچے لشکر آیا۔ ناچار بہیر کو پہاڑ مین چھوڑا جنگل درختہ مین گاؤ و شتر پیر جو عورات و مستورات سوار تھین انہون نے برقع اوڑھا اور سر پر چادر رکھی اور ارابون مین رسیان باندھین اور درختون کو کاٹ کر ہزار کسالہ اور خون جگر سے صبح سے شام تک بان کے ٹپہ کی برابر راہ طے کی۔ اونٹون اور ارابون سے بوجھ کو نیچے اوتارا اور آدمیون کے سر پر رکھا اور اوپر چڑھے اس تصدیع و کسالہ سے بہت بار بردار اور آدمی غارون مین گر کر درندون کے طعمہ بنے ڈیڑھ کروہ مسافت راہ طے ہوئی دو ہفتہ مین (ایک ہفتہ) اس پہاڑ سے نیچے آئے۔ اوائل ماہ شعبان مین قلعہ کے نزدیک پہنچے۔ قلعہ بڑا پرشکوہ اور رفیع تھا۔ دامن کوہ مین غار بڑے وحشت فزا تھے۔ سانپ اور طرح طرح کے درندے وہان رہتے تھے اُسمے ایک عالم فریاد کرتا تھا اسکا دورہ بارہ کروہ جریبی

آدمیون کا خیال یہ تھا کہ الحال زن بیوہ اور طفلہا شیرخوارہ باقی رہے ہین مرہٹون کا دست
تعدی ملک دکن مین کوتاہ ہوگا اور انکا استیصال کرنا کوئی برا کام نہ ہوگا لیکن عاقل
کہگئے ہین کہ ع دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد - جب تک خدا کا ارادہ نہ ہو انسان کی
تدبیر سے کسی کا قلع قمع نہین ہوسکتا - راجارام کی زن کلان تارا بائی تھی اسنے اپنی بطن کے
پسر سالہ کو پدر کا قائم مقام قرار دیا اور کاروبار حکومت اور سردارون کا تغیر و تبدل
اور اپنے معمورون کی آبادی کی اور ملک بادشاہ کی خرابی کی عنان کو اپنے ہاتھ مین لیا
اور دکن کے چھہ صوبون کی سرحد سرونج و مندسور و صوبہ مالوہ تک تاخت و تاراج کی
لئے فوجون کو تعین کیا اور اپنے منصوبون کا جذب قلوب ایسا کیا کہ عالمگیر کی بقائے
سلطنت تک اسکے کل تردد و منصوبہ لشکرکشی و قلعہ گیری کے مقابل مین مرہٹے
زیادہ سرکشی کو روز بروز زیادہ کرتے گئے - ہرچند بادشاہ نے خود اُس کے ملک مین
آخر تلوار چلائی - اور بہت روپیہ خرچ کیا کئی ہزار آدمی مارے گئے اور بڑے بڑے
قلعے فتح کئے اور مرہٹون کو بےخان و مان کیا مگر مرہٹون نے زیادہ شوخی کی -
بڑی بڑی فوجین لیکر ملک قدیم بادشاہی مین آخر تاخت و تاراج کی - بادشاہ
تو تمام فوج اور امراء و کار طلب کے ساتھ ان دور دست پہاڑون مین موجود تھا -
تارا بائی کے منصوب جس مکان مین پہنچتے تھے اقامت کرتے تھے اور بندوبست مین
کمائش دار مشغول ہوتے تھے اور زن و فرزند و خیمہ و فیل کے ساتھ خاطرجمعی سے برسون اور
مہینون رہتے تھے اور حد سے زیادہ شوخی کرتے تھے اور سب پرگنون کو آپس مین تقسیم
کرلیتے تھے اور حکام بادشاہی کے دستور کے موافق صوبہ دار و کمائش دار اور راہدار
مقرر کرتے تھے انکے صوبہ دار کا صیغہ یہ تھا کہ صاحب فوج ہوتا تھا جس جگہ قافلہ سنگین سنتا
تو سات ہزار سوار کے ساتھ وہان جاکر تاخت کرتا اور کمائش دار کو چوتھ وصول کرنے
کے لئے مقرر کرتا جہان کمائش دار زمیندار اور فوجدار شاہی کی سختی سے چوتھ نہ وصول
کرسکتا صوبہ دار اسکی مدد کو خود جاتا اور اس معمورہ کی خرابی اور محاصرہ مین کوشش

قلعہ گیری خود حضور مین آئے۔ سیدی یاقوت خان کا ذکر پہلے کئی دفعہ آچکا ہے وہ کسی باب مین پادشاہ کے حکم سے سرتابی نہین کرتا تھا اپنے قلعہ کے اطراف مین مرہٹون کو خوب تنبیہ کرتا رہتا تھا سمندر مین بیت اللہ کے لئے راہ کو خوب جاری رکھتا تھا اور تین لاکھ روپیہ کا خرچ فوجداری دریا کا یعنی خرد و کلان کشتی و جہازون کا اسکے تعلق مین تھا۔ خشکی اور دریا مین مرہٹون کا علاج جیسا وہ کرتا تھا ایسا کسی اور سے نہین ہو سکتا تھا۔ جب راہیری کی تسخیر ہوا تو اسکو پادشاہ نے اپنے پاس بلایا تھا وہ دبدبہ سلطنت اور شان و تجمل سلطنت کو دیکھ کے ہوش باختہ ہوا۔ امرائے نامدار کے قرب مین بے آبروئی اور خفت کے ساتھ رہنا پسند نہین کیا۔ تمارض کا بہانہ بنا کے وہ اردوئے معلے سے اپنے وطن و مسکن کی جبال کی پناہ مین گیا۔ ان ایام مین کہ پادشاہ نے دوبارہ سیدی یاقوت خان کو طلب کیا تو اسنے اپنی تئین ملازمت کے قابل نہ جانا کہ مین کس منہ سے پادشاہ کے روبرو جاونگا کارسازی کر کے چند لاکھ روپیہ پیشکش کا مع دو تین ہزار پیادہ مصالح قلعہ گیری حضور مین ارسال کئے اور عرضداشت بھیجی کہ غلام کے آنے مین یہان رسد غلہ کا سرانجام اچھی طرح نہین ہوگا اور اس ضلع مین بند و بست قائم نہین رہیگا۔ پادشاہ نے اسکے عذر کو قبول کر لیا ان ہی دنون مین اسکے مرنے کی خبر آئی اسکے کوئی بیٹا نہ تھا۔ سیدی عنبر کو اپنا قائم مقام کیا اور وصیت کی کہ تا مقدور ہر تدبیر سے کہ چل سکے پیشکش کے قبول کرنے مین اور دریا مین خرچ کرنے مین جان و جامہ کو گرو رکھنا مگر وطن سے ہاتھ نہ اٹھانا اور کسی طرح اس زمین کو دوسرے کے نام پر مقرر نہ ہونے دینا۔ یہان کوئی اور شخص سیدی یاقوت خان کا قائم مقام مقرر ہو چکا تھا۔ مگر پادشاہ کے کارکنون نے عرض کیا کہ حبشیون اور سیدی یاقوت خان کے تربیت یافتون کے سوا کسی اور سے اس کوہستان کا بندوبست اور راہیری کی قلعہ داری اور راہ کعبۃ اللہ کا اجراء دریا مین بحال نہ رہ سکے گا۔ پادشاہ نے بھی غور کر کے بہ تقاضائے مصلحت وقت سیدی عنبر کو مقرر کیا اور اسکو سیدی یاقوت کا خطاب دیا۔ راجہ رام کے مرنے کے بعد اسکی دو بیویان اور دو فرزند خرد سال باقی رہے تھے تو

قریب تھے جدا رحمولہ ورتیرہ چودہ ہزار سوار تھے اور سات آٹھ ہزار کولی جنگی تھی جو اس سرزمین کے
جمع ہوئی تھے۔ ان سب نے دریا نربدا کے کنارے خیمے ڈیرے ڈالے۔ سب کے سب مرہٹون کے دفع
شر کے لئے مستعد ہوئے صبح وہان فوج مرہٹہ بھی سات آٹھ کروہ پر آئی انمین سے ایک طرف
سے دو تین ہزار سوار خوش اسپہ قزاق پیشہ نمودار ہوئے احمد آباد کی فوج خبر پاکے انکے
مقابلہ کو گئی۔ زد و خورد کے بعد مرہٹہ فراری ہوئے۔ بادشاہی سرداران فوج نے دو تین
کروہ تک انکا تعاقب کیا۔ کئی گھوڑیان اور بھالے و چھتریان انکے ہاتھ آئین نقارہ
فتح بلند آوازہ کر کے فوج پھر آئی۔ سپاہ نے خوش دلی اور خاطر جمعی سے کہ فوج غنیم کو شکست
دیے آئے ہین۔ کمرین کھولین۔ گھوڑون پر سے زین اُتارے بعض سو رہے بعض کھانے پکانے
لگے کہ اس حالت مین سات آٹھ ہزار سوار جنگی انتخابی مرہٹون کے جو آبکنڈون اور کنارہ دریا کی
اطراف کے مغاک مین پوشیدہ بیٹھے تھے اور جاسوسون کو خبر کے لئے بھیجکر قابو طلب تھے وہ
غافل ناگہان سیلاب بلا کی مانند لشکر شاہی پر جا پہنچے۔ احمد آباد کے ناآزمودہ کار
آدمی جنہون نے دکنیون کی دستبرد نہین دیکھی تھی۔ ہوش و عقل باختہ ہوئے
گھوڑے پر زین رکھنے کی اور کمر باندھنے کی فرصت نہ پائی ان کے درمیان کوئی مستقل سردار
نہ تھا۔ دکھنیون نے لشکر کے اطراف کو گھیر لیا تو کل لشکر مین تزلزل ہو گیا۔ دریا کی ایک طرف
مین سمندر کی رو آگئی تھی اسمین پایاب نایاب تھا دوسری طرف سے فوج بلا موج آموجود
ہوئی۔ بہت آدمی کشتہ و زخمی ہوئے اور کثرت سے آدمی دریا مین ڈوب مرگئے
نظر علیخان و خواجہ عبد الحمید خان اور دو تین سردار ان کے ساتھ دست و پا زنی لاحاصل
کر کے گرفتار ہوئے۔ التفات خان گھوڑے پر سوار ہو کر دریا سے پار جان سلامت
لے گیا۔ پانی کی بڑی شدت تھی۔ غنیم نے تمام فوج بادشاہی کو گھیر لیا۔ دھنا جادو نے
صاحب اختیار سردارون سے صلاح کر کے مصالح کو اس بنا پر قرار دیا کہ بادشاہ
کی طرف سے تارا بائی کے سب عمدہ نوکرون پاس فرمان تسلی بھیجا جاوے کہ وہ حضور
مین آئین۔ بعدہ کہ وہ اردوے معلیٰ کے پاس پہنچین تو راجہ ساہو کو بادشاہزادہ

کوشش کرتا راہدار کا کام یہ تھا کہ جو متفرق بیوپاری یہ چاہتے کہ انکی آفت سے سالم گذر
جائیں تو وہ حق اراہداری وگاؤ وجہ مقرری لیتا۔ جو سنہ چند پادشاہ کے فوجداروں کی راہداری
سے ہوتا اور بہتیری غالب جاگیردار اور فوجدار کا ہو کر راہ گو انکے لئے جاری کر دیتا ہر صوبہ
میں ایک ایک دو گڈھی مرہٹوں نے بنا کر انکو اپنا ملجا بنایا تھا اور وہاں سے ہر طرف
تاخت کرتے بعض دہات کے مقدمان صاحب سرانجام ان گڈھیوں کے مرہٹہ
صوبہ داروں کے ساتھ اتفاق کر کے حکام پادشاہی سے ادائے محصول میں
دار و مدار کرتے تھے۔ سرحد احمدآباد و پرگنات صوبہ مالوہ تک مرہٹے تاخت
کر کے خاک کی برابر کرتے تھے۔ صوبہ جات دکن احمدآباد و اطراف اجین میں خرابیاں
پہنچاتے تھے۔ بڑے بڑے قافلوں کو اردوے معلیٰ سے دس بارہ کروہ پر بلکہ گنج پادشاہی
تک لوٹ لیتے اسکا ذکر کہاں تک کیا جائے۔ بادشاہ کی قلعہ گیری نے مرہٹوں
کے فساد دور کرنے میں کچھ فائدہ نہیں دیا۔ سرحد بندر سورت و احمدآباد کے
مابین بابا پیارے کے معبر پر دریای نربدہ پر جو مرہٹوں نے کام کیا وہ بیان کیا
جاتا ہے۔ شجاعت خان کے واقعہ کے بعد پادشاہ نے صوبہ احمدآباد
پادشاہزادہ محمد اعظم شاہ کے نام مقرر فرمایا۔ پہلے اس سے کہ پادشاہزادہ
وہاں پہنچے یا کوئی نائب مستقل مقرر کرے۔ نیابت کی سند خواجہ
عبدالحمید خان دیوان احمدآباد پاس بھیجدی۔ اس ضمن میں غنیم کی فوج پندرہ
سولہ ہزار سواروں کی بندر سورت کی نواح میں پھیلیں۔ چند پرگنوں میں
بہت خرابی پھیلائی۔ اور دریای نربدہ سے پار جانے کے ارادہ سے روانہ ہوئی نربدا
سرحد احمدآباد اور بندر سورت کے مابین واقع ہے۔ نائب پادشاہزادہ
اور فوجداران صوبہ احمدآباد نے باہم مصلحت و اتفاق کیا انکے پاس شایستہ فوج
تھی جنکے سردار محمد بیگ خان و حافظ نظر علی خان خیراندہ شجاعت خان
اور التفات خان فوجدار تھانہ گوگودرہ تھے اور احمدآباد کے دس بارہ کے

جہان اپنے مورچے قائم کئے تھے وہان سے بیش آگے بڑھائے ہین باوجودیکہ اسپردن دہشت گولون اور آتشبازی کا مینہ برستا تھا اور اسی آدمیون کو اسیر کیا جو غلہ کو قلعہ کے اوپر لیے جاتے تھے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ وہ غلہ کو اپنے آدمیون مین تقسیم کرے اور اسکو اپنے پاس بلا کر اضافہ منصب کیا۔ یہ قلعہ بغیر اسکے فتح ہوگیا کہ پیغام و پیام وعدہ و وعید تہدید انگیز و رسل و رسائل التیام آمیز درمیان مین آئین۔ ۱۵ ذیقعدہ کو جو بادشاہ کی عمر کے نوےہی سال کا اول روز تھا امان اللہ خان نے جو اس محاصرہ مین عمدہ شریک تھے و محاصرہ گنا جاتا تھا مادلیہ کی ایک جماعت کو شریک کیا۔ یہ قوم فن قلعہ گیری مین بڑی مشہور تھی۔ اس نے کمر ہمت باندھی زینون او کمندون کے ذریعہ سے رات کو کہ چاندنی نہین کھلی تھی اور طرفین کی توپون کا دھوان پھیلا اور آدمیون کی آمد و رفت کا غبار چڑھا ہوا تھا دو آدمی کوہ پر چڑھ گئے اور انہون نے اپنے اپنے اشارون کے موافق اورون کو بلا یا پچیس آدمی مسلح مع ایک نفیر نواز کے ان پاس پہنچ گئے اور اس جماعت کے پیچھے امان اللہ خان مع اپنے بھائی عطاء اللہ خان کے اور چند اور ہمدم جانباز کہ سمجھے بانشہ کو ب پہنچا نفیر بجائی اور محصورون پر حملہ کرکے بیدست و پا کیا۔ اس ضمن مین حمید الدین خان بہادر کہ گھات لگائے ہوئے تھا۔ زینہ و ریسمان کی مدد سے اور مادلیون کی دستگیری سے پہنچا۔ سب نے متفق ہوکر محصورون کو تہ تیغ لیا۔ بہت آدمی الامان الامان پکارتے ہوئے فرار ہوئے۔ ایک جماعت گوشہ و کنار مین چھپی اوپر سے صدائے نفیر نے فتح کا اشارہ کیا۔ نیچے شادیانہ فتح نوازش مین آیا بعض نے جس طرف سے راہ پائی ننگے سر ننگے پاؤن جان بچا کر لے گئے اور بہت نے جان و مال کی محافظت کو... غنیمت جانا۔ عجز کیا۔ مامون ہوئے۔ قلعہ فتوح الغیب کے نام سے موسوم ہوا۔

برسات کا موسم آگیا تھا۔ بادشاہ نے چھاؤنی ڈالنے کا ارادہ کیا قلعہ جنیر کی طرف پیش خیمہ بھجوایا۔ جنیر ملک نو آباد۔ گلشن آباد مین بادشاہی آدمیون کے تصرف مین تھا اور آخر ماہ ذیقعدہ (۲۳ ذی الحجہ) کو موضع کھنیر کھیڑ مین متصل دریا رگنگا بادشاہ آیا پھر ع اللہ خان ثانی مشانہ کے آزار سے اس دنیا سے رخصت ہوا۔

کام بخش کی خدمت مین دیگر لشکرین چار پانچ کوس پر بھیجین کہ مرہٹون کے سردار ابتدا مین
راجہ ساہو سے ملاقات کرین بعدہ راجہ ساہو کے استصواب سے پادشاہزادہ کی ملازمت
کرین اور پھر شاہزادہ کی دستگیری سے پادشاہ کی خدمت مین حاضر ہون۔ چنانچہ چندے
سرداروں کے پاس بھیجنے کے لئے تیار ہوئے آخر کو یہ مصلحت پادشاہ کو پسند نہ آئی۔ پادشاہ کے
دل مین یہ وسوسہ آیا کہ اگر مرہٹے چالیس پچاس ہزار سوار فراہم کرکے اردو کے نزدیک آئے اور اس
تزویر سے راجہ ساہو اور پادشاہزادہ کو ہمراہ لے کر دشوار گذار جبال مین چلے گئے تو
چہ کار ہی کند عاقل کہ باز آید پشیمانی + وکیل راجہ کو جواب دیا۔ سلطان حسین کو حضور مین طلب کیا
اسکو راہ مین مرہٹون نے گھیرا۔ وہ ان سے لڑتا بھڑتا ان ایام مین پادشاہ پاس آ پہنچا کہ قلعہ
لوہ رنا کے محاصرہ کے لئے کوچ کی خبر تھی اسکو حکم ہوا کہ وہ بغیر ملے قلعہ لوہ رنا کے نیچے اپنے مورچے
قائم کرے۔

سوانح سال چہل و ہشت ۱۱۱۵ھ

قلعہ بنی شاہ گڈھ کی تسخیر کے بعد پادشاہ نے لشکر کے آرام کے لئے مقام کیا۔
۱۳ شوال کو قلعہ لوہ رنا کی فتح کے لئے کوچ کیا۔ جو راجگڈھ سے چار کروہ پر تھا۔ دو کوچ دو
مقام اس لئے کئے کہ بار بردار میسر نہ آنے سے تمام لشکر خانہ بدوش تھا۔ اکثر امرا اپنے
اسباب کو ہاتھیون اور مزدورون اور بلعو خانہ کے فقیرون پہ رکھ کر منزل پہ پہنچاتے تھے
اکیاون کروہ چل کر قلعہ لوہ رنا کے نیچے پہنچے۔ پادشاہ نے محاصرہ اور مورچال کے آگے بڑھانے
کا حکم دیا۔ سلطان حسین نے ملازمت کے لئے مکرر التماس کیا تو اسکو از روی اعتراض خلاف آئین جو
خانہ زادون کے ساتھ مخصوص تھے حکم ہوا کہ بغیر ملازمت وہ قلعہ لوہ رنا کے نیچے جا کر مورچال
باندھے اور حسن تردد کے بعد ملازمت کرے۔ تربیت خان اور بہادر اور دلاور
سرگرم خدمت مامور ہوئے۔
مخصوص محمد امین خان بہادر اور امان اللہ خان نبیرہ اللہ وردی خان نے اس محاصرہ
مین شائستہ تردد کیا۔ پادشاہ کو ہرکارون کی زبانی معلوم ہوا کہ سلطان حسین نے

جمع کرنے مین کوشش کرتا تھا - یہان تک کہ اب قلعۂ واکنکیرا مشہور ہوگیا - اور وہ دکن کے مشہور ون کے ساتھ ہمداستان ہوا - جگنا پسر پیم نائک اُس ملک کا وارث تھا وہ حضور مین آیا منصب سے سرفرازی پائی - اس ولایت کی سند زمینداری بطریق ارث حاصل کی - مع فوج کے پریا کی سر پر گیا دخل نہ پایا - ہزیمت پائی - بعدہٗ کہ بادشاہزادہ محمد اعظم شاہ کو پریا کی گوشمالی کی لئے مقرر کیا اور افواج نے اُسکے تعلقہ کو تاخت کیا - قابو وقت پاکر شاہزادہ کی خدمت مین آیا اور عجز وندامت ظاہر کی اور لطائف الحیل سے شاہزادہ کو سات لاکھ روپیہ کی پیشکش پر اور دو لاکھ روپیہ نقد شاہزادہ کو دیکر راضی کرلیا اور متصدیوں کو کچھ رشوت دی - اس طرح عضب سلطانی کے پنجہ سے رہائی پائی - جو ہین محمد شاہ نے بادشاہ پاس مراجعت کی وہین اُسنے اپنا پرانا طریقہ اختیار کیا اور پہلے سے زیادہ آتش فساد کو روشن کیا اسکے بعد بادشاہ کے حکم سے غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ نے یہان آنکر اسکا عرصہ تنگ کیا تو وہی قدیمی روباہ بازی پیشتر سے بیشتر کام مین لاکر افسانہ وافسون کے پیغام دیکر اور اطاعت اظہار کرکے نو لاکھ روپیہ پیشکش دیکر اپنی جان وآبرو کو آفت سے محفوظ رکھا جب بادشاہ قلعہ جات لعوٰ نا کی تسخیر کے لئے آیا اور جنیر مین ساڑھے سات مہینے مقیم رہا اور اس ضمن مین اس ضلع مین دو تین قلعے غیر مشہور بہادرون کی سعی سے فتح ہوئے تو روز بروز پریا کے تمرد وفساد کی خبرین شاہ پاس آئین اسلئے بادشاہ نے واکنکیرا کی تسخیر کے لئے پیش خیمہ روانہ کیا -

سوانح سال چہل وپنجم ۱۱۲۶ھ

آغاز سنہ ۴۹ جلوس مین بادشاہ واکنکیرا کی طرف چلا - قلیچ خان خلف فیروز جنگ جو بیجاپور کی صوبہ داری پر مامور تھا اور مدبران کار طلب مین سے تھا اور اسکی جاگیر سے پرگنات واکنکیرا تعلق رکھتے تھے اور پریا کے مفسدون کے سبب سے انپر اسکا قبضہ نہ تھا بادشاہ نے اسکو اپنے پاس بلایا اور بخشی الملک ذوالفقار خان بہادر نصرت جنگ کو اورنگ آباد کی حراست سپرد تھی اسکے نام بھی حکم آیا کہ واکنکیرا مین آئے اسی طرح سے

وقایع پریا نایک

سابق مین فتح سکر کے ذکر مین بیان ہو چکا ہی کہ بہیم نایک زمیندار کہ اہل قوم کا بیڈر
(بے ترس) تھا اصل اسکی ذات ڈھیر تھی جو دکن مین نجس ترین قوم گنی جاتی ہی وہ معتمد
پیشگان بتوری مین گنا جاتا تھا۔ حیدرآباد کی شورش ایام مین اسنے ابوالحسن کی کمک کیلئے
اپنی فوج بھیجی تھی۔ بادشاہ نے خانزادہ خان پسر روح اللہ خان کو قلعہ سکر اور مکانہاے
قلب اور اسکے ملجاے کی تسخیر کے لئے تعین کیا تھا اسنے افواج شاہی کے صدمات سے امان
مانگی اور حضور مین آیا اور پھر جلدی سے اپنے مقر اصلی مین چلا گیا۔ پھر ان دنون مین کہ سنہ ۴۳
جلوس مین رائچور کی تسخیر کے لئے روح اللہ خان مامور ہوا تو اسنے پریہ نایک برادرزادہ
بہیم نایک کو جو بادشاہ پاس آیا تھا اپنی مصالح کار کے لئے اپنی ہمراہ لیا وہ حسن خدمت
بجا لایا۔ رائچور کی فتح ہونے کے بعد اسنے ظاہر کیا کہ اگر اجازت ہو تو مین واکنکیرا مین جاؤن
وہ میرے باپ دادا کا مسکن ہی اور وہان سر و سامان درست کرون پھر جسجگہ مجھے طلب
کیجیے گا فوج شائستہ کیساتھ حاضر ہونگا۔ حصول رخصت کے بعد پریہ واکنکیرا مین آیا وہ توابع
سکر مین کوہ پر ایک آباد گانو تھا جب بہیم کے تصرف سے سکر نکل گیا تو پریا نے حیلہ و روباہ بازی
کرکے اپنے فرزندون و عیال کے رہنے کا مقر مقرر کیا۔ یہان سے بازگشت کا ارادہ کیا
اور احاطہ سابق کے سوا ایک حصار کی بنیاد ڈالی اور اسکو مستحکم کیا اور مصالح جنگ کو جمع
کرکے بغاوت کے سامان کو بڑھایا اسنے چودہ پندرہ ہزار پیادگان کہ قدراندازی مین
شہرت رکھتے تھے جمع کئے اور اس پشتہ کو سد سکندر بنا لیا اور تھوڑے دنون مین
چار پانچ ہزار سوار بہم پہنچا کر مشہور معمورون کی تاخت و تاراج دور و نزدیک نواح مین
شروع کی اور قافلون کو لوٹنا شروع کیا وہ پناہ قلعکا استظہار رکھتا تھا وہ دریا کے
ساخت و ساز کے طریقہ سے واقف کار ہو گیا تھا۔ اسکو رشوت دینے کا مقدور رکھتا تھا
ہون اور جواہر اور اقسام جنس کے خریطے بھیجکر رخنہ گفتگو کو مسدود کرتا تھا اور عرضے
بھیجکر اپنے تئین زمینداران مالگذار کے جرگہ مین مطیع محسوب کرتا تھا اور ہر ماہ و سال
مین فزونی عمارت اور استحکام برج و بارہ مین اور فوج اور چھوٹی بڑی توپون سے

آدمی ماری گئی تھی۔ اور گولہ کی ضرب سے اور بان کے صدمہ سے محمد امین خان کی گھوڑی کے دونو
پاؤن اور حسین قلیچ خان کے گھوڑے کا ایک ہاتھ اڑ گیا۔ دونو بہادرون نے پیادہ ہوکر
خدا کا شکر کیا کہ بان کو کچھ آسیب نہ پہنچا اور اعضا محفوظ رہے۔ ایک حشر برپا ہو رہا تھا
ان امیرون کے کوتل کے گھوڑے ان پاس نہ پہنچ سکے تو وہ پیادہ پا اس بلا سے نکلے
یہ خبر بادشاہ کو ہوئی تو اُسنے اپنے دو کوتل گھوڑے جلد دونو سردارون پاس بھیجدئے
قلیچ خان کو ہول دل کا مرض تھا جو ایسی حالت مین زیادہ ہو جاتا تھا اُسکے لئے پالکی بھی
تولہ عنبر اسیر خان کی ہمراہ بھیجا۔ دوسرے تیسرے وزیر حمید الدین خان بہادر مع ایک جماعت دلاور
کے دوسرے پشتہ پر کہ محاذی پتھیہ کے اور دھیر ون کے ایک پہاڑ کے تھا چڑھ گیا اور ایک جماعت
کو مار کر وہان اپنے قدم جمائے اس حالت مین ایک جماعت مخالفون کی جو لال ٹیکری
کے پشتہ پر منتشر تھی وہ حمید الدین خان سے لڑنے آئی۔ محمد امین خان جو گرسنہ باز کی
طرح شکار ڈھونڈ رہا تھا۔ لال ٹیکری کے پشتہ پر چڑھ گیا اور وہان استقامت کی۔ اسی
حال مین سلطان حسین خان عرف میر ملنگ شاہزادہ کام بخش کی فوج مین سے ایک
جماعت کو لیکر رفیق و شریک اس تردد مین ہو گیا جس سے وہان خوب پاؤن جم
گئے۔ ایسے ہی دوسرے پشتہ پر باقر خان پسر روح اللہ خان پہنچا اور اس جگہ کی نگہبانی
کی۔ ان بہادرون کے مقابلہ مین علی الاتصال گولہ اور اقسام آتش بازی و سنگ دست و
فلاخن برستے تھے۔ قریب تھا کہ لشکر شاہی کا کام بن جاتا کہ اس ضمن مین مرہٹون کی ایک
سنگین فوج مخالف کی کمک کو آگئی دوسرے روز دھنا جادو اور ہندو راؤ اور دو تین
نامی سردار جنمین سے اکثر کے قبیلے اور فرزند اس حصار واکنکیرہ مین تھے۔ آٹھ نو ہزار سوار اور
پیادے بیشمار لیکر دور سے نمودار ہوئے دھنا جادو کمتر فوج بادشاہی کے مقابلہ مین
آتا تھا۔ ملک بادشاہی کو تاخت و تاراج کرتا وہ اس قصد سے یہان آیا کہ اپنے قبیلہ و مال و
عیال کو اس حصار سے جس سے زیادہ کوئی اور جائے امن نہ تھی نکال کر لیجائے اور پیرپا پر
کمک کا احسان بھی رکھے۔ ایک طرف سے انکی سنگین فوج افواج شاہی کے مقابل مین

گرز برداروں کے ہاتھ اکثر عمدہ صاحب فوج فوجداروں کے پاس ایسی ہی حکم بھیجی گئی۔
آواخر شوال میں حوالی قلعہ مذکور میں بادشاہ آیا۔ تحلیج خان بادشاہ پاس بہت جلد آگیا
وہ ۔ تربیت خان و محمد امین خان اور توپخانہ کی کشتا امور ہوا کہ محاصرہ کے لیے مورچے
باندھے مصالح قلعہ گیری جمع کرے اور بادشاہ نے حکم دیا کہ خود اسکا خیمہ ایک گروہ کے فصل پر
لگایا جائے۔ ادھر بادشاہ نے اپنے آدمیوں کو جانفشانی و کافر کشی میں مصرف کیا اور دھر برج
برج و بارہ کے استحکام میں اور فوج متفرقہ کے جمع کرنے میں مشغول ہوا مرہٹوں کے سرداروں نے
تارا بائی کے پاس سے کو تاما کی طلب میں رسل و رسائل شروع کیے۔ اسکو چند ہزار سواروں کا
استظہار تھا جنہیں تمام تو میں خصوص مسلمان یہاں تک کہ سادات موجود تھے۔ اور کالیبہ
بہادروں کا جوش و خروش تھا اور توپخانہ آتشبار تھا۔ ان سب کے ساتھ بڑی شوخی سے وہ آیا
اور لشکر شاہی کے مقابلہ میں اقدام کیا۔ ہمیشہ چھوٹے بڑے توپوں کے گولی اور کئی ہزار بان رات
دن برستے اور آن واحد کی فرصت نہ دیتے۔ محاربات عظیم ہوئے۔ دونو طرف سے ایک
جمع کثیر کشتہ و زخمی ہوتی۔ ایک دن صبح کے وقت محمد امین خان و تربیت خان و
چین قلیچ خان بہادر و عزیز خان روہیلہ و اخلاص خان میانہ بطریق طلایہ کے اطراف کی سیر
کرتے تھے۔ ایک پشتہ کو جو لال ٹیکری مشہور تھا اور تھوڑا سا قلعہ کا بھی سر کوب تھا۔ وہاں جلو ریز
وہ پہنچے۔ اور اس مکان کی جو جماعت نگہبان تھی اسکو تلوار سے مار ڈالا اور اس پشتہ پر
مورچال قائم کرنے کے لئے بڑا تردد کیا۔ اس ضمن میں دشمن حصار کے اندر اور باہر سے نکلے اور
ہر طرف سیل بلا کی طرح بالا اور پائین سے پہنچے اور ہجوم کرکے مردم بادشاہی کو گھیر لیا۔
اور کئی ہزار سنگ و فلاخن اور توپ و تفنگ کے گولے مارکر غالب ہوئے . . . .
پاؤں جمانے کی فرصت نہ دی۔ جب بادشاہ کو یہ خبر ہوئی تو اس نے بادشاہزادہ
محمد کام بخش کو مع امیر الامرا اسد خان و رزم جو آدمیوں کی کومک کے لئے حکم دیا کہ سر عسکر
جسقدر جلد ممکن ہو کم زیادہ فوج لے کر پہنچے۔ چین قلیچ خان بہادر نے بہادری کی شرطوں
ادا کیا مگر کوئی فائدہ بروی کار نہیں آیا۔ جان ستان گولوں کے اولے برس رہے تھے اور بہت

غنیم پر خیال کر کے حکم فرمایا کہ پریا اپنی حالت کو شاہزادہ کام بخش اور ہدایت کیش سے عرض کرے۔ اس التماس کا خلاصہ یہ تھا کہ پریا کا بھائی سوم سنکر قلعہ سے نکل کر ملازمت کرے اور خلعت و اسپ و جواہر و منصب سے سرافرازی پا کر بطور یرغمال گلال باری میں رہے۔ بعد اسکی درخواست پر محتشم خان پسر شیخ میر خان خوافی کہ ان ایام میں بے منصب منزوی تھا اور اس کشمیری کا دیوان تھا بھیجا جائے اور والنکیرا کا قلعہ دار

قلعہ کے خالی ہونے تک جیسا ایک ہفتہ کا وعدہ ہے۔ چند نفر معدود کے ساتھ نشان بادشاہی لیکر قلعہ کے اندر جائے اور بندوبست کرے۔ اختصار کلام یہ ہے کہ اسکے التماس کی بموجب سوم سنکر اسکا بھائی قلعہ سے نکلا اور نذر و نیاز کے ساتھ ملازمت کی خلعت و اسپ و جواہر و منصب سے سرافرازی پائی۔ آداب تسلیمات عنایات شاہی اور عفو تقصیرات برادر بجالایا۔ عجز و الحاح سے وعدہ اور مہلت ایک ہفتہ کی لی کہ اس ما بین میں محتشم خان حصار میں شب کو رسمیات اور اس پیغام کی آمد و رفت میں گذاری کہ کل بدستگیری قلعہ دار پریا ملازمت کری جب قلعہ دار قلعہ میں داخل ہوا تو صدائے شادیانہ بلند آوازہ ہوئی دو پہر روز ارکان سلطنت تسلیمات تہنیت بجالائے ہدایت کیش نوکر کو حسن خدمت کے صلہ میں ماڈھی خان کے خطاب سے سرفراز کیا مور چال سرد ہوئے جنگ جو طلب حضور رہو عبد الغنی کشمیری کو اس دلالی کی عوض میں منصب صدی عنایت فرمایا۔ مردم قلعہ نے قلعہ دار کی تسکین کے لئے اسباب ناکارہ اور عورات اور بہیر زالوں کو قلعہ سے باہر نکالنا شروع کیا۔ سہ پہر تک قلعہ دار پریا کے حاضر ہونے کی خبر کو گرم رکھا۔ آخر روز میں عارضہ تپ شدید کا عذر کر کے اس دن کو ٹالا۔ تیسرے روز کہا کہ اسکو سرسام ہو گیا ہے تپ ہذیان ہے۔ دوسرے روز یہ شہرت دی کہ اسکو جنون ہو گیا ہے۔ آخر شب کو قلعہ سے باہر بھاگ گیا ہے اور کچھ تحقیق نہیں کہ قلعہ سے نیچے ہلاک ہونے کے لئے وہ گرا ہو۔ یا دیوانگی کے اثر سے وہ مرہٹوں کے لشکر سے ملگیا ہو۔ اس مکار کی ماں نے رونا پیٹنا شروع کیا۔ بادشاہ پاس پیغام بھیجا کہ بیٹے کے مفقود الاثر ہونے سے خاطر جمعی حاصل کر کے قلعہ کو خالی کرتی ہوں امیدوار ہوں کہ سوم سنکر میرے پسر کو بجائے برادر کے خلعت

شوخی زیادہ کرکے سرداران بادشاہی کو اپنی طرف کھینچ کر زد و خورد مین مشغول کیا اور
دوسری طرف سے دو تین ہزار سوار تازہ رسیدہ اپنے قبائل کو گھوڑیون پر سوار کرکے اس
حصار کی پناہ سے باہر لے گئی۔ بعد اسکے تارا بائی کے سردارون نے پریا سے کہا کہ ہم اور تم
آپس مین متفق ہو کر افواج شاہی کے مقابل مین دست و پا زنی خواہ کیسی ہی کرین جانبر نہین ہو سکتے
مصلحت یہ ہے کہ تو اطاعت کر اور ملک موروثی کو عجز و فرمانبرداری سے نگاہ رکھ۔ مگر اس
مغرور نے انکا کہنا نہ مانا مبلغ نقد اور جنس ماکولات و مشروبات بطریق ضیافت انکے پاس بھیجے
اور ہر روز سردارون کو خرچ مقرری جو تباہی یا کہ محاصرہ کے ایام کا انقضا ہوا اور رفاقت و
معاونت کے لئے انکی بڑی منت سماجت کی۔ مرہٹون کے سردارون نے یون مفت زر ہاتھ
لگنے کو غنیمت گنا اور انہون نے اقامت کی۔ ہر روز وہ جس طرف شوخی شروع کرتے تھے ایک
جماعت کو کشتہ و زخمی کرتے تھے۔ ہر روز مرہٹون کی فوج زیادہ ہوتی جاتی تھی
اور بادشاہی آدمی کام مین آتے جاتے تھے لشکر شاہی مین ایک تزلزل پڑا ہوا تھا۔ آخرکار
روباہ بازی اور مکاری سے پریا نے ایک تازہ منصوبہ باندھا۔ ابتدا عبدالغنی کشمیری نے
دست فروشی اور داد و ستد کے وسیلہ سے سرمایہ تجارت بہم پہنچایا۔ سب قومون سے سودا اور
معاملہ کرتا تھا اور انکے ساتھ اختلاط اور آمد و رفت رکھتا تھا۔ افواج بادشاہی سے حصار
کے اندر اسنے آمد و رفت کی راہ نکالی۔ پریا کے ساتھ وہ ہمداستان ہوا کہ اسنے . .
ایک پرچہ کاغذ جو التماس مصالح اور اظہار ندامت و عجز پر مشتمل تھا عبدالغنی کے ہاتھ بھیجا۔
عبدالغنی نے اس پرچہ کو ہدایت کیش واقعہ نگار کل کو دیا جسکے ہاتھ مین سررشتہ واقعہ نگاری
تمام مقاربات ملکی و مالی قلمرو ہند کا تھا اور خود حاضر ہو کر کہا کہ مین پاس حصار مین تفرج
اور نماز پڑھنے کے لئے گیا تھا محصورون نے غافل مجھے پکڑ لیا اور قلعہ کے اندر پریا
پاس لے گئے اسنے لشکر کا احوال پوچھ کر یہ پرچہ کاغذ مجھکو دیا ہے کہ تمہارے پاس
پہنچاؤن کہ خلق اور بادشاہ کے خیرخواہ ہو۔ ہدایت کیش نے کاغذ مرسولہ کو بادشاہ
کی خدمت مین لیجا کر عرض کیا۔ پادشاہ نے بعد تامل کے تقاضاء وقت اور تخلیہ

شاہی پر پانی کی تنگی رہتی تھی یا اب دشمنون پر وہ رہنے لگی روز بروز درختون و عمارتون
کی چوبون اور لکڑی کو جمع کرکے مورچالون کو بڑھاتے جاتے تھے۔ یہان تک کہ قلعہ کی دیوار
تک انکو پہنچایا۔ اور سردارون نے بھی پائے حصار تک مورچالون کو پہنچایا۔ جس وقت یورش قرار
پائی پادشاہ خود سوار ہوا اور شریک یورش ہوا اور مکان گولہ رس مین عمداً استقامت
کی۔ اس پادشاہ کے دل مین یہ آرزو ہمیشہ رہتی تھی کہ مین کسی جہاد مین شہید ہون۔ ایک
طرف سے ذوالفقار خان اور دوسری جانب سے تربیت خان نے صف آرائی کی۔ مخالفون نے
بھی اوپر اور اطراف سے ہجوم اور زور کیا۔ پادشاہی جانباز بہادرون نے سینہ کو سپر بنا کے
پیادہ ہوکر دشمن کا مقابلہ کیا عجب زد و خورد ہوئی ایک قیامت برپا ہوگئی۔ ایک جماعت
دونو طرف سے زخمی و کشتہ ہوئی۔ دشمن مغلوب ہوگئے اور دو تین حملون مین وہ ٹیلے کہ جنپر
بازار بیچھ آباد تھا۔ پادشاہ کے قبضہ مین آگئے۔ سب جگہ کی نسبت زیادہ یہان آلات
جان ستان ملا افروز کام کرتے تھے۔ اور لشکر شاہی نے ایک گروہ سے زیادہ مخالفون کا
تعاقب کیا۔ اور بہت آدمیون کو مارا اور زخمی کیا۔ فراز کوہ پر دروازہ کے نزدیک علم
ثبات اور نشان فتح کھڑا کیا۔ اہل قلعہ نے دو تین ہزار بندوقچی دروازہ اور اطراف کی
پناہ کے لئے بہادران قلعہ گیر کے سر راہ کھڑے کئے اور سراسیمہ وار زن اور فرزند اور زیور کو
کہ ہمراہ لے سکتے تھے اپنی ساتھ لیا اور معبد خانہ مین اکثر جگہ اپنے ہاتھ سے آگ لگا کے
دوسرے دروازہ سے اور مختلف راہون سے بھاگ کر مرہٹے کی فوج سے جا ملے اور
انکی ساتھ متفق ہوکر فرار ہوگئے۔ حصار کے اندر شعلۂ آتش بلند ہوئے اور آلات شر ربا کے برسنے
کے آثار کم ہوئے۔ اور اہل قلعہ کے فرار پر اطلاع ہوئی تو داؤد خان و منصور خان قلعہ کے
اندر گھس گئے اور اہل قلعہ کا نشان نہ پایا۔ مگر چند آدمی زخمی پڑے تھے جو بھاگ نہین سکتے تھے
اور محتشم خان گرا ایک مورچہ و پادشاہی آدمی اس پاس پہنچے تو دشمن اُسکا کام تمام کردیتے
۱۸ محرم ۱۱۱۱ھ کو قلعہ پادشاہی تصرف مین آیا اور صدائے شادیانہ بلند ہوئی۔ امیرون کو
بڑے بڑے منصب ملے۔ قلعہ واکنکیرا کا نام رحمٰن بخش رکھا گیا۔ اور خواجہ مسعود کی

زمینداری مرحمت کیا جائے اور محتشم خان پاس بھیجدیا جاے کہ بعض جگہ خزانے مدفون ہین
جسکی اطلاع اسکو ہی وہ قلعہ دار کو بتلادیوے - باقی مال اور عیال کے تئین قلعہ سے باہر لاوین
بادشاہ اس مکر و منصوبہ سے غافل تھا - اُسنے سوم سنکر کو قلعہ بین اُس کی خان پاس بھیجدیا بعد اسکے
جانے کے بھی حیلے اور آج کل کے وعدے کرکے دفع الوقت کیا اور بادشاہی آدمیون کے لئے آمد و
بند کی اور محتشم خان کو گنتی کے آدمیون کے ساتھ بطور محبوسون کے قلعہ مین ایک جگہ بٹھا دیا اب بادشاہ
اور اسکے ہوا خواہون کو پیریا کا منصوبہ و عذر و تزویر تحقیق ہوا - مگر بادشاہ نے بردباری اور
حوصلہ کو کار فرما کر پہلے ہی سا سلوک مرعی رکھا - ان دنون مین ذوالفقار خان بہادر نصرت جنگ و
داؤد خان وغیرہ چند سردار صاحب فوج قریب آگئے تھے انکو اور زیادہ جلد آنے کا حکم دیا -
دشمنون نے شوخی کی - بادشاہ نے پائے قلعہ مین استقامت کی - لوگ ہنستے تھے کہ ایسا بادشاہ
سراپا تدبیر اسی نحس قوم کے دم مین آگیا اب دشمنون نے اُس سے شوخیان کین کہ بادشاہ کو محصور کر لیا
مگر اور امرا فوجین لیکر قریب آگئے تھے - بادشاہ نے نصرت جنگ کو شقہ اپنے ہاتھ سے اس مختصر
مضمون کا لکھا کہ اے یاری دہ بکیا ان زود خود را برسان - جب یہ لشکر تازہ آگئے تو
ابتدائے جنگ اس پیشتہ شروع ہوئی کہ جسپر محمد امین خان اور سلطان حسین نے مورچال قائم کر رکھے
تھے اور اب وہ مرکز کی طرح محاصرہ مین آگئے تھے اور کئی فاقے انپر گذر چکے تھے - پھر ہر طرف سے
لشکر شاہی نے دشمنون کو گھیر لیا - چارون طرف خوب لڑائی ہوئی - حمید الدین خان اور
قلیچ خان بہادر داؤد خان و جمشید خان اور راجپوتون نے خوب اپنی بہادریان دکھائین
چار پانچ روز تک ہنگامۂ کارزار خوب گرم رہا جمشید خان اور روشناس راجپوتون کی
ایک جماعت جو راؤ دلپت کے ہمراہ تھی اور کئی اور خان زادون مین سے کام آگئے - بعدہ
چین قلیچ خان و محمد امین خان اور بعض اور سیدون کو حکم ہوا کہ بطریق طلایہ کے اطراف
قلعہ مین آکر جسجگہ قلعہ کی کمک کا اثر دیکھین اسکی تنبیہ کرین اور کسی طرح سے مرہٹہ وغیرہ کی
مدد کو محصورون پاس نہ پہنچنے دین - ذوالفقار خان نے چند باولیون و کنوؤن پر قبضہ کیا کہ
انہی پر اس قوم کے آدمیون اور چارپایون کے پانی پینے کا مدار تھا اس سبب سے کیا فوج

کہی ہی ع برآن بہتر کہ خود را شاد داری + دران شادی خدا را یاد داری +
بادشاہ نے اس شعر کو کئی بار سنا اور لکھوایا اور مدت تک پڑھا۔ حکیم حاذق خان
(صادق خان) معالج تھا اس خدمت کے صلہ مین بادشاہ نے اپنے تئین سونے سے تولکر
اسکو زر وزن اور سرپیچ دیا اُسنے چوب چینی کا استعمال کرایا جس سے نفع عظیم ہوا۔
۱۷ ار رجب ۱۱۱۶ھ کو بادشاہ نے بہادر گڈھ عرف بھیر کا عزم کیا اور شعبان میں وہان
آگیا۔ سپاہ کے آرام و ایام صیام کے لئے چالیس دن کے قیام کا حکم صادر کیا۔

سوانح سال پنجاہم ۱۱۱۷ھ

ماہ رمضان کو اس مقام مین بسر کیا ہر سال کے دستور کے موافق روزے رکھے
تراویح پڑھی صلوۃ وسنت بدستور ادا کیے۔ ایام صیام کے اہتمام کے بعد بلا ناغہ دیوان
مین امور مالی اور ملکی مین توجہ کی۔ ذو الفقار خان کو قلعہ بخشندہ بخش کو رخصت کیا اور خود
احمد نگر کی طرف متوجہ ہوا۔
اب سے چند سال پہلے ساہو پسر سنبھا نبیرہ سیوا منصب ہفت ہزاری دو ہزار سوار
اور خطاب راجہ و جاگیر سیر حاصل سے سرافراز ہوا تھا۔ دیوان و خانساماں اور متصدی
اسکے علیحدہ بادشاہ نے مقرر کئے تھے۔ کہ اسکی تربیت پر متوجہ ہوں۔ ابتدا و قید
سے لغایت حال رکاب عالی سے اسکو جدا نہ کیا تھا احاطہ گلال بار مین اپنے ظل عاطفت
مین اسکو رکھتا تھا۔ کوچ کے وقت اسکو سواری کا حکم اپنے ساتھ دیتا تھا ان دنون مین
اگرچہ ذو الفقار خان اسکے پرداخت حال پر متوجہ تھا اور یہ نہین جانتا تھا کہ بزرگون نے کہا ہے
کہ مار کشتن و بچہ در آستین پرورش دادن نہ کار خردمندان است وہ بادشاہ
کی خدمت مین التماس کرکے اُسکو اپنے ہمراہ لے گیا۔ بائیس سال بعد وسط ماہ شوال مین
بادشاہ سواد احمد نگر مین دوبارہ آیا جس روز بادشاہ یہان اترا تو اسنے کہا کہ
احمد نگر مکان اختتام سفر است۔ ماہ ذی حجہ کو بادشاہ پاس خبر آئی کہ نصرت جنگ کی
زور بازو سے قلعہ بخشندہ بخش تسخیر ہوا اور قلعہ کے حوالہ دارون کو اُسنے مار مار کر

ساہو پسر سنبھا
بادشاہ کا اسپ

اہتمام سے قلعہ اور مسجد نو تعمیر ہوئی۔ یہاں کے انتظام کے بعد برسات کا موسم کاٹنے کے لئے بادشاہ دیوگانو میں آیا جو دریار کشنا سے پانچ چار کروہ تھا۔ یہاں لشکر کے آرام کے لئے چھاؤنی ڈالی اور جا بجا حکام فہمیدہ کارجالی اور ملکی بندوبست و ضبط کے لئے تعین کئے۔ اس ضلع کے مفسد سرکش زمینداروں کی تنبیہ کے لئے ذوالفقار خان کو مقرر کیا ملک نو مفتوح سے کل روپیہ اور زمینداروں سے پیشکش وصول ہوئی۔ رعایا اپنے وطنوں میں آباد ہوئی۔

ان دنوں میں خبر آئی کہ قلعہ بخشندہ بخش عرف کندنا قلعہ دار کی بیخبری سے اور غنیم کی حیلہ پردازی سے مرہٹہ کے تصرف میں آگیا ہے اسی روز حمیدالدین خان بہادر کو مع تربیت خان کے اسکے محاصرہ اور تسخیر کے لئے روانہ کیا۔

اس زمانہ میں بادشاہ کے تمام اعضاء میں درد مفاصل بشدت ہوا جسے ایک عالم کے احوال میں اختلال پیدا ہوا۔ ہر چند ہر روز خود داری کرکے بادشاہ بیٹھ کر دیوانداری میں مشغول ہوتا اور خلق اللہ کی تسلی کا سبب ہوتا۔ مگر آخر کو مرض بڑھتا گیا۔ غشی و بیخودی کی نوبت آئی ایکدفعہ خبریں ناخوش آمیز فساد انگیز و فتنہ طلبوں کی زبان زد ہوئیں دس بارہ روز تک لشکر اور امراء کے آدمیوں میں ایک عجیب ہنگامہ برپا رہا۔ مگر آخر کو فضل الٰہی ہوا کہ بادشاہ کا مزاج بحال ہوا کبھی کبھی دیوان کرتا۔ یہ خیر ہوئی۔ ورنہ اس دار الحرب میں کہ سارا غنیم کا ملک تھا۔ اگر واقعہ ناگزیر پیش آتا تو اس کوہستان اور سرزمین پر شور و شر سے ایک آدمی کا نجات پانا مشکل ہوتا۔

امیر خان نقل کرتا ہے۔ بادشاہ ایکدن نہایت ضعف میں زیر لب یہ اشعار پڑھتا تھا۔

ابیات

بہشتاد و نود چون در رسیدی + بسا سختی کہ از دوران کشیدی
وز آن جا چون قصد منزل رسانی + بود مرگے بصورت زندگانی

جب میں نے یہ شعر سنے تو عرض کیا کہ نظامی گنجوی نے ان ابیات کی تمہید میں یہ بیت

حاشیہ: بخشندہ بخش فتح - بادشاہ کی علالت -

باپ کی خدمت مین آنے کا ارادہ کیا۔ بادشاہزادہ محمد اکبر کی ایک سال سے یہ خبر مشہور تھی کہ وہ . . . . جوالی گرمسیر خراسان کے توابع کے حوالی مین مرگیا۔ اس خبر کے جھوٹ سچ کے معلوم کرنے کے لئے ملتان اطراف ملک سرحدی کے حکام کو فرمان لکھے گئے۔ اِن دنون مین محمد اعظم شاہ کی زبانی تصدیق ہوئی کہ وہ مرگیا۔

سوانح سال پنجاہ و یک ۱۱۱۸ھ

محمد اعظم شاہ نے حضور مین رہ کر عمدۃ الملک اسد خان کو اور ایک جماعت اکبر کو اپنا رفیق بنایا۔ بادشاہ کا مزاج کچھ بحال ہو گیا تھا اور چند روز وہ دیوان عدالت بالا نامہ کرتا تھا۔ مگر سفر آخرت کا ضعف اسکے چہرہ پر پیدا تھا اس ایام مین وزیر و بادشاہزادہ محمد اعظم کی طرف سے محمد کام بخش کی نسبت بے اعتدالیان ظہور مین آتی تھین وہ اس تنبیہ خارش کے لئے بہانے بلا کش کیا کرتا تھا۔ کام بخش حافظ کلام اللہ تھا اور علم عقلی و نقلی سے بہرۂ تام رکھتا تھا۔ بادشاہ اسکی رعایت خاطر کرتا تھا۔ قاعدہ ہے کہ چھوٹے بیٹے سے باپ کو محبت زیادہ ہوتی ہے۔ بادشاہ کام بخش سے بہت محبت رکھتا تھا۔ سلطان حسین عرف میر ملنگ مخاطب حسن خان کو کام بخش کا بخشی مقرر کیا۔ حسن خان بڑا ہوشیار عاقل تھا۔ وہ اپنے حسن عقیدت و کار طلبی کے سبب تقاضاء وقت کو دیکھ کر بادشاہزادہ کام بخش کو دربار مین لیجاتا۔ تو اسکے ساتھ مصلح و مکمل ایک جماعت مردم خاص کی سوا اپنے رفیق نوکرون کے ہوتی۔ اسکی شکایت کئی دفعہ بادشاہ سے محمد اعظم نے کی۔ کچھ جواب نہ ملا تو ایک دفعہ نواب زیب النسا بیگم ہمشیرہ اعیانی کو لکھا جسمین حسن خان کی بے ادبی کا شکوہ لکھا کہ وہ اپنے حد کے دائرہ سے باہر قدم رکھتا ہے اور اسمین یہ بھی درج کیا کہ اگرچہ اس بے ادب کی شوخی کی تادیب کوئی کام نہین ہے مگر حضرت کا ادب مانع ہے اسمین مصلحت یہ تھی کہ بادشاہ یہ بیمین یہ اندیشہ تھا کہ وہ شاہزادہ محمد اعظم کے ہاتھ مین فوراً نہ گرفتار ہو جاوے۔ یہ رقعہ بادشاہ کے پاس گیا اسپر اپنے دستخط خاص سے بادشاہ نے لکھا کہ وجود حسن خان معلوم کہ از ظرف او این ہمہ مغلوب و سواس و ہراس گردد۔

حصار سے ہتیار لیکر نکال دیا۔

شاہزادہ محمد اعظم شاہ صوبہ احمدآباد مین تھا۔ باپکے عارضہ جسمانی کی خبر سنکر حضور کے
پاس آنے کا ارادہ کیا اور بہت اضطرار کا اظہار کیا اور احمدآباد کی آب و ہوا کی ناموافقت
کا عذر کیا۔ بادشاہ کی مرضی کے خلاف یہ امر تھا اس مضمون کا فرمان صادر کیا۔
کہ ماہم در ایام انحراف مزاج اعلیٰ حضرت عرضداشت ہا بہمین مضمون بحضور ارسال
داشتہ بودیم در جواب ما فرمان رسید کہ ہوائے ہمہ جا بانسان سازگار است مگر ہوائی
نفس امارہ۔ بعدہٗ محمد اعظم شاہ نے مکرر معروض کیا تو صوبہ مالوہ اسکے لئے مقرر کیا۔ شاہزادہ
ابھی اجین مین نہین پہنچا تھا کہ اس نے عرضداشت کی کہ بادشاہ نے طوعاً و کرہاً اوسکو
حضور مین طلب فرمایا۔ ۱۲ ذی الحجہ کو وہ بادشاہ کی خدمت مین آیا۔ صوبہ احمدآباد سے جب
بادشاہزادہ محمد اعظم شاہ کا تغیر ہوا تو یہان محمد ابراہیم خان کو جو صوبہ بنگالہ بھی تھا
مقرر کیا۔ فاصلہ بہت دور کا تھا اسلئے شاہزادہ بیدار بخت کو جو برہانپور مین تھا
حکم صادر کیا کہ محمد ابراہیم کے آنے تک احمدآباد مین جاکر وہان کے بندوبست سے خبردار
رہے۔ محمد اعظم بادشاہ کی خدمت مین موجود تھا۔ اسکو اپنی شجاعت کا غرور تھا اپنے
لشکر کی گردآوری کی تھی۔ احمدآباد مین کچھ خزانہ بھی جمع کرلیا تھا۔ بادشاہ کی رکاب مین جو
خزانہ اور فوج تھی اسکی تاک مین تھا۔ ان سببون سے برادر کلان کی ہستی کچھ نہین
جانتا تھا۔ بلکہ سب باپ مین اپنے تئین بزرگ سمجھتا تھا۔ شاہزادہ کام بخش کو یہ جانتا تھا
کہ وہ عدم سے وجود ہی مین نہین آیا۔ جب اوس نے دیکھا کہ باپ کی طبیعت
اکثر بحال نہین رہتی تو اوس کو یہ فکر ہوا کہ ۔ ۔ ۔ ۔

شاہزادہ محمد عظیم کو کہ عظیم آباد عرف بہار پٹنہ مین مدت سے صوبہ دار با استقلال تھا
اور خزانہ کے جمع کرنے مین بہت مشہور تھا اسکو بیجا کرکے حضور مین طلب کرے۔ اسکی طرف
سے بادشاہ سے وقوعی اور غیر وقوعی باتین لگائے اور بہت منت کرکے اسکو حضور مین طلب
کرایا۔ وہ یہ نہ سمجھا کہ محمد عظیم کی حرکت اسکی جان کے لئے ایک بلائے عظیم ہوگی محمد عظیم نے

شاہزادہ محمد اعظم کی طلبی

اورنگزیب کا انتقال کرنا

قبضہ کرے اور دلی کو دار السلطنت بنا کے اور اعظم شاہ آگرہ اور جنوب مغرب کے ملکون پر اور دکھن سمیت قابض ہو اور آگرہ کو دار السلطنت ٹھہرائے۔ مگر گولکنڈہ اور بیجاپور کی دو یا تین کام بخش پاس ہین اسکے سوا ایک اور وصیت نامہ تھا کہ جسمین اسنے اپنی تجہیز و تکفین کی نسبت یہ لکھا تھا کہ ساڑھے چار روپیہ جو میرے ہاتھ کی محنت کی ٹوپیون کی سلائی سے بچے ہین اسمین تجہیز و تکفین ہو اور آٹھ سو پانچ روپیے جو قرآن نویسی کی اجرت سے حاصل ہوئے ہین مساکین مین تقسیم ہون روز جمعہ ۲۸ ذی قعدہ سنہ ۵۱ جلوس مطابق سنہ ۱۱۱۸ ہجری کو بادشاہ نے صبح کی نماز پڑھکے کلمہ توحید ذکر شروع کیا ایک پہر دن چڑھے اس دار فنا سے روضۂ جنان کو تشریف فرما ہوا۔ قاضی و علماء و صلحا موافق وصیت کے تجہیز و تکفین مین مشغول ہوئے۔ جنازہ کی نماز پڑھی نعش کو خوابگاہ مین رکھا کہ نواب زینت النساء بیگم اور شاہزادہ محمد اعظم جو اردو معلی سے پچیس ۲۵ کروہ پر تھے روز چہارشنبہ کو آئے محمد اعظم روز دوشنبہ کو نعش کو کندھے پر دیوان عدالت تک لے گیا اور آگے اسکو روانہ کیا۔ شیخ زین الدین کے مقبرہ مین بادشاہ نے اپنی حین حیات مین قبر بنائی تھی وہان وصیت کے بموجب دفن کیا اور کئی سیر حاصل دیہات پرگنات اورنگ آباد کے منجملہ سرکار دولت آباد کے جنکا نام اور پرگنہ خلد آباد کے نام سے موسوم ہوئے اور وہ مزار خلد آرامگاہ کے خرچ کے لئے مقرر ہوئے بادشاہ کی قبر کا چبوترہ سنگ سرخ کا ہے جسکا طول ۳ گز اور عرض ڈھائی گز ہے اور ارتفاع چند انگشت سے زیادہ نہین ہے۔ تعویز مجوف ہے کہ اسکو خاک سے پر کرکے ریحان کو اسمین بوتے ہین بادشاہ کا نام مرنے کے بعد خلد مکان رکھا گیا۔ مدت عمر اکیانوے سال تیرہ یوم اور ایام سلطنت پچاس سال دو ماہ ۲۷ یوم تھی۔

آخر وقت مین اسنے یہ خط ایسے لکھے ہین کہ جنسے ثابت ہوتا ہے کہ وہ بڑا خدا پرست اور سچا دیندار تھا۔ اسکو خوف الٰہی آخر وقت مین ایسا ہی تھا جیسا کہ ایک سچے دیندار کو ہوتا ہے۔

محمد اعظم شاہ کو یہ رقعہ تحریر کیا۔ السلام علیکم و علیٰ من لدیکم۔ پیری رسید و ضعف قوی شد و قوت از اعضا رفت۔ بیگانہ آمدم و بیگانہ می روم۔ خبر از خود نیست کہ کیستم و چیستم نفسی کہ بے ریاضت رفت افسوس آن باقیماندہ ملک داری و پاسبانی خلائق ہیچ از من نیامد

با محمد کام بخش را جای مرخص می نمایم۔ اگرچہ محمد اعظم نے اس جواب طعن آمیز کے گھونٹ
سے پیچ و تاب کھائے مگر سوائے صبر کے کوئی اور چارہ کار نہ تھا اور برادر خورد کا
جدا ہونا غنیمت جانا۔ بادشاہ اپنے مزاج کو خلل سے خالی نہیں دیکھتا تھا اور
بادشاہزادہ اعظم کے فساد کی گرمی بازار روز بروز زیادہ مشاہدہ کرتا تھا اس لئے
سمجھتا تھا کہ دو شیر زنجیر گسیختہ کا اپنے ارتحال کے بعد لشکر میں ہونا خلق اللہ کے حق میں فساد
عظیم کا مادہ ہو جاتا محمد کام بخش کی رعایت خاطر ضرور تھی اسکو مع کل اسباب سلطنت کے
اکرام احترام کے ساتھ بیجاپور رخصت کیا اور حکم دیا کہ حضور کے پاس سے نوبت بجاتا ہوا
روانہ ہوا۔ اسمیں مصلحت یہ بھی کہ پاس رہنے میں یہ اندیشہ تھا کہ وہ شاہزادہ محمد اعظم
کے ہاتھ میں فوراً نہ گرفتار ہو جائے۔ محمد اعظم شاہ یہ دیکھ کر سانپ کی طرح
بل کھاتا تھا مگر پھنکار نہیں مار سکتا تھا۔ دو تین روز کے اندر محمد اعظم کو صوبہ مالوہ
کو رخصت کیا اور حکم دیا کہ پانچ پانچ کوس کی منزل طے کرے اور ہر منزل میں دو روز
قیام کرکے تیسرے روز سفر کرے اس سے غرض یہ تھی کہ شاہزادہ اسقدر دور نہ چلا جائے
جسکے سبب سے لشکر میں غدر مچ جائے۔ اور پاس رہنے میں یہ اندیشہ تھا کہ کہیں شاہجہان کا
معاملہ نہ پیش آئے۔ ان دونو شاہزادوں کی روانگی کے بعد مرض کی شدت ہوئی تپ
بڑی شدت سے چڑھی۔ چار روز تک باوجود اشتداد مرض بہ سبب کمال تقوی کے پانچ
وقت کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی۔ اس حالت میں حمید الدین خان نے منجموں کی تجویز
سے ایک فیل اور ایک دانہ الماس بیش قیمت کے صدقہ کے لئے عرضی بھیجی۔ بادشاہ نے اسپر دستخط
کئے کہ فیل تصدق برآوردن طریقہ ہنود و اختر پرستان است چہار ہزار روپیہ نزد
قاضی القضات بفرستید کہ بمستحقان رسانید اور اس عرضی پر دستخط کئے کہ این خاکسار را
زود بمنزل اول رسانندہ بخاک سپارند و بہ تربیت تابوت نہ پردازند کہتے ہیں کہ بیٹوں
کے نام ملک کی تقسیم کا وصیت نامہ لکھکر حمید الدین خان کو دیا تھا بعض کہتے ہیں کہ
اسکے تکیہ کے نیچے سے نکلا تھا جسمیں لکھا تھا کہ معظم شاہ شمالی اور شمال مشرقی صوبوں پر

داشتہ شوند کہ مسلمانان کشتہ شوند و وبال بر گردن این ناکارہ بماند شمارا بخدا می سپارم
و خود رخصت میخواہم حالت اضطراب است بہادر شاہ جائیکہ بود ہست و فرزندزادہ ...
عظیم الشان نزدیک ہندوستان آمدہ۔ فرزندزادہ بہادر بنواحی گجرات حیات النسا چیزے
از روزگار ندیدہ ملول است و حال ہیگم بیگم داند وادے پوری والدہ شما در بیماری با من بود و
ارادہ رفاقت دارد۔ خانہ زادان و مردمان حضور چند گندم نما جو فروش اند باید بر فق و مدارا
آدمی پروائے کار گیرد و پا پا بند انرد و دراز کشند۔ شاہزادہ محمد معظم کے نام خط۔ ہمین پور خلافت
منعم خان از حضور رخصت یافت تا جلد رسیدہ انچہ بر زبان او حوالہ خواہد شد ابلاغ نماید۔ از
خود خبرم نیست کہ کیستم و کجا می روم و بر سر این عاصی پر معاصی چہ خواہد گذشت۔ حالا از ہمہ
رخصت میشوم و ہمہ را بخدا می سپارم۔ فرزندان نامدار کامگار را باید کہ تخالف نہ کنند و مجوز
کشت و خون خلق کہ بندگان خداوند نشوند انچہ بہ نظر می آید طرفہ ہنگامہ برپا شدنی است
ایزد مقلب القلوب توفیق حفاظت خلق اللہ کہ ودائع بدائع خلق اللہ اند چراغ راہ سالکان
طریق ریاست و ملکداری کناد۔ اس رقعہ کے اس فقرہ میں۔ کہ اودی پوری والدہ شما
در بیماری با من بودہ۔ لفظ اودی پوری نے بڑے تماشے دکھائے ہیں۔ کوئی تو یہ کہتا ہی
کہ اودی پور کے خاندان میں سے کوئی لڑکی اسکے نکاح میں آگئی تھی۔ کوئی کہتا ہے کہ
کہ اودی پوری کی جگہ جودھپوری ہی۔ سب سے زیادہ لطیفہ یہ ہے جو فرنگستانی تاریخوں
مین لکھا جاتا ہی۔ کہ اودی پوری ایک عیسائی عورت کا نام تھا وہ گوری بہت تھی وہ چارجیا
کی رہنے والی تھی۔ ایک بردہ فروش سوداگر نے اسکو خریدا تھا وہ دارا کی محبوبہ بھی تھی
یہی مخفی سبب تھا کہ دارا نے عیسائی مذہب اختیار کیا تھا جب دارا مارا گیا تو بادشاہ اپنے بڑے
بھائی کی دو بیویوں سے شادی کرنی چاہی۔ آئین ایک راجپوتنی تھی وہ تو زہر کھانے
کو موجود ہو گئی۔ عالمگیر سے نکاح نہ کیا۔ مگر اس کرسچین لیڈی نے اسکو نکاح کر لیا۔ فرنگستانی
تاریخوں میں بہت سی ایسی دل لگی کی کہانیاں ہیں۔

عمر عزیز مفت رفت۔ خداوند در خانہ دارم و روشنائی آن در چشم تاریک خود نمی بینم حیات پایدار
نیست و از نفس رفتہ نشانے پدیدار نہ۔ و از استقبال توقع مفقود۔ تپ مفارقت کرد و چرم
و پوست تنہا گذاشت۔ فرزند کام بخش اگرچہ بہ بیجاپور رفت اما نزدیکی است و آن عالی جاہ
ازان ہم نزدیکتر۔ عزیز القدر شاہ عالم از ہمہ دور تر۔ فرزندزادہ محمد عظیم بحکم اللہ تعالیٰ نزدیک
ہندوستان رسیدہ۔ لشکریان ہمہ بیدست و پا سراسیمہ ہمچو من مضطرب از خداوند تعالیٰ گریزند
در حالت اضطراب است و چون سیماب بیقرار۔ نمی فہمند کہ صاحب نعمتی داریم ہیچ با خود نیاوردم
و ثمرۂ گناہان ہمراہ می برم۔ نمیدانم کہ در چہ عقوبت گرفتار خواہم شد۔ ہر چند نظر بر الطاف و رحمت
امید قوی است اما نظر بر اعمال و افعال تفکر نمی گذارد و چون از خود گذشتم دیگرے کجا ماند
ع ہر چہ باد ا باد ما کشتی در آب انداختیم ۔ اگرچہ از خود رفتہ را فکر نمی ماند۔ چون عالم بستگی
نیست ہمہ را بخدا می سپارم۔ و صیانت بندگان اگرچہ پروردگار خواہد کرد لیکن نظر بر عالم ظاہر
بر فرزندان ہم ضرور است کہ خلق و مسلمین ناحق کشتہ نشوند۔ فرزندزادہ بہادر و دعائے آخرین
بگویند وقت رخصت ندیدم اشتیاق باقی ماند۔ بیگم بظاہر اگرچہ ملول است لیکن مالک دلہا خداست
کوتہ اندیشی و شامت بجز ناکامی ثمرہ ندارد۔ الوداع الوداع الوداع آخری وقت میں
شاہزادہ محمد کام بخش کے نام یہ رقعہ لکھا ہے۔ فرزند جگر بند من در عالم اختیار ہر چند برضائے
الٰہی نصیحت کردم و زیادہ از امکان وصایا کردم چون خواست الٰہی نہ بود بگوش رضا کسے
نشنیدہ۔ حالا کہ از ہمہ بیگانہ میروم بر بے بضاعتی شما ترحم دارم اما چہ فائدہ عذاب و گناہ
ہر چہ کردم ثمرۂ آن با خود می برم عجب قدرت است کہ آمدم تنہا و می روم با این قافلہ
تپ از دہ روزہ مفارقت داشت لیکن تاب نیاوردہ گذاشت ہر جا نظر کنم جز خدا بنظر
نمی آید۔ اندیشہ لشکر و لشکریان نظر برو بال آخرت موجب ملالت خاطر شد۔ از خود
خبرم نیست۔ گناہ بسیار کردم نمیدانم بچہ عذاب گرفتار خواہم شد۔ حراست بندگان
اگرچہ رب العالمین خواہد کرد اما بر مسلمانان و فرزندان ہم اہم است حفظ و احتیاط بندگان
بحسب ظاہر ضرور عالیجاہ ہم نزدیک است انچہ لازم بود در حق شما گفتہ ام و ہم بجان و دل خیل

اور کلمہ طیبہ اور اذکار اور ادعیہ ماثورہ کو پڑھتا رہتا اور لیالی متبرکہ میں شب بیدار رہتا اور
راتوں کو حق طلبی کے واسطے مسجد دولت خانہ میں اہل اللہ سے صحبت رکھتا۔ وہ سن شعور کی ابتدا
ہی سے بالکل ملاہی و مناہی مسکرات و محرمات سے محترز تھا۔ کبھی اسنے شراب کو لب سے نہیں لگایا مسکرات و
مغیرات کی بو تک کو دماغ پاس نہیں آنے دیا اور سوا ازواج حلال کے کسی حرم سے مقاربت
نہیں کی۔ باوجودیکہ مطربان خوش آواز اور سازندہ نار و لنواز پایۂ تخت میں مجتمع تھے اور
اوائل جلوس میں کبھی کبھی سامعہ افروز طرب ہوتا تھا اور اس میں دقیقہ پایۂ تھا لیکن کمال ورع
و پرہیزگاری کے سبب سرود کے استماع سے کلی پرہیز کرتا تھا۔ اور جو کوئی گویا و نغمہ سرا اطرب سے
تائب ہوتا تو روزانہ و زمین مدد معاش سے اسکو خوشنود کرتا تھا۔ مرزا مکرم خاں صفوی نے
کہ فن موسیقی کے ماہروں میں تھا۔ پادشاہ سے پوچھا کہ آپ سرود کے حق میں کیا فرماتے ہیں
تو اسنے فرمایا کہ لاہلہ مباح۔ پھر اسنے عرض کیا کہ حضرت سے زیادہ کون استماع کے لیے
اہل ہوگا فرمایا کہ میں مزامیر خصوصاً پکھاوج کے ساتھ گانا سن نہیں سکتا وہ بالاتفاق
حرام ہیں اسلئے میں نے سرود بھی چھوڑ دیا۔ ایک حکایت سرود کے جنازہ بنانے کی مشہور ہے جسکو
ہمنے پہلے لکھا ہے۔ پادشاہ نے اصلا لباس نامشروع نہیں پہنا اور ظروف نقرہ و طلا مطلقاً
وہ کام میں نہیں لایا اور زردوزی لباس و رنگین اور جواہر نگار خود بھی چھوڑا اور امیروں کو بھی
منع کر دیا کہ زنانہ لباس پہننا چھوڑ دیں۔ انکا لباس ہمیشہ شرعی ہوتا۔ جواہر جنکے پہننے سے
زینت زینت وافر ہوتی ہی انکے گھر سنگ یشب کے بجای چاندی سونے کے ہوتے کہ وہ
مشروع و مباح ہوں۔ وہ تقلیل نوم و غذا میں عبادت خدا کے لئے کرتا۔ اس کی
محفل میں غیبت و خبث و کذب کی نا شائستہ باتیں ذکر نہیں ہوتیں اسنے بندہای حضور
کو تلقین کی تھی کہ عرض کے وقت معیوب لفظ عبارت حسنہ سے تعبیر کیا جاوے ترویج
قواعد دین اور تنقید احکام دین میں اور ضلالت و جہالت کے رسوم مٹانے میں اور
بدعتوں و مناہی و ملاہی کے اٹھانے میں ایسی کوشش کی جو پہلے کسی پادشاہ کے عہد میں
نہیں ہوئی تھی پادشاہ نے ۱۰۶۹ھ میں یہ تجویز کیا کہ کوئی فاضل محتسب مقرر ہو کہ وہ تمام

انچہ شاہان ہمہ دارند تو تنہا داری

عالمگیر کی خلقت و جبلت میں ـــــ دین میں راسخ ہونا داخل تھا۔ وہ امام اعظم ابو حنیفہ کے مذہب پہ چلتا تھا اسکے سارے اعمال و افعال و عقائد اس حنفی مذہب کے مطابق تھے۔ وہ فرائض خمسہ اسلام کی جیسی چاہئے تاسیس کرتا تھا اول صلوۃ مفروضہ کو اول وقت مسجد مین یا غیر مسجد مین جماعت کے ساتھ پڑھتا تھا اور کل سنن و نوافل و مستحبات کو حضور و خشوع کے ساتھ ادا کرتا تھا مسجد جامع مین جمعہ کی نماز سب مسلمانون اور مومنون کے ساتھ پڑھتا تھا اسکو اس نماز جمعہ کا ایسا خیال تھا کہ اگر وہ شاہجہان آباد یا کسی اور بڑے شہر سے شکار کے لئے چلا جاتا . . . . . .

تو جمعرات کو شہر مین آجاتا کہ نماز جمعہ جامع مسجد مین ناغہ نہ ہو۔ اگر شکار کے لئے زیادہ دنون کے لئے جاتا تو ضرور نزدیک کے قصبہ مین جاکر جمعہ کی نماز پڑھتا عیدین کی نماز سفر و حضر مین جماعت کے ساتھ پڑھتا ـــــ دوم رمضان کے روزے رکھتا تھا۔ خواہ موسم کیسا ہی سخت ہو تراویح و ختم کلام اللہ مین آدھی رات تک صلحا و فضلا کی جماعت کے ساتھ مشغول رہتا اور عشرہ آخرہ مین مسجد غسلخانہ مین معتکف ہوتا تھا۔ ہر ہفتہ مین تین دن پیر و جمعرات و جمعہ کو روزہ رکھتا تھا سوم زکاۃ شرعی قبل از جلوس جو مال ملبوس خاص کے لئے مقرر کی تھی اور ایام سلطنت مین صرف خاص کے لئے جو مواضع دار الخلافہ اور وہین محل نمک سا جدا کئے گئے انکی زکاۃ ہر سال ارباب استحقاق کو دیتا تھا اپنی اولاد کی طرف سے بھی زکات کا حساب کرکے دیتا تھا۔ چہارم حج۔ ادائے مناسک حج کی حد سے زیادہ تمنا اسکو تھی مگر بعض موانع و عوائق کے سبب سے وہ حج کو نہ جا سکا اسکے بدلہ مین حرمین محترمین کے مجاورون کے ساتھ اس قدر رعایت کرتا تھا کہ اسکا حج بمنزلہ حج کبری کے ہو جاتا تھا اتنی مدت سلطنت مین کبھی ہر سال کبھی دو سال مین بہت روپیہ بھیجتا تھا اور بیعہا شریف مین طواف حج اور سلام رسانی کی نیابت کے لئے اور دو مصحف مجید جو اسنے اپنے ہاتھ کے لکھے ہوئے بھیجے تھے انکی تلاوت کے لئے اور تسبیح و تہلیل اور اور عبادات کے ادا کے لئے بہت آدمیون کو وظیفہ دیتا تھا۔ پنجم جہاد جسکا حال اسکی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے وہ ہمیشہ باوضو رہتا

صفات و خصائل پادشاہی و اورنگ زیب ۔

سبب سے مسلمانون کے دلی خیرخواہ ہندو ہو گئے تھے۔ مگر اب پھر اسکے جاری ہونے
سے ہندؤن کا دل دکھا اور وہ بادشاہ کے بیری بن گئے۔ اُسنے ایک حکم گشتی
تمام حکام پاس بھیجا کہ ہندو اہل قلم یک قلم آیندہ نوکر نرکھے جائیں اور حکام کے ماتحت جو
عہدے خالی ہون تو انکی جگہ مسلمان نوکر رکھے جائین مگر یہ حکم صرف کاغذی تھا اسپر
عمل نہ ہوا۔ وہ فقط ہندؤن کے دل ناراض کرنے کے لئے کام آیا اورنگزیب کے
عہد مین ہندو نوکرون کی کچھ کمی نہین ہوئی۔ اسنے ایسے احکام بضرورت جاری
کر کے ہندؤن کو شکستہ خاطر کیا کہ سوائے راجپوتون کے کوئی گھوڑے اور پالکی اور ہاتھی
پر بغیر حکم سوار نہ ہو۔ عالمگیر کا تعصب مذہبی بھی عجب ہندؤن کا دل دکھانے والا تھا۔ گو کبھی
اُسنے کسی ہندو کو تلوار اس سبب سے نہین لگائی کہ وہ ہندو تھا کبھی اُسنے کسی ہندو کو
زبردستی مسلمان نہین کیا۔ ہندؤن کی جو مذہبی عبادات اور رسوم قدیم سے چلی
آتی تھین انکو نہین روکا مگر باتین وہ کین کہ جنسے ہندؤن کا دل ناراض ہو گیا۔ ۔ ۔ ۔
بنارس مین بشیشور اور بندو مادھو کے عالی شان مندرون کو خاک مین ملایا متھرا مین
گوبند دیو کا مندر توڑ پھوڑ برابر کیا جزیہ جاری کیا۔ نوکری کی بات مین فقط کاغذی
حکم دل دکھانے والا دیا۔ گو مسلمانون نے اپنے عہد سلطنت مین بتون کو توڑا اور
مندرون کو ڈھایا۔ مگر اُسے ہندؤن کے دلون مین بت پرستی کا اثر ایسا کم نہین ہوا
جیسا کہ تعلیم انگریزی اور مشنریون کے مواعظ سے ہوا ان دونو باتون سے ہندؤن کے
دلون مین بت پرستی کی جگہ خدا پرستی یا لا مذہبی نے لے لی وہ پکار پکار کے کہنے لگے
کہ بت پرستی حماقت و گناہ ہے یا ہمارے انجیل مذہب مین نہین ہے۔ غرض جو سلطنت
اسلامیہ مین ظاہر بتون اور بت خانون کی کمی ہوئی۔ مگر باطن مین ہندؤن کے دل
بت خانے بنے رہے۔ مگر اب اسکے خلاف حال ہوا کہ گو ظاہری بت اور بت خانے
بہت دکھائی دیتے ہین مگر تعلیم یافتہ ہنود کے دلون سے بت پرستی کوسون دور
بھاگ گئی یہی تعلیم یافتہ ہنود آجکل اپنی قوم مین برآوردہ ہین۔

تمام منہیات و محرمات خصوصاً شراب و بھنگ بوزہ کے کھانے پینے کو اور تمام مسکرات
اور زناکاری کو منع کرے اول اس عہدہ پر ملا عوض مقرر ہوا۔ پندرہ ہزار روپیہ سالانہ تنخواہ
مقرر ہوئی اور ہزاری صد سوار کا منصب ملا اور تمام ممالک محروسہ مین صوبہ دارون کے نام
احکام صادر ہوئے کہ وہ اپنے علاقہ مین ایسا ہی ایک محتسب مقرر کرین اور اسکے ساتھ احدی اور
سوار بھی ساتھ رہین کہ اگر کوئی شرع کے پابند ہونے مین حجت کرے تو اسکی تنبیہ و تاکید
کرین بعض مورخون نے اس احتساب مین یہ بھی داخل کیا ہے کہ بتون کی سواریان اور
نمائشین بھی نہ ہونے دین غرض امور احتساب کافہ انام اور خواص و عوام پر لغایت
جاری تھے۔ طوائف نے فواحش کو دار الخلافہ سے باہر نکال دیا اور تمام ممالک محروسہ مین یہ
حکم جاری کیا کہ شہر سے باہر کسبیان رہا کرین۔ اس طائفہ کے معدوم کرنے مین اور
بدکاریون کے پھیلنے کا احتمال تھا اسلئے اسنے شہر کی آبادیون سے دور بسنے کا حکم دیا۔
اور پہچان کے لئے انکو لال کپڑے پہننے کا حکم دیا اسی وجہ سے فرنگیون مین انکا نام لال بیوی
مشہور ہوا مملکت مین باوجود اس وسعت کے سوا حد سیاسات شرعیہ کے کوئی اور
سیاست کام مین نہین آتی۔ ہرگز باقتضاء قوت غضبی و استیلاء نفس کسی نفس انسانی کی حیات
کی بنا کے خراب کرنے کا حکم دینے کا کسی کو یارا نہ تھا۔ بادشاہ قتل کا حکم خود دیتا ہے۔
عالمگیر نے کسی ایک ہندو کو بھی زبردستی مسلمان نہین کیا مگر اسکے عہد کی تاثیر ایسی تھی
کہ دار الخلافہ اور اطراف مین ہنود مسلمان ہوتے جاتے تھے۔ جو ہندو مسلمان ہوتا
اسکو مہام شرعیہ کے ناظم بادشاہ کی بارگاہ مین لاتے اور اسکے اشارہ سے کلمہ طیبہ کی
تلقین کرتے اور بادشاہ انکو خلعت و انعام و نقود دیتا اور بقدر حال اسکے عطایا سے
نوازش کرتا۔ اور جو ممتاز ہنود مسلمان ہوتے وہ بے واسطہ بادشاہ پاس آتے اور بادشاہ
انکو خود اپنی زبان سے کلمہ کی تلقین کرتا۔ خلاع اور عنایات سے انکو کامیاب کرتا۔
اواسط ایام سلطنت مین اسنے ہندوون پر شریعت کے موافق جزیہ مقرر کیا جس سے
یہ معلوم ہوا کہ اسلام کے مطیع ہنود ہین وہ اکبر کے عہد مین موقوف ہوگیا تھا جس کے

کابل تک خلائق کو سفر کرنے مین سخت تکلیف واذیت ہوتی تھی ۔ اسلیئے بادشاہ نے حکم دیا کہ
ان ممالک کثیر المسالک مین جسجگہ سرا اور رباط نہ ہو سرکار خالصہ سے سرائے وسیع سنگ وخشت وآہک
گچ سے نہایت مضبوط اور مستحکم بنائی جائی جسمین بازار ومسجد وچاہ پختہ وحمام بنایا جاے اور ہر منزل
مین مسافرون کے لئے ایک منزلگاہ بنائین جسمین وہ اپنی سواری واشیا واموال کو رکھین اور یہ بھی
حکم دیا کہ جو پرانی سرائین مرمت طلب ہون انکی مرمت کی جائے اور جہان پل کی ضرورت
ہو وہان پل بنایا جائے ایسے کامون مین بادشاہی خزانہ کا بہت روپیہ خرچ ہوتا ہی ایسے
حکمون سے ہندوستان کی راہون مین وہ امن آبادی ہی کہ مراحل ومنازل وجبال وصحرا ورنجاح
انہی کے سبب سے شہرون کا حکم رکھتی ہین ۔ جب بادشاہ کو اول سال جلوس مین معلوم ہوا کہ بعض مساجد
معابد اسلام کہنگی کے سبب سے بے رونق ہوگئے ہین تو بادشاہ نے حکم دیا کہ تمام ممالک محروسہ مین
جہان کوئی مسجد پرانی شکستہ ہوگئی ہو تو سرکار خاصہ سے اسکی مرمت کی جاے ۔ یا وہ ازسرنو بنائی
جائے ۔ امام موذن خادم اور سائر خرچ مسجد مثل فرش وچراغ وغیرہ سرکار سے مقرر کیا جاے ہر سال
اس کام مین بھی بہت روپیہ خرچ ہوتا ۔ اور بلغور خانے (محتاج خانے) متعدد دارالخلافہ اور اور شہرون
مین عاجزو مساکین کے لئے مقرر تھے ۔ مرآۃ عالم مین لکھا ہے کہ اسکے باپ کے عہد مین ۷۹ ہزار روپیہ صدالصدور
اور مستحقون مین ہر سال پانچ مہینے مین اسطرح تقسیم ہوتا تھا کہ محرم وربیع الاول کے ہر ایک مہینے
مین بارہ ہزار اور رجب مین دس ہزار اور شعبان مین پندرہ ہزار اور رمضان مین تیس ہزار باقی سات
مہینون مین کچھ نہین تقسیم ہوتا تھا تو اسنے حکم دیدیا کہ ان مہینون مین بھی ہر مہینہ مین دس ہزار روپیہ
خیرات ہوا کرے کل سال مین ایک لاکھ ۴۹ ہزار روپیہ خیرات ہوتا تھا ۔

وظائف علماء

بادشاہ نے اپنی کشور وسیع مین تمام بلاد وقصبات مین فضلا ومدرسون کو لائق وظیفہ ور روزانہ اور
اور املاک مقرر کیے تھے اور طلبہ علم کی وجہ معیشت درخور حالت واستعداد مقرر کی ۔

فتاویٰ عالمگیری

چونکہ بادشاہ دل سے یہ چاہتا تھا کہ کافۂ اہل اسلام مفتی بہا مسائل علماء مذہب حنفی پر عمل کرین اور
مسائل مذکورہ کتب فقہ مین متفرقات کا اختلاف ہی اور فقیہون نے روایات ضعیفہ گھڑی ہین اور
انکے اقوال مختلفہ کتابون مین مخلوط ہین اور بہذا انکے مجموع پر ایک کتاب حاوی نہین ۔ اور نہ

اسکی عطایاے عام مین سے یہ ایک ہی کہ غلات و حبوبات اور وجوہ راہداری اور محصول
رقمشہ اور اور اموال سائر کو معاف کردیا خصوصاً محصول تنباکو کو کہ جسکی آمدنی مبلغ خطیر تھی
اور اسکا عملہ ان لوگون کی ناموس کی بے ستری کرتا۔ جنپر اسکو احتمال تنباکو کے چھپا کر
لیجانیکا ہوتا۔ کل ممالک محروسہ مین ہندوستان پر تیس لاکھ روپیہ سالانہ کا محصول معاف
کردیا۔ دویم یہ ہی کہ اجداد و نیاگان کے مطالبات کو اولاد پر معاف کردیا پہلے دستور
تھا کہ اولاد کی تنخواہ اور مناصب وجہ مواجب مین باپ دادے کے
مطالبات کی بابت اہل دیوان عظام اور مستوفیان ممالک بسبیل تدریج وضع کرتے
اور ہر سال مبلغ کلی اس جہت سے خزانہ عامرہ مین داخل کرتے جسکے سبب بادشاہی
منتسب پریشان حال ہوتے پادشاہ نے دفاتر مطالبات پر قلم عفو کھینچا اور ناظمان
دیوانی کو حکم دیا کہ کل بندہاے درگاہ مین سے منصبدار دو بیستی سے ہفت ہزاری
امیر تک اس مطالبہ سے جو انکے اجداد و نیاگان کی بابت واجب الادا ہو معاف کرین
اور مطالبات کی بابت کچھ تعرض اور مزاحمت نہ کرین اور منصبدار دو بیستی سے چہار
صدی تک کسی منصب کے سبب جو انکے باپون پر مطالبہ ہو وہ معاف کیا جاے۔ اور
پانصدی سے ہفت ہزاری تک جو مطالبہ انکے باپون کی بابت ہو اسکو انکی وسعت
حال اور استطاعت وجوہ کے موافق لازم الادا جانین اگر انہون نے مطالبات کی بابت
میراث پائی ہو تو مہینون اور سالون مین بہ تدریج مطالبہ کو وصول کرین اور اگر
اس قدر میراث نہ پائی ہو تو وہ مطالبہ بقدر ترکہ وصول کرین۔ اور اگر یہ تحقیق ہو
کہ متروکہ مطلقاً نہین پہنچا ہو تو اسکو بالکلیہ حبہ مطالبہ کی ادا سے معاف و
مرفوع القلم کرین۔ یہ عطا اسکی کروڑون روپیہ سے زیادہ کی تھی اسکی مبرات
عام مین سے ایک یہ ہے کہ اس مملکت مین بہت سی راہین اور سڑکین ایسی تھین کہ ان مین
مسافر خانے اور سرائین نہ تھین۔ مسافرون کو ان مین راحت اور آسایش نہ
ملتی تھی بعض راہون مین خاص کر اورنگ آباد سے اکبر آباد تک اور لاہور سے

عطایاے عام و خیرات و عفو و وجوہ و احسان۔

یتبعہم الغاوون کے سبب ذہن نشین تھی اسپر متمسک تھا کہ وہ استماع شعر بے فائدہ کو توجہ نہیں کرتا تھا اشعار مدح تو کیا سنتا۔ ہان کسی شعر مین موعظت کا مضمون ہوتا تو اسکو سنتا۔

نگرد بہر رضائے خدائے عز و جل ٭ نہ چشم سوئے غزال و نہ گوش سوئے غزل

اسنے ملک الشعرا کا عہدہ تخفیف کردیا مگر موزون طبع اور عالی دماغ شاعرون سے دربار خالی نہ تھا بعض دفعہ ایسے شعر اور قصیدے شعرا لکھ کر لاتے کہ بادشاہ سلامت کو سر دھنا ہی پڑتا مگر جب شاعر پڑھ چکتے تو انکو ارشاد ہوتا کہ آیندہ ایسے بے سود کام مین اپنی اوقات ضائع نہ کرین جن مورخون نے یہ لکھا ہے کہ اسنے شعر کہنے اور پڑھنے کی ممانعت کی وہ مبالغہ ہے۔ اسکی خود رقعات عالمگیری مین استادون کے شعر لکھے ہین بعض اوقات وہ خود شعر کہتا چنانچہ اسکا یہ شعر مشہور ہے **بیت**۔

غم عالم فراوان است و من یک غنچہ دل دارم ٭ چسان در شیشہ ساعت کنم ریگ بیابان را

وہ اپنی بیٹیون کو بیاضون مین اشعار لکھاتا تھا۔ علم نجوم و رمل وغیرہ کو اپنے مذہب کے موافق باطل جانتا تھا۔ اسلئے اسکے عہد مین نجومیون کا ستارا اور رمالون کا بھی پاسہ پلٹ گیا۔ ہندوؤن کی رسوم کے موافق جو نجومیون سے کام کرنے کی ساعت پوچھی جاتی تھی وہ موقوف کردی۔ تقویمین جو پہلے دفتر مین کام آتی تھین انکو دفتر سے خارج کیا۔

اور اولاد کی تعلیم

وہ اپنے اولاد کو قواعد و آداب سپاہ گری و علم صید شکار و کمانداری و تفنگ اندازی تازی و عربی اور علوم دینی و دنیوی مین تعلیم کرتا اور حرم سرا مین تو لڑکیون کو بھی اکتساب عقائد حقہ دینیہ و احکام ضروریہ و تحصیل خط و سواد کی تعلیم کرتا تھا۔

عدالت و انصاف اور رحم

بادشاہ نے یہ منصفانہ حکم جاری کیا کہ اگر بادشاہ نے کوئی شرعی حق تلفی کی ہو تو اسپر عدالت مین گوشمالی کی جاوے اور اسلئے اسنے ساری ممالک کی کل عدالتون مین وکیل شرعی مقرر کئے کہ وہ عدالت مین مقدمہ دائر کرکے شریعت کے موافق اسکی تحقیقات کرائین۔ غربا کو ایسی دسترس نہین ہوتی کہ وہ بادشاہ تک پہنچکر اپنی حق رسی کی داد فریاد کرین اسلئے یہ وکیل شرعی مقرر ہوئے کہ انکی معرفت یہ مقدمات دائر ہوا کرین یہ اسی بادشاہ کی عدالت تھی کہ اسنے

اور جب تک کہ بہت کتابین جمع نہ کی جاوین اور کسی کو سمجھنا وافی اور دستگاہ وسیع و تتبع کافی علم فقہ مین نہ ہو استنباط مسئلہ نہین کرسکتا اسلئے بادشاہ کا عزم مصمم یہ ہوا کہ ہندوستان کا ایک گروہ مشہور علماء اور معروف فضلاء کا اس فن کی کتب مطولہ معتبرہ جو کتابخانہ سرکار شاہی مین فراہم ہین انکا تتبع ڈالکر استخراج مسائل مفتی بہا کرے اور اسکے مجموعہ کو ایک نسخہ جامعہ مین ترتیب دے تاکہ سب کو استکشاف مسائل معمول بہا پر سہولت کے ساتھ قدرت حاصل ہو۔ اس کام کی سرکردگی شیخ نظام کو تفویض ہوئی اور علماء کے فریق کو وظائف شائستہ دئیے گئے۔ چنانچہ دولاکھ روپیہ صرف اس کتاب کے لوازم مین خرچ ہوا اُس کا نام فتاوی عالمگیری رکھا گیا اُسنے اور کتابون سے مستغنی کر دیا۔

بادشاہ کے کمالات کسبیہ یہ ہین کہ علوم دینیہ تفسیر و حدیث و فقہ سے واقف تھا اور تصانیف محمد غزالی اور انتخاب مکتوب شیخ شرف یحیی منیری و شیخ زین الدین و قطب محی الدین شیرازی اور اس قبیل کی اور کتابین ہمیشہ زیر مطالعہ رکھتا۔ وہ حافظ قران تھا ابتداء حال مین اسکو کچھ سورتین یاد تھین مگر بادشاہ ہونے کے بعد کل کلام اللہ حفظ کیا تاریخ شروع حفظ سنہ ۱۰۷۰ فلا تنسی اور تاریخ اتمام لوح محفوظ ہی۔ خط نسخ لکھنے مین اسکو کمال قدرت تھی۔ شاہزادگی مین ایک قرآن اپنے ہاتھ سے لکھکر مکہ معظمہ بھجوایا اور ایام شاہی مین دوسرا قرآن شریف لکھکر مدینہ منورہ مین بھجوایا انکی جدول اور لوح اور جلد مین سات ہزار روپیہ خرچ کیا۔ سوا ان دو قرآنون کے پنج سورہ اور سور قرآنی لکھین وہ خط نستعلیق اور شکستہ بھی خوب لکھتا تھا قطعے لکھا کرتا تھا اور بعض رقعات بادشاہزادون اور امراء کو خطوط اور فرمان اور رقعات اپنے ہاتھ سے لکھتا تھا کوئی دن ایسا نہ ہوتا ہوگا کہ وہ خود اپنے ہاتھ سے دو چار سطرین نہ لکھتا ہوگا۔ اسکو فارسی کی انشا پردازی مین ملکہ تھا اور نظم مین بھی مہارت رکھتا تھا۔ فارسی زبان بڑی سلاست و ملاحت سے بولتا تھا ترکی چغتائی خوب جانتا تھا ان ہندوؤن سے جو فارسی نہین جانتے تھے ہندی خوب بولتا تھا۔ شعر کے باب مین یہ آیت الشعراء

ان سب کے قصور معاف کر دیے۔ تمام تاریخ کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسنے کیسی کیسی تقصیر اور ان کے قصور معاف کر دیئے وہ سزا دینے مین نہایت متحمل و متامل تھا۔ حیا و شرم و مردمی اس قدر اسمین تھی کہ کبھی کلمہ رکیک زبان پر نہ لایا۔ کوئی بات کسی کے مُنہ پر ایسی نہین کہتا کہ جس سے دوسرا آدمی شرمندہ ہوتا۔ یا اوسکی ہتک عزت کا باعث ہوتا اور اسکے حال کی تقبیح ہوتی۔ اگر کسیکو زجر و ملامت کے کلمے لکھتا تو اسکے ساتھ لطف آمیز اور عنایت خیز فقرے بھی تحریر کرتا۔ بادشاہ عدل و داد ایسی کشادہ پیشانی و نرم خوئی سے کرتا کہ ہر روز دو تین دفعہ استادہ ہوکر داد طلبون کو بلاتا وہ بے ممانعت بارگاہ معدلت مین جوق جوق آتے اور بادشاہ کی عنایت توجہ کے سبب سے بغیر کسی خوف و ہراس و ہیبت و دہشت کے اپنا عرض مطالب کرتے اور اپنا انصاف پاتے۔ اگر وہ اپنے بیان کو بہت بڑھاتے و رخارجی باتین بہت بناتے اور مبالغہ کرتے تو بادشاہ جھلا بے دماغ ہین یہ جبین نہین ہوتا۔ بارہا بار بار فیتون نے حضور سے عرض کیا کہ ایسی مستغیثون کو جسارت نہین دینی چاہیئے تو فرمایا کہ ایسے کلمات کے سُننے سے اور ایسی امور کی امثال کے واقع ہونے سے ہمارے نفس کو ملکہ تحمل حاصل ہوتا ہے۔

حزم و احتیاط

حزم سے مراد ہماری اس صفت سے ہے جسکے سبب سے آدمی اور آدمیون پر بے جا اعتبار نہین کرتا۔ اورنگزیب نے جو باپ سے سلوک کیا تھا اسکو وہ زندگی بھر مین ایک لمحہ بھی نہین بھولا اسکو حزم و احتیاط کے سبب یہ اندیشہ رہا کہ کہین میری اولاد بھی میرا حال وہی نہ کرے جو مین نے باپ کا کیا اسلئے وہ سارا اختیار اپنے ہاتھ مین رکھتا۔ ہمیشہ اپنے افسرون کو ایک مقام سے دوسرے مقام مین بدلتا رہتا کہ وہ ایک جگہہ اپنی اقامت کے سبب سے اپنا تعلق ایسا نہ پیدا کرلین کہ پھر اسکا توڑنا مشکل پڑے۔ سب سے زیادہ وہ اپنے بیٹون کے حال احوال چال ڈھال سے بڑی اپنی احتیاط کرتا۔ آٹھون پہر خفیہ نویس اور جاسوس انکے پیچھے لگائے رکھتا۔ جب انکو فوج کے ساتھ روانہ کرتا تو انکے ساتھ اتالیق مقرر کرتا ان کے سب کامون کو اپنے قابو مین رکھتا مگر اسکے ساتھ ہی اپنی رقعات نصیحت آمیز اور شفقت انگیز تحائف کے ساتھ بھیجتا۔

یہ جائز رکھا کہ بادشاہ پر نالش ہوا کرے خلائق کی دادرسی اور رعایا و زیردستون کے
حال کی پژوہش کے لئے ہر روز بلا ناغہ دیوان عدالت مین اپنی اوقات کو صرف کرتا۔
میر عدل اور داروغہ عدالت تعین کئے ہین وہ متظلمون اور دادخواہون کو اپنی سامنے لاتین
اور انکے مطالب و مقاصد کو عرض والا مین پہنچاتین اور ایک معتمد کو تعین کیا ہے کہ متصدیان عدالت
جن ضعیفون کے عرض مدعا اور انجاح مطالب مین بسبب اغراض نفسانی کے تاخیر کرین تو مستغیث اس معتمد
کی طرف رجوع کر کے اپنی حقیقت حال کی عرائض اسکو دین تاکہ وہ ان عرائض کو نظر شاہی کے
روبرو لائے۔ بادشاہ ان عرائض کو خلوت مین پڑھتا ہے اور عرائض کے حاشیون پر مستغیثون کے
مطالب کا جواب اپنی ہاتھ سے لکھتا ہے مملکت کا نظم و نسق باوجود اس وسعت کے اور دولت
کی حفظ و حراست باوجود اس عظمت کے ایسے ہین کہ سوائے حدود و سیاسات شرعیہ کے
جنکا اجرا عہدہ دارون کو ناگزیر ہے کوئی اور سیاست نہین کر سکتا۔ کوئی شاہزادہ اور امیر و
امیرزادہ جو کسی ولایت و صوبہ مین منتظم مہام ہے اسکا مقدور نہین ہے کہ وہ بادشاہانہ
بازپرس اور قہر و عتاب کے سبب سے کسی کے قتل کی جرأت کر سکے جو جماعت کہ تعزیرات اور
عقوبات کی مستحق ہوتی ہے حکام و صوبہ دارون کی عرائض سے اور وقائع نگارون کے
نوشتون سے اسکی حقیقت حال پر بادشاہ کو اطلاع ہوتی ہے بادشاہ شریعت کے موافق
خود حکم سیاست صدور کرتا ہے تو مجرم قتل ہوتے ہین بادشاہ کی عدالت کے سامنے وضیع و شریف
و ادنے اعلی بازپرس و مواخذے کے لئے یکسان ہین۔ حدود شرعیہ کے اجرا مین اعیان امرا
و اغنیاء و فقرا و بے نوا آپس مین متمیز نہین ہوتے۔ جب کوئی عمائد شاہی مین سے مراتب خدمت
و مراسم عبودیت مین کسی فعل زشت کا مرتکب ہوتا ہے تو بحکم آئین شاہی قوانین مانند ہی اسکی گوشمالی
واجب ہوتی ہے اسکی جزا تقصیر کے موافق تعزیر ہوتی ہے خدمت سے معزول ہوتا ہے یا رتبہ عزت اعتبار سے لیا جاتا ہے
یا منصب جاگیر سے برطرف کر دیا جاتا ہے اگر چند روز بعد اسکا جرم عفو کے قابل ہوتا ہے تو فضل و کرم بخشایش و نوازش کا مورد ہوتا ہے
کل بندہائے بادشاہی اس طرح تنبیہ و متادب ہوتے ہین اسی طرح بندہائے بادشاہ کے اطوار و اخلاق کی تہذیب ہوتی ہے بادشاہ عفو تقصیر
مین مصرعہ عفو لذتیست کہ در انتقام نیست پر عمل کرتا ہے۔ جو امرا و سردار بادشاہ سے برسر جنگ ہوئے

اور سرداران کو معاملات ملکی کے باب کی تحریرات جو دبیران سلطنت پیش کرتے تھے اکی اصلاح
دیدیتا اور اپنی قلم سے کسی فقرہ کو لکھ دینا کچھ بات ہی اسکے نزدیک نہ تھی۔

استقلال و ثبات

بادشاہ فنون رزم آزمائی و سپہ آرائی و مراتب لشکر کشی و جہان کشائی مین مہارت
رکھتا تھا حسن توکل و ثبات و استقلال ایسا تھا کہ اپنے اعوان و انصار کی قلت اور دشمنون
کی کثرت پر خیال نہ کرتا خدا کی عنایت کے بھروسہ پر اعتماد کرتا خواہ دشمنون کا کیسا ہی
ہجوم ہو وہ میدان رزم و عرصہ کارزار سے منہ پھیرنا نہین جانتا تھا بہت دفعہ
ایسا اتفاق ہوا کہ اسکے لشکر کی جمعیت پراگندہ ہو گئی اور تھوڑے آدمی اُس پاس رہ
گئے اور دشمنون کی افواج جمعیت و شوکت سے ہنگامہ آرائی کارزار ہوئی مگر اس
بادشاہ خصم افگن و دشمن شکن نے استقامت و پائداری ایسی اختیار کی کہ کوہ کی طرح
سیلاب لشکر انبوہ سے اپنی جگہ سے نہ ہلا حسن صبر و ثبات و نیز وجہ ہمت پردلی سے رایت غلبہ و
استیلا کو بلند کیا اور مظفر و منصور ہوا۔ یہ اسکی عادت مین داخل ہی کہ رزم و جنگ مین
جب نماز کا وقت آتا ہے تو وہ اپنی سواری سے اُتر کر طمانیت سے اُسکو پڑھتا ہے بادشاہ
کا لشکر بلخ مین تھا اور عبدالعزیز خان سے مقابلہ آرائے صف کارزار ہوا اور بلخ کی فوج
نے جو مور و مار سے زیادہ تھی لشکر شاہی کو حلقہ مین کر لیا۔ عین ہنگامہ پیکار کی گرمی
مین ظہر کی نماز کا وقت آیا باوجودیکہ بندہائے ظاہر بین نے منع کیا مگر
گھوڑے سے اُترا اور جماعت کا صف آرا ہوا اور فرض و سنت و نوافل کو کمال اطمینان
سے ادا کیا۔ عبدالعزیز خان نے جب یہ خبر شجاعت اثر سنی تو وہ اس استقلال پر ایسا
متحیر ہوا کہ اُسنے جنگ سے ہاتھ اٹھایا اور زبان سے کہا کہ با چنین کسی در افتادن
برافتادن است من استانس باللہ لم یستوحش من غیر اللہ۔ جو شخص خدا سے مانوس ہوا
وہ غیر اللہ سے متوحش نہین ہوتا۔ یہ ایک سعادت خداداد اسمین تھی کہ ناملائم امور کے
وقوع سے اُسکے چہرۂ احوال پر ملال نہ ظاہر ہوتا اور سوانح مسرت بخش اور حصول
مقاصد سے اسکے چہرہ سے فرح و انبساط کے آثار نہین ظاہر ہوتے۔ چنانچہ بارہا بات غلطیہ مین

ملیوں میں شاہزادہ معظم کو قید کیا اور قید سے چھوڑا تو کابل کی صوبہ داری پر اپنے سے بہت دور بھیجا۔ ذوالفقار کی تحریر سے بادشاہ شاہزادہ کام بخش سے آشفتہ خاطر ہوا مگر اُسسے اُسکا دل بہت جلد صاف ہوگیا اپنے لاڈلے بیٹے مرزا اعظم شاہ کا اُسنے اسطرح امتحان کیا کہ اسکو شکار میں ساتھ لے گیا اور اُسکے ساتھ کے آدمیوں کو راہ میں روکتا گیا جب اسکے ساتھ آدمی نہ رہی تو اپنی بھری بندوق اسکی ہاتھ میں دی۔ پھر ایک خیمہ میں لیجاکر ایک عجیب و غریب تلوار اسکو دکھائی جو خاندان میں بطور یادگار چلی آتی تھی۔ ننگی کرکے اسکے جوہر دکھائے آپ خوف و گرمی کا بہانہ کر کے ننگا ہو گیا۔ غرض اس طرح خوب اسکا ... امتحان کر لیا اور اپنا اعتبار اسکے دل میں بٹھا دیا۔ تو اُسکو رخصت کیا۔ مورخ لکھتے ہیں کہ بعد اس معاملہ کے یہ شاہزادہ باپ سے ایسا ڈرتا تھا کہ جب اسکا خط آتا تو اسکا چہرہ زرد ہو جاتا۔

کوئی سرکار و صوبہ نہ تھا جسمیں سوانح نگار جا بجا مقرر نہ ہوں وہ روز نامچہ لکھتے تھے۔ اور یہ روز نامچے بادشاہ کی نظر سے گذرتے تھے۔ وہ جزئیات و کلیات اوضاع و اطوار و طریقہ صوبہ داروں اور حکام و عمال کے ادنے سے اعلے تک بالکل حضور میں بھیجتے تھے اور عدالت کے موافق وہ اپنی حسن عمل کے پاداش اور سوء کردار کے کیفر پاتے ان واقعہ نویسوں کے سوا ایک معتمد خفیہ مقرر تھا۔ یہ سوانح و حقائق ملک دوسرے شخص کی اطلاع بغیر لکھتا۔ اگر واقعہ نگار اپنی کسی غرض کے سبب سے بعض امور کی نگارش میں نفس الامر سے تجاوز کرتا تو معتمد مذکور کے نوشتے سے اصل حقیقت حال کھلجاتی۔ اس طرح کسی اہلکار کی بدوضعی اور بدکرداری چھپ نہیں سکتی تھی۔ شاید کوئی خیال کرے کہ بادشاہ کو ایسی جزئیات کی طرف متوجہ ہونا اسکو کلیات پر نظر کرنے سے محروم کرتا ہوگا۔ مگر اس بادشاہ کا یہ جوہر ہمیشہ زمانہ کو تعجب و حیرت دلائیگا کہ اسکی نظر جیسی جزئیات پر تھی ایسی ہی اعاظم امور ملکی اور کلیات مہمات پر توجہ تھی وہ جزئیات کی تہ پر ایسا جھٹ پٹ پہنچ جاتا تھا کہ اسکو کچھ توجہ ہی کرنی نہیں پڑتی تھی۔ ہر سرکار اور صوبہ میں سوانح نگار جو واقعات لکھ بھیجتے تھے انپر بے تکلف ہدایتیں لکھتا چلا جاتا تھا۔ امرا و وزرا بادشاہ

واقعات کی جزئیات پر نظر۔

مشکلات کی بھیبٹ ہوتے جنکے سبب سے فوج لنگڑی ہوجاتی۔ جیمون کے اندر کوچ اور مقامون
مین گرمی کی شدت سے نہایت تکلیف ہوتی تھی۔ گرمی کا موسم پانی کی کمیابی۔ پیاس کی شدت
پانی کی قلت سمجھ لو کہ کیا مصیبت دکھاتی ہوگی ان سب آفتون پر ایک اور آفت وبا کی تھی۔
بعض اوقات وہ لشکر مین پھیل کر بادشاہی سپاہ پر ایسی دست اندازی وسفاکی کرتی تھی
کہ دشمنون کا مقدور نہ تھا کہ وہ کرتے وہ ہزارون کی جان کا کھلیان کرتی اور دشمنون کا بال
بیکا نہ کرتی۔ مگر واہ عالمگیر تیری اس استقلال پر قربان جائیے کہ آب و ہوا قحط و وبا
سب نے تجھ پر وار کیے مگر تیری ہمت و استقلال نے سب کو ٹال دیا کوئی محنت تجھ کو
درماندہ کوئی مصیبت تجھکو افسردہ نہ کرسکی۔ ترس و بیم و خوف و ہراس تیرے آس پاس ہو کر
نہ گذری۔ ان مصائب کے اوقات مین کوئی کارخانہ ایسا نہ تھا کہ جسپر اسکی توجہ نہ تھی۔ کوئی
حصہ سپاہ کا اسکے حکم بغیر قدم نہین اٹھا سکتا تھا۔ جسوقت کسی فوج کے کوچ کا حکم دیتا
تو ضرور اسکی منزلین اور سفر کی ہدایتین بھی خود لکھکر یا لکھوا کر بھیجتا۔ اپنے افسرون سے
قلعون کے نقشے منگاتا اور انکے وہ مقامات بتلاتا جہان وہ حملہ کرکے فتح پاتے۔ دکن
مین بیٹھا تھا۔ مگر اتر پچھم پورب کی خبر رکھتا تھا وہان کے حاکمون کے نام خطوط لکھتا اور
فرمان جاری کرتا۔ پٹھانون کو ناہموار ملکون مین سڑکون کے بنانے کے نقشے بتلاتا۔
ملتان اور آگرہ کے فسادون کے مٹانے کی اور قندھار دوبارہ تسخیر کرنے کی تدابیر سوچ
سوچ کر بتلاتا۔

تقسیم اوقات

بادشاہ صبح صادق سے پہلے اٹھتا ہی اور وضو کرکے مسجد غسلخانہ مین جاتا ہے اور
وقت نماز کا انتظار کرتا ہے جب اسکا وقت آتا ہی تو نماز پڑھتا ہی۔ نماز کے بعد کلام
مجید کی تلاوت کرتا ہے اور ادعیہ ماثورہ و اوراد و وظائف معہودہ جو اسکے پیرون
نے بتائے ہین پڑھتا ہے پھر وہ اپنی خلوت گاہ مین جو ایک نشیمن خاص ہے آتا ہی۔ اور
اپنے مقربون کو بلاتا ہے اور سریر معدلت و دادخواہی پر بیٹھتا ہی۔ عدالت کے منتظم داروغہ
دادخواہون کو لاتے ہین خواہ وہ اہل دار الخلافہ و مردم حضور ہون یا دور دست بلاد کی

جب اسکو فتوح ہوتین اور امرا اسکو مبارکباد دینے آتے تو وہ اسپر کچھ توجہ نہین کرتا اور
اور شگفتگی جو اس قسم کی فتوحات سے چہرہ پر ظاہر ہونی چاہیئے وہ نہ ظاہر ہوتی۔ حاصل یہ
اوقات شدت رجا و رنج و راحت و اندوہ و شادی مین اسکا حال ایک و تیرہ پر ہوتا
امور مرغوبہ کی وقوع پر منعم حقیقی کا شکر و سپاس بجا لاتا۔ اور مکروہات پر صبر و سکون و ثبات
نفس فرماتا۔ بشاشت و انبساط مین اسکا خندہ حد تبسم سے نہین گذرتا اور قہر و شورش جبلی
کے وقت سوائے چین بجبین ہونے کے زیادہ عتاب نہ کرتا۔

اسکی تاریخ کو اول سے آخر تک پڑھیے تو معلوم نہین ہوتا کہ خدا نے اسکو کیا استقلال دیا تھا
کہ کبھی اپنی جگہ سے نہ ہلا اور ارادہ سے نہ ٹلا۔ چودہ برس کی عمر مین جب ہاتھی نے اپنی سونڈ
سے اسپر کمند ڈالی تو اسنے اپنے گھوڑے کو ایسا پیل بند ڈالا کہ فیل کو مات کیا جب شاہجہان نے
کہا کہ بیٹا ایسی جگہ اڑا نہین کرتے ہٹ جاتے ہین تو اس وقت بیٹے نے ہاتھ جوڑکر عرض کیا کہ
غلام کو خدا نے ہٹنے کے لئے نہین پیدا کیا۔

اکیاسی برس کی عمر مین اسکی ہمت و استقلال کو دیکھیے کہ قلعون کے فتح کرنے کا اور دشمنون کے شکار
کرنے کا شوق ان پہاڑون مین پیدا ہوا جنکی راہین کاٹنا پہاڑ کاٹنے سے زیادہ مشکل۔ پھر
انہین خیمون کے اندر گرمی اور برسات کے دنون کا کاٹنا۔ کبھی فقط آسمان ہی کے شامیانے
کے نیچے رات بسر کرنا اور اپنے شاہانہ مکانون اور آرامگاہون کا چھوڑنا اور پھر دشمنون
سے سینہ بسینہ لڑنا۔ جا بجا چلنا اور ہر روز فوج کشی کرنا اس صاحب کمال بادشاہ کا کام تھا
ان کوچون اور مہمون مین جو اس پیرانہ سالی مین اسنے بے تکان و بے تکلف اٹھائین وہ اچھے
جوان اور طاقتور سپاہیون سے نہین اٹھ سکتین جن برساتون مین وہ ان گرم ملکون مین رہا
انہین طوفانون نے کیا کیا تکلیفین اسکو پہنچائین جب وہ برسات مین کوچ کرتا تو دشوار گذار ندیون
اور غرقابی وادیون اور دلدلی ریتون اور تنگ تاریک ہار پیداہون مین گذرنے سے
کیا دشواریان پیش آتین ایسے مقامون مین اقامت کرنی پڑتی کہ جہان کھانے پینے کو
مشکل سے میسر ہوتا تھا اکثر حادثات ایسے واقع ہوئے کہ باربرداری کے سارے جانور

اور امیران درگاہ کے وسیلہ سے صوبہ دارون کی اور ہر صوبہ و سرکار کے متصدیون کی
عرائض اور انکی پیش کشین محل عرض مین آتی ہین - خدمت عرض مکرر کا متصدی احکام
شاہی جو درباب منصب و جاگیر و مراتب مہمات اور اقسام معاملات مین صدور ہوتے
ہین مکرر عرض کرتا ہی اور ہر روز آختہ بیگی کچھ گھوڑے و ہاتھیون کا داروغہ کچھ ہاتھی
آراستہ کرکے روبرو کرتا ہے اگر کوئی گھوڑا یا ہاتھی زبون اور لاغر ہوتا ہے تو اُسکے
متکفل معرض عتاب و باز خواست مین آتے ہین اسپان داغی اور تابینیون و منصبدارون
کو داروغہ داغ و تصحیحہ دکھاتا ہے اگر کوئی گھوڑا اور سوار نظر مین زبون معلوم ہوتا ہی
تو اسکو رد کرتا ہے تابین یا انکی معرض عتاب مین آتا ہے اس ایوان مین غرض کلیات
امور و عظائم مطالب جمہور کا انتظام ہوتا ہے چار یا پنچ گھڑی اس کام مین پادشاہ
مشغول رہتا ہے دوپہر سے پہلے پادشاہ اس ایوان سے اُٹھکر خاص غسلخانہ مین
جاتا ہی یہان دوپہر تک رہتا ہے اکثر اعیان دولت و ارکان سلطنت و متصدیان
مہمات اور اہل خدمات اور ایک گروہ گزیدہ بردارون کا اور اہل خاص چوکی اور ایک
جماعت چیلون اور قورچیون کی اور ان آدمیون کی جنکا ہونا ضروری ہی بشرف بار
پاتے ہین اور دیوانیان عظام اور بخشیان ممالک انتظام و متصدیان مہام تمامت
کارخانہ جات کے داروغے اور اور ارباب خدمات جنکو عرض کی اجازت ہوتی
ہی مطالب و مہمات کلی و جزوی نوبت بنوبت معروض کرتے ہین اور انکے جواب پادشاہ
ارشاد کرتا ہے صدر الصدور اہل استحقاق و نیازمندون کو جوق جوق پادشاہ کی
نظر کے سامنے لاتا ہے اور انکے احوال کو عرض کرتا ہی اور یہ گروہ اپنے نصیبہ کے موافق
تعین وظائف اور عطای اراضی مدد معاش اور انعام نقود سے کامیاب ہوتے اور صوبہ داران
اور حکام اطراف کی عرائض اس محفل بار یافتگان قرب کی وساطت سے پادشاہ کی
نظر سے گذرتین بعضکو پادشاہ خود پڑھتا اور بعض کو اورون سے سنتا جو شاہی
احکام ہوتے انکو دستور منشیون کو لکھنے کے لئے کہتا ان کے مسودے پادشاہ کی

وصوبون کے ستم رسیدہ ہون اور وہ اپنے وطنون اور مسکنون سے پادشاہ کے پاس عدالت
کے لئے آئے ہون۔ غرض انکا استغاثہ وہ خود سنتا ہے۔ قضایا ء شرعیہ موافق شریعت کے
فیصل کرتا ہے اور مراتب عرفیہ کی تنقیح وتشخیص موافق قوانین سلطنت کرتا ہے جنکا استغاثہ
مسکینی وفقیری کا ہوتا ہے انکو خزانہ سے روپیہ دیا جاتا ہے بعد اسکے اکثر اوقات
پادشاہ اپنے شبستان مین اور بعض اوقات منظر جھروکہ مین بیٹھتا ہے۔ جھروکہ درشن کے
نیچے کے میدان مین ایک خلقت انبوہ ہر صنف وگروہ کی جمع ہوتی ہے۔ بے مانع ومزاحم
پادشاہ کو دیکھتی ہے (اس درشن کو پادشاہ نے موقوف کر دیا) اسی میدان مین پادشاہ
لشکر کو دیکھتا ہے۔ جمعہ کو وہ جامع مسجد مین جاتا ہے تو قلعہ کے نیچے میدان مین بعض امرا
اپنے تابینیون کا ملاحظہ کراتے ہین اور سرکار خاصہ کے فیلخانہ کے متصدی مست ہاتھیون
کو جنکا دیوان خاص وعام مین لانا دشوار ہے پادشاہ کو جھروکہ کے نیچے دکھاتے ہین اور کبھی
بعض ہاتھیون کو گھوڑون کے پیچھے دوڑاتے ہین تاکہ میدان جنگ مین گھوڑون اور سوارون
پر دوڑنے کی مشق ہو۔ کبھی پادشاہ ہاتھیون کی کشتی بھی دیکھتا ہے۔ غرض اس جلوہ گاہ
مین دو گھڑی اور کبھی اس سے بھی کم بیٹھتا ہے اور یہان سے اٹھکر ایوان چہل ستون خاص و
عام کے جھروکہ مین بیٹھتا ہے اور اس مین امور عظیم ملکی وکلیات جہات مالی مین مشغول ہوتا
ہے اور بخشیان عظام کی وساطت سے امرا و منصبدارون کے لئے مراتب معاملات
اور مہام عرض کئے جاتے ہین اور ایک جماعت تفویض خدمات اضافہ مناصب عطایا اور
مراتب سے کامیاب ہوتی ہے یا بعض آدمی انکی بندگی سے تازہ سربلندی پاتے ہین اور رسم
تسلیم کی تقدیم کرتے ہین ایک گروہ صوبون اور بیرونی خدمتون پر تعین ہوتا ہے خلعت لیتے
ہین اور رخصت ہوتے ہین اور دولت خدمت اور اضافہ منصب کے امیدوار روبرو ہوتے
ہین اور اپنی شائستگی کے موافق اپنے مطالب پر فائز ہوتے ہین گروہ برقنداز جو عبارت
سوار تفنگچیون سے ہے خواہ منصب دار خواہ احدی اور فرقہ احدیان تیر انداز بوساطت میر توزک
وبخشی احدیون کے موقف عرض مین پہنچتے ہین اور پادشاہ انکو دیکھتا ہے اور مقربان درگاہ

تو پھر غسلخانہ کی مسجد میں آکر تا بعض مہمات ملک و دولت عرض ہوتین اور صبح کے وقت کی
طرح یہان امرا کورنش بجا لاتے امرا ور منصبدار جنکی چوکی ہوتی حاضر ہوتے۔ دستور کے
بموافق انکو رخصت دئیے جاتے۔ جب شام کے وقت موذن اذان دیتا تو بادشاہ سب کام
کو چھوڑکر اذان سنتا اور مسجد میں جاکر نماز پڑھتا اور دو گھڑی تک وظائف و اوراد میں
گذارتا پھر نشیمن غسلخانہ میں آتا اور امور ملک و مال میں مشغول ہوتا۔ اس وقت وزیر اعظم مہمات
کلیہ و جزئیہ دیوانی کو عرض کرتا۔ جواب احکام سنتا۔ جب چار گھڑی رات جاتی اور
عشا کی اذان ہوتی تو بادشاہ مسجد میں جاکر جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا اور غسلخانہ سے
اکثر آدمیون کو رخصت کر دیتا۔ آرامگاہ خاص میں جاتا۔ روز چہارشنبہ کو دیوان خاص و عام
میں اول روز کے دیوان پر اکتفا کرتا اور غسلخانہ کے دیوان آخر روز کو موقوف کرتا۔ اس دن
بادشاہ اس وقت کو عبادت میں بسر کرتا اور وظائف پڑھتا۔ رات دن میں بادشاہ
ایک پہر سے زیادہ نہ سوتا تھا۔ رات کو یاد الٰہی میں بسر کرتا تھا۔

تصنیفات اورنگ زیب اور اسکے عہد کی تصنیفات

اورنگ زیب کے رقعات بھی ایک فقرہ دانش ہی۔ اسکے رقعون میں احادیث و آیات
قرآنی و اشعار اساتذہ قابل تحریر ہیں۔ اسکے مختلف نسخے قلمی اور مطبوعہ درس میں جاری
ہیں۔ اسکے رقعون کے تین مجموعے موجود ہیں انکے نام یہ ہیں کلمات طیبات جسکو اسکے میرمنشی
عنایت اللہ خان نے مرتب کیا۔ دوم رقائم کرائم جسکو دوسرے میرمنشی نے
ترتیب دی ہی۔ تیسرے دستور العمل آگاہی جو اسکے مرنے سے ۱۳ برس بعد مرتب ہوا
پہلے دو مجموعہ اسکے خود ہاتھ کے لکھے ہوئے مسودے تھے جو اسنے میر منشیون کو نقل
کے لئے دئیے تھے۔ تیسرا مجموعہ بھی اس قسم کا تھا اسمین نہ ترتیب اور تاریخ کا پتا نہ تھا۔
اور اختصار کے باعث اور ان مضمونون کی ناآشنائی کی وجہ سے جنپر اشارے و کنایے
کئے گئے تھے وہ مبہم ہو رہے ہیں۔ آداب عالمگیری میں قابل خان نے بہت سے مکتوبات اورنگ زیب
کے جمع کئے ہیں اور ایسی ہی مکتوبات عالمگیری کا حال ہی اسکے زمانہ کی عمدہ تصنیفات
یادگار روزگار فتاوی عالمگیری ہی جسکا بیان اوپر کیا گیا۔

نظر سے گذرتے وہ انکو اصلاح دیتا۔ جب منشا شیر جلیل القدر لکھی جاتی تو دستور اعظم انکو
نظر سے پہلے گذرانتا بعض فرمانون پر وہ اپنے ہاتھ سے کچھ سطرین لکھ دیتا۔ پھر صوبہ
سرکار کے جو سوانح نگار اطراف کے نوشتے بھیجتے پادشاہ انکو سنتا۔ بعض اوقات
جانوران شکاری باز و جرہ و شاہین و چرغ و بحری و یوزہ وغیرہ خوش بیگی و
قراول بیگی ملاحظہ کراتے بعض اوقات اصطبل سرکاری کے متصدی بعض بیری چہرہ
گھوڑون کو آراستہ کر کے ملاحظہ کراتے اور انکو صحن غسلخانہ مین جابجا سوار پھراتے
اسی مجلس مین داروغہ عدالت مستغیثون اور دادخواہون کو حاضر کرتا اور عرض احوال
و مطالب گذارش کرتا۔ پادشاہ انکی داد دہی کرتا۔ ایام ہفتہ مین سے چہارشنبہ کو
خاص عدالت کے لئے مقرر کیا تھا جسمین وہ دیوان خاص و عام مین نہین بیٹھتا۔ تمام
متصدیان عدالت و قاضی عساکر و مفتی و فضلاء و علماء و ارباب عمائم و شحنگان شہر
محفل مین غسلخانہ مین حاضر ہوتے اور پادشاہ تمام وقت عدل پروری داد گستری مین
مصروف ہوتا۔ جن آدمیون کے یہان ضرورت نہ ہوتی وہ بار نہ پاتے دوپہر تک
پادشاہ ان شغلون مین مصروف رہتا پھر یہان سے اٹھکر محل مین جاتا۔ اور وہان
قلیل کھانا کھاتا اور قیلولہ کرتا۔ ظہر کی نماز سے پہلے اٹھتا اور مسجد مین جاتا۔ دو
نفل پڑھتا اور جانماز پر بعد اسکے بیٹھا رہتا۔ تسبیح پڑھتا رہتا۔ جب نماز کا وقت آتا
تو جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا۔ پھر خلوت خانہ خاص مین جاتا اور عصر کے وقت
تک وہین رہتا۔ قرآن شریف کی تلاوت و کتابت کرتا اور مسائل دینی و مطالعہ
کتب اور عارفون کے رسالون کو پڑھتا۔ کبھی کبھی بڑے پیرون کو مصالح و مہمات
ضروریہ کیلئے بلا لیتا اور بعض دادخواہون کی اور مظلومون کی التماس کو سن
لیتا۔ انکا جواب دیدیتا۔ کبھی کبھی پادشاہ کے حرم سرا مین بیگمین آجاتین۔
اور مستورات محنت زدہ و بیوون و یتیمون کا حال عرض کرتین۔ ہر ایک اپنے
حال کے موافق عطاء شاہی سے کامیاب ہوتا جب عصر کی نماز کا وقت آتا

معاف کئے۔ مگر دار الخلافہ مین اور اسکے گرد انکی تعمیل ہوئی اور باقی اور مقامون مین ان کے
سبب سے زیادہ ظلم وستم ہونے لگا وہ ایسا متعصب شیعہ ہے کہ ایک جگہ لکھتا ہی کہ ایران
کے صفوی خاندان کے بادشاہ جو دائم الخمر رہتے تھے انہوں نے بھی دشمنوں سے وہ سلوک
نہین کیا جو اس بادشاہ دیندار اورنگ زیب نے اپنے بھائیون اور بیٹون کے ساتھ سلوک
کیا۔ وہ طعن و تشنیع و تبرا کرنے مین ایسا کمال رکھتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ فرانسیسی زبان
پڑھا ہوا ہی جسمین ایسے مضامین بڑی لطافت و ظرافت سے ادا کیے جاتے ہین یہ فرانسیسی ظرافت
اوسنے اپنی فارسی زبان مین خرچ کی ہے۔

مملکت جسپر بادشاہ بلا واسطہ سلطنت کرتا تھا اسکی شمالی سرحد اوزبکون کی
سلطنت تک یعنی خیوا و بخارا کے خانات تک تھی۔ جنوب مین اسکی سرحد وہی تھی جو
اب برٹش گورنمنٹ کے احاطہ بمبئی اور مدراس کی ہے۔ مشرق مین پوری تک جو اڑیسہ مین
ہی اور مغرب مین سومنات تک جو گجرات مین ہی۔

اس زمانہ مین انگریزی تاریخون مین اور اخبارون مین بڑی بحثین اس بات پر ہوتی ہین کہ
رعایا سے محصولات برٹش گورنمنٹ مین زیادہ کیے جاتے ہین یا سلطنت اسلامیہ مین لیے
جاتے تھے اس مین انگریزی محققین تمام حسابون کو لگا کے یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ سلطنت اسلامیہ
مین رعایا کی گردن پر محصولات کا زیادہ بار تھا۔ برٹش گورنمنٹ سے محصول کم لینے والی
سلطنت ہندوستان مین اب تک نہین ہوئی اسکے مخالفت مین یہ کہا جاتا ہے کہ سلطنت
اسلامیہ جو رعایا سے محصول لیتی تھی کنوئے سے پانی نکال کر کھیت اور باغ مین دیتی تھی
نہ کسی دوسرے ملک کو لیجاتی تھی نہ اپنے خزانون مین جوڑ کر رکھتی تھی۔ غرض یہ ایک بحث
ایسی طول طویل ہی جسکے موافق اور مخالف دلائل سے ہزارون صفحون کے منہ کالے ہوئے ہین
میرے نزدیک مغربی اور مشرقی سلطنتون کی آمدنی اور خرچون کے طور و طریقے سے جدا جدا
ہین کہ انکا حساب لگا کے مقابلہ کرنا اور اسکا نتیجہ نکالنا محقق کی میلان طبع پر موقوف ہی۔
جو انگریز یہ نتیجہ نکالتے ہین اسکے برعکس ہندوستانی اسی تحقیق مین اب سلطنت اسلامیہ کے

پہلے دستور یہ تھا کہ مورخ بادشاہون کی تاریخین ور روزنامچے لکھا کرتے تھے - چنانچہ اس
بادشاہ کے عہد مین بھی منشی محمد کاظم بن محمد امین نے عالمگیرنامہ لکھا جسمین دس سال کی سلطنت
کا سال بسال بتفصیل لکھا ہے اور یہی معتبر تاریخ سلطنت دہ سالہ کی ہے - مگر بادشاہ نے اس کے
بعد اپنے زمانہ کی لکھنے کی سخت ممانعت کردی کہ کوئی شخص نہ لکھے اب اسکا سبب مآثر عالمگیری
مین تو یہ لکھا ہے کہ بادشاہ بنا بر باطن کی تاسیس کو آثار ظاہر کے اظہار پر مقدم جانتا تھا -
اسلئے اُسنے اپنی عہد سلطنت کی تاریخ نویسی کی ممانعت کردی - کوئی سبب اسکا یہ بیان کرتا ہے
کہ عالمگیر ایک معجون مرکب شجاعت و فطنت و عناد و عصبیت کا تھا - شجاعت اور فطنت
کے سبب سے تو اسسے وہ کام صادر ہوتے تھے جو بادشاہان عالی مقدار کو شایان ہین
مگر عناد اور عصبیت کی وجہ سے وہ افعال ظہور مین آتے تھے جو عظیم الشان بادشاہون کو
زیبا نہین ہین اسلئے اُسنے عقلمندی سے تاریخ لکھنی بند کردی کہ اسکے یہ کام زمانہ کے
یادگار نہ رہین مگر باوجود اس ممانعت کے اسکی سلطنت کے حالات مین پندرہ تاریخین
لکھی گئین جنمین سے ایک خافی خان کی تاریخ ہے جو اہل یورپ کے ہاتھ مین اورنگ زیب کی
بدکاریان بیان کرنے کے لئے دستاویز ہے -

ہمیشہ سے سنی و شیعون کے درمیان معاندت و مخالفت چلی آتی ہے جسکے سبب سے وہ ایک دوسرے
کی نیکیون کو نہین دیکھ سکتے - یا انکو وہ نیکیان دکھائی نہین دیتین - غرض دونو فریق ایک
دوسرے کے حالات کو معاندت کی نظر سے دیکھتے ہین - نیکیون کے بیان کرنے مین کند زبان
ہین اور بدیان کھود کھود کر نکالتے ہین - ان دونو فریق کے طرز و تحریر مین یہ فرق ہے کہ
اہل سنت کی تحریر مین تقیہ نہین ہوگا اور شیعون کی تحریر مین تقیہ ہوگا - خافی خان شیعہ ہے
اسکی تحریر عجب تقیہ آمیز ہے اسکی تاریخ کوئی بغور پڑھے تو کسی مغلیہ بادشاہ کی نسبت
نیک خیالات پیدا نہ ہون وہ انکے نیک کامون کی تعریف کرکے ایک بات ایسی لکھدیگا
جسسے وہ نیکیان خاک مین ملجاتی ہین اگر کسی بادشاہ نے کوئی اچھا قانون جاری کیا
تو اسکو لکھ کر تعریف کریگا مگر یہ لکھے گا کہ وہ عمل مین نہین آیا - اورنگزیب نے بہت سے محصول

ان دو آخر ستونوں کی تفصیل صوبہ وار یہ ہے۔

نمبر	نام صوبہ	آمدنی روپیہ	نمبر	نام صوبہ	آمدنی روپیہ
ملک کی جمع (یعنی زمین کی پیداوار سے آمدنی جو بادشاہ کو دی جاتی) سنہ ۱۶۹۷ء			زمین کی جمع سنہ ۱۷۰۷ء		
۱	دہلی	۱۲۵۵۰۰۰۰	۱	دہلی	۳۰۵۴۸۷۵۳
۲	اگرہ	۲۲۲۰۳۵۵۰	۲	آگرہ	۲۸۶۶۹۰۰۳
۳	لاہور	۲۳۳۰۵۰۰۰	۳	اجمیر	۱۶۳۰۸۶۳۴
۴	اجمیر	۲۱۹۰۰۰۰۰	۴	الہ آباد	۱۱۴۱۳۵۸۱
۵	گجرات	۲۳۳۹۵۰۰۰	۵	پنجاب	۲۰۶۵۳۳۰۲
۶	مالوہ	۹۹۰۶۲۵۰۵	۶	اودھ	۸۰۵۸۱۹۵
۷	بہار	۱۲۱۵۰۰۰۰	۷	ملتان	۵۳۶۱۰۷۳
۸	ملتان	۵۰۲۵۰۰۰	۸	گجرات	۱۵۱۹۶۲۲۸
۹	ٹھٹھہ (سندھ)	۶۰۰۲۰۰۰	۹	بہار	۱۰۱۷۹۰۲۵
۱۰	بکر	۲۴۰۰۰۰۰	۱۰	سندھ	۲۲۹۵۴۲۰
۱۱	اڑیسہ	۵۷۰۷۵۰۰	۱۱	دولت آباد	۲۵۸۷۳۶۲۷
۱۲	الہ آباد	۷۷۳۸۰۰۰	۱۲	مالوہ	۱۰۰۰۹۷۵۴
۱۳	دکن	۱۶۲۰۴۷۵۰	۱۳	برار	۱۵۳۵۰۶۰۲۵
۱۴	برار	۱۵۸۰۷۵۰۰	۱۴	خاندیس	۱۱۲۱۵۷۵۰
۱۵	خاندیس	۱۱۱۰۵۰۰۰	۱۵	بیدر	۹۳۲۴۳۵۹
۱۶	بگلانہ	۶۸۸۵۰۰۰	۱۶	بنگال	۱۳۱۱۵۹۰۶
۱۷	ننذی (ناندیر)	۷۲۰۰۰۰۰	۱۷	اڑیسہ	۳۵۷۰۵۰۰
۱۸	بنگال	۴۰۰۰۰۰۰۰	۱۸	حیدرآباد	۲۷۸۳۴۰۰

محاصل سلطنت کے حساب مین دو دقتین پیش آتی ہین۔ اول سکون کی قیمت کی تشخیص مین
دوم محاصل کی تفصیل مین کہ کس قدر یہ محاصل زمین کی جمع سے لیا جاتا تھا اور کتنا
ابواب سے وہ بالاجمال تو ہندوستانی اور انگریزی تواریخ مین تحریر ہین اور باتفصیل دونون کی
تحقیق و تشخیص کی گئی۔ سنہ ۱۵۹۴ سے سنہ ۱۷۰۷ تک روپیہ کی قیمت انگریزی سکون مین بحساب اوسط
۲ شلنگ ور ۳ پنس تحقیق ہوئی ہی جو ہندوستان کے ایک روپیہ ۲ ار کی برابر ہے۔ جو
روپیہ بہت گھس گھسا گیا ہو اسکی قیمت ایک روپیہ اور جو پورا وزن مین نیا روپیہ ہو وہ
ایک روپیہ ۳ر کا۔ اس مین کچھ اختلاف نہین ہی کہ پہلے حساب دام مین ہوتا تھا اور وہ روپیہ کا
ایک چالیسوان حصہ یعنی ۴۰ دام کا ایک روپیہ ہوتا تھا غرض اس حساب سے تحصیل
مالگزاری کی تفصیل یہ ہی اس روپیہ کی قیمت وہ سمجھنی چاہیئے جو اوپر بیان ہو چکی

نام پادشاہ	سنہ	روپیہ	سند
اکبر	سنہ ۱۵۹۴	۱۸۶۴۰۰۰۰۰	ابو الفضل
〃	سنہ ۱۶۰۵	۱۹۶۳۰۰۰۰۰	دی لائیٹ
جہانگیر	سنہ ۱۶۲۷	۱۹۶۸۰۰۰۰۰	پادشاہ نامہ
شاہجہان	سنہ ۱۶۲۸	۱۸۷۵۰۰۰۰۰	محمد شریف
〃	سنہ ۱۶۴۸	۲۲۵۰۰۰۰۰۰	پادشاہ نامہ
〃	سنہ ۱۶۵۵	۳۰۰۸۰۰۰۰۰	سرکاری نقشہ
اورنگزیب	سنہ ۱۶۶۰	۲۵۴۱۰۰۰۰۰	برنیر
〃	سنہ ۱۶۶۶	۲۶۷۰۰۰۰۰۰	تھیونوٹ
〃	سنہ ۱۶۶۷	۳۰۸۵۰۰۰۰۰	بختاور خان
〃	〃	۴۰۱۰۰۰۰۰۰	نقشہ جات سرکاری
〃	سنہ ۱۶۹۷	۴۳۵۵۰۰۰۰۰	منکی
〃	سنہ ۱۷۰۷	۳۳۹۵۰۰۰۰۰	رومیوسیو

مرآۃ عالم میں بختاور خان یا محمد بقا نے لکھا ہے کہ جمع ۹۲۴۱۷۱۶۰۸۲ دام تھی جس میں
۱۵۱۳۸۹۶۲۷۱۷ دام خالصہ کے تھے یعنی خزانہ شاہی میں داخل ہوتے تھے اور باقی
۱۳۱۷۴۳۷۱۳۵۷ دام جاگیرداروں اور منصبداروں وغیرہ کو دیئے جاتے تھے۔
زمین کے محصول کی آمدنی کا حساب تو آسان ہی مگر سائر ابواب محصول کا حساب کرنا نہایت
دشوار ہے اسلئے کہ یہ ابواب ہمیشہ بدلتے رہتے تھے۔ ۸۰ طرح کے جو محصول اکبر نے معاف
کر دیئے تھے جنکی تفصیل آئین اکبری میں لکھی ہے اور پھر اورنگ زیب نے بہت سے محصول معاف
کئے نئے مقرر کئے۔ جزیہ پانچ فیصدی ہندوؤں پر اور زکاۃ ڈھائی فیصدی مسلمانوں
پر مقرر کی جس سے آمدنی بہت بڑھ گئی ہوگی سنہ ۱۶۸۵ء میں ۲۶ ہزار روپیہ جزیہ کا صرف شہر
برہان پور سے وصول ہوا مگر یہ امر نہایت مشتبہ ہی کہ یہ جزیہ اور زکاۃ وصول بھی کی گئی
امیر بڑی بڑی نذریں دیتے تھے اور بیش بہا خلعت پاتے تھے اسکا حساب بھی کچھ نہیں
ہو سکتا کہ بادشاہ کو ان نذروں کے لینے اور خلعت دینے میں کچھ بچتا تھا یا خرچ ہوتا
تھا۔ کل آمدنی کی تفصیل ہندوستانی تاریخوں میں نہیں ہی۔ مگر فرنگیوں نے قیاس سے
انا پسناپ بیان کیا ہے۔ ولیم ہاکنس جو سنہ ۱۶۰۹ء سے سنہ ۱۶۱۰ء تک ہندوستان میں رہا لکھتا ہے کہ
بادشاہ کی آمدنی پچاس کروڑ روپیہ سالانہ تھی کپتان ہمیلٹن بیان کرتا ہے کہ سنہ ۱۶۹۱ء بادشاہ کی
آمدنی فقط زمین کی پیداوار سے ساڑھے تینتالیس کروڑ روپیہ کی تھی اور اسکے علاوہ اور
آمدنیاں محصولوں کی تھیں۔ بندر سورت کے محصول کی آمدنی تیس لاکھ روپیہ اور ٹکسال
وغیرہ کی آمدنی گیارہ لاکھ روپیہ کی تھی۔ ڈاکٹر جیمیلی کیری جسنے اورنگ زیب سے سنہ ۱۶۹۵ء
میں ملاقات کی وہ بیان کرتا ہے کہ بادشاہ کو اپنی موروثی ملک کی آمدنی اسی کروڑ
روپیہ کی ہی اس حساب سے سائر ابواب کی آمدنی زمین کی جمع سے بھی زیادہ تھی
ان بادشاہوں کی آمدنیاں ساری ایک ہاتھ میں آتی تھیں اور دوسرے ہاتھ میں خرچ
ہو جاتی تھیں۔ لاکھوں سپاہی تھے انکے افسروں اور منصبداروں اور جاگیرداروں
اور صدہا طرح کے ملازموں میں یہ آمدنیاں خرچ ہوتیں۔ اگر امیروں کی تنخواہوں کا

نام صوبہ	آمدنی روپیہ	نام صوبہ	آمدنی روپیہ
۱۹ اجین	۲۰۰۰۰۰۰۰	۱۹ بیجاپور	۲۶۹۵۷۶۲۵
۲۰ راج محال	۱۰۰۵۰۰۰۰	میزان کل	[illegible]۲۰۰۲۳۱۴۷
۲۱ بیجاپور	۵۰۰۰۰۰۰۰	۲۰ کاشمیر	۵۷۴۷۷۳۴
۲۲ گولکنڈہ	۵۰۰۰۰۰۰۰	۲۱ کابل	۴۰۲۵۹۸۳
میزان کل	۳۷۹۵۳۴۵۵۲	میزان کل	۳۰۰۱۷۹۶۸۷۴
۲۳ کاشمیر	۳۵۰۵۰۰۰		
۲۴ کابل	۳۲۰۷۲۵۰		
میزان کل	۳۸۶۲۴۶۸۰۲		

ان رقموں سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطنت کی آمدنی کی ترقی تھی ۱۶۵۵ء میں افزایش جمع کی وجہ ممالک دکن کی آمدنی تھی اور ۱۶۶۰ء اور ۱۷۰۰ء میں آمدنی محاصل زمین کی کمی کی وجہ وہ فسادات ہیں جو ۱۶۵۸ء میں اورنگ زیب کی تخت نشینی کی بابت ہوئی اور بعد اسکے قحط ہوا اور دکن کی لڑائیوں کے نقصان ہیں جو اورنگ زیب کی موت سے پہلے ۱۷۰۰ء میں ہو گئے۔

سلاطین مغلیہ کی آمدنی زمین کے نقشوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں بالاستقلال افزایش ہوتی رہی۔ اکبر کے آخر عہد میں اونیس کروڑ کی آمدنی تھی اور اورنگ کے عہد میں وہ چالیس کروڑ روپیہ کے قریب پہنچ گئی اس میں شبہ نہیں ہے کہ یہ آمدنی محاصل زمین کی پیداوار سے تھی اور اس آمدنی میں وہ خراج ہی داخل ہے جو سلاطین مغلیہ ۱۶۰۰ء میں اونیس کروڑ اور ۱۷۰۰ء میں ۳۴ کروڑ کے قریب صرف زمین کا محصول لیتے تھے۔ پادشاہ اگرچہ کل زمین کا مالک تھا مگر وہ زمین کی پیداوار کا تہائی حصہ لیتا تھا۔ اکبر نے جو سررشتہ زراعت کا قائم کیا اور معادی بندوبست جدید کیا اور زمین کی پیمایش کی اور اسکے پیداوار کے موافق جمع شاہی مقرر کی یہی قوانین اورنگ زیب کے آخر زمانہ تک جاری تھے

وبردباری ورای صائب مین بے نظیر تھا لیکن اس سبب سے کہ رعایت شرع کی پاسداری کرتا تھا۔
سیاست کو کام مین نہین لاتا تھا اور ملک کا بندوبست بے سیاست صورت نہین پکڑتا تھا
اور امرا مین بسبب بدمختشمی کے نفاق تھا جو تدبیر و منصوبہ کام مین آتا کمتر پیش رفت ہوتا
ہر مہم کو طول ہوتا اور آخر نہ ہوتی۔ باوجودیکہ نوّے برس کی عمر ہوئی مگر اسکے حواس
خمسہ مین فرق نہین آیا۔ سماعت مین خلل کچھ ہوگیا تھا مگر وہ دوسرے کو معلوم نہین ہوتا
تھا۔ شب اکثر بیداری عبادت مین بسر ہوتی۔ اکثر لذات جو لازم و ملزوم بشریت
ہین انکو چھوڑ دیا تھا۔

اس مورخ کی یہ تعریف کرنی ایسی ہی جیسے کوئی شخص کسی کے حسن کی بڑی تعریف کرے
اور بعد اسکے تلوار سے گلا کاٹ ڈالے۔ یہ جو اسنے لکھا ہے کہ وہ سیاست نہین کرتا تھا
اسلئے اسکے کام ادھورے رہتے تھے بالکل غلط ہے۔ کیا اسنے گولکنڈہ و بیجاپور کو
نہین فتح کیا ہے؟ کیا اسنے بگڑے ہوئے راجپوتون کو اپنے عہد مین دبائے نہین رکھا؟ مرہٹون
کو ایک دفعہ کیا اسنے ستیاناس نہین کردیا؟ اگر وہ زندہ رہتا تو کیا مرہٹون کا سر کچلتا۔
آسام کے راجہ سے کیا اسنے پیشکش نہین لی اور اسکے ملک کا حصہ نہین لیا؟ اسکے بعد جو سلطنت
مین خرابی پھیلی اسکا سبب یہ تھا کہ وہ سلطنت کو ایسا وسیع کر گیا تھا کہ کوئی اسی جیسا جانشین
ہوتا تو اسکو سنبھالتا۔ ہم اسکے خیالات جو بادشاہ کے فرائض کے اور اولاد کی تعلیم و نفس
تعلیم کے باب مین تھے۔ ڈاکٹر برنیر کے سیاحت نامہ کے ترجمہ ہی اصل سے مقابلہ کرکے لکھتے ہین۔
اسنے تیسرے بیٹے اکبر کو ولیعہد بنانا چاہتا تھا اسکے واسطے اتالیق مقرر کرنے کے لئے اپنی
ارکین سلطنت و علماء کو جمع کیا اور انکے سامنے اپنی بڑی آرزو یہ ظاہر کی کہ مین اس نو عمر
لڑکے کی تعلیم و تربیت ایسی چاہتا ہون کہ وہ بڑا لائق فائق ہو۔ بادشاہ سے زیادہ کوئی اس
امر کو نہین جانتا تھا کہ یہ امر ضروری ہے کہ شاہزادون کے دلون مین وہ مخازن مفید علوم کے ہون
جسے وہ قومون پر حکمرانی اور فرمان روائی کے قابل ہون۔
اسکا قول ہے کہ جیسے وہ بلند مرتبگی اور قدرت مین اورون پر فضیلت رکھتے مین ایسی ہی ح

اولاد کی تعلیم کے باب مین عالمگیر کے خیالات

حساب لگاؤ تو وہ کروڑون روپیہ کا ہوگا۔ سلاطین مغلیہ مین شاہجہان کے خزانہ مین کبھی چھہ کروڑ روپیہ سے زیادہ نہ جمع ہوا اور اورنگ زیب تیرہ لاکھ روپیہ خزانہ مین چھوڑ مرا۔ سلاطین مغلیہ مین تیمور سے لیکر آخر تک کسی کو روپیہ جمع کرنے کا شوق نہین ہوا۔ آمدنی خرچ برابر رکھتے تھے۔ اور طامس صاحب بادشاہون کی آمدنی کا نقشہ یہ لکھتے ہین۔

نمبر	نام بادشاہ	زمین کا محصول	کل آمدنی
۱	فیروز شاہ تغلق سنہ ۱۳۵۱ سے سنہ ۱۳۸۸	+	۶۸۵۰۰۰۰۰ روپیہ
۲	بابر سنہ ۱۵۲۶ سے سنہ ۱۵۳۰	۲۶۰۰۰۰۰۰	+
۳	اکبر سنہ ۱۵۹۳	+	۳۲۰۰۰۰۰۰۰
۴	اکبر سنہ ۱۵۹۴	۱۶۵۷۴۳۸۸	+
۵	اکبر سنہ ۱۶۰۵	۱۷۴۵۰۰۰۰۰	
۶	جہانگیر سنہ ۱۶۰۹ سنہ ۱۶۱۱		۵۰۰۰۰۰۰۰۰
۷	جہانگیر سنہ ۱۶۲۸	۱۷۵۰۰۰۰۰۰	+
۸	شاہجہان کا اول زمانہ	۲۲۰۰۰۰۰۰۰	
۹	شاہجہان کا پچھلا زمانہ	۳۶۰۰۰۰۰۰۰	
۱۰	اورنگ زیب	۳۸۷۱۹۰۰۰۰	۷۷۴۳۸۸۰۰۰

شہنشاہ عالمگیر

ہمنے عالمگیر کی خصائل کا بیان عالمگیر نامہ اور مآثر عالمگیری سے نقل کیا ہے جو بالکل سچا معلوم ہوتا ہے خافی خان کے بیان کو پایۂ اعتبار سے ساقط جانتا ہون جسکا سبب مین نے اوپر بیان کر دیا ہے وہ لکھتا ہے۔

کہ اولاد تیمور مین بلکہ دہلی کے بادشاہان سلف مین بحسب ظاہر ایسا بادشاہ کہ عبادت و ریاضت و عدالت گستری مین ممتاز ہو۔ سکندر لودی بادشاہ کے بعد جسکی صفات حمیدہ جلد اول مین گذارش ہوئی ہین کمتر دوسرا بادشاہ سریر آرا ہوا ہے وہ شجاعت

کہ عقل انکی سلامت نہ رہتی تھی؟ کیا وہ سلطنت کی کاروبار کرنے کی جگہہ سیر شکار ہی
مین اپنا تمام وقت نہ کھوتے تھے؟ کتون کی جوڑیون کا خیال اُنکو بہت رہتا ہے اور
النسے بہت مانوس رہتے ہین مگر ان بیچارے غریبون کی تکلیفون کی پروا نہین کرتے
جو شکاریان کثر بادشاہون کے ساتھ جانے کی بیگار مین مجبور کئے جاتے ہین اور
گرمی سردی کی شدت اُٹھانے سے اور بھوک و تکان سے مرجاتے ہین خلاصہ یہ ہے
کہ ایشیا کے سلاطین شیاطین کے بھائی ہوتے ہین اور یہ بُرائیان انکی بوقلمون ہوتی ہین اور
یہ تلون انہین طبعی میلان کے سبب سے یا انکے ابتدائی خیالات کی وجہ سے ہوتا ہے جو انکے
دلنشین ہوتے ہین کمتر ایسا پادشاہ کوئی ہوتا ہے کہ جو اپنے ملک کی اندرونی مالی و
ملکی حالت سے نہایت ناواقف نہ ہو وہ اپنی سلطنت کی عنان کسی وزیر کے ہاتھ
مین دیدیتے ہین جو اپنی مطلق العنانی کے لیے کہ کوئی اسکے کسی کام کا مزاحم نہو ایسی
تدبیر مین رہتا ہے کہ بادشاہ کسی طرح سے اپنی بد آشنائی سے فرصت نہ پائے۔ اور
اپنے امور سلطنت پر علم نہ ہو اگر وزیر اعظم اعضار سلطنت کے استحکام کے ساتھ اپنے ہاتھ
مین نہین رکھ سکتا تو بادشاہ کی مان جو اصل مین کوئی لونڈی باندی ہوتی ہے
اور کوئی گروہ خواجہ سراؤن کا اور ایسے آدمیون کا حکمرانی کرتے ہین جنکی تدابیر ملکی
وسیع اور آزادانہ خیالات پر مبنی نہین ہوتین بلکہ ہمیشہ سازشون کے جوڑ توڑ
کی اُدھیڑ بن مین لگے رہتے ہین کہ کسی اپنے مخالف کو جلا وطن کرین یا قید کرین یا پھانسی
دین۔ اور اکثر یہ سلوک امیر الامراؤن اور وزیرون سے بھی کرتے ہین انکی ایسی عملداری
سلطنت مین کوئی شخص جو کچھ بھی مال رکھتا ہو ایک دن کے لیے بھی اپنی حیات کو تحقیقی
نہین جانتا۔ پھر ایک دوسری جگہہ ڈاکٹر برنیر لکھتا ہے کہ اورنگ زیب نے اپنے استاد
ملا صالح سے کہا (ملا صالح بدخشان کا رہنے والا تھا اور دارا شکوہ کا پیر و مرشد
تھا۔ شاہجہان اسکی بہت تعظیم کرتا تھا وہ ۱۶۶۱؁ء مین کاشمیر مین مر گیا۔ برنیر کا
ملا صالح یہی ہوگا جس نے کچھ عالمگیر کو بھی سکھایا ہوگا) ملا جی مجھے آپ یہ تو

فرزانگی اور نکوکاری مین افضل ہون وہ خوب واقف ہی کہ ایشیا کی سلطنتون پر جو آفتین عجب بلائین
پڑتی ہین اور انمین بدعملی اور بے انتظامی پاؤن پھیلاتی ہی اور جس سے آخرکار برباد اور تباہ ہو جاتی
ہین اسکا سبب یہی دریافت ہوگا کہ بادشاہون کی اولاد کی تعلیم خراب اور ناقص ہوتی ہی۔ وہ
بچپنہی سے روس سرکیشیا۔ منگریلیا (مغولستان) اور گرجستان (جارجیا) اور حبش کی
عورتون اور خواجہ سرایون کی صحبت مین پرورش پاتے ہین۔ وہ اپنے سے بڑون کے آگے
فروتنی اور چاپلوسی کرتے ہین اپنے سے چھوٹون کے اوپر ظلم توڑتے ہین اور غرور سے پیش آتے ہین
جب شاہزادے تخت نشین ہوتے ہین اور محلون کی چاردیواری سے باہر آتے ہین تو وہ اپنی فرائض
منصبی سے جو اس حالت کے لئے لازم ہین بالکل جاہل ہوتے ہین وہ اپنی حیات کی تماشاگاہ مین
ایسے معلوم ہوتے ہین کہ کسی اور ہی دنیا سے آگئے ہین یا اوّل ہی اول کسی تہ خانہ سے نکلے
ہین جو احمقون کی طرح اپنے گرد کی ہر چیز کو حیرت سے دیکھتے ہین یا تو وہ بچون کی طرح
ہر بات کو یقین کر لیتے ہین یا ہر چیز سے ڈرتے ہین حماقت کے سبب ایسے ہٹیلے اور بے احتیاط ہوتے
ہین کہ وہ نیک صلاح کے سننے سے بہرے ہوتے ہین اور برے کامون کے کرنے مین بیکھٹکے
ہوتے۔ جب انکے سر پر تاج رکھا جاتا ہے تو وہ اپنی جبلی طبیعت کے سبب یا اُن خیالات
کی وجہ سے جو ابتدا ہی سے انکے خاطرنشان کیے گئے ہین اپنی تمکنت اور وقار دکھاتے ہین
مگر آسانی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ ظاہری تمکنت و وقار اُن کی اصلی خصلت نہین ہی بلکہ
ان صفات کا ایک ظاہری تصنع انکی کسی بری تعلیم کا اثر ہے بلکہ حقیقت مین انکی ان صفات
کا دوسرا نام وحشی پن اور خالی نمایش ہی۔ انکی خوش خلقی طفلانہ ہوتی ہی اس سبب سے
کہ وہ اصلی اور بے تکلف نہین ہوتی ایشیا کی تاریخ سے جو شخص آگاہ ہی وہ میری اس بیان
کا منکر نہ ہوگا مینے شاہزادون کے حال کی ہو بہو تصویر کھینچی ہی کیا ایشیا کے
سلاطین آنکھین بند کرکے ظلم و ستم نہین کرتے؟ کیا وہ ظالم بے رحم و بے انصاف نہ تھے
کیا وہ شراب خواری کے ذلیل و کمینہ عادات مین ایسے بدمست نہ ہوتے تھے کہ جسسے
انکی تندرستی غارت ہو جاتی تھی اور شہوت پرستی مین ایسے مستغرق نہ ہوتے تھے

واقع ہوئے اور قطع نظر اس سے کہ اب مجھکو بنی آدم کی وسیع اور کامل تواریخ سے آگاہ کرتے۔ آپ نے
تو ہمارے انہی نامور بزرگون کے نام بھی خوب طرح نہین بتائے۔ جو اس سلطنت کے بانی مبانی تھے آپنے
تو مجھے بالکل اُن کی سوانح عمری سے اور ان واقعات سے جو اس سے پہلے گذرے اور انکی عجیب نامی سے
جنکے سبب سے اُنہون نے پہلے فتوحات عظیمہ حاصل کین بالکل جہالت مین رکھا۔ بادشاہ کو ضرور ہی کہ وہ
اپنے ہمسایہ کے قومون کی زبانون سے ماہر ہو اسکی بجائے مجھے آپنے عربی لکھنا پڑھنا سکھایا
اور آپ سمجھے کہ مجھ پر آپ ایک دائمی احسان کرتے ہین کہ میری عمر کا بڑا حصہ اس زبان کے سیکھنے مین
ضائع کیا جو دس بارہ برس مین برابر محنت کرنے سے حاصل ہوتی ہی آپ اس بات کو بھول گئی
کہ بادشاہزادہ کی تعلیم مین کن کن علوم کے سکھانے کی ضرورت ہے آپنے مجھے علم صرف و نحو
سکھایا اور اس علم کا سکھانا جو قاضی کے لئے ضرور ہے واجب جانا جس مین میری نوعمری
کا بیش قیمت وقت بے سود۔ بے لطف۔ الفاظ کے سکھانے مین ضائع گیا۔ کیا آپ کو معلوم تھا
کہ نوعمری کا وقت ایسا ہوتا ہے کہ حافظہ قوی ہوتا ہے اور آسانی سے ہزارون عقلی احکام
ذہن نشین ہو سکتے ہین اور ایسی مفید تعلیم ہو سکتی ہے کہ دل و دماغ مین اعلی درجہ کے خیالات پیدا
ہون اور بڑے بڑے کامون کرنے کی قابلیت پیدا ہو۔ کیا اپنی نماز پڑھنی اور فقہ اور
علوم عربی زبان ہی کے ذریعہ سے سیکھ سکتے ہین؟ کیا ہم اپنی مادری زبان مین نماز پڑھین تو
وہ خدا انہین قبول کریگا اور مسائل شریعہ ہم آسانی سے اپنی مادری زبان مین نہین سیکھ سکتے؟
آپ نے میرے باپ شاہجہان سے کہہ دیا کہ مجھے فلسفہ سکھاتے ہین اور مجھے خوب یاد ہی کہ آپنے برسون
تک ایسے لاطائل و لغو مسائل سے میرا دماغ پریشان کیا جنکے حل ہو جانے کے بعد بھی میری خاطر کو تشفی
نہین ہوئی اور وہ دنیاوی معاملات مین کارآمد نہ ہوئے اور صرف ایسے [illegible] خیالات
اور توہمات ہین جو بڑی مشکل سے سمجھ مین آتے ہین مگر [illegible] اور جسکا نتیجہ صرف یہ ہے کہ
دماغ پراگندہ ہو اور عقل چکر مین آئے [illegible]
کہ لوگ اُس سے دق ہو جاتے ہین۔ بے شک آپنے [illegible] گراتی گئی [illegible] مسائل
منعو و ضہہ کی تعلیم مین جو آپ کو مرغوب تھے صرف [illegible] ہے۔ مگر جب مین آپ کی تعلیم سے علیحدہ

بتلائیے کہ آپ مجھ سے بخوشی کیا چاہتے ہین کیا آپ دعوی کرتے ہین کہ مین آپکو مین انہی دیار
کے اعلیٰ درجہ کے امرا مین داخل کرون ؟ تو مجھو اول یہ تحقیق کرنا چاہیے کہ آپ کس درجہ کی
عزت کے مستحق ہین۔ مین اسسے انکار نہین کرتا کہ اگر آپ میری نوعمری مین میرے دل کو
شائستہ تعلیم سے معمور کرتے تو ضرور آپ اس عزت کے مستحق ہوتے۔ آپ کسی عمدہ تعلیم یافتہ
نوجوان کو دکھلائیے تو مین کہونگا کہ یہ امر مشتبہ ہے کہ اسکا باپ یا استاد
کون زیادہ شکرگزاری کا مستحق ہے۔ مجھے آپ بتلائیے کہ آپ کی تعلیم سے مجھے کونسا
علم حاصل ہوا ؟ آپنے مجھے سکھایا کہ سارا فرنگستان (یوروپ) ایک جزیرہ سے بڑا نہین ہے
جس مین سب سے زیادہ طاقتور پہلے بادشاہ پرتگال تھا اور اسکے بعد شاہ ہالنڈ اُس کے
بعد شاہ انگلنڈ اور فرنگستان کے اور بادشاہون کی نسبت جیسے کہ شاہ فرانس اور شاہ
اندولیشیا ہین۔ یہ بتلایا کہ یہ بادشاہ مثل ہماری چھوٹے چھوٹے راجاؤن کے ہین اور
ہندوستان کے زبردست بادشاہ جنہونے سارے بادشاہون کو گرہن لگایا۔
ہمایون۔ اکبر۔ جہانگیر۔ شاہجہان ہین جو اقبال مند عظیم الشان کشورستان اور
جہان کے بادشاہ ہین اور ایران و ازبک۔ کاشغر۔ تاتار۔ خطا۔ پیگو۔ سیام چین
ماچین (ماچین متقدمین کی کتابون مین بطور تابع مہمل کے چین کے نام کے ساتھ لکھا جاتا
تھا۔ بعض کہتے ہین کہ جہان جو چین کو ہندو کہتے ہین اسکا ماچین مسلمانون نے بنایا ہے)
کے بادشاہ تو سلاطین ہند کے نام سے کانپتے ہین۔ آفرین ہے آپ کی اس جغرافیہ دانی
اور تاریخ دانی پر۔ میرے استاد کو یہ لازم تھا کہ وہ مجھے دنیا کی ہر قوم کے حالات سے
مطلع کرتا کہ اسکی وسائل آمدنی کیا ہین ؟ چین کی قوت کیسی ہے ؟ طرز و آئین جنگ اسکے
کیا ہین ؟ اسکی رسم و رواج و مذہب اور روش حکمرانی کیا ہین۔ کن باتون کو وہ اپنے حق
مین مفید سمجھتے ہین ؟ ان سب باتون کی سلسلہ وار کیفیت تواریخ مین پڑھا کے مطلع کرتا کہ
مین ہر ایک سلطنت کی اصل اور اسکے اسباب ترقی و تنزل سے اور حادثات و واقعات سے
واقف ہوتا اور ان غلطیون کو جانتا کہ جنکے سبب سے ایسے انقلابات و حادثات عظیم

آخر ایک بڑے امیر نے اورنگ زیب سے عرض کیا کہ حضور جو کام میں اس قدر محنت مشقت اٹھاتے ہیں۔ اس سے خوف ہے کہ مبادا صحت جسمانی بلکہ قوائے دماغی کے اعتدال اور طاقت کو کچھ نقصان پہنچے۔ اسکو سنکر بادشاہ نے اس ناصح عقلمند کی طرف سے تو منہ پھیر لیا گویا سنا ہی نہیں اور ذرا ٹھیر کر ایک اور بہت بڑے امیر کی طرف جو نہایت دانا اور ذی علم تھا متوجہ ہو کر فرمایا کہ آپ تمام اہل علم اس باب میں متفق الرائے ہیں کہ مشکل اور خوف کے زمانہ میں بادشاہ کو جان جوکھوں میں پڑ جانا اور ضرورت کے وقت رعایا کی بہتری کے لئے جو خدا نے اسکے سپرد کی ہے تلوار پکڑکر میدان جنگ میں جان دیدینا فرض و واجب ہے۔ مگر اسکے برعکس یہ نیک اور باتمیز شخص یہ چاہتا ہے کہ رعایا کے آرام اور آسایش کے لئے مجھے ذرا بھی تکلیف اٹھانی نہ پڑے اور خیال نہ کروں کہ انکی رفاہ و فلاح کی تدبیروں کے سوچنے میں مجھے ایک رات بھی بے آرام رہنا پڑے یا ایک دن بھی بے عیش و عشرت و لہو و لعب کے بسر ہو۔ یہ مدعا یوں ہی حاصل ہو جائے اور اسکی یہ رائے ہے کہ میں اپنی تندرستی کو مقدم جانوں اور زیادہ تر عیش و عشرت اور آرام و آسایش ہی کے امور میں مصروف ہوں اور اسکا نتیجہ یہی ہو سکتا ہے کہ میں اس وسیع سلطنت کے کام کو کسی وزیر کے بھروسہ پر چھوڑ بیٹھوں مگر معلوم ہوتا ہے کہ اسنے اس امر پر غور نہیں کیا جس حالت میں مجھے خدا نے بادشاہی خاندان میں پیدا کرکے تخت پر بٹھایا ہے تو دنیا میں اپنے ذاتی فائدے کے لئے نہیں بھیجا بلکہ اوروں کے آرام کے لئے محنت کرنا فرض کیا گیا ہے بس میرا کام یہ نہیں ہو کہ اپنی ہی آسایش کی فکر کروں البتہ انہی کی رفاہ کی غرض سے جسقدر آرام لینا ضروری ہی اسکا مضائقہ نہیں ہی اور بجز اس حالت کے کہ انصاف و عدالت اسکی مقتضی ہو یا بقدر سلطنت کے قائم رکھنے یا ملک کی حفاظت کے لئے ضروری ہو اور کسی صورت میں رعایا کے آرام و آسائش کا نظر انداز کرنا جائز نہیں ہی اور رعیت کی آسایش اور بہبودی ہی ایک ایسی چیز ہے کہ جسکا فکر مجھے ہونا چاہئیے مگر یہ شخص اس بات کی تہ کو نہ پہنچا کہ اس آرام سے جو یہ میرے لئے تجویز کرتا ہی کیا کیا قباحتیں پیدا ہونگی

اورنگزیب کی فرض شناسی کی نسبت عالمگیر کا خیال ارشاد بادشاہ

ہوا تو کسی بڑے علم کے جاننے کا فخر نہین ہو سکتا تھا بجز اسکے کہ اسے چند عجیب اور غیر معروف اصطلاحون سے
واقف تھا جو ایک ساعلاوہ فہم کے نوجوان شخص کی ہمت کو شکستہ۔ دماغ کو مختل طبیعت کو
حیران کر دیتی۔ اور جو فلسفہ کے مدعیون کے جھوٹے دعوؤن اور جہالت کے چھپانے کی خاطر
جو آپ کی مانند لوگون کو ذہن نشین کرنا چاہتے ہین کہ وہ عقل و دانش مین سب سے بڑھے ہوئے ہین
اور یہ کہ انکی تاریک اور مشتبہ المفہوم حق حق و بق بق مین ایسے بہت سے دقایق ہین جو بجز
انکے اور کسی کو معلوم نہین گھڑ لی گئی ہین اگر آپ مجھکو فلسفہ سکھاتے جس سے ذہن اس قابل
ہو جاتا ہے کہ بغیر برہان اور دلیل صحیح کے کسی بات کو تسلیم نہین کر سکتا۔ یا آپ مجھکو ایسا سبق
پڑھاتے جس سے انسان کے نفس کو ایسا شرف و علو حاصل ہو جاتا ہے کہ دنیا کے انقلابات سے
متاثر نہین ہوتا اور ترقی و تنزل کی حالت مین ایک ہی سا رہتا ہے یا آپ مجھے انسان کی لوازم
فطرت اور مقتضیات بیچر (فطرت) سے واقف کرتے مجھے ان سے طریق استدلال کا عادی بناتے
کہ تصورات اور تخیلات کو چھوڑ کر ہمیشہ اصول صادقہ بدیہیہ کی طرف رجوع کیا کرتا۔
اور عالم و مافیہا کے حقایق واقعیہ اور انکے کون و فساد کے ترتیب و نظام کے معارف قطعیہ سے
مجھے مطلع کرتے۔ اور جو فلسفہ آپنے مجھے تعلیم کیا ہے وہ ایسے مسائل پر مشتمل ہوتا تو مین اس سے
بھی زیادہ آپ کا احسان مانتا جیسا کہ سکندر نے ارسطو کا مانا تھا اور ارسطو سے بھی زیادہ
اسکو انعام عطا کرتا۔ ملا جی ناقدردانی کا جھوٹا الزام خواہ مخواہ مجھ پر نہ لگائیے کیا
آپ نہین جانتے تھے کہ شاہزادون کو اتنی بات ضروری سکھانی چاہیئے کہ انکو رعایا
اور رعایا کو انکے ساتھ کسی طرح برتاؤ کرنا لازم ہے۔ اور کیا تم کو اول ہی یہ خیال کر لینا
ور جب تھا کہ مین کسی وقت مین تاج کی خاطر بلکہ اپنی جان بچانے کے لئے تلوار پکڑ کر
اپنے بھائیون سے لڑنے پر مجبور ہونگا کیونکہ آپ خوب جانتے ہین کہ سلاطین ہند کی اولاد
کو ہمیشہ یہی معاملے پیش آتے رہتے ہین بس آپنے کبھی لڑائی کا فن یا کسی شہر کا محاصرہ کرنا یا فوج
کی صف آرائی کا طریقہ سکھایا تھا؟ مگر میری خوش طالعی تھی کہ مین نے ان معاملات مین ایسے
لوگون سے کچھ سیکھ لیا تھا جو آپ سے زیادہ عقلمند تھے۔ آپ اپنے گانوَن کو چلے جائیے

لکھنے دیتا اور جیتا چھوڑتا بھائیوں کو بھی اسکو ضرور مارنا پڑا وہ مدعیان سلطنت تھے۔ دنیا کا
دستور یہی ہے کہ جو شخص سلطنت کا دعویٰ کرے اسکو بادشاہ مارے یا قید کرے یا ملک سے
نکالدے اسکو بھی یہی کام بھائیوں کے ساتھ کرنے پڑے۔ جو عالمگیر کو اس سبب سے برا کہتے ہیں کہ
اس نے باپ کو قید کیا اور بھائیوں کا خون گردن پر لیا۔ وہ انصاف نہیں کرتے۔ در
سلطنت خویشی نیست کے مقولہ کو نہیں سمجھتے اگر وہ باپ بھائیوں کے ساتھ یہ سلوک
نہ کرتا تو تخت سلطنت پر ایکدم کے لئے قدم نہیں رکھ سکتا تھا اور اپنی جان نہیں
بچا سکتا۔ جو اُسنے بھائیوں کا حال کیا وہ حال اُسکا بھائی کرتے ایسے فسادات تو
اس خاندان میں ارث میں ملے تھے انکی شکایت کیا۔ اسکی برابر کوئی بادشاہ مدبر نہیں ہوا
اُسنے اپنی حسن تدبیر کے کمال اور قندھار کے پٹھانوں کو سر نہیں اٹھانے دیا انکو تابع رکھا
شاہ ایران اُسکے ساتھ اتحاد رکھنے کا خواستگار رہا اور بڑے بڑے شاہان اسلام
غیر ملکوں کے اُسکے دربار میں سفیر اور تحفے تحائف بھیجتے تھے اور دوستانہ خط و کتابت رکھتے تھے
راجپوت بگڑے۔ مگر پھر اُسنے انکو اپنے عہد میں مطیع رکھا۔ بادشاہ دکن میں ابتدا
زمانہ میں بڑے بڑے کارنمایاں کر چکا تھا اسکو فتح دکن کی ایسی دھن تھی۔ کہ اپنی سلطنت
کے آدھے زمانہ میں اپنے سپہ سالاروں کو بھیج بھیج کر اہل دکن سے لڑاتا رہا اور آدھی مدت
سلطنت میں خود دکن میں جاکر معرکہ آرا ہوا۔ دکن میں مسلمانوں کی پانچ سلطنتیں تھیں
جنمیں سے تین بیدر۔ احمد نگر۔ ایلچ پور۔ (برار) تو پہلے ہی اسکی تخت نشینی سے سلطنت
مغلیہ میں داخل ہو چکی تھیں اب اُس نے باقی دو بیجاپور اور گولکنڈہ کو بہت محنت شاقہ
اٹھا کر فتح کیا اور اپنی سلطنت میں ملایا اور وسعت سلطنت کو کمال پر پہنچایا۔
مشرق میں آسام پر میر جملہ نے معرکہ آرائیاں کیں جنمیں فتح یابی اور ناکامیابی دونوں
ہوئیں۔ ساحل مالابار پر فرنگیوں کی گھٹا کا ٹکڑا اٹھا اور گھاٹوں پر چھایا امید
تھی کہ اُسے عالمگیر کی ہوائیں ہی اڑا کر بے نشان کر دیگی مگر امید کے برخلاف ایسے
وہ طوفان بلاخیز اُٹھا کہ ہندوستان میں سلطنت اسلامیہ پر اُسنے پانی پھیر دیا

اور یہ اسکو معلوم نہین کہ دوسرے کے ہاتھ مین حکومت کا دیدینا کیسی بات ہے اور بعض
نے جو یہ لکھا ہی کہ بادشاہون کو چاہیئے کہ بذات خود کاروبار سلطنت کا بوجھ اپنے اوپر
لین ورنہ بہتر ہے کہ بادشاہ کہلانا چھوڑدین تو کیا اس بزرگ کا یہ قول لغو ہے مین نے اپنی ذات
سے کہدیجیے کہ اگر ہم سے تحسین وآفرین حاصل کرنا چاہتا ہے تو جو کام اسکے سپرد ہے اوسکو
اچھی طرح سے کرتا رہی اور خبردار ایسی صلاح جو بادشاہون کے سننے کے لائق نہین ہے پھر
کبھی نہ دے اور افسوس ہے کہ تن پروری اور آرام طلبی اور ایسے خیالات سے بچنا جو دوسرون
کی بہبودی کے فکر و تردد مین آدمی کو گھلا ڈالتے ہین انسان کا طبعی اور جبلی امر ہے پس
ایسی فضول صلاح کارون کی ہمکو حاجت نہین اور عیش و آرام کی صلاحین ہماری بیگمین بھی
دے سکتی ہین۔ یہ تو برنیر کے بیان سے نقل کیا گیا ہے العلم عند اللہ مگر عالمگیر نے جو رقعات ما باپ پاس
اسکی قید کی حالت مین لکھے ہین انہین اسنے یہ صاف صاف بیان کیا ہے کہ مین صرف آپ کو
بار سلطنت سے سبکدوش کرنے کے لئے جسکے اٹھانے کی طاقت آپ مین نہین رہی۔ یہ کام
کرتا ہون مین آپ سے محبت کرنے پر خلقت کی آسایش اور آرام کو ترجیح دیتا ہون اور ایسے ہی
فرائض سلطنت بیان کئے تھے کہ او پر لکھے گئے۔ ان رقعون کو ظفر نامہ شاہجہان کے آخر
مین نکال کر پڑھو تو تم کو سب حال باپ کے قید کرنے کا اور بھائیون کے مارنے کا معلوم ہو جائیگا

عالمگیر کی سلطنت کا حال اور اسکا مآل

سنہ ۱۶۵۸ء مین اورنگ زیب تخت پر بیٹھا اسکا باپ قید مین تھا اسنے اپنا لقب عالمگیر رکھا جو
ایک بے نظیر تلوار کا نام تھا۔ جو شاہجہان نے اپنے قید کی حالت مین اس پاس بھیجی تھی۔
سنہ ۱۷۰۷ء تک سلطنت کی۔ ہندوستان مین جتنے مسلمان بادشاہ گذرے ان سب مین
وہ زیادہ دیندار اور صاحب قدرت اور قوت تھا اسکی سلطنت کو وہ وسعت تھی
جو دنیا مین بڑی بڑی سلطنتون کو ہوئی ہے۔ اسکے عہد مین خاندان تیموریہ کی سلطنت
اپنی معراج پر پہنچی اسنے پچاس برس تک بڑے کرو فرو شان و شوکت سے سلطنت کی
اول اسکو مجبوری باپ سے سرتابی کرنی پڑی اگر وہ یہ نہ کرتا تو دارا شکوہ بھلا اسکو کب سلطنت

اور اپنے تئین آزاد کیا۔ بادشاہ نے ۱۶۶۵ء میں اس سے لڑنے کے لئے ایک بڑی سپاہ بھیجی اس نے اسکو مطیع کیا وہ دہلی مین آیا کچھ مقید رہا اور پھر بھاگ گیا۔

۱۶۶۶ء شاہجہان اس دنیا سے سدھارا۔ دکن مین لڑائی اور والی بیجاپور سے معرکہ آرائی۔

۱۶۶۷ء اورنگ زیب و سیواجی کی مصالحت اور سیواجی کی وسعت مملکت اور گولکندہ اور بیجاپور سے پہلی دفعہ خراج لینا۔

۱۶۷۰ء سیواجی کا خاندیس ور دکن کا لوٹنا اور چوتھ لینے کا ڈول ڈالنا۔

۱۶۷۲ء بادشاہ اور سیواجی کی معرکہ آرائیان۔

۱۶۷۷ء غیر مسلمانون پر بادشاہ کا جزیہ مقرر کرنا۔

۱۶۷۹ء بادشاہ کی راجپوتون سے لڑائی۔ شاہزادہ اکبر کی بغاوت جو راجپوتون سے جا ملا اور اسکی سپاہ جو بھاگ گئی۔ شاہزادہ مجبوری مرہٹون سے جا ملا۔

۱۶۸۱ء راجپوتون کے ساتھ بادشاہ کا لڑائی جاری رکھنا۔

۱۶۷۲–۱۶۸۰ء دکن مین مرہٹون کی ترقی ۱۶۷۴ء سیواجی نے رائے گڈھ مین تاج سلطنت پر رکھا۔ بادشاہ اور بیجاپور سے لڑا۔ ۱۶۸۰ء مین سیواجی مرا۔ اسکا بیٹا سنبھاجی جانشین ہوا۔

۱۶۸۳ء مین اورنگ زیب نے خود دکن پر حملہ کیا اور لشکر عظیم ساتھ لے گیا۔

۱۶۸۶–۱۶۸۵ء۔ اورنگ زیب نے بیجاپور اور گولکنڈہ فتح کر لیا۔

۱۶۸۸ء مین انکو اپنی سلطنت مین شامل کر لیا۔

۱۶۸۹ء مین اورنگ زیب نے سنبھا کو گرفتار کیا اور مار ڈالا۔

۱۶۹۲ء مرہٹون کے مختلف سردارون سے لڑائیان۔

۱۶۹۸ء مرہٹون سے جنجی کو اورنگ زیب نے لے لیا۔

۱۶۹۹–۱۷۰۱ء۔ مرہٹون سے لڑائیان ستارا اور مرہٹون کے اور قلعون کا مفتوح ہونا مرہٹون کی ظاہری بربادی۔

۱۷۰۲–۱۷۰۵ء۔ مرہٹون کی فتوح۔

اسکا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ بیجاپور اور گولکنڈہ کے مسلمانون کی سلطنتون کے سبب سے
دکن مین مسلمانون کی حکومت قائم اور غالب تھی اور انکے سبب سے امن امان اور انتظام رہتا تھا-
اور مرہٹون پر خوب اسکا رعب داب رہتا تھا جب وہ برباد ہوکر ممالک محروسہ شاہی مین شامل
ہوئین تو اسکے متعلقین خواہ خواص خواہ عوام پراگندہ اور منتشر ہو گئے پٹھانون اور بیجاپوری ملکون
کی سپاہ نے تو بادشاہ کی ملازمت اختیار کی اور جو افسر مین سے اپنے آقاؤن سے بیوفائی کرکے
بیکار ہوکر بادشاہ کی خدمت اور ملازمت مین آئے انکے دل بڑھانے اور درجہ چڑھانے کے لیے
بادشاہ کو اپنے موروثی کارپرداز موقوف کرنے پڑے باقی سپاہ اور اسکے افسر گیا تو سیواجی
سے جا کر ملگئے یا بجائے خود قزاقی اور راہزنی کا پیشہ کرنے لگے اسطرح دکن فسادون اور فتنون کا گھر
بن گیا اور دور کے زمیندار اپنی خودمختاری کے لئے موقع تکتے رہتے اور مرہٹے جو لڑائیان اور
قزاقیان کرتے انمین وہ رفیق بننے کو تیار رہتے- کیونکہ وہ مرہٹون ہی کو انکے افعال خانگی کا
حامی اور مددگار اور رہائی کا باب جانتے تھے اب یہ کیفیت تو دور کے زمیندارون کی تھی اور
جو زمیندار زیر طناب بستے تھے وہ بھی بادشاہ کی حکومت سے خوش نہ تھے دکن کا فتح کا سہرہ
کیا سر پر چڑھا تھا- ایک کٹارون کا ہار گلے مین پڑا تھا- سلطنت کے واقعات عظیم

سنہ ۱۶۵۸ شاہجہان کی معزولی اور اورنگزیب کی تخت نشینی-

سنہ ۱۶۵۹ اورنگزیب نے اپنے بھائیون دارا اور شجاع کو شکست دی- دارا پکڑا آیا- اور بادشاہ کے حکم سے مارا گیا-

سنہ ۱۶۶۰ شجاع سے معرکہ آرائی جاری رہی اور وہ شکست پاکر اراکان مین گیا اور وہان مر گیا-

سنہ ۱۶۶۱ مراد کو قید خانہ مین اورنگزیب نے قتل کرایا-

سنہ ۱۶۶۲ میر جملہ کا آسام پر حملہ آوری فتحیابی و ناکامی- دکن مین فسادون کا پیدا ہونا- بیجاپور اور سیواجی کی لڑائی- بعد بہت سی دولت کے انقلابات کے سیواجی نے مرہٹون کی سلطنت کو قائم کیا اور دکن کے ایک حصہ پر قبضہ کیا-

سنہ ۱۶۶۳ تا ۱۶۶۵ سیواجی نے سلطنت مغلیہ سے بغاوت کی- سنہ ۱۶۶۴ میں اپنے تئین راجہ بنایا-

قبعہ بۃ المحدثین کہتی تھے - فقہ مین قرآن و حدیث سے استخراج مسائل کر لیتا تھا - عربی زبان
ایسی بولتا تھا کہ اہل عرب پسند کرتے تھے - فارسی ترکی مین بھی خوب استعداد تھی - اقسام
خطوط لکھنے مین استاد تھا - اکثر شب کو نوافل کو ادا کرتا - وظائف کی تقدیم اور قرآن مجید کی
قرأت اور حدیث اور تفسیر و فقہ و سلوک کی کتابون کا مطالعہ کرتا - وقت پر فجر کی نماز
پڑھتا - جب ایک دو نیزہ آفتاب بلند ہوتا تو وہ مصلے پر سے اٹھتا بعد اسکے
غرفہ مین بیٹھتا - اور ستم رسیدون کی ملتمسات کو سنتا اور بقدر مصلحت یہان
توقف کرتا - بعد ازان
دیوان خاص کو دیوان عام کے تئین آرایش دیتا - مقدمات مالی و ملکی بوساطت
دیوانون و بخشیون اور متصدیون کے معروض ہوتے اور لوگون کے مقصد نکلتے
ظہر کی نماز کے بعد محل مین جاتا - تناول طعام اور قیلولہ کرتا - بعد اسکے عصر کی نماز پڑھتا
اور پھر مظلومون کی درد کی دوا کرتا - مغرب کی نماز سے پہلے قور کے ملازمون کا
مجرا لیتا - مغرب کی نماز پڑھتا اور عشا کی نماز تہائی رات گئے پڑھتا اور مغرب
عشا کے مابین مین عبادت کرتا اور پھر شبستان مین جاکر آرام کرتا - یہ بادشاہ کا
بیٹا سیدھا سادھا تھا اور باپ کی وہ اطاعت کرتا تھا کہ غلام آقا کی تابعداری
کیا کریگا - کبھی کوئی بات بلند نظری کی منہ سے نہین نکالتا اور باپ کا کہا ساری
باتون مین مانتا - اورنگ زیب کا حال بھی نوجوانی مین ایسا ہی تھا کہ وہ بالکل
اولوالعزمی سے خالی تھا اسلئے وہ اسکی سادگی کو اپنی سادگی سمجھتا - اسکے بعد کا حال
تاریخ مین پڑھو -

تیسرا بیٹا محمد اعظم دلرس بانو بیگم سے پیدا ہوا جو شاہ نواز خان صفوی کی بیٹی تھی
سب بیٹون مین بادشاہ اس بیٹے کو بہت پیار کرتا تھا - اکثر بادشاہ اسکو مصاحب
بے بدل بدل نزدیک کہتا - باپ سے تین مہینے بیس یوم بعد معرکہ آرائی مین مارا گیا -
چوتھا بیٹا محمد اکبر دلرس بانو بیگم کے بطن سے پیدا ہوا ۱۱۱۶ھ مین مرگیا -

سنہ ۱۷۰۶ء - بادشاہ کا احمدنگر مین آنا -

سنہ ۱۷۰۷ء - اورنگ زیب کا مرنا -

عالمگیر کی اولاد

عالمگیر کے اوراوصاف مین سے یہ بھی ایک وصف تھا کہ اُس نے اپنے بیٹون کو طاعت وصلاح و پرہیزگاری و قواعد اطوار سروری و سرداری اور بہت طرح کے ہنر سکھائے تھے - حافظ کلام اللہ علم ادب سے بقدر معتدبہ آگاہ - اقسام خطوط لکھنے سے ماہر زبان ترکی و فارسی خوب جاننے والے تھے - اور بیٹیان بھی عقائد حقہ اور احکام ضروریہ دینیہ سے واقف اور تلاوت و کتابت قرآن مین مشاق تھین -

بادشاہ کے پانچ بیٹے اور پانچ بیٹیان تھین اگرچہ ان شاہزادون کا حال تاریخ مین بیان کیا گیا ہے مگر یہان دونون شاہزادون و شہزادیون کی لیاقت علمی کا بیان کیا جاتا ہے —

نام	سنہ ولادت	تاریخ وفات	نام	سنہ ولادت	تاریخ وفات
زیب النساء	۱۰۴۸ / ۱۶۳۸	۱۱۱۳ / ۱۷۰۲	زبدۃ النساء	۱۰۶۱ / ۱۶۵۱	۱۱۱۸ / ۱۷۰۷
محمد سلطان	۱۰۴۹ / ۱۶۳۹	۱۰۸۷ / ۱۶۷۶	اعظم شاہ	۱۰۶۳ / ۱۶۵۳	۱۱۱۸ / ۱۷۰۷
معظم شاہ عالم بہادر شاہ	۱۰۵۳ / ۱۶۴۳	۱۷۱۲	اکبر شاہ	۱۰۶۷ / ۱۶۵۷	۱۱۱۶ / ۱۷۰۶
زینت النساء	۱۰۵۳ / ۱۶۴۳	۱۱۱۰ / ۱۷۰۰	مہر النساء	۱۰۷۲ / ۱۶۶۱	۱۱۱۶ / ۱۷۰۵
بدر النساء	۱۰۵۷ / ۱۶۴۷	۱۰۸۱ / ۱۶۷۱	کام بخش	۱۰۷۷ / ۱۶۶۷	۱۱۲۰ / ۱۷۰۹

بیٹون کا حال یہ ہے کہ سب سے بڑا بیٹا محمد سلطان تھا - نواب بائی اسکی مان تھی - کلام مجید کا حافظ تھا - عربی - فارسی - ترکی - کے لکھنے پڑھنے مین بہرہ کافی رکھتا تھا محاربات مین شجاعت و دلیری دکھائی سنہ ۲۱ جلوس مین وفات پائی -

دوم پسر محمد شاہ عالم بہادر بھی نواب بائی کے بطن سے پیدا ہوا - حافظ قرآن علم قرأت و تجوید سے آگاہ - اس طرح ترتیل و ترسیل سے قرآن پڑھتا تھا کہ اسکے سُننے سے سامع کا دل نہ بھرتا تھا - ایام شباب کو زیادہ تر تحصیل علمی مین صرف کیا - علم حدیث مین اوسکو

	صفحے	قیمت	محصول
تہا تاریخ سندھ (۲) تاریخ کشمیر (۳) تاریخ گجرات۔ (۴) تاریخ مالوہ (۵) تاریخ خاندیس (۶) تاریخ سلاطین بنگال (۷) تاریخ سلاطین جونپور حصہ دوم مین (۱) تاریخ سلاطین بہمنیہ دکن (۲) تاریخ سلاطین عادل شاہیہ بیجاپور (۳) تاریخ سلاطین نظام شاہیہ ... لنڈہ (۵) تاریخ سلاطین عمادیہ ملک برار (۶) تاریخ سلاطین بریدشاہیہ ملک بیدر (۷) ضمیمہ تاریخ دکن ۔ پرتگیزون کی تاریخ (۷) تاریخ دکن کا ریویو	۶۹۶	عما	۳
جلد پنجم - اقبال نامہ اکبری جسمین شہنشاہ اکبر کا حال تمام کمال لکہا ہے	۱۰۵۶	۱۲	۴
جلد ششم اکارنامہ جہانگیری جسمین شہنشاہ جہانگیر کا کل حال لکھا ہے	۳۱۵	۱۲	۱۰
جلد ہفتم - ظفر نامہ شاہجہان اسمین شہنشاہ شاہجہان کا حال اول تا آخر	۵۶۸	عہ	۳
جلد ہشتم - بادشاہ نامہ عالمگیر شہنشاہ عالمگیر کا حال اول سے آخر تک	۵۲۰	عہ	۳
جلد نہم - زوال سلطنت تیموریہ عالمگیر کے عہد آخر سے بادشاہ بہادر شاہ تک اور	۴۰۰	عصہ	۳
دہم مضامین مختلفہ	۵۱۰		
سلطنت عہد انگلشیہ کی تاریخ جسکے ایک ہزار نوسو اٹھاون صفحے ہین			
جلد اول	۶۹۰	عما	۴
جلد دوم } ایک جلد مین جلد سوم	۵۵۰ ۲۳۶	۴	۴
جلد چہارم	۴۸۲	عہ	۳
کل تاریخ کی قیمت بیس روپیہ چار آنہ ہوئی اور محصول کل ہرا			۱۰

ہر حصہ بجائے خود تاریخ ہی وہ بچہلے حصون پر موقوف نہین ہے اگر علیحدہ علیحدہ حصے کوئی خریدے گا تو یہ تفصیل بالا اونکے ہاتھ بیچے جائینگے لیکن اگر کوئی شخص تاریخ کی کل جلدین ہندوؤں و مسلمانون و انگریزون کے عہد سلطنت کی مول لیگا تو چودہ روپیہ جسمین محصول داخل ہے اوسکی قیمت ہوگی اور اگر صرف انگریزی عہد سلطنت کی چارون جلدین خریدیگا تو اوسکی قیمت تین روپیہ جسمین محصول داخل ہے اور اگر مسلمانون کے عہد سلطنت کی کل جلدین

عالمگیر سے مین دو خوبیان بتاتا تھا - آپ نماز جماعت پڑھتا ہی - کوئی جمعہ ترک نہین کرتا تا اور حتی الامکان
دین سے کچھ باک نہین رکھتا - دوم مشہد معلّے مین امام موسی رضا کے مرقد کی زیارت کی
پنجمین کام بخش بائی اودیپوری سے پیدا ہوا اور حافظ قرآن تھا کتب متداولہ مین اور
بھائیون سے زیادہ ماہر تھا - زبان ترکی مین او اقسام خط کے لکھنے مین مہارت تھی شجاعت و
سخاوت جبلی اسمین تھی - باپ سے دو سال بعد مرگیا -

اب بیٹیون کا حال یہ ہے کہ زیب النساء بیگم بطن بیگم سے پیدا ہوئی - حافظ کلام مجید
تھی جسکی عوض مین باپ نے تیس ہزار اشرفیان دی تھین وہ علوم عربی و فارسی سے بہرہ
تمام رکھتی تھی - اقسام خطوط نستعلیق و شکستہ مین خوش نویس تھی - وہ علم کی قدر شناس
تھی - کتابین جمع کین تصنیف و تالیف مین مصروف رہتی ارباب فضل و کمال کی ترفیہ حال
مین توجہ کرتی سرکار شاہی کے کتب خانہ مین جتنی کتابین اسکے لیے پڑھی تھین اتنی کسی اور نے نہین
پڑھی تھین - بہت سے علماء و فضلاء و صلحاء و شعراء و منشیان بلاغت دثار و خوش نویسان سخن نگار
اسکے انعام سے بہرہ ور ہوتے ملا صفی الدین اردبیلی کشمیر مین رہتا تھا اس حکم سے تفسیر کبیر کا
ترجمہ کیا اسکا نام زیب التفاسیر ہے اور اسکے نام پر اور کتابین اور رسالے بھی تصنیف
ہوئے مین سنہ ۴۸ جلوس مین انتقال ہوا - دوم زیب النساء بھی بیگم کے بطن سے پیدا ہوئی
عقائد حقہ و احکام ضروریہ دینیہ سے آگاہ تھی - بہت سخی تھی - سوئم بدر النساء بیگم -
نواب بائی کے پیٹ سے پیدا ہوئی - حافظ قرآن مجید تھی - علم دینی سے واقف
تھی سنہ ۲۳ جلوس مین وفات پائی - چہارم زبدۃ النساء بیگم بیگم کے بطن سے پیدا
ہوئی سپہر شکوہ پسر دارا شکوہ سے نکاح ہوا جس مہینہ مین باپ مرا اس مہینہ مین وہ مرگئی -
پنجمین مہر النساء بیگم بطن اورنگ آبادی محل سے پیدا ہوئی - ایزد بخش پسر مراد بخش سے بیاہی
گئی سنہ ۱۱۱۶ مین وفات پائی فقط

تمت

خرید یگا تو اوسکی قیمت گیارہ روپیہ ہے جس مین محصول داخل ہے - ہر حصہ کا حال جدا جدا اشتہار
مین لکھا گیا ہی جو اس اشتہار کے ساتھ ہمناک ہین اور مسلمانونکی تاریخ جو اب نئی چھپی ہے اسکا حال یہ ہے

ہندوستان کی مسلمانون کی تاریخ

ہندوستان کی سلطنت اسلامیہ کی تاریخ مین نے پہلے لکھہ کر منطبع کرائی تھی مگر اب جو تاریخ مین نے
لکھی ہے وہ میری پہلی تاریخ سے غیر ہے - اس دفعہ مین نے تاریخ تالیف کرنے کے لئے
بڑی سعی و کوشش کی ہے - ہندوستان کے بڑے بڑے کتب خانون سے سو سوا سو تاریخین جمع کین ان
تواریخ کا جمع کرنا ہی بڑا مشکل تہا پہر انمین سے مضامین کا اخذ کرنا اور زیادہ دشوار تہا مین نے ان سے مطالب
کے اخذ کرنے مین کوتاہی نہین کی اسکا حال کہ مین نے کسطرح مضامین کو انتخاب کیا - اول جلد
تمہید مین لکھا ہے - عربی زبان مین کوئی تاریخ جو مخصوص ہندوستان سے ہو میری نظر سے نہین گذری
مگر فارسی زبان مین سو سے زائد تواریخ میرے مطالعہ مین آئیں مگر اونمین تیس کے قریب ایسی تاریخین ہین
جنکے پڑہنے کے بعد باقی تاریخون کے مطالعہ سے کوئی نیا علم تاریخ مین نہین بڑہتا - انکا پڑہنا تحصیل حاصل
مین نے ہر خاندان اور ہر بادشاہ کی تاریخ جو مخصوص و سکے ساتہہ ہی اسکے کل مضامین تاریخی کو بیان
لکھا ہے اس تاریخ کی زبان اُردو ہی جسکا پڑہنا اور سمجہنا فارسی زبان کی نسبت آسان ہی - اس مین
انگریزی تاریخون کے خیالات اور ہندوؤں کی تصنیفات سے جو انگریزی زبان مین ہندوؤن و مسلمانون
باہمی معاملات کا بیان تاریخون مین لکھا جاتا ہے وہ تحریر ہوا ہے کہ فارسی کتابون مین نہین ہو
سوا اسکے بعض فارسی کی نایاب تاریخون سے حالات لکھے گئے ہین - غرض اگر کوئی بہت روپیہ
خرچ کرکے ساری فارسی کی تاریخون کو جمع کرکے مطالعہ کرے تو اوسکو بھی اس تاریخ سے بہت سی نئی
باتین معلوم ہون گی +

محمد ذکاء اللہ ۲۵ جنوری ۱۸۹۸ع

خریدار اپنی درخواست منشی محمد عطاء اللہ مالک مطبع شمس المطابع پاس دہلی جیلین کے کوچہ کے
نشان سے بہیجین فقط

مطبع شمس المطابع دہلی